

کتاب الیز سے کتاب الشی سک ۶۸۲، فناوی کا مستند ذخیرہ
فَأَسْأَلُ أَهْلَ الدِّينِ كِرَامًا كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فناوی کے تربیتی آثار

بفیض روحانی

استاذ الفقہاء فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العزیز

تصدیق و تصحیح

محقق مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی
نائب فقیہ ملت مفتی محمد ابراہیم امجدی برکاتی

ترتیب

فیض محمد قادری مصباحی

جلد دوم

فقیہ ملت اکیڈمی
اوجھانگہ بیٹی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

- بغیض روحانی : استاذ الفقہاء فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ
(بانی مرکز تربیت افتاء و جماعت بستی، یوپی)
نام کتاب : فتاویٰ مرکز تربیت افتاء (جلد دوم)
تصدیق و تصحیح : * سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی برکاتی صاحب قبلہ دام ظلہ
صدر المدرسین و صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ ہمار کپور و نگران اعلیٰ مرکز تربیت افتاء و جماعت بستی
* نائب فقیہ ملت حضرت مفتی محمد ابرار احمد امجدی برکاتی صاحب قبلہ دام ظلہ
مہتمم اعلیٰ مرکز تربیت افتاء دارالعلوم امجدیہ یاد جماعت
ترتیب : فیض محمد قادری مصباحی، سابق استاذ مرکز تربیت افتاء و جماعت بستی
تصحیح کتابت : علمائے تربیت افتاء (مرکز تربیت افتاء و جماعت بستی)
کمپوزنگ : افضل حسین بستوی، دہلی، Mob.: 09868594259
سن اشاعت : ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۳ء
ناشر : فقیہ ملت اکیڈمی دارالعلوم امجدیہ ارشدالعلوم و جماعت بستی
صفحات : ۷۱۲
قیمت :

تقسیم کار

مکتبہ فقیہ ملت

۳۳۲ گراؤنڈ فلور گل ہر دتے والی خیابان جامع مسجد ملی ۶

MAKTABA FAQIH-E-MILLAT

442, G.Floor, Gali Beraute Wali, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Mob.09936919820, 08595439366

E-mail: mfaqihemillat@gmail.com

for more books click on the link

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	کتاب السیر سیر کا بیان	
۴۴	بے علم چلہ میں چلا جائے تو؟	۱
۴۴	دیابندہ کی کفری عبارتوں پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے مگر ان عبارتوں کو ان کی نہیں مانتا تو؟	۲
۴۴	دہابیہ کی عبارتوں پر کفری فتویٰ دیتا ہے ساتھ ہی یارسول اللہ یا غوث کہنے سلام پڑھنے اور انگوٹھا چومنے پر معترض بھی ہے تو؟	۳
۴۴	ملی معاملات میں دہابیہ سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟	۴
۴۷	سنت کی توہین کرنا کیسا ہے؟	۵
۴۷	علماء و والدین کی توہین کرنے والے اور بہار شریعت کو آؤٹ آف ڈیٹ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟	۶
۵۰	فرائض و نوافل کا ثواب مردے کو پہنچانا کیسا ہے؟	۷
۵۰	یہ کہنا کہ "اختلافی باتیں زیادہ تر سنی علما ہی کیا کرتے ہیں اور عوام کو الجھا کر تھانہ فوجداری کرواتے ہیں" کیسا ہے؟	۸
۵۲	خطیب نے بھول کر کہہ دیا کہ "حضور نے میری امت کے لیے کیا نہیں کیا" تو کیا وہ کافر ہو گیا؟ کیا بھول کر کفر یوں لے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟	۹
۵۳	یہ کہنا کہ "اللہ نے ابلیس سے زیادہ علم والا کسی کو نہیں بنایا" کیسا ہے؟	۱۰
۵۳	"اللہ وہابی بناتا ہے جہنم بھرنے کے لیے" ایسے جملے کے قائل کا کیا حکم ہے؟	۱۱

۵۵	”خدا کے علاوہ کوئی اپنے آپ پیدا نہیں ہوا“ یہ جملہ کہنا کیسا ہے؟	۱۲
۵۶	یہ کہنا کیسا ہے؟ ”میں ایسا پانی پیتا ہوں کہ خدا نہیں جانتا“	۱۳
۵۷	دیوبندی کو کافر کہنے کی بنیاد پر امام کو معزول کرنا کیسا ہے؟ معزول کرنے والے کا کیا حکم ہے؟	۱۴
۵۹	کڑکڑ میں رام بے ”من میں سینا رام۔ مذکورہ شعر پڑھنا نیز غیر مسلموں کے دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا کیسا ہے؟	۱۵
۶۰	کرشن کو نبی کہنا کیسا ہے؟	۱۶
۶۱	”قرآن کے معنی کچھ نہیں، قرآن پر ہمارا بھروسہ نہیں“ یہ جملہ کہنا کیسا ہے؟	۱۷
۶۲	قرآن نذر آتش کرنے کے خلاف آیت کریمہ کا وظیفہ کیا گیا تو زید نے کہا کہ آیت کریمہ سے کچھ نہیں ہوگا؟ تو زید پر کیا حکم ہے؟	۱۸
۶۲	بد مذہبوں کو اپنے جلوس میں شریک کرنا کیسا ہے؟	۱۹
۶۳	داڑھی والوں کو چمار اور داڑھی کو برا کہنا کیسا ہے؟	۲۰
۶۳	زید نے داڑھی چھلوا دیا اعتراض کرنے پر کہا یہ ہماری کھیتی باڑی ہے۔	۲۱
۶۶	سبز عمامہ والوں کو جتنا دل اور سی، آئی اے، کا ایجنٹ کہنا کیسا ہے؟	۲۲
۶۶	وہابیوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۳
۶۷	دوزخ کا انکار کرنا کیسا ہے؟	۲۴
۶۸	زید نے بکر سے کہا تمہارے پاس وحی آتی ہے اور میں اسے لوح محفوظ میں لکھتا ہوں تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۵
۶۹	تلمک لگانا، جتوں کی پوجا، ان کی بے کار آگ کے گرد گھومنا ہندوؤں کے مردوں پر پھول ڈالنا کیا ہے؟	۲۶
۶۹	رام نامہ جے رام نمسکار کرنا گڈنٹ گڈنٹ گڈنٹ کا کیا حکم ہے؟ غیر مسلموں سے شادی کرنا کیسا ہے؟	۲۷
۷۱	اللہ کے بعد کادر جہم اپنے صدر ایم ایل نے کو دیتے ہیں یہ جملہ کیسا ہے؟	۲۸

۷۲	خدا کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے؟	۲۹
۷۲	اگر حسین اعظم نہ ہوتے تو صدیق کی صداقت فاروق کی عدالت عثمان کی سخاوت علی کی شجاعت نبی کی نبوت خدا کی قدرت نہ ہوتی اس قول کا کیا حکم ہے؟	۳۰
۷۳	زید نے آیت کریمہ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر پڑھی اس پر عمرو نے کہا کہ شیطان بھی تو بہت بڑا نمازی تھا تو اس پر کیا حکم ہے؟	۳۱
۷۴	اللہ اکبر کو اللہ اکبر یا اکبار پڑھنا کیسا ہے؟	۳۲
۷۴	کیا محمد الرسول اللہ یعنی رسول کو الف لام کے ساتھ لکھنا کفر ہے؟	۳۳
۷۶	لا علمی میں کلمہ کفر بک دیا تو کیا حکم ہے؟	۳۴
۷۶	یہ کہنا کیسا ہے کہ ”جو رب کو دینا تھا وہ قسمت میں لکھ دیا تو پھر ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہمیں مال دے او لا دے؟“	۳۵
۷۷	یہ کہنا کہ بت پوجنے والے آرام سے ہیں اور نماز پڑھنے والے پریشان، نماز پڑھنا کھانا ہضم کرنے کے لیے ہے؟ کیسا ہے؟	۳۶
۷۷	انبیاء و اولیاء میں اگر طاقت ہے تو افغان و عراق مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کیا؟ ایسے کہنے کا کیا حکم ہے؟	۳۷
۷۹	”اپنا سلام اپنے پاس رکھو“ اس کا کیا حکم ہے	۳۸
۷۹	دیوتاؤں پر چڑھائی گئی مٹھائی دلجوئی کے لیے لے لینا کیسا ہے؟	۳۹
۷۹	ہندؤں سا نام رکھنا کیسا ہے؟	۴۰
۸۱	خدا، رسول ہمارے پاؤں لگتے ہیں۔ ہم قرآن وغیرہ نہیں مانتے ان جملوں کے قائلین کا کیا حکم ہے؟	۴۱
۸۲	نماز پڑھنے اور داڑھی رکھنے سے انکار کرنا کیسا ہے؟	۴۲
۸۲	اشرف علی تھا نبی کو مسلمان ماننے والا مسلمان ہے یا نہیں؟	۴۳
۸۴	جن اسکولوں میں گمراہ کن اور کفریہ اقوال پڑھائے جاتے ہوں ان میں بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟	۴۴

۸۵	جوستی وہابیوں سے تعلق رکھے اور شیخین کی برائیاں کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۴۵
۸۶	مسلم کو گالی دینا اور داڑھی اکھاڑنے کو کہنا کیا ہے؟	۴۶
۸۷	کافر لڑکے کی نماز جنازہ پڑھنا کیا ہے؟	۴۷
۸۸	وہابی سے میل جول اس کی جنازہ پڑھنا کیا ہے؟ اگر ارکان مسجد امام کو پڑھانے پر مجبور کریں تو؟	۴۸
۹۰	علماء دیگر سنیوں کو صلح کلی کہنا کیا ہے؟	۴۹
۹۰	علمائے کرام کی تذلیل و تحقیر کرنا کیا ہے؟	۵۰
۹۱	آسیبی غل و الاقرآن کی بے حرمتی کرے تو؟	۵۱
۹۲	کفر کی حمایت اور کلمہ گو کو کافر کہنا کیا ہے؟	۵۲
۹۳	یہ کہنا کہ ”گالی تو قرآن میں بھی ہے“ کیا ہے؟	۵۳
۹۵	زید کہتا ہے کہ سورہ فاتحہ نہ قرآن ہے نہ قرآن کی آیت بلکہ قرآن کا جز ہے غیر قرآن ہے۔ تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۵۴
۹۶	”اگر کوئی وہابی وہابیہ کی کفریات کو جھٹلا دے تو میں اسے نبی مان لوں گا“۔ کیا مذکورہ جملہ کفر ہے؟	۵۵
۹۷	”مولانا سب حرامی ہوتے ہیں“ نماز روزہ سب بیکار ہے“ مذکورہ جملوں کا استعمال کیا ہے؟	۵۶
۹۷	فرقہائے باطلہ سے اتحاد کو جائز قرار دینا کیا ہے؟	۵۷
۱۰۰	عالم کی توہین کرنا کیا ہے؟	۵۸
۱۰۱	وہابی کے جنازے میں بے نیت کھڑا ہو جائے تو؟	۵۹
۱۰۲	”میں کا ہے کو نماز پڑھنے جاؤں مجھ کو مسجد و مدرسہ کا ثناء ہے“	۶۰
۱۰۳	”دیوبندیوں کو کافر نہ کہنے والے پیر سے مرید ہونا کیا ہے؟	۶۱
۱۰۵	”قرآن پر پیشاب کر دینا چاہیے“ مذکورہ قول کا کیا حکم؟	۶۲
۱۰۶	علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کو کافر لکھا مگر علی حضرت نے کف لسان فرمایا ایسا کیوں؟	۶۳
۱۰۷	چند کفری اشعار کے بارے میں سوال؟	۶۴

۱۰۹	کسی حدیث کا انکار کرنا کیسا ہے؟	۶۵
۱۱۰	جب کفر و ایمان کے درمیان تیسرا درجہ نہیں تو امام اعظم نے یزید کو کافر کیوں نہیں کہا؟	۶۶
۱۱۱	”میں قرآن کے معنی زیر و سمجھتی ہوں“ یہ جملہ کیسا ہے؟	۶۷
۱۱۲	جاہل عوام جو وہابیوں کے علاقہ میں رہنے کی وجہ سے وہابی سمجھے جاتے ہیں مگر کفریات پر مطلع نہیں بلکہ مطلع ہونے کے بعد انہیں کافر سمجھتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۶۸
۱۱۳	سنی کا نکاح وہابی سے کرنا کیسا ہے؟	۶۹
۱۱۳	وہابی کی جنازہ پڑھانا کیسا ہے؟	۷۰
۱۱۳	وہابی کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟	۷۱
۱۱۳	سنی مولوی کے یہاں شادی میں وہابی شریک ہوں اور وہ خاموش رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۷۲
۱۱۳	صلح کلیوں کا کیا حکم ہے؟	۷۳
۱۱۶	کیا وہابی کا نکاح پڑھانے والا کافر ہو جاتا ہے؟	۷۴
۱۱۷	سید کی توہین کیسی ہے؟ کسی عالم کو کافر کہنے کا کیا حکم ہے؟	۷۵
۱۱۹	کفریات پر مشتمل نصاب پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟	۷۶
۱۲۱	سنی علماء کو محض روزہ کرنے کی وجہ سے صلح کلی کہنا کیسا ہے؟	۷۷
۱۲۲	حضور کو ازلی اور ابدی کہنا کیسا ہے؟	۷۸
۱۲۳	یہ کہنا کہ ”انبیاء و مرسلین سے بھی غلطی ہوئی ورنہ آدم علیہ السلام زمین پر کیوں پھینکے جاتے؟“	۷۹
۱۲۶	وہابیوں کو مرتد مانتے ہوئے ان کے ساتھ اختلاط رکھنا کیسا ہے؟	۸۰
۱۲۸	دیباچہ کے کفریات کی تشہیر کیا عوام و علمائے اہل سنت پر واجب ہے؟ اگر ہاں تو کیوں؟	۸۱
۱۲۸	وہابیہ کے کفریات پر اطلاع یقینی کا کیا مطلب ہے؟	۸۲
۱۳۰	سنی کسے کہتے ہیں؟	۸۳
۱۳۰	دیوبندی کی اقتدا کرنے اور اس کی جنازہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟	۸۴

۱۳۰	شوہر اور اولاد وہابی ہو گئے مگر بیوی سنیہ ہی ہے تو کیا اس کی نماز جنازہ اور قہر و تکفیر و تکفین جائز ہے؟	۸۵
۱۳۲	اجماع امت اور سواد اعظم کے کہتے ہیں نیز ان کے منکر کا کیا حکم ہے؟	۸۶
۱۳۳	صلح کلی کا پڑھنا یا نکاح کیسا ہے؟	۸۷
۱۳۳	صلح کلی سے سنیوں کا اعراض کرنا کیسا ہے؟	۸۸
۱۳۳	وہابیہ سے تعلق رکھنے والے کے گھر شادی بیاہ کیسا ہے؟	۸۹
۱۳۳	بد مذہب کی تقریب میں شریک ہونا یا اسے اپنے یہاں شریک کرنا کیسا ہے؟	۹۰
۱۳۵	سنی کی جامع تعریف کیا ہے؟	۹۱
۱۳۵	دیوبندی کے کہتے ہیں؟	۹۲
۱۳۵	غیر مقلد کے کہتے ہیں؟	۹۳
۱۳۵	قادریانی کے کہتے ہیں؟	۹۴
۱۳۵	سودودی کے کہتے ہیں؟	۹۵
۱۳۵	نچری کے کہتے ہیں؟	۹۶
۱۳۵	چکڑالوی کون سا فرقہ ہے؟	۹۷
۱۳۵	صلح کلی کون لوگ ہیں یہ سنیوں کے حکم میں ہیں یا بد مذہبوں کے؟	۹۸
۱۳۵	مذکورہ فرقوں کے عوام و خواص کا کیا حکم ہے؟ کیا سب کا ایک ہی حکم ہے؟	۹۹
۱۳۲	زید نے بکر سے کہا کہ کبھی کبھی نماز تو پڑھ لیا کرو بکر نے کہا کافر کہیں نماز پڑھتا ہے۔ تو بکر پر کیا حکم ہے؟	۱۰۰
۱۳۳	یہ کہنا کیسا ہے کہ ”مختار ثقفی در حقیقت حضرت علی کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ تھے“	۱۰۱
کتاب الشركة شرکت کا بیان		
۱۳۵	مال شرکت میں گھاتا ہوا تو وہ کس کے ذمہ ہے؟	۱۰۲

۱۰۳	گھر کا منتظم اپنی مرضی سے قرض لے کر گھر کے اخراجات میں صرف کرے تو مشترکہ مال سے اسے ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟
۱۰۴	بیٹا باپ سے الگ رہ کر اگر کچھ کمائے تو وہ کس کی ملکیت ہے؟
۱۰۵	کیا حج فرض کے لیے والدین کی اجازت ضروری ہے؟
۱۰۶	ایک آدمی کا ایک روپیہ اور دوسرے کا دو روپیہ مل گیا پھر دو روپے ہلاک ہو گئے تو یہ دو کس کے ہلاک ہوئے اور ایک روپیہ کس کے ملے گا؟
۱۰۷	مکان ۳ لوگوں میں مشترک تھا دوسری جگہ رہتے تھے اور ایک اس میں رہ کر اس کی حفاظت ترمین کاری اور تجدید کاری کرتا رہا تو کیا بقیہ دونوں اس میں حصہ لے سکتے ہیں؟
۱۰۸	پہلے نے جو کچھ تعمیر وغیرہ میں خرچ کیا دو لوگوں سے اس کا عوض لے سکتا ہے؟
کتاب الوقف وقف کا بیان	
۱۰۹	امام باڑہ پر مکان تعمیر کروانا کیسا ہے؟
۱۱۰	واقف کے ذریعہ رکھے گئے مدرسہ کے نام کو بدل سکتے ہیں؟
۱۱۱	عید گاہ یا مدرسہ سے کسی کو روکنا مدرسہ بند کرنا یا توڑنے کی دھمکی دینا کیسا ہے؟ مسلم کو غیر مسلم سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟
۱۱۲	وقف کی زمین کو بیچنا کیسا ہے؟
۱۱۳	سٹیوں اور بد مذہبوں کی مشترکہ زمین پر مدرسہ بنانا کیسا ہے؟
۱۱۴	مدرسہ کی زمین یا عمارت بیچنا یا عمارت توڑ کر اس کا ملبہ نئے مدرسہ کی تعمیر میں لگانا کیسا ہے؟
۱۱۵	مدرسہ کی زمین پر مسجد یا شادی خانہ تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟
۱۱۶	تعمیر مسجد کے لیے مدرسہ سے قرض لینا کیسا ہے؟
۱۱۷	دوسرے کی زمین اپنی مسجد کے لیے وقف کر دی اور اس پر تعمیر مسجد ہو گئی تو وہ مسجد ہوئی یا نہیں؟

۱۶۱	دوسرے کی زمین میں مسجد بنائی تو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۱۸
۱۶۳	مدرسہ میں زمین اسی شرط پر دی کہ اگر مدرسہ بند ہو گیا تو زمین واپس لے لیں گے تو یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟	۱۱۹
۱۶۳	مدرسہ کی فرنیچر مدرسہ یا ناظم گھر لے جاسکتے ہیں؟	۱۲۰
۱۶۵	وقف میں شرط لگانا کیسا ہے؟ وقف کرتے وقت یہ شرط لگانی کہ پوری زمین پر مسجد بنائی جائے تو اس زمین سے گلی نکالنا جائز ہے یا نہیں؟	۱۲۱
۱۶۶	زمین مسجد پر وقف کی اور دم آخر لوگوں کے سامنے اقرار بھی کیا مگر اس کی عورت کے بعد اس کا لڑکا قبضہ کئے ہوئے ہیں اس کے لیے کیا حکم ہے؟	۱۲۲
۱۶۸	مدرسہ کی عمارت بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۲۳
۱۶۹	وقف قوی کیا مگر وقف نامہ لکھتے وقت تبدیل کی شرط لگائی تو یہ شرط معتبر ہوگی یا نہیں؟	۱۲۴
۱۶۹	گورنمنٹی زمین کا وقف صحیح ہے یا نہیں؟	۱۲۵
۱۷۱	مسجد کے لیے وقف کردہ زمین بیچنا کیسا ہے؟	۱۲۶
۱۷۱	اسے بیچنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟	۱۲۷
۱۷۱	موقوفہ زمین پر جو مکانات بن چکے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۲۸
۱۷۳	مسجد کو بیچی ہوئی زمین سے کچھ زمین قیمت واپس کر کے لے سکتا ہے یا نہیں؟	۱۲۹
مسجد کا بیان		
۱۷۶	مسجد کے دروازہ یا سامان پر اپنا نام لکھنا کیسا ہے؟	۱۳۰
۱۷۶	مسجد کا سامان اپنے گھر لے جانا، یا امام و مؤذن اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتے ہیں؟	۱۳۱
۱۷۶	مسجد میں مسافر کے علاوہ دیگر لوگوں کا سونا کیسا ہے؟	۱۳۲
۱۷۶	مسجد کی اونچائی کے برابر وضو خانہ اور اس کے اوپر امام کا حجرہ بنانا کیسا ہے؟	۱۳۳
۱۷۶	مسجد یا مدرسہ میں دہائی دیوبندی کی رقم وغیرہ لگ گئی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۳۴

۱۷۸	تعمیر شدہ مسجد کے لیے کسی نے زمین وقف کیا مگر کوئی صراحت نہیں کی تو اس کو بیچ کر اس مسجد کی تعمیر و توسیع کر سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۳۵
۱۷۹	ایک مسجد ہوتے ہوئے دوسری مسجد کی تعمیر کرنا کیسا ہے؟	۱۳۶
۱۸۱	مسجد کو اپنی ذاتی ملکیت گردانا کیسا ہے؟	۱۳۷
۱۸۱	مسجد کا متولی کون ہو سکتا ہے؟	۱۳۸
۱۸۱	یہ کہنا کہ ”فتویٰ منگا کر اپنے گلے میں بہن لیں یا چاہے جو کریں“ کیسا ہے؟	۱۳۹
۱۸۲	مصالح مسجد کے لیے جو دوکانیں تعمیر ہیں ان پر مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ مسجد کی آراضی تعمیر مدرسہ کے لیے کرایہ پردے سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۴۰
۱۸۳	قدیم مسجد کی لکڑیاں پتھر وغیرہ امام و موذن کے کمروں کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۴۱
۱۸۵	مسجد کی زمین کو بیچنا اور اس کی آمدنی تعمیر عید گاہ میں لگانا کیسا ہے؟	۱۴۲
۱۸۶	مدرسہ کی زمین پر مسجد بنانا یا مسجد کو اپنے استعمال میں لانا کیسا ہے؟	۱۴۳
۱۸۸	دیہات کی پرانی عید گاہ میں شادی خانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۴۴
۱۸۹	مسجد کا پانی اپنے گھر لے جانا کیسا ہے؟	۱۴۵
۱۹۰	مسجد میں اینٹ دینے کا وعدہ کیا تو کیا دینا واجب ہے؟	۱۴۶
۱۹۱	مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا بورڈ لگا سکتے ہیں؟	۱۴۷
۱۹۲	مساجد و مدارس چلانے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟	۱۴۸
۱۹۳	مسجد کی زمین اجرت پر لے کر اس میں مدرسہ تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۴۹
۱۹۳	مسجد کی چٹائیوں کو عید گاہ لے جانا کیسا ہے؟	۱۵۰
۱۹۵	ایم، پی، ایم، ایل، اے وغیرہ سرکاری فنڈ سے مسجد بنانا کیسا ہے؟	۱۵۱
۱۹۵	مسجد کا پانی معاوضہ لے کر دوسروں کو دے سکتے ہیں؟	۱۵۲
۱۹۶	مسجد یا فائے مسجد میں پرائمری اسکول چلا سکتے ہیں؟	۱۵۳

۱۹۶	۱۵۳	مسجد کی دکانوں کی چھت جو مسجد میں شامل ہے تو کیا اس چھت پر اسکول چلا سکتے ہیں؟
۱۹۶	۱۵۵	اگر منع کرنے پر اسکول چلانے والے باز نہ آئیں تو؟
۱۹۶	۱۵۶	کیا قوم و برادری کا فیصلہ شریعت سے بالاتر ہے؟
۱۹۹	۱۵۷	دو مسجدوں کو ملا کر ایک کر دینا کیسا ہے؟
۲۰۰	۱۵۸	مسجد کی چھت پر موبائل ٹاور لگانا اور اس کی آمدنی مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟
۲۰۱	۱۵۹	مسجد کی توسیع کے وقت پرانے منبر و محراب کو اپنی جگہ سے ہٹا سکتے ہیں یا نہیں؟
۲۰۲	۱۶۰	مسجد میں ایسی سجاوٹ کرنا جو نماز میں غل ہو کیسا ہے؟ اگر کوئی متولی ایسی سجاوٹ پر بعد ہو اور منع کرنے پر اس کے پیچھے نمازیں ترک کر دے تو؟
۲۰۳	۱۶۱	تہاڑی مسجد کی کوئی چیز خرید یا بیچ سکتا ہے؟
۲۰۳	۱۶۲	سامان خریداری کے لیے کمیشن منگانا کیسا ہے؟
۲۰۳	۱۶۳	مسجد کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے تو اسے امام و موذن کے علاوہ بچوں کی تعلیم وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں؟
۲۰۳	۱۶۴	مسجد کا قرآن دوسری جگہ منتقل کرنا کیسا ہے؟
قبرستان کا بیان		
۲۰۶	۱۶۵	چکبندی میں قبرستان کے لیے زمین ملی مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا مگر ابھی کوئی مردہ دفن نہیں ہوا ہے تو اس پر مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟
۲۰۷	۱۶۶	سیکڑوں سال پرانا قبرستان مگر مردے دفن نہیں ہوتے ہیں اس میں عید گاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟
۲۰۸	۱۶۷	قبرستان میں اگر کسی نے درخت لگائے تو وہ کس کی ملکیت ہیں؟
۲۰۹	۱۶۸	قبرستان چکبندی میں بانسی راجہ کے نام ہو گیا اس سے ایک مسلم نے خرید لیا تو وہ اس میں تصرف کر سکتا ہے یا نہیں؟
۲۰۹	۱۶۹	قبرستان کے درختوں کی آمدنی سے عید گاہ بنا سکتے ہیں؟

۲۱۰	قبرستان بیچ کر دوسری جگہ زمین خریدنا کیسا ہے؟	۱۷۰
۲۱۰	کیا مدرسہ کے روپے سے قبرستان کی زمین خرید سکتے ہیں؟	۱۷۱
۲۱۰	کیا قبرستان کو کسی دوسرے مقصد میں استعمال کر سکتے ہیں؟	۱۷۲
۲۱۳	قبرستان میں پختہ قبر بنانا کیسا ہے؟	۱۷۳
۲۱۵	دقی قبرستان میں کسی بزرگ کا مزار تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۷۴
۲۱۶	زید کے آبا و اجداد نے قبرستان کے لیے زمین دی تھی مگر اس زمین کے کاغذات میں زید علی کا نام ہے اب وہ زمین دینے سے انکار اور تدفین سے منع کر رہا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۷۵
۲۱۷	قبرستان جس میں مردے دفن نہ ہوئے ہوں اس میں مدرسہ بنانا کیسا ہے؟	۱۷۶
۲۱۹	قبرستان کی زمین میں مکان بنا کر اس کا کرایہ مسجد میں لگانا یا اس میں پاخانہ بنانا کیسا ہے؟	۱۷۷
۲۱۹	قبروں کو ہوار کر کے اسے مسجد میں شامل کرنا اس پر نماز پڑھنا مل لگوانا کیسا ہے؟	۱۷۸
۲۲۱	قبرستان کی پھوس کاٹ کر اس کی قیمت مسجد میں لگا سکتے ہیں؟	۱۷۹
۲۲۱	قبرستان کے درخت جس نے خریدا ہے اس کی ملکیت ہیں؟	۱۸۰
۲۲۱	قبر کھودنے میں دقت ہو تو درختوں کو کاٹ کر اس کی جڑوں کو کھود سکتے ہیں؟	۱۸۱
۲۲۳	کیا قبرستان کی زمین مدرسہ سے بدل سکتے ہیں؟	۱۸۲
۲۲۳	قبرستان کی آمدنی ذاتی مصارف میں خرچ کرنا، قبر کے ہرے درختوں کو کاٹ کر بیچنا کیسا ہے؟	۱۸۳
۲۲۶	قبروں کو برابر کر کے مسجد مدرسہ پاخانہ وغیرہ بنانا کیسا ہے؟	۱۸۴
۲۲۸	قبرستان کی زمین کو کھودنا کیسا ہے؟	۱۸۵
۲۲۸	مزار پر جانا چادر چڑھانا فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟	۱۸۶
۲۲۸	قبرستان کی گھاس، جھاڑ کو کاٹ کر مسجد مدرسہ میں لگانا کیسا ہے؟	۱۸۷
۲۲۹	درگاہ کے متولی کو بلا وجہ بردستی معزول کرنا کیسا ہے؟	۱۸۸
۲۲۹	درگاہ کی آمدنی کیا مسجد مدرسہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟	۱۸۹

کتاب البیوع خرید و فروخت کا بیان

۲۳۳	مچھول فنڈ میں شرکت کیسی ہے؟	۱۹۰
۲۳۵	زید نے ۱۰۰ روپلاٹ اس طرح بیچے کہ ہر پلاٹ والے کو ہر مہینہ ایک ہزار دینا ہوگا اور قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک آدمی کا نام نکالا جائے گا جس کا نام نکلے اسے اگلی قسطیں نہیں جمع کرنی ہوں گی یہ طریقہ کار جائز ہے یا نہیں؟	۱۹۱
۲۳۶	قبرستان کو حق شفعہ حاصل ہے یا نہیں؟	۱۹۲
۲۳۷	تجارت کی زمین پر زکاۃ ہے یا نہیں؟	۱۹۳
۲۳۷	پٹانہ اور راکھی کی تجارت کیسی ہے؟	۱۹۴
۲۳۸	سکہ کا تبادلہ نوٹ سے کی پیشی کے ساتھ کیسا ہے؟	۱۹۵
۲۳۸	روپیوں کو ان پر لکھی رقم سے زیادہ پر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟	۱۹۶
۲۳۸	شیر بازار کا کاروبار کیسا ہے؟	۱۹۷
۲۳۹	زمین کے بدلے چھت کی اونچائی تک دیوار کھڑی کر کے دینا کیسا ہے؟	۱۹۸
۲۴۱	حرام چیزوں کی تجارت کیسی ہے؟	۱۹۹
۲۴۲	ردی مال کا دھندہ کرنا کیسا ہے؟	۲۰۰
۲۴۳	ایف، سی، آئی (نیٹ ورکنگ کمپنی) سے ملحق ہونے کا حکم۔	۲۰۱
۲۴۴	جاندار چیزوں کے کھلونوں کی تجارت جائز ہے؟	۲۰۲
۲۴۵	نگر پالیکا کے مردہ جانوروں کا شہہ لینا کیسا ہے؟	۲۰۳
۲۴۶	کیا کافر حربی کی طرح وہابی دیوبندی وغیرہ سے بھی عقود و فاسدہ سے مال حاصل کرنا جائز ہے؟	۲۰۴
۲۴۷	ماربل کی قیمت اڈوانس دید یا مگر ابھی نہ ماربل کان سے نکالا ہے نہ دینے کا وقت محسن ہے نہ جگہ تو یہ صحیح درست ہے یا نہیں؟	۲۰۵
۲۴۷		

۲۴۹	میلے میں سامان ادھار خریدادکاندار چلا گیا اب اسے قیمت کیسے ادا کرے؟	۲۰۶
۲۴۹	معین مدت تک کے لیے مکان اس شرط پر بیچا کہ ٹن واہس کرنے پر مکان واہس ہو جائے گا یہ بیچ کیسی ہے؟	۲۰۷
۲۵۲	فوجی کو جو شراب ملتی ہے اسے بیچ کر اس کا دام لے سکتا ہے یا نہیں؟	۲۰۸
۲۵۳	زید نے بکر سے زمین خریدی مگر ۵ سال تک رجسٹری نہیں ہوئی اب زمین کی قیمت چار گنا بڑھ گئی تو کیا اب بکر زید کو زمین نہ دے کر روپے واہس کر سکتا ہے؟	۲۰۹
۲۵۳	پولس سے مل کر مہنگا سامان سستے داموں بیچنا پھر پولس سے پکڑوا کر سامان واہس لینا کیسا ہے؟	۲۱۰
۲۵۳	اس پیسے سے حج کرنا کیسا ہے؟	۲۱۱
۲۵۳	مذکورہ کاروبار اگر غیر مسلم کے ساتھ ہو تو کیا حکم ہے؟	۲۱۲
۲۵۴	دس لاکھ کی زمین ایک لاکھ دے کر قسط پر خریدی مگر وہ قسط نہ دے سکا اب بکر اس کا ایک لاکھ واہس کرنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟	۲۱۳
۲۵۴	حیب چچا کر چیز ۵ ہزار میں بیچ دی معلوم ہونے پر واہس کرنے گیا تو ۲۰ ہزار ہی واہس کر رہا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟	۲۱۴
سود کا بیان		
۲۶۰	کافروں کو روپیہ دے کر اس پر نفع لینا کیسا ہے؟	۲۱۵
۲۶۰	بینک سے سودی قرض لینا کیسا ہے؟	۲۱۶
۲۶۰	بینک سے لی گئی رقم دوسرے کو دے کر اس پر آنے والے سود کو اس سے وصول کرنا کیسا ہے؟	۲۱۷
۲۶۰	سود سے بچنے کی کیا صورت ہے؟	۲۱۸
۲۶۲	فیس سے بچنے کے لیے بینک سے سودی قرض لینا کیسا ہے؟	۲۱۹
۲۶۲	ایک ہی سامان کو نقد تین سو میں اور ادھار سو تین سو میں بیچ سکتا ہے؟	۲۲۰
۲۶۳	برطانیہ کے بینک میں رقم جمع کرنے پر جو زائد رقم ملتی ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟	۱۲۱

۲۶۴	مستند اور بڑی کمپنیوں کے شیرز کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟	۱۲۲
۲۶۵	ایک سودی کاروبار سے متعلق سوال	۲۲۳
۲۶۶	کھیت رہن پر رکھنا کیسا ہے؟	۲۲۳
۲۶۷	دہنی میں ایک لاکھ دے کر انڈیا میں ایک لاکھ پانچ ہزار وصول کرنا کیسا ہے؟	۲۲۵
۲۶۸	بی، سی، کا کاروبار کیسا ہے؟	۲۲۶
۲۶۹	ابوالکلام آزاد فنڈ سے سودی قرض لینا کیسا ہے؟	۲۲۷
۲۷۰	کھیت رہن رکھنا کیسا ہے؟ ہندو کا کھیت رہن پر لے تو؟	۲۲۸
۲۷۱	کمپنی پالیسی چلانا اس میں شریک ہونا اس پیسے سے حج کر سکتا ہے یا نہیں؟	۲۲۹
۲۷۲	جیون بیما جائز ہے یا نہیں کیا اس سے حاصل آمدنی حلال ہے؟	۲۳۰
۲۷۳	سودی کاروبار والی کمپنی کا ممبر بننا کیسا ہے؟	۲۳۱
۲۷۳	مال حرام سے حج کیا ہوا یا نہیں؟	۲۳۲
۲۷۳	کمپنی میں جو روپے جمع ہوئے اس میں سے کمپنی کا ۲۰۰ رکاٹ کر باقی واپس کرنا کیسا ہے؟	۲۳۳
۲۷۵	تجارت کے لیے ایک لاکھ اس شرط پر قرض دیا کہ قرضدار ہر ماہ دو ہزار دے گا یہ جائز ہے یا نہیں؟	۲۳۴
۲۷۶	قرض دار اپنی خوشی سے زائد دے تو لینا اور اسے مسجد وغیرہ میں لگانا کیسا ہے؟	۲۳۵
۲۷۷	سودی پیسے سے بلڈنگ بنا کر وقف کرے تو اس میں تعلیم دینا اور اسے مدرسہ بنانا کیسا ہے؟	۲۳۶
کتاب القضاء قضا کا بیان		
۲۷۹	قاضی شرع بننے کا مستحق کون ہے؟ کیا خامانی قاضی شرع ہیں یہ جمعہ وغیرہ کی ملامت کر سکتے ہیں؟	۲۳۷
۲۸۰	قاضی کے انتخابات کا کیا طریقہ ہے؟	۲۳۸
۲۸۰	قاضی بورڈ کے قیام کا شرعی طریقہ کیا ہے؟	۲۳۹

۲۴۰	نیپال سے متصل ہندوستانی ضلعوں کے قاضی کا اعلان نیپال والوں کے لیے واجب العمل ہے یا نہیں؟
۲۸۰	اگر ملک کا کوئی چیف قاضی نہ ہو تو کیا وہاں کے علماء عوام گنہگار ہوں گے؟

کتاب الہبۃ ہبہ کا بیان

۲۴۲	زید نے بکر کو مکان ہبہ کیا اس کے لڑکوں نے بھی اسے جائز رکھا بئذید کے لڑکوں اور بکر کے انتقال کے بعد زید کے پوتے بکر کے لڑکوں سے بڑی سزا بردستی وہ مکان حاصل کریں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟
۲۸۲	زید نے بھائی سے الگ ہو کر زمین خریدی کاغذات میں ماں کا نام لکھوایا مگر قبضہ زید ہی کا رہا پھر اس نے وہ زمین بیوی کو مہر کے عوض دیدیا تو کیا زید کے بھائی کے لڑکوں کا اس میں حق ہے؟ یا نہیں؟
۲۸۳	بلور انعام حکومت نے کسی کو جائیداد دیا تو اس کا مالک وہی ہے اسے بلا دلیل وقف کہہ کر اس سے لینا جائز نہیں؟
۲۸۵	عرو نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو ذات سے الگ کر دو تو کیا ایسا کہنا کفر ہے؟
۲۸۵	

کتاب الاجارۃ اجرت کا بیان

۲۴۶	ڈاکٹروں کا میڈیکل اسٹور والوں سے کمیشن لینا کیسا ہے؟
۲۴۷	مدرس نے اگر تعطیل معہودہ ہوتے ہی استعفیٰ دیا تو تعطیل کی تنخواہ پائے گا یا نہیں؟
۲۴۸	مدرس چھٹی کی تنخواہ لے کر گیا چھٹی بعد نہیں آیا تو کیا تنخواہ جائز ہوگی؟
۲۴۹	یہ شرط لگانا کہ اگر مدرس چھٹی بعد مدرسہ چھوڑے گا تو چھٹی کی تنخواہ نہیں ملے گی جائز ہے یا نہیں؟
۲۵۰	مدرس نے رمضان کا چندہ کیا ڈبل تنخواہ کا مستحق ہوا مگر ۱۰ ارشوال الکریم کو استعفیٰ دیدیا مدرسہ کے ذمہ داران ایک تنخواہ بھی دینے سے انکار کر رہے ہیں لہذا ان کے لیے کیا حکم ہے؟
۲۹۱	

۲۹۳	فی، وی، ویڈیو بنانے کی اجرت لینا کیسا ہے؟	۲۵۱
۲۹۳	اجارہ سے متعلق ایک سوال	۲۵۲
۲۹۵	اجرت لے کر پیسہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا کیسا ہے؟	
۲۹۶	دعوت و امامت وغیرہ کی اجرت لینا کیسا ہے؟	۲۵۳
۲۹۷	رمضان کی تنخواہ پانے کے لیے کتنی حاضری ضروری ہے؟	۲۵۴
۲۹۸	ڈرافٹ کا طریقہ ہنڈی ہے یا حوالہ اور اس کا حکم کیا ہے؟	۲۵۵
۲۹۸	کچھ کمپنیاں ایک ملک سے نوٹ دوسرے ملک بھیجتی ہیں یہ ہنڈی ہے یا حوالہ یا کچھ اور؟	۲۵۶
۲۹۹	پگڑی کا لین دین کیسا؟	۲۵۷
۳۰۰	تنخواہ دار عالم دین و امام کو نوکر سمجھنا کیسا ہے؟	۲۵۸
۳۰۰	امام کو جو اجرت دی جاتی ہے اسے تنخواہ کہہ سکتے ہیں؟	۲۵۹
۳۰۱	آزستی کا خریدار سے اضافی رقم لینا کیسا ہے؟	۲۶۰
۳۰۲	پگڑی کے جواز کا حیلہ۔	۲۶۱
۳۰۳	زید نے مسجد کی دکان بنانے کے لیے اس شرط پر رقم دیا کہ وہ دکان اسے کرایہ پر ملے گی تو یہ جائز ہے یا نہیں؟	۲۶۲
۳۰۳	کرایہ کی دکان زیادہ کرایہ لے کر دوسرے کو دے سکتا ہے یا نہیں؟	۲۶۳
۳۰۴	ٹیوشن پڑھانے کے لیے اسکول میں نصاب مکمل نہ پڑھانا کیسا ہے؟	۲۶۴
۳۰۵	دعوت پر اجرت لینا کیسا ہے؟	۲۶۵
<h2>کتاب الذبائح</h2> <h3>ذبح کا بیان</h3>		
۳۰۷	بحری جانوروں میں کون حلال ہیں کون حرام؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟	۲۶۶
۳۰۷	بحری جانوروں میں کون مکروہ تزیہی ہیں کون مکروہ تحریمی؟ اور کیوں؟	۲۶۷
۳۰۸	مسلم نے ہندو کے یہاں جانور ذبح کیا غیر مسلم نے اسے پکایا تو وہ حلال ہے یا نہیں؟	۲۶۸

۳۰۹	مرغی کا چمڑہ کھانا کیسا ہے؟	۲۶۹
۳۰۹	مشین کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟	۲۷۰
۳۱۰	اوجھڑی کا کیا حکم ہے؟	۱۷۱
۳۱۲	دہانی دیوبندی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟	۲۷۲
۳۱۳	چمڑا اور چمڑا حادے کا بکرا ذبح کر کے کھانا کیسا ہے؟	۲۷۳
قربانی کا بیان		
۳۱۵	کھیت کی قیمت نصاب سے فاضل ہے مگر پیداوار اتنی نہیں کہ خرچ کے لیے کافی ہو تو عشر و قربانی واجب ہے یا نہیں؟	۲۷۴
۳۱۶	گھنگھا والے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟	۲۷۵
۳۱۶	کیا بٹائی کے جانور کی قربانی جائز ہے؟	۲۷۶
۳۱۷	قربانی کی کھال کسے دی جائے؟ مسجد میں دے سکتے ہیں؟	۲۷۷
۳۱۸	میت کے نام قربانی کر سکتے ہیں؟ اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟	۲۷۸
۳۱۹	پڑوسی کا حق کیا ہے کیا کافر پڑوسی کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں؟	۲۷۹
۳۲۰	قربانی کا جانور چوری ہو گیا پھر دوسرا لیا اب پہلا لیا گیا تو غنی کو اختیار ہے جس کی چاہے کرے مگر فقیر پر دونوں کی قربانی واجب ہے ایسا کیوں؟	۲۸۰
۳۲۱	زید اپنی آمدنی کا اکثر حصہ والد کو دے دیتا ہے وہی مالک ہیں تو قربانی کس پر ہے؟ اگر دونوں مالک نصاب ہوں تو؟	۲۸۱
۳۲۱	کیا قربانی کے گوشت پر فاتحہ کرنا جائز ہے؟	۲۸۲
۳۲۱	کیا بڑے جانور کی قربانی میں شرکاء کا طاق ہونا ضروری ہے؟	۲۸۳
۳۲۲	امریکی نے ہندوستانی کو قربانی کا وکیل کیا تو قربانی کب کرے یہاں کے وقت پر یا وہاں کے؟	۲۸۴
۳۲۲	جانور کے قصن سے خون آتا ہو تو قربانی جائز ہے یا نہیں؟	۲۸۵

۳۲۶	فحسی کی قربانی درست ہے یا نہیں؟	۲۸۶
۳۲۶	مرحوم کے نام قربانی کی تو گوشت کیا کرے؟	۲۸۷
۳۲۷	چند سال کی قربانی باقی ہے تو جانور صدقہ کرے یا قیمت؟ اور اگر بعد میں فقیر ہو گیا تو؟	۲۸۸
۳۲۸	قربانی کے جانور میں وہابی وغیرہ شریک ہوں تو؟	۲۸۹
۳۲۹	قربانی کا جانور بیمار ہے یا مرنے کا خوف ہے تو اسے ذبح کر کے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟	۲۹۰
۳۳۰	مر جائے تو اس کا فد یہ کیا ہے؟	۲۹۱
۳۳۰	نماز سے پہلے قربانی کی تو ہوگی یا نہیں؟	۲۹۱
۳۳۱	قربانی کی کھال مسجد یا کلیہ دار کو دینا کیسا ہے؟	۲۹۲
۳۳۱	کیا کمانے والا گھر کے دوسرے فرد کے نام قربانی کر سکتا ہے؟	۲۹۳
۳۳۲	کیا بکرے اور مرغی کی قربانی سات آدمی کی طرف سے صحیح ہے؟ مرغی ذبح کی قربانی ہو سکتی ہے؟	۲۹۴
۳۳۲	قربانی کا انکار کرنا کیسا ہے؟	۲۹۵
۳۳۶	جانور خرید بعد میں پتہ چلا کہ چوری کا ہے تو اس کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟	۲۹۵
۳۳۷	کیا عقیقہ میں پورا بال اتروانا ضروری ہے؟	۲۹۶

کتاب الحظر والاباحہ حظر و اباحت کا بیان

۳۳۹	امام حالت جنابت میں نماز پڑھا دے تو؟	۲۹۷
۳۴۰	غیر مسلم کی شیرینی پر فاتحہ دینا کیسا ہے؟	۲۹۸
۳۴۱	صدقہ کا بکرا بیچ کر اس کی قیمت کا گوشت منگا کر طلبہ کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟	۲۹۹
۳۴۱	کناح خوانی کے متعلق سوالات	۳۰۰
۳۴۲	زعیمہ شاہ مدار علیہ الرحمہ نے کسی کو خلافت و اجازت دیا تھا یا نہیں؟ نہیں تو اس سلسلہ میں مرید ہونا کیسا ہے؟	۳۰۱
۳۴۲	”اشد وارث“ یا ”حق وارث“ کہنا کیسا ہے؟ گلے میں لوہے کی چیز پہننا کیسا ہے؟	۳۰۲

۳۰۳	داڑھی منڈانے والے اور عورتوں سے اختلاط رکھنے والے پیر سے مرید ہونا کیسا ہے؟	۳۰۳
۳۰۴	سلسلہ اشرفیہ میں مرید ہونا کیسا ہے؟	۳۰۴
۳۰۵	اعلیٰ حضرت سے چڑھنے والے سے مرید ہونا کیسا ہے؟	۳۰۵
۳۰۶	عورت کا اتنی بلند آواز سے قرآن خوانی، نعت خوانی یا تقریر کرنا کہ غیر محرم نہیں کیسا ہے؟	۳۰۶
۳۰۷	بہار شریعت میں ہے کہ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی ناجائز ہے اور مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں جائز ہے تو دونوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟	۳۰۷
۳۰۸	دعوت لے کر کھانے نہ جانا نیز عالم کی خطا گیری کیسی ہے؟	۳۰۸
۳۰۹	شجروں میں ہے اسی عقیدے پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں تو کیا اس سے مجدی علماء کا وہم نہیں ہوتا ہے؟	۳۰۹
۳۱۰	صرف ایک بار لاکھوں مسلمانوں کو روڑوں درو رو کہنے سے مذکورہ تعداد میں پہنچتا ہے یا نہیں؟	۳۱۰
۳۱۱	اللہ فرشتے رسول پر کن صیغوں سے درود بھیجتے ہیں نیز صحابہ کن صیغوں سے بھیجتے تھے؟	۳۱۱
۳۱۲	غیر سید اپنے کو سید کہے جب کہ وہ فقیر ہے۔	۳۱۲
۳۱۳	قربانی و عقیدہ کے گوشت سے شادی کی دعوت کرنا کیسا ہے؟	۳۱۳
۳۱۴	حضور کتنے کپڑے استعمال کرتے تھے؟	۳۱۴
۳۱۵	کسی مدرسہ میں چند لکھوا کر اس مدرسہ میں نہ دے کر دوسرے میں دینا کیسا ہے؟	۳۱۵
۳۱۶	جنگل سے چرائی لکڑی خرید کر مسجد میں لگانا کیسا ہے؟	۳۱۶
۳۱۷	نسبندی کرنا اور کروانے والے کے ہاتھ کا کھانا پینا، اس کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟	۳۱۷
۳۱۸	کیا کوئی عذر ایسا ہے جس کی وجہ سے نسبندی جائز ہے؟	۳۱۸
۳۱۹	شوہر بیوی میں جھگڑا ہوا شوہر نے بیوی کو چھ سال میٹھے چھوڑے رکھا اس مدت میں اس کے والد نے نسبندی کر دیا تو گناہ کس پر ہے کیا شوہر اسے طلاق دے سکتا ہے؟	۳۱۹
۳۲۰	مسلمان کی قبر منہدم کرنا کیسا ہے؟	۳۲۰

۳۶۰	زید ایک مدرسہ میں مدرس ہے اور دوسرے مدرسہ میں بھی اس کا نام چل رہا ہے کیا یہ درست ہے؟	۳۲۱
۳۶۱	ٹی وی ریڈیو اور کمرہ کا استعمال، ان کی تجارت و مرمت درست ہے یا نہیں؟	۳۲۲
۳۶۱	اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟	۳۲۳
۳۶۳	مسجد میں منبر یا کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا کیسا ہے؟ جب کہ مقرر عام نہ ہو؟	۳۲۴
۳۶۴	داڑھی منڈانے والے سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟	۳۲۵
۳۶۵	مسجد کی بجلی اجرت پر دوسرے گھروں میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟	۳۲۶
۳۶۶	شرعی فتوؤں کو جعلی بتانا، اس کا غلط مفہوم بیان کرنا، لوگوں کو اس پر عمل سے روکنا، نیز لوگوں کو مسجد کی امداد سے روکنا کیسا ہے؟	۳۲۷
۳۶۷	تعویذ جس پر فرشتوں کا نام لکھا ہو دروازہ پر گاڑنا کیسا ہے؟	۳۲۸
۳۶۸	فتویٰ کو ”بے دم“ کہنا کیسا ہے؟	۳۲۹
۳۶۸	کسی گناہ سے توبہ کے لیے مطلق توبہ کافی ہے یا خاص اس گناہ سے توبہ ضروری ہے؟	۳۳۰
۳۷۰	شفیع الرحمن اور آفرین جہاں نام رکھنا کیسا ہے؟	۳۳۱
۳۷۰	مسجد میں دن کو چراغ جلانا کیسا ہے؟	۳۳۲
۳۷۲	مدرسہ کو الحاق کرنا کیسا ہے؟	۳۳۳
۳۷۳	کر بلا، امام باڑہ اور فرضی روضہ بنانا پھر اصل سا برتاؤ کرنا کیسا ہے؟ مذکورہ چیزوں کو توڑنے کا حکم دینے والے کو کافر کہنا کیسا ہے؟	۳۳۴
۳۷۶	نیم کے درخت کو غوث پاک کی طرف نسبت کر کے وہاں نیاز قاتحہ دلانا، سلام کرنا، نذر ماننا کیسا ہے؟ فرضی قبر بنا کر اس کی زیارت کرنا کیسا ہے؟	۳۳۵
۳۷۶	قبروں کو سمار کر کے چبوترہ بنا کر بیٹھنا کیسا ہے؟	۳۳۶
۳۷۸	شادی میں ڈھول بجانا بلوٹوں کا ہار پہنانا کیسا ہے؟ مذکورہ چیزوں کے ہوتے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟	۳۳۷

۳۴۸	ہولی کے موقع پر رنگ کو برا جانتے ہوئے تھوڑا سا لگوا لینا کیسا ہے؟
۳۴۹	کافر کی میت میں جانا کیسا ہے؟
۳۴۹	مدرسہ کنکشن سے دوسروں کو بچلی دینا کیسا ہے؟
۳۸۱	چند اشعار کے بارے میں سوال
۳۸۲	لے پالک بنانا کیسا ہے؟
۳۸۳	شادی کے موقع پر پنچایت کا کسی کو دعوت کھلانے پر مجبور کرنا کیسا ہے؟
۳۸۳	جولباس و رواج غیر مسلموں کے ساتھ خاص اور ان کا شعار ہیں انہیں اپنانا کیسا ہے؟
۳۸۵	کیا عورت کی آواز عورت ہے؟ فون، موبائل اور انٹرنیٹ سے کسی اجنبی تک آواز پہنچانے کا کیا حکم ہے؟
۳۸۶	کیا جو تکلیف کے ساتھ مرے وہ بدکار اور جو آسانی سے مرے وہ نیکو کار ہوتا ہے؟
۳۸۶	کیا منگل کو سفر کرنا یا بدھ کو بھائی بہن کے یہاں جانا معیوب ہے؟
۳۸۷	کیا شب جمعرات سرمہ لگانا اور منگل کو حجامت بنوانا ممنوع ہے؟
۳۸۷	غیر روزہ دار افطاری میں شامل ہوں تو کیا اسے ثواب ملے گا؟
۳۸۷	حضور نے انگشت مبارک میں کپڑا پیٹ کر بھینس کے شور بے میں اپنا ہاتھ ڈالا اور چکھاتو بھینس حلال ہوئی کیا یہ روایت صحیح ہے۔
۳۸۷	داڑھی رکھنے کے لیے یہ عذر کرنا کہ اگر گناہ کریں گے تو داڑھی والے علما کی توہین ہوگی صحیح ہے یا نہیں؟
۳۸۷	کسی کے انتقال کے بعد جو عید آئے اسے عیدنی کہنا اس میں تمام رشتہ داروں کی شرکت ضروری سمجھنا عدم شرکت کو نفاق کہنا کیسا ہے؟
۳۸۷	کوئی کسی کو سلام بھیجے تو اس کا جواب کیسے دے؟
۳۸۹	جس بارات میں ناچ گانا اور بد مذہبوں کی شرکت ہو اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

۳۹۰	نسہری کرنا کیسا ہے؟ کرانے والے کا کیا حکم ہے؟	۳۵۵
۳۹۰	کورٹ میرج کرنا کیسا ہے؟ اس سے نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟	۳۵۶
۳۹۲	کیا جن انسان کے اندر حلول کر سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی سے دعا تعویذ کرانا، قحطے دینا اس کی باتوں کو صحیح مان کر عمل کرنا کیسا ہے؟	۳۵۷
۳۹۲	کیا انبیاء و اولیاء بدن انسان میں حلول کر سکتے ہیں؟	۳۵۸
۳۹۳	زید قاسم سلطان کا دعویٰ ہے کہ اس پر سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی سواری آتی ہے کیا صحیح ہے؟	۳۵۹
۳۹۳	نشان اٹھانا کیسا ہے؟	۳۶۰
۳۹۳	راہن اور ادھیہا کا کیا حکم ہے؟	۳۶۱
۳۹۳	حضرت ایوب علیہ السلام کو کیا مرض تھا اور اس میں کیڑے پڑے تھے یا نہیں؟	۳۶۲
۳۹۶	دودھ بخشوانا کیسا ہے؟	۳۶۳
۳۹۶	کافر کی ارغی کے ساتھ نیز تیر ہویں میں جانا کیسا ہے؟	۳۶۴
۳۹۷	ریح النور کا چاند یکے کر جھنڈا لگانا جائز ہے یا نہیں؟	۳۶۵
۳۹۷	ریح النور کی بارہ کوجوس نکالنا کیسا ہے؟	۳۶۶
۳۹۸	پوسہ قیر کا کیا حکم ہے؟ زید پانی یا تیل کو دیوار میں لگا کر کہتا ہے کہ یہ صاحب مزار کا دم کیا ہوا ہے کیا یہ درست ہے؟	۳۶۷
۳۹۹	مزار شریف پر نعت پڑھنا کیسا ہے؟	۳۶۸
۳۹۹	مزار پر خانہ کعبہ کی وہ تصویر لگانا جس میں دو چار انسانوں کی تصویریں ہوں کیسا ہے؟	۳۶۹
۳۹۹	زینکابہ کہنا کہ جو کچھ کرتے ہیں مگر صاحب مزار ہی کرتے ہیں کیسا ہے؟	۳۷۰
۳۹۹	دعا میں ہاتھ اٹھانے یا بانہ مہر کے؟	۳۷۱
۳۹۹	مزار پر چادر پوشی و گل پوشی کرنا کیسا ہے؟	۳۷۲
۴۰۱	خون کا علیہ دینا کیسا ہے؟	۳۷۳

۳۰۲	غیر مسلم امیدوار نے شادی خانہ کی تعمیر کے لیے روپیہ دیا تو تعمیر کے بعد بچے روپیوں سے مسجد کے مکانوں کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟	۳۷۳
۳۰۳	مجنونہ کی بچہ دانی نکال کر دوسری عورت کو دینا کیسا ہے؟	۳۷۵
۳۰۴	بزرگان دین کے نام کا چراغ جلانا کیسا ہے؟	۳۷۶
۳۰۵	ہزاروں لوگوں کے سامنے گناہ کیا اور ۱۰۰ لوگوں کے سامنے توبہ کیا تو کافی ہے یا نہیں؟	۳۷۷
۳۰۶	کنڈوم و زرو دھ کا استعمال جائز ہے؟	۳۷۸
۳۰۷	عذرو بیماری کی وجہ سے نسہہ دی کر سکتے ہیں یا نہیں؟	۳۷۹
۳۰۷	اس کی جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟	۳۸۰
۳۱۰	محرم کے مہینہ میں رلانے والی تقریر کرنا کیسا ہے؟	۳۸۱
۳۱۰	کعبہ شریف، گنبد خضریٰ اور مزارات اولیاء کے طغروں پر ہار چڑھانا، اگر بتی سلگانا اور اولیاء اللہ کا گھروں میں چراغ جلانا کیسا ہے؟	۳۸۲
۳۱۱	”یا نبی سلام علیک“ کی رنگ ٹون موبائل میں استعمال کرنا کیسا ہے؟	۳۸۳
۳۱۳	کیا شہدا وغیرہ کسی پر سوار ہوتے ہیں؟ کوئی کہے کہ فلاں جگہ شہید رہتے ہیں وہاں مزار بناؤ تو اس کا کیا حکم ہے؟	۳۸۴
۳۱۳	عورتوں کو بے پردہ سامنے بٹھانا ہاتھ چومانا کیسا ہے؟	۳۸۵
۳۱۳	علما کا باطل فرقوں کی محفل میں شریک ہونا یا بازاروں میں بیٹھ کر فحشی مذاق کرنا کیسا ہے؟	۳۸۶
۳۱۳	جین دھرم کے جلوس میں ان کے مذہبی پیشواؤں پر ہار پھول چڑھانا کیسا ہے؟	۳۸۷
۳۱۶	یہ خیال کسا اگر عورت عصر و مغرب کے درمیان کھالے گی تو اس کا فوت شدہ بچہ بھوکا رہے گا درست ہے یا نہیں؟	۳۸۸
۳۱۷	بچنے والی گھڑی کا مسجد میں لگانا کیسا ہے؟	۳۸۹
۳۱۷	کیا غریب نواز، بندہ نواز، دہلیگیر اللہ کے نام ہیں ان کا استعمال بزرگوں کے لیے کیسا ہے؟	۳۹۰

۴۱۸	جوانہ کو دینا تھا قسمت میں لکھ دیا پھر ہم کیوں کہتے ہیں مال دے اولاد دے؟	۳۹۱
۴۱۸	ادگرہ سے جھاڑ پھونک کرانا اور ایسے شخص کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟	۳۹۲
۴۲۰	دوران تلاوت وقفہ میں ماشاء اللہ سبحان اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے؟	۳۹۳
۴۲۱	طالب علم سے لیٹ فیس وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۳۹۴
۴۲۱	اسائے الہیہ میں عبدلگائے بغیر اسے بندے کے لیے بولنا حرام ہے تو دار و روزہ جہنم کو مالک کیوں کہتے ہیں؟	۳۹۵
۴۲۳	زید کہتا ہے کہ نظام اسلام قانون کیٹی پر منحصر ہے اسے ملا مولوی نہیں چلا سکتے اور عمر وان کیٹیوں کو عیسائیوں کا قندہ بتاتا ہے کون حق پر ہے؟	۳۹۶
۴۲۳	جو کیٹیاں احکام اسلام سے نا بلند ہوں ان کا شرعی مسائل حل کرنا کیسا ہے؟	۳۹۷
۴۲۵	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے نوشیر واں کو عادل کہنے کو حرام و کفر لکھا ہے جب کہ شیخ سعدی نے اسے عادل کہا ہے تو دونوں میں کیا تطبیق ہے؟	۳۹۸
۴۲۶	جانوروں کو تکلیف دینا گناہ ہے تو ذبح کرنا کیوں گناہ نہیں؟	۳۹۹
۴۲۶	بلا وجہ کسی جانور کو ایذا دینا ممنوع ہے تو موذی جانوروں کو ایذا سے پہلے قتل کا حکم کیوں دیا گیا؟	۴۰۰
۴۲۸	پندرہویں صدی کا مجدد کون ہے؟	۴۰۱
۴۲۸	کیا حضور مفتی اعظم ہند پندرہویں صدی کے مجدد ہو سکتے ہیں جب کہ وہ چودھویں صدی میں پیدا ہوئے؟	۴۰۲
۴۳۰	جوشی بی بی یا بی بی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۰۳
۴۳۱	مسجد و مزار پر چراغ جلانا کیسا ہے؟ لائٹ رہتے ہوئے جلائے تو؟ مسجد کے چراغ کا تیل بدن پر لگانا کیسا ہے؟	۴۰۴
۴۳۲	بالذبحیوں کا مردوں سے یا بالغ لڑکوں کا عورتوں سے تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟ اگر عالم ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۴۰۵
۴۳۲	اس سے مرید ہونا، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۴۰۶

۴۰۷	مسجد و مدرسہ کے لیے گورنمنٹی امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟
۴۰۸	فاسق معطن میلاد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اللہ کو دلیر اور حضور کی روئے اقدس کو کھلیا کہنا کیسا ہے؟
۴۰۹	مزارات کا دھاگا ہاتھوں میں باندھنا کیسا ہے؟
کھانے پینے کا بیان	
۴۱۰	جری یا ٹھوٹھن گائے کا دودھ پینا کیسا ہے؟
۴۱۱	غیر مسلم کھیتی کی بنی بائٹل کا پانی پینا کیسا ہے؟
۴۱۲	مدرسے میں گلے گورنمنٹی ٹل کا پانی باہر کے لوگ پی سکتے ہیں یا نہیں؟
۴۱۳	تعویذ پہن کر پاخانہ پیشاب خانہ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟
۴۱۴	غیر مسلم کو تعویذ دینا کیسا ہے؟
۴۱۵	تعویذی سائز کا قرآن چھاپنا کیسا ہے؟
۴۱۶	سونے چاندی یا دوسری دھاتوں کا دانت لگانا کیسا ہے؟
۴۱۷	زید نے تقریر میں کہا کہ ”اللہ نے سب کو عبادت کے لیے بنایا عبادت نہ کرو گے جہنم میں جاؤ گے جیسے کوئی بھینس لائے اور اسے فائدہ نہ ہو تو اسے بیچ یا کاٹ دے گا تو کیا زید کا ایسا کہنا کفر ہے؟
۴۱۸	کیا حضور قبر پر انگلی رکھ کر فاتحہ پڑھتے تھے؟ کیا محض انگلی رکھ دینے سے فاتحہ ہو جاتا ہے؟
۴۱۹	کیا حضور نے کسی وقت کی اذان دی ہے؟
۴۲۰	اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟
۴۲۱	کیا قبر پر اذان دینا غلط ہے؟
۴۲۲	معراج کی رات حضور نے نبیوں کو کون سی نماز پڑھائی تھی؟
۴۲۳	کیا اردو اخبار سے قابل احترام چیزوں کو کاٹ کر فون کر کے باقی بیچ سکتے ہیں؟
۴۲۴	مرد عورت کی کمائی کا محتاج نہ بنے بلکہ خود کسب کر کے بیوی اور بچوں کی پرورش کرے۔
۴۲۵	عورت کن شرائط کے ساتھ نوکری کر سکتی ہے؟

۴۲۸	عورت کا مردوں کی طرح بال کٹانا کیسا ہے؟	۴۲۶
۴۲۸	ترش رو بد مزاج عورت کیساتھ کیسا سلوک کیا جائے اگر اس کی اصلاح کی صورت نہ ہو تو؟	۴۲۷
۴۵۱	کیا ولیمہ میں بکرا ہونا ضروری ہے؟	۴۲۸
۴۵۲	آر سی، ایم کا ممبر بننا کیسا ہے؟ اس سے حاصل شدہ پیسوں کا کیا حکم ہے؟	۴۲۹
۴۵۳	سیس پر موشن اسکیم میں شمولیت کیسی ہے؟	۴۳۰
دیکھنے چھونے کا بیان		
۴۵۶	کالج اور یونیورسٹیوں میں تبلیغ کا کام کرنا کیسا ہے؟	۴۳۱
۴۵۶	رشتہ دار مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مصافحہ معافقہ کرنا کیسا ہے؟	۴۳۲
۴۵۷	اجنبیہ سے بات کرنا اس کی طرف نظر کرنا کیسا ہے؟	۴۳۳
۴۵۸	عورت کا غیر محرموں کے ساتھ بے پردہ رہنا اور ان کے ساتھ خلوت اختیار کرنا کیسا ہے؟	۴۳۴
۴۵۹	اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور مسلم کو رسوا کرنے والے امام کا کیا حکم ہے؟	۴۳۵
۴۵۹	یہ کہنا کہ ”قرآن وحدیث پر چلتا ہے کون“ کیسا ہے؟	۴۳۶
۴۶۰	بالغہ کا بے پردہ اسکول جانا کیسا ہے؟	۴۳۷
۴۶۱	بالغہ لڑکی کن شرائط کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکتی ہے؟	۴۳۸
۴۶۱	غیر مسلم یا وہابی کے یہاں فاتحہ دینا اور اس چیز کا کھانا کیسا ہے؟	۴۳۹
۴۶۲	عورت ڈاکٹر نہ ہونے پر غیر محرم غیر مسلم مرد ڈاکٹروں سے خواتین کا علاج، آپریشن اور وضع حمل کرانا کیسا ہے؟	۴۴۰
۴۶۳	ڈرائیور اکیڈمیٹ سے بچنے کے لیے عورتوں پر نظر کر سکتا ہے یا نہیں؟	۴۴۱
سلام و مصافحہ کا بیان		
۴۶۶	مصافحہ کا بہتر طریقہ کیا ہے؟	۴۴۲
۴۶۷	کیا نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے؟	۴۴۳

۴۴۰	تسلیمات، سلام مسنون، تحییت، سلام وغیرہ الفاظ سے سلام کرنا کیسا ہے؟	۴۴۴
۴۴۱	مرد کا عورت سے مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۴۵
۴۴۲	بلند آواز سے صلاۃ و سلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۴۶
آداب کا بیان		
۴۴۳	بوسیدہ قرآن کو بے حرمتی سے بچانے کے لیے مسجد میں رکھنا کیسا ہے؟	۴۴۷
۴۴۳	اخبار و رسائل میں نام پاک یا قرآنی آیات و کلمات مقدسہ ہوں تو کیا کرے؟	۴۴۸
۴۴۴	بیت الخلا کی دیوار پر اس میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا کا استیکر لگانا کیسا ہے؟	۴۴۹
۴۴۵	ایک دوسرے کو مدینہ کہہ کر بلانا کیسا ہے؟	۴۵۰
۴۴۵	وہ جانماز جس پر مقدس مقامات کی تصویریں ہوں اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟	۴۵۱
۴۴۶	غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینا کیسا ہے؟	۴۵۲
۴۴۷	ایک ساتھ کئی لعتوں کو ملا کر پڑھنے میں کوئی خرابی تو نہیں؟	۴۵۳
۴۴۷	قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو دریا میں پلے کے اوپر سے ڈالنا کیسا ہے؟	۴۵۴
۴۴۸	دکان کا نام مثلاً مدینہ فٹ ویئر، غریب نواز گارنٹنٹ وغیرہ ہو تو اسے کارڈ بلیٹی وغیرہ پر چھپوا سکتے ہیں؟	۴۵۵
۴۴۹	قرآن پر اسباق کی یادداشت کی خاطر قلم سے نشان یا تاریخ لکھنا کیسا ہے؟	۴۵۶
علاج وغیرہ کا بیان		
۴۸۰	اعضا کی بیوند کاری جائز ہے یا نہیں؟	۴۵۷
۴۸۱	ضرورت شدیدہ ہو تو خون دینا کیسا ہے؟	۴۵۸
۴۸۲	آپریشن سے وضع حمل کرنا کیسا ہے؟	۴۵۹
۴۸۳	عورت مر جائے اور بچہ پیٹ میں زندہ ہو تو کیا کیا جائے؟	۴۶۰
۴۸۳	آپریشن سے وضع حمل کب جائز ہے؟	۴۶۱
۴۸۵	غیر کی مٹی رحم میں رکھنا کیسا ہے؟ اس سے پیدا ہونے والے بچے کا کیا حکم ہے؟ اس کام کا مشورہ دینے والا کیسا ہے؟	۴۶۲

۴۸۷

۴۶۳ پوسٹ مارٹم کرنا کیسا ہے؟

کھیل کود کا بیان

۴۸۸

۴۶۴ کیا چستی اور اشرفی سلسلہ میں حزامیر کے ساتھ قوالی جاتر ہے؟

۴۸۹

۴۶۵ کرکٹ میچ کھیلنا دیکھنا اور اس سے دلچسپی رکھنا کیسا ہے؟ اگر ورزش کے طور پر کھیلتے تو؟

۴۹۰

۴۶۶ گانا سننے فلم دیکھنے اور لڑکے لڑکیوں پر غلط نظر ڈالنے والے کو امام بنانا کیسا ہے؟

۴۹۰

۴۶۷ کیا کرکٹ کھیلنا حرام ہے؟

۴۹۱

۴۶۸ شادی میں عورتوں کا گاتے ہوئے کس بھرے جانا کیسا ہے؟

۴۹۲

۴۶۹ حدیث میں وارد تین کھیلوں کی جگہ کوئی دوسرا کھیل کھیلنا جاتر ہے یا نہیں؟

۴۹۳

۴۷۰ رنگ ٹون میں آیت قرآنی کا سیٹ کرنا کیسا ہے؟

۴۹۵

۴۷۱ جس شادی میں ابو ولعب و خرافات ہوں اس میں ائمہ و علماء کا جانا کیسا ہے؟

زینت کا بیان

۴۹۷

۴۷۲ داڑھی کو مہندی سے لال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۴۹۷

۴۷۳ کیا حاملہ عورت مہندی لگا سکتی ہے؟

۴۹۹

۴۷۴ لاعلمی میں دعوات کا زیور پہننے تو گنہگار ہوگی یا نہیں؟

۴۹۹

۴۷۵ بالوں میں کلب لگانا کیسا ہے؟

۵۰۰

۴۷۶ مرد و عورت کے لیے بالوں میں کالی مہندی لگانا جاتر ہے یا نہیں؟

علم اور تعلیم کا بیان

۵۰۳

۴۷۷ کرچن اسکول جس میں ثانی شرط ہے انگریزی تعلیم دلانا کیسا ہے؟

۵۰۳

۴۷۸ عالم کی توہین کرنا، ایسے شخص کو شہ دینا اور اس کی حمایت کرنا کیسا ہے؟

۵۰۳

۴۷۹ وعدہ خلافی کرنا کیسا ہے؟ اگر جان جانے کا خطرہ ہو تو جان بچائے یا وعدہ پورا کرے؟

۵۰۷	جاہل جو علماء و محدثوں کی توہین کرتا ہو وہابی کو اسٹیج پر بٹھاتا اور قرأت کرانا ہو اس سے تقریر کرانا کیسا ہے؟	۴۸۰
۵۰۷	عالم دین کی توہین کرنے والے کا کیا حکم ہے؟	۴۸۱
۵۰۷	وہابی کو مسلمان سمجھنے والا کیسا ہے؟	۴۸۲
۵۰۹	علماء کی توہین کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟	۴۸۳
۵۱۰	سنی مدرسہ مٹانے کے درپے ہونا کیسا ہے؟	۴۸۴
۵۱۱	بد مذہبوں کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۸۵
۵۱۲	چند صحابہ نے ایک چیز یاد لکھا جس کے بدن پر کلمہ لکھا تھا مگر وہ گندہ کھار ہی تھی صحابہ نے حضور سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ علماء بھی خلاف شرع حرکات کریں گے یہ حدیث ہے یا نہیں؟ کیا اسے حدیث کہنا کفر ہے؟	۸۸۶
۵۱۳	عالم دین کے کہتے ہیں؟ مدارس کے سارے فضلاء عالم دین کہلانے کے حقدار ہیں؟ اور علماء کے فضائل و مناقب ان کے لیے ہیں؟	۴۸۷
جھوٹ کا بیان		
۵۱۶	جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے والے کو امام و موزن بنانا یا قدرت کے باوجود اسے نہ ہٹانا کیسا ہے؟	۴۸۸
۵۱۷	نقیب غیر متقی مقررین و شعراء کی تعریف و توصیف کرتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟	۴۸۹
۵۱۸	یہ لکھنا کہ مسلمان کی غیبت نہ کرو اگر چہ وہ شرابی ہو یا امام کی خامی دیکھ کر بھی اعتراض نہ کرو کیسا ہے؟	۴۹۰
۵۱۸	عورتیں جو خلاف شرع کام کرتی ہیں اور روکنے سے رکتی نہیں اگر وہ مدد مانگنے آئیں تو ان کی مدد کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۹۱
۵۲۱	ڈرائیور کا جھوٹی بل بنوا کر مالک سے زیادہ رقم وصول کرنا کیسا ہے؟	۴۹۲
بغض و عناد کا بیان		
۵۲۲	دارالعلوم سے حسد رکھنا لوگوں کو اس میں چندہ دینے بچوں کو پڑھانے سے روکنا اور وہاں کے علماء پر الزام لگانا کیسا ہے؟	۴۹۳

۵۲۳	علماء سے حسد رکھنے پر جو وعیدیں ہیں کیا وہ صرف علمائے باطل سے متعلق ہیں؟	۳۹۳
حقوق اور حسن سلوک کا بیان		
۵۲۵	ماں باپ اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنے والا کیسا ہے؟	۳۹۵
۵۲۶	زوجین کا ایک دوسرے کا احترام نہ کرنا یا ایک کا نرم ہونا دوسرے کا پریشان کرنا کیسا ہے؟	۳۹۶
۵۲۷	باپ کے ذمہ اولاد کے اور اولاد کے ذمہ باپ کے کون سے حقوق ہیں؟	۳۹۷

کسب کا بیان

۵۳۱	داڑھی مونڈنے کی اجرت لینا کیسا ہے؟	۳۹۸
۵۳۱	بد مذہبوں کے یہاں نوکری کرنے کا کیا حکم ہے؟	۳۹۹
۵۳۲	عورتوں کے نوکری کرنے کا کیا حکم ہے؟ ملازمت کی شرطیں؟	۵۰۰
۵۳۳	کافر سے سود جائز ہے تو رشوت کیوں نہیں؟	۵۰۱
۵۳۳	کافر کا پیسہ مسجد و مدرسہ یا درگاہ میں لگانا کیسا ہے؟	۵۰۲
۵۳۳	کافروں کی تنظیم سے لاٹری لینا کیسا ہے؟	۵۰۳
۵۳۵	کچھری کے اہلکاروں کو مقدمہ کے فریقین جو شکرانہ دیتے ہیں ان کا لینا اور دینی و دنیوی کاموں میں خرچ کرنا کیسا ہے؟	۵۰۴
۵۳۶	مسلم خواتین کو جیل بھیجنے والے اور غاصب کو امام و مدرس بنانا کیسا ہے؟	۵۰۵
۵۳۷	وہابیوں کی کتابیں بیچنا جائز ہے کہ نہیں؟ اس سے کمایا پیسہ حلال ہے یا نہیں؟ ایسے کی دعوت کھانا کیسا ہے؟	۵۰۶

امر بالمعروف کا بیان

۵۳۹	نماز نہ پڑھنا اور نماز کا حکم دینے والے پر طنز کرنا کیسا ہے؟	۵۰۷
۵۳۹	ایک کہانی کے بارے میں سوال۔ پر میزگاروں کے ہوتے ہوئے قاسموں کو مسجد کا منبر بنانا کیسا ہے؟	۵۰۸

۵۳۱	آسیب زدہ کی بات کا اعتبار ہے یا نہیں؟	۵۰۹
۵۳۱	جس پر تہمت لگائی گیا اسے اپنی برأت کے لیے قسم کھانا ضروری ہے؟	۵۱۰
۵۳۱	کیا مزار پر آسیب جھوٹ نہیں بول سکتا؟	۵۱۱
۵۳۱	محض آسیب کے کہنے سے کسی شخص سے قطع تعلق کر لینا کیسا ہے؟	۵۱۲
۵۳۲	محض خواب کی بنیاد پر کسی پر تہمت لگانا گالی دینا اور قسم کھلانا کیسا ہے؟ اختلاف پیدا کرنے والی تعویذ بنانا کیسا ہے؟	۵۱۳
۵۳۳	کیا محض لواطت کا الزام لگانے سے کوئی مجرم ہوگا؟	۵۱۴
۵۳۳	زید ایک سنی امام پر طرح طرح کے الزام لگاتا ہے گالی دیتا ہے اور اقتدا بھی کرتا ہے تو زید اور اس کے مددگاروں کا کیا حکم ہے؟	۵۱۵
۵۳۶	دینی ادارہ کے جلسہ یا بزرگوں کے عرس میں شرکت سے علماء و عوام کو منع کرنا کیسا ہے؟	۵۱۶
ظلم کا بیان		
۵۳۸	بیوی کو مارنا پیٹنا اور نہ اسے اپنے پاس رکھنا نہ طلاق دینا کیسا ہے؟	۵۱۷
۵۳۹	کسی سنی پیر پر مسلک اعلیٰ حضرت کے مخالف ہونے کا الزام لگانا کیسا ہے؟	۵۱۸
۵۵۰	متولی کا مدرسہ اپنے نام ہیعتاً نہ کرانا اور پھر مدرسہ کے اراکین کے خلاف مقدمہ کرنا کیسا ہے؟	۵۱۹
۵۵۱	کسی کی زمین کو جبراً مسجد کے لیے لینا نیز اس کا بائیکاٹ کرنا بائیکاٹ ختم کرنے کے لیے ۵۰۰ روپے مانگنا اور اپنی زمین پر اسے گھر بنانے سے روکنا کیسا ہے؟	۵۲۰
۵۵۲	بلا وجہ بیوی کو تکلیف دینا کیسا ہے؟	۵۲۱
۵۵۲	بلا وجہ بیوی کو تکلیف دینے والوں کا کیا حکم ہے؟	۵۲۲
۵۵۲	بیوی شوہر کے ساتھ کس طرح زندگی گزارے جو بے ڈر اور خوف کے ہو؟	۵۲۳
۵۵۶	بیوی کو مارنا پیٹنا نان و نفقہ نہ دینا نہ ہی طلاق دینا کیسا ہے؟	۵۲۴
۵۵۶	طلاق دینے کے لیے ایک لاکھ روپیہ مانگنا کیسا ہے؟	۵۲۵

۵۵۸	کیا ولد الزنا کو حرامی کہہ سکتے ہیں؟	۵۲۶
۵۵۸	داعی کو مخالفین کی ایذا رسانی پر صبر کرنا چاہیے؟	۵۲۷
۵۵۹	نو مسلم کو پناہ دینا کیسا ہے؟	۵۲۸
۵۵۹	پناہ دینے والے کو غیر مسلموں کے ساتھ مل کر تکلیف دینے والوں کا کیا حکم ہے؟	۵۲۹
۵۵۹	جو لوگ سنی ادارہ کو بند کروانے کے درپے ہوں ان کا کیا حکم ہے؟	۵۳۰
۵۶۱	حافظ کو جاہل کہنا کیسا ہے؟ غیر المغضوب پڑھنا کیسا ہے؟ کل حافظ جاہل کہاں سے ثابت ہے؟	۵۳۱

تصویروں کا بیان

۵۶۳	تصویر کھینچنا یا کھینچانا کیسا ہے؟	۵۳۲
۵۶۵	ٹی وی یا تصویر والے گھر میں فاتحہ و دعا کرنا کیسا ہے؟	۵۳۳
۵۶۶	موبائل سے تصویر کھینچنا کیسا ہے؟ تصویر میموری میں پوشیدہ ہو تو؟ تصویر کو ایک موبائل سے دوسرے موبائل میں بھیجنا کیسا ہے؟	۵۳۴
۵۶۶	ویڈیو کیمرہ سے تصویر کھینچنا اور اسے اسکرین پر اتار کر دیکھنا کیسا ہے؟	۵۳۵
۵۶۸	زید عمر و اور بکرنے ایک بت کو توڑ کر اس کی اینٹ مسجد میں لگائی اب زید کی بیوی پر شیطان آ کر کہتا ہے کہ میری جگہ بت بنا کر رکھ دو ورنہ گاؤں کو برباد کر دوں گا گاؤں والے بھی دباؤ بنا رہے ہیں تو کیا اس بت کو بنا سکتے ہیں؟	۵۳۶
۵۶۹	پیر کی تصویر مکان و دوکان میں لگانا کیسا ہے؟	۵۳۷
۵۶۹	جلسہ میں علانیہ تصویر کھینچنے والے امام کی اقتدا درست ہے؟	۵۳۸
۵۶۹	پیر کا تصور شیخ کے لیے اپنی تصویر مریدوں کو دینا نیز شریعت و طریقت کو الگ بنانا کیسا ہے؟	۵۳۹
۵۷۱	ہوٹل، بس یا ہاسپٹل میں ٹی وی لگانا کیسا ہے؟	۵۴۰
۵۷۲	پینٹر کا مجبودان باطلہ کی جے ان کا نام لکھنا اور جاندار کی تصویر بنانا کیسا ہے؟	۵۴۱
۵۷۳	تصویریں صندوق، الماری یا موبائل کی میموری میں ہوں تو گھر میں رحمت کے فرشتے آتے ہیں یا نہیں؟	۵۴۲

کتاب الوصایا

۵۴۳	عورت وصیت کر سکتی ہے؟ کیا بعد وفات اس کی وصیت پر عمل ہوگا؟
۵۴۴	آنکھ و گردہ بینک کو دینے کی وصیت کرنا کیسا ہے؟

کتاب الفرائض

۵۴۵	زید کا بڑا لڑکا زید کی دکان میں کام کرتا تھا زید کے انتقال کے بعد اس نے دکان بیچ دیا اور اپنے چھوٹے بھائی بہن کو حصہ دینے سے انکار کر رہا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟
۵۴۶	زید، عمر اور خالد بھائی ہیں ان کے والد نے ایک مکان کا تہائی حصہ تعمیر کرایا پھر ان کی وفات کے بعد تینوں نے مل کر تہائی عمارت تعمیر کرائی پھر عمر و خالد نے اسے مکمل کیا تو اب وہ گھر تینوں میں کس طرح تقسیم ہوگا؟
۵۴۷	زید کے سات لڑکے، ۳ لڑکیاں اور بھائی بیٹی تھے تو جائداد کیسے بٹے گی؟
۵۴۸	مہر ادا نہ کیا تھا کہ بیوی فوت ہو گئی تو کس طرح ادا کرے؟
۵۴۹	زید نے اپنے بیٹوں کے علاوہ منہ بولے بیٹے بکر کو بھی حصہ دیا زید کے انتقال کے بعد بکر کے پوتے نے زید کی جگہ تینوں کا نام ڈلوادیا زید کے دونوں لڑکوں نے کہا کہ جائداد میں صرف ہمارا حق ہے تو؟
۵۵۰	سوتیلا بیٹا ترکہ کا حقدار ہے یا نہیں؟ اگر وہ جبراً حصہ لے تو؟
۵۵۱	زید کے ۲ لڑکوں میں سے ایک گھر کی دیکھ بھال کرتا رہا دوسرا باہر کما تارہا تو دوسرے کی کمائی ہوئی دولت میں پہلے بیٹے کا حق ہے یا نہیں؟
۵۵۲	میت کے جیون میرہ کے پیسے کے ملیں گے؟ میت نے مہر نہیں دیا تو؟ عورت کے زیورات کس کے ہیں؟
۵۵۳	میت کے لڑکوں کا کسی لڑکے کو جبراً حصہ سے محروم کر دینا کیسا ہے؟
۵۵۴	میت نے ایک بیوی دو بچوں کو چھوڑا تو وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

۵۸۸	ورثہ میں بیوی، ایک لڑکا، ایک لڑکی، ایک بھائی اور والدہ ہیں تو ترکہ کیسے بٹے گا؟	۵۵۵
۵۸۹	چار لڑکوں اور چھ لڑکیوں میں جائیداد کیسے بٹے گی؟	۵۵۶
۵۸۹	باپ کی زندگی میں لڑکوں کا حق ہے یا نہیں؟ اپنی زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا چاہے تو کیسے کرے؟	۵۵۷
۵۸۹	اپنے فوت شدہ لڑکوں کی اولاد کو کچھ دے سکتا ہے یا نہیں؟	۵۵۸
۵۹۱	ایک بیوی ۲ لڑکوں اور والد کے درمیان ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟	۵۵۹
۵۹۱	ورثہ نابالغ ہوں تو ان کا حصہ کس کے قبضہ میں رہے گا؟	۵۶۰
۵۹۱	میت کی بیوی نے مکان خریدا تو وہ اپنے نام لکھوائے یا بچوں کے نام؟	۵۶۱
۵۹۲	زید کے تین لڑکے ۳ لڑکیاں ہیں زید نے اپنی تجارت کا مالک بڑے لڑکے کو بنا یا تجارت کے پیسوں اور زید کی بیوی کے زیورات سے ایک زمین خریدی گئی وہ زمین زید کے لڑکوں اور بیوی میں کیسے بٹے؟	۵۶۲
۵۹۳	زید اپنے ۳ بھائی والدہ، بیوی، ۲ لڑکے اور تین لڑکیوں میں اپنی جائیداد بانٹنا چاہتا ہے تو وہ کیسے بانٹے؟	۵۶۳
۵۹۳	زید ایک غیر مسلم وید کا ۱۳ سو باقی ہے مگر اس کا کہیں پتہ نہیں تو زید بری الذمہ کیسے ہو؟	۵۶۴
۵۹۵	کسی بیٹے کو وراثت سے محروم رکھنا کیسا ہے؟ پونادادا کا وارث ہوگا یا نہیں؟	۵۶۵
۵۹۷	بیٹے کی موجودگی میں بھائیوں کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر بھائی زبردستی ہڑپ لیں تو؟	۵۶۶
۵۹۸	زید نے ایک بیوی دو بیٹے، چار بیٹیاں اور چچا چھوڑا تو ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟	۵۶۷
۵۹۸	ترکہ جائیداد ہو تو ورثہ کی رضا سے اس کی قیمت دی جاسکتی ہے؟ قیمت وقت تقسیم کی یا وقت موت کی معتبر ہوگی؟	۵۶۸
۵۹۹	مرحومہ عورت کے جوڑے کی رقم جہیز اور مہر میں میکے والوں کا حق ہے یا نہیں؟	۵۶۹
۶۰۱	زید نے ایک بیوی، ۲ بیٹے، ۳ بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیاں چھوڑا پھر اس کی بیوی بھی انہیں کو چھوڑ کر مر گئی اس کے بعد ایک لڑکا ایک لڑکی اور پوتے پوتیاں نواسے نواسیوں کو چھوڑ کر فوت ہوا تو اب ان سب کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟	۵۷۰

۶۰۱	اگر کوئی وارث اپنا حصہ معاف کرنا چاہے تو؟	۵۷۱
۶۰۲	ہندہ نے شوہر، ۲ بیٹے، اور ایک بیٹی چھوڑا پھر شوہر کا بھی انتقال ہو گیا اس نے تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑا تو ترکہ کیسے بٹے گا؟ ایک بیوی کے ترکہ سے دوسری بیوی کے بیٹوں کو ملے گا یا نہیں؟	۵۷۲
۶۰۳	زید کا انتقال ہوا اس نے ایک بیوی، ۹ لڑکیوں اور ۲ لڑکوں کو چھوڑا پھر بیوی کا انتقال ہوا اس نے آٹھ لڑکیاں اور ۲ لڑکے چھوڑے تقسیم ترکہ کیسے ہو؟	۵۷۳
۶۰۴	لڑکے لڑکیوں کا حصہ نہ دیں تو کیا وہ قانونی چارہ جوئی کر سکتی ہیں؟ حصہ نہ دینے والے اور ان کی مدد کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟	۵۷۴
۶۰۵	کیا دوائی اجارے کی جائیداد میں وراثت جاری ہوتی ہے؟ زید کا انتقال ہوا اس نے بیوی چھوڑا پھر بیوی کا انتقال ہوا جس نے ایک بہن، بیٹی، بھانجے، اور بھتیجیاں چھوڑا تو ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟	۵۷۵
۶۰۵	اجارہ کی زمین وغیرہ منقلی نامہ کا معاوضہ لینا کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں تو کیا اباحت کی کوئی صورت ہے؟	۵۷۶
۶۰۸	گم شدہ کے مال میں وراثت جاری ہوگی یا نہیں؟	۵۷۷
۶۰۸	نواسہ نواسی میراث کے حقدار ہوتے ہیں یا نہیں؟	۵۷۸
۶۰۸	بیوہ دوسرا نکاح کر لے تو مرحوم شوہر کی جائیداد سے حصہ پائے گی؟	۵۷۹
۶۰۹	میت نے ایک بیوی، ایک بیٹی، ایک بہن، اور دو بھائی چھوڑا ترکہ کیسے بٹے گا؟	۵۸۰
۶۱۰	مرتد باپ کا انتقال ہوا تو مسلمان لڑکا وارث ہوگا یا نہیں؟	۵۸۱
۶۱۰	والدین اپنی زندگی میں مال تقسیم کر کے رجسٹری کروا سکتے ہیں؟	۵۸۲
کتاب الشقی متفرقات کا بیان		
۶۱۲	فاقتلو المشرکین لہذا آیت کریمہ کیا پوری دنیا کے کفار کو عام ہے؟	۵۸۳
۶۱۳	کیا درخت رات میں سو جاتے ہیں؟ رات میں پھل پھول توڑنا کیسا ہے؟	۵۸۴
۶۱۳	کیا رمضان المبارک میں فوت ہونے والے سے سوالات قبر نہیں ہوتے؟ اگر نہیں تو انہیں حضور کا دیدار ہوتا ہے یا نہیں؟	۵۸۵

۶۱۳	وارثین انبیاء کون سے علماء ہیں؟ کیا خوارق عادات و میل ولایت ہیں؟	۵۸۶
۶۱۶	قیامت میں لوگوں کو باپ کے نام سے پکارا جائے گا یا ماں کے نام سے؟	۵۸۷
۶۱۷	کیا اللہ کے سوا کسی کو حاضر و ناظر سمجھنا کفر ہے؟ یا رسول اللہ یا غوث یا خواجہ کہنا کیسا ہے؟	۵۸۸
۶۱۹	سورہ فتح میں علیہ صا کے ضمہ کے ساتھ کیوں ہے؟	۵۸۹
۶۲۰	اللہ کی صفات خاصہ کا استعمال بندوں کے لیے جائز ہے یا نہیں؟	۵۹۰
۶۲۰	فاسق و جاہل والدین کو قبلہ کونین اور کعبہ دارین کہنا کیسا ہے؟	۵۹۱
۶۲۲	بہار شریعت میں صرف لا الہ کہنے کو قبیح بلکہ کفر تک لکھا تو خواجہ صاحب کے شعر "حقا کہ ہائے لا الہ است حسین" میں کیوں کر صحیح ہوگا؟	۵۹۲
۶۲۳	جب لا الہ نفی محض ہے تو کیا معاذ اللہ حسین اعظم نفی محض کی بنیاد ہیں؟	۵۹۳
۶۲۳	لا الہ کی بنیاد حسین کو ماننے میں اگلوں کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟	۵۹۴
۶۲۳	کوئی اگر صرف لا الہ کہے تو یہ قبیح کیوں ہے جب کہ ہو سکتا ہے الا اللہ اس کے دل میں ہو؟	۵۹۵
۶۲۳	جب امام چاری ہیں تو پانچواں مسلک اعلیٰ حضرت کہاں سے آیا؟	۵۹۶
۶۲۵	سورہ یونس کو قرآن کا دل کیوں کہا جاتا ہے؟	۵۹۷
۶۲۶	الہام کیا ہے؟	۵۹۸
۶۲۶	اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی کتب کے الہامی ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۵۹۹
۶۲۶	کیا وید وغیرہ الہامی ہیں؟	۶۰۰
۶۲۸	اللہ وہی ایشور وہی کرپال وہی ہے۔ ہر ایک کی کشتی کا کیون ہار وہی ہے۔ مذکورہ شعر درست ہے یا نہیں؟	۶۰۱
۶۲۹	کیا حضرت فاطمہ کی روح اللہ نے قبض کیا؟	۶۰۲
۶۳۰	رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ کی وجہ سے کسی کو وہابی کہہ سکتے ہیں؟	۶۰۳

۶۰۳	زید کا کہنا ہے کہ میلاد النبی وغیرہ کے موقع پر کام بند کر کے خوشیاں منانے سے بہتر ہے کہ کام جاری رکھا جائے تو؟
۶۰۵	کیا احادیث کافی نہیں تھی کہ ائمہ کرام کی ضرورت پیش آئی؟
۶۰۶	دور حاضر میں بد مذہبوں کی پہچان کیا ہے؟
۶۰۷	چاند و سورج اور تارے آسمان کے نیچے ہیں یا اوپر؟
۶۰۸	ایک حدیث شریف کے بارے میں سوال؟
۶۰۹	جنگ بدر میں کتنے لوگ شہید ہوئے اور ان کے نام کیا ہیں؟
۶۱۰	سرور القلوب کی عبارت سے نوشیرواں کا عادل ہونا معلوم ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت نے اسے کفر بتایا ہے ایسا کیوں؟
۶۱۱	حضرت ہارون علیہ السلام تشریحی نبی تھے یا غیر تشریحی؟
۶۱۲	موتے مہارک کی زیارت کب کی جائے؟
۶۱۳	مزارات شیاطین کے اڈے ہیں جو وہاں جاتا ہے اس پر سوار ہو جاتے ہیں اور وہاں سے کوئی چیز لائی جائے تو اس کے ساتھ آ جاتے ہیں یہ کہنا کیسا ہے؟
۶۱۴	کیا اولیاء اللہ مدد مانگنے والوں کی مدد کرتے ہیں؟
۶۱۵	حضرت آدم علیہ السلام جنت میں اور دنیا میں کتنے سال رہے؟
۶۱۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام کیا ہے؟
۶۱۷	کیا معنی رثقی دراصل محمد بن حنفیہ تھے؟
۶۱۸	یہ واقعہ کیسا ہے کہ جب تک بلال نے اذان نہیں دی صبح نہیں ہوئی؟ کیا آپ کا تلفظ صحیح نہیں تھا؟
۶۱۹	زید خازن مسجد و مدرسہ تھا انتقال کے بعد زید کے پاس تین تھیلیاں ہیں ایک پر مسجد لکھا ہے ایک پر مدرسہ اور تیسری پر کچھ نہیں تو اسے کہاں خرچ کریں؟
۶۲۰	کیا لڑکیاں سجادہ نشین ہو سکتی ہیں؟

۶۴۹	ہندی انگریزی اور دیگر زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت کیسی ہے؟	۶۴۱
۶۵۰	شعر: ذال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ۔ سیدی اہلی حضرت پہ لاکھوں سلام۔ پڑھنا کیسا ہے؟	۶۴۲
۶۵۰	کیا کلہ رضی صرف صحابہ کرام کے ساتھ خاص ہے؟ سرکار کے والدین مؤمن ہیں یا نہیں؟	۶۴۳
۶۵۲	کنیت میں جو لفظ اب یا ابن وغیرہ ہوتا ہے اس کا معنی مقصود ہوتا ہے یا نہیں؟	۶۴۴
۶۵۳	زنا کرنے والا مسلمان رہ جاتا ہے یا نہیں؟	۶۴۵
۶۵۵	یہ کہنا کہ ”۷۸۶“ بسم اللہ کا نہیں ہری کشن کا عدد ہے صحیح ہے یا نہیں؟	۶۴۶
۶۵۶	فرمان حق ہے قادری بن کر سدا رہو۔ یہ شعر کیسا ہے؟	۶۴۷
۶۵۶	درد و غوشیہ مدار یہ وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟	۶۴۸
۶۵۸	یوسف نہ رکتے۔ دل میں زلیخا کے ایک پل۔ اچھا ہے اس نے دیکھی نہ صورت رسول کی۔ یہ شعر کیسا ہے؟	۶۴۹
۶۵۹	کیا سید احمد بریلوی و اسماعیل دہلوی شہید تھے ان کو ماننے والے پیر سے بیعت ہونا کیسا ہے؟	۶۳۰
۶۶۱	حضرت حاطب کا خط جوڑے میں چھپا کر لے جانے والی عورت کو نکال کرنے کی دھمکی دینا کیا شان مرتضوی کے لائق ہے؟	۶۳۱
۶۶۲	لا تجعلوا ادعاء الرسول للبح کا ترجمہ یہ کرنا کہ ”رسول کی دعاؤں کو اپنی دعاؤں جیسا نہ سمجھو“ کیسا ہے؟	۶۳۲
۶۶۳	مشکوٰۃ کی ایک حدیث کے بارے میں سوال؟	۶۳۳
۶۶۳	استثناء میں مستفیق کی جگہ شخص خاص کا نام ضروری ہے؟	۶۳۴
۶۶۳	صاحب معاملہ کا نام لکھ کر فسق، عصیان، غصب، تعدی، جنایت اور ارتداد کے بارے میں سوال ہو تو جواب نہ دینا بہتر ہے؟	۶۳۵
۶۶۳	اگر امرواقع کے خلاف لکھ کر فتویٰ حاصل کرے تو؟	۶۳۶
۶۶۳	فتویٰ کہیں کا بھی ہو اگر شریعت کے مطابق ہے تو اس پر عمل واجب ہے؟	۶۳۷
۶۶۵		

۶۳۸	کعبہ کا غلاف کالا کیوں ہے؟	۶۳۸
۶۳۹	خانہ کعبہ کے اندر کیا چیز ہے؟	۶۳۹
۶۴۰	بچپن میں کی ہوئی بیعت کافی ہے یا نہیں؟ کیا دوبارہ بیعت ضروری ہے؟ یا کسی دوسرے پیر سے مرید ہو سکتا ہے؟	۶۴۰
۶۴۱	بزرگوں کے اقوال میں ہے کہ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والا جنتی ہے تو کیا ایسا کرنے والا اپنے جنتی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟	۶۴۱
۶۴۲	تابوت سکینہ کیا ہے؟	۶۴۲
۶۴۳	حضرت حوا کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں یا نہیں؟	۶۴۳
۶۴۴	”رہینہ صغیرا“ کا ترجمہ ”چھوٹے رب“ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟	۶۴۴
۶۴۵	”حب الوطن من الایمان“ حدیث ہے؟	۶۴۵
۶۴۶	حضرت خضر علیہ السلام حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں یا روحانی طور پر؟ زندہ کو ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟	۶۴۶
۶۴۷	کیا مکہ و مدینہ میں قیامت نہیں آئے گی؟	۶۴۷
۶۴۸	السلفو ظ کی ایک عبارت پر اعتراض کا جواب	۶۴۸
۶۴۹	کیا یزید کی خلافت پر اجماع تھا؟	۶۴۹
۶۵۰	کیا روضہ پاک پر حاضری کے وقت توسل و استمداد شرک ہے؟	۶۵۰
۶۵۱	کیا بندہ مجبور محض ہے اور ہر اچھا برا کام خدا کی مرضی سے ہوتا ہے؟	۶۵۱
۶۵۲	اپنے کو ہٹ دھرم کہنا کیسا ہے؟ یہ کہنا کیسا ہے کہ رضوی حضرات فاضل بریلوی سے اندھی عقیدت رکھتے ہیں اور غلوئے عقیدت میں اجماع امت اور سواد اعظم کے منکر ہو گئے؟	۶۵۲
۶۵۳	انزل اور یسری نام رکھنا کیا ہے؟	۶۵۳
۶۵۴	وہ کون ہیں جن پر اللہ نے سلام بھیجا؟	۶۵۴

۶۵۵	بچہ خلیفہ بن سکتا ہے یا نہیں؟	۶۸۵
۶۵۶	اشحابِ مہم کا پردہ ہوئی جبریل کو حیرت۔ کروں سجدہ خدا کا یا کروں سجدہ محمد کا اگر ابلیس پر پڑتا تو وہ بھی جنتی ہوتا۔ خدا نے اس لیے رکھا نہیں سایہ محمد کا۔ مذکورہ اشعار کا پڑھنا کیسا ہے؟	۶۸۵
۶۵۷	سورج ڈوبتا ہے یا نہیں اگر ڈوبتا ہے تو کہاں؟	۶۸۷
۶۵۸	کیا ہر حرام برابر ہے؟	۶۸۸
۶۵۹	کیا غیب کا علم صرف اللہ کو ہے؟	۶۸۹
۶۶۰	کیا حضور کو صرف جبریل کے واسطے ہی سے علم ہوتا ہے؟	۶۸۹
۶۶۱	حضور کا مسجدِ ضرار تشریف لے جانا، حفاظ صحابہ کا شہید ہونا یا حضور کو زہر دیا جانا وغیرہ واقعات کیا علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے پیش آئے؟	۶۸۹
۶۶۲	ٹوپی پہننا کس حدیثِ پاک سے ثابت ہے؟	۶۹۱
۶۶۳	جنت میں مردوں کی ملاقات اپنی عورتوں سے ہوگی یا نہیں؟ اگر مرد کی موت یا طلاق کے بعد عورت دوسرا نکاح کر لے تو؟	۶۹۲
۶۶۴	حضور کو معراج ہوئی یا نہیں؟ ہوئی تو کہاں؟ حضور نے خدا کو کیسے اور کہاں دیکھا جب کہ وہ مکانِ وحی سے پاک ہے؟	۶۹۳
۶۶۵	رحمِ مادر میں مشین سے جنس کی شناخت غیب ہے یا نہیں؟	۶۹۶
۶۶۶	سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں؟ اور اسے شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھیں یا نہ؟	۶۹۸
۶۶۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر کون سا دسترخوان اتر اور اس میں کیا تھا؟	۶۹۹
۶۶۸	حضرت خضر کے نبی یا ولی ہونے کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی کیا تحقیق ہے؟	۶۹۹
۶۶۹	جمو یو بندی سے چندہ لے اس کی بیوی دیوبندی کی شادی میں شرکت کرے اور غیر محرم عورت سے تنہائی میں ملے اس سے بیعت ہونا کیسا ہے؟	۷۰۱
۶۷۰	لیہلہ میں امیر و غریب کا فرق کرنا کیسا ہے؟	۷۰۲

۷۰۲	کسی کو سرعام ذلیل کرنے کا کیا حکم ہے؟	۶۷۱
۷۰۲	کسی کے جنازہ میں شریک ہونے سے لوگوں کو روکے تو؟	۶۷۲
۷۰۲	ذاتی دشمنی کی بنا پر فساد کرانا، سلام کلام بند کرنا اور رشتہ توڑ دانا اور عورتوں کو طلاق دلانا کیسا ہے؟	۶۷۳
۷۰۳	فخر و تکبر کا کیا حکم ہے؟	۶۷۴
۷۰۳	قبیلہ کا سردار کسے بنانا چاہیے؟	۶۷۵
۷۰۶	دعا میں دونوں ہاتھ ملے ہوں یا کھلے ہوئے؟	۶۷۶
۷۰۶	درود تاج و درود لکھی پڑھنا کیسا ہے؟ ان کو سن گھڑت اور ان کے الفاظ کو کفریہ و شرکیہ بتانے والے کا کیا حکم ہے؟	۶۷۷
۷۰۷	زید چاندی کے لونگ پر سوالا کھ درود اور ختم قادر یہ پڑھ کر لٹاتا ہے۔ کیا اس کی شریعت میں کچھ اصل ہے؟	۶۷۸
۷۰۷	کیا یہ غوث پاک سے ثابت ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟	۶۷۹
۷۰۹	کیا حجام اور درزی کو خلیفہ کہہ سکتے ہیں؟	۶۸۰
۷۱۰	ولد الزنا اگر نابالغی میں مر جائے تو جنت میں جائے گا؟	۶۸۱
۷۱۰	خطبہ میں قال اللہ کے بعد تعویذ و تسمیہ پڑھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ اس سے خدا کا تعویذ و تسمیہ پڑھنا لازم آتا ہے؟	۶۸۲

☆☆☆

کِتَابُ السَّیْرِ

سیر کا بیان

بے علم چلا میں چلا جائے تو؟ دیابنہ کی کفری عبارت پر کفر کا فتویٰ دے مگر کفری عبارتیں ان کی نہ مانے، ان کی عبارتوں پر کفر کا فتویٰ دے اور یا رسول اللہ وغیرہ کہنے پر معترض بھی ہو، ملی معاملات میں وہابیہ سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام ذیل کے مسائل میں

(۱) دور حاضر میں تبلیغی جماعت کے چلوں میں جانے والے حضرات تبلیغی حیثیت سے اردو پڑھنا بھی نہیں جانتے اور وہابی دیوبندی کے عقاید کفریہ سے ناواقف و بے خبر ہوتے ہیں اور تبلیغی جماعت کے مبلغین کے ظاہری لباس دیکھ کر اور ظاہری اقوال کو سن کر صرف اور صرف دین کی ہمدردی میں ان کی چلہ کشی کے لئے تیار ہو گئے ایسے لوگوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) دیوبند، ندوہ یا کسی بھی دارالعلوم سے فارغ التحصیل مولوی حفظ الایمان، تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ اور فتاویٰ رشیدیہ اور ان کے مصنفین جن پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور علمائے حرمین شریفین نے من شک فی کفر کا وعدہ فقلد کفر کا حکم نافذ فرمایا ہے ان سے قطعی ناآشنا ہے اور جب ان مردودوں کی کفری عبارتیں ان کو سنائی جاتی ہیں اس پر وہ مولوی بے ساختہ کفر کا فتویٰ دے دیتا ہے۔ لیکن ان کے مصنفین نے یہ عبارتیں لکھی ہیں اس بات کا وہ قائل نہیں جب یہ کتابیں انہیں دکھائی جاتی ہیں تو وہ بے اعتباری کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چھاپنے والوں پر مجھے اعتبار نہیں۔ اگر مصنفین نے واقعی ایسا ہی لکھا ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہیں لیکن ایسا ہی لکھا ہے اس پر مجھے اعتبار نہیں۔ اب اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ مومن ہے یا کافر؟

(۳) زید سعودی عرب کا باشندہ ہے اور سعودی عرب میں اکثر لوگ عقاید باطلہ سے وابستہ ہوتے

ہیں۔ زید کے سامنے جب ابن عبدالوہاب مجہدی کی کتاب ”کتاب التوحید“ اور اشرف علی کی کتاب ”حفظ الایمان“ اور اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ اور غلیل احمد اٹھوی کی ”براہین قاطعہ“ قاسم نانوتوی کی ”تخذیر الناس“ اور رشید احمد گنگوہی کی کتاب ”فتاویٰ رشیدیہ“ کی عبارتیں پیش کی گئیں تو اس نے بلا جھجک کفر کا فتویٰ دیا لیکن یا رسول اللہ، یا غوث پکارنے پر اعتراض کرتا ہے اور ہندوستان میں صلاۃ و سلام میں بھی معترض ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے وقت انگوٹھے بھی نہیں چومتا ہے۔ دیوبندی ائمہ کی اقتدا میں اپنی نماز کو جائز سمجھتا ہے گویا کہ ظاہری تمام اعمال میں دیوبندیوں سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ کرتی ہے؟

(۴) زید ایک سنی بریلوی عقائد کا ماننے والا مولوی ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مسلک کی تصدیق بھی دل و جان سے کرتا ہے علمائے دیوبند اور وہابیہ میں سے جس کی تکفیر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اور دیگر علمائے اہل سنت نے کی ہے اور علمائے ہند و سندھ، عرب و عجم اور بالخصوص حرمین شریفین نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کی جو تصدیق کی ہے ان سب کا اقرار بھی کرتا ہے لیکن دنیوی اور سرکاری معاملات میں دیوبندی مولویوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ حالانکہ عقائد کی جب بات آتی ہے تو مسلک اعلیٰ حضرت کی اپنی حیثیت کے مطابق حمایت کرتا ہے اور دلائل و براہین بھی پیش کرتا ہے لیکن اپنے عقائد کے تحفظ و تشخص کے ساتھ دنیوی امور اور گورنمنٹ کے تمام کام کاج میں ان کے ساتھ نشست و برخاست کرتا ہے مثلاً مسلم پرسنل لاء بورڈ کی (قیادت) صدارت رابع حسنی ندوی کر رہے ہیں اس کی میٹنگوں میں شرکت کرنا، اس کی رکنیت اختیار کرنا اور ممبر بننا نیز اپنے عقائد کے تحفظ و تشخص کے ساتھ ایسے کل ہند اجلاس میں شرکت کرنا جو عالمی مسلم مسائل یعنی دہشت گردی وغیرہ کے خلاف اتحاد کے نام پر منعقد ہوتے ہیں۔ اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جلد از جلد جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد نظام الدین، دارالعلوم انوار مصطفیٰ رضادھروں جام نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): تبلیغی جماعت حقیقت میں دیوبندی مذہب ہی کی ایک شاخ ہے اور دیوبندی اپنے مذہب کے کفری عقائد اور کفری عبارتوں حفظ الایمان ص ۸، تخذیر الناس ص ۱۲۸ و ۱۳ اور براہین قاطعہ ص ۵۱ وغیرہ کے باعث کافر و مرتد ہیں اور جن پر ملک و بیرون ملک کے سیکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور فرمایا ”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر“ کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کو اپنا پیشوا جانے یا کم از کم مسلمان جانے یا ان

کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے لیکن اگر کوئی ان کے عقائد و کفریات پر مطلع نہیں اپنی سادہ لوحی اور ان گندم نما جو فرشتوں کے ظاہری لباس اور شکل و صورت اور ریا کاری و مکاری کے باعث ان کے دام تزییر میں آ گیا تو اس پر پہلے ان کی کفری عبارتیں پیش کی جائیں اگر وہ بیزاری کا اظہار کرے تو ٹھیک ورنہ اسے بھی انہیں سے شمار کیا جائے اور اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ برتا جائے ایسا ہی فتاویٰ مصطفویہ ص ۷۱ پر ہے۔

(۲) دیوبند، ندوہ یا کسی بھی دہابی مدرسے کے فارغ التحصیل مولوی کا اپنے پیشواؤں رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد ایٹھوی، اشرف علی تھانوی کی عبارات کفریہ کے تعلق سے یہ دعویٰ کہ ”چھاپنے والوں پر مجھے اعتبار نہیں“ اصلاً ناسموع ہے کہ علمائے ذوی الاحترام نے برسہا برس سے ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا ہے اور آج تک کسی مولوی یا ان کے کسی بھی خواہ نے اس سے بے زاری کا اعلان نہیں کیا بلکہ خود ان کے معاونین و متوسلین ذوق و شوق سے برابر چھاپ رہے ہیں کسی نے بھی اس کے خلاف رد عمل میں یہ نہیں تحریر کیا کہ یہ میری تحریر نہیں ہے یا یہ میرے اکابر کی تحریر نہیں ہے بلکہ کتنے بے باک تو ایسے ہیں جو اس کو حق ثابت کرنے کے لئے مناظرے کرتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں بے اعتباری کا دعویٰ بالکل ناسموع ہے اور مطلع ہو کر ان کی غلط تاویل بیان کرنے والا اور ان کے ساتھ رہنے والا، ان کو اپنا مقتدا ماننے والا بھی انہیں میں سے شمار کیا جائے گا اور اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ برتا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید بھی انہیں بد باطن و ہابیہ و دینانہ سے شمار کیا جائے اور اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ برتا جائے کہ علمائے حرمین شریفین اور دیگر مفتیان عظام نے یہ حکم صادر فرمایا۔ ”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر“ اھ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ان مرضوا فلا تعودوہم ولا توکلوہم ولا تناکوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم“ بد مذہب اگر بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔“ اھ (انوار الہدیٰ ص ۳۱۸) نیز ارشاد فرمایا ”ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم“

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

لہذا زید کے لئے فلاح اسی میں ہے کہ وہ ان سے مکمل علاحدگی اختیار کرے۔ اور ان کی صحبت اختیار نہ کرے فرمان رسالت پر مکمل طور سے عمل پیرا ہو اور رہی اس کی دورخی پالیسی کہ وہ دیوبندیوں کی عبارتوں پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے اور ساتھ ہی ان کی اقتدا میں نماز کو جائز بھی سمجھتا ہے بلکہ ظاہری تمام افعال میں ان سے

مشابہت رکھتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ازراہ تفسیر عہدوں کو کفر تو کہتا ہے مگر قائلین کو کافر نہیں مانتا۔ کافر مانتا تو یوہندی مذہب کے اماموں کے پیچھے نماز کو جائز کیسے کہتا۔ لہذا اس کا حکم بھی وہی ہے جو یوہندیوں کا ہے اور اگر واقعہ یہ ہو کہ کوئی عہدوں کے قائلین کو بھی کافر کہتا ہے مگر وہابیوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے تو کافر نہیں صرف گنہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ایسے مشترکہ قومی و ملی مسائل جن کے حل کے لئے بد مذہبوں سے اختلاط ناگزیر ہو جیسے مسلم پرسنل لاء کا تحفظ، مسلمانوں کی جان و مال کا تحفظ، مساجد کا تحفظ ایسے اہم مسائل کے لئے بوجہ ضرورت و حاجت سوال میں درج شرائط کی پابندی یعنی عقائد اور مذہبی تشخص کے تحفظ کے ساتھ راسخ العقیدہ مصلوب تجربہ کار شخص کو بقدر ضرورت و حاجت مخلوط اجلاس میں شرکت کی گنجائش ہے۔

فتاویٰ مصطفویہ میں ہے:

”اس کانفرنس میں شرکت برائے تحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعدائے اسلام ضروری ہے، فرق باطلہ کے ساتھ وہ مجالست ناجائز و حرام ہے جو بر بنائے محبت و موالات ہونی چاہئے جو بے ضرورت و حاجت و مصلحت شرعیہ ہونے پر جو برائے تبلیغ ورد ہو۔“ (ص ۴۵۷، ۴۵۸)

تجربہ کار کی قید اس لئے ہے تاکہ اس کی شرکت مفید ہو ورنہ بے معنی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام احمد رضا قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سنت کی توہین کرنا کیسا ہے؟ علماء و والدین کی توہین کرنے والے

اور بہار شریعت کو آؤٹ آف ڈیٹ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ ایک شخص نظام الدین نے امام صاحب کے فیضان سنت کے درس پر اعتراض کیا اور کہا کہ مصافحہ کرنا سنت ہے تو سنت کیا ہوتی ہے؟ پہلے فرض ضروری ہے سنت ضروری نہیں ہے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور نماز کے بعد صلاۃ و سلام سے انکار اور فرض نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور دعا میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے مناجات پڑھنے سے منع کرتا ہے، ایسے شخص کا جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہو، صلاۃ و سلام پڑھنے سے منع کرتا ہو قرآن و حدیث کی روشنی میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) اس شخص کو امام صاحب نے اذان و تکبیر پڑھنے سے روک دیا جس کی وجہ سے ناراض ہو کر

لوگوں کو گمراہ کر کے کہنے لگا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور یوں کہا کہ جو میرا لقمہ نہیں لے گا تو اسے ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دوں گا اسی شخص کی وجہ سے دو چار لوگ گمراہ ہو کر مسجد سے چلے گئے، یہ چاہتا تھا کہ ایسے حافظ ناصر کو یہاں مقرر کیا جائے جو مذہب ہے اس حافظ ناصر کا ایک لڑکا علی گڑھ میں اور ایک لڑکا ندوۃ العلماء میں پچھلے چھ سالوں سے تعلیم حاصل کر رہا ہے ایسے حافظ کو مقرر کرانے کے لئے ضد کرنا اور امام مذکور کی مخالفت کرنا کہاں تک روا ہے، حافظ ناصر اپنے بیٹوں کو ندوہ میں پڑھانا جائز سمجھتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۳) موجودہ امام سے پہلے اس نظام الدین نے پانچ اماموں کو اسی بنیاد پر مسجد سے بھگا دیا کہ انہوں نے بھی اس کے نفل لقمہ پر اعتراض کیا تھا۔

(۴) موجودہ امام حافظ وقاری سند یافتہ عالم بھی ہیں ان کی بے ادبی اور توہین اس نظام الدین نے کی، لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکایا اور اس کا ایک ہمنوا امام مذکور کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور بدتمیزی سے پیش آیا، عالم کی توہین کرنا کیسا ہے؟

(۵) نظام الدین ماں باپ کا نافرمان ہے، بڑھاپے میں ان کو الگ کر دیا اور پریشان کیا اگر دوسرے بھائی ماں باپ کی مدد نہ کرتے تو درد کی ٹھوکریں کھانے پڑتے۔ ماں باپ کے نافرمان کے لئے شرع میں کیا حکم ہے، کیا ایسے شخص کی نماز قبول ہے؟

(۶) نظام الدین قعدہ میں اپنے کلمہ کی انگلی کو بار بار حرکت دیتا ہے، جبکہ ہم نے کسی سنی عالم کو یہ کرتے نہیں دیکھا، تو ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور قیام میں ہاتھ باندھے ہوئے بھی انگلی کو بار بار حرکت دیتا ہے، کلائی مارتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۷) اس شخص نظام الدین کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے خانہ کعبہ میں موجود ہے اس لئے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے، اس عقیدہ کی نفی کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اگر ہر جگہ موجود ہے تو گدھی کی فرج میں، ٹٹی کے ڈھیری، پاؤں کے نیچے وغیرہ وغیرہ بھی جگہ ہیں تو کیا یہ یہاں موجود ہے؟ اگر ہر جگہ ہے تو یہاں بھی ہونا لازم ہے، اس پر بھی یہ کہتا ہے کہ یہ گندے دماغ والوں کی اچھ ہے کہ اسے گندی جگہ بتاتے ہیں وہ ہر پاک جگہ پر موجود ہے ایسا عقیدہ رکھنا از روئے شرع کیسا؟ کیا ایسے شخص کا لقمہ لینا جائز ہے؟

(۸) یہ شخص بہار شریعت کے لئے یہ کہتا ہے کہ پرانے زمانہ کی لکھی ہوئی ہے یہ کتاب آؤٹ آف ڈیٹ ہو گئی ہے اور بریلی شریف کے لئے یہ کہتا ہے کہ بریلی شریف میں کچھ نہیں ہے، یہ شخص یہ بھی کہتا ہے کہ فرائض و واجبات کا ثواب ماں باپ کو بخشا جائز نہیں اپنے پاس کچھ نہ رہے گا، ایسے شخص کے لئے عند الشرع کیا حکم ہے؟

المستفتی: منظور حسین، شیخ معین الدین رضوی، محلہ سلاوٹ واڑی، اپر کی گواڑی اودے پور، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۸): کسی بھی سنت کی توہین و تحقیر کرنا کفر ہے۔ قداوی عالمگیری میں ہے من لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر ۱۱ (ج ۲، ص ۲۶۳) اس لئے جس شخص نے سنت کی تحقیر کی اس نے کلمہ کفر بکا، یوں ہی یہ کہنا کہ ”اللہ ہر جگہ ہے، خانہ کعبہ میں موجود ہے یہ بھی کفر ہے، جیسا کہ قداوی عالمگیری میں ہے ”یکفر باثبات المکان لله تعالیٰ فلو قال از خدا هیچ مکان خالی نیست یکفر ولو قال الله تعالیٰ فی السماء فان قصده به حکایة ما جاء فیہ ظاهرا لاخمار لا یکفر، وان اراد به المکان یکفر وان لم تکن له نية یکفر عند الاكثر وهو الاصح وعلیه الفتوی۔“ (ج ۲، ص ۲۵۹، باب فی احکام البر تدین)

ہمیں کسی شخص خاص سے غرض نہیں جس نے بھی ان کفریات کا ارتکاب کیا وہ توبہ و تہجد ید ایمان کرے، بیوی والا ہو توجہ ید نکاح بھی کرے۔ علماء کی توہین، ماں باپ کی نافرمانی، بہار شریعت کو آؤٹ آف ڈیٹ کہنا سب حرام و گناہ ہے، اس کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص اعلیٰ حضرت اور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ کا معاند ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس کے عقائد کی بھی جانچ کی جائے یہ جانچ علماء کے ذریعہ ہو سکتی ہے، ایک مذہب کو امام بنانے کی حمایت بھی اس کو مشکوک بناتی ہے اس پر لازم ہے کہ ان گناہوں سے توبہ کرے اور کفریات سے علانیہ توبہ و تہجد ید ایمان کرے، ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کر دیں۔ اس سے سلام، کلام، اس کے یہاں کھانا، پینا، شادی بیاہ سب بند کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَتَّخِذْ بَعْدَ الَّذِي كُذِّبَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“ (سورہ انعام، آیت ۶۸)

اور فریض و نوافل کا ثواب مردے کو پہنچانا جائز ہے اور ثواب دلوں کو ملے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مر گئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”ان من البر بعد الموت ان تصلى لهما مع صلاتك و تصوم مع صيامك“ اور ایک جگہ یوں فرمایا: ”یکون لهما اجرها ولا ینقص من اجرہ شیئا“ اور مرقی الخلال میں ہے ’فلانسان ان یجعل ثواب عمله لغيره عنداهل السنة والجماعة صلاة كان او صوما او حجا او صدقة او قرأة القرآن او الاذکار او غیر ذلك من انواع البر ویصل الی المیت وینفعه۔“ (ص ۳۳۱) اللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

فرائض و نوافل کا ثواب مردے کو پہنچانا کیسا ہے؟ ”اختلافی باتیں علمائے

اہل سنت ہی کرواتے ہیں اور تھانہ فوجداری کراتے ہیں“ یہ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید یہ کہتا ہے کہ عقیدے کے متعلق جتنے بھی اختلافی مسائل ہیں سنی علماؤں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں جتنی باتیں دلیل کے ساتھ لکھی ہیں ان ساری باتوں سے انکار نہیں کرتا ہوں، دیوبندی علماؤں نے بھی اس کے متعلق جتنی باتیں لکھی ہیں ان میں جو قابل اعتراض باتیں ہیں میں اس کی حمایت بھی نہیں کرتا ہوں، جن باتوں سے انکار اور باطل کا اقرار نہیں کیا جاسکتا ہے جو اللہ کا حکم ہے۔ نبی کا فرمان اور بزرگان دین کے راستے ہیں انہیں راستوں پر چل کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا میری زندگی کا عمل ہے۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ خرافات اور فتنہ فساد کے جھیلے میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت برباد کیوں کروں، کیونکہ دونوں طرف کے علماء کرام اختلافی باتوں میں جاہل عوام کو پھنسا کر ان کے چین و سکون کو چھین لیتے ہیں اور آپس میں جاہل عوام کو لڑانے کا کام کرتے ہیں جبکہ ان کو چاہئے کہ عوامی اصلاح کی باتیں کرتے اور عوام جتنی باتیں سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اسی کے مطابق انہیں مذہبی اصول سے روشناس کراتے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس طرح کی اختلافی باتیں زیادہ تر سنی علمائے کرام ہی کیا کرتے ہیں اور جاہل عوام کو آپس میں الجھا کر مار پیٹ یہاں تک کہ تھانہ، فوج داری کی بھی نوبت آجاتی ہے جس سے ان غریب اور مزدور لوگوں کا وقت بھی برباد ہوتا ہے، روزی روٹی پر بھی اثر پڑتا ہے اور تھانہ، فوجداری میں مقروض بھی ہونا پڑتا ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سنی آبادیوں میں نمازیوں کی تعداد مختصر رہتی ہے اور مسجدیں خالی رہتی ہیں لیکن دیوبندی آبادیوں میں نمازیوں کی تعداد زیادہ رہتی ہے اور مسجدیں نمازیوں سے پر رہتی ہیں اور دیوبندی علماء کرام اختلافی باتوں کے پھندے میں نہیں رہتے ہیں، ان ساری باتوں کے کہنے کے بعد زید دیوبندی جماعت والوں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے اور زید کے ذریعہ کئی گئی ان ساری باتوں سے اکثر دیوبندی عقیدے والے اتفاق بھی کرتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں۔

جواب طلب امر یہ ہے کہ زید کا اس طرح کا بیان اور اس طرح کا خیال شریعت کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ ساتھ ہی زید جیسے اسی طرح کے عقیدے رکھنے والے اور عمل کرنے والے دیوبندی امام کے پیچھے زید کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

المستفتی: محمد زید عالم، کیراف محمد کلیل، بیڑی دوکان مقام وپوسٹ کر جا گدھا، مظفر پور، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الاجاب زید وہابی، دیوبندی نہیں تو صلح کلی ضرور ہے، زید کا قول کہ ”اختلافی باتیں زیادہ تر سنی علماء ہی کیا کرتے ہیں اور جاہل عوام کو آپس میں الجھا کر مار پیٹتے تھانہ فوج داری کراتے ہیں نیز علماء دیوبند اختلافی باتوں کے پھندے میں نہیں رہتے ہیں“ سے علماء اہل سنت کی توہین لازم آتی ہے اور علماء کی توہین کرنا کفر ہے جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے ”الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر“ پھر اسی میں ہے ”من قال للعالم عویلم قاصدا به الاستخفاف کفر، وتطلى امراته ثلاثا اجماعاً“ (ص ۶۹۵، ج ۱)

اور چونکہ زید دیوبندی جماعت والوں کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے، جس کے بارے میں علماء حرمین شریفین و ہندو سندھ نے متفقہ طور پر فرمایا ”من شک فی کفره وعذابه فقد کفر“ اہ جو اس کے کافر ہونے اور عذاب دیے جانے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، لہذا زید اگر اکابر علماء دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد بیٹھوی کی عبات کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص ۸، تحدیز الناس ص ۳، ۱۳، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص ۵۱ پر یقینی اطلاع کے باوجود مذکورہ مولویوں کو مسلمان جانتا ہے یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے تو اس وجہ سے بھی کافر و مرتد ہے، اس صورت میں زید پر فرض ہے کہ اپنے اس عقیدے سے توبہ و استغفار کرے، پھر تجدید ایمان اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کو اپنے سے دور رکھیں اس سے سلام و کلام اس کے یہاں کھانا پینا، شادی بیاہ سب ترک کر دیں۔

زید کا یہ کہنا کہ ”دیوبندی علماء کی جو باتیں قابل اعتراض ہیں ان کی حمایت نہیں کرتا“ یہ بہت گول مول بات ہے، ان عبارتوں میں کھلے عام حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کی گئی ہے جو یقیناً اجماعاً کفر ہے اور ان کے قائل کافر و مرتد، تو زید صاف صاف اس کا اقرار کیوں نہیں کرتا۔ اگر وہ ان عبارتوں کے قائلین کو کافر و مرتد تسلیم کرے تو ٹھیک ورنہ ”من شک فی کفره وعذابه فقد کفر“ کے زمرے میں آنے کی وجہ سے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

”قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلبوا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تاكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم“

یعنی سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدنہب سے دور رہو، انہیں اپنے قریب نہ آنے دو،

کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں، اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات، ہوتو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔“ اھ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، عقیلی احمد اور ابن حبان کی روایات کا مجموعہ ہے۔

(انوار الحدیث ۱۰۳)

نیز جب وہ مرجائے تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کریں بلکہ کتے کی طرح گھسیٹ کر کسی ناپاک گڑھے میں پھینک دیں اور کتھر، پتھر جو چیز طے اس سے اسے ڈھک دیں، ورنہ سب کے سب عذاب خداوندی میں گرفتار ہوں گے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے "اذا مات علی ردتہ لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اهل ملة وانما یلقی فی حفرة کالکلب" اھ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ ص ۳۰، ج ۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَنَّ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** ۱۰۱ اھ (سورہ انعام، آیت ۶۸) دیوبندیوں کی نماز عنداشرع نمازی نہیں ان کی اقتداء کے بارے میں سوال کرنا بے کار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

خطیب نے بھول کر کہہ دیا "حضور نے میری امت کے لئے کیا نہیں کیا؟ تو کیا

وہ کافر ہو گیا؟ کیا بھول کر کفر بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مسئلہ ذیل میں کہ

کسی شادی شدہ خطیب نے درمیان خطابت بھول کر کہہ دیا کہ حضور نے میری امت کے لئے کیا کیا نہیں کیا۔ بکر کہتا ہے کہ یہ کفریہ جملہ ہے اور جو شخص بھول کر کفر بولے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ لہذا شخص مذکور کافر ہو گیا۔ زید کہتا ہے کہ بھول کر کفر بولنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا ہے۔ پس دونوں قول میں سے کس کا قول درست ہے۔ اگر بکر کے قول پر کافر ہو گیا تو شخص مذکور شادی شدہ کے لئے شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا؟ مع حوالہ دلیل و مفصل جواب سے نوازیں۔ کرم باللہ کرم ہوگا۔ بیٹھو توجروا

المستفتی: محمد پرویز عالم چشتی، قادری نگر گڑھوا جھارکھنڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں خطیب کا یہ کہنا کہ "حضور نے میری امت کے لئے کیا کیا نہیں کیا" یہ

کلمہ کفر نہیں ہے، لفظ ”میری“ کہنے سے کفر نہ ہوگا بلکہ خطیب کا ارادہ لفظ ”اپنی“ کہنا ہی تھا مگر سبقت لسانی کی وجہ سے ”اپنی“ کی جگہ ”میری“ کا لفظ زبان سے نکل گیا۔ علاوہ ازیں یہ لفظ کفر کے لئے متعین نہیں، یہ کلمہ کفر اس وقت ہوگا جب کوئی اپنے آپ کو نبی اعتقاد کر کے یہ بولے اور یہاں ایسا نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری، باب فی احکام المرتدین۔ میں ہے ”الخاطی اذا اجرى علی لسانه کلمة الکفر خطأ بان کان یرید ان یتکلم بما لیس بکفر فجرى علی لسانه کلمة الکفر خطأ لکن ذلك کفر عند الكل کذا فی فتاویٰ قاضی خان“ (ج ۲، ص ۲۷۶، باب فی احکام المرتدین)

اور بکر کا یہ کہنا کہ ”یہ کفر یہ جملہ ہے“ صحیح نہیں ہے اور اس کا یہ بھی کہنا کہ ”جو شخص بھول کر کفر بولے تو وہ کافر ہو جاتا ہے“ یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ کلمہ کفر جس کو آدمی کہنا نہیں چاہتا اور لغزش زبان کے باعث نکل جائے تو اس سے آدمی کافر نہیں ہوتا، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ابھی گزرا۔

لہذا بکر غلط مسئلہ بنا کر سخت گنہگار مستحق عذاب بنا ہوا۔ حدیث پاک میں ہے ”من اذنی بغیر علم لعنته ملائكة السماء والارض“ (کنز العمال ج ۱۰، ص ۱۹۳) اس لئے بکر پر لازم ہے کہ توبہ و استغفار کرے اور خطیب مذکور سے معافی مانگے۔ آئندہ اس طرح بلا تحقیق مسئلہ بتانے سے احتراز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
 ۱۳ ربیع الثوث ۱۴۲۵ھ

یہ کہنا کہ ”اللہ نے ابلیس سے زیادہ علم والا کسی کو نہیں بنایا“ کیسا ہے؟

”اللہ وہابی بناتا ہے جہنم بھرنے کے لئے“ اس جملے کے قائل کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و ملت مسائل ذیل میں کہ

الف: دوران تبلیغ زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات گیتی میں ابلیس سے زیادہ علم والا کسی کو پیدا ہی نہیں کیا تو بکر نے کہا معاذ اللہ توبہ استغفر اللہ۔ جس کے صدقہ و طفیل میں اللہ تعالیٰ نے اس کائنات گیتی کی تخلیق فرمائی اور جن کے صدقہ و طفیل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اظہار فرمایا۔ اس ذات پاک کو بھی چھوڑ دیا تو زید نے انبیاء کرام کی جماعت کو شامل کیا لیکن خلفاء و صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین اولیاء کرام کی جماعت کو شامل نہیں کیا پھر زید بکر سے بگڑ گیا کہ تم نکتہ چینی کرتے ہو تو بکر نے کہا کہ نکتہ چینی نہیں کرتا ہوں بلکہ آپ کی اصلاح کرتا ہوں۔

ب: دوران گفتگو زید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ وہابی بناتا ہے جہنم بھرنے کے لئے تو زید پر عندا لشرع کیا

حکم ہے؟ بیٹھو تو جروا
 المستفتی: احمد، غفار کلاتھراستور، بلچم گوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحیات (الف ب) صورت مسئولہ میں زید عند الشرح کافر و مرتد ہے۔ اس پر علائقہ تو بہ و استغفار، تہجد پر ایمان و نکاح لازم ہے اور مرید ہو تو تہجد پر بیعت بھی کرے۔ کیونکہ زید کا یہ قول کہ ”اللہ تعالیٰ نے اس کائنات گیتی پر ابلیس سے زیادہ علم والا کسی کو پیدا نہیں کیا“ اجماع قطعی کا انکار ہے اس بات پر ساری امت کا اجماع ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات میں سب سے زیادہ علم والے ہیں تو شیطان لعین کو سب سے زیادہ علم والا کہنا یہ ضرور حضور کی تنقیص بھی ہے اور یہ بھی بجائے خود کفر و ارتداد ہے۔ اسی طرح کی بات مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد مدنی نے براہین قاطعہ میں لکھی ہے تو اس کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

يَا لِّلْمُسْلِمِيْنَ يَا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ بِسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ:
انظروا الى هذا الذي يدعى علو الكعب في العلوم والاتقان وسعة الباع في الايمان والعرفان. ويدعى في اذنبه بالقطب و غوث الزمان. كيف يسب محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ملافيه ويؤمن بسعة علم شيخه ابليس و يقول لمن علمه الله ما لم يكن يعلم وكان فضل الله عليه عظيماً الذي تجمل له كل شيء وعرفه و علم ما في السموات والارض و علم ما بين المشرق والمغرب و علم علم الاولين والآخرين كما نص على كل ذلك الاحاديث الكثيرة انه اي نص في سعة علمه فهل ليس هذا ايمانا بعلم ابليس و كفرا بعلم محمد صلى الله عليه وسلم وقد قال في نسيم الرياض كما تقدم من قال فلان اعلم منه صلى الله عليه وسلم فقد عابه و نقصه فهو ساب والحكم فيه حكم الساب من غير فرق لانستغنى منه صورة و هذا كله اجماع من لدن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یعنی فریادائے مسلمانوں فریادائے وہ جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین پر ایمان رکھتے ہو اسے دیکھو یہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ علم و پختہ کاری میں اونچے پائے پر ہے اور ایمان و معرفت میں یدِ طولیٰ رکھتا ہے اور اپنے دم چھلوں میں قطب و غوث زمانہ کہلاتا ہے کیسی منہ بھر کے گالی دے رہا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے پیر ابلیس کی وسعت علم پر تو ایمان لاتا ہے اور وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ان پر عظیم ہے۔ وہ جن کے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور انہوں نے ہر چیز پہچان لی اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جان لیا اور مشرق و مغرب میں جو کچھ ہے سب جان لیا اور تمام انگوں اور پچھلوں کا علم نہیں حاصل ہوا جیسا کہ ان تمام باتوں پر بکثرت احادیث میں تصریح فرمائی ان کے حق

میں یوں کہتا ہے کہ ”ان کی وسعت علم میں کون سی نص ہے کیا یہ علم ابلیس پر ایمان اور علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ ہوا۔ اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا کہ جو کسی کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھنائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔“ (حسام الحرمین، ص ۲۳) اور شفا شریف میں ہے ”اجمع العلماء شاتم النبى صلى الله عليه وسلم والمنقص له كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله ومن شك في كفره وعذابه فقد كفر۔“ یعنی اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگا۔ (ص ۲۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اور زید کا یہ قول کہ ”اللہ تعالیٰ وہابی بناتا ہے جہنم بھرنے کے لئے“ یہ کلمہ کفر نہیں بلکہ درست ہے اور یہ جملہ بھی اسی قبیل سے ہے مثلاً ”يُضِلُّ بِهِ كَيْدًا وَيَهْدِي بِهِ كَيْدًا۔“ یعنی اللہ بہتوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔“ (پ ۱ سورہ بقرہ آیت ۲۶) ”مَنْ يُضِلِلِ اللهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ۔“ یعنی جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔“ (پ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۸۶)

فَإِنَّ اللهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔“ اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے۔“ (پ ۲۲ سورہ فاطر آیت ۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی
۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”خدا کے علاوہ کوئی اپنے آپ پیدا نہ ہوا“ یہ جملہ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

”خدائے تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا اپنے آپ پیدا نہ ہوا“ یہ جملہ کہنا کیسا ہے؟ بییدوا توجروا

المستفتی: غلام مصطفیٰ رمزی قادری، حبیب نگر، نزد جنت مسجد، بیجاپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب خدائے سبوح و قدوس کے لئے پیدا ہونے کا لفظ بولنا حرام و گناہ بلکہ اپنے ظاہر کے لحاظ سے کفر ہے۔ یہ لفظ عام طور پر ”جناہوا“ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک و منزو ہے۔

ارشاد باری ہے: **لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ** مگر چونکہ یہ لفظ ظاہر ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے (جیسے پیدائش شد، تختہ برکنار) اس لئے ہم قائل پر حکم کفر نہ دیں گے۔ ہاں اگر قائل کی مراد وہی معنی کفر ہو تو عند اللہ کافر ہوگا اور معنی صحیح کا یہ احتمال اس کے لئے مفید نہ ہوگا۔ ہم قائل کی نیت نہیں جانتے اس لئے معنی صحیح کا لحاظ کرتے ہوئے جہت اسلام کو ترجیح دیں گے تاہم ایسا کلمہ بولنا حرام و گناہ ضرور ہے۔ قائل اپنے اس قول سے توبہ و رجوع کرے اور آئندہ بارگاہ الہی میں بہت ہی محتاط و مؤدب رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

یہ کہنا کیسا ہے ”میں ایسا پانی پیتا ہوں خدا نہیں جانتا“

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں زید نے دوران گفتگو کہا ہم ایسا پانی پیتے ہیں کہ خدا نہیں جانتا (معاذ اللہ) اس پر بکرنے کہا توبہ کرو ایسا کہنا حرام ہے زید نے کہا میں نے محاورہ کے طور پر کہا ہے بکرنے کہا خدا عظیم و خمیر ہے ایسا کہنا کسی طور پر جائز نہیں۔ اس پر زید نے فوراً توبہ و استغفار کیا تو اب کیا زید کفارہ وغیرہ سے بچ گیا؟

المستفتی: نظام الدین، شہر دیوانی بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ لفظ بہر حال کلمہ کفر ہے اس کے معنی صاف نفی علم باری تعالیٰ میں اور اس کا کفر خالص ہونا ظاہر ہے اس میں تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ** (سورہ العنکبوت پارہ ۲۰، آیت ۶۲) اس پر لازم ہے کہ تائب ہو کر ایمان لائے اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح کرے اس پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں۔

چونکہ زید نے تمبیہ کرنے پر فوراً توبہ کر لی اس لئے اب صرف تجدید ایمان کرے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی۔ درمختار میں ہے ”ماید کون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد ذرنا۔“ (ج ۶، ص ۲۹۸ باب المرتد، کتاب الجہاد) واللہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: ازہار احمد مصباحی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۹ جمادی الاخر ۱۴۲۳ھ

دیوبندی کو کافر کہنے کی وجہ سے امام کو معزول کرنا کیسا ہے؟

معزول کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

زید و بکر دو اشخاص میں سنی و دیوبندی کی بات ہوئی تو بکر بولا کہ میں تو دیوبندی ہوں تو زید بولا کہ ارے تو دیوبندی ہے؟ دیوبندی تو کافر ہوتا ہے اسی درمیان میں مسجد کے نائب امام جو سنی عالم ہیں آگئے، تو بکر بولا کہ امام صاحب فلاں شخص بولتا ہے کہ دیوبندی کافر ہوتا ہے تو امام صاحب نے کہا ہاں دیوبندی کے اقوال باطلہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندی کافر ہے بکر کو یہ بات بہت خراب لگی کہ امام صاحب تو دیوبندی کو کافر کہتے ہیں۔ اس بات کو عوام میں پھیلا کر کہ امام صاحب سنی دیوبندی کی بات کر کے لوگوں کو لڑانا چاہتے ہیں تو کچھ دیوبندی اور متذبذب قسم کے سنی یہ معاملہ مسجد کے صدر امام جو ایک حافظ ہیں اور مسجد کے نائب صدر بھی ہیں کے سامنے پیش کیا کہ مولانا تو سنی و دیوبندی کی بات کر کے مسجد میں فتنہ پھیلاتے ہیں، ان کو نکال دیا جائے۔ اب ہم لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ چونکہ حافظ موصوف امام کے بکر سے بہت گہرے تعلقات تھے، اس لئے مولانا کی بات ان کو بھی خراب لگی اور بولے کہ مولانا کو ایسا نہیں کہنا چاہئے، یہ سب فتنے کی بات ہے۔ مسجد میں سنی و دیوبندی سبھی لوگ نماز پڑھتے ہیں تو اس طرح فرقہ بندی کی بات کر کے فتنہ نہیں پھیلانا چاہئے اور بولے کہ اس سے پہلے بھی ایک مولانا اس مسجد میں آئے تھے اور اس طرح سنی و دیوبندی کی بات کیے تو لوگوں نے انہیں بری طرح بے عزت کر کے نکالا تھا۔ یہاں تک کہ اندرونی طور پر یہ بات طے ہو چکی کہ مولانا (نائب امام) کو نکال دیا جائے تو ماحول کے پیش نظر ٹرسٹ کی طرف سے نوٹس ملنے سے پہلے ہی عالم موصوف نے اپنا استعفیٰ نامہ پیش کر دیا اور صدر امام حافظ موصوف و دیگر ٹریشیان نے بے چوں و چرا استعفیٰ منظور کر لیا۔

صورت مذکورہ میں مندرجہ ذیل امور کے بارے میں حکم شرع مفصل و مدلل بیان فرما کر عند اللہ ماجد ہوں۔

(۱) دیوبندیوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

(۲) ایسے امام و ٹریشیان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے جو کسی سنی عالم کو مسجد و مدرسہ سے صرف اس

بنا پر نکال دیں کہ یہ دیوبندی کو کافر اور بد عقیدہ کہتا ہے؟

(۳) ایسے مسجد و مدرسہ (کہ جس سے صرف صورت مذکورہ کی بنا پر کسی سنی امام یا مدرس کو نکال دیا جاتا

ہو) سنیوں کو چندہ دینا چاہئے، یا نہیں؟

(۴) ایسے حافظ کے پیچھے سنیوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ بیدنوا تو جروا

المستفتی: نیاز احمد نظامی

مدرسہ گلشن بغداد غلام نبی ٹیل کپاؤنڈ، دھام گمرنا کہ بھینڈی، ضلع تھانہ مہاراشٹر

۴۲۱۳۰۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): دیوبندی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے کی

وجہ سے کافر و مرتد ہیں، جس کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”وہابیہ و نیچریہ و قادیانیہ و غیر مقلدین و دیوبندیہ و چکڑالویہ خذکم اللہ تعالیٰ

اجمعین قطعاً یقیناً کفار مرتدین ہیں۔“ (ص ۹۰، ج ۶)

نیز اسی میں ہے: ”کفر میں یہود و نصاریٰ سے مجوس بدتر ہیں، مجوس سے ہنود بدتر ہیں، ہنود سے وہابیہ

و سائر مرتدین بدتر ہیں، ولہذا ان کے احکام اسی ترتیب پر سخت تر ہیں۔“ (ص ۱۳، ج ۶) بلکہ دیوبندیوں نے

کھلم کھلا ضروریات دین کا انکار کیا جس کی وجہ سے علمائے عرب و عجم نے ان کی تکفیر کی۔ ردالمحتار میں ہے:

”لا خلاف فی کفر المتخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول

عمرہ علی الطاعات۔“ (ص ۱۱، ج ۱) یعنی ضروریات اسلام کی مخالفت اور خلاف ورزی کرنے والے کے کفر میں

کوئی اختلاف نہیں اگرچہ وہ قبلہ کو منہ کر کے نمازیں پڑھے اور اگرچہ عمر بھر ہمیشہ طاعات و عبادات بجالاتا رہے

(مطلب البدعة خمسة اقسام ص ۵۶۱، ج ۱، باب الامامة) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سنی صحیح العقیدہ عالم دین کو بلا وجہ شرعی محض دیوبندی کو کافر اور بد عقیدہ کہنے کی وجہ سے معزول کرنا

ناجائز و گناہ ہے کہ بلا وجہ ایذائے مسلم حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: من اذی مسلماً فقد اذانی و

من اذانی فقد اذی اللہ۔ (ص ۱۰، ج ۱۶ کنز العمال) نیز در مختار میں ہے: لا یصح عزل صاحب وظیفۃ

بلا جنتہ۔ (کتاب الوقف، ص ۳۸۲، ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳-۴) جو لوگ دیوبندیوں کے عقائد باطلہ پر مطلع ہیں، پھر بھی وہ دیوبندیوں کو اپنا دوست رکھتے

ہیں تو وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”و من یتولہم منکم فانه منهم۔ جو کسی کافر

بد مذہب سے موالات و دوستی کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے۔“ (سورۃ مائدہ آیت ۵۱)

اور اگر وہ سنی اور دیوبندی دونوں کو ٹھیک اور برابر سمجھتے ہیں تو یہ درحقیقت مومن و کافر کو ایک سمجھتا ہے

جو کفر ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

من اعتقد ان الايمان والكفر واحد فهو كافر كذا في الذخيرة. اه (مطلب موجبات الكفر انواع ص ۲۵۷، ۲۵۸)

لہذا حافظ مذکور اور ٹرسٹیان پر لازم ہے کہ وہ توبہ و استغفار کریں اور دیوبندیوں سے دوستی و تعلقات ختم کریں کہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، سلام و کلام بلکہ کسی قسم کا مذہبی تعلق رکھنا حرام و گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم و ان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم ولا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا توادوہم ولا تنصوا کھوہم ولا تصلو علیہم ولا تصلو معہم" یعنی بدنہوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں، اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ابن حبان، ابن ماجہ اور عقیلی کی روایات کا مجموعہ ہے۔ (انوار الحدیث، ص: ۱۰۳)

اگر حافظ و ٹرسٹیان باز نہ آئیں تو سنی مسلمان ان سے دور رہیں اور استطاعت ہو تو ان کو مسجد سے دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ حسن تدبیر سے مسجد کو اپنے زیر انتظام کریں۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھو۔ (پ ۷، ع ۱۳)

نیز ارشاد خداوندی ہے: **وَلَا تَزْكُرُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ**۔ اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو کہ تمہیں (جہنم کی) آگ چھوئے گی۔ (پ ۱۳، ع ۱۰)

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی امجدی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۶ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

”کڑکڑ میں رام بے من میں سیتارام“

مذکورہ شعر پڑھنا اور دیوبندی دیوتاؤں کی تعریف کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ زید ایک سنی مسلمان ہے ایک سنی ادارہ کا سربراہ اعلیٰ و گراماں ہے اور وہ ایک شاعر بھی ہے اس نے ایک سجا میں جو کہ تحصیل میں ہوا اس میں انہوں نے اپنے اشعار میں دیوبندی دیوتاؤں کی خوب تعریف کی اور انعام کا بھی حقدار ہوا۔ جو شعر ذیل میں ہے ”کڑکڑ میں رام بے من میں سیتارام“ وغیرہ جیسے اشعار پیش کیا

اس طرح کے اشعار پڑھنا جائز و درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد فاروق، کیراف جمیل میڈیکل، مہر بازار، بلرام پور، یوپی

الجواب غیر مسلموں کی دیوی دیوتاؤں کی تعریف کرنا ان کو عزت دینا ہے۔ مزید برآں زید کے

اس شعر ”کڑکڑ میں رام بے = من میں سیتارام“ سے ان کے دیوتاؤں کا اعزاز ظاہر ہے جو صریح کفر ہے۔ اللہ

تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ”وَلِلّٰهِ الْحُكْمُ وَالرُّسُولُ وَلِلّٰهِ الْمُؤْمِنُونَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَخْلُقُوْنَ ۗ عِزَّتِ

اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خیر نہیں۔ (پارہ: ۲۸، سورۃ المنافقون: آیت ۸)

لہذا زید اپنی اس حرکت قبیحہ اور کلمات کفریہ شنیعہ کی وجہ سے دائرۃ اسلام سے نکل گیا اس پر لازم ہے

کہ تجدید ایمان کرے اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے اور آئندہ ایسے اشعار لکھنے، پڑھنے سے بارگاہ

الہی میں صدق دل سے علانیہ توبہ و استغفار کرے ورنہ تمام مسلمان اس سے قطع تعلق کر لیں ساتھ ہی ساتھ اسے

ادارہ کی سربراہی سے بھی برخاست کر دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَ اَمَّا يُنٰسِيْكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۗ“ (سورۃ الانعام، ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی احسانی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ ربی القعدہ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کرشن کو نبی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید جو ایک یونیورسٹی کا طالب علم ہے اس کا کہنا ہے کہ کرشن پرانے زمانے کے پیغمبروں میں سے

ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے طور طریقے سے بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور لوگوں کو ہدایت کی تعلیم دی۔

یہی وجہ ہے کہ آج اکثر یونیورسٹیوں میں کرشن کے نبی اور پیغمبر ہونے پر تحقیقی مقالے لکھے جا رہے ہیں اور پی

ایچ ڈی کی جارہی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا ایسا کہنا کہاں تک درست ہے کیا کرشن کو واقعی نبی

کہا جاسکتا ہے اور زید جو کرشن کو نبی مان رہا ہے اس پر کون سا حکم شرع عائد ہوتا ہے۔ بیہنوا توجروا

المستفتی: محمد افروز شاہ، پھانک گورکھپور یونیورسٹی، گورکھپور، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کرشن نبی یا پیغمبر ہرگز نہیں، بلکہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کے مطابق تو اتر

ہندو کے علاوہ کرشن کا وجود ہی ثابت نہیں۔

تلاوی رضویہ میں ہے ”قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں ان کے نفس وجود پر سوائے تو اتر ہنود ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی میں کچھ اشخاص تھے بھی یا محض انیاب احوال و رجال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں۔“

تو اتر ہنود اگر حجت نہیں تو ان کا وجود ہی نا ثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تو اتر سے ان کا فسق و فجور و لہود لعب ثابت پھر کیا معنی کہ وجود کے لئے تو اتر ہنود مقبول اور احوال کے لئے مردود مانا جائے اور انہیں کامل و مکمل بلکہ ظلنا معاذ اللہ انبیاء و رسل جانا مانا جائے۔ (ج ۶، ص ۱۳۲)

اصطلاح شرع میں نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے نیز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہا صفات ذمیرہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کہاؤں سے بھی مطلقاً معصوم ہیں۔

شرح عقائد میں ہے: ”ان الانبیاء معصومون عن الکذب خصوصاً فیہا یتعلق ہا امر الشرائع و تبلیغ الاحکام و ارشاد الامۃ اما عمداً فیالاجماع و اما سهواً فعند الاکثرین و فی عصمہم عن سائر الذنوب تفصیل و ہوا انہم معصومون عن الکفر قبل الوحی و بعدہ بالاجماع و کذا عن تعبد الکبائر عند الجمہور۔“ (ص ۱۰۲)

ظاہر ہے کہ کرشن کا وجود ثابت بھی ہو تو بہ اوصاف مذکورہ خود کرشن کے ماننے والوں کے بطور بھی ہرگز کرشن نبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ جابلوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبۃ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”قرآن کے معنی کچھ نہیں قرآن پر ہمارا بھروسہ نہیں“ یہ جملے بولنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مسئلہ ذیل میں کہ

کچھ دنوں پہلے زید و بکر کے گھر سے جھگڑا ہوا۔ پنچایت میں بکر نے زید پر بہت سارے اٹھے سیدھے الزامات لگائے جس پر زید نے کہا کہ اگر تم قرآن پاک اٹھا کر کہہ دو کہ ہم نے جو کہا ہے وہ صحیح ہے تو ہم مان لیں گے۔ تو بکر نے کہا کہ قرآن کے معنی کچھ نہیں قرآن پر ہمارا بھروسہ نہیں اور یہی جملہ بکر کے بھائی اور اس کی

والدہ نے بھی کہا۔ اس پر گاؤں کے ایک شخص نے دو تین بار کہا کہ ہوش میں ہو کہ نہیں یہ قرآن کا انکار ہے اس پر بکرنے ہر بار یہی کہا کہ ہاں ہاں ہمیں قرآن پر بھروسہ نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکر اس کے بھائی اور اس کی والدہ کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

المستفتی: مولانا محمد حسین، مقام گوبھیا، پوسٹ بھداول، ضلع بستی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن کا انکار اور اس کی توہین کفر ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "اذا انکر الرجل آية من القرآن او تسخر باية من القرآن و فی الخزانة اوعاب کفر۔" ۱۱ (ص ۲۶۶، ج ۲) اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے۔" ۱۱ (بہار شریعت، ص ۱۷۱، ج ۹)

لہذا بکر اس کا بھائی اور اس کی والدہ کافر و مرتد اسلام سے خارج ہو گئے ان پر فرض ہے کہ اپنے اس قول مردود سے توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کریں۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ما یکون کفرا اتفاقاً يبطل العمل والنکاح۔ ۱۱ (ص ۲۴۶، ج ۴) اگر بکر وغیرہ توبہ تجدید ایمان و نکاح کر لیں تو ٹھیک ورنہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کا سخت سماجی بائیکاٹ کر دیں۔ ان سے میل جول، سلام کلام، ان کے یہاں کھانا، پینا، شادی بیاہ وغیرہ تمام معاملات ترک کر دیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَإِمَّا يَنْسِفَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ﴿۱۱﴾" اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قرآن نذر آتش کرنے کے خلاف آیت کریمہ کا

ورد ہوا تو زید نے کہا "آیت کریمہ سے کچھ نہیں ہوگا" تو زید پر کیا حکم ہے؟

بد مذہبوں کو جلوس میں شامل کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین از روئے قرآن و حدیث مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) ۱۱ ستمبر ۲۰۱۰ء کو قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کا امریکہ کے جس پادری نے اعلان کیا تھا اس کے احتجاج کے لئے ملک بھر میں جلوس و آیت کریمہ وغیرہ کا اہتمام کیا گیا تھا اور ہمارے شہر کھنڈوہ کی بھی اکثر مساجد میں بھی آیت کریمہ کا وظیفہ وغیرہ کیا گیا۔ اس کے متعلق زید جو کہ حافظ، عالم، فاضل ہے اور اپنے کو فاضل جامع ازہر کہلاتا ہے نے کہا کہ آیت کریمہ سے کچھ تعلق نہیں ہوگا سوال یہ ہے کہ ایسا کہنے والا قرآن کریم کی آیت کا منکر ہے یا نہیں از روئے شرع اس قائل کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) قرآن پاک کے نذر آتش کے خلاف کھنڈوہ میں جلوس نکالا گیا اس میں شریک ہونے کے لئے رقعہ چھپوا کر تمام مساجد میں اعلان کرایا گیا یہاں تک کہ دیوبندی، وہابی اور ملاجی یعنی شیعوں کی بھی مسجد میں رقعہ بھیجا گیا اور ان تمام فرق باطلہ کی معیت میں جلوس نکلا اس میں مذکورہ شخص زید کے علاوہ کھنڈوہ کے تمام علماء و ائمہ نے شرکت سے احتراز کیا۔ جلوس کے بعد جب زید سے پوچھا گیا کہ آپ نے اہل سنت کے علاوہ غیروں کی مساجد میں رقعہ (دعوت نامہ) کیوں بھیجا تو اس نے جواب میں دلیل دیتے ہوئے اس آیت کو پیش کیا "قَالَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ" زید سے پوچھا گیا کہ یہ آیت اور کلام وحی من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ خالق کل ہے وہ جیسے چاہے جیسا چاہے حکم دے تو کیا آپ کا فرق باطلہ کے یہاں دعوت نامہ بھیجنا نہ بھیجنا دونوں برابر ہے۔ زید سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔

سوال یہ ہے کہ کیا کسی جلسہ و جلوس کی دعوت فرق باطلہ کو دے سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی اجلاس کر سکتے ہیں یا نہیں؟ شخص مذکور ازہری کہلانے والے پر از روئے شرع کیا حکم عائد ہوگا واضح فرمائیں؟

المستفتی: قاری محمد حسین رضوی، مدرسہ حفظ القرآن، کہاڑواڑی کھنڈوہ، ایم پی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب (۱): قرآن مجید کی کسی بھی آیت کا انکار بلاشبہ یقیناً کفر ہے لیکن بیان سائل سے ظاہر ہے کہ زید نے جو جملہ ادا کیا اس سے مقصود آیت قرآنیہ کا انکار نہیں ہے بلکہ حسن تدبیر و تدبر کے ساتھ عملی جدوجہد ہے پھر اس کے ساتھ دعا بھی ہو اور آیت شریفہ کا ختم بھی ہو تو یہ مؤثر ہوگا۔ اگر زید کا مقصود فی الواقع یہی ہے تو اس پر کوئی سخت حکم نہیں وارد ہوگا سوائے اس کے کہ تعبیر نامناسب ہے جس سے لوگوں کو وحشت ہوگی اس لئے اس طرح کی تعبیر سے آئندہ بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید نے غلط کیا اسے بد مذہبوں کو مدعو نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ پورے اہتمام اور شان و شوکت کے ساتھ اپنا جلوس نکالنا چاہئے تھا تجربہ شاہد ہے اس طرح کے اختلاط سے ہم اہل سنت کا نقصان ہوا ہے اس کے باعث ہمارے عوام کے قلوب سے ان بد مذہبوں سے دوری کا رجحان کم اور بسا اوقات ختم بھی ہو جاتا ہے

اس لئے زید آئندہ ہرگز ایسا نہ کرے آیت کریمہ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ مِنْ زِيْدِ كَا اسْتِدْرَالِ غُلَطٍ ہے وہ کم سے کم کنز الایمان اور اس کی تفسیر خزائن العرفان پڑھ لے تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد فیصل علی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ جمادی الاخرہ، ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ڈاڑھی والوں کو چہرہ اور داڑھی کو برا کہنا کیسا ہے؟ زید نے داڑھی چھلوا دیا

اعتراض کرنے پر کہا ”یہ ہماری کھیتی باڑی ہے؟“

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں

(۱) ہندہ نے کہا کہ مولیٰ کے مسلمان سب چہرہ ہیں داڑھی رکھتے ہیں اچھا نہیں لگتا اس کے بارے

میں کیا حکم ہے؟

(۲) زید کافی عرصہ سے داڑھی رکھے ہوئے تھا اب اس نے اپنی داڑھی بنوادی اسی طرح کے دو آدمی

اور ہیں اور جب کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ اچھا کام نہیں ہے تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ یہ تو ہماری کھیتی باڑی

ہے تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے اور یہاں کے مولانا صاحب کو ہر بات معلوم ہے لیکن پھر بھی ان کے ساتھ

کھاتے پیتے ہیں اور ان کو اس سے منع نہیں کرتے تو ان کے لئے حکم شرع کیا ہے؟ ہیندوا تو جو روا

المستفتی: اصغر علی، مقام سہو گیا، ڈاکخانہ شکر پور، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): داڑھی رکھنے والوں کو چہرہ اور داڑھی کو برا کہنا کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۹ صف

اول، ص ۳۰ میں ہے ”اگر داڑھی چھوڑنے یا بچی رکھنے کی تحقیر اور ان لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزاء اور

انہیں تشبیہات و تمثیلات قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعاً کافر ہے کہ یہ سنن متواترہ سے ہے اور اس کی سنیت قطعی

الثبوت ایسی سنت کی توہین و تحقیر اور اس کے اتباع پر استہزاء بالاجماع کفر ہے“ کہا ہو مصرح فی الکتب

الفقیہیہ والکلامیہ“

لہذا ہندہ داڑھی والوں کو چہرہ اور داڑھی کو خراب کہنے کی وجہ سے کافر ہو گئی اس پر لازم ہے کہ علانیہ

توبہ و استغفار کرے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرے اور شوہر والی ہو تو تجدید نکاح بھی کرے مگر ایسا نہ

کرے تو مسلمان اس کا بایکاث کریں۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا يُدْسِيْكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

بَعْدَ الَّذِي كَرَى مَعَ الْقَوْرِ الظَّالِمِينَ ﴿۶۸﴾ (پ ۷، سورۃ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شریعت اسلامیہ میں داڑھی حد شرع یعنی ایک مشت رکھنا اور اس سے کم نہ کرنا واجب اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت دائمی ہے اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع و حرام اور کفار کا شعار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية۔" یعنی دس چیزیں سنت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں۔ ان میں سے موچھیں کم کرنا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم شریف ج ۱، ص ۱۲۹) اور فرماتے ہیں "جزوا الشوارب وارخوا اللحي وخالفوا المجوس۔" یعنی موچھیں کتراؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو اور آتش پرستوں کے خلاف کرو (سنن البیہقی ج ۱، ص ۲۳۳) اور فرماتے ہیں "خالفوا المشركين و فروا اللحي واحفوا الشوارب" یعنی مشرکوں کا خلاف کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور موچھیں پست کرو (بخاری شریف ج ۲، ص ۸۷۵) اور امام مسلم روایت کرتے ہیں "ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحية" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا۔ (مسلم شریف ج ۱، ص ۱۲۹)

اور فتح المعین بشرح قرۃ العین میں ہے "یحرم حلق لحية" یعنی داڑھی چھلانا حرام۔ اہ اور در مختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیوع میں ہے "یحرم علی الرجل قطع لحيته۔" یعنی مرد کا اپنی داڑھی کا شحرام ہے۔ اہ (الدر المختار فوق رد المحتار ج ۶، ص ۴۰۷) اور در مختار کتاب الصوم مطلب فیما یکرہ للصائم ج ۲، ص ۳۱۸ میں ہے "اما الاخذوهی دون ذلك فلم یبہحہ احد۔" مخلصاً

تو داڑھی رکھ کر منڈوا دینے والے حرام کے مرتکب ہیں اور کچھ لوگوں کے اعتراض کرنے پر ان کا یہ کہنا کہ یہ ہماری کھیتی باڑی ہے حرام حرام اشد حرام ہے۔ لہذا انہیں علانیہ توبہ واستغفار کرایا جائے اور دوبارہ اس طرح کی بکواس نہ کرنے کا ان سے عہد لیا جائے اور مولوی صاحب جو ساری باتیں جانتے ہوئے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کرتے ہیں اور ان کو منع نہیں کرتے ان پر بھی توبہ کرنا اور ایسے لوگوں سے دور رہنا لازم ہے۔ اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا سماجی بائیکاٹ کریں۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْكُمُ النَّارُ د۔ (پ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۱۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سبز عمامہ والوں کو جنادل اور سی آئی اے کا ایجنٹ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

زید نے اجتماع پاک میں سبز عمامہ شریف باندھنے والوں کو دیکھ کر یہ جملہ استعمال کیا کہ یہ لوگ جنادلی ہیں اور جنادل کا پرچار کرتے ہیں اور سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں۔

(۲) زید نے ایک موقع پر یہ جملہ استعمال کئے کہ ”آپ کے مولانا یہ بھی کہتے ہیں کہ مولانا آزاد کافر تھے۔ اس پر عمرو نے کہا کہ مولانا آزاد نے اپنی کتاب میں اس طرح لکھا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہ ہوتی تو میں گاندھی جی کو نبی مان لیتا تو زید نے کہا کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ زید نے کہا کہ میں شریعت میں ترمیم نہیں مانتا۔ عمرو نے کہا کہ کیسی ترمیم؟ زید نے کہا کہ جیسے آٹھ رکعت تراویح، عورتوں کی جماعت وغیرہ وغیرہ۔ زید اہل حدیث کے مدرسہ محمدیہ خیر العلوم کا مدرس بھی تھا تو دریافت طلب امور یہ ہیں کہ زید اپنے ان اقوال کی وجہ سے مسلمان رہ گیا یا نہیں؟ زید مرچکا ہے لہذا اس کی نماز جنازہ پڑھانے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ جن لوگوں نے اس کی نماز جنازہ جانے یا انجام دینے میں پڑھی ان کے لئے کیا حکم ہے؟

بہدوا توجروا

المستفتی: بریدہ اسلم، حمچہ پور، ٹانڈہ، امبیڈکر نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تراویح بجائے بیس رکعت کے آٹھ رکعت پڑھنا، عورتوں کی جماعت کو جائز ٹھہرانا عہد حاضر میں وہابیوں، غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے اس لئے زید کا بیس رکعت تراویح اور عورتوں کی جماعت سے روکنے کی شریعت میں ترمیم کہنے، نیز غیر مقلدوں کے مدرسے میں مدرس رہنے سے ظاہر یہی ہے کہ وہ وہابی، غیر مقلد تھا اور وہابی، غیر مقلد ضروریات دین کا انکار کرنے کے سبب کافر و مرتد ہیں۔ رد المحتار، ج ۱، ص ۵۶۱ میں ہے:

لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اهل القبلة
المواظب طول عمره على الطاعات۔ اہ ملخصاً۔

اور عمامہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے اسی لئے علمائے کرام نے اس کے ساتھ استہزاء کو کفر ٹھہرایا۔ ”کمالیہ علیہ الفقہاء الکرام۔ اہ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۴) یہاں زید کے قول سے عمامہ کی توہین لازم آئی کیونکہ جنادل کا جھنڈا سبز ہونے کی وجہ سے ہی اس نے سبز عمامہ والوں کو جنادلی کہا ہے اس کے اس قول سے بھی کفر لازم آتا ہے اس لئے سوال میں جو باتیں درج ہیں وہ اگرچہ ہیں تو حکم یہ ہوا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا، پڑھانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّا تَابَ وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۗ إِنَّكُمْ كَفَرُوا بِأَنبَاءِ رَسُولِهِ
وَمَا تَكُونُوا أَهْلًا بِسُؤْنِهِ ﴿٨٢﴾ (پ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۸۲)

اور متعدد حدیثوں میں بد مذہبوں کے متعلق ارشاد ہوا "ان ماتوا فلا تشهدوہم۔ یعنی اگر وہ
میں تو ان کے جنازہ پر مت جاؤ۔ ولا تصلوا علیہم یعنی ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ بلکہ جن لوگوں کو
اس کے وہابی ہونے کی تحقیق تھی نیز انہیں عمامہ کے بارے میں اس کا وہ توہین آمیز کلام اور حکم معلوم تھا ان پر حکم
کفر بھی لازم آئے گا لیکن سوال سے ظاہر ہے کہ اس کے وہابی ہونے کا حال عام طور سے لوگوں کو معلوم نہ تھا یا
لوگوں کو اس کا صحیح علم نہ تھا کیونکہ عوام آٹھ رکعت تراویح اور عورتوں کی جماعت سے ممانعت والی بات سے اس کی
وہابیت کو نہیں بھانپ سکتے۔

یونہی جنادل والی بات اولا عوام کو کم معلوم ہوگی۔ ثانیاً جنہیں معلوم ہوگی انہیں اس کا حکم نہ معلوم ہوگا
اس لئے عوام پر عمومی طور پر حکم کفر نہ ہوگا۔ الایہ کہ عوام میں کچھ ایسے ہوں جنہیں اس کی وہابیت کی تحقیق بخوبی ہو
تاہم احتیاط اس میں ہے کہ سب لوگ جو نماز جنازہ میں شریک تھے توبہ واستغفار کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دوزخ کا انکار کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
زید سے کچھ اسلامی باتیں ہوتے ہوتے جنت، دوزخ کی باتیں بھی ہوئیں پھر جاتے جاتے زید نے
کہا کہ دوزخ اوزخ کچھ نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ڈرانے کے لئے کتابوں میں بیان کیا ہے، لہذا
ان الفاظ کے ادا کرنے سے زید کے بارے میں شریعت کیا حکم لگاتی ہے؟ جب کہ اس سے بات کرتے وقت
ایک دو آدمی موجود تھے۔

المستفتی: قاری شبیر احمد، مدرسہ حنفیہ، محلہ خاں نواب یوسف روڈ، جون پور، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جنت و دوزخ کا ثبوت بہت سی آیات قرآنیہ احادیث نبویہ سے ہے۔ جیسا کہ شرح عقائد نسفی

میں ہے "والجنة والنار حق لان الايات والاحاديث الواردة في اثباتهما اشهر من ان تخفى

واكثر من ان تحصى" (ص ۸۰)

اور ان کا منکر عند الشرع کافر ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ باب احکام المرتدین میں ہے:
 "ومن انکر القیمة او الجنة او النار او المیزان او الصراط او الصحائف المکتوبة
 فیہا اعمال العباد ینکفر۔" (ج ۲، ص ۲۷۴)

لہذا زید پر توبہ و تہجد یا ایمان اور بیوی والا ہو تو تہجد یا نکاح اور مرید ہو تو تہجد یا بیعت بھی لازم ہے۔ اگر وہ ایمان کرے تو تمام مسلمان اس کا سختی سے بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ
 وَإِنَّمَا يُنِيسِيَّتَكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۵۱﴾ (پ ۷،

سورۃ النعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی
 ۲۵/۲۵/۲۰۲۳

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید نے بکر سے کہا تمہارے پاس وحی آتی ہے میں اسے لوح محفوظ میں لکھتا

ہوں تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ کے بارے میں

زید جو عالم دین ہے اس نے بکر سے کہا کہ تمہارے پاس وحی آتی ہے میں جانتا ہوں اور میں اس کو لوح محفوظ میں لکھتا ہوں ایسا جملہ غیر نبی کو کہنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ کہنے والے پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مدلل، مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: معلم درجہ ثالثہ، دارالعلوم عارفیہ، زید پور، بارہ بنگی (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وحی نبوت جسے وحی شرعی بھی کہا جاتا ہے یہ انبیائے کرام کے ساتھ خاص ہے۔ اسے غیر نبی کے لئے ماننے والا کافر خارج از اسلام ہے۔ اور وحی ولایت جو اولیائے کرام کے قلوب میں من جانب اللہ القاء ہوتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ قائل نے وحی سے مراد اگر وحی نبوت لیا ہے تو کافر ہے اس پر توبہ، تہجد یا ایمان و تہجد یا نکاح لازم ہے۔ درمختار میں ہے "ماید کون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد ذنبا۔" (الدر المختار فوق رد المحتار، ج ۴، ص ۴۴۶)

ہاں اگر وحی سے اس کی مراد وحی ولایت یعنی الہام ہے تو کفر نہ ہوگا مگر جھوٹ بولنے کی صورت میں

گنہگار ضرور ہوگا۔ یہاں ایک ظاہر احتمال یہ ہے کہ اس نے یہ کہہ کر وحی اور لوح محفوظ کا استہزاء کیا ہے اگر ایسا ہے تو یہ بھی کفر ہے اور اس پر توبہ، تہجد یا ایمان لازم، بیوی والا ہو تو تہجد یا نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جونپوری
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۸ شعبان المعظم، ۱۴۲۳ھ

تک لگانا بتوں کی پوجا ان کی جے کاراگ کے گرد گھومنا ہندوؤں کے مردوں پر پھول

ڈالنا کیسا ہے؟ رام رام جے رام وغیرہ سلام کا حکم، غیر مسلم سے شادی کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والی کچھ عورتیں، کچھ مرد کچھ شوق سے اور کچھ پیسے کی لالچ میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرتے ہیں مثلاً ہندوؤں کی طرح دھوتی باندھنا، ماتھے پر تلک لگانا، مندر میں جا کر بتوں کی پوجا کرنا، ان کی جے جے بولنا، آگ کے گرد گھومنا، گلے میں کراس ڈالنا، چرچ جانا، عورتوں کا سینہ اور لگانا، منگل سوتر پہننا، ساڑھی پہننا، شمشان گھاٹ جانا، ہندوؤں کے مردوں پر پھول ڈالنا، نمستے، نمسکار، ہندوؤں میں رائج شدہ سلام کرنا، اس کے علاوہ غیر مسلم سے شادی کرنا اولاد کا شرعی حکم کیا ہے؟ ایسا کرنے والے مسلمان رہیں گے یا نہیں اور مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟ آپ سے گزارش ہے کہ جوابات تفصیلاً تحریر فرمائیں۔ اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

المستفتی: قاری محمد فاروق عطاری، ماریشش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذکورہ مسلمان مرد و عورت جنہوں نے ان افعال ملعونہ خبیثہ کو انجام دیا ہے وہ سب کے سب گنہگار مستحق عذاب نار ہوئے۔ مثلاً مندر میں جا کر بتوں کی پوجا کرنا، ماتھے پر تلک لگانا، ان کی جے جے پکارنا، آگ کے گرد گھومنا ہندوؤں کے مردوں پر کوئی پھول ڈالنا، گلے میں کراس ڈالنا کفر ہے کہ یہ تعظیم کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ أَنْ یُشْرَکَ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا حُوِّنَ ذٰلِکَ"۔ (پ ۵، النساء، آیت ۴۸) "تو وہی ہندوؤں میں ہے" یکفر بخروجہ الی لیدروز المجوس لموافقته معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم وبتحسین امر الکفار اتفاقاً سملخصاً (ج ۲، ص ۲۷۶) لہذا جن لوگوں نے ایسا کیا ان پر فرض ہے کہ علانیہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں، نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں کہ ان کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں ورنہ مستحق عذاب نار

ہوں گے۔ قادی رضویہ میں ہے ماتھے پر نقشہ لگانا خاص شعار کفر ہے اور اپنے لئے جو شعار کفر پر راضی ہوئے اس پر لازم کفر ہے۔ اللہ کے رسول نے فرمایا من تشبه بقوم فهو منهم۔ جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ الاشباہ والنظائر۔ میں ہے "عبادة الصنم کفر ولا اعتبار عمالی قلبہ۔" (ج ۹ ص ۱۶ نصف آخر)

رام رام جے رام جی کی نمستے نمسکار کرنا حرام و گناہ ہے اس لئے کہ یہ غیر مسلموں کا شعار ہے اگر کوئی کسی کو کہے السلام علیکم تو ہر شخص جان جاتا ہے کہ یہ مسلم ہے اور اگر کوئی نمستے نمسکار جے رام جی کی کہے تو سب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ہندو ہے۔ اسی طرح گڈ نائٹ اور گڈ مارنگ وغیرہ بھی نہ کہے کہ حدیث شریف میں ہے "

ليس منا من تشبه لغيرنا لاشبهوا باليهود ولا بالنصارى فان تسليم اليهود اشارة باليد والنصارى اشارة بالكف۔"

یعنی ہم سے وہ نہیں جو غیروں کا شعار اختیار کرے۔ یہود نصاریٰ کا شعار نہ اختیار کرو یہود کا سلام ہاتھ سے اشارہ اور نصاریٰ کا تھیلی سے اشارہ کرنا ہے یعنی یہود و نصاریٰ کچھ بولتے نہیں صرف ہاتھ اور تھیلی سے اشارہ کرتے ہیں لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو نہ اپنائیں بلکہ اسلامی شعار و طریقہ اختیار کریں۔

فقیر اعظم ہند حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا لباس اس قسم کا ہونا چاہئے جس طرح عام مسلمانوں خصوصاً صالحین کے لباس ہوتے ہیں ایسا لباس جو کافروں کی وضع قطع کہلاتا ہے نا جائز ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کی وجہ سے مسلم و کافر کا امتیاز جاتا رہے۔ خصوصاً ان بلاد میں جہاں دھوتی خاص ہندوؤں کا لباس گنا جاتا ہے مسلمانوں کو پہنانا نہ چاہئے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے "ایاک وزی الاعاجم" یعنی مجوسیوں کے لباس سے بچو یونہی لہنگا ساڑی یہ بھی ہندوئی رسم گنی جاتی ہے اس سے بھی مسلمان عورتیں پرہیز کریں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ظاہری حالت کو بھی کفار سے مشابہت نہ ہونے دیں۔ کسی مسلمان کا نکاح کافر سے ہرگز حلال نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لَا تَذَكَّرُ كُفْرًا وَلَا تَذَكَّرُ كُفْرًا وَلَا تَذَكَّرُ كُفْرًا وَلَا تَذَكَّرُ كُفْرًا** (پ ۲، ج ۱۱)

اگر انہوں نے نکاح کو جائز سمجھ کر کیا ہے تو وہ اسلام سے باہر ہو گئے۔ فقہا فرماتے ہیں:

يَكْفُرُ بِتَحْسِينِ امْرِ الْكُفْرَانِ كَذَا فِي الْبَحْرِ وَالْهَدْيَةِ وَغَيْرِهَا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد احمد مصباحی قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”اللہ کے بعد کا درجہ ہم اپنے صدر ایم ایل اے کو دیتے ہیں“ یہ جملہ کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ زید ایک سنی مسجد کا سکریٹری اور ایک ٹرسٹ کارکن بھی ہے۔ ایک مرتبہ مقامی مدرسہ کے تعلیمی جلسہ میں صدارت کے لئے مقامی ایم ایل اے کو مدعو کیا تھا جو کہ غیر مسلم تھا۔ اس جلسے میں مقامی حضرات کے علاوہ مقامی علماء بھی شریک تھے۔ اس جلسہ میں زید نے تقریر کے دوران یا صدر کے تعارف کے دوران یہ الفاظ کہا ”اللہ کے بعد کا درجہ ہم اپنے صدر ایم ایل اے کو دیتے ہیں“ چونکہ علمائے کرام اس جلسہ میں شریک تھے انفرادی طور پر حاضرین جلسہ نے بھی اعتراض کیا مگر مسئلہ اسی حد تک رہا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ صاف صاف بتادیں کہ زید کے بارے میں مندرجہ بالا حرکت کی وجہ سے شرعی حکم کیا ہے؟ چند علمائے کرام کا کہنا ہے کہ زید کا اس طرح کا بیان زید کو کفر کی حد تک پہنچاتا ہے جس کے سبب زید کو توبہ کرنا ہوگا دوبارہ کلمہ پڑھنا ہوگا، اس حرکت سے زید کی بیوی زید کے نکاح سے نکل گئی۔ اس حالت میں کیا ہم زید سے سلام، کلام کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں۔ جب تک زید کلمہ نہ پڑھے توبہ نہ کر لے اور بیوی سے دوبارہ نکاح کر لے۔ اس حالت میں کیا ہم زید کی کسی تقریب، مثلاً گیارہویں بارہویں وغیرہ میں شرکت کر سکتے ہیں؟ زید چونکہ مسجد کا سکریٹری ہے کیا وہ سکریٹری کے عہدے پر اب بھی برقرار رہ سکتا ہے اگر نہیں تو کیا کارروائی صدر اور ممبر اس کے خلاف کریں؟ برائے کرم شرعی حکم سے آگاہ کریں۔ بینوا توجروا۔ المستفتی: محی الدین، عبداللطیف شیخ، کشمن کون، سیکری کارواڑ، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا قول ”ہم اللہ کے بعد کا درجہ اپنے صدر (ایم ایل اے) کو دیتے ہیں“ صریح کلمہ کفر ہے اس سے ایک مشرک کی انبیاء، اولیاء، علماء، صلحا پر تفضیل اور ان کی توہین لازم آتی ہے۔ عزت تو مسلمانوں کے لئے ہے۔ ”قال الله تعالى العزة والجزة ولارسؤله وللمؤمنین“ یعنی عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔“ (پ ۲۸، سورہ منافقین، آیت ۸) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص ۱۳۳ پر ہے۔

زید پر اور جو لوگ اس کے اس قول پر راضی تھے توبہ و تجدید ایمان لازم ہے بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو ان کا بائیکاٹ کر دیں اور زید کو سکریٹری کے عہدے سے معزول کر دیں اور ان ممبران کو بھی جو اس کے اس عمل سے راضی تھے کہ خدائے عزوجل کا ارشاد ہے ”وَإِنَّمَا يُنِيبُكَ الْمَسْئِلُونَ

فَلَا تَقْعُدُوا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۶۸﴾ (پ ۷ سورۃ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ ربیع الثوث ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

خدا کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ خدائے تعالیٰ کو لغوی معنی میں

حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے جبکہ وہ مکان و جہت سے پاک ہے؟ یہیہنوا توجروا۔

المستفتی: مولانا قاسم قادری، مسہری انٹر کالج، دیوبند، یو پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کرنا ممنوع ہے۔ خواہ لغوی معنی میں ہو یا عرفی

کہ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کے اسمائے توفیقیہ میں سے نہیں ہیں اور ان الفاظ کے بعض معانی شان الوہیت کے خلاف ہیں لیکن اگر کسی نے کہا تو کفر نہیں۔

در مختار مع شامی میں ہے ”یا حاضر و ناظر لیس بکفر“ اس عبارت کے تحت رد المحتار میں ہے فان

الحضور معنی العلم شائع (کیا قال اللہ تعالیٰ) مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ اِلَّا هُوَ رَايَهُمْ
والنظر معنی الرویۃ کیا قال اللہ تعالیٰ الم يعلم بان اللہ یرى فالمعنی یا عالم من یرى

بزازیہ ۱۰۷ (ج ۲، ص ۲۵۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اگر حسین نہ ہوتے تو صدیق کی صداقت فاروق کی عدالت عثمان کی سخاوت علی

کی شجاعت نبی کی نبوت اور خدا کی قدرت نہ ہوتی تو اس قول کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل جملے کے بارے میں کہ

زید نے اپنی تقریر میں کہا کہ ”اگر حسین اعظم نہ ہوتے تو ابو بکر صدیق کی صداقت نہ ہوتی۔ فاروق اعظم

کی عدالت، عثمان غنی کی سخاوت، مولیٰ علی کی شجاعت، نبی کی نبوت، رسول کی رسالت، خدا کی قدرت نہ ہوتی۔“

”حسین اعظم نے اپنی شہادت سے ابو بکر صدیق کی صداقت کو بچایا، فاروق اعظم کی عدالت، عثمان غنی کی سخاوت، مولیٰ علی کی شجاعت، نبی کی نبوت، رسول کی رسالت، خدا کی قدرت کو بچایا“ یہ جملے صحیح ہیں یا نہیں۔ زید پر بحکم شرع کون سا حکم نافذ ہوگا؟ بیٹنوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد مقدس حسین لطفی بستوی، مقام حسن گڑھ، پوسٹ پریٹا، ضلع بستی، یو پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب

زید مذکورہ جملے بولنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا کہ اس نے اللہ رب العزت جل شانہ کی ایک عظیم صفت یعنی قدرت کے لئے احتیاج ثابت کیا ہے اور اسے ممکن الزوال مانا ہے جبکہ اللہ رب العزت کی ذات وصفات قدیم، واجب الوجود، ازلی، ابدی ہیں اپنے وجود و بقا میں کسی کی محتاج نہیں جو شخص خدا کی ذات یا کسی بھی صفت کو وجود یا بقا میں کسی کا محتاج سمجھے وہ یقیناً کافر ہے۔ طریقہ محمدیہ میں ہے: ”قال فی التاتارخانیة من قال بحدوث صفة من صفات الله تعالى فهو كافر“ (ج ۱، ص ۳۰۰) العقائد النسفیہ میں ہے: ”وله صفات ازلیة وهی لاهو ولا غیرة“ (ص ۳۶) اور اسی کے صفحہ ۳۵ پر ہے: لو اثبتنا العلم صفة لله تعالى لكان موجودا و صفة قدیمة و واجب الوجود و دائما من الازل الى الابد“ اہ یونہی حسین اعظم کے نہ ہونے پر نبی کی نبوت نہ ہونے کا قول بھی کفر ہے۔ لہذا زید پر لازم ہے کہ اپنے ان اقوال سے توبہ و رجوع کرے ساتھ ہی تجدید ایمان پھر تجدید نکاح بھی کرے اگر زید ایسا نہیں کرتا تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَإِنَّمَا يُدْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** ۵

(پ ۷ ع ۱۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی

۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید نے آیت کریمہ ان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر پڑھی تو بکرنے کہا کہ

شیطان بھی تو بہت بڑا نمازی تھا تو اس پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی ان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر اس پر عمر نے جواب میں کہا کہ شیطان بھی تو بہت بڑا نمازی تھا

تو ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟ المستفتی: غلام تاج الدین انصاری، موضع شاہ پور، نواب گنج، گونڈہ، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نماز کے ذریعہ ذکر الہی پر مداومت کرتا ہے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بار بار حاضری کی وجہ سے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے اور ایسے موجبات گناہوں سے روکنے والے ہوتے ہیں، تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت ہے ”یعنی نماز سبب باز استادن می باشد از معاصی چه مداومت بر دو موجب ذکر و مورث کمال خشیت است و بخاصیت بندہ راز گناہ باز دارد۔“ (ج ۶، ص ۷۴)

رہا آیت کریمہ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء و المنکر کے جواب میں عمر و کا یہ کہنا کہ شیطان بھی تو بہت بڑا نمازی تھا، شریعت سے بے پروائی اور سخت بے باکی کی بنیاد پر ہے۔ کیا اس جاہل کو یہ نہیں معلوم کہ شیطان کس وجہ سے رائدہ بارگاہ الہی ہو اس نے تو فرمان خداوندی کا انکار کیا تھا اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے مردود بارگاہ ہوا۔ لہذا عمر و اپنے اس قول سے توبہ کرے اور آئندہ اس طرح کی باتوں سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شمیم مصباحی
۶ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

آلہذا کبریا اکبار کہنا کیسا ہے؟

کیا محمد الرسول اللہ یعنی رسول کو الف لام کے ساتھ لکھنا کفر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) ایک کتاب فقیر کے پیش نظر ہے جس میں الفاظ اذان میں تیرہ کلمات کفریہ شمار کرائے گئے ہیں۔
- مثلاً اول اللہ کو مد سے بدلنا (۲) اکبر کو اکبار پڑھنا (۳) اشہد کو اشہاد پڑھنا (۴) اشہد کو اسہد یعنی سین سے پڑھنا (۵) حی کو ہائے ہوز سے پڑھنا یعنی ہئی (۶) چھوٹی (ہ) کو بڑی (ح) پڑھنا (۷) لا الہ الا اللہ کو تشہد کے بغیر بولنا (۸) شہادتین کو بے الف بولنا (۹) محمد کو محامد بولنا (۱۰) ان کو انا پڑھنا (۱۱) فلاح کو مد سے پڑھنا (یعنی فلاح کہنا) (۱۲) الصلاة کو مد سے بولنا (یعنی صالاة کہنا) (۱۳) حی کو بے تشدید بولنا (یعنی حی کہنا)

لہذا مندرجہ بالا الفاظ کے کلمات کفریہ کے معنی کی توجیح و تشریح فرمادیں کہ مؤذنین کو ہدایت کی جاسکے۔
 (۲) بعض مساجد یا دیگر جگہوں پر کلمہ طیبہ کے دوسرے جز یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 اٹا محمد رسول اللہ الف لام کے ساتھ لکھا دیکھا گیا ہے جسے کاتب نے رسم الخط سے ناواقفیت کی بنا پر لکھا ہے۔
 ایک علامہ صاحب نے الف لام کے ساتھ لکھنے کے بارے میں تحریر فرمایا کہ یہ تو صریح کفری معنی کو مستلزم ہے۔
 موصوف کو چاہئے تھا کہ کفری معنی کی وضاحت فرمادیتے تاکہ آئندہ کے لئے احتیاط کرتے اور لوگوں کو اس مسئلہ
 سے واقفیت بھی ہو جاتی۔ لہذا اس امر کی وضاحت آپ حضرات کے ذمہ کرم پر ہے۔

المستفتی: قاضی الطیو الحق عثمانی، علاؤ الدین پور، سعد اللہ نگر، بلرام پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): اگر کسی نے جان بوجھ کر اللہ اکبر کے ہمزے کے ساتھ آ لٹھ پڑھ دیا تو یہ کفر ہے
 کیونکہ اللہ کے ہمزے کے ساتھ ملگانے سے یہ فقرہ سوال انکاری کا بن جائے گا اور ترجمہ ہوگا کیا اللہ سب سے
 بڑا ہے اور یہ کفر ہے یا اکبر کو اکبار پڑھ دیا تو یہ بھی کفر ہے کہ اکبار شیطان کا نام ہے۔ قادی ہندیہ میں ہے
 "والمذنب اول التكبير كفرو في آخره خطأ فاحش" (باب الاذان ج ۱، ص ۵۶)

منیۃ المصلیٰ میں ہے "وان قال الله اكبار لا يصير شارعا و ان قال في خلال الصلاة
 تفسد صلاته لانه اسم الشيطان ولو ادخل المذنب الف الله كما في قوله تعالى "اِنَّهُ اَخِيْنَ لَكُمْ"
 تفسد صلاته عندا كثر المشائخ (باب تكبيرة الافتتاح ص ۲۳۸) اسی کے تحت منیۃ المصلیٰ میں ہے
 "ويكفرو لو تعدوا لانه استفهام و مقتضاها الشك في كبريائه تعالى" (باب تكبيرة الافتتاح ص
 ۲۶۰) باقی کلمات کے کفر ہونے کے تعلق سے مجھے ابھی صراحت نہیں ملی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جس علامہ نے اسے مستلزم کفر لکھا ہے اسی علامہ کے ذمہ اس کی وضاحت بھی ہے۔ کوئی مسلمان
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ نہیں مانتا بلکہ رسول اللہ ہی مانتا ہے اب کسی جاہل کاتب کی غلطی سے
 اسے جامہ کفر پہنانا صحیح نہیں ہے جس نے لکھا ہے وہ بھی جب پڑھے گا تو صحیح ہی پڑھے گا یعنی محمد رسول اللہ یہی
 اس کا اعتقاد بھی ہے لکھنا نہیں جانتا اس لئے وہ نہ کفر ہے نہ مستلزم کفر۔ ہاں اس طرح لکھنا غلط ہے۔ ہاں اگر کسی کا
 اعتقاد یہ ہو کہ محمد رسول، اللہ ہیں اور اس لئے لکھے یا پڑھے محمد بن رسول اللہ تو یہ کفر خالص ہے مگر کسی مسلمان کا یہ
 عقیدہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد انوار الحق قادری

۱۵/رجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

لا علمی میں کفر کا تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
کلمہ گو مسلمان نمازی یا دیگر کسی مسلمان سے انجانے میں کفریہ شریکۃ الفاظ ادا ہو گئے تو عبادات شرعیہ
کیا درست ہوئے یا نہیں؟ بیہنوا توجروا
المستفتی: محمد اقبال احمد، کلکتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: اگر کلمہ کفر لا علمی کی وجہ سے بک دیا تو وہ معذور نہ ہوگا اور اس پر حکم کفر نافذ ہوگا جیسا کہ
فتاویٰ عالمگیریہ کتاب السیر باب المرتد میں ہے:

”من اتى بلفظة الكفر و هو لم يعلم انها كفر الا انه اتى بها عن اختيار يكفر عند
عامة العلماء خلافا لبعض ولا يعند بالجهل كذا في الخلاصة“ (ج ۲، ص ۲۷۶)
قائل کو توبہ، تجدید ایمان، بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح کا حکم ہے اور احتیاطاً نماز کا بھی اعادہ کرے۔
فتاویٰ ہندیہ باب المرتد میں ہے:

”ما كان في كونه كفرا اختلف فان قائله يومر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع
عن ذلك بطريق الاحتياط.“ (ج ۲، ص ۲۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد شاہ عالم قادری
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

یہ کہنا کیسا ہے کہ ”جو رب کو دینا تھا وہ قسمت میں لکھ دیا

پھر ہم کیوں کہتے ہیں مال دے اولاد دے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ جو
رب کو دینا تھا وہ قسمت میں لکھ دیا تو پھر ہم رب سے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہمیں مال دے اولاد دے تو ایسا کہنا
کیسا ہے؟
المستفتی: محمد خلیل احمد، مقام، عید گاہ، بہادر پور، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تقدیر کی تین قسمیں ہیں مبرم حقیقی، معلق محض، معلق شبہیہ بہ مبرم۔ ان میں مبرم حقیقی کا بدلنا

ناممکن ہے اور مطلق محض اکثر اولیائے کرام کی دعاؤں سے نکل جاتی ہے۔ اور مطلق شبیبہ مبرم تک صرف خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ اگر ایک چیز کسی انسان کے لئے نہ ملتا مبرم حقیقی میں سے ہے تو کوشش کرنے پر بھی نہیں مل سکتی اور اگر قضائے مبرم حقیقی نہ ہو تو ذکر و اذکار یا بزرگان دین کی دعاؤں سے مل سکتی ہے اور آنے والی بلائیں سکتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے "ان الدعاء یؤد القضاء" یعنی بے شک دعا قضا (تقدیر) کو نال دیتی ہے۔ لہذا اللہ رب العزت سے مال و اولاد کی دعا مانگنی ہی چاہئے کہ معلوم نہیں تقدیر کی کس قسم میں ہے۔ ممکن ہے مبرم حقیقی کے علاوہ میں ہو جو دعاء سے مل جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی
۲ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”بت پوجنے والے آرام سے ہیں نماز پڑھنے والے پریشان“ ”نماز کھانا

ہضم کرنے کے لئے ہے“ ان اقوال کے قائل کا حکم انبیاء و اولیاء میں اگر طاقت

ہے تو افغان و عراق میں مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کیا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع عظام مسئلہ ذیل میں

(۱) ایک شخص کا قول ہے کہ ہندو جو کہ بت، پتھر وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں وہ لوگ آرام سے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ نماز پڑھنا کھانا ہضم کرنے کے لئے ہے کیونکہ اس میں اٹھنا، بیٹھنا ہے اور نماز پڑھتے ہیں پریشان ہی رہتے ہیں اور غیر کے پاس مال و دولت بھی ہے اور آرام سے بھی ہیں کیونکہ وہ لوگ غیر اللہ کو مانتے ہیں۔

(۲) جو عراق و افغانستان میں جنگ ہوئی ہے تو بزرگان دین یا انبیائے کرام کو مدد کرنی چاہئے تھی، اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان محترم حضرات میں کوئی روحانی طاقت نہیں ہے اور سب ختم ہو گئے یعنی مرکز میں مل گئے اور اگر طاقت ہوتی تو صدام و اسامہ مذہب اسلام کے لئے لڑے تو کیوں بھاگ گئے، ان کی فتح ہونی چاہئے تھی اور اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سب صحیح نہیں ہے؟ لہذا شریعت مطہرہ کے مطابق جوابات عنایت فرمائیں۔ بینوا تو جروا المستفتی: محمد طاہر حسین، جامع مسجد بڑکی پوسٹ بھٹ گری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): کفار و مشرکین کا عیش و آرام چند دنوں کے لئے ہے اور ان کے لئے ابدی جہنم ہے

قرآن مجید میں ہے:

لَا يَغْرُوكَ تَقَلُّبُ الدِّينِ كَفَرُوا فِي الْمِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا أُوتِيَهُمْ جَهَنَّمُ
وَبَشِّرِ الْبَهَّادِ

ترجمہ: یعنی اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اپنے گیلے پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے تھوڑا بڑھتا ہے پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا ہے۔ اھ (پ ۴ آل عمران، آیت: ۱۹۶، ۱۹۷)
تفسیر خزائن العرفان میں ہے ”مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار و مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش و آرام میں ہیں اور ہم تنگی اور مشقت میں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ کفار و مشرکین کا یہ عیش و آرام متاعِ قلیل ہے اور انجامِ خراب۔ اھ

قائل کا یہ قول نماز پڑھنا کھانا ہضم کرنے کے لئے ہے سخت قہج و شنج ہے اگر بہ نیت استخفاف نماز کہا ہے تو کفر ہے اور قائل کافر۔ یونہی اس کا یہ کہنا کہ وہ غیر اللہ کو مانتے ہیں اس لئے آرام سے ہیں منجرا لکفر ہے۔ قائل پر تو بہ تجید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ نماز تو خالصاً لوجه اللہ حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے پڑھی جاتی ہے نہ کہ کھانا ہضم کرنے کے لئے۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہابیوں کو قائل کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ انہیں قبول حق کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی۔ یہ ہر آن اس چکر میں رہتے ہیں کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کی شان میں گستاخی کا کوئی چانس ملے نادان یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ حضرات اللہ عزوجل کے اذن و عطا سے تصرف فرماتے ہیں اور مشیت الہی کے خلاف کچھ بھی نہیں کرتے۔ یہاں مشیت الہی یہی تھی کہ عراق و افغانستان کو شکست ہو۔“

جیسا کہ واقعات شاہد ہیں اس لئے انبیاء کرام و اولیاء عظام نے اس طرف توجہ نہ فرمائی۔ یہ بے باک و جری جو بولی بول رہا ہے اس سے سیکھ کر اس کے الفاظ میں کوئی کافر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا عاجز و مفلس، بیکار ہے اسی لئے وہ اپنے ماننے والوں کی مدد نہ کر سکا تو یہ جاہل بتائے کہ انہیں کیا جواب دے گا ایسی جہالت وہابیوں ہی کو سوجھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ انبیاء کرام کے اجسام کو مٹی ہرگز نہیں کھا سکتی۔ حدیث شریف میں ہے:

”ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء“

اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا کہ وہ انبیاء کرام کے اجسام کو کھائے۔“ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۳۱) واللہ

تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد شاہ عالم قادری

۵ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”اپنا اسلام اپنے پاس رکھو“ اس کے قائل کا کیا حکم ہے؟

دیوتاؤں پر چڑھائی گئی مٹھائی دل جوئی کے لئے لے لینا کیسا ہے؟

ہندوؤں جیسا نام رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں

- (۱) کیسے ہیں وہ لوگ جن کے سامنے غیر شرعی رسم یا بے جا رسم یا اسراف کی رسم کی اصلاح کی بات رکھی جائے تو بھڑک اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں اپنا اسلام اپنے پاس رکھو اس جملہ بے زاری پر کیا حکم ہے؟
- (۲) کیا ہم ہندوؤں کے دیوتاؤں پر چڑھائی گئی مٹھائی یا ان کی خوشی کی موقع پر پوجا کے لئے لائی گئی مٹھائیاں ہندوؤں کی دلجوئی کے لئے لے سکتے ہیں اور بعد میں کسی ہندو کو دے سکتے ہیں؟

(۳) وہ ہمارے آبا و اجداد جو ہندو سے مسلمان ہوئے تھے ان کے قومی نام (جس سے ہندو ہونا

ظاہر ہو) کو رائج رکھ سکتے ہیں؟ بیہنوا تو جروا

المستفتی: اقبال احمد، کلکتہ، بنگال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): یہ کہنا کہ ”اپنا اسلام اپنے پاس رکھو“ بظاہر مذہب اسلام کی توہین ہے اور اسلام کی

توہین کفر ہے البتہ اس میں احتمال تاویل بھی ہے اس لئے قائل پر ازراہ احتیاط علانیہ توبہ و استغفار و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں اور غیر شرعی رسم کے کرنے والے گنہگار ہیں بعض رسم ایسے ہوتے ہیں جو کہ عقیدہ کے فاسد ہونے کی طرف داعی ہوتے ہیں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”رسم کا اعتبار جب تک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں رہتا ہے اگر رسم محمود ہے تو محمود اگر مذموم ہے تو مذموم اور اگر مباح ہے تو مباح۔ ۱ھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ نمبر نصف اول ص ۲۲۹)

اور اسراف حرام ہے فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں قرآن مجید میں ہے۔ اِنْ

الْمُبْدِرِينَ كَالْوَالِدِ الَّذِي اَخْتَلَفَ عَلَيْهِ اٰتِیٰتِ الْاٰیٰتِ (پ ۱۰، سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۷)

اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌهَا وِزْرٌ مِنْ عَمَلِ بَهَا مِنْ بَعْدِهِ مَنْ

غیر ان ینقص من اوزارہم شیئاً
 یعنی جو شخص اسلام میں برتی راہ نکا کے اس پر اس کا گناہ ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کا وبال اس کے سر پر ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) ہندوؤں کی ایسی مٹھائی جو دیوتاؤں پر چڑھائی جاتی ہے اس کا لینا جائز ہے مگر اجتناب بہتر ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”جو مٹھائی وغیرہ بتوں پر چڑھاتے ہیں اگرچہ وہ حرام نہیں ہو جاتی تاہم اس سے اجتناب اولیٰ ہے کہ اسے تبرک سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں اور بت پر چڑھنے کے بعد کوئی چیز تبرک نہیں ہو سکتی۔“ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۴، ص ۵۹)

اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمان کو احتراز چاہئے لخبث النسبة ما لگیری میں ہے:

مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارہم او الکافر لالہتہم توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ
 ویکرہ للمسلم کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن جامع الفتاویٰ۔ اہ اقول فاذا حلت ہذا وہی
 ذبیحۃ فالمستول عنہ اولیٰ بالحل اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں۔ مایاتی
 المجوس فی نیروزہم من الاطعمۃ یحل اخذ ذلك والاحتراز عنہ اسلم کذا فی مطالب
 المومنین ناقلا عن الذخیرۃ۔ اہ ملخصاً اقول فاذا کان الاحتراز عن ہذا اسلم مع انہ
 لیس الاطعاماً صنعوا لیوم زینتہم فالمستفسر عنہ اجدر بالاحتراز واحزی
 کما لا یخفی۔ اہ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ایسے نام مسلمانوں کو رکھنا منع ہے کہ اس سے غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ ہوگا جو ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”من تشبہ بقوم فهو منهم“ اگر ایسے نام والے حیات ہوں تو ان کا نام بدل کر مسلمانوں جیسا نام رکھ دیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”دوسری نام کفار، خود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے۔“ کیا صور حواہ فی التسمی بیو حنا۔ اہ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبۃ: محمد جمال حسین امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۴ ربیع الثوث ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”خدا رسول ہمارے پاؤں لگتے ہیں“ ”ہم قرآن وغیرہ نہیں مانتے“

ان جملوں کے قائلین کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مندرجہ مسئلے میں کہ

ہندہ و بکر کا آپسی زمینی تنازع چل رہا ہے ایک روز دونوں فریق متنازعہ زمین کے بارے میں مباحثہ کر رہے تھے۔ دوران مباحثہ ہندہ جو کہ مدعی اول ہے، اس نے بکر سے کہا کہ اگر زمین آپ کی ہے تو خدا و رسول کے درمیان یہ کہو کہ زمین ہماری ہے تو میں زمین چھوڑ دوں گی، مدعی ثانی بکر نے جواباً کہا کہ خدا و رسول ہمارے پاؤں لگتے ہیں بعدہ مدعی اول ہندہ نے کہا مسجد میں قرآن شریف کی قسم کھاؤ کہ زمین ہماری ہے تو بھی میں مان جاؤں گی۔ اس کے جواب میں مدعی ثانی بکر نے کہا کہ ہم قرآن وغیرہ نہیں مانتے ہیں اور گالی گلوچ دیتے ہوئے لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو گیا۔

بکر ایک غیر مسلم ہندو کے ذریعہ ہندہ کی زمین پر ناجائز طریقے سے اور جبراً قابض ہونا چاہتا ہے بکر کی شہ پر غیر مسلم مسلمانوں کی داڑھی کی بھی توہین و تذلیل کرتا رہتا ہے اور زمین پر قبضہ دلانے کی دھمکی بھی دیتا ہے جبکہ آبادی و جوار کے لوگ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ زمین مدعی اول ہی کی ہے۔ صورت مذکورہ میں ایسے شخص کے بارے میں جو قرآن و مسجد اور خدا و رسول کی شان اقدس میں اس طرح کی بدکلامی و گستاخی اور کفر آمیز باتیں کہتا ہو اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ نیز آبادی کے لوگوں کو بکر کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ بیٹنوا توجروا

المستفتی: ریح النساء زوجہ رحمت علی، موضع نیور پٹی بکر م جوت بازار، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مذکورہ میں بکر کا یہ کہنا کہ خدا و رسول ہمارے پاؤں لگتے ہیں، نیز ہم قرآن وغیرہ نہیں مانتے ہیں“ بلاشبہ کفر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ و حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرنا نہایت قبیح درجے کا کفر ہے، اور قرآن پاک کو ماننے سے انکار کرنا بھی کفر ہے تو بکر (اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں) دو وجوہ سے کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”یکفر اذا سخر باسم من اسمائه او نسبه الى العجز او النقص“ اہ ملخصاً (ج ۲ ص ۲۵۸) پھر اسی میں ہے ”سئل عن ينسب الى الانبياء الفواحش قال

یکفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم" اه ملخصاً (ج ۲، ص ۲۶۳، باب احکام المرتدین)
 قادی مالگیری میں ہے "اذا انکر الرجل آية من القرآن او غاب کفر کذا فی التتارخانیة"
 اه ملخصاً (ج ۲، ص ۲۶۶، باب احکام المرتدین)

لہذا بکر پر فرض ہے کہ وہ علانیہ توبہ و استغفار اور تجدید ایمان کرے اور اگر بیوی والا ہو تو نئے مہر کے
 ساتھ تجدید نکاح بھی کرے اور اگر بکر ایسا نہ کرے تو تمامی مسلمانوں پر واجب ہے کہ بکر کا سماجی بائیکاٹ کریں
 ورنہ سب عذاب خداوندی میں گرفتار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنَّمَا يُنِيسِدَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَنَّ
 بَعْدَ الَّذِي كُذِّبَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** (سورہ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی نظامی
 ۱۳ ربیع النور ۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نماز پڑھنے اور داڑھی رکھنے سے انکار کرنا کیسا ہے؟

اشرف علی کو مسلمان ماننے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) زید سے عمرو نے اپنے لڑکے کی شادی اس شرط پر طے کیا کہ سود وغیرہ چھوڑنا ہوگا داڑھی رکھنا ہوگا
 نماز پڑھنا ہوگا تب ہمارے لڑکے کا رشتہ تمہاری لڑکی کے ساتھ ہوگا۔ زید نے یہ تمام شرطیں منظور کر لیں۔ لیکن
 کچھ دنوں بعد زید نے اس بات سے انکار کر دیا کہ نہ میں نماز پڑھوں گا نہ داڑھی رکھوں گا۔ عمرو نے شادی سے
 انکار کر دیا کہ میں تمہارے یہاں شادی نہیں کروں گا۔ زید نے شریعت کی بات کو ٹھکرا دیا تو ایسے آدمی کے گھر کھانا کیسا
 ہے؟ اور اس سے سلام و دعا شادی وغیرہ میں دعوت وغیرہ دینا یا اس کے یہاں دعوت وغیرہ میں جانا کیسا ہے؟

(۲) اشرف علی تھانوی کو مسلمان ماننے والا مسلمان رہے گا یا نہیں جو شخص اشرف علی کو مسلمان جانے
 ایسے شخص سے میلاد شریف پڑھانا اس کے پیچھے نماز پڑھنا اس سے دینی تعلیم بچوں کو دلانا باری مقرر کرنے پر
 گھر میں کھانا کھانا کیسا ہے؟ المستفتی: حاجی عبدالرزاق، مقام وپوسٹ ٹکوسہ، تحصیل بیرو، ضلع باغ، یوپی
 یشہر اللہ الرحمن الرحیمی

الجواب (۱): اگر کسی نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا تو اس میں چار صورتوں کا احتمال ہے۔
 (۱) نہیں پڑھوں گا کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں (۲) یہ کہ تیرے حکم سے نہیں پڑھوں گا کیونکہ تجھ سے بہتر و افضل

نے اس کا حکم کیا ہے (۳) یہ کہ نہیں پڑھوں گا ازراہ فسق و دلیری و نذرین کے۔ یہ تینوں صورتیں کفر نہیں (۴) یہ کہ نہیں پڑھوں گا اس لئے کہ نماز مجھ پر فرض نہیں ہے اور مجھے اس کے ادا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے تو اس صورت میں اس کی تکفیر کی جائے گی لہذا اگر کوئی صرف یہ کہے کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی کہ اس میں ان چاروں صورتوں کا احتمال ہے۔ پھر عام حالات میں کسی مسلمان سے اس کی امید بھی نہیں کی جاسکتی کہ وہ نماز کی فرضیت کا منکر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

و قول الرجل لا اصلي يحتمل اربعة اوجه احدها لا اصلي لاني صليبت والغانى لا اصلي بامرک فقد امرنى بها من هو خير منك والثالث لا اصلي فسقا مماناة فهذه العلة ليست بكفر و الرابع لا اصلي اذ ليس يجب على الصلاة ولم اوامر بها يكفر ولو اطلق وقال لا اصلي لا يكفر لاحتمال هذه الوجوه۔ (ص ۲۶۸، ج ۲، باب احکام المرتدين)

لیکن زید نے صریح الفاظ میں نماز پڑھنے اور واڑھی رکھنے سے انکار کیا تو اس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ فوراً علانیہ توبہ و استغفار کرے اگر وہ ایسا کر لے تو اس کے گھر کھانا پینا سلام کلام کرنا صحیح ہے ورنہ تمام مسلمان اس کا اس وقت تک سماجی بائیکاٹ کریں جب تک کہ وہ اس برے قول سے توبہ نہ کرے۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾

(سورۃ انعام آیت ۴۸، پارہ ۷)

(۲) اشرف علی تھانوی اور دیوبندی مذہب کے دیگر رہنماؤں کو علمائے حرمین طہیبین اور علماء ہندوستان نے بالاجماع کافر و مرتد کہا اور یہاں تک فرمایا کہ جو ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر کافر نہ مانے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ من شک فی کفرہ و عذابه فقد کفر۔

لہذا صورت مسئلہ میں اگر وہ شخص اشرف علی تھانوی کے کفری عقیدے کے علم و فہم کے باوجود اس کو مسلمان چاہتا مانا ہے تو وہ بھی اسی کی طرح ہے۔ ایسے شخص پر توبہ و استغفار و تجدید ایمان اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کریں۔ اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سلام کلام کرنا چھوڑ دیں اور فوراً سے سلامت سے ہٹادیں اور اب تک جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب کی قضا پڑھیں اور اس کی جگہ کسی سنی صحیح عقیدہ مسلمان کو امام بنائیں ورنہ سبھی لوگ عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ

﴿وَلَا تَزِدْوا إِلَى الدِّينِ ظُلْمًا ۗ اَفْتَمْسِكُمْ الْعَارَ﴾ (س ہود آیت ۱۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جن اسکولوں میں گمراہ کن اور کفریہ اقوال پڑھائے جاتے ہوں

ان میں بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

مسئلہ آج کل ہندی انگریزی کے کورس میں اکثر کفریات و گمراہ کن اقوال پڑھائے جاتے ہیں لہذا یہ پڑھوانے پڑھانے پڑھنے والے اور راضی رہنے والے گمراہ و کافر ہوئے یا نہیں؟ اگر ہاں تو مسلمان اب کیا کریں اور اپنا مقدس دین و ایمان بچانے کے لئے کہاں اور کیسے پڑھوائے، پڑھے، پڑھائے برائے کرم انتہائی آسان و تحقیقی جواب کی ضرورت ہے۔ کرم فرمائیں محروم نہ فرمائیں۔ منتظر کرم خاکپائے رضا۔
المستفتی: الفقیر محمد آل مصطفیٰ رضا، تحریک تلاش کتب رضویہ، قصبہ و پوسٹ بارا، ضلع کانپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر واقعی ہندی انگریزی اسکول میں گمراہ کن اور کفریہ اقوال پڑھائے جاتے ہیں تو پڑھنے پڑھانے اور ان اقوال سے راضی رہنے والے گمراہ اور دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ خواہ انہیں ان اقوال کے کفریہ ہونے کا علم ہو یا نہ ہو۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "من اتی بلفظة الکفر و هو لم يعلم انها کفر الا انه اتى بها عن اختياره یکفر عند عامة العلماء خلافا للبعض ولا یعذر بالجهل کذا فی الخلاصة" اسی میں دوسری جگہ ہے "اذا لقن الرجل رجلا کلمة الکفر فانه یصیر کافرا وان کان علی وجه اللعب" (ج ۲، ص ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، الباب التاسع فی احکام المرتدین) فتاویٰ رضویہ میں اعلام بقواطع الاسلام سے ہے "من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل من ضحک علیہ او استحسنہ اور ضعی بہ یکفر" (ج ۵، ص ۲۶۱)

مسلمانوں پر لازم و ضروری ہے کہ ایسے اسکول میں اپنے بچوں کو نہ بھیجیں بلکہ کسی ایسے اسکول کا انتخاب کریں جس میں گمراہ کن اور کفریہ کلمات سے امن رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جوسنی وہابیوں سے تعلق رکھے اور شیخین کی برائی کرے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید جو کہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے لیکن وہ اکثر شیعوں کے یہاں اٹھتا، بیٹھتا، کھاتا، پیتا اور سلام و کلام اور ان کے یہاں شادی بیاہ میں شرکت کثرت سے کرتا اور ان کی مجلس میں حاضر ہو کر ان کے وحظ کو سنتا اور سن کر خصوصاً شیخین کی شان میں برائیاں کرتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ نیز تو جو را المستفتی: قاری مختار احمد ضیائی، مقام وپوسٹ زید پور، ضلع بارہ بنگلی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب روافض زمانہ بالعموم کافر و مرتد ہیں کہ قرآن عظیم کو ناقص مانتے ہیں اور ائمہ اطہار کو انبیاء کرام پر فضیلت دیتے ہیں اور یہ بالا جماع کفر ہے اور کافر و مرتد سے میل جول رکھنا ان کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا سخت حرام و گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی عنہ ربہ القوی اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کوئی معاملہ اہلسنت کا سا حلال نہیں ان سے میل جول، نشست و برخاست سلام و کلام سب حرام ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَ اَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكَوٰی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝۵۰“ (آیت ۶۸ سورہ انعام) حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیأتی قوم لهم نذیر یقال لهم الرافضة یطعنون السلف ولا یشہدون الجماعۃ فلا تجالسوہم ولا توکلوہم ولا تشاربوہم ولا تنأکحوہم واذا مرضو فلا تعودوہم واذا ماتوا فلا تشہدوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم۔ عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا بد لقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا سلف صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے ان کے ساتھ نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا اور نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا، مرجائیں تو ان کے جنازے میں نہ جانا، نہ ان پر نماز پڑھنا۔ لہذا زید سنی صحیح العقیدہ مسلمان کا روافض سے میل جول رکھنا، ان کے یہاں کھانا پینا، شادی بیاہ میں شرکت کرنا سب حرام اشد حرام ہے۔ اور حضرات شیخین کریمین (حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول اور حضرت سیدنا عمر فاروق خلیفہ دوم) رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرا بکنا انہیں گالی دینا تو کفر ہے فقہائے کرام ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ در مختار باب المرتد میں ہے۔ فی الہذا زیۃ عن الخلاصۃ ان الرافضی اذا کان یسب الشیعۃ یلعنہما فہو کافر (ص ۲۴۲ ج ۴) لہذا اگر زید حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دیتا ہے تو وہ تبرائی

رافضی ہے اور کافر۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً اس برے عقیدے سے تائب ہو۔ رافضیوں سے دور و نفور ہو یہی والا ہو تو تجدید اسلام کے بعد تجدید نکاح بھی کرے اور جب تک ایسا نہ کرے مسلمان اس کا سخت بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد احمد مصباحی قادری
۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسلم کو گالی دینا اور داڑھی اکھاڑنے کو کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ہمارے قصبہ بارا میں ایک ہندو عیقا قبرستان سے روڈ نکلوا رہا ہے (اب تو مکمل بن گیا) جس میں قصبے کے چند مسلمان اس کی حمایت میں تھے اسی دوران انکیشن آیا تو وہی لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ خالد کے پاس ووٹ مانگنے آئے کہا کہ ووٹ کے لئے آئے ہیں جگر ام سنگھ کھڑے ہیں تو خالد نے کہا کہ ہم ووٹ نہیں دیں گے۔ آپ لوگوں نے روڈ نکلنے میں ہندو عیقا کی حمایت کی اور قبرستان کھودوا کر روڈ نکلوا دیا آپ گاؤں کے بااثر آدمی ہیں تم لوگ چاہتے تو جو سرکاری چکر روڈ ہے وہیں سے روڈ نکلتا یہ کام آپ لوگ زبان سے کہہ کر کر سکتے تھے کیونکہ وہ تمہاری پارٹی کا آدمی ہے ہم غریب تو لوکر بھی نہیں کر سکتے۔ (جبکہ ایک بار مورچہ بندی ہو چکی تھی) یہی بات ہو رہی تھی اتنے میں سابق پر دھان معصوم رضا آدمکے اور برجستہ بولے سائلے نے اپنے دروازے پر پچاس آدمیوں کی بے عزتی کر دی تیری داڑھی اکھاڑ دوں گا۔ خالد نے کہا کہ اتنی سی بات کہہ دی تو بے عزتی ہو گئی جناب تو داڑھی اکھاڑنے کو کہہ رہے ہیں یہ کہاں کی تہذیب ہے لیکن اس کے باوجود بار بار داڑھی اکھاڑنے کو کہا اور گالیاں دیں۔ جوتوں سے بہت مارنے کو کہا گالیاں دیتے ہوئے کہا کہ ووٹ دے چاہے اپنی..... میں بتی ڈال لو وغیرہ وغیرہ۔ اب معلوم کرنا اس امر کا ہے کہ معصوم رضا نے خالد کو گالیاں دیں جوتوں سے مارنے کو کہا اور منع کرنے کے باوجود بار بار داڑھی اکھاڑنے کو کہا پچاسوں لوگوں کے سامنے خالد کی شدید توہین کی۔ خاص طور سے داڑھی کی توہین کی تو معصوم رضا پر قرآن وحدیث کے کون کون حکم لاگو ہوئے اور معصوم رضا کو کیا کرنا پڑے گا۔ جواب بالتفصیل اور آسان ترین سے نوازیں۔ کرم نوازی ہوگی۔ امید واثق ہے کہ محروم نہ فرمائیں گے۔

المستفتی: فقیر جمیل اختر رضوی غفرلہ، تحریک تلاش کتب رضویہ، قصبہ و پوسٹ بارا، ضلع کانپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہمیں معلوم نہیں کہ معصوم رضا کون ہے اور اس نے خالد کو گالی دی یا نہیں یونہی اس کی

داڑھی اکھاڑنے کو کہا یا نہیں اس لئے ہم معصوم رضا پر کوئی حکم نہیں لگاتے۔ ہاں یہ بات بظاہر خود طے ہے کہ جو شخص بھی کسی مسلمان کو گالی دے اور اس کی داڑھی اکھاڑنے کو کہے تو وہ سخت گنہگار فاسق و قاجر مستحق غضب جبار ہے اور داڑھی کی توہین کفر ہے اور اس کی توہین کرنے والا کافر۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں داڑھی رکھنا سنن متواترہ سے ہے اور اس کی منیت قطعی الثبوت اور ایسی سنت کی توہین و تحقیر بالاجماع کفر ہے۔ "کما هو مصرح فی الکتب الفقہیۃ والکلامیۃ" (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۳۰، نصف اول)

قائل پر لازم ہے کہ توبہ کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ ساتھ ہی داڑھی والے کی ایذا رسانی و دل آزاری کے باعث قائل پر لازم ہے کہ خالد سے معافی مانگے بھی مانگے کہ گالی دینے کی وجہ سے وہ حق العبد میں گرفتار ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمان اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنَّمَا يُنذِرُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۶۸﴾ (سورۃ الانعام ۶۸) یعنی اور جو کہیں شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد وقار علی احسانی علمبی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۲ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

کافر بچے کی جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کافر کا وہ لڑکا جو مسلمانوں کے گھر میں ملازم ہے اس لڑکے کا کوئی وارث نہیں ہے۔ عمر نو برس چھ ماہ کی ہے بلوغت کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوئے ہیں اچانک کسی بیماری میں مبتلا ہو کر اس کی موت ہو گئی۔ زید نے کہا کہ اس کو مسلمانوں کی طرح غسل کفن دے کر جنازے کی نماز پڑھی جائے گی۔ اگرچہ وہ کافر کا بچہ ہے۔ مگر نابالغی میں اس کی موت ہوئی ہے اس لئے اس پر کفر کا حکم صادر نہیں کیا جائے گا اور نماز جنازہ اس لئے پڑھی جائے گی کہ وہ ایک مسلمان مالک کی ملکیت میں رہتا تھا اور زید کی ان باتوں پر عمل کرتے ہوئے نماز جنازہ پڑھی گئی جبکہ عمر نے ان باتوں سے اتفاق نہ کی اور نماز جنازہ نہ پڑھی اور اس نے کہا کہ وہ کافر کا بچہ ہے اس کے ساتھ کافروں جیسا برتاؤ کیا جائے گا کیونکہ اس کافر کے نابالغ لڑکے نے مسلمانوں کے روبرو ایک بار بھی کلمہ اسلام یا کلمہ توحید کا اقرار نہیں کیا ہے اور نہ ہی پڑھا ہے بلکہ کافروں کے ہر ایک تہوار میں شریک ہوتا تھا حتیٰ کہ بتوں کی پوجا خوشی کے ساتھ کرتا تھا۔

جواب طلب امر یہ ہے کہ زید و عمر میں کس کا قول درست ہے؟ اور جن لوگوں نے مذکورہ میت کی نماز

جنازہ پڑھی وہ عند الشرح گنہگار ہوئے کہ نہیں؟ اور جن لوگوں نے نماز جنازہ نہیں پڑھی کیا وصیت کیا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تشریح فرمائیں۔
المستفتی: محمد ریاض الدین رضوی، سوہب گنگوٹی دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مذکورہ میں جن لوگوں نے اس غیر مسلم نابالغ لڑکے کو غسل کفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی وہ سب توبہ و تہجد یا اسلام کریں اور جو شادی شدہ ہوں وہ تہجد یا نکاح اور جو مرید ہوں وہ تہجد یا بیعت بھی کریں کہ غیر مسلم کا وہ لڑکا جو سات برس یا زیادہ عمر کا ہو، اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو، ان کے ہر ایک تہوار میں شرکت کرتا ہو، بتوں کی پوجا بھی خوشی کے ساتھ کرتا ہو اور مسلمانوں کے سامنے کبھی کلمہ توحید کا اقرار بھی نہ کیا ہو وہ بلاشبہ کافر ہی ہے اور اس کے ساتھ کافروں ہی جیسا برتاؤ کیا جائے گا۔ درمختار میں ہے: "واذا ارتد صبی عاقل صحیح کاسلامہ فانہ یصح اتفاقا و العاقل الممیز و هو ابن سبع فاکثر مجتہد و سراجیۃ" (اب ملخصاً۔ (باب المرتد، ص ۲۵۷، ج ۴) اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہم بقوی تحریر فرماتے ہیں: "اگر مرزائی کا بچہ سات برس یا زیادہ کی عمر کا تھا اچھے برے کی تمیز رکھتا تھا اور اس حالت میں اس نے اپنے باپ کے خلاف پر دین اسلام اختیار کیا اور قادیانی کو کافر جانا اسی پر انتقال ہو تو وہ ضرور مسلمان تھا، مسلمانوں پر اسے غسل و کفن دینا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا، مقابر مسلمین میں دفن کرنا فرض ہے اور اگر اسی عمر و تمیز میں اپنے باپ کی طرح کفر بکتا تھا، تو یقیناً کافر تھا، اب وہ سب کام مسلمانوں پر حرام ہیں، نہ غسل دیں نہ کفن دیں نہ دفن میں شریک ہوں اور ان سب سے برتر اس کے جنازہ پر نماز ہے کہ خود کفر کا پہلو رکھتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۲۳، ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسین رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ مفر ۲۸

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وہابی سے تعلق اور اس کی جنازہ پڑھانا کیسا ہے؟

اگر ارکان مسجد امام کو پڑھانے پر مجبور کریں تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

صوبہ کرناٹک کے اکثر سنی مسجدوں میں بد مذہبیوں، وہابیوں، جہلمیوں سے بھی مسجد کا چند وصول کیا جاتا ہے اور انہیں بھی سنی جماعت کا ممبر بنایا جاتا ہے۔ ان کے یہاں شادی بیاہ کے معاملات ہوتے ہیں تو ان کی

شادیوں میں سنی بھی شرکت کرتے ہیں اور سنی علماؤں کو بھی شادی میں شرکت کرنے اور نکاح پڑھانے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ وہ مسجد کا چندہ دیتے ہیں اور ان کے گھر میت ہونے پر میت کے جنازے میں سنی حضرات شرکت کرتے ہیں سنی عالم کو ان کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کرنے پر پڑھانے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ وہ اگر بد مذہب، وہابی، دیوبندی تبلیغی ہیں تو کیا ہوا وہ سنی مسجد کے چندہ دار ہیں۔ اور اگر سنی عالم نے مجبوراً ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو ایسے عالم پر فتویٰ لایا جاتا ہے کفر کا اور سنی عالم کو برطرف کیا جاتا ہے اور آج کل ایسے بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسے سنی علماؤں کو برطرف نہیں کیا جاتا۔ وہابیوں، تبلیغیوں، دیوبندیوں، بد مذہبوں کی نماز جنازہ پڑھانے اور ان کا نکاح پڑھانے کے باوجود بھی اور باقاعدہ امامت کا کام بھی کرتے رہتے ہیں (مسجد کی امامت کا کام) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر سنی جماعت والے اور سنی عالم وہابیوں وغیرہ کی میت کی کارروائی میں حصہ نہ لیں اور نماز جنازہ نہ پڑھائیں، پڑھیں تو میت کے گھر والے پولیس کو اطلاع کرتے ہیں تو پولیس کی دھمکی کے بعد میت کی کارروائی میں سبھی سنیوں کو شرکت کرنا پڑتا ہے۔ نماز جنازہ میں بھی اور سنی عالم بھی نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ میت اگر وہابیوں کی ہے تو میت کے وہابی رشتہ دار ہی نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہیں اور وہابی عالم سے نماز جنازہ پڑھواتے ہیں مگر ایسا ہوتا بہت کم ہے۔ مندرجہ بالا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی: عباس خان محمد خان قادری ملتانی، کوڑی باغ، کاروار، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب

وہابی، دیوبندی شان رسالت میں گستاخیاں کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں۔ دیوبندی مذہب کے پیشواؤں کے بارے میں تو علمائے عرب و عجم، حل و حرم و ہند و سندھ نے باتفاق رائے یہ فرمایا کہ یہ مرتد ہیں اور جو ان کے کفری عقائد جانتے ہوئے ان کو مسلمان مانے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اس لئے ان سے میل جول رکھنا ان کے ساتھ کھانا کھانا پانی پینا ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا ان سے چندہ لینا انہیں اپنی کمیٹی کا ممبر بنانا ان کے جنازہ میں شرکت کرنا حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم وان لقیتموہم فلا تسلبوا علیہم لاتجالسوہم ولا تشاربوہم ولا توادواکلوہم ولا تنابوا کھوہم۔ اھ

یعنی ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں۔ وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال

دیں، وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو، جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیو، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ نہ کرو۔ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور عقیلی کی روایات کا مجموعہ ہے۔ (انوار الحدیث، ص: ۱۰۳)

ان کے کفری عقاید جانتے ہوئے ان کی نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے والا کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ اس پر توبہ تجدید ایمان و نکاح فرض ہے۔ اس لئے کہ نماز جنازہ حقیقتاً دعائے مغفرت ہے اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَابَ عَلَيْهِ وَلَا تَقُمْ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ“ (سورۃ توبہ آیت ۸۴)

ردالمحتار: ”مطلب فی خلف الوعید وحکم الدعاء بالمغفرة للکافر وجميع المومنین“ میں ہے ”الدعاء به کفر لعدم جوازہ عقلا ولا شرعا ولتکذیبه النصوص القطعیة بخلاف الدعاء للمومنین“ (ص ۵۲۳، ج ۱)

اور اگر کسی مسجد کے ارکان امام کو ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے مجبور کریں اور بغیر پڑھائے چارہ کار نہ ہو تو امام پر لازم ہے کہ اس ملازمت سے مستعفی ہو جائے کیونکہ ہر شخص پر اپنے ایمان کی حفاظت فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی
 ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

علماء و دیگر سنیوں کو صلح کلی کہنا کیسا ہے؟

علماء کی توبہ میں کرنا کیسا ہے؟

- مسئلہ** کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل مسائل میں
- (۱) ذمہ دار علمائے کرام اور سنی عوام کو صلح کلی کہنے والے کافر ہوئے یا نہیں؟
 - (۲) مسجد اور مسجد کے اکثر مصلیان و تمام ٹرسٹیان کو صلح کلی کہنا کیسا ہے؟
 - (۳) سنی ٹرسٹی اور سنی امام رکھنے کے لئے کوشش کرنے والے کو مسلکی اختلافات کو مٹانے والا کہنا کیسا ہے؟
 - (۴) علمائے کرام کی تذلیل کی نیت سے جمہوری خبر اڑانا و پرچہ بازی و فتویٰ بازی کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد محمود عبدالرحمن سرری، احمد نعیمان قادری مقبول، اتر محل ہانگل شریف۔ ۵۸۶۱۰۳ ہادی ری (کرناتک)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱، ۲، ۳) خالص، مخلص سنی مسلمانوں بالخصوص علمائے اہلسنت کو صلح کلی کہنا گویا کہ انہیں کافر کہنا ہے اور یہ سخت حرام و گناہ ہے۔ رہا یہ کہ ایسا قائل خود کافر ہوگا یا نہیں تو اس میں تفصیل ہے۔ اگر اسے مسلمان جانتا ہو اور صرف ایذا رسانی کے لئے یہ کلمہ بکا تو کافر نہ ہوگا اور اگر اسے کافر اعتقاد رکھتا ہے تو خود کافر ہو جائے گا کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کافر جاننا ہے اور دین اسلام کو کافر جاننا کفر ہے۔ در مختار میں ہے: "وعزرا الشاتم بیا کافر۔ و هل یکفر؟ ان اعتقد المسلم کافرا؟ نعم والا لایہ یفتی"۔ ردالمحتار میں اسی کے تحت ہے:

"ای یکفر ان اعتقدہ کافرا لا بسبب مکفر قال فی النہر و فی الذخیرة: المختار للفتویٰ انه ان اراد الشتم ولا یعتقدہ کفرا لا یکفر وان اعتقدہ کفرا فخطابه بہذا بناء علی اعتقاده انه کافر یکفر لانه لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا"۔ (ج ۴، ص ۶۹، باب التعزیر) ایسا ہی بہار شریعت ج ۹، ص ۱۱۷ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴) علم دین ہے تو کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے "والا ستخفاف بالاشراف والعلماء کفر" (ج ۱، ص ۱۹۵) اور اگر بے سبب ظاہر کے ہے تو اس پر اندیشہ کفر ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۸۲ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی
۲۲ ربی الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

آسیبی خلل والا قرآن کی بے حرمتی کرے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ایک ایسا شخص جو مسلم، بالغ اور شادی شدہ ہے جو نہ پاگل ہے اور نہ ذہنی تندرست بلکہ اس پر آسیبی خلل ہے جس کی بنا پر وہ کبھی کبھی ٹھیک ٹھیک گفتگو کرتا ہے لیکن اکثر بھکی بھکی اول فول بکرا رہتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس نے اچانک اپنے گھر کے کمرہ میں گھس کر قرآن مقدس کو اٹھالیا اور اس کو باہر لا کر کنویں کے چوترے پر پٹک دیا اور لکڑی وہ پتھر سے اس پر مارنے لگا۔ کئی بار اس نے ایسا کیا پھر جیسے ہی اس کے ماں باپ نے دیکھا قرآن مجید کو اٹھالیا۔ باپ اور ایک

پڑھی نے اس کو مارا برا بھلا کہا اور گھر سے بھاگ دیا۔ ایسے شخص کے بارے میں جس نے قرآن کی اتنی بڑی حد تک حرمت کی شریعت کا حکم کیا ہے؟ المستطقی: ارشاد اظہر چشتی، گھریہ بزار یہ۔ بہشتی والا کنواں صلح اور یا، یونی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شخص مذکور پر اگر واقعی آسبی خلل ہے اور اکثر اول فول بکنا اور بھکی، بھکی باتیں کرتا ہے اور اس وقت بھی اس کی یہی حالت تھی جس وقت اس نے قرآن مجید کو اٹھا کر پٹکا اور لکڑی، پتھر سے مارنے لگا تو وہ معذور ہے اس پر کوئی حکم نہیں اور ظاہر بھی یہی ہے اس لئے کہ کوئی بھی مسلمان جان بوجھ کر بصحت ہوش و حواس ایسا ہرگز نہیں کر سکتا ہے اور اگر اس وقت وہ ٹھیک ٹھاک بصحت ہوش و حواس تھا، آسبی خلل نہ تھا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا کہ قرآن مجید کو پٹکنا اور اس پر لکڑی، پتھر مارنا اس کی تحقیر تو ہیں ہے اور قرآن مجید کی تحقیر تو ہیں کرنے والا کافر ہے۔ ایسے شخص پر فرض ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان کرے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔

مجمع الانہر شرح ملتقى الا بحر ج ۱، ص ۶۹۲ باب المرتد پر ہے "اذا استخف بالقرآن او بالمسجد او بنحوہ مما يعظم في الشرع او عاب شيئاً من القرآن او خطي او سخر بآية منه كفر۔" ملخصاً اور ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۴، ص ۴۴۱ پر بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد عبدالمتنذر نظامی مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲۸ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ

کفر کی حمایت اور کلمہ گو کو کافر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ

زید نے مختلف مقامات پر مختلف مجلس میں کفر کی حمایت کی یا کلمہ گو کو کافر کہا یا بزرگان دین کی توہین کی یا کلمہ کفر اپنی زبان سے نکال دیا۔ اس بنیاد پر اگر زید شریعت کی گرفت میں آجائے یا زید پر شریعت کا کوئی حکم عائد ہو جائے۔ اس حکم پر زید کو عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔ شریعت کا حکم عائد ہونے سے قبل اگر زید کو ساری واقفیت ہو جائے اور وہ اہل علم ہوتے ہوئے اس سے بچنے کے لئے ساتھ ہی اس میں اپنی بدنامی اور شکایت کا تصور کرتے ہوئے اگر وہ جموٹ بولنا شروع کر دے اور طرح طرح کے بہانے بنائے تو کیا شریعت ایسی حالت میں جموٹ بول کر زید کو بچنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں نوازش ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر زید یہ سمجھ جائے کہ اس میں میری شکایت و رسوائی نہیں ہے اور وہ رضائے

الہی و اطاعت رسول کی خاطر تجدید ایمان کرنے پر آمادہ ہو جائے تو صرف ایک ہی مجلس میں یا صرف دو تین آدمیوں کے درمیان ہی توبہ و تجدید ایمان کر لینا شریعت کی نگاہ میں درست ہوگا یا نہیں یا زید کو ان ساری مجلسوں میں علانیہ باری باری سے توبہ و تجدید ایمان کرنا لازمی ہوگا؟

المستفتی: محمد نظیر عالم، کیراف محمد کھلیل، بیڑی دکان، مقام و پوسٹ کرجا، وایا گدھا، ضلع مظفر پور، بہار
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کفر کی حمایت کرنا، کسی مسلمان کو کافر اعتقاد کر کے کافر کہنا اور کلمہ کفر بولنا سب الگ الگ کفر ہے اور قائل کافر، اس وجہ سے زید کافر ہو گیا اس پر فرض ہے کہ فوراً بلاتا خیر علانیہ توبہ کرے جتنے بڑے مجمع میں کفر کا ہے اتنے ہی بڑے مجمع میں کلمہ کفر سے توبہ بھی کرے، علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ واجب ہے اور جن جن لوگوں کے سامنے گناہ و کفر کیا ان لوگوں کے سامنے توبہ و تجدید ایمان کرے۔

حدیث پاک میں ہے "اذا احدث ذنبا فحدث عنده توبة ان سرا فسر وان علانية فعلا نية۔" اہ یعنی جب تجھ سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر، نہاں گناہ کی توبہ نہاں اور عیاں گناہ کی توبہ عیاں۔ (کنز العمال ص ۲۲۰، ج ۴)

فتاویٰ رضویہ میں ہے جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے ان سب کے مواجہ میں توبہ کرے مگر یہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقاً اور بعض صورت میں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں اور حرج مدفوع بالنص ہے تاہم اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو۔ اہ (ص ۲۵۶، ج ۹ نصف اول)

توبہ و تجدید ایمان اچھی بات ہے اس سے کوئی تنگ و عار نہ محسوس کرنا چاہئے بلکہ جلد از جلد توبہ کر کے اپنی شخصیت کو کفر جیسے گناہ عظیم سے پاک کر لینا چاہئے۔ جھوٹ بولنا تو عام حالات میں بھی حرام و گناہ ہے اور اپنے کفر کو چھپانے کے لئے اور زیادہ حرام و گناہ، اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے اس سے کیونکر چھپا جاسکتا ہے اس کے حکم کو مانے اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
مکتبہ: محمد صدیق عالم قادری منٹری
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ

”گالی تو قرآن میں بھی ہے“ یہ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شریعت اس مسئلہ میں کہ زید و عمرو کے درمیان کچھ اختلاف ہوا جس کی وجہ سے زید نے عمرو کو گالیاں بکیں اور عمرو نے زید کو گالیاں بکیں۔ بکر جو اس جھگڑے میں شریک بھی نہ تھا

بکرنے کہا کہ کیوں گالیاں بک رہے ہو تو زید نے کہا کہ گالی تو قرآن میں بھی ہے۔ زید کو پھر یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ کہنا قرآن میں گالی ہے غلط ہے تو اس نے توبہ کیا تجدید ایمان کا اعلان کیا۔ اس کے بعد کچھ عادی عباد کی بنیاد پر اس کا مخالف گروپ یہ اعلان کرتا ہے اور بکر بھی اعلان کرتا ہے کہ زید نے کفر کیا ہے۔ اس کے ساتھ جو معاملات کرے گا یا مسلمان جانے گا وہ بھی کافر ہے۔ بکر اعلان کرنے سے خود کافر ہو یا نہیں؟ ابھی تو جو روا

المستفتی: سراج احمد قادری، مدرسہ غوثیہ حضور بیاماری اعظم گڑھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کسی مسلمان کو گالی دینا جائز نہیں کہ مسلمان کو گالی بکنا فسق ہے۔ حدیث شریف میں ہے "سباب المسلم فسوق" یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵) نیز احادیث اللغات، ج ۴، ص ۶۵ میں ہے "دشنام کردن مسلمان فسق است و دشنام نهد مردے مردے را" اہ ملخصاً بکر کی بات کے جواب میں زید نے جو یہ کہا کہ "گالی تو قرآن میں ہے" یہ قرآن کے ساتھ تمسخر ہے اس لئے کفر ہے اور زید اس کی وجہ سے کافر، جیسے کسی نے بھرا جام دیکھ کر کہا کائناتاً دھاقاً تو قرآن پاک کا تمسخر ہونے کی وجہ سے کافر ہوتا ہے۔ زید و عمرو نے گالی گلوچ کیا جو ضرور حرام ہے اس کے ثبوت میں جو بات کہی وہ یقیناً حلال ہے۔ تو زید نے تقویٰ کوئی کر کے حرام کو حلال کہا یہ بھی کفر کے خانے میں جاتا ہے۔ نیز گالی ایک طرح کا عیب ہے اور قرآن شریف عیب سے پاک ہے جو شخص قرآن شریف میں عیب نکالے وہ کافر ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری "موجبات الکفر" میں ہے "وفی الخزانة اوعاب (فی القرآن) کفر کذا فی التتارخانیة" (ج ۲، ص ۲۶۶)

لیکن زید نے جب اس سے توبہ کر کے تجدید ایمان وغیرہ کر لیا تو وہ مسلمان ہے حدیث شریف میں ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (مشکوٰۃ، ص ۲۰۶) اور بکر اور زید کے مخالف گروپ والے زید کے توبہ و تجدید ایمان کرنے کے بعد بھی زید کو کافر ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اس کو مسلمان نہیں جانتے ہیں تو بکر اس کے مخالف گروپ والے لوگوں پر کفر لوٹ جائے گا اس لئے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے تو کفر اس کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے "قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والارجعت علیہ" (مسلم شریف، ج ۱، ص ۵۷) اور احادیث اللغات ج ۴، ص ۶۵ میں ہے کہ "خواند مردے را بکفر یعنی کافر گفت و حالانکہ آن مرد نیست کافر مگر آنکہ رجوع کند کفر یعنی خود کافر گردد"۔ اہ ملخصاً نیز فتاویٰ امجدیہ ج ۴، ص ۳۰۸ میں اور در مختار ج ۶، ص ۱۱۶ باب العزیز میں ہے "وعذر الشاتم بیا کافر و هل یکفر ان اعتقد المسلم کافر انعم

والا لایہ یفتی ۳۱ اور اسی فتاویٰ امجدیہ ج ۳، ص ۲۰۸ میں ہے ”مسلمان کو کافر کہنا کبیرہ شدیدہ و کلمہ کفر ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد عبدالقادر رضوی ناگوری
۸ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ

زید کہتا ہے سورہ فاتحہ نہ قرآن ہے نہ قرآن کی آیت

بلکہ قرآن کا جز ہے غیر قرآن ہے تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ سورہ فاتحہ قرآن کا جز ہے یا قرآن کی آیت یا غیر قرآن ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ سورہ فاتحہ نہ قرآن ہے نہ قرآن کی آیت ہے بلکہ قرآن کا جز ہے غیر قرآن ہے؟ زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بیوا تو جزوا۔
المستفتی: محمد اسرائیل احمد قادری، نور پورہ، جلیشور، ہولوی، نیپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید نے سورہ فاتحہ کو غیر قرآن کہہ کر کفری کلمہ بک دیا کیونکہ جزء شی غیر شی نہیں ہوتا جز قرآن بھی قرآن ہے جبکہ آیت کریمہ ”لَوْ اَنْزَلْنَاهَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاٰیْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۰﴾“ (پ ۲۸، سورہ حشر آیت ۲۱) اور ”وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۱۰۰﴾“ (پ ۱۳، سورہ نحل آیت ۹۸) وغیرہ آیات اس کی دلیل ہیں مگر زید کے اس کلمے میں یہ توجیہ ممکن ہے کہ وہ قرآن کو جزو مانتا ہے اور کل کی نفی کرتا ہے یعنی جزو قرآن تو ہے لیکن کل قرآن نہیں اس لئے اس کی تکفیر نہ کی جائے لیکن ایسا کہنا حرام و گناہ ضرور ہے اور بلاوجہ کی جاہلانہ منطوق بگھارتا ہے کہ یہ آیت جز ہے جس پر کل کا اطلاق درست ہے جیسے صرف ناطق پر یا صرف حیوان پر انسان کا اطلاق درست ہے یا پانی کے ایک قطرہ کو پانی کہنا درست ہے۔ زید اس کلمے سے رجوع و توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد عبدالقادر رضوی قادری
۹ جمادی الاولیٰ ۲۳ھ

”اگر کوئی وہابی وہابیہ کی کفری عبارات جھٹلا دے تو میں اسے نبی مان لوں گا“

کیا مذکورہ جملہ کفر ہے؟

مسئلہ امام صاحب دوران تقریر بول گئے کہ اگر کوئی وہابی ان کفری عبارتوں کو اور ان کتابوں کو جھٹلا دے تو میں اس کو اپنا نبی مان لوں گا۔ سنتے ہی محفل میں بیٹھے ہوئے علماء نے ان کو تقریر کرنے سے روک دیا۔ محفل ختم ہونے کے بعد کچھ لوگوں نے اس بات پر آواز اٹھائی کہ یہ غلط بول گئے ہیں۔ دوسرے امام نے اس غرض سے کہ مزید کوئی فتنہ فساد نہ ہو جائے ان لوگوں سے کہا چونکہ انہوں نے لفظ اگر استعمال کیا ہے اور ”اگر“ ایسا لفظ ہے کہ یہ شرط نفی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو بھی مسئلہ ہے ہم لوگ بیٹھ کر حل کریں گے اور دوسرے امام نے یہ حدیث پڑھی کہ سرکار فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمر ہوتے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تو کیا حضرت عمر نبی ہو گئے؟ آپ لوگ تشریف لے جائیں اس کو ہم لوگ بیٹھ کر حل کریں گے۔ پھر پہلے امام نے جس نے تقریر کیا تھا انہوں نے توبہ بھی کر لیا اب یہ جو دوسرے امام ہیں جنہوں نے اس غرض سے کہ کوئی فتنہ و فساد نہ ہو لوگوں کو ٹالنے کی کوشش کی تو کیا ان پر بھی توبہ لازم ہے اور جو لوگ یہ کہیں کہ پہلے امام صاحب کا نکاح ٹوٹ گیا تو ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں عین کر ہوگا۔ فقط

المستفتی: محمد نسیم قادری، خطیب و امام گلینہ، مسجد، ضلع ایوت محل، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب امام صاحب کا یہ جملہ ”اگر کوئی وہابی ان کفری عبارتوں کو اور ان کتابوں کو جھٹلا دے تو میں اس کو اپنا نبی مان لوں گا“ بظاہر کفر ہے کہ وہابی ان کفری عبارتوں کو جھٹلاتے ہی رہتے ہیں لیکن امام کی مراد یہ نہیں بلکہ اس کی منشا یہ ہے کہ وہابی ان کفری عبارتوں کو جھٹلا دے اور غلط ثابت کر دے تو میں اس کو نبی مان لوں گا۔ اور وہ ایسا ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے امام پر حکم کفر نہیں اور یہ جملہ ”لو لا علی لہلک عمر“ کے قبیل سے ہوگا۔ البتہ یہ جملہ بہت سخت تر ہے امام توبہ کرے اور آئندہ اس طرح کے جملے کے استعمال سے اجتناب لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳ جمادی الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”مولانا سب حرامی ہوتے ہیں“ ”نماز روزہ سب پیکار ہے“

مذکورہ جملوں کا استعمال کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اگر میاں بیوی میں تکرار ہو جائے اور اس جھگڑے کے دوران اگر بیوی یہ کہے کہ جتنے پڑھے لکھے ہوتے ہیں ان سے زیادہ جاہل ٹھیک ہوتے ہیں اور ڈرتے ہیں جتنے بھی میاں مولانا ہوتے ہیں سب کے سب حرامی ہوتے ہیں اور اس بات کو اس نے کم از کم دس مرتبہ کہا جبکہ عالم علماء رسول اللہ کے وارث ہیں اور اپنے شوہر کو بھلا برا کہنا تو اس کے لئے عام بات ہے۔ اپنے آدمی کو یہ کہے کہ تمہارا نماز روزہ سب پیکار ہے اور جب ہم نے کہا کہ توبہ کرو تم نے بہت مرتبہ عالموں کو گالی دی ہے۔ ہم نے تین مرتبہ اس بات کو کہا کہ کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے مگر اس نے کہا کوئی بات نہیں ہمیں کوئی ڈر نہیں اب اس کا صحیح جواب پورا لکھ کر دیں۔

المستفتی: عید محمد، مقام بیراگل، ضلع بیستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذکورہ عورت علماء کرام کو گالی دینے اور نماز روزہ اور شریعت کی تحقیر کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”علماء دین کی توہین کفر ہے مجمع الانہر میں ہے ”من قال لعالم عویلم قاصدا به الاستخفاف کفر“ اس پر تجدید اسلام لازم ہے۔“ (ج ۱، ص ۶۹۵) اسی طرح جو شخص نماز روزہ کو پیکار اٹھک بیٹھک بتائے اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”اس شخص پر حکم کفر ہے اور جو لوگ اس کی باتیں سن کر خوش ہوتے ہیں اور ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان پر بھی حکم کفر ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۵۵)

لہذا وہ عورت بحکم شرع کافرہ ہو گئی اور شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور تجدید

ایمان و نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شمیم مصباحی

۸ ربیٰ ثانی، ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

فرقہ ہائے باطلہ سے اتحاد کو جائز قرار دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل عبارت کے بارے میں کہ

زید اپنے مضمون دعوت اتحاد کے تحت حدیث بنی الاسلام علی خمس الخ اور حدیث من صلی صلواتنا الخ وغیرہ نقل کرتے ہوئے اس کو اسلام کی بنیاد اور مسلمان کی پہچان قرار دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام فرقوں (مثلاً سنی، دیوبندی، قادیانی وغیرہ جو حدیث میں مذکورہ امورہ خمسہ پر عمل اور قبلہ مسلمین کا استقبال کرتے ہیں) کا اتحاد و اتفاق جائز و درست ہے اس کی وضاحت زید نے ایک سوال کے جواب میں بھی کر دیا۔ سوال کیا ہندوستان کے ۲۰ کروڑ مسلمان ایک ہو سکتے ہیں؟ کا جواب یوں دیا کہ اگر اسلام کی پانچ بنیادوں کو لے کر چلیں تو ۲۰ کروڑ کیا دنیا کے ایک ارب ۶۵ کروڑ مسلمان ایک ہو سکتے ہیں۔ جواب سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ زید کے نزدیک ان تمام فرقوں کا اتحاد و اتفاق جائز و درست ہے جس کی دعوت زید نے اپنے مضمون سے دیا۔

یہ صلح کلیت کی کھلی ہوئی دعوت ہے کیا اس طرح کی دعوت دینا اور احادیث کا ایسا سطحی مطلب نکال کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنا درست ہے۔ اگر ہے تو کیسے؟ اور نہیں تو زید پر قرآن و شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ زید کو اپنا امام اور اپنا قائد مانتے ہوئے وعظ و بیان کے لئے اپنی محفلوں میں بلانا اس کا اعزاز و اکرام کرنا اس سے مرید ہونا کیا درست ہے؟ مفصل جواب تحریر فرما کر عوام الناس کے الجھنوں کو دور فرمائیں اور تعلق فی الدین کے تحفظ میں ہماری مدد فرمائیں؟

المستفتی: محمد ریحان الرب، پتہ: ۲۳۷۳، شرف آباد جبل پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکاۃ، حج اور قبلہ مسلمین کا استقبال بلاشبہ اسلام کی بنیاد اور مسلمان کی پہچان ہے لیکن اگر کوئی اس پہچان کے ساتھ شان رسالت میں گستاخی کرے ضروریات دین کا انکار کرے تو صرف وہ پہچان اس کے مسلمان ہونے کے لئے ہرگز کافی نہ ہوگی جیسے کوئی اس پہچان کے ساتھ کبھی کبھار جہاد یو کو سجدہ بھی کرے تو وہ مسلمان نہیں یوں ہی جو شخص ضروریات دین کا انکار کرے شان رسالت میں گستاخیاں کرے وہ بھی مسلمان نہیں بلکہ مسلمان نام ہے تمام ضروریات دین کی تصدیق کرنے والے کا اگر کسی ایک ضروری دینی کی بھی تکذیب کرے تو کافر ہے اگرچہ باقی ضروریات کو مانتا ہو کیونکہ اگر محض امور مذکورہ کی پابندی کا نام ایمان ہوتا تو زمانہ اقدس میں ایسے لوگ جو کلمہ اسلام نماز، زکاۃ، روزہ، حج اور استقبال قبلہ ہی نہیں بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شہادتیں ادا کرتے تھے کہ ضرور بیشک یقیناً حضور اللہ کے رسول ہیں نیز حضور کی خدمت میں حاضر رہتے حضور کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور بڑی تاکیدات کے ساتھ شہادت رسالت دے کر جہاد بھی کرتے مگر اللہ و رسول نے باوجود اس کے انہیں جموعاً فرعی کذاب

متفق فرمایا اور ان کے اس کلمہ پڑھنے اور بڑی بڑی تاکیدات کے ساتھ شہادت رسالت دینے اور نمازیں ادا کرنے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنی جانیں دینے اور کفار کی جانیں لینے پر نظر نہ فرجائی بلکہ صاف صاف فرما دیا۔ وما ہم عمو منین۔

لہذا معلوم ہوا کہ محض ارکان خمسہ پر عمل کرنا اور اہل قبلہ بننا مسلمان ہونے کے لئے ہرگز کافی نہیں بلکہ مسلمان نام ہے تمام ضروریات دین کی تصدیق کرنے والے کا اگر کسی ایک ضروری دینی کی بھی تکذیب کرے تو کافر ہے۔ اگرچہ باقی ضروریات کو ماننا ہو جیسا کہ شرح عقائد نسفیہ میں ہے:

الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء به من عند الله تعالى ای تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورة محیثہ به من عند الله تعالى اجمالا۔ ۱۰۰ھ (ص ۹۰)

ردالمحتار میں ہے: لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔ ۱۰۰ھ

(ص ۹۳، ج ۱، مطلب: البدعة خمسة، اقسام)

اسی میں ہے: ایما رجل سب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم او كذبه

او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالى وبانت امراته۔ ۱۰۰ھ (ص ۳۰۰، ج ۳)

لہذا زید کا یہ کہنا کہ اگر اسلام کی پانچ بنیادوں کو لے کر چلیں تو ۲۰ کروڑ کیا دنیا کے ایک ارب ۶۵ کروڑ مسلمان ایک ہو سکتے ہیں غلط ہے اس سے لازم آئے گا کہ وہابی، دیوبندی رافضی وغیرہ مرتدین بھی مسلمان ہیں۔ اب اگر زید جہالت کی بنیاد پر ایسا لکھتا اور بیان کرتا ہے تو اسے سمجھایا جائے اور حقیقت حال سے واقف کرایا جائے اور اگر صلح کلیت کی بنیاد پر ایسی باتیں لکھتا پڑھتا بیان کرتا ہے یعنی وہ وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، قادیانیوں کے کفری عقائد اور شان رسالت میں ان کی گستاخیوں سے بخوبی واقف ہے پھر بھی انہیں مسلمان سمجھتا ہے تو وہ کفر میں وہابیوں، دیوبندیوں کا شریک ہے مگر یہ ایک احتمالی شق ہے اور حکم کفر دینے کے لئے مکمل تحقیق ضروری ہے اس لئے زید سے ملاقات کر کے یہ تحریر اس کے سامنے پیش کی جائے اور وہابیوں، دیوبندیوں اور قادیانیوں کی کفری عبارتیں پیش کر کے اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ کیا کہتا ہے اور جو کچھ کہے نوٹ کر لیں پھر اس کی باتوں کو لکھ کر دوبارہ سوال کر لیں۔ ساتھ ہی اس کے مضمون دعوت اتحاد کو بھی سمجھیں تاکہ جائزہ لیا جائے کہ اس مضمون سے جو کچھ سمجھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: سرفراز احمد فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ ربیع الثانی شریف ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد برکاتی

عالم کی توہین کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ (سنی صحیح العقیدہ عالم دین کو ذلیل کرنا کیسا) سوال کرنے والے نے یہ سوال کیا تھا کہ صحیح العقیدہ عالم دین کو ذلیل کرنا عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟ آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ عالم دین کو ذلیل و رسوا کرنا حرام و گناہ ہے۔ اس پر عرض کہ حرام تو گناہ کبیرہ ہے۔ آپ نے اس رسوائے زمانہ کو گناہ گار کہہ کر چھوڑ دیا۔ اس پر تو کفر عائد ہوتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف ج ۹، ص ۳۰۸ پر عالم دین کی توہین کرنے والے کو کافر فرمایا اور اسی فتاویٰ رضویہ کی ج ۹، ص ۱۲، ۲۳، ۲۶، ۲۹، ۷۹، ۱۱۹ پر تو صاف الفاظ میں لکھا ہے یونہی صحیح العقیدہ عالم دین داعی الی اللہ کی توہین کفر ہے۔ اب آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: (مولانا) عبدالسلام نوری، ضلع رتلام، مدھیہ پردیش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بے شک عالم دین کی توہین کفر ہے مگر یہ حکم اس وقت ہے جب عالم دین کی توہین علم دین کی وجہ سے ہو کہ یہ توہین فی الواقع علم دین کی ہوگی جو ضرور کفر ہے۔ اور اگر علم دین کی وجہ سے نہ ہو بلکہ ذاتی رنجش یا اپنے دنیوی مفاد کے لیے ہو تو کفر نہیں صرف حرام و گناہ ہے۔

زیر بحث مسئلے میں توہین کا سبب دنیوی مفاد ہے کیونکہ کچھ شریکیند لوگوں نے امام اور متولی مسجد کو مسجد سے بدخل کرنے کے لئے ایسا کیا جس سے مقصود مسجد پر اپنا کنٹرول قائم کرنا اور اس طرح اپنے ہم چشموں میں اپنی بالادستی ظاہر کرنا ہے۔ سوال کو آپ ایک بار پھر بخور پڑھ لیں اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ شریکیندوں نے امام کی توہین اس کے علم دین کی وجہ سے کی۔ اگر ایسا ہوتا تو اسے ہٹا کر دوسرا امام کیوں مقرر کرتے اور ایسا بھی نہیں کہ ان کی اس حرکت کے لئے کوئی سبب ظاہر نہ ہو اس لئے حکم وہی ہے جو ماہنامہ کنز الایمان میں شائع ہوا ہے۔

اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ عالم دین کی توہین کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے علم دین کی وجہ سے ہو، دوسری یہ کہ بلا سبب ظاہر ہو، تیسری یہ کہ اس کا کوئی سبب ظاہر ہو۔ پہلی صورت میں توہین کفر ہے، دوسری صورت میں اعدیہ کفر ہے اور تیسری صورت میں صرف حرام ہے۔ نہ کفر ہے، نہ اعدیہ کفر۔ کنز الایمان کا فتویٰ تیسری صورت سے متعلق ہے۔

مجمع الانہر میں ہے "والاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال للعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر ومن ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر عیب علیہ الکفر" (ج ۱، ص ۶۹۵، باب المرتد) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۱۴۰ میں بھی

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

مکتبہ: زمیر احمد قادری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۰ جمادی الاولیٰ، ۱۴۳۰ھ

وہابی کے جنازہ میں بے نیت کھڑا ہو جائے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ زید جو کہ عالم دین و مفتی بھی ہے اس نے ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جس کی وہابیت مشہور ہے قصہ کے کچھ ذمہ داروں نے جب اس سے یہ کہا کہ آپ خود مفتی ہیں اور آج تک اپنی تقریروں میں یہی بیان فرمایا کہ نہ وہابیوں کی نماز جنازہ پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو پھر آپ نے ایسے شخص جس کی وہابیت مشہور ہے اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھی تو اس کے جواب میں کہا کہ میں بغیر نیت کئے ایسے ہی کھڑا ہو گیا تھا واضح رہے کہ نہ کسی کا اصرار تھا اور نہ زور و دباؤ مزید برآں نماز جنازہ پڑھانے والا خود وہابی تھا۔

اس واقعہ کو تھوڑا عرصہ گزرا تھا اس کے بعد ایک ایسے شخص کا انتقال ہوا جو نماز پڑھنا نہ اور نماز جمعہ جماعت اسلامی کی مسجد میں انہیں کے امام کے اقتداء میں تاحیات ادا کرتا رہا ایسے شخص کے انتقال کے بعد اس کا جنازہ سنیوں کی جامع مسجد میں لایا گیا۔ ایسے شخص کی نماز جنازہ مذکورہ عالم دین و مفتی صاحب کے علاوہ دوسرے ذمہ داروں نے ادا کی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے تعلق سے کیا حکم شرع ہے؟

المستفتی: سید افتخار الحسن صاحب برکاتی، محلہ قاضی گدھی مورانواں، ضلع اٹالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دیوبندی، وہابی شان الوہیت و رسالت میں شدید گستاخ اور ضروریات دین کے منکر

ہیں جس کے باعث وہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔

ردالمحتار میں ہے اذلا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل

القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما فی شرح التحرير۔ ۱۱ (ج ۲، ص ۳۰۰)

حدیث پاک میں ہے "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتونکم ان مرضوا

فلا تعودوہم وان ماتو فلا تشہدوہم وان لقیتموہم فلا تسلو علیہم ولا تجالسوہم

ولا تشاربوہم ولا توادوہم ولا تناکوہم۔" یعنی ان سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں

وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں، وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو ان کے

جنازہ پر حاضر نہ ہو، جب وہ ملیں تو سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ جس پانی پیو، نہ ان کے ساتھ میں کھانا کھاؤ، شادی بیاہ نہ کرو۔" یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور عقیلی کی روایات کا مجموعہ ہے۔
(انوار الھدیث، ص ۱۰۳)

اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِيهِمْ مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِمْ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَأْتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ" (ترجمہ کنز الایمان) اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑا ہونا بیشک یہ لوگ اللہ ورسول سے منکر ہوئے اور فسق علی پر مرتکب ہوئے۔ (سورہ توبہ آیت ۸۴)

اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے "اگر وہ منکر بعض ضروریات دین تھا اور کسی شخص نے باں کہ اس کے حال سے مطلع تھا دانستہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لئے استغفار کی تو اس شخص کو تجدید اسلام اور اپنی عورتوں سے ازسرنو نکاح کرنا چاہئے۔" فی الحلیة نقلًا عن القرافي واقرة الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب النصوص القطعية۔ (ج ۲، ص ۵۳)

رواجحار مطلب فی خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافر ولجميع المومنين" میں ہے۔ "فالدعاء به كفر لعدم جواز عقلًا ولا شرعًا ولتكذيبه النصوص القطعية بخلاف الدعاء للمومنين۔" (ج ۲، ص ۲۳۷)

اس تفصیل کا تقاضہ یہ ہے کہ وہابی کی نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے زید پر حکم کفر ہوا مگر چونکہ وہ یہ بیان دے رہا ہے کہ بلانیت نماز جنازہ بس یونہی کھڑا ہو گیا تھا اس لئے اس پر حکم کفر نہ ہوگا تاہم وہابیوں کا مجمع بڑھانے کی وجہ سے گنہگار ضرور ہوا۔ اس پر واجب کہ اس گناہ سے علانیہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: سید نعمان احمد

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

میں کا ہے کہ نماز پڑھنے جاؤں مجھے مسجد مدرسہ کا ثنا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ارشاد بن نجیب انصاری جو عاقل و بالغ ہے اور بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتا ہے اس سے زید نے کہا کہ تم پڑھے لکھے ہوتے ہوئے بھی نماز نہیں پڑھتے ہو۔ اس پر ارشاد بن نجیب انصاری نے کہا کہ میرا

ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ میں تو پڑھا لکھا ہوں جب چاہوں گا پڑھ لوں گا جو نہیں جانتا ہے پہلے وہ پڑھے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد زید نے کہا کہ بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ بڑھاپے کا انتظار نہ کرو اور نماز پڑھو تو اس کا جواب یہ تھا کہ ”میں کا ہے کو نماز پڑھنے جاؤں؟ مجھے مسجد مدرسہ کا ثناء ہے۔“

واضح ہو کہ وہ جمعہ کی نماز بھی اکثر چھوڑ دیتا ہے پوچھنے پر کہتا ہے کہ جس نے قصداً تین جمعہ چھوڑ دیے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے میں نے دعویٰ چھوڑا ہے اس لئے میں اس فہرست میں نہیں ہوں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس سے بچوں کو قرآن شریف پڑھوانا اس سے فاتحہ وغیرہ پڑھوانا نیز اس کی حرکتوں سے واقف ہوتے ہوئے اس سے قرآن شریف اور فاتحہ وغیرہ جو پڑھوانے اس پر اور پڑھنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسی صورت میں وہ مسلمان رہ جاتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کرنے کی زحمت کی جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: سعید احمد قادری، مقام ملکی تھنا، وایا کسریا، ضلع مشرقی چمپارن (بہار)
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہمیں نہیں معلوم کہ ارشاد کون ہے، اس کے والد کا کیا نام ہے اور اس نے کیا کیا کہا ہے اس لئے ہم اس پر کوئی حکم نہیں لگا سکتے البتہ صورت مسئولہ جس شخص سے بھی متعلق ہو اس کے بارے میں حکم شرعی بیان کیا جاتا ہے۔ سائل کو چاہئے کہ آئندہ کبھی بھی اصل نام سے سوال نہ کرے بلکہ فرضی نام سے سوال کرے۔ جس شخص نے بھی یہ کلمات کہے (۱) ”میرا ابھی وقت نہیں آیا ہے میں تو پڑھا لکھا ہوں جب چاہوں گا پڑھ لوں گا“ (۲) ”میں کا ہے کو نماز پڑھنے جاؤں مجھے مسجد مدرسہ کا ثناء ہے۔“ وہ بہت بے ادب معلوم ہوتا ہے یہ کلمات بظاہر استہزاء و تمسخر کے طور پر کہے گئے ہیں جس سے عام آدمی کو ہنسی آتی ہے اور ایسے کلمات کفری ہوتے ہیں اس لئے ان کلمات کے قائل پر علانیہ توبہ و استغفار اور تجبید ایمان واجب ہے اور بیوی والا ہو تو تجبید نکاح بھی۔

اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز کا پابند نہ ہو تو اس سے قطع تعلق کر کے میل جول، سلام و کلام موقوف کر دیا جائے۔ اگر محاذ اللہ وہ توبہ کئے مرجائے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے کہ نماز دین کا ستون ہے جو نماز پڑھتا ہے دین کو قائم رکھتا ہے اور جو قصد ترک کرتا ہے دین کو ڈھاتا ہے۔ نیز مسلم و کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہی ہے۔ حدیث پاک میں ہے ”الصلوة عماد الدین فمن اقامها اقام الدین و من ترکها هدم الدین“ دوسری حدیث میں ہے ”بین العبد و بین الکفر ترک الصلاة“ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۸) تیسری حدیث میں ہے ”من ترک الصلاة متعبدا فقد کفر“

(کنز العمال ج ۷، ص ۲۸۰، حدیث ۱۸۸۷۶)

جو شخص نماز کا انکار یا اس کی تحقیر کرے وہ بھی اس طرح کہ ”میں کا ہے کو نماز پڑھنے جاؤں مجھے سہرہ مدرسہ کا فتا ہے۔“ یہ ضرور نماز کا استخفاف اور اس کی تحقیر ہے جو کفر ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے ”کسی سے نماز پڑھنے کو کہا، اس نے جواب دیا ”نماز پڑھ کر کیا کروں؟ یا کہا ”پڑھا بے پڑھا دونوں برابر ہے۔“ غرض اس قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو کفر ہے۔“ (ج ۹، ص ۱۷۲، کتاب السیر) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: غلام احمد رضا

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ رجمادی الآخر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دیوبندیوں کو کافر نہ کہنے والے پیر سے مرید ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک سلسلہ بھیجی ہے جو جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں اور دیوبندیوں کی بارگاہ میں حاضری بھی دیتے ہیں یعنی بعینہ سنہوں کی طرح ہر عمل کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اہلسنت دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہیں اور مجتہبی لوگ دیوبندیوں کو کافر نہیں بلکہ خطاوار سمجھتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے پیر سے مرید ہونا اور میل جول رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ **بہینوا توجروا المستفتی: محمد شمس الحق محسنی، معلم جامعہ عربیہ سراج العلوم دیوبند**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وہابی، دیوبندی، شان رسالت میں گستاخیاں کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ علماء عرب و عجم، حل و حرم و ہند و سندھ نے بالاتفاق ان گستاخوں کے بارے میں یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اس کی تفصیل حسام الحرمین والصورم الہندیہ میں مذکور ہے۔

لہذا جو پیرو دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے آگاہ ہو کر بھی ان کو کافر نہ کہے بلکہ صرف خطاوار سمجھے وہ بھی کافر و مرتد ہے اس سے مرید ہونا میل جول رکھنا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں کہ ان کی اقتداء میں نماز باطل ہوتی ہے اس لئے جتنی نمازیں ایسے کفری عقائد والوں کے پیچھے پڑھی گئیں ان کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے ورنہ فرض ذمہ باقی میں رہ جائے گا۔ ساتھ ہی توبہ بھی لازم ہے اور آئندہ ان سے دور رہنا بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۶ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قرآن پر پیشاب کر دینا چاہئے؟ مذکورہ قول کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین ملت اس مسئلہ میں کہ زید، بکر، عمرو تینوں بھائی اپنے باپ کے زمانے میں ایک ساتھ رہتے تھے جب الگ ہوئے تو کچھ دنوں کے بعد بکر و عمرو کی بیوی نے زید کی بیوی کو گالیاں دیں اور کہا تم چورنی ہو جب سب ساتھ رہتے تھے تو تم نے فلاں چیز گھر کے ذمہ دار سے چھپا کر بیچ دی تھی۔ جب بات زیادہ بڑھ گئی تو زید کی بیوی جو صحیح میں چور تھی اس نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی کہ اگر میں چور ہوں تو مجھے ایسا ایسا ہو جائے اور اگر تم چور ہو تو تم کو ایسا ایسا ہو جائے۔ یہ معاملہ ختم ہو گیا کچھ دنوں کے بعد زید نے کچھ لوگوں کے درمیان کہا کہ ایسے قرآن پر پیشاب کر دینا چاہئے (معاذ اللہ) تو بیٹھے ہوئے لوگ کھڑے ہو گئے اور زید سے کہا کہ تم کافر ہو گئے تو بہ کر تو زید نے توبہ نہیں کیا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں زید کافر ہوا یا نہیں؟ کیا اس پر توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے؟ اور زید کے ساتھ لوگوں کا کیا برتاؤ ہونا چاہئے؟ جو لوگ بغیر توبہ کئے زید کا ساتھ دیں ان پر کیا حکم ہے؟ بیہنو اتوجروا

المستفتی: محمد مسیح اللہ رضوی، دارالعلوم بخاریہ فیض الرسول، چانچ میل ضلع بھروچ گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں زید کا یہ کہنا ”قرآن پر پیشاب کر دینا چاہئے“ کلمہ کفر ہے اس لیے کہ اس میں قرآن شریف کی توہین ہے اور قرآن مجید کی توہین کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۲، ص ۲۶۶، باب احکام المرتدین میں ہے:

”اذا انکر الرجل آية من القرآن او تسخر بأية من القرآن وفي الخزانة او عاب کفر۔ اور مجمع الانهر فی شرح ملتقى الابحار ج ۱، ص ۶۹۲ باب المرتد میں ہے ”اذا انکر آية من القرآن او استخف بالقرآن او عاب شیئاً من القرآن او خطی او تسخر بأية منه کفر۔“ اہ ملخصاً۔

لہذا زید کے لئے علانیہ توبہ و استغفار و تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو سارے مسلمان اس کے ساتھ کھانا، پینا، سلام و کلام ترک کر دیں اور اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَ اَمَّا يُنْسِيْكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** (پ ۷، سورہ انعام، آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کبولوی گجراتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کو کافر لکھا

مگر اعلیٰ حضرت نے کف لسان فرمایا ایسا کیوں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام مسئلہ ذیل میں کہ علامہ فضل حق خیر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسماعیل دہلوی کو شفاعت کا انکار کرنے کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا کہ ”اس بیہودہ کلام کا قائل از روئے شریعت کافر اور بے دین ہے اور ہرگز مسلمان نہیں ہے اور شرعاً اس کا حکم قتل اور کفر ہے جو شخص اس کے کفر میں شک و تردد لائے یا اس استخفاف کو معمولی جانے کا فرو بے دین ہے اور نامسلمان و لعین ہے۔“ (تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ، ص ۲۳۷) افادات: امام حکمت و کلام علامہ محمد فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز ترجمہ و تحقیق: محقق عصر مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ لاہور، پاکستان۔ ناشر اول: شاہ عبدالحق محدث دہلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اکیڈمی۔ جو کفر التزائی کے اعتبار سے ہے۔ اس کے برعکس امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”عرض: اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہئے؟“ ارشاد ”میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے۔ اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ (المسلفو ظ کامل حصہ اول ص ۱۱۴)

نیز فرمایا علمائے محتاطین انہیں (اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین کو) کافر نہ کہیں (تمہید ایمان ص ۴۷) اور زید لکھتا ہے کہ اسماعیل دہلوی کا کفر کفر التزائی ہے جو اس کی تکفیر نہ کرے یا اس تکفیر کو نہ مانے تو تکفیر نہ کرنے یا نہ ماننے کی وجہ سے کافر اور خارج از اسلام ہے۔ نیز زید لکھتا ہے کہ اسماعیل دہلوی جیسے گستاخ رسول کو اکابرین اہلسنت نے کافر اور واجب القتل لکھا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اسماعیل دہلوی کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ۔ یہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ کر کے جیسا کہ تمہید ایمان اور المسلفو ظ سے ظاہر ہے اپنا ایمان سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ معاذ اللہ

مذکورہ بالا اعتراضات و بیانات کا آپ مدلل اور مفصل مع حوالجات اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب بیان فرمائیں۔ نیز یہ بھی بیان فرمائیں کہ زید پر احکام شرعیہ کیا ہوں گے؟ مینو اتوجروا

المستفتی: صدر دارالکین انجمن رضائے حبیب

۲۶۲۲/۱۲ ہرائی اسٹریٹ نزد ہرائی مسجد در پورہ سورت، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر فرمائی جبکہ مجدد اعظم اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمہ نے اس کی تکفیر نہیں کی بلکہ اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کا وصال چونکہ ۱۲۷۸ھ میں ہوا اور اس وقت اسماعیل دہلوی کی توبہ کی خبر مشہور نہیں ہوئی تھی۔ برخلاف اس کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور وصال ۱۳۴۰ھ میں ہوا اس وقت تک اسماعیل دہلوی کی اپنے تمام کفریات ملعونہ سے توبہ کی خبر کی شہرت ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ نے احتیاطاً اس کی تکفیر نہیں فرمائی جیسا کہ حضور صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں ”چونکہ اسماعیل دہلوی کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی۔ اس لئے علمائے محتاطین نے اسے کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی (الطیب البیان، ص ۲۵۱)

لہذا مقام کا جو تقاضا تھا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان نے اس پر عمل کیا۔ اب زید مذکور کا یہ لکھنا غلط ہے کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ کر کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنا ایمان سے رشتہ توڑ لیا (معاذ اللہ) قائل پر علانیہ توبہ و استغفار لازم ہے اور تجدید ایمان نیز بیوی والا ہو تجدید نکاح بھی ضروری۔ مزید تفصیل کے لئے تحقیقات حصہ دوم مصنفہ حضور مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ مناظرہ بریلی اور العذاب الشدید کا مطالعہ کریں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی
۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

چند کفری اشعار کے بارے میں سوال

مسئلہ رہبر شریعت جانشین فقیہ ملت حضور مفتی صاحب مدظلہ العالی سلام مسنون قبول ضروری عریضہ اینکه مندرجہ ذیل گانوں کے اشعار کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

- (۱) رب نے مجھ پر تم کیا کیا ہے۔ سارے جہاں کا غم مجھے دے دیا ہے
- (۲) میری نگاہ میں کیا بن کے آپ رہتے ہیں۔ قسم خدا کی خدا بن کے آپ رہتے ہیں
- (۳) پھولوں سا چہرہ تیرا کلیوں سی مسکان ہے۔ روپ تیرا دیکھ کر قدرت بھی حیران ہے
- (۴) خدا بھی آسمان سے جب زمیں پر دیکھتا ہوگا۔ میرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہوگا
- (۵) اب آگے جو بھی ہوا انجام دیکھا جائے گا۔ خدا تراش لیا اور بندگی کر لی

بعض نام نہاد اہل طریقت کے مندرجہ ذیل دو شعروں کے بارے میں بھی حکم شرع بیان فرمائیں

(۱) رسالت بھول کر وحدت پر ناز کرتے ہو۔ خدا خود ہو کے شاید آگیا ہے ان کی صورت پر

(۲) اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے۔ جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمد سے

مندرجہ بالا گانوں کے گانے والے دو قسم کے آدمی ہیں

(۱) ایک جماعت ان گانوں کے معنی و مفہوم جاننے کے باوجود شوق سے گاتی اور سنتی ہے ان لوگوں

میں سے کچھ شادی شدہ بھی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان گانوں کے معنی سمجھتے ہوئے گانے والے اور سننے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۲) دوسرے گروہ کے لوگ ان گانوں کے معنی کو نہیں جانتے ہیں مگر بس یوں ہی قلمی گانے سننے اور

گنگنانے کی عادت کی بنا پر کبھی کبھی گاتے اور سنتے ہیں جیسا کہ عوام الناس خصوصی طور سے نوجوانوں میں اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے۔

برائے مہربانی مندرجہ بالا سوال کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں بقدر ضرورت تفصیل کے ساتھ

عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: حافظ محمد نظر الحق رضوی، معلم دارالعلوم غوثیہ حنفیہ بسوکلیان، ضلع بیدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جتنے اشعار سوال میں درج ہیں سب میں کوئی نہ کوئی کفر صریح ضرور ہے جو لوگ ان اشعار

کو پڑھتے ہیں وہ سب کے سب اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گئے۔ ان کے تمام نیک اعمال اکارت ہو گئے۔ ان سب پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر توبہ کریں اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہوں اور جو بیوی رکھتے ہوں وہ تجدید نکاح بھی کریں۔ ایسی کیسی ہیں جن میں ایسے کفریہ اشعار ہیں ان کو بچانا اور ان کو سننا سخت حرام ہے، بلکہ ایسی کیسیوں کو اچھی سمجھ کر لگایا کسی نے ان اشعار کو سن کر پسند کر لیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا اس لئے کہ رضا بالکفر بھی کفر ہے۔

اب ان اشعار کا کفر ملاحظہ کریں۔ یہ کہنا کہ رب نے مجھ پر تم کیا اللہ عزوجل کو ظالم بنانا ہے جو صریح کفر ہے۔ یہ کہنا کہ قسم خدا کی خدا بن کے آپ رہتے ہیں، مخلوق کو خدا کہنا ہے جو کہ خود کفر ہے، یہ کہنا کہ قدرت بھی حیران ہے کفر ہے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ سوچتا ہوگا کہ میرے محبوب کو کس نے بنایا۔ اس میں تین کفر ہیں اول یہ کہ اس کے محبوب کو اللہ نے نہیں بنایا دوم کس نے بنایا اسے معلوم نہیں سوم یہ کہ سوچتا ہوگا، نیز اس کے پہلے مصرعہ میں بھی کفر ہے کہ جب دیکھتا ہوگا۔ یہ کہنا کہ خدا تراش لیا اور بندگی کر لی اس میں دو کفر ہیں ایک یہ کہ مخلوق کو خدا کہنا دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی بندگی کرنا یوں ہی بعض نام نہاد اہل طریقت کے دونوں اشعار بھی کفر پر مشتمل ہیں۔

لہذا جو لوگ ان کفریہ اشعار کے معنی و مفہوم جاننے کے باوجود شوق سے گاتے اور سنتے ہیں وہ لوگ اسلام سے خارج، کافر، مرتد ہوں گے اگر ان میں شادی شدہ ہیں تو ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں بلا تاخیر

توبہ کر لیں پھر سے اسلام لائیں اور نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
یوں ہی جو لوگ ان کفریہ اشعار کو گاتے اور سنتے ہیں لیکن ان کے معنی و مفہوم کو نہیں سمجھتے وہ بھی اسلام
سے خارج ہو گئے اس لئے کہ کلمہ کفر کا تعلق ضروریات دین سے ہو تو جہل و لاعلمی کا عذر مسموع نہیں۔
شرح فقہ اکبر میں ہے:

اما اذا تكلم بكلمة الكفر ولم يدركها كلفه كفر، ففی فتاویٰ قاضی خان حكاية
خلاف من غير ترجيح حيث قال: قيل لا يكفر لعذرة بالجهل وقيل يكفر ولا يعذر بالجهل
اقول والاظهر اول الا اذا كان من قبيل ما يعلم من الدين بالضرورة فانه حينئذ يكفر و
لا يعذر بالجهل- ملخصاً (ص ۲۰۲)

غز الحیون والمصائر شرح الاشباه والنظائر کتاب السیر باب الردۃ میں ہے والجهل بالضرورة یأت فی
باب المكفرات لا یكون عذرا بخلاف غيرها فانه یكون عذرا اعلى البقیة به (ج ۲، ص
۲۰۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد راشد انور مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کسی حدیث کا انکار کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ

زید کے سامنے تصویر بنانے کی حدیث پیش کی گئی تو اس نے اس حدیث پاک کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ
میں ایسی حدیث شریف کو نہیں مانتا۔ علمائے اس کو بتایا ہے تو اب زید کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے۔ ہینوا توجروا
المستفتی: غلام دستگیر، دھرم پور، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر معاملہ ایسا ہی ہے کہ زید نے حدیث شریف سے انکار کیا اگر وہ بیان کردہ حدیث
متواتر ہے اور زید اس کا منکر ہے تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ اس پر علانیہ توبہ واستغفار واجب ہے، بیوی
والا ہوتو نکاح جدید بمہر جدید کرے اور تجدید ایمان بھی کرے۔ اگر مرید ہے تو تجدید بیعت بھی کرے۔ اگر وہ
حدیث مشہور ہے تو اس کا منکر کافر نہیں بلکہ وہ گمراہ مسلمان ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص کوئی دیوبندی یا وہابی ہے
کیونکہ اکثر بددین و بد مذہب ایسے کلمات بولا کرتے ہیں۔ لہذا ان کلمات کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا۔

نور الانوار میں ہے ولا یكفر جاحدة بل یضلل علی الاصح وقال الجصاص انه احد قسمی المتواتر فیفید علم الیقین یکفر جاحدة کالمتواتر (ص ۱۸۱) الحدیقة الدنیه شرح الطریقه المحمدیه میں ہے ولا یكفر منکر الا حاد انما یکون مبتدعا لمخالفتہ لاهل السنه والجماعه ویستحق اللعنه التي تلحق بالمخالفتین ممن سلك غیر سبیل المؤمنین ذکرة البیضاوی فقد ثبت بالنص المتواتر من انکر فقد انکر النص فیکفر وفي الظهیریة فهو کافر فی الصحیح۔ ۱۷ (ج ۱ ص ۳۲۱) زید پر لازم ہے کہ آئندہ احتیاط سے کام لے اور ایسے ضعیف الفاظ اپنی زبان پر لانے سے احتراز کرے اور اہل سنت و جماعت کی پیروی کو لازم و واجب جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی
 ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

جب کفر و اسلام کے مابین تیسرا درجہ نہیں تو امام اعظم نے یزید کو کافر کیوں نہیں کہا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

جب ایمان و کفر کے درمیان کوئی تیسرا درجہ نہیں تو پھر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو کافر کیوں نہیں کہا؟ بینوا توجروا المستفتی: ڈاکٹر عبدالمصطفیٰ صدیقی، برواں تھانہ نیو انورنگیاں، کشی نگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یقیناً ایمان و کفر کے درمیان کوئی درجہ نہیں لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یزید پلیدی کی تکفیر کرنے سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ آپ کے نزدیک اس سے فسق و فجور متواتر ہیں، کفر متواتر نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں علامہ علی قاری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

”ولا یخفی ان قوله والحق بعد نقله الاتفاق لیس فی محله مع ان الرضی بقتل الحسن لیس بکفر لما سبق ان قتله لا یوجب الخروج عن الايمان بل هو فسق وخروج عن الطاعة الی العصیان“ ۱۷ واختلف فی اکفار یزید قیل لا اذلم یشبت لناعنه تلك الاسباب الموجبة ای لکفرة وحقیقة الامر التوقف ومرجع امره الی الله سبحانه ۱۸ نیز اسی میں ہے ولا یخفی ان ایمان یزید محقق ولا یشبت کفرة بدلیل ظنی فضلا من دلیل قطعی فلا یموز بعینه بخصوصیة ۱۷ (ج ۱ ص ۸۸)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ”ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن و تکفیر سے احتیاطاً

سکوت کیا کس سے فسق و فجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں" اھ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۰۷) واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 ۲۹ رذو قعدۃ الحرام ۱۴۲۸ھ

میں قرآن کے معنی زیر و سمجھتی ہوں، یہ جملہ کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ
 ہندہ اور مسلمہ دونوں جھگڑا کر رہی تھیں ان میں سے مسلمہ نے کہا "اگر یہ لکڑی آپ کی ہے تو چلے
 قرآن شریف آپ بھی اٹھا لیجئے میں بھی اٹھا لیتی ہوں" اس پر ہندہ نے کہا "میں قرآن معنی زیر و سمجھتی ہوں" لہذا
 اس پر کیا حکم شرعی عائد ہوتا ہے؟
 المستفتی: محمد شعیب، بھداول، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مذکورہ میں ہندہ اپنے قول "میں قرآن معنی زیر و سمجھتی ہوں" سے کافرہ و مرتدہ
 دائرۃ اسلام سے خارج ہو گئی اس لئے کہ اس کے قول سے قرآن مجید کی توہین ہوئی اور قرآن کریم کی توہین یا
 اس کی کسی آیت کا انکار کفر ہے۔ مجہج الاظہر میں ہے:

اذا انکر آية من القرآن او استخف بالقرآن او عاب شیئاً من القرآن او خطی
 او سخر بأية منه کفر۔" اھ (ج ۱، ص ۶۹، باب المرتد) اسی میں ہے "من تکلم بها اختیاراً جاہلاً بانها
 کفر وان لم یعتقد او لم یعلم انها لفظة الکفر ولكن اتى بها عن اختیار فقد کفر
 عند عامة العلماء ولا یعد بالجهل" اھ (ج ۱، ص ۶۸۸، باب المرتد)

لہذا ہندہ پر لازم ہے کہ وہ توبہ و تجدید ایمان کرے اور شوہر دالی ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ اللہ جبار
 و قہار کے قہر و غضب سے ڈرے اور آئندہ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرے۔ اگر ہندہ توبہ و تجدید ایمان نہ
 کرے تو تمام مسلمان اس کا سماجی بائیکاٹ کریں اور معاشرے کو اس کے خبیث ظاہری و باطنی سے پاک
 کریں۔ ارشاد باری ہے:

وَإِنَّمَا يُنِيسِيكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۷۰﴾

(پ ۷، سورۃ العام، آیت نمبر ۶۸، ع ۱۳۷) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: غلام احمد رضا قادری
 ۲۵ رذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

جاہل عوام جو وہابیوں کے علاقہ میں رہنے کی وجہ سے وہابی سمجھے جاتے ہیں مگر

ان کی کفریات پر مطلع نہیں البتہ مطلع ہونے کے بعد انہیں کافر سمجھتے ہیں؟

مسئلہ موجودہ دور کے وہ دیوبندی جو اپنے پیشواؤں کی کفریہ عبارات سے واقف نہیں ہیں، جب ان کے سامنے وہ عباراتیں رکھی جاتی ہیں تو خود ان پیشواؤں کو کافر سمجھتے ہیں۔ امر مطلوب یہ ہے کہ (۱) ان باتوں سے واقف ہونے سے پہلے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (۲) ایسے لوگوں کے نکاح پڑھانے والے، جنازہ پڑھانے والے کا کیا حکم ہے؟ نیز حضور کی یہ حدیث بھی ملحوظ رہے کہ جن کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا، وہ جنت میں جائے گا۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: محمد امجد قادری ستاری حضرت خان شاہ ولی کالونی کھنڈوہ (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب عوام کا لانعام جو وہابیوں، دیوبندیوں کے علاقے میں رہنے کی وجہ سے وہابی دیوبندی سمجھے جاتے ہیں، مگر دیوبندی علماء سے کوئی قرب نہیں رکھتے ہیں اور وہ دیوبندی اور وہابی مذہب کے پیشواؤں جیسے مولوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد نپٹھی اور اشرف علی تھانوی وغیرہم کے کفریہ عقائد پر مطلع نہیں ہیں، ان پر حکم کفر نہیں اور اگر ان کی کفری عباراتیں سننے کے بعد انہیں کافر کہتے ہیں اور دیوبندیوں سے دور و نفور ہو جاتے ہیں تو سنی ہیں اور جو لوگ ان کی کفری عباراتوں پر مطلع نہیں، مگر علماء اہل سنت سے ان کے تعلق سے سن رکھا ہے کہ ان کے عقائد برے ہیں، ان کو برا جانتے بھی ہیں، مگر تحقیق نہیں کرتے اور ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں، انہیں مسلمان جانتے ہیں، اپنا پیشوا مانتے ہیں، وہ گمراہ ضرور ہیں، انہیں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”وہابیوں سے میل جول ناجائز ہے۔ حدیث میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا: ”ایاکم

وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔“

ان کو دور کرو، ان سے دور رہو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فتنہ میں نہ ڈال دیں، مگر ان سے ملنے والا

کافر جب ہی ہوگا کہ ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے۔“ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۴، ص ۴۶۸)

اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مشہور زندیق عنایت اللہ مشرقی کے قبعین سے میل جول رکھنے والوں

کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ”جو لوگ اس کے ان اقوال پر مطلع نہیں، اس کی جماعت میں شریک ہو گئے

جلد ۱

ہیں، لکن پر ابھی الزام نہیں، ہاں مطلع ہو کر پھر اس کی جماعت میں شریک رہیں گے تو طرز ہوں گے اور اس کے کفر اور استحقاق عذاب میں بعد اطلاع شک کریں گے تو خود اسلام سے خارج ٹھہریں گے۔“

(فتاویٰ مصطفویہ، ص ۱۱۷)

سائل نے جو حدیث نقل کی ہے، اس سے وہ کیا بتانا چاہتا ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ کسی شخص میں کچھ باتیں کفر کی ہوں اور ایک رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہو تو وہ جنت میں جائے گا تو یہ اس کا زعم فاسد ہے کہ کفر کے ساتھ ایمان جمع نہیں ہوتا، لہذا شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ جس شخص میں نانوے باتیں اسلام کی ہوں اور ایک بات بھی کفر کی ہو تو وہ کافر و مرتد ہے۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا اور نیکیاں نہ ہوں گی وہ اپنی سزا پانے کے بعد بالآخر جنت میں جائے گا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا حُوِّنَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ. (سورہ نساء: ۵)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کفر و شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بخش دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: محمد شمیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۲ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وہابی کی جنازہ اور نکاح پڑھانا کیسا ہے؟ سنی کے یہاں شادی میں وہابی شریک

ہو اور وہ خاموش رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ (۱) کسی سنی لڑکی کو کسی وہابی دیوبندی کے نکاح میں دینا کیسا ہے؟ اسی طرح کسی سنی لڑکے

کا کسی وہابیہ دیوبندیہ سے شادی کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور اس نکاح کا کیا حکم ہے؟ جو شخص سنی ہوتے ہوئے ایسا کرے، شرعاً اس پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ آیا ایسا شخص مرجائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت درست ہے یا نہیں؟

(۲) کسی وہابی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھانا کیسا ہے؟ اگر کوئی سنی مولوی یا امام پڑھادے تو اس کا

شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) کسی وہابی دیوبندی کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟ اگر کوئی سنی مولوی یا امام پڑھادے تو اس کا شرعاً

کیا حکم ہے؟

(۴) اگر کسی سنی مولوی کے یہاں شادی وغیرہ کی تقریبات میں وہابی دیوبندی وغیرہ آتے ہوں اور

کھانے پینے میں شریک ہوتے ہوں اور مولوی صاحب خاموش تماشا شائی بنے رہیں، تو یہ کیسا ہے؟ مولوی مذکور پر کیا حکم ہے؟

(۵) آج کل صلح کلیت کا بڑا زور ہے اور احتیاط پسند سنیوں میں محتاط ائمہ مساجد کے لئے یہ طبقہ نہایت الجھن کا سبب بنا ہوا ہے، اس لئے صلح کلیوں کا حکم ضرور بیان فرمائیں؟ آیا یہ لوگ سنیوں کے حکم میں ہیں یا وہابیوں، دیوبندیوں کے یا ان دونوں سے الگ ان کا کوئی اور حکم ہے؟ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح فرمادیں کہ صلح معنی میں صلح کلی کہتے کسے ہیں یا یہ کہ صلح کلیت کی صحیح تعریف کیا ہے؟

المستفتی: از محمد عبدالرشید قادری، سکولہ، پبلی بحیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) وہابی، دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنیاد پر کافر و مرتد ہیں اور مرتد و مرتدہ کے ساتھ کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ ہندیہ میں مبسوط کے حوالے سے ہے:

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذا لا یجوز نکاح المرتدة مع أحد. ۱۵۔

یعنی مرتد کا نکاح مرتدہ یا مسلمہ یا کافرہ اصلیہ کسی سے جائز نہیں اور ایسے ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔ (ص ۲۸۲، ج ۱) اور حدیث شریف میں ہے:

ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم وان لقیتموہم فلا تسلوا علیہم ولا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا توادوہم ولا تناکبوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم

یعنی بد مذہبوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ، پیو، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، عقیلی اور ابن حبان کی روایات کا مجموعہ ہے۔ (انوار الحدیث، ص ۱۰۳)

لہذا جب وہابی دیوبندی کافر و مرتد ہیں تو کسی سنی لڑکی کو کسی وہابی دیوبندی کے نکاح میں دینا یا کسی سنی لڑکے کا کسی وہابیہ دیوبندیہ سے شادی کرنا حرام و گناہ اور زنا کاری کا دروازہ کھولنا ہے۔ جو شخص ان سے اپنے لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرے وہ سخت گنہگار، فاسق، معطن و مستحق غضب جبار ہے۔ اگر وہ علانیہ توبہ و استغفار نہ

کرے اور اس نکاح کے باطل ہونے کا اعلان نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیں لیکن وہ کافر نہیں، مسلمان ہے، اس لئے ایسا شخص مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) وہابی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا حرام و گناہ بلکہ کفر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَأْتِيهِمْ عَلَيْهِ وَلَا تَكْفُرْ عَلَيْهِمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَمَا تَلَّوْا وَهُمْ فَيَسْقُوتُ

یعنی ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔ اھ (سورہ توبہ، پارہ نمبر ۱۰، آیت ۸۴)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”متعدد حدیثوں میں بد مذہبوں کی نسبت ارشاد ہوا: ان ماتوا فلا تشهدوہم۔ وہ مرے تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ۔ ولا تصلوا علیہم۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، نماز پڑھنے والوں کو توبہ و استغفار کرنی چاہئے اور اگر صورت پہلی تھی، یعنی وہ مردہ را فضی منکر بعض ضروریات دین تھا اور کسی شخص نے با آنکہ اس کے حال سے مطلع تھا، دانستہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی، اس کے لئے استغفار کی جب تو اس شخص کو تجدید ایمان اور اپنی عورت سے از سر نو نکاح کرنا چاہئے۔“ اھ (ص ۵۳، ج ۴)

لہذا جن لوگوں کو جنازے کے وہابی دیوبندی ہونے کی تحقیق تھی اور دانستہ اس کے جنازے کی نماز پڑھ لی تو ان پر بر بنائے مذہب اصح حکم کفر بھی لازم آئے گا اور انہیں تجدید نکاح کرنا ہوگا، اس لئے کہ نماز جنازہ دعائے مغفرت ہے اور کافر کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں حلیہ کے حوالے سے ہے:

فی الحلیۃ نقلا عن القرافی واقراء الدعاء بالمغفرة للكافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ۔ (ص ۵۳، ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) وہابی دیوبندی وغیرہ کسی بد مذہب کا نکاح پڑھانا جائز نہیں کہ وہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا یموز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية و کذا لا یموز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط۔ اھ (ص ۲۸۲، ج ۱، فصل فی المحرمات)

اگر کسی عالم نے ان کا نکاح پڑھا دیا تو اس کی وجہ سے وہ گنہ گار فاسق اور مستحق عذاب نار ہے اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے اور اس نکاح کے باطل ہونے کا اعلان کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے، ورنہ تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کر دیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ اھ (سورۃ الانعام،

آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جس سنی مولوی کے یہاں شادی وغیرہ کی تقریبات میں وہابی دیوبندی وغیرہ بد مذہب شریک ہوتے ہیں، اگر وہ مولوی قدرت کے باوجود انھیں شرکت سے منع نہیں کرتا یا ان کی شرکت پر راضی ہے، اسے برا نہیں جانتا، اس لئے سکوت اختیار کئے ہوئے ہے تو وہ گنہگار مدامہن ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اس مذہب سے علانیہ توبہ واستغفار کرے اور اگر وہ اسے دل سے برا جانتا ہے، مگر کے لوگوں کو اس سے منع کرتا ہے، لیکن وہ نہیں مانتے تو اس پر وبال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) صلح کلی وہ ہے جو سنی، وہابی، دیوبندی سب کو اچھا جانے اور کسی کو برانہ مانے۔ ایسا شخص گمراہ ولا مذہب ہے اور بعض صورتوں میں کافر بھی۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے ”جو شخص تمام مذاہب کو حق جانتا ہے وہ گمراہ ولا مذہب ہے، اس کے ساتھ میل جول، اٹھنا بیٹھنا، سلام کلام ناجائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تَزِرُ كَيْفًا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (سورہ ہود، پ: ۱۲)

اگر کوئی شخص دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر بخوبی آگاہ ہو اس کا حکم بھی جانتا ہو، پھر بھی وہ انھیں مسلمان جانے تو وہ کافر ہے۔

حسام الحرمین میں ہے:

وبالجملة هؤلاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال في البزازية والدرر والغرر والفتاوى الخيرية وجميع الاظهر والدد البختار وغيرها من معتمديات الاسفار في مثل هؤلاء الكفار من شك في كفره وعذابه فقد كفر وقال في الشفاء الشريف ونكفر من لم يكفر من دان بغير ملة الاسلام من الملل او وقف فيهم او شك. اه (ص ۹۰، مکتبہ رضا اکیڈمی) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا وہابی کا نکاح پڑھانے والا کافر ہو جاتا ہے؟

مسئلہ کیا وہابی کا نکاح پڑھانے والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے؟

المستفتی: قاری شبیر احمد، مدرسہ حنفیہ، جوینور، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دیوبندی، وہابی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں اور مرتد کا نکاح دنیا میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولا یموز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذلك لا یموز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط. ۱- (ج ۱، ص ۲۸۲، فصل المحرمات)

نیز اسی میں ہے: لا یموز له أن یتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمیة لا حرة ولا مملوكة. ۱- (ج ۲، ص ۲۵۵، الباب التاسع فی احکام المرتدین)

لیکن اگر کسی شخص نے وہابی کا نکاح پڑھا یا تو اس کی وجہ سے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوا، البتہ وہ سخت گنہگار و مستحق عذاب نار ہے کہ وہ حرام کاری کا دروازہ کھولنے والا ہے، اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شاہد رضا ہاشمی
۱۰ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سید کی توہین کیسی ہے؟ کسی مسلم کو کافر کہنے کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ اگر کوئی معزز سادات خانوادہ ایک زمانہ سے سادات سے مشہور ہو اور زمانہ کے لوگ اسے سادات سے سمجھتے اور تسلیم کرتے ہوں (اپنے آباء و اجداد و علماء سے انھیں سید سنتے اور تسلیم کرتے ہوئے دیکھ کر) اور اس خانوادہ کی تقویٰ و طہارت سے متاثر ہو کر اچھی خاصی تعداد میں لوگ اس سادات خانوادہ کی بزرگی اور موجودہ صاحب سجادہ سے حلقہ ارادت و عقیدت رکھتے ہوں۔ (اس سادات خانوادہ کے پاس ان کا شجرہ نسب بھی موجود ہے، جن پر اکابر سندھی علماء و مشائخ کے تصدیقی دستخط بھی موجود ہیں) ایسے میں اگر کوئی دوسرے پیر صاحب جو پہلے اس خانوادہ کو سادات سے تسلیم کرتے رہے اور اس خانوادہ کے ذریعہ قائم کردہ ادارہ کے جلسہ دستار فضیلت اور یہاں پر آرام فرما بزرگوں کے اعراس میں شرکت فرماتے رہے اور خود اپنے قائم کردہ ادارہ کے سالانہ جلسہ میں ان حضرات کو مدعو کرتے رہے، لیکن اب ادھر کچھ سالوں سے بعض وحسد کی بنیاد پر اگر یہ تاثر لوگوں میں دینے کی کوشش کر رہے ہوں کہ یہ خانوادہ سادات سے نہیں ہے، صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اس خانوادہ کے کچھ مشائخ جو یہاں پر آرام فرما ہیں، جن کی بزرگی و کرامتیں یہاں کے لوگوں کی زبان زد ہیں اور ان بزرگوں کے آستانہ پر اچھی خاصی تعداد میں حاضری دیتے ہوں تو ایسے بزرگوں کے بارے میں

اس طرح کے کلمات لوگوں میں کہنا کیسا ہے کہ یہ ولی وغیرہ نہیں تھے، ان کی درگاہ پر لوگ بلا مطلب جاتے ہیں۔ ولی تو کجا مسلمان بھی نہیں تھے، بلکہ بھیل تھے اور جادوگر تھے (جبکہ ان کے خاندانہ کے کچھ لوگ گجرات کے علاقہ پتھم اور پاکستان کے صوبہ سندھ میں بھی موجود ہیں۔ سبھی لوگ بالاتفاق سادات سے تسلیم کرتے ہیں) کیا یہ بغض و حسد کی بنیاد پر نہیں ہے؟
المستفتی: محبان جہانیہ کمیٹی وقادری کمیٹی، بائیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ جو سید کی توہین و تحقیر سیادت کی وجہ سے کرے، وہ مطلقاً کافر ہے اور جو سید مشہور ہو، اگرچہ اس کے بارے میں واقعی طور پر سید ہونا معلوم نہ ہو، اسے بغیر دلیل شرعی یہ کہنا کہ وہ صحیح النسب نہیں ہے، حرام ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے، وہ مطلقاً کافر ہے اور جو سید مشہور ہو، اگرچہ واقعیت نہ معلوم ہو، اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں، اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی کوڑوں کا سزاوار ہے اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذاء مسلم ہے اور بلا وجہ شرعی ایذاء مسلم حرام۔“ (ج ۲۳، ص ۲۳۲، مترجم مکتبہ پور بندر گجرات)

یوں ہی سید کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا بھی حرام ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا كَتَبْنَا لَهُمْ فَنَدِمْنَا عَلَيْهِمْ وَأَنزَلْنَا لَهُمُ الْآيَاتِ لَعْنَةً وَاللَّهُ يَكْفُرُ بِالْمُكْفِرِينَ (پارہ ۲۲، الاحزاب، آیت نمبر ۸۵) اور جو لوگ مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (کنز الایمان) لہذا بغض و حسد کی بنیاد پر کسی کا کسی کی سیادت سے انکار جائز نہیں، وہ اس سے احتراز کرے اور تائب ہو۔

اور پیر صاحب کا یہ جملہ ”ولی تو کجا مسلمان بھی نہیں تھے، بلکہ وہ بھیل تھے اور جادوگر تھے“ کلمہ کفر ہے کہ یہ مسلمان کو کافر کہنا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہے اور وہ حقیقت میں مسلمان ہو تو یہ حکم خود اس قائل کی طرف لوٹ آتا ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

إِنَّمَا أَمْرُهُ قَالَ لَاحِيَهُ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَالْأَرْجَعَتِ إِلَيْهِ (مسلم شریف کتاب الایمان، بیان حال من قال لآخيه المسلم يا كافر۔ (ج ۱، ص ۵۷))

یعنی کوئی شخص کسی کلمہ کو کافر کہے، ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی، اگر جسے کہا وہ واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ہے، ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا۔

دوسری جگہ حدیث میں ہے: من دعا رجلاً بالكفر او قال عدو لہ ولیس كذلك الا حار

علیہ۔ (مسلم شریف، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۵۷)

یعنی جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”جو شخص کسی کلمہ کو کافر کہے، ان دونوں میں سے ایک پر بلا ضرور پڑے گی، جسے کہا اگر وہ کافر تھا خیر، ورنہ یہ تکفیر اسی قائل پر پلٹ آئے گی۔ یہ کافر ہو جائے گا۔“ (کتاب السیر، ج ۶، ص ۱۱)

یہ گفتگو اس تقدیر پر ہے کہ سوال میں ان لوگوں کو سادات سے کہا گیا ہے، لیکن جب وہ پیران پر الزام عائد کرتا ہے تو حل کی راہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے مسلمان نہ ہونے پر اور بھیل اور جادوگر ہونے پر ثبوت شرعی پیش کرے۔ اگر وہ ثبوت شرعی پیش کر دے تو اس پر حکم کفر نہ ہوگا اور اس کا حکم صحیح ٹھہرے گا اور اگر ثبوت شرعی نہ پیش کر سکے تو اسے حکم ہوگا کہ اپنے قول سے علانیہ رجوع و توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کفریات پر مشتمل نصاب کا پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟

مسئلہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایسا نصاب اسکولوں، کالجوں و دینی مدارس کے لئے ترتیب دیا جاتا ہے، جو سراسر لادینی ہے، جس میں ہزاروں کفریات مثلاً انگریزوں کو معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا بیٹا (اولاد) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جنگلی، وحشی غیر مہذب، اسلاف کی توہین، یہود و نصاریٰ زمانہ کی تعریف، مرتدین زمانہ سرسید علی گڑھی وغیرہ اکابر دیابند، رافضیہ، نیچریہ وغیرہم کو عظیم مسلمان رہنما، بزرگان دین، ان کے اداروں کو اسلام کے قلعے، رشد و ہدایات کے مراکز، اسلام کے ہزاروں احکامات قطعاً ضروریہ کا انکار استخفاف، استہزاء شامل ہیں اور ان کا داخل نصاب ہونا مدارس والوں کو بھی تسلیم ہے اور کفر و ضلالت ہونا بھی، پھر بایں ہمہ وہ ایسا نصاب بغیر کسی تردید و تکذیب اور تخیل کے اور بغیر طلبہ کو اس پر خبردار کرنے کے پڑھاتے ہیں۔ طلبہ بھی بغیر کسی رد و قدح کے بہ تسلیم و رضا پڑھ لیتے ہیں اور امتحانات میں پرچہ جات ترتیب دینے والے اور پرچہ حل کرنے والے طلبہ جو ابابا مطابق سوالات لکھتے ہیں اور یہ سارا کام محض سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں دہا پیہ کے مقابلہ میں بھرتی ہونے کے لئے کیا جاتا ہے۔

جب کہ وہ ادارے غیر اسلامی یہودی نظام کے مطابق چل رہے ہیں۔ ان میں سب کچھ انگریزی، یہودی، کافرانہ قوانین و طریقوں کے تحت ہوتا ہے، جو بھی بھرتی ہوتا ہے اسے سیکور، لادینی نظام حکومت کا آکر کاربنا پڑتا ہے۔ مثلاً اگر فوج میں بھرتی ہوا تو یو جدر کینت اقوام متحدہ ان کے چارٹر کے مطابق کہے اور کرنے کا پابند ہوگا اور معلوم ہے کہ اقوام متفرقہ کا چارٹر سر اسر لادینی اور کفر و ظلمت سے لبریز ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا نصاب پڑھانے اور پڑھنے والوں کا کیا حکم ہے؟ بیوا تو جردا۔ المستفتی: فضل احمد چشتی لاہور، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ایسی کتابیں یا ایسے نصاب جن میں کفریات و ضلالات و بطالات ہوں ان کتابوں یا ان نصابوں کا بچوں اور عوام کو پڑھنا پڑھانا اور دیکھنا حرام ہے، اس لئے کہ بہت ممکن ہے کہ ان کی باتیں یا ان کے جملے عامی ذہن اور بچوں کے دماغ میں گھر کر جائیں اور ان کے عقیدہ و عمل کے فساد کا باعث ہوں۔ مشہور ہے کہ محدث ابن سیرین علیہ الرحمہ کے پاس دو بدمذہبوں نے آکر عرض کی: ہم آپ سے حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے منع فرمادیا۔ انھوں نے کہا: تو پھر آپ ہی کوئی حدیث ہمیں پڑھ کر سنائیے۔ فرمایا: یہ بھی نہیں، یا تو تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں گا۔ وہ دونوں نکل گئے۔ لوگوں نے امام موصوف سے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

انی خشیت ان یقرأ علی آیة فیحرف فیقر ذلک فی قلبی۔

مجھے ڈر ہوا کہ آیت پڑھ کر اس کے معنی میں کچھ تحریف کر دیں اور میرے دل میں وہ گھر کر جائے۔

ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۴، ص ۱۶، ۱۷ پر ہے۔

جب ایک امام وقت اور محدث عصر کا یہ حال ہے تو ہما شاکا کیا ٹھکانہ، وہ بھی بچوں اور عوام کا، لہذا جن کتابوں یا جن نصابوں میں کلمات کفریہ و عقائد باطلہ شامل ہوں ان کا بچوں کو پڑھنا پڑھانا جائز نہیں۔ ہاں ضرورت دینیہ ہو، مثلاً کوئی ان کا رد کرنا چاہتا ہو۔ رد کی خواہش رکھتا ہو، مسلمانوں کو ان کے اقوال کی خباثوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہے، ان کی تلبیسات کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو چند شرائط کے ساتھ ان کتابوں یا ان نصابوں کی تعلیم و تعلم جائز ہے۔ وہ شرائط فتاویٰ رضویہ کے الفاظ میں یہ ہیں: اولاً یہ کہ ان کتابوں یا ان نصابوں کے انہماک نے معلم کے نور قلب اور سلامت عقل کو منہمی نہ کر دیا ہو کہ ایسے شخص کو خود ان کی تعلیم سے یک لخت دامن کشی فرض اور اس سے ضرر اشد کی توقع۔ ثانیاً وہ عقائد حقہ اسلامیہ سنیہ سے بروجہ کمال واقف و ماہر اور اثبات حق و ازہان باطل پر بحونہ تعالیٰ قادر ہو، ورنہ قلوب طلبہ کا تحفظ نہ کر سکے گا۔ ثانیاً وہ اپنی اس قدرت کو بالترام تام ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہے، ہرگز کسی مسئلہ باطلہ پر آگے نہ چلنے دے، جب تک اس کا بطلان متعلم کے ذہن نشین نہ

کر دے۔ بالکل متعلم کو قبل تعلیم خوب جانچ لے کہ پورا سنی صحیح اختیار ہے اور اس کے قلب میں ان کتابوں اور ان نصابوں کی عظمت و وقعت ممکن نہیں۔ خاصاً ان کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے۔ بعض طبع خواہی بخواہی تبلیغ کی طرف جاتے ہیں۔ حق بات ان کے دلوں پر کم اثر کرتی ہے اور جھوٹی بات جلد، قال اللہ تعالیٰ:

وَأَنْ يَكُونُوا سَيِّئِينَ ۝ (سورۃ اعراف، پ: ۹)

بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے۔ سادسا معلم و متعلم کی نیت صالحہ ہو، نہ اغراض فاسدہ۔ سابقاً تھا اسی پر قانع نہ ہو، بلکہ دینیات کے ساتھ ان کا سبق ہو کہ اس کی عظمت اس کے نور سے متجلی ہوتی رہے۔ ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہ تعالیٰ اس کے ضرر سے تحفظ رہے گا اور اس تعلیم و تعلم سے انتفاع متوقع ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۸۲، ج: ۹، نصف اول)

مگر صورت مسئلہ میں نصاب مذکور کی تعلیم و تعلم کسی ضرورت دینی و حاجت شرعیہ کی وجہ سے نہیں ہے، اس لئے نصاب مذکور کی تعلیم و تعلم حرام ہے اور اگر کوئی اس نصاب کی کفریات پر آگاہ ہو کر اس پر راضی بھی ہو تو اس پر کفر لازم ہے۔ ایسے لوگوں پر فرض ہے کہ اس سے توبہ کریں، پھر تجدید ایمان بھی اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 کتبہ: سرفراز احمد فیضی
 ۱۸ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

وہابیوں کا رد نہ کرنے والے سنی علما کو صلح کلی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ آج ذاتی عناد کی بنیاد پر عوام تو عوام کچھ نام نہاد علماء و حفاظ اچھے خاصے سنی علماء کرام کو محض نقش الفاظ میں رد نہ کرنے کی وجہ سے وہابی یا صلح کلی کہتے ہیں، جبکہ ان کا وہابیوں اور دیوبندیوں سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان نام نہاد علماء و حفاظ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ اپنے اس قول کی وجہ سے خود وہابیوں و صلح کلیوں کے زمرے میں شامل ہوں گے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

المستفتی: از محمد امجد قادری ستاری حضرت خان شاہ ولی کالونی کھنڈوہ (ایم پی)
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وہابیوں، دیوبندیوں کا رد مدلل انداز میں ضروری ہے، تاکہ عوام ان کی بد مذہبی سے آگاہ ہوں اور ان سے دور و نفور رہیں، مگر اس کے لئے نقش الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہئے۔ جو نام نہاد علماء و حفاظ ذاتی

عناد کی بنیاد پر اچھے خاصے سنی علماء کو جن کا وہابیوں دیوبندیوں سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں ہے، محض خش الفناء میں روزہ کرنے کی وجہ سے وہابی یا صلح کلی کہتے ہیں، وہ حقوق العباد اور کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ ان سے معافی مانگیں اور توبہ بھی کریں کہ کسی عام سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو وہابی یا رافضی یا بد مذہب کہنا گالی اور قابل تعزیر ہے، نہ کہ علماء اہل سنت جن کی توبہ پر اندیشہ کفر ہے۔

المحرراتق میں ہے:

ولا يخفى ان قوله يارافضى بمنزلة ياكافر او يامبتدع فيعزر۔ (ج ۵، ص ۴۴)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ذكر اهل العلم بالتحقير و جب عليه التعزير۔ (ج ۲، ص ۱۶۹)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ توبہ بن علماء کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں: "اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے، مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے اور تحقیر کرتا ہے تو سخت قاسق و قاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب اور ضیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ غلامہ میں ہے: من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر۔ منح الروض الازھر میں ہے: الظاهر انه يكفر۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۱۳۰، نصف اول) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شمیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۴ ربوی الحجہ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضور کو ازلی اور ابدی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ ایک سنی عالم نے تبلیغ کے دوران شرک کی وضاحت کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ ازلی اور ابدی صرف اللہ ہے۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی ازلی اور ابدی نہیں ہے وعظ شریف کے دوران دوسرے سنی عالم نے اس کی ممانعت کی اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ازلی اور ابدی ہیں۔ یہ صرف اس مسجد کا امام ہے عالم نہیں ہے معمولی حکمت جانتا ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ان دو عالموں میں کونسا عالم صحیح اور درست ہے توبہ ان دو میں سے کس کو کرنا ہے۔ اگر فتویٰ کفر ہے تو کس عالم کو اور کس کا کہنا غلط مسلمان کون رہا اور کس عالم کو دوبارہ کلمہ پڑھنا ہے۔ نکاح اور بیعت کس کی نہ رہی کیا وہ عالم منصب امامت وغیرہ پر رہ سکتا ہے؟ از روئے شریعت ہمیں اس بارے میں حکم

المستفتی: المحمذہ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ محلہ مخدوم صاحب سری نگر کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب

مشکوکین کے نزدیک ازلی وابدی کا معنی ہے جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے نہ کبھی معدوم تھا نہ ہو۔ یعنی قدیم ہو اس معنی کے لحاظ سے ازلی وابدی ہونا اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہیں اور کسی غیر خدا کو ازلی وابدی کہنا باجماع مسلمین کفر ہے۔ قرآن پاک میں ہے: "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ" ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے (پ ۲۰ سورہ قصص آیت ۸۸) "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔ (پ ۲۷ سورہ رحمن آیت ۲۶، ۲۷)

صحیح بخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "كان الله تعالى ولم يكن شيء غيره" (ازل میں) اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا (کتاب بدء الخلق باب ما جاء في قول الله تعالى وهو الذي يبدأ الخلق) (ج ۱ ص ۲۵۳)

علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں "من اعترف بالهية الله و وحدانيته ولكنه اعتقد ان معه في الازل شيئاً قديماً غيره او أن ثم صانعاً للعالم سواه فذلك كله كفر باجماع المسلمين" اہ ملخصاً یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صانع عالم مانا تو یہ سب باجماع مسلمین کفر ہے۔ "تلخیص" (ج ۲ ص ۲۸۲ فصل فی بیان ما هو من المقالات کفر الخ)

لہذا غیر خدا کو ازلی وابدی بمعنی مذکور کہنے والے پر لازم ہے کہ تجدید اسلام، تجدید نکاح اور تجدید بیعت بھی کرے۔

در مختار "باب المرتد" میں ہے "وفي شرح الوهبانية للشربلالي: ما يكون كفرا اتفاقا: يبطل العمل والنكاح واولاده واولاد ذنا یعنی شرح وہبانیہ شربلالی میں ہے کہ متفق علیہ کفر سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے، حالت کفر کی اولاد و اولاد ذنا ہوگی۔" (ج ۶ ص ۳۹۰)

لیکن ازلی وابدی کا اطلاق مدت دراز کے معنی میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے رسالہ "الدولة المکیة" کی قسم ثانی میں سوال ثانی کے جواب میں وضاحت کی ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے اگر کوئی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ازلی وابدی کہہ دے تو اس پر حکم کفر نہ ہوگا لہذا جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ امام کی مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ازلی وابدی کہنے سے کیا

ہے اس وقت تک اس کی تکفیر نہ ہوگی۔ تاہم امام پر لازم ہے کہ ایسے کلمات کا اطلاق ذات رسالت پر نہ کرے اور احتیاط اسی میں ہے کہ توبہ و تجدید ایمان کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسن مصباحی

۱۸ جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

یہ کہنا کہ ”انبیاء و مرسلین سے بھی غلطی ہوئی ورنہ آدم علیہ السلام

آسمان سے زمین پر کیوں پھینکے جاتے“

مسئلہ ایک حافظ جو کہ امامت بھی کرتا ہے اس سے کئی مرتبہ گناہ صادر ہوئے اور کئی بار اس سے توبہ کراچکے ہیں۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ آپ نے پرسوں تو توبہ کی تھی اور آج آپ نے پھر وہی کام کیا پھر وہی غلطی کی (یعنی وعظ کہنا شروع کر دیا) جبکہ فتاویٰ رضویہ شریف میں لکھا ہے کہ غیر عالم کو وعظ کہنا حرام اور اس کا وعظ سنا بھی حرام (ج ۹ ص ۳۰۶ نصف آخر) تو اس امام نے جو عالم نہیں ہے جواب دیا کہ آپ لوگ میرے پیچھے پڑے رہتے ہو کیا اکیلے مجھ سے ہی غلطی ہوئی ہے انبیاء و مرسلین سے بھی لغزش و غلطی ہوئی ہے جب اس سے کہا کہ انبیاء و مرسلین معصوم ہیں ان سے غلطی نہیں ہوئی تو اس امام نے کہا کہ اگر غلطی نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ آدم کو آسمان سے زمین پر کیوں پھینکتا یہ وہ الفاظ ہیں جو امام حافظ نے کہے۔

اس ضمن میں ہم بہار شریعت حصہ اول، ص ۲۲ سے یہ مضمون ملاحظہ فرمائیں لکھا ہے ”مسئلہ ضروریہ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر تلاوت قرآن و روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے اور ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے وہ اس کے پیارے بندے ہیں۔ اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے تو مردود بارگاہ ہوگا۔

حافظ امام کا خود اطلاق کرنا اپنی غلطی کو دبانے کے لئے انبیاء کرام کو لغزشی و غلطی کرنے والے کہنے سے یہ امام سند لایا۔ بہار شریعت سے مردود بارگاہ ہو گیا کیا کفر عائد ہوا اور اگر یہ امام کافر ہوا تو اس کی توبہ کس طرح ہے۔ کیا تجدید اسلام و تجدید نکاح سے توبہ قبول ہوگی۔ جواب عطا فرمائیں۔ یہ امام خود غلطی کر کے انبیاء علیہم السلام کی سند لایا ہے۔ انبیاء کی توبہ نہ کرنے کے مردود بارگاہ خارج اسلام ہوا یا نہیں، انبیاء علیہم السلام کی توبہ نہ کرنے کے بعد جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: از مولانا عبدالسلام نوری، کٹر اچور پور لال ناکا، جاوڑا، ضلع، رطام (ایم، پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

النجاة

تلاوت قرآن یا قرأت حدیث کے سوا اپنی طرف سے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام خواہ کسی نبی کی طرف معصیت کو منسوب کرنا سخت حرام ہے بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا ہے لہذا جو اپنی غلطی پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سند لائے اس پر واجب ہے کہ توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید اسلام اور تجدید نکاح بھی کرے۔

فتاویٰ رضویہ ”باب الغسل“ میں ہے ”غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت حرام ہے۔ احمد دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا۔ مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے دوسرا کہے تو اس کی زبان گدی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ لہذا المثل الاعلیٰ بلا تشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمرو کو اس کی کسی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے حزم و عزم و احتیاط تم سکھانے کے لئے مثلاً بیہودہ تالائق احق و غیرہ الفاظ سے تعبیر کیا باپ کو اس کا اختیار تھا۔ اب کیا عمرو کا بیٹا بکر یا غلام خالد انہیں الفاظ کو سند بنا کر اپنے باپ اور آقا عمرو کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ حاشا اگر کہے گا سخت گستاخ و مردود، دو ناسزا و مستحق عذاب و تعزیر و مزاحم، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عزوجل کی ریس کر کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیوں کر سخت شدید و مدید عذاب جہنم و غضب الہی کا مستحق نہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد ریح ابن الحاج ”مدخل“ میں فرماتے ہیں ”قد قال علماء ونا رجمہم اللہ تعالیٰ ان من قال عن نبی من الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فی غیر التلاوة و الحدیث انه عصی او خالف فقد کفر نعوذ باللہ من ذلک“ یعنی ہمارے علماء رجمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر بغیر تلاوت یا حدیث کے ان کی لغزش کا ذکر کیا یا ان کی نافرمانی کا ذکر کیا تو اس نے کفر کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۳۳)

در مختار ”باب المرتد“ میں ہے ”وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العیال والنکاح واولادہ اولادنا و ما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح یعنی ”شرح وہبانیۃ شرنبلالی میں ہے کہ متفق علیہ کفر سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے، حالت کفر کی اولاد اولاد نہ ہوگی اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس میں توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

اسی قول کے تحت رد المحتار میں ہے ”قوله والتوبۃ ای تجدید الاسلام قوله و تجدید النکاح ای احتیاطاً کما فی الفصول العبادیۃ“ یعنی ان کے قول و التوبۃ سے تجدید اسلام اور تجدید

نکاح سے احتیاطی تجدید نکاح مراد ہے جیسا کہ فصول العمادیہ میں ہے۔ (ج ۶ ص ۳۹۰)
 لہذا اپنی غلطی پر انبیاء کرام علیہم السلام کی سند لانے والا جب تک کہ توبہ اور تجدید ایمان و نکاح نہ
 کرے اس کی اقتدا میں نماز درست نہیں۔ اس معاملہ کے بعد سے اب تک جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئی
 ہیں ان کا اعادہ کریں۔

در مختار "باب الامتہ" میں ہے "مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ (یعنی
 الفاسق) کراہۃ تحریمہ" یعنی شرح المنیہ میں ہے کہ اس (فاسق) کی تقدیم مکروہ تحریمی ہے۔ (ج ۲ ص ۲۹۹)
 در مختار "باب صفة الصلوٰۃ" میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب اعادةها۔
 یعنی ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہے۔ (ج ۲ ص ۱۳۷) واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد محسن مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

وہابیوں کو مرتد مانتے ہوئے ان سے اختلاط رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ زید اپنے کو سنی بتاتا ہے اور جامع مسجد اہل سنت ہی میں سنی امام کے پیچھے نماز بھی پڑھتا
 ہے اور بستی کے تمام اہل سنت کی طرح جامع مسجد اہل سنت میں ہر قسم کا چندہ بھی دیتا ہے اور جامع مسجد اہل
 سنت جس میں زید نماز پڑھتا ہے اس مسجد کے نمازی بھی زید کو سنی مانتے ہیں اور بستی کے عوام اہل سنت بھی زید کو
 سنی مانتے ہیں زید کے لڑکے کی شادی ہوئی تو امام جامع مسجد اہل سنت نے اس کے یہاں شادی میں شرکت کی تو
 بستی کے دو چار لوگوں کو اعتراض ہوا اور انہوں نے زید کو دیوبندی بتاتے اور کہتے ہوئے امام موصوف کے پیچھے
 نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور امام صاحب کے خلاف چہمی گونیاں شروع کر دیں۔ تو امام صاحب نے زید کے سامنے
 دیوبندیوں کے عقائد باطلہ پیش کئے تو زید نے ان عقائد سے برأت و بیزاری کا اظہار کیا پھر امام صاحب نے
 اسی وقت اختصاراً دیوبندی مولویوں کے وہ عقائد کفریہ کہ جن کی وجہ سے علمائے عرب و عجم نے ان طواغیت
 اربعہ دیوبندیہ کے کافر و مرتد ہونے کا حکم صادر فرمایا تحریر کر کے دستخط کرنے کو کہا تو زید نے دستخط بھی کر دیے
 جس کی فوٹو کاپی زیر نظر استفتاء کے ساتھ منسلک ہے رہا سوال یہ کہ دو چار لوگ زید کو دیوبندی کیوں کہہ رہے ہیں
 تو اس کی وجہ یہ ہے کہ زید نے اسی جامع مسجد اہل سنت کے کسی سابق امام سے کسی وجہ سے بدظن ہو کر
 دیوبندیوں کی مسجد میں کچھ عرصہ نماز پڑھی ہے اور دوسری وجہ دیوبندیوں سے اختلاط ہے (اگرچہ یہ بھی حرام
 و سخت حرام ہے) مگر اس میں زید کی کوئی تخصیص نہیں اور یہ نہ صرف ہمارے یہاں اس بستی میں بلکہ جہاں جہاں

سنی دیوبندی دونوں گروپ کے لوگ پائے جاتے ہیں وہاں اکثر اس قسم کے اختلاط کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (الامامہ اللہ) اور عوام و خواص اہل سنت اس طرح کے لوگوں کو اہلسنت ہی مانتے آرہے ہیں۔ شاید کبھی ان کو خارج از اہلسنت نہیں کہا گیا۔ الحاصل دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئلہ میں زید شرعاً سنی ہے یا نہیں؟ زید کو سنی مانا جائے یا نہیں؟ زید کو سنی ماننے والے نمازی و اہل بستی حق و صواب پر ہیں یا وہ دوچار لوگ جو زید کو دیوبندی کہنے اور ماننے پر مصر ہیں؟ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی (واضح رہے کہ زید خالصاً دنیا دار اور دینی تعلیم سے نااہل ہے۔) المستفتی: محمد عبدالرشید قادری پبلی بھتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب زید دیا نہ کے عقائد باطلہ کو اقوال کفریہ میں شمار کرتا ہے اور اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر جانتا ہے اور اس نے طلب پر اس کی تحریریں دے دی تو وہ ضرور سنی ہے آبادی کے لوگوں کا اسے اہل سنت سے شمار کرنا درست ہے کہ سنی کو سنی ہی کہا جائے گا۔ اگرچہ شامت نفس کی وجہ سے دیوبندیوں سے اس کا اختلاط ہو کیونکہ محض ان سے اختلاط کے باعث کوئی کافر نہ ہوگا جب تک کہ ان کے اقوال کفریہ سے بخوبی آگاہ ہو کر انہیں مسلمان نہ جانے۔

فتاویٰ امجدیہ میں ہے ”وہابیوں سے میل جول ناجائز ہے۔ حدیث میں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا گیا ایاکم وایاھم ولا یضلونکم ولا یفتنونکم ان کو دور کرو ان سے دور رہو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، فقہ میں نہ ڈال دیں مگر ان سے ملنے والا کافر جب ہی ہوگا کہ ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے۔“ (ج ۳ ص ۳۶۸)

البتہ زید دیا نہ سے اختلاط کی بنا پر گنہگار و فاسق ضرور ہے کیونکہ ان کو گمراہ بددین جانتے ہوئے ان سے میل جول رکھنا ناجائز و حرام ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”اگر ان کو گمراہ بددین جانتا اور کہتا ہے پھر بھی ان سے میل جول رکھتا ہے تو سخت فاسق بیباک ہے۔ اس کی مناکحت سے احتراز چاہئے۔“ (ج ۵ ص ۱۷۲)

لہذا زید توبہ و استغفار کرے اور دوبارہ دیوبندیوں سے تعلقات بنائے رکھنے سے بچے کہ ان سے کسی بھی طرح کا تعلق زہر قاتل ہے۔ اور اگر زید ان کے عقائد کفریہ پر مطلع نہیں تھا یا انہیں کافر تو سمجھتا تھا لیکن کسی دنیوی فرض کے باعث ان سے میل جول رکھتا اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا تھا تو وہ سخت گنہگار اور اس کی سب نمازیں باطل و بیکار ہیں اس صورت میں زید کے ظاہر حال کو دیکھ کر زید کو دیوبندی کہنے والوں پر بھی کوئی الزام نہیں کہ انہوں نے ظاہری اختلاط کی بنا پر اسے دیوبندیوں میں گردانا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے

پھر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اسے مسلمان نہ کہا جائے گا کہ پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے اور جن کو اس کی خبر نہیں اجمالاً اتنا معلوم ہے کہ یہ برے لوگ بد عقیدہ ہندو مذہب ہیں وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے سخت اشد گنہگار ہوتے ہیں اور ان کی وہ نمازیں سب باطل و بیکار۔“ (ج ۶ ص ۷۶، ۷۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اطہر الدین برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کفریات و ہابیہ کی تشہیر کیا علما و عوام پر واجب ہے؟ ہاں تو کیوں؟

وہابیہ کے کفریات پر اطلاع یقینی کا کیا مطلب ہے؟

مسئلہ (۱) دیوبندیوں کے علمائے اربعہ یعنی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، ظیل احمد امیٹھی، قاسم نانوتوی کے کفریات اور ان کے کافر و مرتد ہونے کی تشہیر کرنا کیا اہل سنت یا علمائے اہل سنت پر لازم و ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو کیوں؟

(۲) علمائے اہل سنت نے فرمایا ”جو شخص ان چاروں کے کفریات پر اطلاع یقینی پانے کے بعد بھی ان کے کفر و عذاب میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اطلاع یقینی کسے کہتے ہیں اور وہ کون کون سی اطلاع ہیں جنہیں اطلاع یقینی کہا جاسکتا ہے؟ تفصیل سے بیان فرمائیں نوازش ہوگی۔“

المستفتی: از محمد عبدالرشید قادری پبلی بھتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) دیوبندی مذہب کے پیشواؤں کے کفریات اور ان کے کافر و مرتد ہونے کی تشہیر کرنا علمائے اہل سنت پر لازم و ضروری ہے اس لئے کہ قرآن پاک میں ہے ”وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ“ اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرتے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (پ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴) اپنے مسلمان بھائیوں کا ایمان بچانے کے لئے دیوبندی مذہب کے کفریات سے انہیں آگاہ کرنا اور انہیں اس سے دور رکھنے کی کوشش کرنا امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں داخل ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان "فتاویٰ رضویہ" میں تحریر فرماتے ہیں "ایسے نازک وقت میں کہ ہر چار طرف سے دین حق پر حملے ہو رہے ہیں اور بیخ کنان سنت یک بارگی ٹوٹ پڑے ہیں۔ کیا علمائے اہل سنت پر واجب نہیں کہ اپنے علم کو ظاہر کریں اور میدان میں آکر تحریراً و تقریراً احیائے سنت و امامت بدعت و نصرت ملت فرمائیں اگر ایسا نہ کریں سکوت و خاموشی سے کام لیں تو کیا اس حدیث شریف کے مورد نہ ہوں گے جو فتاویٰ الحرمین میں مذکور ہے:

قال الامام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة ان الحامل الداعی لی علی التالیف فی ذلك و ان كنت قاصرا عن حقائق ما هنالك ما اخرجہ الخطیب البغدادی فی الجامع وغیرہ انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع و سب اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلك فعلیہ لعنة اللہ والہلئکة والناس اجمعین لایقبل لہ منہ صر فاولا عدلا۔ ۱۷

امام ابن حجر مکی صواعق محرقة میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ اس تالیف پر میرے لئے باعث و سبب اگرچہ میرا ہاتھ یہاں کے حقائق سے کوتاہ ہے وہ حدیث ہوئی جو خطیب بغدادی نے جامع میں اور ان کے سوا اور محدثین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔ (ج ۶ ص ۱۰۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) دیوبندیوں کے کفریات پر اطلاع یقینی کا مطلب یہ ہے کہ ان کی کفری عبارتیں انہیں کے قبحین کے اہتمام میں شائع ہونے والی کتابوں سے معلوم ہوں یا جو کتابیں ان سے بطریق شہرت ثابت ہوں ان سے معلوم ہوں نیز ان عبارات کے کفریات بخوبی واضح ہو جائیں اور یہ بھی وثوق حاصل ہو کہ یہ عبارات اپنے معانی و مفہیم کے لحاظ سے کفر ہیں اور اس میں عالم کے نزدیک کوئی شک و تردد نہ رہے۔

لسان العرب میں ہے "الیقین العلم وازاحة الشک و تحقیق الامر" یقین جانا، شک کا زائل ہونا اور بات کا پختہ ہونا ہے۔ (ج ۱۵ ص ۴۵۴) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن مصباحی

۲۹ ربیع الثوٹ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سنی کے کہتے ہیں؟ دیوبندی کی اقتدا کرنا اور اس کی جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

شوہر اور اولاد وہابی ہو گئے مگر بیوی سنی ہے تو اس کی جنازہ پڑھی جائے گی؟

مسئلہ (۱) سنی کے کہتے ہیں اور سنیت کی جامع تعریف کیا ہے؟

(۲) زید سنی تھا اور آج بھی وہ اپنے کو سنی کہتا ہے اور دیوبندیوں کی مسجد میں ان کے پیچھے چند سال نماز پڑھ چکا ہے بہت سے دیوبندیوں کی نماز جنازہ بھی پڑھی ہے شادی بیاہ میں دیوبندیوں کو اپنے یہاں بلاتا ہے اور ان کے یہاں جاتا ہے اور زید کا ایک حقیقی بھائی بھی دیوبندی ہے۔ اس کے بعد اب زید مستقل لڑکوں سمیت جامع مسجد اہل سنت ہی میں نماز پڑھتا ہے اور اس میں ہر قسم کا چندہ بھی دیتا ہے اور سنیوں ہی میں اپنے لڑکے کی شادی بھی کر دیا تو زید صورت مذکورہ میں سنی ہے یا نہیں؟

(۳) زید کو دیوبندی کہنے اور دیوبندیت دوہابیت کا حکم لگانے والے افراد کے لئے شرعاً کیا حکم؟

(۴) زید کو سنی مان کر مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنے والے افراد پر شرعاً کوئی حکم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(۵) ہندہ سنی تھی اور جب ہندہ کی شادی خالد سے ہوئی تو خالد بھی سنی تھا مگر بعد میں خالد دیوبندی ہو گیا

اور ہندہ و خالد کی ہونے والی اولاد نے اپنے باپ خالد کے راستے پر چلتے ہوئے دیوبندیت اختیار کیا مگر ہندہ آج بھی یہی کہتی ہے کہ میں سنی ہوں اور سنی مولوی ہی میری نماز جنازہ پڑھائے اور مذہب اہل سنت کے مطابق میرا سوم فاتحہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ ہونا چاہئے تو کیا ہندہ کے حقیقی بھائی جو کہ سنی ہیں ہندہ کے کہنے کے مطابق یہ سب کچھ کر سکتے ہیں؟ یہ سب کچھ کرنے اور اس میں شریک ہونے والے عوام و خواص پر شرعاً کوئی الزام تو نہیں ہے؟

المستفتی: از محمد عبدالرشید قادری پھیلی بحیثیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین عظام و ائمہ مجتہدین کے طریقہ پر چلنے

والوں کو سنی کہتے ہیں۔ اہل سنت کی جامع تعریف یہ ہے کہ جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افضلیت کا حسب ترتیب خلافت معتقد ہو، صحابہ کرام کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرنا ہو، ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کا مقلد ہو، باطل مذاہب والوں اور بد عقیدوں کے ساتھ دینی راہ و رسم نہ رکھتا ہو، حسام الحرمین کی تشریحات کے مطابق گمراہ فرقوں کے لیڈروں کو کافر جہنمی اور دائرۃ اسلام سے خارج جانتا ہو اور اپنے اسلاف کے مسلک کا پیروکار ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴ تا ۲) زید نے اگر وہاہیوں، دیوبندیوں کے عقائد کفریہ اور ان کے احکام پر مطلع ہوتے ہوئے انہیں مسلمان جان کر ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اس پر توبہ و استغفار تجتہید ایمان، تجتہید نکاح اور تجتہید بیعت لازم ہے اس صورت میں زید پر دیوبندیت و وہابیت کا حکم لگانے والے حق پر ہیں اور زید کے ساتھ سنی جیسا برتاؤ کرنے والے غلط نہیں ہیں۔ اور اگر ان کے عقائد کفریہ پر مطلع نہیں یا انہیں کافر سمجھتا ہے لیکن کسی دنیوی غرض یا مجبوری سے ان کے ساتھ میل جول رکھتا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے تو وہ سخت گنہگار اور ان کے پیچھے پڑھی ہوئی سب نمازیں باطل و بیکار ہیں۔ زید پر لازم ہے کہ وہ توبہ و استغفار کرے اور ادیان باطلہ کے ساتھ میل جول رکھنے سے گریز کرے، اس صورت میں زید کے ظاہر حال کو دیکھ کر جن لوگوں نے زید پر دیوبندیت و وہابیت کا حکم لگایا ان پر کوئی الزام نہیں اور اگر زید دیوبندیوں کے کفری عقائد سے باخبر ہے انہیں کافر جانتا ہے پھر بھی اس نے کسی بد مذہب دیوبندی کی نماز جنازہ یہ جانتے ہوئے پڑھی کہ وہ مذہب دیوبندی ہے تو بر بنائے مذہب اصح وہ اسلام سے خارج ہے اور اس پر توبہ تجتہید ایمان لازم ہے بیوی والا ہو تو تجتہید نکاح بھی کرے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اسے مسلمان نہ کہا جائے گا کہ پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے۔ اسی لئے علماء حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کو کافر و مرتد لکھا اور صاف فرمایا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جاننا درکنار ان کے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر اور جن کو اس کی خبر نہیں اجمالاً اتنا معلوم ہے کہ یہ برے لوگ بد عقیدہ بد مذہب ہیں وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے سخت اشد گنہگار ہوتے ہیں اور ان کی وہ نمازیں سب باطل و بیکار۔“ (ص ۷۶، ۷۷ ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جب ہندہ خود کہہ رہی ہے کہ میں سنی ہوں اور پہلے سے بھی سنی تھی تو عند الشرع وہ ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان عورت ہے۔ اگر وہ انتقال کر جائے تو مسنون طریقہ پر غسل و کفن دے کر مسلم قبرستان میں دفن کیا جائے، اگر ہندہ کا بھائی ہندہ کے انتقال کے بعد اس کے ایصال ثواب کے لئے اپنی طرف سے فاتحہ درود دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور اس میں عوام و خواص کا شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے مگر دیوبندیوں سے خلط ملط نہ ہونے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اجماع امت اور سواد اعظم کسے کہتے ہیں؟ ان کے منکر کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ اجماع امت اور سواد اعظم کسے کہتے ہیں یا یہ کہ ان کی صحیح تعریف کیا ہے اور اجماع امت نیز سواد اعظم کا انکار کرنا کیسا ہے اور اس کے منکر افراد پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟
المستفتی: از محمد عبدالرشید قادری پہلی ہفتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب امت محمدیہ کے مجتہدین صالحین کا ایک زمانہ میں کسی حکم شرعی پر اتفاق کر لینا اجماع امت ہے۔ هو اتفاق المجتہدین من هذه الامة في عصر على امر شرعی۔

(فوائح الرحموت شرح مسلم الثبوت ج ۲ ص ۲۶۷)

سواد اعظم اس بڑی جماعت کو کہتے ہیں جس پر امت کے اکثر لوگ قائم ہوں جیسا کہ حدیث شریف "اتبعوا السواد الاعظم فانه من شد شد في النار" کے تحت طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے "السواد الاعظم يعبر به عن الجماعة الكثيرة انظروا الى الناس و الى ما هم عليه فما عليه الاكثر من علماء المسلمين من الاعتقاد و القول و الفعل فتبعهم فيه فانه هو الحق و ما عداه باطل" (ج ۲ ص ۲۷۳) سواد اعظم کا اتفاق اجماع کی طرح واجب العمل ہوتا ہے۔

اجماع قطعی کا منکر کافر ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان "فتاویٰ رضویہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔
ائمہ کرام و علمائے اعلام حجیت اجماع کو ضروریات دین سے بتاتے اور مخالف اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں۔
مواقف قاضی عضد الدین و شرح مواقف علامہ سید شریف "کون الاجماع حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين" یعنی اجماع کا قطعی حجت ہونا ضروریات دین سے ہے۔

اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی باب حکم الاجماع میں ہے فصار الاجماع كآية من الكتاب او حديث متواتر في وجوب العمل و العلم به فيكفر جا حدة في الاصل "یعنی اجماع کتاب اللہ یا حدیث متواتر کی طرح وجوب علم و عمل ثابت کرتا ہے لہذا قاعدہ کی رو سے اس کا منکر کافر قرار دیا جائے گا۔

فصول البدائع فی اصول الشرائع میں ہے "یکفر جا حدة الاجماع مطلقا و هو المذهب عند مشائخنا" یعنی اجماع کی حجیت کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر قرار پائے گا۔ ہمارے مشائخ کا یہی مذہب ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن مصباحی

۲۹ ربیع الثوث ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

صلح کلی کا پڑھنا یا نکاح کیسا ہے؟ صلح کلی سے سنیوں کا اعراض کرنا وہابی سے تعلق رکھنے والے سے شادی بیاہ کرنا؟ بد مذہبوں کی تقریب میں شریک ہونا

اور انہیں اپنے یہاں شریک کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ بنگلور میں ایک صلح کلی عالم نے نکاح پڑھایا شادی کے دوران کسی سنی نے اس سے کلام تک بھی نہیں کیا آخر وہ صلح کلی عالم چلا گیا۔ لڑکے کے گھر والے سنی ہیں اور لڑکی والے پتہ نہیں کیا ہیں لیکن وہ فاتحہ، درود، صلوٰۃ و سلام کا اہتمام بھی کرتے ہیں لیکن ان کے عادت و اطوار سے لگتا ہے کہ گمراہ ہیں جبکہ ان کے تعلقات مکمل طور پر وہابیوں اور دیوبندیوں سے ہیں اور دعوت ولیمہ میں دونوں فریق نے مشترکہ حصہ لیا اور دعوت عام کرائی اور جہاں سے وہ لوگ گوشت لائے اکثریت ان میں سنیوں کی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

- (۱) صلح کلی عالم کا پڑھنا نکاح درست ہے یا نہیں؟
 - (۲) صلح کلی عالم سے سنیوں کا اعراض کرنا کیسا ہے؟
 - (۳) وہ شخص جو عقائد اسلامیہ سے نا آشنا ہے وہابیہ، دیابنہ سے تعلق رکھے تو اس کے گھر شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟
 - (۴) دعوت ولیمہ میں شریک ہونے والوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟
 - (۵) دعوت ولیمہ میں بد مذہبوں کا شریک کرنا کیسا ہے؟
- المستفتی: سید انصار رفاعی مصباحی، گوبند پور سرکل، بنگلور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اگر تمام شرائط صحت کے ساتھ ایجاب و قبول کرایا گیا تو نکاح درست ہے اگرچہ ایجاب و قبول کسی غیر مسلم نے کرایا ہو۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

”نکاح خواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں اگر ہندو مشرک زوجین کو ایجاب و قبول رو بروئے گواہان کرا

دے اور شرائط صحت متحقق ہوں نکاح ہو جائے گا۔“ (ج ۵ ص ۱۲۶)

مگر صلح کلی سے نکاح نہ پڑھوایا جائے کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور صلح کلی جو تمام مذاہب کو حق جانتا ہو وہ گمراہ و بد مذہب ہے اور اس کی تعظیم حرام ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے ”بد مذہبوں کی بد مذہبی جان کر ان کی تعظیم کرنا حرام ہے۔ حدیث میں ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام ۳ھ (ج ۴ ص ۱۸۰) بہتر ہوگا کہ دوبارہ کسی سنی عالم دین کے ذریعہ نکاح کرائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صلح کلی وہ ہے جو سنی، وہابی، دیوبندی سب کے عقائد سے واقفیت کے باوجود سب کو اچھا گردانے اور کسی کو برا نہ جانے اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا یقیناً گمراہ دلائل مذہب ہے۔ کیونکہ تمام مذاہب کو برحق ماننا ارشاد رسول کو جھٹلانا ہے کہ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تفتقری امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة قالوا من ہی یا رسول الله قال ما انا علیہ واصحابی" یعنی میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب کے سب جہنمی ہیں سوائے ایک فرقہ کے۔ صحابہ نے عرض کیا تاجی فرقہ کون ہے حضور نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ترمذی ج ۲ ص ۹۲ ابواب الایمان)

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ تمام مذاہب حق نہیں بلکہ صرف ایک مذہب برحق ہے جس کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اور فتاویٰ امجدیہ میں ہے "جو شخص تمام مذاہب کو حق جانتا ہے وہ گمراہ دلائل مذہب ہے۔ اس کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا سلام کلام ناجائز۔ قال الله تعالیٰ "وَلَا تَرَ كُنُوفًا إِلَىٰ السَّمَاءِ سَافِرِينَ" (ج ۳ ص ۱۹)

بلکہ بعض صورتوں میں صلح کلی پر حکم کفر ہے کیونکہ جو شخص دیوبندی مذہب کے عقائد کفریہ سے بخوبی واقف ہو ان کا حکم بھی جانتا ہو پھر بھی وہ انہیں مسلمان جانے تو وہ کافر ہے۔ حسام الحرمین میں ہے "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" (ص ۹۰ رضا کیڈی)

ایسے گمراہ و بد مذہب صلح کلی سے سنیوں کا اعراض کرنا بالکل درست و حق ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے حدیث میں فرمایا گیا کہ "ان مرضوا فلا تعودوہم و ان ماتوا فلا تشہدوہم و ان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم و لاتجالسوہم و لاتشاربوہم و لاتواکلوہم و لاتنساکحوہم و لاتصلوا علیہم و لاتصلوا معہم" (یعنی بد مذہب اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو اور وہ مل جائیں تو سلام نہ کرو نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور نہ پانی پیو اور نہ کھانا کھاؤ اور نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھو۔) (کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۴۰) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہابیہ، دیوبند سے تعلق رکھنے والا اگر ان کے عقائد کفریہ پر بخوبی آگاہ ہو اور ان کا حکم بھی جانتا ہو پھر بھی ان سے تعلقات رکھتا ہو اور انہیں مسلمان بھی جانتا ہو تو وہ خود دین سے خارج ہے اس کے ساتھ کسی کی شادی نہیں ہو سکتی۔

اور اگر ان کی کفری عبارتوں سے بخوبی واقف نہیں یا واقف تو ہے مگر انہیں برا جانتا ہے پھر بھی ان سے تعلقات بنائے رکھتا ہے تو وہ سخت فاسق گمراہ ہے ایسے شخص سے شادی نہ کرنا چاہئے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے "وہابیوں سے میل جول ناجائز ہے حدیث میں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا گیا "ایاکم وایاہم"

ولا یضلونکم ولا یفتنونکم“ ان کو دور کرو اس سے دور ہو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، نقتہ میں نہ ڈال دیں مگر ان سے ملنے والا کافر جب ہی ہوگا کہ ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے۔“ (ج ۳ ص ۳۶۸)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”وہابیہ سے میل جول رکھنے والا ضرور وہابی ہے کہ وہابیہ کو گمراہ بددین نہیں جانتا تو خود گمراہ بددین ہے اور اس کے ساتھ مناکحت ہوئی نہیں سکتی اور اگر ان کو گمراہ بددین جانتا ہے اور کہتا ہے پھر بھی ان سے میل جول رکھتا ہے تو سخت فاسق بیباک ہے اس کی مناکحت سے احتراز چاہئے“ (ج ۵ ص ۱۷۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵،۴) مسلمان کسی بھی بد مذہب کی کسی تقریب میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی ان کو اپنے یہاں کسی تقریب میں شریک کریں، ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے اور اللہ ورسول سے دور ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ

”وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“

(سورۃ الانعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد اظہر الدین برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سنی، دیوبندی غیر مقلد قادیانی مودودی، چکر والوی اور صلح کلی کے کہتے ہیں، صلح کلی

کی قسمیں، مذکورہ فرقوں کے عوام و خواص کا کیا حکم ہے کیا سب کا ایک ہی حکم ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

- (۱) سنی کے کہتے ہیں؟ اور سنیت کی جامع تعریف کیا ہے؟
- (۲) دیوبندی کے کہتے ہیں؟ یا یہ کہ دیوبندیت کی تعریف کیا ہے؟
- (۳) غیر مقلد وہابی کے کہتے ہیں؟ اور غیر مقلدیت کی تعریف کیا ہے؟
- (۴) قادیانی کے کہتے ہیں؟ اور قادیانیت کی تعریف کیا ہے؟
- (۵) مودودی کے کہتے ہیں؟ یا یہ کہ مودودیت کی تعریف کیا ہے؟
- (۶) نچری کے کہتے ہیں؟ یا یہ کہ نچریت کی صحیح تعریف کیا ہے؟
- (۷) چکر والوی کے کہتے ہیں؟ اور چکر والویت کی تعریف کیا ہے؟
- (۸) صلح کلی کے کہتے ہیں؟ اور یہ کہ صلح کلیت کی تعریف کیا ہے؟ اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۹) مندرجہ بالا فرقوں کے تمام عوام و خواص افراد پر مطلقاً حکم شرع کیا ہے؟
 (۱۰) مذکورہ فرقوں سے تعلق رکھنے والے تمام افراد پر جو بھی حکم شرع ہو وہی حکم ان فرقوں کے کسی فرد

واحد پر بھی ہوگا؟ یا اجتماعی و انفرادی صورت میں کچھ فرق ہوگا؟ اگر ہے تو کیا؟
 (۱۱) صلح کلی افراد پر مطلقاً حکم شرعی کیا ہے؟ آیا یہ لوگ سنیوں کے حکم میں ہیں یا بد مذہبوں کے؟
 از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد عبدالرشید قادری سکولہ، پبلی، بمبیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین عظام، وائمہ مجتہدین کے طریقہ پر چلنے والوں کو سنی کہتے ہیں۔

بلفظ دیگر اہل سنت وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی افضلیت کا حسب تربیت خلافت معتقد ہو، صحابہ کرام کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتا ہو، ان میں سے کسی کی بارگاہ کا بے ادب نہ ہو، ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کا مقلد ہو، بارگاہ الہی کے بے ادبوں اور بارگاہ رسالت کے گستاخوں جیسے وہابی، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی، چکڑالوی نیچری، رافضی، مودودی وغیرہم کو گستاخ اور کافر و مرتد جانے، اور ان کے ساتھ اتحاد و داد کو ناجائز جانے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے۔

”اہلسنت وجماعت وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے عقائد پر ہوں حدیث میں ہے ”قالوا من ہم یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی، یا یوں سمجھئے کہ حضرت امام ابو منصور ماتریدی اور حضرت امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو سنیوں کے عقائد بیان فرمائے ہیں ان پر عقیدہ رکھے اور اب یہ گروہ چار مذاہب میں منحصر ہے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور جو ان چاروں سے باہر ہے وہ باطل پر ہے“ (ص ۷۳۳ ج ۴ کتاب الشیخ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دیوبندی وہ ہے جو دیوبندی مذہب کے اکابر یعنی مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد ایٹھوی اور اشرف علی تھانوی کے کفری عقائد کو حق جانے۔ دیوبندی مذہب اور اس کے اکابر کے عقائد کفریہ یہ ہیں (۱) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے (۲) شیطان لعین کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ابلیس لعین کے علم کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم کے لئے کوئی نص قطعی نہیں (۳) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعض علوم غیبیہ کا ثبوت بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے علم کے مشابہ ہے یا علم کے برابر ہے (۴) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے ہر وہ کام جو بندے کر سکتے ہیں وہ بھی کر سکتا ہے (۵) حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور ان کے علاوہ دوسرے بڑے عقائد۔ یہ لوگ چونکہ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہیں اس مناسبت سے ان کے مذہب کفر کو دیوبندی مذہب اور خود ان کو دیوبندی کہا جاتا ہے۔

ان کے یہ عقائد بالترتیب ان کی درج ذیل کتابوں میں ہیں تحذیر الناس میں ہے ”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے“ (ص ۱۳) اسی میں ہے ”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کر لو اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے“ (ص ۲۵) براہین قاطعہ میں ہے ”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“ (ص ۵۱) حفظ الایمان میں ہے ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا علم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“ (ص ۷)

براہین قاطعہ میں ہے ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں“ (ص ۵۱) واللہ تعالیٰ اعلم (۳) غیر مقلد وہ ہے جو اجتہاد کی لیاقت سے محروم ہو پھر بھی ائمہ اربعہ کی تقلید کو ناجائز بدعت اور شرک کہے۔ یہ بری بدعت ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں نے اپنائی اس لئے انہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ وہابی وہ ہے جو ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کو حق جانے پھر اگر اس کے ساتھ مسائل میں بھی اس کا پیرو اور تقلید سے آزاد ہو تو وہابی غیر مقلد ہے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کا دم بھرے تو وہابی دیوبندی ہے۔

بہار شریعت میں ہے ”غیر مقلدین یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے وہ چند باتیں جو حال میں وہابی نے اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کئی ہیں غیر مقلدین سے ثابت نہیں باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور ان حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر ان قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور ان کی نسبت حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے یہ ایک نمبر ان کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جدا تمام مسلمانوں سے الگ انہوں نے ایک راہ نکالی کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے ہیں اور ائمہ دین کو سب و شتم سے یاد کرتے مگر حقیقتہً تقلید سے خالی نہیں ائمہ دین کی تقلید تو نہیں مگر شیطان لعین

کے ضرور مقلد ہیں یہ لوگ قیاس کے منکر ہیں اور قیاس کا مطلقاً انکار کفر“ (ص ۶۴ ج ۱ فاروقیہ بکڈ پو) اور وہابی کا تعارف بہار شریعت میں ان الفاظ میں ہے ”وہابی یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا اس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلانے علماء کو قتل کیا صحابہ کرام و ائمہ و علماء و شہداء کی قبریں کھود ڈالیں روضہ انور کا نام معاذ اللہ صنم اکبر رکھا تھا یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے شامی ج ۳ ص ۴۲ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا وہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے خارجی بتایا اس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا اس کا ترجمہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلانی ان وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر مشرک ہے یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلا وجہ مسلمان پر حکم شرک و کفر لگایا کرتے ہیں اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں چنانچہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر کہ آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی اس کے بعد صاف لکھ دیا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہو گیا اس مذہب کا رکن اعظم اللہ کی توہین اور محبوبان خدا کی تذلیل ہے ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو“ (ص ۵۷، ۵۸، ج ۱، فاروقیہ بکڈ پو) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) قادریانی وہ ہے جو غلام احمد قادیانی کو نبی یا ولی مانے اور اس کے عقائد کو حق سمجھے اس نے اپنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اپنے کلام کو کلام الہی بتایا، ابنیاء کرام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم کی شان میں نہایت بے ہودہ کلمات استعمال کیے جن کے ذکر سے مسلمان کا دل دہل جاتا ہے۔

اس کے چند عقائد یہ ہیں (۱) براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی (۲) میں وہی احمد ہوں جس کی بشارت قرآن شریف میں دی گئی ہے (۳) مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں (۴) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الہام اور وحی غلط نقلی تھیں (۵) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔

چنانچہ از الہ اوہام میں ہے ”خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی“ (ص ۵۳۳) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جو آیتیں تھیں انہیں اپنے اوپر جمالیاء جیسا کہ

انجام آتم میں ہے "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" تمہ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا
 "۷۸) دافع البلاء میں ہے "مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انت منی بمنزلہ اولادی انت منی وانا
 منك" ۷۸) (ص ۶) از اللہ ابوہام میں ہے "حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الہام ووحی غلط نکل
 تھیں" ۷۸) (ص ۶۸۸) نیز اسی میں ہے "براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے" ۷۸) (ص ۵۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ابو الاعلیٰ مودودی کے ماننے والوں کو مودودی کہتے ہیں چنانچہ فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد
 شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "اس فرقے کا بانی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب ہیں یہ لوگ اپنے
 آپ کو جماعت اسلامی کہتے ہیں یہ فرقہ بھی حقیقت میں وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے یہ لوگ بھی تمام دیوبندیوں
 کی طرح ابن عبدالوہاب مجددی اور اسماعیل دہلوی کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں اور ابن عبدالوہاب کی کتاب
 "کتاب التوحید" اور مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کو اپنے مذہب کی بنیادی کتاب مانتے
 ہیں مزید برآں ان کا اختلاف غیر مقلد اور دیوبندیوں سے بھی بہت باتوں میں ہے۔

ابو الاعلیٰ مودودی صاحب صحابہ کرام کی شان میں بہت گستاخ ہیں اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں
 انہوں نے صحابہ کرام پر بے جا ناروا حملے کیے نیز قرآن مجید کے بعض قوانین میں ترمیم کے بھی حامل ہیں مثلاً
 چھدی کی سزا میں ہاتھ کاٹنا یا زنا کی سزا میں سنگساری کرنا اگرچہ وہ یہ ترمیم محدود دائرے میں چاہتے ہیں جس کی
 وجہ سے ان کا اختلاف دیوبندیوں سے بھی ہے اور غیر مقلدین سے بھی ہے اہل سنت سے تو ہے ہی، انہوں نے
 بھی انگریزی طبقہ کو زیادہ تر اپنا ہم نوا بنایا ہے" ۷۸) (مقالات شارح بخاری ص ۵۳ ج ۲ مکتبہ دائرۃ البرکات)

(۶) سرسید احمد خان کے ماننے والوں کو نیچری کہتے ہیں، انہوں نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی
 جس میں وہ جن، فرشتے، جنت، دوزخ، نبوت اور معجزہ کے وجود کا اپنی بے جا تاویلوں کی آڑ میں انکار کیا، نیز کہا
 کہ جو باتیں قرآن و حدیث میں مذکور ہیں اگر ہماری طبیعت اسے قبول کرے تو مانیں ورنہ ان کے ایسے معانی
 بیان کریں جسے ہماری طبیعت قبول کرے مثلاً فرشتوں کا کوئی وجود نہیں، جنت کوئی گھر نہیں بلکہ اپنی نیکیوں پر
 خوش ہونے کا نام جنت ہے یوں ہی دوزخ کسی جگہ کا نام نہیں بلکہ اپنی برائیوں پر کڑھنے کا نام دوزخ ہے
 حاصل یہ کہ یہ باطل گروہ ضروریات دین کا منکر ہے۔ المستند المستند مترجم میں ہے۔

"یہ نیچری اکثر ضروریات دین کے منکر ہیں اسے اپنے من چاہے معنی کی طرف پھیرتے ہیں تو کہتے
 ہیں نہ جنت ہے، نہ دوزخ، نہ حشر اجسام (یعنی قیامت میں زندہ اٹھایا جانا) نہ کوئی فرشتہ ہے، نہ کوئی جن، نہ
 آسمان ہے، نہ اسراء اور نہ معجزہ اور (ان کا گمان ہے) موسیٰ کی لاشی میں پارہ تھا تو جب اس کو دھوپ لگتی وہ لاشی
 پختی اور سمندر کو پھاڑ دینا دوزخ کے سوا کچھ نہیں تھا اور غلام بنانا وحشیوں کا کام ہے، اور ہر وہ شریعت جو اس کا

حکم لائی تو وہ حکم اللہ کی طرف سے نہیں اس کے علاوہ ان گنت اور بے شمار کفریات اس کے ساتھ منضم ہیں۔ اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بڑی تمام احادیث کو رد کرتے ہیں اور اپنے زعم میں قرآن کے سوا کچھ نہیں مانتے، اور قرآن کو بھی نہیں مانتے مگر اسی صورت میں جب وہ ان کی بے ہودہ رائے کے موافق ہو اب اگر قرآن میں ایسی چیز دیکھتے جو ان کے ان اوہام عادیہ رسمیہ کے مناسب نہیں جنہیں انہوں نے اپنا اصول ٹھہرایا جس اصول کا نام ان کے نزدیک نیچر ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیتوں کو تحریف معنوی کے ذریعہ سے رد کرنا واجب مانتے ہیں، خاص طور پر جب قرآنی آیات میں ایسی کوئی بات ہو جو نصرانیوں کو تحقیقات جدیدہ، اور یورپ کی تراشیدہ تہذیب کے مخالف ہو (اور یہ نسبت ہے ”اور با“ کی طرف جو معرب ہے یورپ کا) جیسے آسمانوں کا وجود جس کے بیان کے ساتھ قرآن عظیم اور تمام کتب الہیہ کے سمندر موجیں مار رہے ہیں، اور جیسے سورج کی حرکت جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد میں نص فرمائی گئی کہ فرمایا: وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا۔ (سورہ يس آیت ۳۸) اور سورج چلتا ہے ایک ٹھہراؤ کے لئے (کنز الایمان)

اور اللہ نے فرمایا: ”الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ“ (سورہ الرحمن آیت ۵) سورج اور چاند حساب سے ہیں۔ (کنز الایمان) اس کے علاوہ اور خرافات ہیں یہاں تک کہ مردار مرغی (جو دم گھٹ کے مر جائے) کو حلال ٹھہرایا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور نصرانی ساخت کے ناپاک موزوں میں نماز پڑھنا سنت ٹھہرایا، یہ سب نصرانیوں کی محبت میں ہے، اور اللہ اور اس کے رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے کے لئے کیا“ اھ (ص ۳۲۹، ۳۳۰ مکتبہ مجمع الرضوی) واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) چکڑ الوی جو اپنے کو اہل قرآن کہتے ہیں یہ ایک مرتد و گمراہ فرقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا منکر ہے تمام احادیث کو صراحتہً باطل مردود ناقابل عمل بتاتا ہے، صرف قرآن مجید کے اتباع کو حق جانتا ہے اس فرقہ کا بانی عبد اللہ چکڑ الوی ہے جس نے اپنی جماعت کے لئے ایک نئی نماز گزھی جو مسلمانوں کی نماز سے بالکل مختلف ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نمازیں قرآن کے مطابق نہیں صرف قرآن کی سکھائی ہوئی نماز پڑھنا فرض ہے اس کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھنا کفر ہے، ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نبی یا رسول سے افضل نہیں وغیرہ۔ حاشیہ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

”یہ ایک نیا طائفہ ملعونہ حادث ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے منکر ہے تمام احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صراحتہً باطل و ناقابل عمل بتایا اور صرف قرآن عظیم کے اتباع کا ادعا رکھتا ہے اور حقیقتہً خود قرآن عظیم کا منکر و مہطل ہے ان خبیثوں نے اپنی نماز بھی جدا گزھی ہے جس میں ہر وقت کی صرف دو ہی رکعتیں ہیں“ اھ (ص ۱۹۱ ج اباب الغسل من کتاب الطہارۃ)

جلد دوم

(۸-۱۱) صلح کلی وہ ہے جو سنی وہابی دیوبندی سب کو اچھا جانے اور کسی کو برائہ مانے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) گمراہ و لاندہب (۲) کافر و مرتد۔ فتاویٰ برکاتیہ میں ہے

”صلح کلی جو ہر مذہب کو حق سمجھتا ہے“ (ص ۳۲۳) فتاویٰ امجدیہ میں ہے
”جو شخص تمام مذاہب کو حق جانتا ہے وہ گمراہ و لاندہب ہے اس کے ساتھ میل جول اٹھنا بیٹھنا، سلام کلام ناجائز“ قال الله تعالى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَقْتَسِمُوا الْبَغْيَ الْبَاطِلَ (ص ۱۹ ج ۳ کتاب المحظر والاباحة) اور جو شخص دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر بخوبی آگاہ ہو اس کا حکم جانتا ہو پھر بھی وہ انہیں مسلمان جانے تو وہ کافر و مرتد ہے۔ حسام الحرمین میں ہے۔

”وبالجملة هؤلاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال في البزازية والدرر والغرر والفتاوى الخيرية ومجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمديات الاسفار في مثل هؤلاء الكفار من شك في كفره وعذابه فقد كفر وقال في الشفاء الشريف ونكفر من لم يكفر من دان بغير ملة الاسلام من الملل او وقف فيهم او شك“ (ص ۹۰ مکتبہ رضا اکیڈمی)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ باطل فرقے سب کے سب کافر و مرتد، باجماع امت، اسلام سے خارج ہیں، بزازیہ، درر وغرر، فتاویٰ خیریہ، مجمع الانهر اور در مختار وغیرہا کتب معتمدہ میں ان کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے اور شفا شریف میں فرمایا کہ جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا اسے جو شخص کافر نہ کہے یا توقف کرے بلکہ شک کرے تو ہمارے نزدیک وہ کافر ہے۔

(۹-۱۰) مذکورہ بالا فرقوں کے تمام عوام و خواص پر مطلقاً ایک حکم نہیں لگایا جاسکتا کیوں کہ ہر فرقہ میں کچھ نہ کچھ جاہل افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس فرقہ کے کفریہ عقائد پر مطلع نہیں ہوتے، اور جب انہیں بتایا جائے تو فوراً انکار کرتے اور انہیں برا کہتے اور خلاف اسلام سمجھتے ہیں وہ اپنی نادانی کے باعث ایسے باطل فرقے والوں کے ظاہر حال کو دیکھ کر ان کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں انہیں مسلمان جانتے ہیں ایسے افراد کو کافر نہیں کہہ سکتے ہاں یہ سب گمراہ و بد مذہب ضرور ہیں کہ اس فرقے کی شناخت جب مشہور ہو چکی تو انہیں اللہ علم سے پوچھ کر صراط مستقیم کو اختیار کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے تھی۔

اور وہ افراد جو اپنے مذہب کے عقائد کفریہ اور ان کے احکام پر مطلع ہو کر انہیں کافر و مرتد نہیں جانتے تو وہ سب کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

فتاویٰ امجدیہ میں ہے ”وہابیوں سے میل جول ناجائز ہے حدیث میں ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا

گیا ایا کم وایا ہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان کو دور کرو اس سے دور رہو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں فتنہ میں نہ ڈال دیں مگر ان سے ملنے والا کافر جب ہی ہوگا کہ ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے“ اھ (ص ۶۸ ج ۴)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مشہور زندقہ عنایت مشرقی کے قبعین سے میل جول رکھنے والوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ”جو لوگ اس کے ان اقوال پر مطلع نہیں ہیں اس کی جماعت میں شریک ہو گئے ہیں ان پر بھی الزام نہیں ہاں مطلع ہو کر پھر اس کی جماعت میں شریک رہیں گے تو ملزم ہوں گے اور اس کے کفر و استحقاق عذاب میں بعد اطلاع شک کریں گے تو خود اسلام سے خارج ٹھہریں گے“ اھ (فتاویٰ مصطفویہ ص ۱۱۷) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

کتبہ: محمد سفیر الحق الرضوی النظامی

۷ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

زید نے بکر سے کہا کبھی کبھی نماز تو پڑھ لیا کرو، بکر نے کہا

”کافر کہیں نماز پڑھتا ہے“ تو بکر پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

زید نے بکر سے مسجد کے دروازہ پر کہا کہ بھائی صاحب کبھی کبھی نماز تو پڑھ لیا کرو اس کے جواب میں بکر نے کہا کہ ”کافر کہیں نماز پڑھتا ہے“ تو بکر کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: صغیر احمد خاں برکاتی، ایشین فرنیچر، پولس لائن، چھتر پور، ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کے مذکورہ قول کے جواب میں بکر کا یہ کہنا ہے کہ ”کافر کہیں نماز پڑھتا ہے“ یہ اپنے کافر

ہونے کا اقرار کرنا ہے جو بلاشبہ کفر ہے۔ لہذا بکر اپنے اس قول مردود کے سبب اسلام سے خارج ہو گیا اگرچہ اسے یہ

پتہ نہ ہو کہ ایسا کہنا کفر ہے بکر پر فرض ہے کہ فوراً توبہ و تجدید ایمان اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے۔ فتاویٰ ہندیہ

”کتاب اسیر“ میں ہے ”مسلم قال انا لم حدی کفر ولو قال ما علمت انه کفر لا یعد جہلاً“

(ص ۲۷۹ ج ۲، الباب التاسع فی احکام المرتدین) اسی میں ص ۲۷۷ پر ہے ”قد حکى عن بعض

اصحابنا ان رجلاً لوقیل له ألسنت بمسلم فقال لا یکون ذلك کفراً“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی

۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

یہ کہنا کیسا ہے کہ ”مختار ثقفی در حقیقت محمد بن حنفیہ تھے“

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک مقرر نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا کہ مختار ثقفی جس نے قائلین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑائی کی مگر دعویٰ نبوت کے باعث مرتد ہو گیا۔ وہ درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے محمد بن حنفیہ تھے۔ انھوں نے اپنا نام تبدیل کر کے مختار ثقفی رکھ لیا تھا، تو کیا واقعی وہ حضرت علی کے صاحب زادے محمد بن حنفیہ تھے، جنھوں نے اپنا نام بدل کر مختار رکھ لیا تھا؟ یہی دوا توجروا۔

المستفتی: سعود عالم، نیو پونم پلازہ، میرارو ڈائیسٹ ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مقرر نے جو بات اپنی تقریر میں بیان کی ہے وہ متعدد وجوہ سے غلط موضوع و من گھڑت ہے۔ حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ اولاً تاریخ میں ایسا کہیں نہیں ملتا کہ محمد بن حنفیہ نے اپنا نام بدل کر مختار ثقفی رکھ لیا تھا۔

ثانیاً، اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو معاذ اللہ لازم آئے گا کہ محمد بن علی المعروف بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعویٰ نبوت کے باعث مرتد ہو گئے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

حالانکہ یہ سراسر غلط اور ان پر بہتان طرازی ہے، جو شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔ حضرت محمد ابن علی تابعی، ثقہ اور صالح تھے اور خلیفہ عبد الملک کے زمانہ خلافت میں آپ کا وصال ہوا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے:

محمد بن علی بن ابی طالب ابو القاسم و ابو عبد اللہ ایضاً و هو المعروف بأبن الحنفیة و کانت سوداء سنديّة من بنی حنفیة اسمها خولة ولد محمد فی خلافة عمر بن الخطاب و کان محمد بن علی من سادات قریش و قدم المدينة فمات بها فی هذه السنة و دفن بالبقيع۔ (ج ۹، ص ۳۲)

تہذیب التہذیب میں ہے:

قال العجلی تابعی ثقة کان رجلاً صالحاً یکنی ابا القاسم قال ابراہیم

بن جنید لا نعلم احداً اسند عن علی ولا اصح مما اسند محمد۔ (ج ۵، ص ۲۲۸)

ثالثاً، مختار ثقفی جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائلین کے بارے میں بڑا شاندار کارنامہ انجام دیا، اس کے تعلق سے تاریخ ابن خلدون ج ۲، ص ۱۲۹ تا ۱۷۳ میں ہے کہ مختار ثقفی کو حضرت محمد

بن علی حنفیہ نے ہی خون حسین کا بدلہ لینے کے لئے مامور کر کے کوفہ بھیجا تھا اور جب کوفیوں نے مختار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تھا: ہاں میں نے اس کو خون حسین کا بدلہ لینے پر مامور کیا ہے، اس وجہ سے لوگوں کا رجحان مختار کی طرف اور بڑھ گیا اور اس نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنا شروع کیا اور ظالمین اہل بیت کو نیست و نابود کر دیا، لیکن آخر میں وہ دعویٰ نبوت کر کے مرتد ہو گیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

رابعاً حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب مختار ثقفی کے دعویٰ نبوت کی خبر ملی تو آپ نے اس کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمایا، جو مختار پر غالب ہوا اور ماہ رمضان ۶۷ھ میں اس بد بخت کو قتل کیا اور حضرت عمر بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے سن وصال میں گو کہ مؤرخین کا اختلاف ہے کہ کسی نے ۷۰ھ بتایا، کسی نے ۸۰ھ، کسی نے ۹۳ھ بتایا مگر یہ اس سے مختلف ہے، جیسا کہ تاریخ ائمہ میں ہے:

وفي أيام ابن الزبير كان خروج المختار الكذاب الذي ادعى النبوة فجهز ابن الزبير لقتاله الى ان ظفر به في سنة سبع وستين وقتله لعنه الله. (ص ۲۱۳)

تہذیب التہذیب میں ہے:

ومات (محمد بن الحنفية) سنة ثلاث وسبعين وقيل سنة ثمانين، وقيل سنة احدی وقيل اثنتین، وقيل ثلاث وتسعين وقيل غير ذلك. (ج ۵، ص ۲۲۸)

یہ مقرر کوئی جاہل شخص ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنی اس جہالت اور بکواس سے توبہ کرے اور عوام پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو ہرگز ہرگز تقریر کے لئے مدعو نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



کِتَابُ الشَّرْكَةِ

شرکت کا بیان

مال شرکت میں گھانا ہو تو کس کے ذمہ ہوگا؟ گھر کا منتظم اپنی مرضی سے قرض لے کر گھر کے اخراجات میں صرف کرے تو مشترکہ مال سے ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین درج ذیل مسائل میں؟

(۱) زید اور بکر دونوں بھائیوں کے درمیان صلح ہوئی ان کے پاس پانچ طرح کا کاروبار تھا جس میں سے دو نمبر زید کو ملا اور دو نمبر بکر کو پانچوں کاروبار تمباکو کا کھیت ہے اس کی آدھا سے زیادہ لاگت زید نے خود لگائی اور یہ کہا کہ اس کا جو بھی نقصان یا فائدہ ہو بٹوارے کے وقت میں اپنے بھائی بکر کو نصف دے دوں گا۔ اور اب کھیت میں تقریباً ۴۶ چھیا لیس ہزار روپے گھاٹ لگ گیا۔ موقع پر ذمہ دار تو زید ہی تھا لیکن بکر نے کئی لوگوں کو موجودگی میں اس وقت یہ کہا تھا کہ اگر فائدہ ہوگا تو فیہا اور اگر گھاٹ لگا تو ہم پورا کریں گے۔ آیا اب جو گھاٹ لگا ہے اس کی تلافی صرف زید کرے گا یا بکر بھی؟

(۲) زید اور بکر دونوں بھائی ہیں بکر اپنی بیوی کا زیور گروی رکھ کر ۲۵ ہزار روپے نقد لایا جو دونوں کے مصرف میں لگا یا واقعہ تقریباً پانچ سال کا ہے او اب بٹوارے کے بعد وہ آدھا زیور یا آج کی قیمت کا نصف مانگ رہا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید پر لازم ہے کہ بکر کو ۲۵ ہزار روپے کا آدھا دے یا موجودہ قیمت کا نصف باوجودے کہ زید گروی رکھنے کے وقت لاعلم تھا؟

المستفتی: سردار احمد راغینی، قادری آٹوموبائل دو بولیا بازار بستی (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس کاروبار میں دونوں برابر کے شریک ہیں جیسا کہ وقت شرکت میں اس کی وضاحت

کردی گئی تھی اور زید نے نصف سے جو رقم لگایا ہے وہ اس کی یعنی زید و بکر دونوں جانب سے تبرع ہے اس میں شرکت نہیں۔

لہذا نفع و نقصان ہر ایک میں برابر کے شریک ہیں اس لیے گھاٹہ کی رقم مبلغ چھیالیس ہزار روپے میں دونوں آدھا آدھا برداشت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر بکر گھر کا منتظم ہو کہ گھر کے امور کا انتظام و انصرام اسی کے سپرد ہو تو اسے عرفاً گھر کی ضرورتوں کے لیے قرض لینے دینے کی اجازت ہوتی ہے وہی قرض لیتا ہے پھر ادا بھی کرتا ہے ظاہر ہے کہ بچیس ہزار روپے کا قرض کہیں سے باسانی نہیں مل سکتا اس لیے اس نے بیوی کا زیور گروی رکھ کر یہ خطیر رقم بطور قرض حاصل کی اور دوسرے سے قرض لے کر گھر کے امور میں مشترکہ طور پر جو اخراجات ہوتے ہیں وہ سب کے لئے ہوتے ہیں اور اس کی ادائیگی سب کے مشترکہ سرمایہ سے ہی ہوا کرتی ہے یہ سب جانتے ہیں کوئی خفا نہیں ہے اس لیے اگر یہ بات ثابت ہو کہ بکر نے زیور گروی رکھ کر قرض لیا اور وہ خطیر رقم گھر کے ہی مشترکہ مصرف میں خرچ ہوئی تو اس کی ادائیگی مشترکہ سرمایہ سے ہی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اجمل حسین

۱۲ ربیع الثوث ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بیٹا باپ سے الگ رہ کر کمائے تو وہ کس کی ملکیت ہے؟

کیا حج فرض کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) زید کے ۴ بھائی ہیں (ارشاد، امتیاز، عہاد، صدام) ارشاد احمد اور امتیاز احمد دونوں اپنے والد سے الگ رہتے تھے اور دونوں الگ الگ اپنا کام کرتے تھے، پھر ارشاد احمد نے تمکین بنانے کا کارخانہ کھولا جس میں ارشاد احمد نے اپنے والد سے کچھ روپے بطور مدد لیا اور زیادہ رقم اپنے بہنوئی سے لیا اور اپنی خود کی کافی رقم لگا کر کام شروع کیا۔

ایک دن ارشاد احمد اور امتیاز احمد کے درمیان جھگڑا ہوا تو والد نے ان دونوں کو گھر سے باہر نکال دیا اور کہا کہ تم دونوں اپنا کاروبار لے کر یہاں سے بھاگو ارشاد احمد والد صاحب سے روتا گڑ گڑاتا رہا کہ مجھ کو کچھ دن رہنے دیجئے تاکہ میں کہیں اپنا انتظام کر لوں پھر بھی والد صاحب نہیں مانے اور گھر سے نکال دیا۔ لہذا دونوں

لڑکے گھر سے اپنا سامان لے کر نکل گئے۔ ارشاد احمد اپنی سسرال میں رہ کر کاروبار کرتا رہا اور کافی ترقی کیا جس سے زمین و مکان بھی بنا لیا۔

اب ارشاد احمد کے والد ترقی اور کافی جائیداد دیکھ کر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ جو کچھ ارشاد احمد نے کمایا ہے وہ سب میرے روپے سے کمایا ہے۔ لہذا جتنی بھی جائیداد ہے سب کا مالک میں ہوں۔ اب مذکورہ خیالات کی روشنی میں جتنی جائیداد ارشاد احمد نے کمایا ہے وہ شرعاً کس کی ملکیت مانی جائے گی؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) زید (ارشاد احمد) پر حج فرض ہے اس سال بیوی کو لے کر حج کو جانا چاہتا ہے کیا ارشاد احمد مذکورہ جائیداد سے حج کے لیے جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز کیا ارشاد احمد کو والد صاحب سے اجازت بھی لینے پڑے گی؟ اگر وہ اجازت نہ دیں تو ارشاد احمد کے لیے کیا حکم؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی: ارشاد احمد برکاتی، نواری بازار، جہانگیر، منج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) بیٹے کی کمائی ہوئی رقم باپ کی اس صورت میں ہوگی کہ بیٹا باپ کی عیال میں رہتے ہوئے باپ ہی کے کاروبار میں محض معاون کی حیثیت سے کام کرے اور اگر وہ باپ سے الگ رہ کر اپنے مستقل کاروبار کے ذریعہ کچھ کمائے تو وہ خاص اس کی ملک ہوگا۔ لہذا صورت مذکورہ میں ارشاد احمد نے باپ سے الگ رہ کر اپنے مستقل پیشے سے جو مال کمایا شرعاً اس کا تہا مالک ارشاد احمد ہی ہے اس کے والد، بھائی، کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہیں فتاویٰ رضویہ میں ہے ”بیٹے نے“ جو کچھ مال اس کے سوا پیدا کیا یعنی اس زمانہ میں تو اس کا خورد و نوش باپ سے جدا تھا یا اپنے ذاتی مال سے کوئی تجارت کی یا کسب پداری سے الگ کوئی کسب خاص مستقل اپنا کیا یہ اموال خاص بیٹے کے ٹھہریں گے خیر یہ عقود میں ہے:

سئل فی ابن کبیر ذی زوجة و عیال له کسب مستقل حصل بسببه اموال اهل هی لوالدہ؟ اجاب هی لابن حیث له کسب مستقل حصل بسببه اموال اهل هی بوالدہ اجاب هی لابن حیث له کسب مستقل و اما قول علماء نایکون کله للاب فمشرط کما یعلم من عبارتهم بشرط منها اتحاد الصنعة و عدم مال سابق لهما و کون الابن فی عیال ابيه فاذا عدم واحد منهما لا یکون کسب الابن للاب“ (ملخصاً ج ۷ ص ۳۲۳)

البتہ وہ رقم جو زید نے والد سے لی ہے اگر وہ بطور قرض تھی تو ارشاد احمد پر اس کی واپسی لازم ہے جلد از جلد اسے ادا کر دے اور اگر والد نے وہ رقم بطور تبرع و احسان دی تھی تو اس کی ادائیگی بھی ضروری نہیں۔

(۲) جب مال مذکور زید ہی کا ہے تو اس سے حج فرض کی ادائیگی بلاشبہ جائز ہے۔ حج فرض کے لیے والد کی اجازت ضروری نہیں بلکہ اگر وہ منع بھی کریں تو بھی اس پر حج کی ادائیگی لازم و ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”حج فرض میں والدین کی اجازت درکار نہیں بلکہ والدین کو ممانعت کا اختیار نہیں۔ زید پر لازم ہے کہ حج کو چلا جائے اگرچہ والدین مانع ہوں۔“

(ج ۳ ص ۲۶۲) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

۲۶ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایک شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں مل گیا، پھر دو روپے ہلاک

ہو گئے تو کس کے ہلاک ہوئے اور بقیہ کسے ملے گا؟

مسئلہ ایک شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں مل گیا۔ پھر دو روپے ہلاک ہو گئے۔ تو یہ روپے کس کے ہلاک ہوئے اور بقیہ ایک روپیہ کس کو ملے گا؟

المستفتی: حاجی عبدالعزیز صاحب نوری۔ ہاتھی پالا، اندور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جس شخص کا ایک روپیہ دوسرے کے دو روپے میں مل گیا اب امتیاز باقی نہ رہا کہ کون کس کا ہے۔ اس صورت میں دونوں اپنے اپنے حصہ کے بقدر شریک ہو گئے کہ ایک والے کی ایک تہائی اور دو والے کی دو تہائی، پھر جب دو روپے گم ہو گئے تو دونوں کی شرکت کے دو روپے گم ہوئے اور ایک جو باقی ہے یہ بھی دونوں کی شرکت کا ہے کہ ایک والے کو ایک تہائی دو والے کو دو تہائی ملے گی۔ جیسا کہ جوہرہ نیرہ ج ۲، ص: ۳۵ میں ہے:

ان الثلاثة لما اختلطت صارت شركة بينهما بحيث لا يتميز فلصاحب

الدرهمين ثلعا كل درهم، ولصاحب الدرهم ثلث كل درهم فأى درهم ذهب، بمصته فالدرهم الباقي بينهما اثلاثاً، واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد شاہ عالم قادری، جونپوری

۲ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

مکان تین لوگوں میں مشترک تھا دوسری جگہ رہتے تھے ایک اس میں رہ کر
حفاظت و تزئین و تجدید کرتا رہا تو کیا بقیہ دونوں اس میں حصہ لے سکتے ہیں؟

پہلے نے جو خرچ کیا دونوں سے عوض لے سکتا ہے؟

مسئلہ زید و عمرو اور بکر تین گے بھائی ہیں۔ زید اور عمرو دونوں بھائی تقریباً تیس سال سے زیادہ
ہی اپنے چھوٹے بھائی سے قابل مرمت مکان سے چشم پوشی کرتے ہوئے ترک کئے۔ اسی اثنا بکر اپنے مکان
میں رہ کر اپنے مکان کی حفاظت اور مرمت بھی کرتا رہا، ساتھ ہی ساتھ ہر مصائب کو جھیل کر اس کی حفاظت بھی کیا
اور ضروریات زندگی یعنی لیٹرنگ، غسل خانہ بھی بکرنے اسی پلاٹ میں بنایا اور دقتوں کا سامنا کرتے ہوئے مزید
مکان کو زینت دی۔ تیس سال کے بعد زید اور عمرو اپنے پرانے رہائش پر لوٹے اور مکان کی زیب و زینت دیکھ
کر بکر پر حاوی ہو کر یہ مطالبہ کرنے لگے کہ تیس سال سے مکان میں رہے، اس کا کرایہ دو، ورنہ گھر خالی کرو، ہم
رہیں گے، جبکہ بکر کا یہ قول ہے کہ گرتے مکان کی حفاظت اور مرمت میں نے کیا اور دونوں کی غیر حاضری میں غیر
کو قابض ہونے سے بچایا اور حفاظت زمین کرتے ہوئے ہم نے لاکھوں روپے خرچ کیا ہے۔ بکر کا یہ بھی کہنا
ہے کہ گرد و پیش میں بقیہ زمین ہے، اسے بنوا کر رہیں۔

مگر دونوں بھائیوں کا رعب قابل مذمت ہے۔ بکر کا یہ قول بھی ہے کہ تیس سال کے رقم کا موازنہ مد نظر
ہو۔ اس عرصہ میں زمینی ٹیکس اور میونسپلٹی کا خرچ بھی بکر اپنی جیب سے لگاتا رہا۔ مکان میں پانی کے لئے بورنگ
اور گھر کے چار جانب باؤنڈری بھی بکر نے کیا ہے۔

اب حضرت مفتی صاحب قبلہ سے قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ چاہوں گا کہ زید اور عمرو کا جبر یہ قول
کہاں تک درست ہے اور دونوں کا مطالبہ کیسا ہے اور بکر کا قول اپنی جگہ پر کہاں تک معقول ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

السستفتی: از محمد افسر عالم، رائے گڈا، اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال سے ظاہر ہے کہ مرمت شدہ مکان زید، عمرو اور بکر تینوں بھائیوں کا مشترک مکان
ہے، جس کے تینوں شخص مشترک طور پر مالک ہیں تو زید و عمرو ہر ایک خواہ وہ مکان میں رہیں یا نہ رہیں، بہر حال
مکان میں اپنے حصہ کے حقدار ہیں اور وہ جب چاہیں اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔

مگر زید و عمرو کا اپنے شریک بکر سے مکان کا کرایہ طلب کرنا جائز نہیں کہ سوال سے ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے بکر کو اپنا مکان کرایہ پر نہ دیا تھا۔ بس یوں ہی چھوڑ کر چلے گئے تھے اور بکر غاصب بھی نہیں کہ عرفاً اپنے مشترک مکان کی دیکھ رکھ اور حفاظت کے لئے اس میں رہنے کی اجازت ہوتی ہے، اس لئے اس سے زید و عمرو کا کرائے کا مطالبہ کرنا انصافی اور ظلم ہے، وہ شرعاً کسی اجرت و کرائے کے حقدار نہیں۔ درمختار میں ہے:

واما الانتفاع به بغیبة شریک ففی بیت و خادم و ارض ینتفع بالکل ان کانت الارض ینفعها الزرع والالا۔ بحر۔ (ج ۶، ص ۴۷۳ تا ۴۷۴)

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

قلت: وفي القنية لا يلزم الحاضر في الملك المشترك اجر، وليس للغائب استعماله بقدر تلك المدة لان المهيأة بعد الخصومة۔ (کتاب الشركة، ج ۶، ص ۴۷۳)

درمختار میں المنظومة المعجبة کے حوالے سے ہے:

لو واحد من الشریکین سکن فی الدار مضت مدة من الزمن فلیس للشریک ان یطالبه باجرة السکنی ولا المطالبة بأنه یسکن من الاول۔ اھ۔

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

أی ولو معدا للاستغلال لانه سکن بتأویل ملک فلا أجر علیه۔

(کتاب الشركة، ج ۶، ص ۵۱۸)

اور مکان کی مرمت میں جو اخراجات ہوئے، اگر بکر نے شرکاء کی اجازت سے کیا ہے تو اپنا حصہ نکال کر باقی اخراجات کا ان سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

یوں ہی اگر اپنے حصے کی حفاظت کے لئے ان کے حصے کی مرمت کے لئے مجبور و مضطر تھا تو بھی ان کے حصے کے اخراجات واپس لینے کا حق ہے۔

اور اگر ان سے اجازت لئے بغیر ان کے حصہ مکان کی مرمت کی اور وہ اس کے لئے مجبور و مضطر نہ تھا تو یہ متبرع ہوگا، لہذا معاوضہ کچھ بھی نہ ملے گا کہ تبرع و احسان کا کوئی مالی معاوضہ نہیں ہوتا، اس کا معاوضہ ثواب اخروی ہے۔ یوں ہی زمینی ٹیکس اور میونسپلٹی کا خرچ اگر شرکاء کی اجازت سے کیا ہے تو معاوضہ ملے گا ورنہ نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

بخلاف ما اذا كان مرید الانفاق غیر مضطر وكان صاحبه لا یجبر کدار ممکن قسبها و امتنع الشریک من العبارة فانه لا یجبر، فلو انفق علیها الاخر بلا اذنه فهو

متبرع لانه غير مضطر، اذ يمكنه ان يقسم حصته ويعبرها كما صرح به في الخاتمة.

(كتاب الشركة، ج ۴، ص ۳۳۳)

ہاں بکرنے مکان کی مرمت کے علاوہ جو دوسری چیزیں جائیداد مشترک میں بنائیں، اگر اپنے صرفہ سے اپنے لئے بنا لیں تو وہ اسی کی ہوں گی۔ دوسرے شرکاء اس میں شریک نہ ہوں گے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: زید و حامد نے زمین مکان مشترک میں جو بیچنے کے لئے اپنے اپنے روپے سے بنائے وہ خاص انھیں کے ہیں۔ دیگر شرکاء کا ان میں کوئی حق نہیں۔ (كتاب الشركة، ج ۶، ص ۳۲۵) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد انوار الحق قادری

۲/ربیع الحج ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



کِتَابُ الْوَقْفِ

وقف کا بیان

امام باڑہ پر مکان بنوانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ ایک امام باڑہ میں جہاں لوگ محرم کے مہینے میں فاتحہ کراتے ہیں اور وہاں سے اکھاڑے بھی نکالتے ہیں چونکہ امام باڑے کی زمین زید کی ہے اور زید اس امام باڑہ کے اوپر اس کے ارد گرد مکان تعمیر کرانا چاہتا ہے از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟ ہینوا توجروا،

المستفتی: مقصود عالم خان، رضوی محلہ، بالاسور، اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب امام باڑہ کے لیے زمین وقف کرنا صحیح نہیں ہے لہذا اگر زید نے بالفرض اس زمین کو وقف کر دیا ہو پھر بھی اس کی ملکیت باقی ہے۔ کیونکہ وقف کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس کے لیے وقف کرتا ہے فی نفسہ ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں۔ اور ظاہر ہے امام باڑہ کا وقف فی نفسہ کوئی ثواب کا کام نہیں ہے لہذا زید کو اس کے اوپر اور اس کے ارد گرد مکان تعمیر کرنا جائز و درست ہے۔

در مختار ”کتاب الوقف“ میں ہے ”وان یکون قربة فی ذاته معلوماً“ ۱۷ (ج ۶ ص ۵۲۳) امام اہل سنت تحریر فرماتے ہیں ”امام باڑہ وقف نہیں ہو سکتا وہ جس نے بنایا اسی کی ملک ہے اسے اختیار ہے اس میں جو چاہے کرے“ ۱۷ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: زبیر احمد قادری

۵ رمضان مظفر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

واقف کے ذریعے رکھے گئے مدرسہ کے نام کو بدل سکتے ہیں؟ عید گاہ مدرسہ

سے کسی کو روکنا توڑنے کی دھمکی دینا، مسلم کو غیر مسلم سے تشبیہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق کہ چند گاؤں والے مل کر مدرسہ چلاتے ہیں جس کے احاطے میں عید گاہ بھی ہے مدرسہ کے محل وقوع سے قریب گاؤں کے نام پر وقف کرنے والوں نے مدرسہ اسلامیہ فلاں گاؤں رکھا بقرعید کے دن عید گاہ میں دکان سے کچھ خریدتے ہوئے جھگڑا شروع ہو کر بڑوں کے مار پیٹ تک نوبت آئی تیسرے دن جنرل میٹنگ ہوئی جس میں کچھ سرکردہ لوگ بھی آئے جس میں مختلف باتیں ہوئیں۔

(۱) زید کہتا ہے مدرسہ کا نام بدل دو۔ کیا واقف کار کھا ہوا نام بدلنا جائز ہے؟ جب کہ واقف یا اس کے وارث نام بدلنے پر راضی نہیں ہیں تو زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) بکر کہتا ہے کہ مدرسہ اور اس کی جائداد چھ حصے میں تقسیم کر کے پانچ گاؤں والے ایک طرف ہو جاؤ اور ایک گاؤں والے کو ایک طرف کر دو جب کہ لوگ کہتے ہیں کہ تقسیم مت کرو تم لوگ ہی مدرسہ چلاؤ مگر بکر بضد ہے کیا وقف کی جائداد اس طرح تقسیم کرنا جائز ہے؟ بکر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ کیا اس کو مدرسہ کے اراکین میں شامل کرنا جائز ہے؟

(۳) عمرو کہتا ہے کہ جس گاؤں کے نام پر مدرسہ ہے ان لوگوں کو (جب کہ یہی لوگ واقف ہیں) عید گاہ میں نماز نہیں پڑھنے دیں گے ورنہ مدرسہ توڑ دیں گے یا تالا لگا دیں گے یا دفعہ ۱۳۴ لگوا کر بند کر دیں گے کیا وقف کی عید گاہ میں کسی مسلمان کو نماز سے روکنا مدرسہ کے توڑنے یا تالا لگانے کی بات کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو عمرو کے ساتھ بات چیت سلام کلام یا اس کو مدرسہ کارکن بنانا درست ہے یا نہیں؟

(۴) خالد نے عمرو سے کہا کہ تم تو بال ٹھا کرے اور اڈوانی کی طرح بات کرتے ہو وہ دونوں بھی مدرسہ توڑنے یا بند کرنے کی بات کرتے ہیں اور تم بھی وہی بات کرتے ہو خالد کا عمرو کو بال ٹھا کرے یا اڈوانی کی طرح بات کرنے والا کہنا کیسا ہے؟

(۵) واقف یا اس کے وارث کا یہ کہنا کہ ہمارا مدرسہ عید گاہ جائز ہے یا نہیں جب کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے وقف کیا ہے ملکیت کا دعویٰ نہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ کبھی جائیداد پر قبضہ نہ کیا اور اتفاق رائے سے غیر واقف مدرسہ کا صدر سکرٹری، ناظم خزانچی ہوتے رہے اور ہیں۔ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد مجیب الرحمن امام تذیل مسجد، گوپی پورہ لومند واٹر، سورت، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۵) وقف میں تغیر و تبدل جائز نہیں فتاویٰ ہندیہ میں ہے لایچھوز تغیر الوقف عن ہیئتہ ۱۷ (ج ۲ ص ۴۹۰) لیکن نام میں جزوی ترمیم تغیر وقف نہیں جب لوگوں میں ایک گاؤں کی طرف مدرسہ منسوب کرنے میں انتشار برپا ہو چکا ہے اور وہ فتنہ کی شکل بھی اختیار کر رہا ہے تو واقف کو چاہیے کہ مسلمانوں کی خیر خواہی اور ملت کے اتحاد کے پیش نظر مدرسہ کے نام میں یہ ترمیم کرے کہ مدرسہ کا اصل نام تو ”مدرسہ اسلامیہ“ رکھے اور پتہ میں مدرسہ جس گاؤں کے قریب واقع ہے اس گاؤں کا نام لکھے یعنی ”مقام قلاں گاؤں“ کہ پتہ وہیں کا ہوتا ہے جہاں پر مدرسہ ہوتا ہے یہ گاؤں کے نام پر مدرسہ کا نام رکھنا نہ ہوا بلکہ اس گاؤں کو مدرسہ کا محل وقوع بتانا ہوتا ہے اس پتہ پر اجنبی لوگ وہاں پہنچ سکیں نیز دوسری سہولتیں فراہم ہوں تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر متحد ہوں اور اپنے اختلافات دور کریں۔ سوال میں بہت کچھ نادانی کی باتیں درج ہیں مسلمان انھیں چھوڑ دیں، مثلاً عید گاہ سے مدرسہ کے واقف کو روکنا مدرسہ کو بند کرنے یا توڑنے کی دھمکی دینا سخت ناجائز ہے۔ ایسا آدمی فاسق اور افتراق بین المسلمین کے سبب سخت گنہگار ہے اس پر توبہ لازم اور اپنے قول سے رجوع ضروری ہے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”مسجد میں تمام مسلمانوں کا حق برابر ہے کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روکا جاسکتا ہے بہر حال جس نے یہ کلمہ کہا اسے اس کلمہ سے توبہ کرائی جائے“

(فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۴۳۷)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں ”مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا اور اس کی ویرانی میں کوشش کرنا حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذْكَرَ فِيْهَا السُّمُوٰةُ وَاسْمٰى فِيْ حَرْبٍ اٰيٰتًا“ یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو ان میں نام الہی لینے سے روکے اور اس کی ویرانی میں کوشش کرے (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۶۸۱) عمرو پر لازم ہے کہ علانیہ اس ناجائز کلام سے توبہ واستغفار کرے۔

یونہی کسی مسلمان کو غیر مسلموں سے تشبیہ دینا قبیح ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے اس کے لیے دوسری مناسب تعبیر اختیار کی جاسکتی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

کیم رشوال المکرم ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وقف کی زمین بیچنا کیسا ہے؟

سنیوں دیوبندیوں کی مشترکہ زمین پر مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ

ہندہ نے زمین کو وقف کیا اور اس زمین پر دارالعلوم بنایا اب ہندہ کا انتقال ہو چکا ہے مسئلہ درپیش یہ ہے کہ وقف کی گئی زمین شہر سے آٹھ کلومیٹر کی دوری پر ہے اس گاؤں میں چند مسلم گھر ہیں اور اطراف میں غیر مسلموں کی آبادیاں ہیں بڑھتے ہوئے تعصب کو دیکھتے ہوئے کیا اس زمین کو فروخت کر کے اس روپے سے دوسری زمین شہر سے قریب جہاں مسلمانوں کی آبادیاں ہیں وہاں خرید کر دارالعلوم قائم کر سکتے ہیں یا نہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت کر کے شکر یہ کا موقع دیں عین کرم ہوگا۔ ہندہ نے جن ۷ افراد کے حوالے زمین کو کیا ہے وہ الحمد للہ ابھی سب حیات ہیں۔

(۲) چودہ ایکڑ زمین ہے دو چار لوگوں کی ملکیت ہے مالکان میں سے ایک سنی دوسرا وہابی تیسرا اور چوتھا کلی یہ چاروں افراد، دارالعلوم بنانے کے لیے زمین فی سبیل اللہ دینا چاہتے ہیں زمین جس کمیٹی کو فی سبیل اللہ دینا چاہتے ہیں وہ کمیٹی کے لوگ سنی حضرات ہیں کیا سنی حضرات جو چند لوگ کمیٹی کے ہیں اس فی سبیل اللہ زمین کو لے سکتے ہیں یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد حسین رضوی، صدر المدرسین مدرسہ حفظ القرآن کمہارواڑی، کھنڈوہ ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) وقف کردہ زمین کی بیع جائز نہیں گاؤں کی اس وقف زمین کو بیچ کر اس کے بدلے شہر کے قریب زمین لے کر دارالعلوم قائم کرنا ناجائز ہے لہذا ہندہ نے جو زمین گاؤں میں وقف کی ہے اسی پر دارالعلوم بنائیں فتاویٰ ہندیہ میں ہے: فیلزمہ ولا یباع ولا یؤہب ولا یؤزٹ کذا فی الہدایۃ۔ (ص ۳۵۰ ج ۲ کتاب الوقف)

رد المحتار میں ہے فان المحبس یفیدانہ باقی علی ملکہ کما کان وانہ لا یباع ولا یؤہب (ص ۵۲۱ ج ۶ کتاب الوقف) اور یہ عذر کی گاؤں میں مسلم آبادی کم ہے اور اطراف میں غیر مسلموں کی آبادیاں ہیں ان میں تعصب بڑھتا جا رہا ہے، قابل قبول نہیں ہندوستان میں اس طرح کے بہت سے مدارس ہیں خود مرکز تربیت الشہر سے تقریباً ۴۵ کلومیٹر دور ہے نیز نہ تو گاؤں میں مسلمانوں کی بہت زیادہ آبادی ہے اور نہ ہی اطراف میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ بلکہ اکثریت غیر مسلموں ہی کی ہے پھر بھی خدا کے فضل سے یہ تمام

وجوہات اور کافروں کا تعصب مرکز تربیت افتا کی تعلیم میں رکاوٹ نہ بن سکے بہر حال دارالعلوم اس وقف زمین پر قائم کریں اور احتیاط سے دینی خدمت انجام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) چودہ ایکڑ زمین ایک سنی اور ایک وہابی اور دو صلح کلی کے درمیان مشترک ہے جسے وہ لوگ مشترک طور پر دارالعلوم بنانے کے لیے دینا چاہتے ہیں۔ سنی حضرات اس زمین کو لے سکتے ہیں بشرطیکہ وہابی یا صلح کلی کا دارالعلوم میں کچھ عمل دخل نہ ہو اور آئندہ فتنہ و فساد کا باعث نہ بنیں مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے لہذا پرہیز بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: ازہار احمد امجدی مصباحی
ربیع النور ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ کی زمین یا عمارت بیچنا یا عمارت کا

ملکہ نئے مدرسہ میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہماری آبادی میں ایک مکتب بنام مدرسہ احسن البرکات کافی عرصہ سے قائم ہے، اس وقت گاؤں کی آبادی کافی بڑھ چکی ہے، بچوں کی تعلیم کا خیال کرتے ہوئے اس مدرسہ کی توسیع کے لیے آبادی سے باہر ایک وسیع و عریض زمین پر مدرسہ بنایا گیا ہے چونکہ پرانے مدرسہ کی عمارت مخدوش ہو چکی ہے اس لیے اراکین نے عمارت توڑ کر اس کا ملکہ نئی زمین پر تعمیر ہونے والے ادارہ میں لگانے کے لیے سوچا ہے، پرانے مدرسہ کا وہ ملکہ نئی زمین پر بننے والی عمارت میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ مدرسہ کی زمین وقف کی ہوئی تھی۔ جس پر مدرسہ تقریباً ۳۰ فٹ لمبا اور تقریباً ۲۰ فٹ چوڑا بنا ہوا تھا۔ اس پرانی عمارت کی جگہ نئی عمارت بنا کر مدرسہ چلایا بھی جائے تو اس میں بچوں کے آنے جانے کے لیے معقول راستہ بھی نہیں ہے کیونکہ اس کے اگل بخل جو لوگ آباد ہیں ان لوگوں نے اس راستہ کو ناجائز طریقہ سے قبضہ کر کے بہت ہی تنگ کر دیا ہے اس سے آنے جانے میں بہت دشواری ہو گئی ہے۔ بیہنو اتوجروا

المستفتی: اراکین دارالعلوم احسن البرکات، موضع کڑی بازار، ضلع سنت کبیر نگر
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب پرانے مدرسہ کی زمین وقف ہے تو اس پر چندہ وغیرہ کی رقم سے جو مدرسہ تعمیر ہے وہ بھی وقف ہے۔ اور وقف جس حالت پر ہو اس کو اسی حالت پر باقی رکھنا واجب ہے۔ اس لیے مدرسہ کی زمین و

عمارت کچھ بھی نہ توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی عمارت توڑ کر اس کے ملبہ کو تعمیر ہونے والے نئے مدرسہ میں لگا سکتے ہیں۔ قنادی ہند میں ہے: "لا یباع ولا یوہب ولا یورث کذا فی الہدایۃ" (ص ۳۵۰ ج ۲) اور در مختار میں ہے: "اذا تم ولزم لا یملک ولا یملک" (ص ۵۳۹ ج ۶) رد المختار میں ہے: "الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ" (ص ۳۸۸ ج ۴) قنادی ہند میں ہے: "لا یموز تغیر الوقف عن ہیئتہ" (ص ۲۹۰ ج ۲)

لہذا انتظامیہ حتی الامکان اس مدرسہ کی حفاظت کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مخدوش شدہ عمارت کی مرمت کرائے اور اس قدیم مدرسہ میں بھی کسی ایک مدرس کو رکھ کر چھوٹے بچوں کی پڑھائی کرائے اور نئے مدرسہ میں بڑے بچوں کو تعلیم دلائے۔

اور جن لوگوں نے مدرسہ کے راستہ پر ظلماً ناجائز غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ وہ لوگ ظالم جفا کار، سخت گنہگار، مستحق عذاب نار، لائق قہر قہار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "من اخذ من الارض شیئاً بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین" یعنی جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ ناحق لے لے تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں کی تہہ میں دھنسا یا جائے گا۔ (بخاری شریف، ص: ۳۳۲، ج: ۱) لہذا وہ لوگ دل میں خوف الہی پیدا کریں اور اس سے اپنے ناجائز قبضہ کو ہٹائیں اور علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ اگر یہ لوگ ایسا کر لیتے ہیں تو ٹھیک ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آئیں اور جس طرح بھی ہو سکے ناجائز قبضہ کو ہٹوائیں تاکہ راستہ کشادہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبۃ: غلام نبی نظامی علی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ جمادی الآخر ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ کی زمین پر مسجد یا شادی خانہ تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

ہم لوگوں نے مدرسہ کے نام پر زمین خریدی اور اس زمین پر ایک عمارت تعمیر کی اور مدرسہ قائم کیا اور ساتھ ہی ساتھ اس میں بچوں کو دین کی تعلیم دیتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اور جمعہ کی نماز بھی پڑھتے ہیں اب جب کہ ہم مدرسہ کی جگہ پر مسجد بنانا چاہتے ہیں تو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نیچے کے حصہ میں شادی خانہ بنایا جائے اور اوپر کے حصہ میں مسجد تعمیر کی جائے، لہذا ایسی صورت میں اب جہاں جس جگہ پر برسوں سے نمازیں قائم کیے اور کر رہے ہیں اس جگہ پر شادی خانہ تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں جب کہ اس جگہ کو مسجد کے بجائے مدرسہ ہی

کہتے ہیں۔ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں؟
المستفتی: حافظ سید محبوب قادری، چکلہ آمہ شریف، تعلقہ گیورائی ضلع بیڑ (مہاراشٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب مدرسہ کے نام پر زمین خریدی گئی اور اس پر مدرسہ کی ایک عمارت بھی تعمیر ہوگئی تو وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف ہوگئی، خواہ وہ زمین کسی نے وقف کی ہو یا چندہ کی رقم سے مدرسہ کی زمین خریدی گئی ہو۔ لہذا اب مدرسہ کی زمین پر نہ تو مسجد تعمیر کر سکتے ہیں اور نہ ہی شادی خانہ وغیرہ بنا سکتے ہیں کیونکہ تعمیر وقف جائز نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”لا يجوز تغيير الوقف“ ۱ھ (ص ۲۹۰ ج ۲) رد المحتار میں ہے: ”الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ“ ۱ھ (ص ۳۸۸ ج ۲)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”جو چیز جس غرض کے لیے وقف کی گئی ہے اس کو دوسری غرض کی طرف پھیرنا جائز نہیں“ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۵ ج ۶)

البتہ اس میں کوئی کمرہ بنا کر اسے نماز کے لیے خاص کر سکتے ہیں، مگر وہ جگہ مسجد کے حکم نہیں ہوگی۔ یہ حکم اس صورت میں جب کہ آغاز کار میں مدرسہ کے ساتھ مسجد کی تعمیر بھی منصوبہ میں شامل نہ ہو، یا شامل ہو مگر اس کا اعلان نہ کیا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد غلام نبی نظامی علمی
۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

تعمیر مسجد کے لئے مدرسہ سے قرض لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں

کہ ایک گاؤں کی مسجد تعمیر ہوئی تو اس کے تعمیری اخراجات کی تکمیل کے لیے تقریباً ایک لاکھ روپیہ مدرسہ کے فنڈ سے بطور قرض لیا گیا جس کو سات سال کا عرصہ گزر چکا مگر ابھی تک اہل بستی نے یہ قرض ادا نہیں کیا ہے اور مسجد کی آمدنی بھی اتنی نہیں ہے کہ اس سے ادا کیا جاسکے بلکہ مسجد کی دیگر اکثر ضروریات بھی اہل بستی کی امداد و اعانت ہی پر موقوف ہیں۔

ایسی شکل میں بستی کے لوگوں کا ادائیگی قرض سے لا پرواہی برتنا اس جانب کوئی توجہ نہ دینا شرعاً کیسا ہے؟ اور ایسے لوگوں کے لیے قرآن وحدیث میں کیا کیا وعیدیں آئی ہیں ان کو بالتفصیل بیان فرمائیں۔ خیال

رہے کہ اہل بستی استطاعت رکھتے ہیں مگر توجہ نہیں دیتے۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح فرمائیں کہ اگر اہل بستی نے مدرسہ کاروپہ واپس نہیں کیا تو آیا ایسے لوگ عبداللہ آخرت میں محاسبہ و مواخذہ کی زد میں آئیں گے کہ نہیں؟ اگر کچھ لوگ یہ خیال کر بیٹھیں کہ مسجد و مدرسہ دونوں خدا کے گھر ہیں اگر ایک کا مال دوسرے میں صرف ہو گیا تو کوئی برائی کی بات نہیں کیا شرعاً لوگوں کا یہ خیال درست ہے؟
المستفتی: محمد عبدالرشید قادری، پہلی بھتی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مدرسہ کے فنڈ سے مسجد کی تعمیر کے لیے قرض دینا حرام و گناہ ہے کہ یہ مدرسہ کے مال پر تعدی، زیادتی اور امانت میں خیانت ہے لہذا جن لوگوں نے قرض دیا ہے یا لیا، اس کی تجویز رکھی، اس کو خرچ کیا سب گنہگار ہوئے خاص طور پر ذمہ داران مدرسہ پر اس کا وبال لازم آیا۔ ہدایہ میں ہے لا یملك القرض من لا یملك التبوع كالوصی والصبی ۱۱ھ (ص ۶۰ ج ۳) لہذا مدرسہ کے ذمہ داران پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس کا تاوان ادا کر دیں۔ فتاویٰ خانہ میں ہے:

”رجل جمع مالا من الناس لينفقہ في بناء المسجد وانفق من تلك الدراهم في حاجة نفسه ثم ردد لها في نفقة المسجد... قالوا نرجوه في الاستحسان ان ينفق مثل ذلك من ماله في المسجد فيجوز و يخرج عن الوبال ۱۱ھ (ص ۲۹۹ ج ۳) ایسا ہی بہار شریعت ج ۱ ص ۸۵ میں بھی ہے۔“

چندہ جس خاص مقصد کے لیے کیا جاتا ہے اسے اس مقصد میں استعمال کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دیگر مقاصد میں صرف کرنا حلال نہیں اور اگر وہ غرض پوری ہو چکی ہو تو جنہوں نے دیا ہے ان کو واپس کر دیا جائے یا ان کی اجازت سے کسی دوسرے کام میں صرف کیا جائے بغیر ان کی اجازت کے دوسرے مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۳۵ ج ۶ اور فتاویٰ امجدیہ ص ۳۸ ج ۳ پر مرقوم ہے۔

اور جو لوگ یہ خیال خام کر بیٹھیں کہ مسجد و مدرسہ دونوں خدا کے گھر ہیں اگر ایک کا مال دوسرے میں صرف ہو گیا تو کیا ہوا شرعاً ان کا خیال درست نہیں ہے کہ چندہ دینے والوں کی اجازت کے بغیر چندہ کا مال کسی دوسرے امر میں صرف کرنا جائز نہیں ہاں جب چندہ دہندگان کا پتہ نہ چل سکے تو اب جس مقصد کے لیے چندہ ہوا ہے اس میں صرف کریں اس کے علاوہ دوسرے مقصد میں خرچ کرنا صحیح نہیں ہے مثلاً مدرسہ کے لیے چندہ ہوا ہے تو مدرسہ ہی میں صرف کریں نہ کہ مسجد میں کہ مسجد میں خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۶۸ ج ۶ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد رئیس برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹/۱۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دوسرے کی زمین اپنی سمجھ کر مسجد میں وقف کی

اس پر تعمیر مسجد بھی ہوگئی تو وہ مسجد ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید و عمرو نے آراضی کے پلاٹ خریدے جو متصل ہیں پہلے زید نے پلاٹ خرید ا بعد میں عمرو نے لیکن غلط فہمی کی وجہ سے عمرو کے خریدے ہوئے پلاٹ پر زید کا قبضہ ہو گیا اور زید کے خریدے ہوئے پلاٹ پر عمرو کا قبضہ ہو گیا اس کے بعد عمرو نے اپنے خریدے ہوئے پلاٹ کے ایک حصہ کو اس طرح مسجد کی تعمیر کے لیے دے دیا کہ میں نے اپنے مذکورہ پلاٹ کے کنارے والے حصہ کو اپنی ملک سے خارج کر کے اسے مسجد بنایا اور اس پر مسجد کی تعمیر کے لیے اجازت دیدی چنانچہ مذکورہ پلاٹ کے اس کنارے والے حصہ پر حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست اقدس سے تعمیر مسجد کے لیے سنگ بنیاد رکھوایا گیا۔ لیکن بعد میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ جس پلاٹ کو عمرو نے مسجد قرار دیا ہے اس کا مالک زید ہے۔ اور جس پلاٹ کو عمرو زید کی ملک سمجھتا رہا وہ درحقیقت عمرو کی ملک ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ زید کے اپنے پلاٹ کو عمرو کی طرف منتقل کرنے اور رجسٹری کے دفتر میں ان دونوں انتقالات کے بعد عمرو کے مذکورہ پلاٹ کو رجسٹری کے ذریعہ وقف کرنے میں تقریباً ایک لاکھ روپے کا خرچ ہے جس کو برداشت کرنا مشکل ہے۔ اس کے علاوہ وہ پلاٹ جس کو اب زید سے حاصل کر کے وقف کرنے اور مسجد بنانے کی ضرورت ہے وہ بد مذہبوں کے علاقہ سے بہت قریب ہے اس لیے آئے دن وہاں فتنہ و فساد ہونے کا امکان قوی ہے۔ ان باتوں کے پیش نظر عمرو اس پر راضی ہے کہ وہ مذکورہ پلاٹ کے عوض اپنا ایک دوسرا پلاٹ مسجد بنانے کے لیے دے دے دریاقت طلب امر یہ ہے کہ کیا مذکورہ پلاٹ کے بدلے عمرو یہ دوسرا پلاٹ مسجد بنانے کے لئے دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ جائز ہے تو عمرو نے اس سے پہلے جس پلاٹ کو مسجد قرار دیا ہے اور جس میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے اس کا کیا ہوگا؟

بیوا تو جروا المستفتی: محمد انتخاب عالم مدرسہ حبیبیہ ساکن گوجیدرہ، ضلع بھدرک، اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جس چیز کو وقف کیا جائے وقت وقف واقف کا اس چیز کا مالک ہونا ضروری ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ومنها الملك وقت الوقف" (ص ۳۱۸، ج ۲) اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "وقف کے وقت وہ چیز واقف کی ملک ہو" (بہار شریعت ص ۵، ج ۱۱)

جلد

لہذا صورت مسئلہ میں عمرو نے جو زمین مسجد کے لیے وقف کی وہ وقف نہیں ہوئی کہ وہ زمین عمرو کی ملکیت میں نہیں ہے بلکہ زید اس کا مالک ہے۔ ہاں اگر زید اس زمین کا معاوضہ یا بدل لے کر عمرو کو دے دے پھر عمرو اسے مسجد کے لیے وقف کرے تو صحیح ہے۔ یا عمرو اپنی ملکیت والی زمین کو وقف کرے تو اب اس میں مسجد بنانا جائز ہے۔ لیکن اگر ابھی تک زید و عمرو کے مابین پلاٹ کا، یا کم از کم حصہ مسجد والی زمین کا تبادلہ نہیں ہوا تو وہ جگہ مسجد نہ ہوئی، نہ ہی مسجد کے لیے وقف ہوئی۔ لہذا اس کے بدلے دوسری جگہ عمرو کا زمین دینا اور مسلمانوں کا زمین لینا جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مکتبہ: شمس الدین احمد علمی

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

دوسرے کی زمین پر مسجد بنائی تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد کی جگہ زید کی تھی، مگر اس پر قبضہ کسی غیر مسلم قوم کے فرد کا تھا تو وہ غیر قوم کا فرسجد کی جگہ کو مسجد کیٹی والوں کو فروخت کر دیا، پھر زید نے معلوم ہونے پر کورٹ میں غیر قوم کے فرد پر مقدمہ دائر کر دیا اور زید نے مقدمہ میں جیت بھی حاصل کی۔ اسی دوران زید نے مسجد کیٹی والوں سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مقدمے میں جیت ہوئی تو مسجد کی جگہ اور زیادہ جگہ بھی مسجد کیٹی کو دی جائے گی۔ اس دوران مسجد کی عمارت بن چکی تھی اور نماز جاری تھی، لیکن کچھ ہی مدت کے بعد یہ مسجد کی زمین زید سے کسی غیر قوم کے فرد نے خرید لی اور اس نے زید کو ایڈوانس رقم بھی ادا کر دی۔ اب مسجد کی جگہ کی ملکیت غیر قوم کے فرد کی ہو گئی، تو کیا ایسی صورت میں اس مسجد کی جگہ پر ہماری نماز ہوگی، کیونکہ یہ تمام واقعات جانتے ہوئے بھی ہمارے شہر کے قاضی نے جو ایک عالم دین ہیں، اس مسجد میں نماز پڑھائی اور روزانہ پنج وقتہ نماز جاری ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ بیٹھو اتوجروا۔

المستفتی: حافظ حبیب اللہ صدیقی بلہاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس زمین پر نماز پائیں معنی صحیح ہے کہ فرض ادا ہو جائے گا، لیکن وہاں نماز پڑھنا مکروہ بھی ہے یا نہیں، یہ اس بات پر موقوف ہے کہ زید نے جس غیر مسلم کے ہاتھ وہ زمین فروخت کی ہے وہ اس زمین پر مسلمانوں کے نماز پڑھنے پر راضی ہے تو کوئی کراہت نہیں، ورنہ کراہت ہے کہ عدم رضا کی صورت میں ارض

منصوب میں نماز پڑھنا قرار پائے گا۔

جب زید مقدمہ جیت گیا اور ثابت ہو گیا کہ وہ زمین زید کی ملکیت تھی تو مسجد والوں کو اپنے بائع سے فوراً ادا کر دہ دام واپس لینا چاہئے تھا، نہیں لیا تو اب واپس لیں اور نہ دے تو قانونی چارہ جوئی کریں اور زید کو چاہئے تھا کہ دام والے روپے اس غیر مسلم سے واپس دلا کر دوسرے کے ہاتھ بیچتا یا پھر مسجد کے لئے بیچ دیتا۔ واضح ہو کہ اس زمین کا مسجد کی شکل کی عمارت بنادینے سے وہ زمین مسجد نہ ہوئی، کیونکہ مسجد کمیٹی کے خریدنے کے بعد جب اس پر زید نے کورٹ میں یہ مقدمہ دائر کر دیا کہ ”یہ میری ہے“ اور کورٹ نے زید کے حق میں فیصلہ بھی دے دیا تو مسجد کے لئے وقف صحیح نہ ہوا، اگرچہ خریدار نے یعنی کمیٹی والوں نے مسجد بھی بنادی ہو۔

تویر الابصار میں ہے: وشرطه شرط سائر التبرعات۔ اھ۔

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے: وینقض وقف استحق بملك او شفعة وان جعله مسجدا۔ اھ۔

(ج ۶، ص ۵۲۳، کتاب الوقف)

بہار شریعت میں ہے ”ایک مکان خرید کر وقف کیا، اس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے، جس نے بیچا تھا اس کا نہ تھا اور قاضی نے مدعی کی ڈگری دے دی یا اس پر شفعہ کا دعویٰ کیا اور شفیع کے حق میں فیصلہ ہوا تو وقف فکست ہو جائے گا اور وہ مکان اصلی مالک یا شفیع کو مل جائے گا، اگرچہ خریدار نے اسے مسجد بنا دیا ہو۔“

(ج ۱۰، ص ۵۶)

اور زید کا مسجد کمیٹی والوں سے یہ وعدہ کرنا کہ اگر مقدمے میں جیت ہو گئی تو مسجد کی جگہ اور زیادہ جگہ بھی مسجد کمیٹی والوں کو دی جائے گی، اس قول سے وہ زمین مسجد کے لئے وقف نہ ہوئی کہ یہ وقف کا وعدہ اور اسے جیت پر معلق کرنا ہے اور وقف کا کسی شرط پر معلق کرنا اسے باطل کر دیتا ہے۔ درمختار میں ہے:

شرطه ان یکون منجز الا معلقا الا بکائن۔ اھ۔

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

كقوله اذا جاء غدا او اذا كلمت فلانا فارضى هذه صدقة موقوفة او ان شئت او

احبت يكون الوقف باطلا لان الوقف لا يمتثل التعليق بالخطر۔ اھ۔

(ص ۵۲۳، ج ۶، کتاب الوقف)

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۸۹ پر ہے:

البتہ محمد زید نے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرنا چاہئے، مگر اس کی وجہ سے جبراً مطالبہ نہیں ہو سکتا، ایشاہ میں ہے۔ لاجد علی الوفاء بالوعدہ اب حل کی راہ یہ ہے کہ مسجد کمیٹی والے غیر مسلم سے وہ زمین خرید لیں یا وہ

غیر مسلم عمارت کی قیمت ادا کر کے اس پر قابض ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد شاہد رضا ہاشمی

۱۰ ربیع الآخر، ۱۴۳۱ھ

مدرسہ میں زمین اس شرط پر دیا کہ مدرسہ بند ہو گیا

تو زمین واپس لے لیں گے، تو یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے گاؤں کے چند حضرات نے مدرسہ کے لئے اپنی اپنی زمین وقف کی، جس میں ایک آدمی جس کا نام خالد حسین ہے، اس نے اپنی زمین اس شرط پر وقف کیا کہ اگر مدرسہ بند ہو گیا تو اپنی موقوفہ زمین واپس لے لیں گے۔ مدرسہ قائم ہوا، تعلیم شروع ہوئی مگر چند سالوں کے بعد بوجہ مالی مجبوری مدرسہ بند ہو گیا۔ مدرسہ بند ہونے کے بعد خالد حسین اپنی موقوفہ زمین کسی بھی طرح واپس لینا چاہتا ہے۔ موقوفہ زمین کے حصول کے لئے گاؤں کے مدرسہ کے ذمہ داروں پر کیس بھی کر دیا۔ گاؤں والوں نے غریب بچوں کے تعلیمی نقصان کو دیکھ کر پھر سے دوبارہ مدرسہ شروع کر دیا۔ خالد حسین کا لڑکا برکت حسین جو عالم دین ہے اور ناگپور مہاراشٹر میں امامت کرتا ہے، ان کا کہنا ہے کہ کسی قیمت پر ہم مدرسہ کے لئے زمین نہیں دیں گے، چاہے جو ہو جائے۔ اب اس کی اس طرح کی گفتگو سے گاؤں والے پریشان ہیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے کہ نہیں۔ مذکورہ شرط کے ساتھ خالد حسین کا اپنی زمین وقف کرنا کیسا ہے؟ کیا موقوفہ زمین خالد حسین واپس لے سکتا ہے، جبکہ دوبارہ مدرسہ شروع ہو گیا ہے؟ مولانا برکت حسین کی وجہ سے جو گاؤں والوں میں بے چینی ہے، اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد انصار الحق قادری، سنگھنیا، ضلع، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صحت وقف کے لئے چند شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو وقف صحیح نہ ہوگا۔ انہیں شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وقف کو کسی شرط پر معلق نہ کیا جائے اور دوسری شرط تابید ہے، یعنی وقف ہمیشہ کے لئے ہو، لہذا اگر ایک مہینہ کے لئے وقف کیا اور جب مہینہ پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔

تیسری شرط جو خاص طور پر یہاں ضروری ہے۔ بہار شریعت میں ان الفاظ میں مذکور ہے 'وقف بالآخراہیسی جہت کے لئے ہو جس میں انقطاع نہ ہو، الخ۔' (بہار شریعت، ج ۱۰، ص ۵۹، بیان شرائط وقف) ان شرائط کی روشنی میں مسئلہ دائرہ کا جائزہ لیجئے۔ خالد حسین کا مدرسہ بند ہونے کی صورت میں وقف کو واپس لینے کی شرط یقیناً تاہید کے خلاف ہے اور اس میں انقطاع بھی ہے، لہذا وہ وقف صحیح نہ ہوا۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: (ومنها) التاہید وهو شرط علی قول الكل۔ (ج ۲، ص ۳۵۶) اور فتاویٰ خانپہ میں ہے:

ولو قال ارضی ہذا صدقۃ موقوفۃ شہرا فاذا مضی شہر فالوقف باطل کان الوقف باطلا فی الحال فی قول ہلال رحمہ اللہ تعالی لان الوقف لا یجوز الا مؤبداً فاذا کان التاہید شرطاً لا یجوز مؤقتاً۔ (ج ۳، ص ۳۰۴)

لہذا صورت مذکورہ میں خالد حسین کی وہ زمین واپس کی جائے۔ مولانا برکت کا یہ کہنا کہ ہم مدرسہ کو زمین نہیں دیں گے، یہ انداز اچھا نہیں۔ اختیار ہے کہ وہ دیں یا نہ دیں، لیکن عوام سے اس طرح بات نہ کرنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شمیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ رجب المرجب، ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ کی فریج مدرس یا ناظم گھر لے جاسکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مدرسہ کی فریج (Fridge) جو مدرسہ کے استعمال کے لئے خریدی گئی ہے کیا مدرسے کا کوئی مدرس یا اس کا ناظم چھٹی کے دنوں میں اپنے گھر استعمال کے لیے لے جاسکتا ہے؟ ہینوا توجروا۔ المستفتی: احمد، غفار کلاتھراستور، گوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مدرسہ کی فریج کسی شخص کا اپنے گھر لے جا کر استعمال کرنا حرام و گناہ ہے وجہ یہ ہے کہ فریج یا تو کسی نے مدرسہ میں وقف کی ہے یا مدرسہ میں دیئے گئے چندے سے خریدی گئی ہے تو بھی وہ وقف ہی ہے اور وقف کا حکم یہ ہے کہ واقف نے جس غرض کے لئے اس کو وقف کیا ہے یا جس مقصد کے لئے فریج خریدی گئی ہے اسی مقصد میں صرف کرنا واجب ہے دوسرے میں صرف کرنا جائز نہیں اور اس کی غرض عرفاً ظاہر ہے کہ مدرسہ کے اساتذہ، طلبہ وغیرہ مدرسہ میں استعمال کریں، لہذا مدرسہ کی فریج جو مدرسہ کے استعمال کے لئے خریدی

گئی ہے مدرسہ کا کوئی مدرس یا ناظم چھٹی کے دنوں میں یا کسی بھی دن اپنے گھر استعمال کے لئے نہیں لے جاسکتا۔ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہم بقوی تحریر فرماتے ہیں:

”استعمال مذکور حرام ہے چندہ دہندہ کرے یا کوئی، مال وقف خود واقف کو حرام ہے کہ اپنے صرف میں لائے یہاں تک کہ اگر نفس وقف غیر اہلی میں اس نے شرط کر لی ہو کہ اپنی حیات تک میں اپنے صرف میں لاسکوں گا تو شرط باطل ہے اور تصرف حرام فتاویٰ خلاصہ ج ۲، ص ۵۷۰: رجل جعل فرسہ للسبیل علی ان یمسکہ مادام حیا ان امسکہ للجهاد له ذلك لانه لو لم يشترط كان له ذلك لان لاجل السبیل ان يجاهد عليه و ان اراد ان ينتفع به في غير ذلك لم يكن له ذلك و صح جعله للسبیل“ ۱۱

(فتاویٰ رضویہ، ص ۳۵۴، ج ۶)

فقہا فرماتے ہیں کہ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد یا عید گاہ میں عاریت دینا ناجائز ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے یوہیں ایک مدرسہ کی چیز دوسرے مدرسہ میں عاریت دینا ناجائز ہے کہ یہ بھی وقف کا بے جا استعمال ہے تو اپنے گھر لے جا کر استعمال کرنا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد حسین رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۵ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وقف میں شرط لگانا کیسا ہے؟ وقف کے وقت شرط لگانی کہ پوری زمین میں مسجد

بنائی جائے تو اس زمین سے گلی نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

کیا واقف کے لئے وقف قائم کرتے وقت کچھ جائز باتوں کا وقف نامہ میں تجویز کرنا شرعاً درست ہے؟ وقف نامہ میں جو باتیں واقف کی طرف سے لکھی ہوئی ہیں وہ شرعاً درست ہیں کہ نہیں؟ وقف نامہ کی تحریر اس طرح ہے کہ موقوفہ زمین کی لمبائی چوڑائی لکھ کر زمین پر پہلے سے ہی بھری ہوئی بنیاد کی نشاندہی کر کے زمین برائے تعمیر مسجد وقف ہے۔ تحریر میں یہ صراحت ہے کہ سب موقوفہ زمین مسجد کی چار دیواری کے اندر ہے ایسی صورت میں وقف نامہ کی تحریر سے ہٹ کر مسجد اپنا رقبہ اور اپنی زمین کم کر کے اندر کی طرف کھسک کر پہلے سے بنی ہوئی بنیاد سے پیچھے ہٹ کر اپنی دیوار قائم کرے یا کسی طرح مسجد کی تعمیر کے لئے متعینہ رقبہ کم کر کے موقوفہ زمین کا کچھ حصہ کسی نئی گلی کو وجود میں لانے کے لئے راستے میں شامل کر دیا جانا شرعاً درست ہے کہ نہیں؟ جواب

سے سرفراز فرمائیں۔ المستفتی: عقیل احمد مصباحی سکراول پورب نانڈہ امبیڈکرنگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب واقف کے لئے وقف کرتے وقت وقف نامہ میں ایسی باتیں تجویز کرنا جو خلاف شرع نہ ہوں جائز و درست ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

”ان شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع“ (ج ۶، ص ۵۲۷، مطلب شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع) اور وقف نامہ میں واقف کی طرف سے جتنی باتیں مذکور ہیں سب درست ہیں ان پر عمل کرنے میں شرعی طور پر کوئی خرابی نہیں ہے۔

وقف نامہ کی تحریر کا لحاظ نہ کرتے ہوئے پوری موقوفہ زمین میں مسجد نہ بنانا اور موقوفہ زمین کا کچھ حصہ کسی نئی گلی کو وجود میں لانے کے لئے راستہ میں شامل کر دینا جائز و گناہ ہے کیوں کہ واقف نے وقف نامہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ جتنی زمین ناپ کر دی ہے پوری پر مسجد کی دیوار اٹھائی جائے کسی طرف سے زمین نہ چھوڑی جائے۔ اور وقف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۵۰ میں ہے، درمختار میں ہے:

”شرط الواقف كنص الشارع ای فی المفهوم و الدلالة“ (فوق ردالمحتار ج ۴، ص ۴۳۳، فصل بیر اعی شرط الواقف فی اجارته) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲ ربیع النور ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زمین مسجد پر وقف کی، موت کے وقت لوگوں کے سامنے

اقرار بھی کیا مگر لڑکا قبضہ کئے ہوئے ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے اپنی سولہ بگہہ زمین مسجد میں وقف کرتے ہوئے رجسٹری بھی کر دی، کاغذات آج بھی سرکاری دفتر میں موجود ہیں، دم آخری دوبارہ جملہ عوام کے سامنے زید نے وصیت بھی کر دی کہ لوگو! میری وقف کردہ زمین میرے مرنے کے بعد ایک انچ بھی میرے لڑکے بکر کو مت دینا یہاں تک کہ میرا یہ سونا اور لوٹا ہے اسے بھی مت دینا ورنہ قیامت کے دن آپ لوگوں کا دامن گیر ہوں گا۔ جب تک زید زندہ رہا کھیت کی فصل و

آمدنی مسجد ہی میں دیتا رہا زید کے انتقال کے بعد بکر نے اپنی حکمت عملی سے کمیٹی کے چند افراد کو توڑا اور اپنے اشارے پر چلنے کے لئے تیار کیا اس کے بعد یہ کہتے ہوئے وقف کردہ زمین پر قبضہ کر لیا کہ ہمارے والد یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہوئے ہیں کہ بیٹا بکر تم اس زمین پر قبضہ کر لینا مسجد میں نہیں دینا یہ سب گواہ ہیں، مگر عوام کا کہنا ہے کہ مسجد کے اندر شرعی ثبوت پیش کر دیں ہم لوگ مان لیتے ہیں، مگر بکر کی جانب سے مسجد کے اندر شرعی ثبوت دینے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوا صرف کمیٹی سے نکلے ہوئے چند افراد آج بھی موجود ہیں جو صرف بکر کے اشارے پر چلتے ہیں مگر مسجد کے اندر ثبوت دینے کے لئے تیار نہیں، عوام کا کہنا ہے کہ جب مسئلہ ہے کہ مسجد کے جھاڑو کا ایک تنکا بھی آپ اپنے استعمال میں نہیں لاسکتے پھر اس کھیت کی فصل و آمدنی بکر اپنے استعمال میں کیسے لاسکتا ہے؟ (۱) جو بکر کا ساتھ یہ جانتے ہوئے دے کہ وہ ظالم ہے اس کے باوجود ظالم کو قوت دینے کے لئے اس کا ساتھ دے رہے ہیں، شرعی اعتبار سے بکر کا ساتھ دینے والوں پر کیا حکم نافذ ہوگا؟ (۲) بکر اس کھیت کو آمدنی اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں لاسکتا پھر بکر پر شرعی اعتبار سے کیا حکم نافذ ہوگا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جو اب عنایت فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر واقعی زید نے اپنی سولہ بیگمہ زمین مسجد کے لئے وقف کر دی تھی اور اس کی رجسٹری موجود ہے اور اس کے گواہ بھی معلوم جو وقف کی گواہی دیتے ہوں تو بکر کا وہ دعویٰ عبث ہے اور زمین مسجد کی ہے۔ اس تقدیر پر بکر غاصب، ظالم جفا کار سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً موقوفہ زمین سے اپنا قبضہ ہٹالے اور اس زمین کو مسلمانوں کے حوالے کر دے اور جتنے دنوں تک اس زمین میں کاشتکاری کی ہے اس کا ضمان دے۔ اگر وہاں کے عرف میں کاشتکار اور مالک زمین کے مابین پیداوار بطور حصہ منقسم ہوتی ہو تو بکر اتنے دنوں کی پیداوار کا حساب لگا کر جتنا حصہ مسجد کا آئے اتنا غلہ مسجد کے حوالہ کر دے۔ اور اگر اس تعلق سے وہاں والوں کا کوئی عرف ہی نہ ہو اور اجر مثل لینے میں مسجد کا فائدہ ہو تو بکر اجر مثل دے یعنی اس علاقہ میں کاشت والی زمین جتنی رقم میں لوگ کرایہ پر لیتے ہیں اسی حساب سے کاشتکاری کے ایام کا کرایہ دے۔ در مختار میں ہے:

”و اما فی الوقف فتجب الحصة او الاجر بكل حال۔ فصولین۔ رد المحتار میں اسی کے تحت ہے۔“ عبارة الفصولین الا فی الوقف فیجب فیہ الحصة او الاجر ہای جهة زرعتها او سکنها اعدت للزراعة اولاً“ (کتاب الوقف، ج ۶، ص ۱۹۵)

رد المحتار میں ہے:

”وان كانت وقفاً فان ثمة عرف وكان النفع اعتبار ولا فاجر البطل لقولهم يعني بما هو النفع للوقف“ (مطلب مهم ج ۶، ص ۱۹۶)

اور وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی الوسع اس زمین کو غصب ہونے سے بچائیں۔ قادیان رضویہ میں ہے۔ ”مسلمانوں پر فرض ہے حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔“ (ج ۶، ص ۳۵۰) اگر بکر اس زمین سے دست بردار ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کر دیں اور اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سلام و کلام بند کر دیں اور قانونی چارہ جوئی وغیرہ جس طرح بھی ممکن ہو اس کے قبضے سے آزاد کرائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَإِنَّمَا يُنِيدُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَ بَعْدَ الذِّكْرِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“

(سورة الانعام-۶۸)

اور جو لوگ بکر کو ظالم و جابر جانتے ہوئے بھی اس کی حمایت کر رہے ہیں وہ بھی فاسق و فاجر گنہگار مستحق عذاب ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ بکر کا ساتھ چھوڑ دیں اور اس کی حمایت سے باز آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ (سورة المائدہ آیت ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی

۱۱ ربیع النور ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ کی عمارت بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

شہر ناسک کا قدیم سنی ادارہ بنام جامعہ اہل سنت صادق العلوم ۱۹۸۲ء میں شاہی مسجد کی زمین میں کرایہ کے طور پر قائم کیا گیا تھا۔ فی الحال اس زمین پر تین منزلہ عمارت کھڑی ہے۔ اس طویل مدت میں ابھی تک ارکان جامعہ نے مسجد کو کسی مہینے کا کرایہ نہیں دیا ہے۔ ایسی صورت میں متولیان مسجد چاہتے ہیں کہ جامعہ کی پوری عمارت خرید لیں اور کرایہ کا معاملہ ختم کر دیں، لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۱۹۸۲ء میں عمارت پر جو رقم لگی تھی، دینی پڑے گی یا آج کی حیثیت کا اعتبار ہوگا؟ بیوقوف تو جروا۔

المستفتی: حاجی غیاث الدین عبدالقادر کوکنی رضوی شاہی مسجد، ناسک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مدرسہ کی یہ عمارت بیچنا جائز نہیں کہ وہ عمارت مدرسہ کے لئے وقف ہے اور وقف کی بیع ناجائز و باطل ہے۔ در مختار میں ہے:

فاذا تم ولزم لا یملك ولا یمك، اھ (ج ۶، ص ۵۳۹)

اس لئے مدرسہ والوں پر واجب ہے کہ مسجد کی زمین کا کرایہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرتے رہیں، یہاں تک کہ ادا ہو جائے۔ رہ گئی یہ بات کہ وہ عمارت وقف ہے، اس کا ثبوت بہار شریعت کا یہ جزئیہ ہے۔ ”زمین کسی نے عاریت یا اجارہ پر لی، پھر اس میں مکان بنا کر وقف کر دیا۔ یہ وقف ناجائز ہے اور اگر زمین مختار ہے، یعنی اسی لئے اجارہ پر لی ہے کہ اس میں مکان بنائے یا پیڑ لگائے، ایسی زمین پر مکان بنا کر وقف کر دیا تو یہ وقف جائز ہے۔“ (بہار شریعت، ح ۱۰، ص ۶۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شمیم مصباحی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وقف قولی کیا مگر وقف نامہ لکھتے وقت تبدیل کی شرط لگائی

تو معتبر ہے یا نہیں؟ گورنمنٹی زمین کا وقف صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ زید اپنی جگہ ۲۶ ڈسمل جسے وہ اپنی رہائش کے مکان کے لئے خریدا تھا مدرسہ کے نام قولی وقف کر دیا اور کمیٹی کے قبضہ میں دیدیا کچھ سال کے بعد جب اس کی ضرورت پڑی تو وہ ۲۶ ڈسمل سے آٹھ ڈسمل اپنے لئے رکھ لیا اور اس کے بدلے میں سات ڈسمل کا شکاری زمین جس کی قیمت اس وقت بہت زیادہ تھی مدرسہ کو وقف کر دیا اور وقف کردہ جگہ وزمین سرکاری دفتر میں رجسٹری کر دیا یعنی مدرسہ کے نام وقف دلیل کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ متولی مقرر کر دیا متولی اور کمیٹی اس تہادلہ پر راضی ہو گئے تقریباً ۲۵ سال کے بعد فی الحال عمرویہ اعتراض کرتا ہے کہ واقف زید کی یہ کارروائی شریعت کی رو سے صحیح نہیں ہے اپنے لئے رکھی گئی آٹھ ڈسمل زمین کے مالکانہ تصرف کا حق زید کو نہیں ہوگا بلکہ مدرسہ کو ہوگا کیونکہ یہ شریعت کے خلاف ہے کہ وقف کا کچھ حصہ واقف اپنے استعمال میں لائے مگر خالد کہتا ہے کہ بہار شریعت حصہ دہم میں ہے واقف جائداد موقوفہ کے تہادلہ کی شرط لگا سکتا ہے کہ میں یا فلاں شخص جب مناسب جانیں گے اس کو دوسری جائداد سے بدل دیں گے پہلے وقف میں یہ لکھا کہ میں نے اسے وقف کیا اس کو نہ بیع کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے وغیرہ پھر آخر میں

یہ لکھا کہ متولی کو یہ اختیار ہے کہ اسے بیچ کر دوسری زمین خرید کر اسی جگہ پر وقف کر دے تو اگرچہ پہلے لکھ چکا کہ بیچ نہ کیا جائے مگر اس کی بیچ جائز ہے کہ آخر کلام اور کلام کا نسخ ہے یا موضح ہے۔ اگر متولی کے لئے تبادله کی شرط مذکور ہے اور واقف نے اپنے لئے ذکر نہیں کی جب بھی واقف تبادله کر سکتا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقف کو اختیار ہے کہ وہ وقف کی جگہ کو بہتر جگہ سے تبادله کر سکتا ہے اور یہاں کا معاملہ یہ ہے کہ واقف نے متولی مقرر کرنے سے پہلے اس جگہ کو قوی وقف کیا ہے پھر چونکہ اس جگہ کوئی قسم کی آمدنی نہیں ہے کہ مدرسہ کے کام میں صرف ہو مدرسہ کی ترقی کے لئے آمدنی والی جگہ سے موقوف کا کچھ حصہ تبادله ہوا ہے خود واقف سے پھر اس تبادله کو ہونے والے متولی اور کمیٹی نے بھی منظور کیا ہے۔ لہذا یہ تبادله شریعت کی رو سے جائز ہے۔ لہذا رکھی گئی ۸ ڈسمل جگہ کے مالکانہ تصرف کا حق خود واقف کو ہے تو کس کا قول شریعت کی رو پر صحیح ہے؟ عمر کا یا خالد کا اگر عمر و کا صحیح ہے تو اس جگہ کے بدلہ میں جو زمین مدرسہ کے نام وقف دلیل ہوا ہے اس کے متعلق حکم شرع کیا ہے؟

(۲) چار بھائیوں نے اپنی ایک مشترکہ جگہ ہندہ کو فروخت کر دیا اس جگہ کے ساتھ کچھ سرکاری جگہ بھی شامل تھی تو ایک بھائی اس سرکاری جگہ کو مسجد کو وقف کر دیا مگر سرکاری بندوبست میں سرکار نے اس جگہ کو ہندہ کے نام ریکارڈ کر دیا اب بکر کہتا ہے کہ وہ جگہ چونکہ وقف کردہ ہے ہندہ سے زبردستی چھین لیا جائے آیا یہ شریعت کی رو پر کیا ہے سرکاری جگہ جس کا مالکانہ کاغذات ابھی کسی کے نام نہیں ہوا ہے وہ جگہ مسجد کو وقف ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقہار رضوی بالاسور، اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) وقفی زمین کا تبادله ناجائز و حرام ہے خواہ واقف کرے یا کوئی اور البتہ جب واقف وقت وقف تبادله کی شرط لگا دے یا وقف بالکل قابل انتفاع نہ رہے تو تبادله ہو سکتا ہے۔ رد المحتار کتاب الوقف مطلب فی استبدال الوقف و شروطہ میں ہے:

"اعلم ان الاستبدال علی ثلثة وجوه الاول ان یشترطه الواقف لنفسه او لغيره او لنفسه و غیره فالاستبدال فیہ جائز علی الصحیح وقیل اتفاقاً والثانی ان لا یشترطه سواء شرط عدمه او سکت لکن صار بحیث لا ینتفع به بالکلیة بان لا یحصل منه شیء اصلاً اولایفی عمؤنته فهو ایضاً جائز علی الاصح اذا کان باذن القاضی و رأیه المصلحة فیہ۔"

(ج ۶ ص ۵۸۳)

اور فتاویٰ رضویہ میں امام طرابلس کی اسعاف کے حوالہ سے ہے لا یموز له أن یفعل الا ما شرط وقت العقد (ج ۶ ص ۳۲۲) اور رد مختار کتاب الوقف میں ہے "و شرط فی البحر خروجہ عن"

الانتفاع بالکلیة (ج ۶ ص ۵۸۵)

سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید نے وقت وقف ایسی کوئی شرط نہ رکھی تھی اولاً قوی وقف کر دیا اور کمیٹی کے قبضہ میں دے دیا پھر بعد میں وقف نامہ لکھا اور اس کے آخر میں تبادلہ کی شرط رکھی اگر ایسا ہی ہے تو زید کا تبادلہ کرنا ناجائز و حرام ہے کہ وقف قوی بلا شرط تبادلہ تام و لازم ہو چکا پھر بعد میں اس میں شرط تبادلہ لگانے کا حق اسے نہ رہ گیا اسے چاہیے کہ مدرسہ کی زمین اپنے قبضہ سے خالی کر کے مدرسہ کو واپس کرے رہ گئی کاشت والی ڈھل زمین جسے اس نے وقف دلیل کیا ہے وہ بھی مدرسہ کے لئے وقف ہو گئی ہے اور اس کی ملک سے نکل چکی ہے لہذا اسے بھی واپس نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کسی شخص کا گورنمنٹ کی زمین کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے جب کہ وقف کے لئے ملک شرط ہے۔ رد المحتار کتاب الوقف میں ہے: "أفاد أن الواقف لا يثبت أن يكون مالكة وقت الوقف ملكاً تائماً ولو بسبب فاسد." (ج ۶ ص ۵۲۳)

فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف میں ہے۔ "ومنها الملك وقت الوقف" (ج ۲ ص ۳۵۳)
لہذا حکومت کے کارندوں نے وہ زمین اگر واقعی ہندہ کے نام ریکارڈ کر دیا ہے تو اسے ہندہ سے چھین کر اس پر مسجد بنانا ہرگز جائز نہیں ہاں اگر ہندہ وہ زمین اب وقف کرنا چاہے تو کر سکتی ہے کہ وہ اس کی مالک ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد فیض علی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

مسجد کے لئے وقف کردہ زمین بیچنا کیسا ہے؟ بیچنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

موقوفہ زمین پر جو مکانات بن چکے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

زید نے ایک زمین حصول ثواب کی خاطر بغیر شرط استبدال کے ایک مسجد کو وقف کی اس مسجد کے متولیان نے اس زمین کے الگ الگ حصے کر کے مکان بنانے کے خاطر لوگوں کو بیچ دی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) اس قلمی زمین کو بیچنا کیسا؟ (۲) عدم جواز کی صورت میں ان متولیان پر کیا حکم شرع عائد ہوتا ہے؟ (۳) موقوفہ زمین پر جو مکانات بن چکے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟ بیٹو اتوجروا۔

المستفتی: غلام علی غفور مقام و پوسٹ پارکھیٹ، ضلع بھڑوچ گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) جو زمین مسجد کے لئے وقف کی گئی وہ زمین ہمیشہ کے لئے مسجد پر وقف ہوگئی اب وہ کسی کی ملکیت نہ رہی۔ خالص اللہ تعالیٰ کی مملوکہ ہے۔ اس میں کسی طرح کی تبدیلی و انتقال جائز نہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس موقوفہ زمین کو خریداروں کی ملک سے استطاعت بھر نکالنے کی کوشش کریں۔ اور خریداروں کو روپے واپس کر کے وقف کو اپنی اصلی ہیئت پر واپس لائیں۔

عناویہ میں ہے "اذا لزم الوقف لم یجز بیعہ ولا تملیکہ" جب وقف لازم ہو گیا تو نہ اس کی بیع جائز ہے اور نہ تملیک۔ (ج ۶ ص ۲۰۴)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے "لا یباع ولا یوہب ولا یورث کذا فی الہدایۃ" وقف کی نہ خرید و فروخت ہو سکتی ہے، نہ کسی کو ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس میں وارثت جاری ہوگی جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ (ج ۲ ص ۳۵۰)

ردالمحتار میں ہے "الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ" وقف کو اس کی اصلی ہیئت پر باقی رکھنا واجب ہے (ج ۶ ص ۵۸۹)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے "لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئتہ" وقف کو اس کی اصلی ہیئت سے بدلنا ناجائز ہے۔ (ج ۲ ص ۴۹۰)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "وہ کہ واقف نے مسجد پر وقف کیا ہے اسے کوئی نہیں بیچ سکتا نہ متولی، نہ اہل محلہ، نہ حاکم، نہ کوئی (ج ۶ ص ۴۴۲) نیز اسی میں ہے "مسلمانوں کو تغیر وقف کا کوئی اختیار نہیں، تصرف آدمی اپنی ملک میں کر سکتا ہے وقف مالک حقیقی جل و علا کی ملک خاص ہے۔ اس کے بے اذن دوسرے کو اس میں کسی تصرف کا اختیار نہیں۔ (ج ۶ ص ۳۸۱) واللہ تعالیٰ اعلم"

(۲) متولیان وقف کے امین ہوتے ہیں اور امانت کو بیچنے کا ان کو کوئی اختیار نہیں لہذا یہ متولیان امانت میں خیانت و تعدی کی وجہ سے سخت گنہگار و مستحق عذاب نار ہیں۔ ان پر توبہ و استغفار لازم ہے اور اہل محلہ پر بشرط استطاعت لازم کہ ان کو تولیت سے معزول کر کے کسی دیندار و ہوشیار شخص کو مقرر کریں۔

بمراۃ "کتاب الوقف" میں ہے: "وقد منا انہ لا یعزلہ القاضی بمجرد الطعن فی امانتہ ولا یخرجه الا بخیانۃ ظاہرۃ بہینۃ وان له ادخال غیرہ معہ اذا طعن فی امانتہ وانہ اذا اخرجہ ثم تاب و اناب اعادۃ وان امتناعہ من التعمیر خیانۃ و کذا لو باع الوقف أو بعضہ أو تصرف غیر جائز عالمابہ۔"

ہم پہلے بیان کر چکے کہ قاضی متولی کو محض طعن و تشنیع کی وجہ سے معزول نہ کرے گا اور نہ اس کو تولیت سے خارج کرے گا مگر ایسی خیانت کی وجہ سے جو دلیل سے ظاہر ہو اور قاضی کو اختیار ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے کو متولی مقرر کر دے جب اس کی امانت میں طعن و تشنیع کی جائے اور قاضی نے جب متولی کو تولیت سے خارج کر دیا پھر متولی نے توبہ کر لی تو اس کو تولیت واپس دے سکتا ہے اگرچہ اس کا تعمیر سے منع کرنا خیانتناہ ہو اور اسی طرح اگر متولی وقف کو بیچ دے یا اس کے کسی جز کو بیچ دے یا جان بوجھ کر ناجائز تصرفات کرے تو بھی یہی حکم ہے۔“ (ج ۵ ص ۲۴۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان جانا مد موثوقہ کی بیچ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ”یہ حرام قطعی ہے متولی خواہ غیر کسی کو اصلاً ان کا اختیار نہیں متولی اگر ان میں سے کوئی صورت کرے گا تو خائن ہوگا اور واجب ہوگا کہ فوراً نکال دیا جائے اور وقف اس کے قبضہ سے نکال کر کسی متدین خدا ترس کو حسب شرائط واقفہ سپرد کیا جائے۔ اس صورت کی حرمت تو ظاہر ہر شخص جانتا ہے کہ الوقف لامملک لایباع ولا یورث (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۴۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جو مکانات وہاں بنا دیے گئے ان کے مالکوں کو جس قیمت پر انہوں نے زمین خریدی تھی وہ قیمت واپس کی جائے اور ان کو حکم دیا جائے کہ اپنے مکانات توڑ کر وقتی زمین کو خالی کر دیں یا مکان وقف کے کام کا ہو تو اسے کم سے کم دام پر خرید بھی سکتے ہیں۔

فتاویٰ خانیہ میں ہے: ”رجل غصب أرضاً موقوفة علی الفقراء أو علی وجه من وجوه البرکان للقیمة أن یستردها من الغاصب فإن کان الغاصب زاد فی الارض من عنده ان لم تکن الزیادة مالا متقوماً بأن کرب الارض او حفر النهر او القی فیہ السرقة و اختلط ذلك بالتراب فصار بمنزلة المستهلك فإن القیم یسترده الارض من الغاصب بغير شیء وان کانت الزیادة مالا متقوماً کالبناء والشجر یومر الغاصب برفع البناء و قلع الاشجار ورد الارض ان لم یضر ذلك بالوقف وأن اضر بالوقف بأن تخربت الارض بقلع الاشجار والدار برفع البناء لم یکن للغاصب ان یرفع البناء و یقلع الاشجار الا أن القیم یضمن قیمه الغرس مقلوعة و قیمه البناء مرفوعاً. (ج ۳ ص ۳۳۷)

اس کی تفصیل بہار شریعت میں اس طرح ہے ”وقتی زمین کسی نے غصب کر لی اور غاصب نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے اگر یہ زیادت مال محقوم نہ ہو مثلاً زمین کو جوت کر ٹھیک کیا ہے یا اس میں نہر کھدوائی ہے یا کھیت میں کھاڈ لوائی ہے جو مٹی میں مل گئی تو غاصب سے زمین واپس لی جائے گی اور ان چیزوں کا کچھ

معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ زیادت مال معقوم ہے مثلاً مکان بنایا ہے یا بیڑ لگائے ہیں تو اگر مکان یا درخت کے نکالنے سے زمین خراب نہ ہو تو غاصب سے کہا جائے گا اپنا عملہ اٹھالے یا بیڑ اکھاڑ لے اور زمین خالی کر کے واپس کر دے اور اگر مکان یا درخت جدا کرنے میں زمین خراب ہو جائے گی تو اکھڑے ہوئے درخت یا نکالے ہوئے عملہ کی قیمت غاصب کو دی جائے گی اور غاصب کو یہ بھی اختیار ہے کہ زمین کے اوپر سے درخت کو اس طرح کاٹ لے کہ زمین کو نقصان نہ پہنچے (ح ۱۰ ص ۱۱۰)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”ضرور مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے:

قال تعالیٰ لَا يُصِيبُكُمُ النَّصِيبُ وَلَا تَخْصَصُ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ۔ (ج ۶ ص ۳۵۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد محسن مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

مسجد کو بیچی ہوئی زمین میں سے کچھ زمین کی قیمت واپس کر کے لے سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ دارالعلوم تینفہ فیض الرسول مہوا، ویشالی کے پیچھے ایک شخص کی زمین تھی اس نے اس میں سے کچھ بچا کر بیچنا چاہا مگر لوگوں کے دباؤ میں آ کر پوری زمین مسجد کے نام پر فروخت کر دی تو کیا مسجد کی ضرورت سے زائد زمین کو واپس لے کر قیمت واپس کر سکتا ہے جب کہ زمین رجسٹری نہیں ہوئی زبانی سودا ہوا تھا؟

المستفتی: مولانا عبدالعلی فریدی، حاجی پور، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ بیع تام و لازم ہو کر زمین مسجد کے لئے وقف ہو گئی لہذا بائع اب کسی بھی حال میں کچھ بھی زمین واپس نہیں لے سکتا۔ زمین خریدنے کے لئے جن مسلمانوں نے چندہ دیا تھا وہ چندہ ان کی ملک پر تھا پھر جب ان کے چندہ سے مسجد کے لئے زمین خرید لی گئی تو وہ زمین ان سب کی طرف سے مسجد کے لئے وقف ہو گئی کہ ان سب کا مقصود تابدید ہے کسی چندہ دینے والے کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ میں اس کے ایک جز کا مالک رہوں گا بلکہ سب کا مقصد اپنی ملک سے خارج کر کے ہمیشہ کے لئے نفع مسلمین کے واسطے کر دینا ہوتا ہے۔

اب جب کہ وہ زمین بیع صحیح کے ساتھ وقف ہو گئی تو بائع کے لئے اس کے کسی جز کا واپس لینا جائز نہ

رہا کہ بہ ایک جدید بیع ہوگی اور وقف کی بیع ناجائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”چندہ چندہ دہندوں کی ملک پر رہتا ہے اور محصل کا ان کے اذن عرفی سے غلط کر لینا اسے مالک نہ کر دے گا اور جب کہ انہوں نے مدرسہ بنانے کے لئے خالد کو چندہ دیا تو اسے شراہ زمین و تعمیر کا مازون کیا اور ان کا روپیہ ان کے اذن سے اس نے شراہ و تعمیر میں صرف کیا تو وہ زمین و عمارت تمام مشتریوں اور چندہ دہندوں کی ہوئی جس کا ایک پیسہ چندہ ہو اور جس کا ہزار روپے سب شریک ہیں اور جب کہ دینی مدرسہ نفع عام مسلمین کے لئے بنانا مقصود تھا اس میں کسی کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ میں کسی جز کا مالک رہوں اور اس سے انتفاع ایک مدت محدود تک ہو پھر میری ملک میں واپس آئے جب کہ اپنی ملک سے خارج کر کے ہمیشہ کے لئے نفع مسلمین کے واسطے کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہی حاصل وقف ہے تو اگر چہ نضا وہ سب لفظ وقف نہیں کہتے عرفاً دلالتہ وقف کرتے اور وقف ہی سمجھتے ہیں ذخیرہ و خانیہ و عالمگیریہ میں ہے:

رجل له ساحة لا بناء فيها امر قوماً ان يصلوا فيها بجماعة فان امرهم بالصلاة فيها ابدا نصاباً قال صلوا فيها ابدا او امرهم بالصلاة مطلقاً ونوى الابد صارت الساحة مسجد او ان وقت بالشهر او السنة لا تصير مسجداً تو وہ ایک مکان ہے جس کی زمین و عمارت سب ان سب کی طرف سے وقف ہوئی (ج ۶ ص ۳۳۶)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”الوقف لا یباع ولا یوہب ولا یورث کذا فی الہدایۃ یعنی وقف کی نہ خرید و فروخت ہو سکتی ہے نہ کسی کو ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہوگی جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ (ج ۲ ص ۳۵۰)

ردالمحتار میں ہے: ”الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ یعنی وقف کو اس کی اصلی ہیئت پر باقی رکھنا واجب ہے (ج ۶ ص ۵۸۹)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”وہ کہ واقف نے مسجد پر وقف کیا ہے اسے کوئی نہیں بیچ سکتا، نہ متولی، نہ اہل محلہ، نہ حاکم، نہ کوئی (ج ۶ ص ۴۴۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد محسن مصباحی

۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی



بَابُ الْمَسْجِدِ

مسجد کا بیان

مسجد کے دروازہ یا سامان پر اپنا نام لکھنا یا اسے گھر لے جانا، امام و مؤذن کا ذاتی استعمال میں لانا، مسجد میں مسافر کے علاوہ لوگوں کا سونا مسجد کی اونچائی کے برابر وضو خانہ اس کے اوپر امام کا حجرہ بنانا مسجد مدرسہ میں وہابی کی رقم لگ جائے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل مسائل میں

(۱) کہ مسجد کے دروازے یا گھڑی یا پنکھا یا پارہ پٹی یا لائٹ وغیرہ میں مرحوم یا زندہ کا نام لکھانا

درست ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد کا کوئی بھی سامان اگر مومن بھائی اپنے گھر لے جانا چاہے تو کیا لے جاسکتا ہے؟

(۳) مسجد کا کوئی بھی سامان اپنے ذاتی استعمال میں امام یا مؤذن لاسکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) مسجد میں مسافر کے علاوہ اور لوگوں کا سونا کیسا ہے؟

(۵) مسجد کی اونچائی کے برابر وضو خانہ اور اس کے اوپر امام یا مؤذن کے لیے کمرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) اگر مسجد یا مدرسہ میں غیر لوگوں کی رقم لگ گئی ہو مثلاً وہابی، دیوبندی تو ان کی رقم اینٹ ریتی وغیرہ

جو کچھ بھی لگا ہوا ہے اب شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: احسان بیگ کیر آف حافظ محمد نفیس احمد رضوی،

بیج گامی الاس پور، پوسٹ سکری ضلع بلاسپور (چھتیس گڑھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مذکورہ اشیاء پر موجود یا مرحوم واقف یا بانی وغیرہ کا نام لکھانا اگر کسی مصلحت شرعیہ کی وجہ سے ہو مثلاً وقف میں خیانت اور نقصان وغیرہ پہنچنے کا خوف ہو تو لکھانا جائز ہی نہیں بلکہ بہتر و باعث اجر و ثواب ہے اور اگر بلا مصلحت ہو تو عبث۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”بایں ہمہ جب کہ بلا مصلحت شرعیہ ہو عبث

ہے۔ اور اگر وقف میں خیانت و اضرار کا اندیشہ ہے اور اس پتھر کا نصب کرنا مانع ہو گیا یا اسی طرح اور کوئی مصلحت مہرہ شرعیہ ہے تو نصب میں حرج نہیں بلکہ حاجت ہو تو اجر ہے۔" (ملخصاً (ج ۶ ص ۷۷۳) حدیث شریف میں ہے "يقول الله لهم يوم يحازي العباد باعمالهم اذهبوا الى الذين كنتم تراؤن في الدنيا فانظروا اهل تجدون عندهم جزاء خيرا" رواه البيهقي في شعب الایمان ۱۳۱ (مشکوٰۃ ص ۳۵۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲-۳) مسجد کی کسی بھی چیز کا اپنے گھر لانا یا کسی ذاتی کام میں استعمال کرنا کسی بھی شخص کے لیے خواہ عوام ہوں یا امام یا مؤذن حرام و گناہ ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "متولى المسجد ليس له ان يعمل سراج المسجد الى بيته" (ج ۲ ص ۳۹۰) فتاویٰ رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ہے "استعمال مذکور حرام ہے چندہ دہندہ کرے یا کوئی، مال وقف خود واقف کو حرام ہے کہ اپنے مصرف میں لائے" (ج ۶ ص ۳۵۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) معتکف کے علاوہ کسی بھی شخص کا مسجد میں سونا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی شخص اس میں سونا چاہتا ہے تو وہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور حسب استطاعت ذکر و اذکار کرے یا نماز پڑھے پھر سونے تو کوئی حرج نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"ويكراه النوم والاكل فيه لغير المعتكف واذا اراد ان يفعل ذلك ينبغي ان ينوي الاعتكاف فيدخل ويذكر الله تعالى بقدر ما نوى او يصل ثم يفعل ماشاء هكذا في السراجية" (ج ۵ ص ۳۲۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۵۹۳ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) مسجد کی بلندی کے برابر وضو خانہ اور اس کے اوپر امام یا مؤذن کے لیے کمرہ بنانا جائز ہے کیونکہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ مسجد سے بلند مکان بنانا جائز ہے کہ کوئی بھی مکان مسجد سے اونچا نہیں ہو سکتا اگرچہ بظاہر اونچا نظر آتا ہو کیونکہ مسجد ظاہری عمارت کا نام ہے بلکہ اتنی جگہ جتنی میں مسجد تعمیر ہوئی ہے تحت اُتری سے ساتویں آسمان تک سب مسجد ہی ہے درمختار میں ہے "انه مسجد الى عنان السماء" (ج ۱ ص ۶۵۶) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۸۸ میں بھی ہے۔ لہذا جب مسجد سے بلند مکان بنانا جائز ہے تو اس کی بلندی کے برابر وضو خانہ بنانا اور وضو خانہ کے اوپر امام یا مؤذن کے لیے کمرہ بنانا بدرجہ اولیٰ جائز ہے کہ وہ مصالح مسجد سے بھی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) وہابی دیوبندی وغیرہ مرتد کافر اسلام سے خارج ہیں لہذا ان سے مسجد یا مدرسہ کے قیام و تعمیر میں کسی قسم کی کوئی مدد نہ لی جائے کہ ان سے کسی قسم کی مدد لینا باعث فتنہ و فساد ہے اس لیے کہ جو حضرات ان سے

چندہ وغیرہ لیں گے وہ ان سے میل جول، سلام وکلام اور ان کی تعظیم و تکریم کریں گے اور ان کو اپنی تمام تقاریب میں شریک کریں گے اور خود بھی ان کی تقریبات میں شریک ہوں گے اور ان کے درمیان نمازیں پڑھیں گے اور یہ سب حرام ہے حدیث شریف میں ہے "ایاکم وایاکم لا یضلوکم ولا یفتنونکم" یعنی بگڑھوں سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور قنہ میں جلا کر دیں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۰) لہذا سنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہابی دیوبندی سے مسجد یا مدرسہ کے لیے چندہ وغیرہ ہرگز نہ لیں رہا یہ کہ جو رقم یا اینٹ یا ریت مسجد میں لگایا جا چکا ہے تو اس سے مسجد کی مسجدیت میں کوئی فرق نہ آئے گا اس میں نماز پڑھنا جائز ہے آئندہ بد مذہبوں کا چندہ لینے سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی
۱۰ ربیع النور ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تعمیر شدہ مسجد کے لئے زمین وقف کیا اور کوئی صراحت نہیں

کی تو اسے بیچ کر مسجد کی تعمیر و توسیع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس کے بغل میں راستہ ہے پھر مسجد کی زمین ہے جو مسجد کے لیے وقف کی ہوئی ہے۔ واقف نے وقف کرتے وقت بلا شرط مسجد کے لیے اس زمین کو وقف کیا، واقف کی طرف سے ایسی کوئی صراحت نہیں کہ اس پر مسجد بناؤ یا مسجد کی آمدنی کے لیے دی یا اس زمین کے ذریعہ مسجد کی دیگر ضروریات مکمل کی جائیں یا اس زمین کو بیچ کر پرانی مسجد کی مزید تعمیر و توسیع کی جائے اس طرح کی کوئی شرط واقف نے نہ لگائی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہم لوگ اس موقوفہ زمین کو بیچ کر پرانی مسجد جو اس کے بغل میں ہے اسکی نئی تعمیر و توسیع کرنا چاہتے ہیں عندا لشرع درست ہے یا نہیں۔ بیہنوا توجروا۔

المستفتی: محمد اشتیاق انصاری ودیگر مسلمانان او جماعتی بستی
بشمول اللہ الرحمن الرحیم

الجواب جو زمین مسجد کے لیے وقف کی گئی ہے وہ خالص اللہ کی ملک ہے اس کی بیچ جائز نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ باب الوقف میں ہے "ولا یباع ولا یوهب ولا یورث کذا فی الہدایۃ ص ۳۰ (ج ۲ ص ۳۵۰) بہار شریعت میں اس کی ترجمانی ان الفاظ میں ہے "وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے

والا اس کا مالک ہے۔ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اس کی بیچ کر سکتا ہے نہ عاریت دے سکتا ہے نہ اس کو بن رکھ سکتا ہے" (ج ۱۰ ص ۶۰)

یہاں تک کہ اگر وقف کی زمین ویران ہو جائے اور متولی اس کا بعض حصہ بیچ کر باقی کی مرمت کرنا چاہے تو یہ بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "اذا خربت ارض الوقف و اراد الفیہ ان یدفع بعضا منها لیرمہ الباقی بضمن ما باع لیس له ذلك" (ج ۲ ص ۴۱۷)

ہاں اگر ایسی وقفی زمین غیر مسلموں کے محلے میں ہو جس پر انہوں نے خاصانہ قبضہ کر لیا ہو اور ان سے اسے چھڑانا ممکن نہ ہو۔ یا وہ کبھی بھی اس پر قابض ہو سکتے ہوں اور مسلمانوں کو اس زمین سے انتفاع سے روک سکتے ہوں اور وہاں کے مسلمانوں میں اتنی استطاعت نہیں کہ ان کے ظلم و ستم سے اپنے کو بچا کر اس زمین سے انتفاع کر سکیں تو ایسی مجبوری کی صورتوں میں قاضی شریعت کو اختیار ہے کہ وہ زمین بیچ کر موقوف لہ مسجد میں اس کی قیمت صرف کرے۔ یہاں ایسی کوئی مجبوری نہیں اس لیے اسے بیچنا ضرور حرام و گناہ ہے۔

رہ گئی یہ بات کہ پھر اس زمین سے مسجد کے انتفاع کی کیا صورت ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے علاقے کے سب سے بڑے فقیہ عالم مرجع فتویٰ اور مسلم ارباب حل و عقد کے مشورے سے اس زمین کو کسی دینی کام کے لیے مناسب ریٹ پر کرایہ پر دیدیں ساتھ ہی اسٹامپ پر اجارہ نامہ لکھوا کر اس کی کاپیاں محفوظ کر لیں۔ اس سے مسجد کا نفع بھی ہوگا اور وہ زمین دین کے ضروری کام میں ہی استعمال ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتاب: محمد ارشد رضا مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الگ سماعت کرنا مسجد نہ آنا ایک مسجد

ہوتے وئے دوسری تعمیر کرنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین و مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے گاؤں کی آبادی کی اکثریت بد عقیدگی پر مشتمل ہے البتہ ہم سنیوں کا ایک الگ چھوٹا سا محلہ ہے جو بارہ پندرہ گھروں پر مشتمل ہے محلہ میں ایک مسجد بھی ہے ابھی تقریباً دو سال سے محلہ میں شدید اختلاف ہے جس کی وجہ سے زید سمیت تین چار لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا ہے چونکہ مسجد بھی زید کے زیر انتظام ہے اس لیے ہم میں سے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ زید یا اس کے گروپ والوں میں سے کسی نے کہا کہ مسجد بھی تو زید کی ہے وہاں کیوں

آتے ہیں وغیرہ وغیرہ“ اس وجہ سے ہم نے آپس میں فیصلہ کر کے مسجد میں آمد و رفت و نماز چھوڑ دیا۔ اور بیچ وقتہ اور عید و بقر عید ایک میدان میں باجماعت ادا کرنے لگے جب بعض دوسرے لوگوں نے زید اور اس کے گھر والوں اور گروپ سے اس بات کو پوچھا تو وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حلفیہ بیان دینے کو تیار ہیں کہ ہم نے کسی کو مسجد سے نہیں روکا اور نہ کسی سنی کے آنے پر ہمیں اختلاف ہے بلکہ مخالف گروپ سے کہتے ہیں کہ بھلے ہی اختلاف رہے مگر وہ مسجد ضرور آباد کریں مسجد تعمیر کرنے والے اور متولی جو گاؤں سے باہر رہتے ہیں اور زید کے بھائی ہیں اس اختلاف کے بعد پہلی بار گاؤں آئے تو زید کے بھائی عمرو نے ہمارے گروپ کے ایک بوڑھے اور ذمہ دار کے یہاں جا کر انہیں قرآن و حدیث وغیرہ کے ذریعہ سمجھایا اور کہا کہ آپ سب کو سمجھائیے لہذا ہمارے اس ذمہ دار نے سمجھانے کی کوشش بھی کی مگر ناکام رہے یہی وجہ ہے کہ وہ خود بھی مسجد نہ جاسکے ابھی ہمارے ہی گروپ سے بعض غیر معتبر ذرائع سے خبر ملی ہے کہ ہم میں کچھ دوسری مسجد اسی محلہ میں تعمیر کرانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) ایسے اختلاف اور زید کے مذکورہ بیانات کی روشنی میں اپنی علیحدہ جماعت کرنا اور مسجد نہ آنا کیسا ہے (۲) محلہ میں ایک مسجد کے ہوتے ہوئے (جس میں تین چار نمازی ہوتے ہیں) دوسری مسجد بلا ضرورت تعمیر کرنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور و ممنون ہوں۔

المستفتی: محمد جلال الدین مقام پوسٹ دوری ضلع سینٹا مڑی بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر زید بد عقیدہ ہے اور مسجد بھی ایسے ہی لوگوں کے قبضے میں ہے تو اس میں ہرگز نماز نہ پڑھیں بلکہ دوسری مسجد تعمیر کر لیں اور ان بد عقیدوں کا مکمل بائیکاٹ کریں“ حدیث شریف میں ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلبوا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا توادوهم ولا تنالوهم ولا تصلو عليهم ولا تصلوا معهم۔

سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بد مذہبوں سے دور رہو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اور تمہیں گمراہ نہ کر دیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہونا نہیں سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو (حدیث مسلم ابوداؤد)

اور اگر وہ بد عقیدہ نہ ہوں لیکن اختلافات شدید ہے تو بھی دوسری مسجد بنانے کی اجازت ہے“ چنانچہ اہلی حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ دو جماعتوں میں باہمی رنجش ہوئی اور ایک

دوسرے کی مسجد میں بخوف و خشاہت چاہے اور مسجد میں نماز پڑھنا ضروری ہے لہذا وہ اپنی مسجد جدا بنائے تو اسے مسجد قرار نہیں کہہ سکتے (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۲۲۵) اور در مختار فوق رد المحتار جلد ۱ ص ۶۶۲ پر ہے ولا هل المحلة جعل المسجدین واحدا و عکسہ لصلاة لا لندس ۱۰ لہذا جب تک مسجد تیار نہ ہو اسی دالان میں نماز ادا کرتے رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد اجمل حسین مصباحی
۱۰ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ

مسجد کو ذاتی ملکیت گردانا کیسا ہے؟ متولی کون ہو سکتا ہے؟ یہ کہنا کہ ”فتویٰ

منگا کر اپنے گلے میں پہن لیں یا چاہے جو کریں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام ان مسائل میں (۱) بہار پورہ اہل سنت و جماعت علی راج پورہ ضلع جمابوہ ایم پی کی مسجد کی تعمیر سہمی برادری والوں نے مل کر ۱۹۱۱ء میں کی تھی اس کے بعد اب تک برادری کے لوگوں نے مل کر مسجد کا نظم کیا لیکن اب حاجی عبدالرشید صاحب کہتے ہیں کہ یہ مسجد بنجاروں کی ہے اور میں اس مسجد کا مالک ہوں وہ پچھلے ۱۳ سالوں سے زبردستی مسجد کے صدر بنے ہوئے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صدر کے مسجد پر اپنا حکم جتانے اور خود کو اس کا مالک کہنے کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہوگا اور ان کی نماز جماعت کے ساتھ اس میں ادا ہو جائے گی؟

(۲) جس طرح کی صدارت میں مسجد کا نظام درہم برہم ہوتا ہے، قوم میں انتشار کا باعث اور قلت جماعت کا سبب ہو اس شخص کو صدر، مسجد کا متولی بنا رہنا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۳) مسجد کا جو حساب و کتاب ہو مسلمان اہل سنت صدر سے اس کی جانکاری کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

(۴) موجودہ صدر کا بیان زید نقل کرتا ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ لوگ چاہے فتویٰ منگائیں یا کچھ کریں یا

منگا کر اپنے گلے کی تعویذ بنا کر پہن لیں اس جملہ میں شریعت کی توہین ہے یا نہیں اگر ہے تو شریعت کا حکم

کیا ہے؟ بہنو اتوجروا۔

المستفتی: ڈاکٹر عبدالمنطلب شیخ ۳۳ سوہنی مارگ علی راج پور ضلع، جمابوہ (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحیات جب مسجد کی تعمیر سہمی برادری والوں نے مل کر کی تھی اس کے بعد سب مل کر اس کا انتظام کر رہے تھے تو اسے کسی شخص کا اپنی خاص ملکیت ٹھہرانا شرعاً غلط ہے بلکہ وہ خاص اللہ تعالیٰ کی ملک ہے حتیٰ کہ

اگر حاجی عبدالرشید صاحب نے ہی اسے تعمیر کروایا ہوتا تب بھی مسجد ہو جانے کے بعد وہ اسے اپنی ملک نہیں قرار دے سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”وان المسجد لله۔ یعنی مسجدیں اللہ ہی کی ہیں (پ ۲۹ سورۃ جن آیت نمبر ۱۸) وہ مسجد شرعاً مسجد ہے اس میں نماز کا ثواب وہی ہے جو مسجد میں نماز کا ثواب ہے۔

لہذا سبھی مسلمانان اہل سنت اس میں نماز پڑھنے کا یکساں حق رکھتے ہیں جو لوگ اس میں نماز پڑھیں گے سب کی نماز ادا ہوگی اور جماعت کی فضیلت بھی حاصل ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲-۳) مسجد کا صدر و متولی بننے کا حق اسے ہے جو واقف ہو یا واقف کی اولاد ہو یا مسلمانوں کی جماعت نے اسے منتخب کیا ہو جو ایسا نہیں اسے زبردستی از خود صدر و متولی بن بیٹھنا درست نہیں ہے مسلمانوں کو ایسے شخص پر اعتماد نہ ہو تو حسب استطاعت اسے ہٹا کر واقف کو یا واقف پوری قوم ہو تو اپنے میں سے جو صالح، متدین اور انتظام کی صلاحیت رکھتا ہو اس کو مسجد کا صدر، متولی بنائیں اور حتی الامکان نزاع و مقدمہ بازی سے بھی بچیں بہتر یہ ہے کہ تین ذمہ دار علماء کو اس نزاع کے تصفیہ کے لیے منتخب کر کے یہ معاملہ ان کے حوالے کر دیا جائے اور ان کے شرعی فیصلے کو ساری قوم تسلیم کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر واقعی موجودہ صدر نے یہ کہا کہ لوگ فتویٰ منگا کر اپنے گلے میں پہن لیں یا چاہیے جو کریں تو

وہ اس سے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

۱۸ رجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مصالح مسجد کے لئے تعمیر شدہ دکانوں پر مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسجد کی آراضی تعمیر مدرسہ کے لئے کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام، مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں۔

چند دن پہلے بعض ذمہ دار مسلمانوں کے علوم اسلامیہ کو عام کرنے کی غرض سے اور بد مذہبوں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ایک عربی مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کیا مگر مشکل یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی مناسب جگہ نہیں ہے۔ مگر مسجد کے ملحق زمین میں مصالح مسجد کے لیے دکانیں تعمیر کی ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے، کیا وہ زمین جہاں مصالح مسجد کے لیے دکانیں تعمیر کی ہیں ان پر مدرسہ کی تعمیر کی جاسکتی ہے یا مسجد کی آراضی تعمیر مدرسہ کے لیے کرایہ کے طور پر لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو جواز کی اگر کوئی صورت نکل سکتی ہو تو بیان فرمائیں۔

المستفتی: مشتاق احمد شاہ، مفتی باغ ہارون شری نگر، کشمیر

بشمیر افلو الزمان الوجیز

الجواب اگر وقف معلوم اور اس کی غرض معلوم ہو تو اس غرض میں زمین کو استعمال کرنا واجب ہے فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جائیداد موقوفہ میں خلاف شرائط وقف تصرف کرنا دست نہیں ہے یعنی واقف نے جس مقصد کے لیے اس جائیداد کو وقف کیا ہے اسی مصرف میں اسے لایا جائے اس کی خلاف ورزی ناجائز و گناہ ہے در مختار میں ہے:

”شرط الواقف کنص الشارح فی وجوب العمل بہ ۱۰۰ھ (کتاب الوقف ج ۳ ص ۲۳۳)
فتاویٰ رضویہ میں ہے ”اوقاف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اور اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاصہ شرعیہ کوئی تغیر تبدیل جائز نہیں“ (کتاب الوقف ج ۶ ص ۳۵۰)
اور اگر واقف یا اس کی غرض معلوم نہ ہو تو دیکھا جائے کہ قدیم سے مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد کیا تھا اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ فتاویٰ رضویہ میں فتاویٰ ہندیہ سے ہے:

اذا علم حاله فيما سبق من الزمان من ان عوامه كيف يعملون فيه والى من يصرفونه فيبني على ذلك لان الظاهر انهم كانوا يفعلون ذلك على موافقة شرط الواقف وهو المظنون بحال المسلمين فيعمل على ذلك في انفع الوسائل ذكر في الذخيرة قال سئل شيخ الاسلام عن وقف مشهور اشتبهت مصارفه وقد ما يصرف الى مستحقه قال ينظر الى المعهود من حاله فيما سبق من الزمان من ان قوامه كيف يعملون“

(کتاب الوقف ج ۶ ص ۳۲۹)

یعنی جب ماضی میں اس کا حال معلوم ہے کہ منتظم اس میں کیا کرتے رہے اور کہاں خرچ کرتے رہے تو اسی حال کو وقف کی بنیاد قرار دیا جائے گا کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ منتظم یہ عمل واقف کی شرط کے مطابق کرتے رہے ہیں مسلمانوں کے متعلق یہی گمان کیا جاسکتا ہے تو اسی عمل کو جاری رکھا جائے گا، انفع الوسائل میں ذکر ہے کہ ذخیرہ میں ہے کہ شیخ الاسلام سے ایک مشہور وقف جس کے مصارف اور مقدار کے متعلق اشتباہ ہے، کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ گزشتہ زمانہ کا حال معلوم کیا جائے گا کہ اس کے منتظم کیسے عمل کرتے رہے ہیں۔ ۱۰ھ

اور اگر تعامل قدیم بھی نہ ہو بس یوں ہی لوگوں نے اپنی صوابدید کے مطابق مصالح مسجد کے لیے کچھ دکانیں تعمیر کر لیں تو اس آخری صورت میں یہ اجازت ہوگی کہ اس زمین کا کچھ حصہ اجارہ پر لے لیں جس کا کرایہ مسجد کو جاتا رہے اور معاہدہ میں کچھ ایسی شرطیں لکھیں جن کی بنا پر کبھی بھی اہل مدرسہ کو زمین پر دعویٰ ملک و

مکان نہ رہ جائے مثلاً دس یا بیس سال کے لیے کرائے پر دیں اور ساتھ ہی میں میعاد ختم ہونے پر فوراً وہاں سے کسی شرط رکھیں، اس طور پر مدرسہ چلاتا جائے گا اور اہل مدرسہ کو حکم ہوگا کہ میعاد مقررہ سے پہلے کسی دوسری زمین کا انتظام کر لیں جہاں وقت آتے ہی مدرسہ منتقل ہو جائے۔ بغیر اس صورت کے استعمال میں لائیں گے تو تعمیر وقف ہوگا جو جائز نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ میں یہ: "لا يجوز تغيير الوقف عن هياتہ" (کتاب الوقف ج ۲ ص ۴۹۰) ایسا ہی فتاویٰ مرکز تربیت افسانہ ج ۶ ص ۶۶ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد آصف ملک علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳ جمادی الآخرہ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قدیم مسجد کی لکڑیاں وغیرہ امام و موزن کے حجروں کی تعمیر میں لگوا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں:

قدیم مسجد جو کھریل کی تھی شہید کر کے جدید تعمیر کی جا رہی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ قدیم مسجد کا کوئل، لکڑیاں، پتھر وغیرہ مسجد کے کپلیکس اور امام و موزن کے حجروں کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں اور جو چیزیں لائق استعمال نہیں ان کا کیا کیا جائے؟ بیٹو! تو جروا

المستفتی: محمد عبدالغفور صاحب نعیمی خطیب و امام جامع مسجد،

کھیٹ برہا تعلقہ گوکاک ضلع بیلاگام صوبہ کرناٹک 591306

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قدیم مسجد کی از سر نو تعمیر کے بعد جو سامان مثلاً کوئلہ، لکڑیاں، اور پتھر باقی بچے ہوں ان کو مصالح مسجد میں صرف کر سکتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ حجرہ امام و موزن مصالح مسجد سے ہیں اس لیے ان کو مصرف میں لانا جائز و درست ہے۔ درمختار میں ہے لو بنی فوقہ بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم ارا دالمعنا منع (ج ۲ ص ۳۵۸)

اور مسجد کی خراب شدہ وہ اشیاء جو قابل استعمال نہ ہوں ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ چیزیں مسجد کے مال سے خریدی گئی ہوں تو متولی مسجد کو چاہیے کہ انہیں فروخت کر کے حاصل شدہ رقم مسجد کے جس کام میں چاہیے صرف کرے مگر ان اشیاء کو غیر مسلم کے ہاتھوں نہ فروخت کرے کہ وہ ان کا ادب ملحوظ نہ رکھے گا اور موضع اہانت میں صرف کرے گا۔ بحرا ائق میں ہے وفي الفتاویٰ الظہیریۃ محلل

الحلوانی عن اوقاف المسجد اذا تعطلت وتعد استغلالها هل للمتولی ان یبیعها ویشتري
 بفسحها اخری قال نعم (ج ۵ ص ۲۵۲) فتاویٰ رضویہ میں ہے مسجد کا جو عملہ بیچ رہے اگر کسی وقت مسجد کے کام
 آنے کا ہو اور رکھنے سے بگڑے نہیں تو محفوظ رکھیں ورنہ بیچ کر لیں اور اس کے دام مسجد کی عمارت ہی میں لگائیں اور
 بیچ کسی ادب والے مسلمان کے ہاتھوں ہو کہ وہ اسے کسی بے جایا ناپاک جگہ نہ لگائے واللہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد مجدی برکاتی

مسجد کی زمین بیچنا، اس کی آمدنی تعمیر عید گاہ میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص نے جو کچھ زمین تعمیر مسجد کے لیے وقف کی تھی جس کی (نیو) بنیاد بھی ایک بزرگ کے بدست
 رکھی گئی مگر اس میں اینٹ وغیرہ نہیں رکھی گئی تھی یہ زمین ایسے ہی پڑی رہ گئی اس پہ کچھ کام نہ کیا گیا چند دنوں کے
 بعد اسی وقف شدہ زمین سے چند قدم کے فاصلے پر ایک صاحب نے اپنی زمین پر اپنے ذاتی اخراجات سے
 مسجد تعمیر کروالی اور امام و موزن بھی اپنی ذمہ داری پر رکھ لیے اور اس مسجد میں نماز بیچ گانہ بھی تقریباً تین سال
 سے باجماعت ہو رہی ہے۔ بستی میں کوئی عید گاہ نہیں ہے۔ بستی والے آبادی کے باہر عید گاہ بنوانا چاہتے ہیں
 جس کے لیے زمین کا انتظام ہو گیا ہے نیز بستی میں اس مسجد کو لے کر تین مسجدیں ہو گئیں ہیں۔ مسلمانوں کی اس
 چھوٹی سی آبادی میں کسی بھی مسجد میں اتنی تعداد میں (لوگ) نمازی نہیں پہنچتے ہیں کہ مسجد بڑھ سکے۔ لہذا اب
 اگر وقف شدہ زمین مسجد بنائی جائے تو مسجد بنانے کا مقصد حاصل نہ ہوگا کیونکہ بہت قریب ہی مسجد ہے۔ لہذا
 صورت مذکورہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) وقف شدہ زمین کو فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ واقف کے ورثہ علماء کے حکم کے مطابق

عمل کرنے کو تیار ہیں۔

(۲) اگر فروخت کر سکتے ہیں تو کیا وہ رقم عید گاہ کی تعمیر میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) وقف شدہ زمین کے بدلے زمین (دوسری جگہ) عید گاہ کے بغل سے لے کر اس کو عید گاہ میں

شامل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(۴) وقف شدہ زمین کے بدلے دوسری جگہ لے جو عید گاہ کے بغل بہت ہٹ کر ہو تو کیا وہ بدلے کی

زمین فروخت کر کے اس کی رقم عید گاہ کے کام میں استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۵) اگر نیو کھودتے وقت چند اینٹیں بھی رکھ دی جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟
 (۶) اگر عید گاہ بنانے کی دیہات میں اجازت نہ ہو تو اس وقف شدہ زمین کا کیا حکم ہے؟
نوٹ: اس وقف شدہ زمین میں روزہ افطار اور نماز باجماعت بھی ہوئی ہے۔ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد یوسف، محمد اعظم و عبدالرحمن دارکان انجمن فروغ اسلام
 مقام وپوسٹ سعدی مدن پور، ضلع باندہ۔ یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب کسی شخص نے زمین مسجد کے لیے وقف کر دی اور مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا نماز پڑھی تو وہ زمین برائے مسجد وقف ہوگئی کہ مسجد اس زمین کا نام ہے جو نماز کے لیے وقف ہو یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنی نری خالی زمین مسجد کو دے دے مسجد ہو جائے گی اور مسجد کا احترام اسکے لیے فرض ہو جائے گا ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۹۱ پر ہے۔ اور جب وہ زمین مسجد ہوگئی تو اسے نہ بیچ سکتے ہیں نہ اس میں کسی قسم کا تصرف کر سکتے ہیں اور نہ اسے کسی دوسری زمین سے بدل سکتے ہیں۔ ردالمحتار میں ہے "لا یملك ای لایکون مملوکا لصاحبه ولا یملك ای لایقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه لاستحالة تملیک الخارج عن ملکه ولا یعار ولا یرهن" (ج ۴ ص ۳۵۲)

رہا اسے عید گاہ بنانا تو وہ جائز نہیں کیوں کہ جب وہ جگہ مسجد ہو چکی ہے تو اسے مسجد باقی رکھنا فرض ہے اور غرض وقف میں تغیر جائز نہیں پھر وہ بھی دیہات میں جہاں یوں بھی عید گاہ بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ "لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئتہ"۔ (ج ۲ ص ۴۹۰) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد غلام نبی نظامی علمی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

مدرسہ کی زمین پر مسجد بنانا یا مسجد کو اپنے استعمال میں لانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ زید نے مسجد بنوائی اس مسجد میں کئی سالوں سے نماز ادا کی جا رہی ہے مسجد میں جگہ کی قلت کی بنیاد پر بازو میں جگہ خرید کر بحیثیت مدرسہ مسجد میں شامل کیا اب زید مدرسہ میں اور اپنی زمین ملا کر مسجد بنوانا چاہتا ہے کیا شریعت اجازت دیتی ہے کہ مسجد کی جگہ خود

استعمال کرے اب اگر اپنی مرضی سے زید ایسا کرتا ہے تو اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے نیز ایسا کرنے کے لیے جو لوگ زید کے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ بیوقوف تو جروا

المستفتی: فخر الدین ندوی ناکہ، بمبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر وہ زمین جسے بحیثیت مدرسہ مسجد میں شامل کیا گیا ہے مدرسے کے لیے ہی خریدی گئی تھی تو اس زمین کو مسجد بنانا حرام ہے "لان الوقف لا یوقف" اور مسجد کو اپنے استعمال میں لانا سخت حرام گناہ کبیرہ اور بہت بڑا ظلم ہے۔ ارشاد باری ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذَکَّرَ فِیْهَا اِنَّهُمْ فِیْ خَزَاۤئِجِهَاۗءِ اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یُّدْخِلُوْہَاۗ اِلَّا خَاطِیْۃً اَلِیْمًا ۗ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا حِزْبٌ وَّ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لیے جانے سے روکے اور ان کی ویرانی میں سعی کرے انہیں روانہ تھا کہ اس میں قدم رکھیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب (پ ۱، سورہ بقرہ آیت ۱۱۴)

کسی زمین کے مسجد ہو جانے کے بعد ہمیشہ کے لیے وہ زمین مسجد ہو جاتی ہے اور اس کی حرمت قیامت تک باقی رہتی ہے۔ اس لیے اسے اپنے تصرف و استعمال میں لانا یقیناً حرام و گناہ ہے فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ ص ۲۹۰ میں ہے "لا یجوز تغیر الوقف" ۱ھ

لہذا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسا کرنے سے باز رہے ورنہ سخت عذاب الہی میں مبتلا کیا جائے گا اگر وہ اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور اصل مسجد کو اپنے کام میں استعمال کرے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ظالم کا بایکٹ کریں، اس کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا ترک کر دیں۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ اِنَّمَا یُنْسِیْۤکَ الشَّیْطٰنُ فَاَلَّا تَتَّخِذَ بَعْدَ الَّذِیْ کُفِرَیْ مَعَ الْقُوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝ (پ ۷ سورہ انعام آیت نمبر ۶۸) جو لوگ ایسا کرنے کے لیے زید کی خاطر راستہ ہموار کر رہے ہیں اور اس کی مدد کر رہے ہیں ان کا بھی حکم ہے جو زید کا حکم ہے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ قانونی چارہ جوئی کر کے ظالم اور اسکے ہمنواؤں کا ہاتھ روک دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دیہات کی پرانی عید گاہ میں شادی خانہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل کے بارے میں کہ

منڈل مہادیو پور ضلع کریم نگر اے پی میں حکومت آندھرا پردیش کی طرف سے مسلمانان مہادیو پور کو نماز عید کی ادائیگی کے لیے اب سے عرصہ قدیم قبل ایک قطع ارض دی گئی تھی جس پر مذکورہ بالا موضع کے مسلمان طویل عرصہ تک نماز عیدین ادا کرتے رہے ہیں اب چونکہ آبادی وسیع ہو گئی اور یہ عید گاہ کے لیے مختص زمین عین ایسی آبادی میں آگئی جہاں سرکاری دفاتر اور ملکیت کے علاوہ رہائشی مکانات نہیں ہیں اس لیے مذکورہ بالا موضع کے مسلمانوں کے مطالبہ پر حکومت آندھرا پردیش نے اس کا متبادل دوسری جگہ فراہم کیا اس مقام پر بیس سال سے عید کی نماز ادا کی جا رہی ہے اور سابقہ میں عید گاہ کے لیے مختص زمین بیس سال سے خالی ہے، البتہ اس زمین کے اس حصہ پر جو روڈ کے سمت ہے برائے اخراجات مسجد جامع چند ملکیت تعمیر کی جا چکی ہے۔ حکومت آندھرا پردیش کی طرف سے اس بات کی خواہش کی گئی کہ اگر اہلیان موضع کو اپنی سہولت کی خاطر شادی خانہ درکار ہو تو زمین کی فراہمی پر حکومت آندھرا پردیش اپنے اخراجات پر شادی خانہ تعمیر کرادے گی چنانچہ اس سلسلہ میں سربراہان موضع (ذمہ داران مسجد کمیٹی و دیگر معزز افراد موضع) کی اہم مشاورتی میٹنگ ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ وہ قدیم عید گاہ (جس کا رقبہ کم و بیش نصف ایکڑ ہے) کو شادی خانہ کے لیے طے کیا البتہ وہ خاص قطعہ ارض جہاں پر عید ادا کی جاتی تھی اس کو مستثنیٰ رکھا گیا۔ اب جب کہ اس مقام پر شادی خانہ کی تقریباً تعمیر مکمل ہو چکی ہے تو کیا اس مخصوص قطعہ ارض پر جو تعمیر شادی خانہ سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے، مسجد تعمیر کی جا سکتی ہے؟ جب کہ مسجد سے کئی خرابیاں وجود میں آسکتی ہیں (۱) مسجد کی گزرگاہ شادی خانہ کے عین سامنے سے ہوگی (۲) وہاں مسلمان کی آبادی نہیں ہے جس سے مسجد کی ویرانی کا خطرہ ہے (۳) چونکہ مسجد سے محصل شادی خانہ کی تعمیر ہو چکی ہے ظاہر بات ہے کہ وہاں مسلم کے ساتھ غیر مسلم کی بھی شادیاں ہوں گی اور سماجی خرابی کی وجہ سے ناچ گانا و دیگر خرافات شادی کے وقت لازم متصور ہوتے ہیں۔ خصوصاً غیر مسلموں کے وہاں، ایسی صورت میں اذان و نماز اور ناچ گانے کا یہ یک وقت سبب فتنہ بن کے اہلیان موضع کے سکون کو غارت کر سکتا ہے۔ فی الحال موضع کے اندر دو شاندار مسجد الگ الگ علاقوں میں موجود ہیں اور اپنی وسعت کی وجہ سے سب کے لیے کافی ہیں۔ بجز چند مخصوص افراد کے کسی طرف سے تعمیر مسجد کی آواز نہیں اٹھائی جا رہی ہے بلکہ مخالفت کی جا رہی ہے تو کیا ایسی متنازع جگہ پر مسجد تعمیر کی جا سکتی ہے، جب کہ اس زمین میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں خصوصاً مسجد کمیٹی سربراہان موضع اس تعمیر مسجد کے شدید مخالف ہیں؟

المستفتی: لقاء اللہ خاں صدر جامع مسجد، مہادیو پور، ضلع کریم نگر (اے پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال میں ”مہادیو پور“ کو موضع لکھا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ آبادی دیہات ہے۔ اگر واقعہ بھی ایسا ہی ہے تو وہاں عید گاہ کا وقف درست نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب میں گاؤں میں عیدین جائز نہیں تو وہاں عید گاہ وقف نہیں ہو سکتی کہ محض بے حاجت و بے قربت بلکہ مخالف قربت ہے، تو وہ زمین و عمارت ملک بانیان ہیں انہیں اختیار ہے اس میں جو چاہیں کریں، خواہ اپنا مکان بنا لیں یا زراعت کریں“ ۱ھ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۶ ج ۶)

در مختار ”کتاب الوقف“ میں ہے ”شرطہ ان یکون قربۃ فی ذاته“ ۱۳ھ (ص ۲۳ ج ۶) اور در مختار ”باب العیدین“ میں ہے ”وفی القنیۃ: صلاة العیدین فی القری تکرہ تحریمای ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المحصر شرط الصحة“ ۱۳ھ (ص ۱۶ ج ۳)

صورت مسئلہ میں جب اس جگہ مسجد بنانے کے لیے گاؤں کے تمام مسلمان راضی نہیں اور وہاں مسجد بنانے کی وجہ سے فتنہ و فساد پیدا ہونے کا اندیشہ بھی ہے، اور اس موضع میں دو مسجدیں پہلے سے موجود ہیں جو سب مسلمانوں کے لیے کفایت کرتی ہیں تو ان وجوہات کی بنا پر وہاں مسجد نہ بنانا ہی بہتر ہے، بلکہ اسے بطور عید گاہ ہی محفوظ رکھیں اور حسب ضرورت نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھیں یا کسی اور ایسے قومی ملی کام میں استعمال کریں جس میں دوسری قوم کی شمولیت کسی بھی طرح نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علیہ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کا پانی اپنے گھر لے جانا کیسا ہے؟

مسئلہ مسجد کا پانی استعمال میں لانا کیسا ہے اور مٹی، جون میں پانی کی قلت ہونے کی وجہ سے لوگ یعنی مسلم وغیر مسلم وغیرہ پانی بھر کر لے جاتے ہیں اور ایک آدمی تو مسجد کا پانی مسجد ہی میں لگا کر اپنے گھر لے جاتا ہے اور مسجد کا موٹر چالو کر کے زبردستی لے جاتا ہے اور منع کرنے پر کہتا ہے کہ دیکھتا ہوں کون منع کرتا ہے اور گھر پانی لے جانے کے لیے کہتا ہے کہ پینے کے لیے لے جاتے ہیں اس کے لیے منع کرنا غلط ہے بلکہ اور پانی پینے کے لیے دینا چاہیے اور لوگ اسے تھوڑا ڈرتے ہیں کیوں کہ وہ لڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے ایسی صورت میں عوام یا امام منع کریں یا خاموش رہیں اور ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عیش محمد جمادار پروا، اللولی، گونڈہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب جو پانی مسجد کے حوض یا ٹینکی میں جمع کیا گیا ہے وہ خاص مسجد کی ملک ہے۔ اور اسے مسجد ہی کے مصارف مثلاً وضو وغیرہ میں استعمال کرنے کی اجازت ہے اور اسے اپنے گھر برتن میں بھر کر لے جانا اور اپنے استعمال میں لانا حرام و گناہ ہے کہ یہ مسجد کی ملک پر بے جا دست درازی اور زیادتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "المراد به الماء المسبل بمال الوقف كماء المدارس والمساجد والسقایات التي تملأ من اوقافها فان هذا الماء لا يملكه احد ولا يجوز صرفه الا الى جهة عينها الواقف وهذا هو حكم الوقف اه (ص ۱۹ ج ۱) اور مسجد کا موٹرا اپنے لیے چلا کر پانی بھرنا اور اپنے استعمال میں لانا تو اور زیادہ حرام و گناہ ہے کہ یہ بہت بڑی دھاندلی بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد رئیس برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد میں اینٹ دینے کا وعدہ کیا تو کیا دینا واجب ہے؟

مسئلہ بکرنے چند ایام قبل مدینہ مسجد کے دوسرے منزلہ کی تعمیر کے لیے مکمل اینٹ دینے کی بات کی تھی اور کئی بار کئی مجلس میں عوام و خواص کے روبرو وعدہ کیا تھا، بعد میں اس نے مسجد میں اینٹ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنی تمام اینٹ اس مسجد میں نہ دے کر کسی دوسری مسجد میں دوں گا۔ وجہ دریافت کرنے پر بکرنے بتایا کہ مسجد کے سکریٹری صاحب نے جلسہ کرایا اور اس جلسہ میں سامعین کو بیٹھا کر باہر کے خطیب سے چندہ کرایا اس لیے ان باتوں سے ناراض ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں اس مسجد میں اپنی اینٹ نہیں دوں گا، اگر سکریٹری کو چندہ عین جلسہ ہی میں خطیب کے ماتحت ہی کرانا تھا تو ہم سے یا ہماری جماعت کے لوگوں سے مشورہ کیوں نہیں لیا۔ زید نے کہا کہ تم نے چند لوگوں میں اور کئی مجلسوں میں عوام و خواص کے روبرو اینٹ دینے کا وعدہ کیا اب تم مسجد کے اس وقت تک مقروض ہو گئے جب تک تم مسجد میں اینٹ دے کر قرض سے سبکدوش نہ ہو جاؤ، اس لیے تم یہاں سے لے کر قیامت تک بری الذمہ نہیں ہو سکتے، مزید زید نے وضاحت کیا کہ جس طرح کوئی شخص اپنی زمین مسجد کے نام پر وقف کر کے اب اگر وہ چاہے کہ اس زمین پر اپنا قبضہ جمائے یا حکمرانی کرے تو شریعت نفس پرستی اور اس بات کی اجازت کبھی بھی نہیں دیتی ہے اور شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ جب تم نے عوام و خواص کے سامنے زمین وقف کر دیا ہے تو اب تمہیں اس زمین پر کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اب اس پر صرف متقی پرہیزگار صوم و صلوة کے پابند انسان جو اسی حملہ کے باشندے ہوں خدا کا خوف دل میں رکھتے ہوئے مسجد کے اصول پر استعمال کر سکتے ہیں اسی

طرح تم بھی اینٹ دینے کا وعدہ کر کے اس مسئلہ کے پابند ہو گئے اب اس اینٹ کو اپنی مرضی سے کسی دوسری مسجد میں نہیں دے سکتے۔ وضاحت فرمائیں کہ بکر کا عمل کہاں تک درست ہے؟ اور زید کی تشریح کس حد تک حقیقت ہے؟ بکر اور زید کے متعلق قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟ المستفتی: محمد ریاض الدین رضوی، سو روپ گمر، نئی دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ بکر کی جانب سے اینٹ دینے کا محض ایک وعدہ ہے اور کسی چیز کے دینے کا وعدہ کر لینے سے وہ شئی وقف نہ ہوگی جب تک کہ اس کو اپنی ملک سے خارج کر کے ہمیشہ کے لیے مسجد کو نہ دیدے۔ در مختار میں ہے: "عندہما هو حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالیٰ و صرف منفعتها علی من احب و علیہ الفتوی ابن الکمال و ابن الشحنة" (کتاب الوقف ص ۵۲۰ تا ۵۲۱ ج ۶) لہذا زید کا اس پر یہ کہنا "تم نے عوام و خواص کے رو برو اینٹ دینے کا وعدہ کیا اب تم مسجد کے اس وقت تک مقروض ہو گئے جب تک تم مسجد میں اینٹ دے کر قرض سے سبکدوش نہ ہو جاؤ" غلط ہے کہ نہ وہ وقف ہے اور نہ ہی اس پر قرض ہے۔ اور زید وضاحتہ مثال میں یہ پیش کرنا "جس طرح کوئی شخص اپنی زمین مسجد کے نام پر وقف کر کے اب اگر وہ چاہے کہ اس زمین پر اپنا قبضہ جمائے یا حکمرانی کرے تو شریعت اس بات کی اجازت کبھی بھی نہیں دیتی ہے"

اس کا وقف سے کچھ تعلق نہیں ہے کہ یہ مثال وقف کرنے کے بعد کی ہے اور یہاں اس نے وقف کیا ہی نہیں بلکہ وعدہ کیا ہے۔ لیکن بکر کو چاہیے کہ محض اپنی نفسانی خواہش کی بنا پر وعدہ خلافی نہ کرے کہ وعدہ خلافی ناجائز ہے اور مومن کی شان یہ نہیں بلکہ اس کی شان یہ ہے کہ جو وعدہ کرے اس کو پورا کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا" اور وعدہ پورا کرو بے شک وعدہ سے سوال ہوتا ہے۔ (الاسراء آیت ۳۴) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسین رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ صفر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کی زمین پر مدرسہ کا بورویل لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا ایک بورویل ہے جس سے مدرسہ کی ضروریات کے علاوہ مسجد کے مصلیوں کو وضو کا پانی بھی دیا جاتا ہے اور بل چارج مدرسہ ادا کرتا ہے اس مصلحت (مصلیوں کو وضو کا پانی ملتا رہے) سے مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا بورویل لگانا درست ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

المستفتی: صدر و سکرٹری دارالکین سنی دارالعلوم محمدیہ، کوئٹہ باگل،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا بورڈیل لگانا جائز نہیں اگرچہ اس سے مصلیوں کو وضو کا پانی ملتا ہے کہ اس میں مسجد کی زمین مدرسہ کے لیے گھیر رکھنا اسے مدرسہ کے لیے استعمال کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ہے اور یہ وقف میں تغیر ہے۔ اور تغیر وقف ناجائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ ”کتاب الوقف“ میں ہے: ”ولا یمھوز تغیر الوقف عن ہیئته“ (ص ۴۹۰، ج ۲ الباب الرابع عشر فی المتفرقات) قلت: فکیف یمھوز تغیر مقصوداً۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”جو چیز جس غرض کے لیے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے۔ اگرچہ وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدے کے لے ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجب الاتباع ہے۔“ (ص ۴۴۵، ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۴۲۶ھ ربیع النور ۱۰

مدارس و مساجد چلانے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اسلام میں مسجد چلانے یا اور نظام اسلام یا مدارس وغیرہ چلانے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ خدا را مدلل ارشاد فرما کر دین حنیف کو ڈوبنے سے بچائیے۔
 المستفتی: محمد شفیع گاندھی نگر ویکٹو تھیرور اتر پور چنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مساجد و مدارس چونکہ وقف ہی ہوتے ہیں اور وقف کا انتظام و انصرام واقف کے ذمہ ہے یا واقف نے جسے متولی بنایا ہے اس کے ذمہ ہے اگر واقف نے کسی کو متولی نہیں بنایا تو یہ ذمہ داری اس کے وصی پر لازمی ہوگی وہ بھی نہ ہو تو اس کی اولاد پر، اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اہل محلہ جسے اہل سمجھیں متولی بنا دیں کہ وہ ضروریات وقف کو انجام دے۔ خیال رہے کہ متولی اگرچہ واقف ہی کیوں نہ ہو دیانت کے خلاف کام کرنے پر معزول کر دیا جائے گا۔

در مختار میں ہے: ”جعل الواقف الولاية لنفسه جاز بالاجماع وكذا لو لم يشترط لاحد فالولاية له عند الثاني“ (ص ۵۷۷، ج ۶)

نیز اسی میں ہے ”ولاية نصب القيم الى الواقف ثم لو صبه ثم اذا مات المشر وط له بعد موت الواقف ولم يوص لاحد فولاية النصب للقاضي وما دام احد يصلح للعولية

من اقارب الواقف لا يجعل المتولى من الا جانب لانه اشفق " اہم لخصاً. (ص ۶۳۸۴۶۳۴ ج ۶)

نیز اسی میں ہے "وینزع وجوب الو واقف غیر مامون" اہم لخصاً. (ص ۳۸۰ ج ۴)
واقف اگر بڑے پیمانے پر انتظام نہ کر سکے تو وہ مخلص ارباب حل و عقد عوام اور علمائے کرام کی انتظامیہ کمیٹی بنا دے جس میں خود بھی رہے اور باہمی مشورے سے ترقی دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی
۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

مسجد کی زمین اجرت پر لے کر مدرسہ تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے مسجد کے لئے ایک زمین وقف کی اور انتقال کر گیا اس کے بعد بکرنے جو مالدار شخص ہے اس زمین سے کچھ فاصلہ پر دوسری زمین لے کر مسجد بنوادی اور پہلی زمین کو چھوڑ دیا جو اب تک قریب ہی میں ایک مسجد ہونے کی وجہ سے اسی حالت میں ویران پڑی ہے اب زید کے لڑکے چاہتے ہیں کہ ان کے باپ نے جو زمین مسجد کے لئے دی تھی اس کے فاضل حصہ کو اجرت پر لے کر ایک دینی مدرسہ بنا دیا جائے اور باقی زمین میں مسجد بنادی جائے تاکہ مسجد آباد ہو جائے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ: کیا مسجد کے لئے جو زمین وقف ہے اس کے کچھ خالی حصہ کو اجرت پر لے کر دینی مدرسہ بنانا جائز ہے؟

المستفتی: انوار الحق سعدی مدن پور ضلع بانہ یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب واقف نے وقت وقف اس طرح کی کوئی شرط رکھ دی تھی تو اس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ شرط واقف نص شارع کی طرح واجب العمل ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "فان شرط الواقف کنص الشارع" حتیٰ کہ اگر اس نے صرف تعمیر مسجد کے لئے وقف کی تو مرمت شکست ریخت کے سوا مسجد کے لئے لوٹے چٹائی میں بھی نہیں صرف کر سکتے۔" (ج ۶ ص ۶۶۸)

لیکن بیان سائل سے ظاہر ہے کہ اس آبادی میں کوئی مسجد نہ تھی تو واقف نے تعمیر مسجد کے لئے زمین وقف کر دی نہ کہ مصالح مسجد کے لئے لہذا ایسی صورت میں اس زمین میں کسی طرح سے مدرسہ بنانا جائز نہیں کہ یہ تعمیر وقف ہے جو جائز نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف الباب الرابع عشر فی المتفرقات کے آخر میں ہے "ولا يجوز تغيير الوقف عن هيئته فلا يجعل الدار بستانا ولا الخان حماما

کتبہ: محمد فیض علی مصباحی
۶ رزی القعدہ ۱۴۳۱ھ

ولاء الرباط دکانا۔ (ج ۲ ص ۳۹۰) واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کی چٹائیوں کو عید گاہ لے جانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد کی چٹائیوں کو عید گاہ نماز پڑھنے کے لئے لے جانا جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو کیوں؟
حالانکہ وہاں بھی ان پر نماز ہی پڑھی جاتی ہے۔ بیوا تو جروا

المستفتی: ماسٹر محمد طیب حسین، اسٹیشن روڈ، پوسٹ و تھانہ اسلام پور ضلع اتر دینا چور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد کی چٹائیوں کو عید گاہ لے جانا ناجائز و گناہ ہے کیونکہ مسجد کی اشیاء موقوفہ چیز کے حکم میں ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہے اسے دوسری غرض میں استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدہ کی ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجب الاتباع ہے۔ در مختار میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ" ۱ھ

(کتاب الوقف ص ۶۳۹، ج ۶)

یہاں تک کہ ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں بھی عاریتہ دینا جائز نہیں تو عید گاہ لے جانا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا کیونکہ اس صورت میں وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "یحوز للقیحہ شراء المصلیات للصلاة علیہا ولا یحوز اعارتها لمسجد آخر" ۱ھ ملخصاً یعنی مسجد کے ناظم کو مسجد کے لئے چٹائیاں خریدنا جائز ہے تاکہ ان پر نماز پڑھی جائے اور انھیں عاریتہ دوسری مسجد کے لئے دینا جائز نہیں۔ (کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس ص ۳۲۲، ج ۵) نیز اسی میں ہے: "لا یحوز تغیر الوقف عن ہیئته" ۱ھ (کتاب الوقف الباب الرابع ص ۳۹۰، ج ۲)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے: "یہ فعل ناجائز و گناہ ہے ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں بھی عاریتہ دینا جائز نہیں نہ کہ عید گاہ میں کہ اتصال صف کے سوا اور احکام میں وہ مسجد ہی نہیں، لہذا جب کو اس میں جانا منع نہیں"

(ص ۳۵۵، ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی
۱۱ اردو لہجہ ۱۴۲۷ھ

للجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایم پی، ایم ایل اے فنڈ سے مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

میونسپلٹی فنڈ، یا ایم ایل اے، یا ایم پی یا دیگر اور کسی بھی سرکاری فنڈ کی رقم سے مسجد بنانا، یا مسجد کا وضو خانہ، مسجد کی چھار دیواری (باؤنڈری وال) یا مسجد کا بیت الخلاء وغیرہ بنوانا درست ہے یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

المستفتی: محمد شمشاد عالم رضوی، خادم مدرسہ صالحیہ، سنہٹ، بالاسور (اڑیسہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب گورنمنٹ کے خزانہ سے جاری کی گئی رقم ہمیں میونسپلٹی کے ذریعہ ملے یا ایم پی یا ایم ایل اے کے ذریعہ اسے مسجد کی تعمیر و مرمت کے لئے لینا اور مسجد میں صرف کرنا جائز و درست ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”خزانہ والی ملک کی ذاتی ملک نہیں ہوتا تو اس کے لینے میں حرج نہیں جب کہ کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو“ (فتاویٰ رضویہ ص ۳۶۰، ج ۶)

اور گورنمنٹ کی دی ہوئی رقم اگر ہم اپنے مدرسہ و مسجد میں نہ لگائیں تو وہ اپنے قانون کے مطابق اسے دوسرے غیر اسلامی کاموں کے لئے دے دیں گے، تو ہمارا مال ہمارے دینی کاموں میں صرف نہ ہو اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ ہو گیا کیا کوئی مسلم اسے گوارہ کر سکتا ہے؟ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۲۷۷، ج ۹ نصف آخر میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام نبی نظامی علی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کا پانی معاوضہ لے کر دوسروں کو دے سکتے ہیں

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد میں گورنمنٹ کی طرف سے پانی کائل لگا ہوا ہے جس سے وضو کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کے عوض حکومت کو مسجد کی طرف سے سالانہ پیسہ بھی ادا کیا جاتا ہے اسی پانی کو شادی وغیرہ کے کاموں میں اجرت لے کر عوام کو دیا جاتا ہے اور اس سے تقریباً پندرہ ہزار روپے سالانہ مسجد کی آمدنی ہو جاتی ہے۔ اس پیسے کو مسجد کی تعمیر وغیرہ کے کاموں میں صرف کیا جاتا ہے۔ کیا اس پانی کو جو مسجد کی ضرورت سے زائد ہے عوام سے اجرت لے کر

دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان پیسوں کو تعمیر مسجد کے دوسرے کاموں میں لینا درست ہے؟
المستفتی شیخ امجد عرف مناوہ جو انان اہلسنت حاتم پور کھنڈوہ (ایم، پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو پانی مسجد کے حوض یا ٹنکی میں بھر لیا گیا بلکہ جو پانی مسجد کے پائپ میں آ گیا وہ سب مسجد کی ملک ہے جو نمازیوں کی طہارت وغیرہ کے لیے ہے۔ اسے اسی غرض میں صرف کرنا واجب ہے۔ اس کے علاوہ دوسری غرض میں صرف کرنا حرام و گناہ ہے۔ ہاں مسجد کی آمدنی کے لیے پانی کا معاوضہ وصول کرنا چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

(۱) یہ پانی دوسرے کو دینا قانوناً جرم نہ ہو۔

(۲) مسجد کے پائپ کے ساتھ ایک دوسرا پائپ ایسا لگایا جائے جو اس غرض کے لیے ہو کہ اس سے آنے والا پانی لوگوں کو معاوضے پر دیا جائے گا اور اس پانی کا ربط حکومت کے پائپ سے ہو مسجد کے پائپ سے نہ ہو۔

(۳) معاوضے کی مقدار کے ساتھ پانی کی مقدار بھی مقرر کر لیں مثلاً ۵۰۰ لیٹر پانی ۵۰ روپے کا۔

(۴) اور بہر حال اس کی وجہ سے مسجد کا پانی کم نہ پڑے۔ ان چاروں شرطوں کی پابندی کے ساتھ واٹر سپلائی معاوضے پر دیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الکتاب: غلام احمد رضا قادری
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

مسجد میں پرائمری اسکول چلانا کیسا ہے؟ منع کرنے پر چلانے والے نہ مانیں

تو؟ کیا قوم و برادری کا فیصلہ شریعت سے بالاتر ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک تین منزلہ مسجد ہے، اس کی تیسری منزل پر کچھ لوگ پرائمری اسکول چلا رہے ہیں، جس میں ہندی، انگریزی وغیرہ عصری مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) مسجد یا نئے مسجد میں پرائمری اسکول چلا سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۲) مسجد کی دکانیں ہیں، جس کو کیمٹی والوں نے دکانوں کے اوپر والی چھت کو مسجد میں داخل کر لیا ہے

تو کیا دکانوں کی چھت پر اسکول چلا سکتے ہیں؟

(۳) مزید نے مسجد خاص میں پرائمری اسکول چلانے سے منع کیا، لیکن اراکین کمیٹی باز نہیں آئے، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) کیا قوم و برادری کا فیصلہ شریعت سے بالاتر ہے؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ المستفتی: عبدالعزیز ونصیر الدین صاحبان، بے پور، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مسجد میں پرائمری اسکول چلانا جائز نہیں، خواہ عصری تعلیم کی غرض سے ہو یا دینی، کیونکہ مسجد نماز پڑھنے کے لئے ہے نہ کہ اسکول چلانے کے لئے، اس لئے پرائمری اسکول چلانا مقصد وقف کے خلاف ہوا اور وقف میں مقصد وقف کے خلاف تصرف حرام و گناہ ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

لا یجوز تغییر الوقف عن ہیئته. ۱ھ۔ (ج ۲، ص ۳۹۰)

پھر پرائمری اسکول میں اکثر ایسے ناسمجھ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں جو بے تمیز و نامہذب ہوتے ہیں، جو کہ مسجد میں شور و غل مچاتے رہتے ہیں اور ان کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، جبکہ مسجد کو ناسمجھ بچوں سے بچانے کا حکم ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

جنبوا مساجدکم صبیانکم و عجانینکم و شراءکم و بیعکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم. ۱ھ۔ (ابن ماجہ، ص ۵۴)
اور رد المحتار میں ہے:

و یحرم فیہ السؤال و یکرہ الاعطاء مطلقاً و رفع صوت ہذا کر إلا للمتفقہة و أکل و نوم إلا المعتکف و غریب و أکل نحو ثوم و یمنع منه و کذا کل مؤذول و لولہ لسانہ. ۱ھ ملخصاً
(ج ۲، ص ۳۳۳ تا ۳۵۲)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے ”مسجد میں ناسمجھ بچوں کے لئے جانے کی ممانعت ہے، خصوصاً اگر پڑھانے والا اجرت لے کر پڑھاتا ہو تو اور بھی زیادہ ناجائز ہے کہ اب کار دنیا ہو گیا اور دنیا کی بات کے لئے مسجد میں جانا حرام ہے، نہ کہ طویل کار کے لئے۔“ ۱ھ (ج ۶، ص ۳۳۶)

اور فتائے مسجد تابع مسجد ہے، اس لئے فتائے مسجد کا حکم بھی مثل مسجد ہے اور فتائے مسجد میں بھی پرائمری اسکول چلانا جائز نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

والفناء تبع المسجد فیکون حکمہ حکم المسجد کذا فی المحيط. ۱ھ۔ (ج ۲، ص ۳۶۲)
لہذا ان پر لازم ہے کہ مسجد کو فوراً خالی کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جب مسجد کی دکانوں کی چھت کو مسجد میں داخل کر لیا گیا تو وہ چھت بھی مسجد ہو گئی، لہذا اس پر بھی پرائمری اسکول چلانا جائز نہیں، کیونکہ وہ فی الواقع مسجد ہی ہے۔ اسی طرح کے ایک مسئلہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اگر وہ دکانیں متعلق مسجد اور اس پر وقف ہیں اور مسلمانوں نے اس کی سقف کو داخل مسجد کر لیا تو وہ سقف بھی مسجد ہو گئی، اہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۴۲۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جو لوگ منع کرنے کے باوجود مسجد میں پرائمری اسکول چلا رہے ہیں، وہ گناہ گار ہیں، کیونکہ مسجد عبادت کی جگہ ہے نہ کہ پرائمری اسکول چلانے کی، لہذا اراکین مسجد کمیٹی فوراً اس سے باز آئیں، مسجد کی حرمت و تقدس کا خیال رکھیں، اسکول کو مسجد سے ہٹادیں، نیز علانیہ توبہ کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) قوم و برادری کا فیصلہ شریعت مطہرہ سے ہرگز ہرگز بالا تر نہیں ہو سکتا۔ ارشاد باری ہے:

إِن الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ.

اگر کوئی شامت نفس سے ایسا کر رہا ہے، مگر وہ حکم شرع کا منکر نہیں تو صرف گنہگار ہے، اس سے توبہ کرے۔ اور اگر شریعت کے حکم پر راضی نہ ہو، اس لئے اسے رد کرے اور اس پر اپنے بنائے ہوئے قانون کو ترجیح دے تو یہ کفر ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

اذا قال الرجل لغيره حكم الشرع في هذه الحادثة كذا فقال ذلك الغير من بوسم
 کار میکنم نہ بشرع یکفر عند بعض المشائخ، اہ۔ (ج ۲، ص ۲۷۲)

اور قرآن پاک میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ. (پ ۵، ع ۴)

یعنی اے ایمان والو! اللہ ورسول کا حکم مانو اور ان کا حکم مانو جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ ورسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

(کنز الایمان) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد اظہر الدین برکاتی

۱۳/ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دو مسجدوں کو ملا کر ایک کر دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد لوہار پٹی اندور قدیم سے دو حصوں میں تعمیر ہے۔ اگلا حصہ نیا دوکان کے اوپر ہے، جو کہ پچھلے پندرہ سال سے قائم ہے، جس میں ممبر و مصلیٰ دونوں قائم ہے۔ پرانا قدیمی مسجد کا پچھلا حصہ قائم ہے، جس میں ابھی بھی پرانے ممبر کے پاس مصلیٰ قائم ممبر نہیں ہے، صرف مصلیٰ ہے۔ دونوں جگہ وقتاً فوقتاً نماز ہوتی رہتی ہے۔ اب چونکہ پرانی مسجد کا کام چل رہا ہے۔ انتظامیہ کمیٹی یہ چاہتی ہے کہ پرانی جگہ سے مصلیٰ ختم کر دیا جائے تو کیا مصلیٰ کی جگہ ختم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: مسجد انتظامیہ کمیٹی لوہار پٹی اندور (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر دوکانیں مسجد کی ہیں، مسجد کی زمین میں ہیں اور بعد میں ان کی چھت پر مسجد کا اضافہ ہوا تو یہ شرعاً مسجد ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: اگر وہ دوکانیں متعلق مسجد اور اس پر وقف ہیں اور مسلمانوں نے ان کی سقف کو داخل مسجد کر لیا تو وہ سقف بھی مسجد ہو گئی۔ ولا یضر کون الحوانیت تحتہ لکونها وقفاً علیہ و جاز اخذ ملک الناس کرہا بالقیمۃ عند ضیق المسجد فکیف بما هو وقف علیہ کما فی رد المحتار، ۱۰ ج ۶، ص ۴۳۸

اور اس میں نماز صحیح ہے، ثواب وہی ہے جو مسجد میں نماز پڑھنے کا ہے۔ دو مسجدوں کو ایک کر دینا جائز ہے۔ فقہائے کرام نے اس کی صراحت فرمائی ہے، لہذا یہ جائز ہے کہ پرانا مصلیٰ ختم کر کے پچھلا حصہ اگلے حصہ کے ساتھ شامل کر دیا جائے، تاکہ سب ایک کشادہ مسجد ہو جائے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”مسجد قدیم کو جدید کا محن کر لیا، اس میں حرج نہیں، وہ بدستور مسجد ہے اور اس میں نماز مسجد میں نماز ہے، ۱۰ ج ۶، ص ۴۷۷

در مختار میں ہے: لاہل البحۃ جعل المسجدین واحداً وعکسہ لصلاة لاللدس ۱۰ ملخصاً (ج ۲، ص ۲۳۷) باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہد رضا ہشامی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کی چھت پر ٹاور لگانا اور اس کی آمدنی مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد کی چھت پر سوبائل کا ٹاور لگانا جائز ہے یا نہیں اور اس سے ملنے والے بھاڑے کی رقم مسجد کی تعمیر میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد زید شیواجی نگر، گوئٹھی، ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد کی چھت پر ٹاور لگانا جائز نہیں کہ یہ مصالح مسجد سے نہیں کہ مسجد پوری ہونے کے بعد اگر امام کے لیے گھر بنانا چاہے تو بھی نہیں بنا سکتا اگرچہ اس کی پہلے سے یہی نیت ہو۔ در مختار فوق رد المحتار میں ہے:
"لو بنی فوقہ بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح اما لومت المسجدیة ثم اراد البناء منع لو قال عنیت ذلك لم یصدق تاتر خانیه فاذا کان هذا فی الواقف فکیف بغيره فیجب هدمه ولو علی جدار المسجد." ۱۰

(ج ۶، ص ۵۳۸، کتاب الوقف)

رد المحتار میں ہے: "نقل فی البحر قبله ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من اوقافه." ۱۰ (ج ۶، ص ۵۳۸)

اور جب اس پر ٹاور لگانا ہی جائز نہیں تو اس پر کرایہ لینا بھی جائز نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے: "ولا یجوز أخذ الأجرة منه ولا أن یجعل شیئاً منه مستغلاً ولا سکنی بزازیة." (ج ۶، ص ۵۳۸) رد المحتار میں ہے: "قلت وبه علم حکم ما یصنعه بعض جدران المسجد من وضع جذوع علی جداره فانه لا یجوز ولو دفع الأجرة." ۱۰ (ج ۶، ص ۵۳۸، کتاب الوقف)

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ: ج ۶، ص ۴۱۳ اور بہار شریعت ج ۱۰، ص ۸۱ پر ہے۔

ہاں غیر مسلم سے جو مال کرایے کے نام پر ملا ہے وہ مسجد کا ہے۔ اسے مسجد میں استعمال کریں اور ٹاور فوراً ہٹائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: غلام احمد رضا قادری

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

توسیع مسجد کے وقت منبر و محراب کو اپنی جگہ سے ہٹا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہم لوگ پرانی مسجد کو شہید کر کے توسیع کرنا چاہتے ہیں، کسی نے کہا کہ جو منبر و محراب کہہ ہیں اسے اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جاسکتا، تو کیا مسئلہ ایسا ہی ہے؟ بینو اتو جروا۔

المستفتی: محمد ولادت پرکھ سنی قصبائی جماعت گیر گڈرا، اونٹا گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب محراب حقیقہ وسط مسجد کا نام ہے، لہذا جدید تعمیر میں جب کہ مسجد کی توسیع ہو رہی ہے محراب صوری کو وسط میں کیا جائے کیونکہ یہ محراب حقیقی کی علامت ہے البتہ قدیم محراب کو بھی باقی رکھیں کہ جس جگہ نماز پڑھی جا چکی اس کو بند کرنے کی اجازت نہیں مگر اس کے سامنے امام کا کھڑا ہونا مکروہ اور خلاف سنت ہے کہ حدیث شریف میں امام کو وسط مسجد میں کھڑے ہونے کا حکم ہے اور حدیث یہ ہے:

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توسطوا الامام و

سدوا الخلل۔ (باب المواقف ص ۹۹)

اور منبر محراب حقیقی کی بغل میں ہوتا ہے۔ اس لئے اسے بھی اپنے مقام سے ہٹا کر محراب حقیقی کے

قریب کیا جائے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”امام کے لئے سنت متوارثہ کہ زمانہ اقدس رسالت سے اب تک معہود ہے وسط مسجد میں قیام ہے کہ صف پوری ہو تو امام وسط صف میں ہو اور یہی جگہ محراب حقیقی و متوارثہ ہے کہ محراب صوری کہ طاق نما ایک خلا وسط دیوار قبلہ میں بنانا حادثہ ہے۔ اسی محراب حقیقی کی علامت ہے یہ علامت اگر غلطی سے غیر وسط میں بنائی جائے اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ مراعات وسط ضروری ہوگی کہ اتباع سنت و انتقاء کراہت و انتہال ارشاد حدیث توسطوا الامام۔ ہو، در مختار میں ہے: ”یصف الامام ویقف وسطاً، درایہ شرح ہدایہ سے ہے: السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحارب ما نصبت الا وسط المساجد وہی قد عینت لمقام الامام۔“ (باب الجماعۃ ص ۳۳، ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد صابر عالم قادری مصباحی

۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد میں ایسی سجاوٹ کرنا جو نماز میں مخل ہو کیسا ہے؟ اگر متولی ایسی سجاوٹ پر

بضد ہو اور منع کرنے پر امام کے پیچھے نماز چھوڑ دے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسجد کے اندر بالکل اگلی صف سے اس طرح کی پلاسٹک اور پینے کی سجاوٹ اور ڈیکوریشن کرنا کہ جو ہوا لگنے پر یا مسجد کے پتکھے چلنے پر بولے آواز کرے اور کھڑکھڑائے اور امام کی قرأت سننے نیز جس سے نمازی کے خشوع و خضوع میں فرق آنے اور نماز میں خلل واقع ہونے کا امکان ہو شرعاً درست ہے یا نہیں؟

اگر نہیں تو جو شخص مسجد کے اندر اس طرح کی سجاوٹ اور ڈیکوریشن پر مصر ہو امام کے منع کرنے پر بھی ماننے کو تیار نہ ہوتی کہ اسی بنیاد پر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا تک چھوڑ دے شرعاً ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا ایسا شخص مسجد کا منتظم اور متولی بننے کے لائق ہے؟ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد عبدالرشید قادری پبلی ہیٹی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پلاسٹک وغیرہ سے اس طرح مسجد کی سجاوٹ جو پتکھا کے چلنے سے نمازیوں کے خشوع و خضوع میں فرق لائے مکروہ ہے۔

تویر الابصار و در مختار میں ہے: "کرہ وقت حضور طعام تاقت نفسه إلیه (و) کذا کل (ما) يستغل باله عن افعالها و یغل بخشوعها) کائنا ما کان... و کذا تکره فی طاحون" ۱۱۱ ملخصاً
ترجمہ: کھانا حاضر ہو اور کھانے کی خواہش ہو تو نماز مکروہ ہے، یونہی ہر وہ چیز جو اس کے دل کو افعال نماز سے مشغول رکھے اور خشوع میں خلل انداز خواہ وہ جو بھی ہو..... اسی لئے چکی خانہ میں نماز مکروہ ہے" ۱۱۱
(ج ۲ ص ۳۸، ۳۹، ۴۱ کتاب الصلوٰۃ)

رد المحتار میں ہے: "لعل وجهه شغل البال بصوتها" ۱۱۱ شاید اس کی وجہ چکی کی آواز سے دل کی مشغولیت ہو" ۱۱۱ (ج ۲ ص ۴۱)

لہذا جو شخص مسجد کے اندر بطور مذکور ڈیکوریشن اور سجاوٹ پر مصر ہو اور امام کے منع کرنے پر بھی باز نہ آئے بلکہ محض اس وجہ سے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو وہ جاہل، بے باک ہے اس پر لازم ہے کہ اپنی ضد سے باز آ کر شریعت کی پیروی کرے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے جماعت میں رخنہ ہو اور اگر یہ سجاوٹ مسجد کی آمدنی سے ہو تو اس کا یہ فعل حرام ہے کہ یہ مال مسجد میں خیانت ہے اس تقدیر پر ایسے متولی کو بشرط استطاعت

معزول کر دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد ابراہیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابراہیم احمدی، برکاتی

۱۶ رزی الحجہ ۱۴۳۲ھ

تہاڑی مسجد کی کوئی چیز خرید یا بیچ سکتا ہے؟ سامان خریداری کے لئے کوٹیشن

منگوانا کیسا ہے؟ مسجد کی آمدنی مصارف سے زیادہ ہے تو اسے امام و مؤذن

کے علاج اور بچوں کی تعلیم وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین چند مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد کی کوئی چیز بیچنا ہو یا مسجد کے لئے کوئی چیز خریدنا ہو تو بغیر مشورہ کے تہاڑی فیصلہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) سامان خریداری کے لئے کوٹیشن منگوانا چاہیے یا نہیں؟

(۳) مسجد کی آمدنی کے لئے ایک لاج (ہوٹل) ہے جس کی آمدنی کثیر ہے یعنی مسجد و لاج کے جملہ

اخراجات کے بعد رقم بچ جاتی ہے تو آیا اس زائد رقم سے امام و مؤذن و دیگر اسٹاپ والوں کا علاج و معالجہ اور ان

کے بچوں کی تعلیم و دیگر غریبوں کی امداد اور ان سے دینی و دنیوی تعلیمی اخراجات پورے کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

امید ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر شکر یہ کا موقعہ عنایت فرمائیں گے۔

المستفتی: محمد حسیب الدین قاضی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد کی کوئی چیز نہ تہاڑی بیچ سکتا ہے نہ خرید سکتا ہے کہ اشیاء مسجد کی خرید و فروخت کے

لئے اذن قاضی کی ضرورت ہے لیکن یہاں پر قاضی کے نہ ہونے کی وجہ سے دیگر اہل رائے قابل اطمینان

متدین مسلمانوں کی رائے سے مسجد کی چیز بیچی جائے۔

فتاویٰ ماجدیہ میں ہے ”کہ متولی دیگر مسلمانوں سے رائے لے کر مسجد پر صرف کرے اپنے آپ بغیر

مشورہ مسجد کی اشیاء کو بیچنا نہیں چاہیے مسجد کی چیزیں فروخت کرنے کیلئے اذن قاضی کی ضرورت ہے مگر چونکہ

یہاں قاضی موجود نہیں اہل الرائے سمجھدار اور قابل اطمینان متدین مسلمانوں سے رائے لے کر ایسا کرنا امید

ہے کہ کافی ہو اور اس کے مواخذہ سے بچ جائے۔ (ج ۳ ص ۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ٹرسٹ سامان کی خریداری سے قبل کوٹیشن یعنی مصارف کا تخمینہ منگاسکتی ہے شرعاً اس میں کوئی

قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر واقف نے اس ہوٹل کے مصارف کی تعیین کر دی ہے تو آمدنی کو شرط کے موافق خرچ کریں اور اگر واقف کی شرط کا علم نہ ہو یا اس نے شرط کی ہی نہیں تو آمدنی عمارت مسجد پر صرف کریں پھر بھی اگر رقم خرچ جائے تو مسجد کی دیگر ضروریات پر خرچ کریں اس کے علاوہ مسجد کی آمدنی امام مؤذن و دیگر اہل محلہ کی اولاد یا خود انہیں کے علاج یا تعلیم میں خرچ کرنا جائز نہیں کہ اوقاف مسجد کی آمدنی کو مسجد کے علاوہ دیگر کاموں میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

رد المحتار میں ہے: والذی یبدأ بہ من ارتفاع الوقف ای من غلته عمارتہ شرط الواقف اولاً ثم ما هو اقرب الی العمارۃ واعم للصلحۃ کالامام للمسجد والمدرس للمدرسة یصرف الذم الی قدر کفایتهم ثم السراج والبساط كذلك الی آخر البصالح هذا اذا لم یکن معینا فان کان الوقف معینا علی شیء یصرف الیہ بعد عمارۃ البناء (ج ۶ ص ۵۶۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد حسن چشتی مصباحی
۶ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

مسجد کا قرآن دوسری جگہ منتقل کرنا کیسا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسجد میں لوگ قرآن پاک رکھ دیتے ہیں اتنی تعداد بڑھ جاتی ہے کہ الماریاں پر ہو جاتی ہیں زمین پر رکھنا پڑتا ہے بے حرمتی کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں زائد قرآن پاک دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے کہ المستفتی: محمد احمد رحمتی جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر فتح فیض آباد نہیں، بیٹو اتو جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں اگر قرآن پاک رکھنے والے کا مقصود اس مسجد پر وقف کرنا نہیں ہے تو رکھنے والے کو اختیار ہے، قرآن اس کی ملک پر باقی رہیں گے، اور اگر مسجد پر وقف کرنا مقصود ہے تو اس سلسلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے کہ ایسی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جب وہ صورت ہے جو سوال میں مذکور ہے اور دوسری مساجد میں اس کی ضرورت ہو تو قول جواز پر عمل کرتے ہوئے دوسری مساجد و مدارس میں منتقل کر سکتے ہیں، اسی شہر کے ساتھ خاص نہیں جس شہر کی مسجد میں قرآن پاک رکھا ہے اگر

اس شہر کی مسجدوں و مدرسوں کی حاجت سے زائد ہو تو دوسرے شہروں کی مساجد و مدارس میں بھی بھیج سکتے ہیں، مگر انہیں ہدیہ کر کے ان کی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔

اور صورت مسئلہ میں تو اور احوط و بہتر ہے کہ دوسرے مساجد و مدارس میں منتقل کر دیا جائے کہ قرآن پاک کو بے حرمتی سے بچانا لازم ہے۔ درمختار کتاب الوقف میں ہے "وقف مصحفا علی اہل مسجد للقراءة ان یحصون جاز وان وقف علی المسجد جازو یقرأ فیہ ولا یكون محصوراً علی هذا المسجد" (ج ۶ ص ۵۵۷-۵۵۸) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۵۵ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ



بَابُ الْمَقْبَرَةِ

قبرستان کا بیان

چکبندی میں قبرستان کے لئے زمین ملی مسلمانوں نے قبضہ بھی کر لیا مگر ابھی مردے دفن نہیں ہوئے تو کیا اس پر مدرسہ بنا سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

گورنمنٹ نے چکبندی کے موقع پر کچھ زمین قبرستان کے لیے دی اور مسلمانوں نے اس پر قبضہ بھی کر لیا ابھی تک اس میں ایک بھی میت کو دفن نہیں کیا گیا ہے اب مسلمان اس پر مدرسہ کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے پاس اس کے علاوہ دوسری زمین نہیں اور نہ ہی اتنی رقم ہے کہ جس سے زمین خرید کر دوسری جگہ مدرسہ تعمیر کر سکیں تو کیا ایسی صورت میں مذکورہ زمین پر مدرسہ بنانا درست ہے؟ بیوا تو جروا

المستفتی: محمد سلیم قادری رفاعی، خادم دارالاشاعت رضویہ، پھریندا جاگیر، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذکورہ زمین جسے گورنمنٹ نے مسلمانوں کو قبرستان کے لیے دیا ہے۔ مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر کے اگر اسے قبرستان قرار دیا تو وہ زمین قبرستان کے لیے وقف ہوگئی۔ اگرچہ اب تک اس میں کوئی مردہ دفن نہ کیا گیا ہو۔ اس لیے اس میں مدرسہ بنانا جائز نہیں کہ یہ تعمیر وقف ہے جو حرام و گناہ ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ: "لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته" ۱۱ھ (کتاب الوقف، ص ۴۹۰ ج ۲)

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۳ میں بھی ہے۔

ہاں اگر قبضہ کے بعد اسے قبرستان قرار نہیں دیا ہے بلکہ یوں ہی چھوڑ رکھا ہے کہ وقت ضرورت کسی مناسب معارف میں استعمال کریں گے۔ تو اس پر مدرسہ بنانا جائز ہے جب کہ کوئی قانونی حرج نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسین رضوی جانی مگری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ صفحہ مظفر ۱۳۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سیکڑوں سال پرانا قبرستان ہے مگر مردے دفن نہیں ہیں

اسے عید گاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ محترم مفتی صاحب السلام علیکم، الحمد للہ! نالا سو پارہ ویسٹ، سو پارہ ایک قدیم بستی ہے جہاں ایک قدیم عید گاہ بھی ہے، مگر فی الحال کی آبادی کے لیے عید گاہ نا کافی ہو گئی ہے۔ عید گاہ کے باہر سڑک پر اور بازو میں ایک مسلم بھائی کی کھلی جگہ ہے۔ اس میں عید کی نماز کے لیے صفیں بنائی جاتی ہیں۔ اگر یہ مسلم بھائی اپنی جگہ میں عمارت بنائے یا کسی اور کام کے لیے اس جگہ کو استعمال کریں گے تو بھی جگہ نا کافی ہو جائے گی، فی الحال عید گاہ کے اطراف غیر مسلم کی آبادی بڑھ گئی ہے جب کہ اس علاقے میں مسلم چند فی صد ہیں، نا سازگار حالات میں اس عید گاہ میں عیدین کی نماز ادا کرنے میں خطرہ ہو سکتا ہے۔

اس لیے ٹرسٹیان مسجد، عید گاہ اور ذمہ داران بستی کا خیال ہے کہ ایک پرانے قدیم قبرستان میں عید گاہ بنائی جائے، یہ قبرستان سیکڑوں سال پرانا ہے، اس قبرستان میں ہم نے یا ہمارے باپ دادا نے کسی کو نہ دفنایا ہے اور نہ دفناتے دیکھا ہے یہ قبرستان کی جگہ سرکاری ہے جو پہلے سے مسلمانوں کے قبضے میں ہے، جہاں مسلمان اپنے مردوں کو سیکڑوں سال پہلے دفنایا کرتے تھے اور سرکاری کاغذات سات بارہ 7/12 پر قبرستان لکھا ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قبرستان میں عید گاہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ عیدین کی نمازیں اس جگہ ادا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور دیگر نمازیں بھی ادا ہوں گی یا نہیں؟

المستفتی: خالد کراری، چیف ٹرسٹی، جامع مسجد، نواکھل محلہ، سو پارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قبرستان مذکور جسے گورنمنٹ نے مسلمانوں کے مردے دفن کرنے کے لیے چھوڑا ہے اور مسلمانوں نے اسے قبرستان قرار دے کر اس میں مردے دفن کیے ہیں وہ عند الشرح وقف ہے، اس میں عید گاہ بنانا جائز نہیں کہ یہ تغیر وقف ہے اور وقف کا بدلنا ناجائز ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ "لا يجوز تغیر الوقف عن ہیئته" ۱۰ھ (ص ۳۵۴، ج ۲) اگرچہ وہ قبرستان سیکڑوں سال پرانا ہو، عرصہ دراز سے لوگوں نے اس میں مردے دفن کرنا بند کر دیا ہو پھر بھی قبرستان ہی ہے اور تا قیامت قبرستان ہی رہے گا، فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "سئل الامام شمس الائمة محمود الاوز جندی عن المقبرة اذا اندرست ولم یبق فیہا اثر البونی لا العظم ولا غیرہ هل یجوز زرعها واستغلالها فقال لا، ولها حکم المقبرة کذا فی المعیط" ۱۰ھ ملخصاً (ص ۷۰، ج ۲)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشانات مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا، یا اس میں مکان بنانا ناجائز ہے اور اب بھی وہ قبرستان ہی ہے قبر کے تمام آداب بجلائے جائیں“ (بہار شریعت، ص ۸۷، ج ۱۰) لہذا اس میں چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، اور نمازیں پڑھنا سب ناجائز ہے خواہ عیدین کی نمازیں ہوں یا دوسری، حدیث پاک میں ہے ”لا تصلوا علی قبرا“ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”ویکرہ ان یدینی علی القبرا ویقعہا ویینامہ علیہا ویوطا علیہ“ (ص ۱۶۶، ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کسی آدمی نے قبرستان میں درخت لگائے تو وہ کس کی ملکیت ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کے قبضہ میں مسلم قبرستان ہے اس میں زید کے آباء و اجداد نے جھاڑ لگائے تھے اسی طرح عمرو، بکر، خالد، محمود وغیرہ کے آباء و اجداد نے بھی درخت لگائے تھے کئی سالوں سے اس جھاڑ و اشجار کے وارث انہیں کے خاندان کے لوگ رہے پھلوں کو کھاتے رہے اور لکڑیوں کو فروخت کرتے رہے اس پر بکر کے استاذ نے کہا یہ غلط ہے شریعت کی نظر میں تم لوگ گنہگار ہو رہے ہو قبرستان کی جگہ میں جو بھی اشجار ہیں وہ ملکیت قبرستان کی ہیں اور قبرستان ہمارے یہاں چاروں طرف سے کھلا پڑا ہے جس میں ہر طرح کے جانور وغیرہ آتے ہیں اس کے اشجار کو کاٹ کر فروخت کر کے چہار دیواری قائم کر دینی چاہیے۔ تو آیا بکر کے استاذ کا قول درست ہے کہ وہ قبرستان کی ملک ہے اگر ہے تو اس کے اشجار وغیرہ کو فروخت کر کے قبرستان کے مصرف میں لاسکتے ہیں؟ ہینواو توجروا۔

المستفتی: محمد غیاث الدین لال صحیح بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر جھاڑ و اشجار لگانے والوں نے جھاڑ و اشجار قبرستان کے پیسے سے لگائے یا اپنے ہی پیسے سے لگائے مگر قبرستان کے لیے لگائے، یا وہ خود بخود آگ آئے تو ان تمام صورتوں میں وہ جھاڑ و اشجار قبرستان کے ہیں۔ اور اگر انہوں نے اپنے لیے لگائے یا کچھ نیت نہ کی تو مالک وہی لوگ ہیں اور وہ نہ ہوں تو ان کے ورثہ ہیں اور ان کو اس میں تصرف کا اختیار بھی ہے چاہے پھلوں کو کھائیں یا لکڑیوں کو فروخت کریں۔ لیکن اگر اس کے سبب قبروں کے لیے زمین تنگ پڑ رہی ہو تو ان کو مجبور کیا جائے کہ اپنے درختوں وغیرہ کو کاٹ کر زمین خالی کریں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”قبرستان اگر چہ وقف ہو مگر درخت جو اس میں لگائے جائیں وہ لگانے والوں ہی کی ملک رہیں گے ان کو اختیار ہے کہ اس کی لکڑیوں کو کاٹیں یا جو چاہیں کریں بلکہ اس کے سبب مقابر پر تنگی کر دے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ درخت کاٹ کر زمین خالی کر دے“ ۱ھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۵۱)

اور فتاویٰ ہندیہ کتاب الوقف میں ہے ”مقبورۃ علیہا اشجار عظیمة ان علم لها غار س کانت للغار س“ ۱۳ھ ملخصاً (ج ۲ ص ۷۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۴ ذی القعدہ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

چکبندی میں قبرستان بانسی راجہ کے نام ہو گیا اس سے ایک مسلم نے خرید لیا تو اس میں تصرف کر سکتا ہے یا نہیں؟ قبرستان کے درختوں کی آمدنی سے عید گاہ بنا سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ (۱) ہمارے گاؤں کا ایک پرانا قبرستان ہے جس میں مسلمان اپنے مردے دفن کرتے تھے۔ چکبندی میں قبرستان کی وہ زمین بانسی راجہ کے نام درج ہو گئی پھر ریاست علی نے وہ زمین اپنے نام بیچ نامہ کروائی جب کہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہ پرانا قبرستان ہے آج بھی قبروں کے نشانات باقی ہیں تو شخص مذکور کے لیے شریعت کا حکم کیا ہے؟

(۲) چکبندی میں قبرستان کے لیے گورنمنٹ کی جانب سے تھوڑی زمین ملی۔ اس میں شیشم کا ایک درخت ہے جو خود سے اگا ہے۔ گاؤں کے کچھ لوگ اسے بیچ کر عید گاہ بنانا چاہتے ہیں شرعاً ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ بیوٹو توجروا۔ المستفتی: نذر علی پیر محمد مقصود علی، مقام بودھنی پور ڈاکخانہ کپتان گنج، ضلع بہتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) قبرستان کی زمین جہاں مردے دفن ہوتے ہیں وہ وقف ہے اور وقف کسی کی ملک نہیں ہوتا، اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری کتاب الوقف میں ہے ”فیلزم ولا یباع ولا یوہب ولا یورث کذا فی الہدایۃ ۱ھ (ج ۲ ص ۳۵۰)

نیز در مختار کتاب الوقف میں ہے ”واذا تم ولزم لایمیک ولا یملک“ ۱۰۱ھ (الدر المختار فوق رد المحتار ج ۶ ص ۵۳۹) رد المحتار میں ہے ”ای لایکون مملو کالصاحبہ ولا یملک ای لا تقبل التملیک لغيرہ بالبیع ونحوہ“ ۱۰۱ھ (ج ۶ ص ۵۳۹)

لہذا ریاست علی کا دانستہ طور پر قبرستان کی زمین خریدنا ناجائز و گناہ اس میں تصرف ناجائز، اس پر لازم کہ فوراً اس قبرستان کی زمین کو چھوڑ دے ورنہ سخت عذاب الہی میں مبتلا ہوگا۔

اگر وہ ایسا نہ کرے تو سارے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کریں، اس کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا چھوڑیں، اس کے یہاں شادی، بیاہ وغیرہ کسی بھی تقریب میں نہ شریک ہوں ورنہ خود گنہگار ہوں گے۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَمَا يُنْسِفُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“ (پ ۷ سورہ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قبرستان کی وہ زمین جو گورنمنٹ سے حاصل ہوئی ہے اس میں شیشم کا درخت اگر خود سے اگا ہے تو اسے قاضی کے حکم سے بیچ کر قبرستان کے مصارف مثلاً چہار دیواری وغیرہ ہی میں خرچ کر سکتے ہیں، عیدگاہ میں لگانا جائز نہیں ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری کتاب الوقف میں ہے ”مقدرة علیہا اشجار عظيمة لبنت بعد اتخاذ الأرض مقبرة المحکم فی ذلك الی القاضی ان رأى بیعها و صرف ثمنها الی عمارة المقبرة ولم یعلم لها غارس فله ذلك کذا فی الوقعات الحسامیة“ ۱۷ ملخصاً (ج ۲ ص ۲۷۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو نفوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ ربوی الحجہ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قبرستان کی زمین بیچ کر دوسری جگہ خریدنا کیسا ہے؟ مدرسہ کے روپے سے قبرستان کی زمین خریدنا؟ قبرستان کو کسی دوسرے مقصد میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلے میں کہ:

(۱) قبرستان کے لیے وقف کی ہوئی زمین بیچ کر دوسری جگہ زمین خرید سکتے ہیں یا نہیں؟

خلاصہ: انجمن قادر پورہ کے نام گاؤں کے ایک مومن شخص نے قبرستان کے لیے دو بیگہ زمین وقف کیا اور انجمن والوں نے تین بیگہ زمین اسی دو بیگہ زمین سے ملا ہوا خریدا۔ تو کل زمین ہو گئی پانچ بیگہ اور انجمن والوں نے جو تین بیگہ زمین خریدا وہ مدرسے کی رقم سے خریدا۔

کیا مدرسے کی رقم سے خریدی زمین میں قبرستان بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

اور یہ پانچوں بیگہ زمین ہندو لوگوں کی آبادی میں پائی جاتی ہے۔ اور گاؤں سے تھوڑی دور پر بھی زمین پائی جاتی ہے۔ اب گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ یہ پانچوں بیگہ زمین بیچ کر قریب میں ایک زمین ہے جو مسلمانوں

کی آبادی میں پائی جاتی ہے اسی زمین کو ہم لوگ خریدیں گے اور اس وقت قبرستان کے لیے صرف جمع کر کے تین بیگہ زمین جو خریدیں گے وہ قبرستان کے نام کی رقم ہوگی۔ اور وقف کی زمین کی رقم سے دو بیگہ زمین الگ سے لیں گے۔

عذر خاص: (۱) دو بیگہ وقف کی ہوئی زمین تین بیگہ خریدی ہوئی۔ یہ پانچوں بیگہ گاؤں سے بہت

دور ہے۔

(۲) اور بارش کے موسم میں اس جگہ کی مٹی زیادہ کیلی ہوتی ہے اور پاؤں میں بہت زیادہ مٹی لگتی ہے۔

(۳) اور اس جگہ قبر بن جانے کے بعد اس جگہ کی قبر جلد دھنس جانے کا امکان ہے۔

(۴) یہ زمین بیابان جنگل اور الگ مٹی میں پائی جاتی ہے۔

(۲) یہ کہ (اس) پانچوں بیگہ زمین سے پہلے ایک زمین ہے جس زمین میں ہم لوگ آج سے تقریباً

بہت سالوں سے بچوں بچیوں کی میت کو دفن کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور قبرستان کی زمین کے نیچے ایک تالاب پایا جاتا ہے جس تالاب سے ہندو مسلم سبھی ذات کے لوگ پانی پیتے ہیں اس تالاب میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور چھ سات مہینے اس پانی کو سبھی پیتے ہیں۔ اور جب بارش ہوتی ہے تو بچوں اور بچیوں کی قبر کے اوپر سے جو پانی آتا ہے سیدھے تالاب میں آتا ہے۔ اس سے ہندو ذات کے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قبر سے پانی آتا ہے۔ اس لیے آپ لوگ زمین دوسری جگہ لے کر قبرستان دوسری جگہ بنائیں۔ اور پانچوں بیگہ زمین اس قبرستان سے تھوڑی دور پر واقع ہے یہاں قبرستان کا جب آغاز ہو جائے گا تو آج نہیں ہو سکتا ہے آٹھ دس سال کے بعد ہندو لوگ اعتراض کریں گے اس سے اچھا ہم لوگ اپنی آبادی میں قبرستان بنانا چاہتے ہیں۔ آپ حضور والا سے گزارش ہے کہ اس الجھے ہوئے مسئلے کا جواب شرعی کتاب کی روشنی میں عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

(نوٹ) قبرستان کا آغاز اگر اس زمین میں ہوا تو ہم لوگوں کو عید گاہ بھی بنانی پڑے گی اس لیے اس

جگہ مٹی صحیح نہیں ہونے کی وجہ سے دوسری جگہ ہم لوگ قبرستان بنانا چاہتے ہیں۔

گاؤں کے لوگوں کا دستخط:

(۱) محمد علی رضوی (۲) ذاکر حسین (۳) محمد سردار (۴) شوکت علی (۵) محمد صدیق (۶) محمد صدیق

(۷) محمد انور (۸) محمد سردار (۹) غلام عربی۔ المستفتی: انجمن کمیٹی مقام قادر پور، پوسٹ برن گاؤں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) جس زمین کو کسی نے قبرستان کے لیے وقف کیا ہے اسے بیچ کر دوسری زمین خریدنا

جائز نہیں۔ کیونکہ یہ وقف کی تعمیر ہے اور اگر اس میں کچھ اموات مسلمین مدفون ہوں تو ان کی توہین بھی۔ اور تعمیر

وقف بھی بجائے خود ناجائز و گناہ ہے اور توہینِ مسلمین بھی ناجائز و گناہ ہے۔

وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اس کو باطل کر سکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے نہ اسے عاریت دیا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے رہن رکھا جاسکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ولایباع ولا یوہب ولا یورث کذا فی الہدایۃ" (کتاب الوقف ج ۲ ص ۳۵۰)

در مختار میں ہے: "لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن" اسی عبارت کے تحت رد المحتار میں ہے "قولہ لا یملک ای لا یکون مملوکاً لصاحبہ ولا یملک ای لا یقبل التملیک لغيرہ بالبیع ونحوہ" (کتاب الوقف ج ۶ ص ۵۳۹)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "وقف کی تبدیل جائز نہیں، جو چیز جس مقصد کے لیے وقف ہے اسے بدل کر دوسرے مقصد کے لیے کر دینا روا نہیں۔ سراج و ہاج پھر فتاویٰ ہند یہ میں ہے:

"لا یجوز تغیر الوقف عن ہیأتہ فلا یجعل الذار بستاناً ولا الخان حماماً ولا الرباط دکاناً الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیہ مصلحۃ الوقف اھ قلت فاذا لم یجز تبدیل الھیأتہ فکیف بتغیر اصل المقصود۔ (ج ۲، ص: ۳۹۰)

یعنی وقف کو اس کی ہیئت سے تبدیل کرنا جائز نہیں۔ لہذا گھر کا باغ بنانا اور سرائے کا حمام بنانا اور رباط کا دکان بنانا جائز نہیں، ہاں جب واقف نے نگہبان پر معاملہ چھوڑ دیا ہو کہ وہ ہر کام کر سکتا ہے جس میں وقف کی مصلحت ہو تو جائز ہے اھ قلت (میں کہتا ہوں) جب ایک ہیئت کی تبدیلی جائز نہیں تو اصل مقصود کی تغیر کیوں کر جائز ہوگی:

اور اس قبرستان میں سو برس سے کوئی قبر نہ ہونا اسے قبرستان ہونے سے خارج نہیں کر سکتا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول مفتی بہ پر تو واقف کے صرف اتنا کہنے سے کہ میں نے یہ زمین دفنِ مسلمان کے لیے وقف کی، یا اس زمین کو مقبرہِ مسلمین کر دیا، وہ تمام زمین قبرستان ہو جاتی ہے اگرچہ ہنوز ایک مردہ بھی دفن نہ ہوا۔ اور امام محمد کے قول پر ایک شخص کے دفن سے ساری زمین قبرستان ہو جاتی ہے۔

در منہجی اور شامی میں ہے: قدم التنویر والدرر والوقایۃ وغیرھا قول ابی یوسف وعلمت ارجحیتہ فی الوقف والقضاء اھ

یعنی تنویرِ حد اور وقایہ وغیرھا میں ابو یوسف کا قول مقدم رکھا اور تم اس کی ارجحیت وقف اور

فتا میں جان چکے ہو“ (ج ۹ ص ۳۵۷/۳۵۸ رسالہ اہلک الوہابین علی توہین قبور المسلمین مکتبہ پورہ بندر گجرات) لہذا دو بیگہ زمین جو کسی مسلمان نے قبرستان کے لیے وقف کی ہے اسے بیچ کر دوسری زمین نہیں خریدی جاسکتی خواہ اس میں ابھی کسی کو دفن کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

اور انجمن والوں نے مدرسہ کے روپے سے جو تین بیگہ زمین خریدی ہے وہ اگر قبرستان کے لیے خریدی ہے جیسا کہ بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے تو یہ حرام و گناہ ہے کہ امانت میں خیانت ہے مدرسہ کی رقم مدرسہ میں ہی صرف کرنی واجب ہے اور قبرستان کے لیے صرف کرنی حرام و گناہ ان پر فرض ہے کہ مدرسہ کو وہ پوری رقم تاوان میں ادا کریں اور قبرستان کے لیے وہ زمین خریدی ہے تو وہ قبرستان کے لیے وقف ہوئی لہذا اسے بیچنا جائز نہیں کہ یہ تغیر وقف ہے ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔ وقف کی زمین بالکلیہ ممکن الانتفاع نہ رہے تو اس کے تبادلہ و بیچ کی گنجائش ہوتی ہے مگر یہاں ایسا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ قبرستان جس کے نیچے تالاب ہے جس میں بچے اور بچیاں دفن کی جاتی ہیں۔ جب وہ مسلمانوں کا قبرستان ہے تو اس کو بھی بیچنا یا اور کسی کام میں لانا جائز نہیں اگرچہ قبروں کے نشانات بھی مٹ گئے ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

”مقبرہ اگرچہ مندرس ہو جائے اس میں قبر کا نشان درکنار اموات کی ہڈی تک نہ رہے جب بھی اس سے انتفاع حرام اور ہمیشہ اس کے لیے حکم مقبرہ رہے گا۔ اسی طرح فتاویٰ ظہیریہ و خزائنہ المفتیین و اسعاف کی عبارات کہ ”مقبرۃ قدیمۃ محلۃ لم یبق فیہا آثار المقبرۃ لایباح لاهل المحلۃ الانتفاع بہا“

یعنی جو قبرستان پرانا ہو اور اس میں مقبرے کے آثار باقی نہ رہے ہوں تو اس سے اہل محلہ نفع حاصل نہیں کر سکتے ہیں“ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۶۸/۳۶۹ رسالہ اہلک الوہابین علی توہین قبور المسلمین، مکتبہ پورہ بندر گجرات)

رہا ”قبروں سے ہو کر پانی کا تالاب میں آنا“ تو یہ کوئی عذر شرعی نہیں کہ ماہ جاری پاک ہے۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قبرستان کی حفاظت پختہ دیوار بندی کے ذریعہ کر دی جائے تاکہ قبرستان کا پانی تالاب میں نہ جائے اور عید گاہ کا قبرستان کے آس پاس ہونا ضروری نہیں وہ کسی دوسری جگہ بھی بنائی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد آصف ملک علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قبرستان میں پختہ قبر بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مسئلہ ذیل میں

زید کہتا ہے کہ مسلم قبرستان کسی کی ملکیت نہیں ہوتا ہے لہذا اس میں اپنے والدین اور بھائی وغیرہ کی قبریں پکی بنانا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ حاجی و نمازی ہوں۔ اور زید کہتا ہے کہ مسلم قبرستان میں اپنے والدین وغیرہ کی قبریں پکی بنانا جائز ہے اس لیے کہ جس جگہ آدمی دفن ہو جاتا ہے وہ جگہ اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے۔ زید و بکر میں سے کس کا قول درست ہے؟ المستفتی: اشفاق علی قادری، مقام پوکھرا قاضی، ڈومریا گنج، ایس نگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا قول جائز و درست ہے کہ مسلم قبرستان جو وقفی ہوتے ہیں وہ کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتے ان میں پختہ قبرستان بنانا جائز نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں شرح معانی الآثار اور غایۃ البیان کے حوالے سے ہے "المسجد الحرام لا یجوز لاحدان یبنتی فیہ بناء ولا ان یحتجر فیہ موضعاً و كذلك حکم جمیع المواضع التی لا یقع لاحد فیہا ملک و جمیع الناس فیہا سواء" (ج ۶ ص ۳۲۶) دوسری جگہ ہے "مقابر موقوفہ میں عمارت بنانے کی اجازت نہیں لانہ یشتحق الازالة لا الادامة" (ایضاً ص ۴۹۰)

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے "جو قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف ہو اس میں پختہ قبر بنانا جائز نہیں کہ ہمیشہ کے لیے وہ جگہ کسی کی خاطر مخصوص کر لینا ہے اس میں تصرف مالکانہ ہے اور وقف میں ایسا تصرف حرام ہے" (ص ۱۸۴ ج ۲)

اور بکر کا اسے جائز بتانا اور دلیل یہ دینا کہ آدمی جس جگہ دفن ہو جاتا ہے وہ اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے محض باطل ہے کیونکہ اگر اس کی دلیل کا یہ مطلب ہو کہ وہ زمین مردے کی ملکیت ہو جاتی ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے تو یہ ایک احمقانہ بات ہے اس لیے کہ موت سے اپنی مملوکہ چیزیں بھی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہیں چہ جائے کہ غیر مملوکہ چیز ملکیت میں داخل ہو اور اگر یہ مراد ہو کہ میت کے ورثہ کی ملکیت ہو جاتی ہے تو یہ بھی صحیح نہیں اس لیے کہ وقفی چیز خالص اللہ عزوجل کی ملک ہوتی ہے وقف ہوتے ہوئے کسی کی ملکیت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ تنویر الابصار "کتاب الوقف" میں ہے "فاذا تم ولزمه لا یملك ولا یملك" (ص ۵۳۹، ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وقفی قبرستان میں کسی بزرگ کا مزار تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محلہ اسکول بازار شہر بالا سور میں قدم رسول قبرستان ہے خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت حافظ وقاری الحاج یحییٰ الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر مبارک ہے۔ محلہ کے نوجوان لڑکوں کا یہ خیال ہے کہ قبر مبارک کو مزار شریف کی شکل دی جائے تاکہ کثیر تعداد میں لوگ فیض حاصل کر سکیں مسئلہ یہ ہے کہ حضرت یحییٰ الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر مبارک سے پچھتم کے جانب ایک عام قبر ہے وہ بھی عورت کی ہے اور سر کے جانب بھی ایک عام قبر ہے کچھ لوگوں کا اعتراض ہے ان دو قبروں کو مزار شریف کے اندر شامل کر لیں تو تعمیر کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ عرس کمیٹی کے لوگوں کا کہنا ہے کہ عام قبر کو مزار شریف میں شامل نہیں کر سکتے، اس لیے کہ یہ خاص ولیوں یا علماء کی نہیں ہے کمیٹی والے یہ کہتے ہیں کہ قبر سے ایک فٹ اونچائی پر سیلیپ ڈال کر مزار شریف کی تعمیر کر سکتے ہیں لہذا اس صورت میں مزار شریف کی تعمیر کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟ قرآن کریم و احادیث کریمہ سے جواب مع حوالہ عطا فرمائیں کرم نوازش ہوگی، نوٹ: حضرت یحییٰ الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر کے تین جانب اتر، دکھن اور پچھتم بہت ساری قبریں ہیں اور پورب کی طرف ایک راستہ ہے راستہ کے پورب کی جانب کو قبریں ہیں اس صورت میں مزار شریف کی تعمیر کس طرح کی جائے حکم شرعی کیا ہے؟

المستفتی: شیخ عنایت اللہ، و عرس کمیٹی قدم رسول میدان بالاسور اڑیسہ

Unique-Advertising Near F.M College- Azimabad Balasoore-Orissa

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ظاہر یہی ہے کہ یہ قبرستان وقفی ہے اور وقفی قبرستان میں کسی قسم کی تعمیر و تصرف ناجائز و حرام ہے اور جب چاروں طرف قبریں ہیں تو مزار بنانے میں دیوار کسی قبر پر واقع ہوگی جس سے میت کو تکلیف ہوگی یہ بھی حرام ہے۔ لہذا مذکورہ قبرستان میں مزار کی تعمیر نہیں کر سکتے فیض حاصل کرنے کے لیے چہار دیواری ہونا ضروری نہیں۔ رد المحتار میں ہے "فی الاحکام عن جامع الفتاویٰ و قبیل لا یکرہ المہاء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات قلت لکن لهذا فی غیر المسئلة کما لا یخفی" ۱ھ (باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ص ۳۴ ج ۳) فتاویٰ ہندیہ میں ہے "لا یجوز تغییب الولف عن ہیأتہ" ۱ھ (ص ۳۹۰ ج ۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں "اگر وہ قبرستان وقف ہے جیسے کہ عام مقابر ہوتے ہیں تو زمین وقف میں اس کے خلاف تصرف کی اجازت نہیں ہو سکتی اور اگر ملک غیر ہے تو اس میں بے اجازت تصرف ناجائز ہے اور اگر اس کی اپنی ملک ہے تو

اس طرح مستقف کرنا کہ دیوار یا پایہ عین کسی قبر پر نصب ہو جائز نہیں کہ اس میں میت کی ایذا ہے اور مسلمان کی ایذا حیا یا مینا ہر طرح حرام ہے، مخلصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۹۱ ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری منظری
۹ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

زید کے آبا و اجداد نے قبرستان کے لئے زمین دی تھی مگر کاغذات میں زید ہی کا نام ہے اب وہ دینے سے انکار کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے گاؤں میں پرانا قبرستان ہے جس میں مردے دفن ہوتے ہیں مگر گورنمنٹ کے کاغذات میں وہ زمین زید کے نام ہے گاؤں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ زید کے آبا و اجداد نے اس زمین کو قبرستان کے لیے دے دیا تھا بلکہ زید اور اس کے گھر والے بھی اس کا اقرار کرتے ہیں مگر زمین چونکہ گورنمنٹ کے کاغذات میں زید کے نام ہے اس لیے اس کا کہنا ہے کہ میرے باپ دادا نے دیا تھا ٹھیک ہے مگر ہم نہیں دیتے کیونکہ یہ زمین ہمارے نام ہے۔ اس کے علاوہ گاؤں میں ایک پنچایت ہوئی جس میں گاؤں والوں کے کہنے پر اب زید نے بھی اس زمین کو قبرستان میں دے دیا بلکہ اس کے کہنے پر قبرستان کی حد بندی بھی کرا دی گئی مگر اب پھر زید نے اعتراض کرنا شروع کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ اس زمین پر شجر لگائیں نہ باؤنڈری کرائیں نہ اس میں مردہ دفن کریں یہ زمین ہماری ہے ہم اسے نہیں دیں گے تو زید پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ مسلمان اس سے میل جول رکھیں یا بایکٹ کر دیں؟ المستفتی: جمیل احمد خان برکھنڈی جوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زمین کو قبرستان کے لیے مسلمانوں کو دے دینا اور اس پر سے اپنا قبضہ و تصرف نسلاً بعد نسل اٹھائے رکھنا وقف کی دلیل ہے کہ یہ دینے والوں کے قصداً تا بید کی دلیل ہے جب مقصود ہمیشہ کے لیے دینا ہوتا ہے تبھی اس پر سے مستقل قبضہ اٹھایا جاتا ہے اس لیے صرف کاغذات میں نام ہونے کی وجہ سے زید کا دعویٰ ملک درست نہیں بلکہ حرام و گناہ ہے بایں طور جب زید کے آبا و اجداد نے وہ زمین قبرستان کے لیے وقف کر دیا تو وہ زمین قیامت تک کے لیے قبرستان ہو گئی اب وہ زید یا اس کے آبا و اجداد کی ملک نہ رہی بلکہ خالص اللہ عزوجل کی ملک ہو گئی اگرچہ سرکاری کاغذات میں زید ہی کا نام درج ہے کیونکہ یہ تمامیت وقف کے لیے مانع نہیں۔ اور جب وہ زمین زید یا اس کے آبا و اجداد کی ملک نہ رہی تو اسے اس میں تصرف کا قطعاً کوئی اختیار

نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”تحریر تو شرعاً کوئی ضروری چیز نہیں نہ اس پر وقف موقوف اگر اس نے زبان سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو اللہ کے لیے وقف کر دیا تھا تو وقف ہوگئی اب اس سے رجوع نہیں کر سکتا“ ۱۷ (فتاویٰ رضویہ ص ۳۹۷، ج ۶)۔ تنویر الابصار میں ہے ”اذا تم ولزم لا مملک ولا مملک“ ۱۸ رد المحتار میں ہے (قوله لا مملک) ای لا یکون مملو کا لصاحبہ ولا یملک ای لا یقبل التملیک لغيرہ بالمبیع ونحوہ ۱۹ (ص ۵۳۹، ج ۶)

لہذا زید کا غذات سے اپنا نام خارج کرا کر قبرستان درج کرائے اور اس میں تصرف کرنے سے باز رہے۔ اگر زید ایسا نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: کَانُوا اِلَّا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (سورہ مائدہ آیت ۷۹) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: فیض محمد قادری مصباحی
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قبرستان جس میں مردے دفن نہ ہوں اس میں مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ہندہ مرحومہ نے کچھ زمین قبرستان کے لیے وقف کیا کچھ سالوں کے بعد حکومت نے اس وقف شدہ زمین کے ایک حصہ سے روڈ نکال دیا اب قبرستان کی زمین موقوفہ دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ایک حصہ سڑک کے اتر جانب اور دوسرا روڈ کے دکھن جانب ہو گیا اتر کا حصہ ۹۵ فیصد ہے جب کہ دکھن طرف صرف ۵ فیصد ہے شروع سے اب تک اس اتر طرف والے حصہ پر تدفین عمل میں آتی رہی ہے جب کہ دکھن والا حصہ خالی پڑا رہا خالی ہونے کے سبب کچھ لوگوں نے اس حصہ پر اپنے رہائشی مکان تعمیر کر لیے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا ان حالات کے پیش نظر چند ارباب علم و دانش نے اس ۵ فیصد زمین کے مابقیہ حصہ پر یہ سوچ کر کہ اگر یہ زمین بھی خالی پڑی رہی تو اس پر بھی لوگ قابض ہو جائیں گے ایک دینی مدرسہ تعمیر کر لیا کیا ان حالات کے ہوتے ہوئے اس زمین پر دینی مدرسہ کی تعمیر شرعاً جائز ہے؟ جب کہ یہ امر مسلم ہے کہ اگر مدرسہ نہ بنایا جاتا تو یہ زمین بھی نہ بھتی اشرار اس پر غاصبانہ قبضہ ضرور کر لیتے نقشہ اس کا کچھ یوں ہے مینو اتوجروا

وقف شدہ زمین کا نقشہ اور کل رقبہ یہ ہے

مدرسہ	سڑک	موجودہ مستعمل قبرستان
فاصلہ قبضہ		

ہندہ واقعہ مرحومہ کے موجودہ وارثین اور اولاد وغیرہ نے بھی حالات کو دیکھتے ہوئے اس باقی شدہ زمین پر مدرسہ تعمیر کرنے کی اجازت دے دی ہے والسلام المستفتی: محمد حبیب الرحمن الرضوی دارالعلوم غوث اعظم دستگیر، پوسٹ احرم آباد، ضلع نانڈیہ مہاراشٹر 431809

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دینی قبرستان جو مسلمانوں کے مردوں کو دفن کے لیے خاص ہو چکا ہو اس کے کسی حصے پر مدرسہ بنانا سخت ناجائز و حرام ہے اگرچہ مدرسہ اس حصے پر بنائے جس پر ابھی تک تدفین عمل میں نہ آئی ہے کہ یہ ابطال غرض وقف ہے اور یہ ہرگز جائز نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لا یجوز تغییر الوقف عن ہیئته" (ج ۲ ص ۴۹۰)

ردالمحتار میں ہے "الواجب ابقاء الوقف حل ما کان علیہ" (ج ۳ ص ۴۲۷) نیز اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاویٰ رضویہ" میں تحریر فرماتے ہیں "قبرستان وقف میں کوئی تصرف خلاف وقف جائز نہیں مدرسہ ہو خواہ مسجد یا کچھ اور" (ج ۶ ص ۳۴۷) بہار شریعت میں ہے "قبروں کے لیے زمین وقف کی تو وقف صحیح ہے اور اس میں یہ ہے کہ وقف کرنے سے ہی واقف کی ملک سے خارج ہوگئی اگرچہ نہ ابھی مردہ دفن کیا ہو اور نہ اسے قبضہ سے نکال کر دوسرے کو قبضہ دلا یا ہو" (ج ۱ ص ۸۷)

وقف کے بعد خود واقف ہی اس وقف کا مالک نہیں اس لیے اس کے وارثین کو بھی اس میں کسی کو تصرف کی اجازت دینے کا حق حاصل نہیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاویٰ رضویہ" میں تحریر فرماتے ہیں وقف کے بعد واقف صرف ایک متولی کی حیثیت سے رہتا ہے نہ کہ مالک یا ابطال وقف پر قادر" (ج ۶ ص ۳۴۱)

دینی قبرستان پر جب کوئی غاصبانہ قبضہ کرنے لگے تو وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائزہ کوشش کر کے اس پر قبضہ کرنے سے روک دیں اور جس طرح ہو سکے اسے ضرور محفوظ کر لیں خواہ قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ یا چار دیواری اٹھا کر یا ہر اس عمل کے ذریعہ جو مصلحت وقف کے مخالف نہ ہو۔

ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فتاویٰ رضویہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "صورت مذکورہ میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائزہ کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم عالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال بن کا خرچ ہوگا یا جو محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یُضییہم ظمأ ولا

نَصَبٌ وَلَا فَمَنْصَةٌ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى إِلَّا كُنْتُمْ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَاحِحٌ ۱۔ (ج ۶ ص ۳۵۰) واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۷ ربیع الثور ۱۴۲۹ھ

قبرستان کی زمین پر پاخانہ بنوانا یا مکان تعمیر کر کے اس کا کرایہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟
 قبروں کو ہموار کر کے اسے مسجد میں شامل کرنا اس پر نماز پڑھنا یا اس پر نل لگوانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل مسائل میں

(۱) مسجد کی شمالی و مشرقی جانب میں قریب تین سو سال پرانا قبرستان پکا اور کچا موجود ہے، شمال میں چار کچے مکان بنائے گئے ہیں۔ اوپر میاں، بیوی رہتے ہیں، نیچے مردے دفن ہیں، شمال، مشرق کوٹنے پر پلس لیٹرنگ بنائی گئی ہے اور مکان کرائے کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جاتی ہے۔ مکان بنانے والے، کرایہ وصول کرنے والے اسے مسجد میں خرچ کرنے والے، قبروں کو توڑ پھوڑ کرنے والے مکان و لیٹرنگ بنانے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۲) مسجد کے شمال، مشرق حصہ میں چھ بکی قبروں کو کھدوا کر جو قریب ۵۵ فٹ چوڑی، اور لمبی ہے مسجد کی حد قائم کر کے نمازیں پڑھوانا اور مسجد کے مشرق میں ۳ فٹ چوڑی اور ۳۰ فٹ لمبی دیوار قائم کر کے مشرق حصہ میں وضو کے لیے جوئل لگوائے گئے ہیں اس کے بعد قبرستان کی حد میں قریب ۳۰ فٹ لمبی اور ۳۰ فٹ چوڑی فرش لگوا کر ماہ رمضان میں اس پر بشاکرا افطار کروانا، بچے پڑھوانا، وہاں بیٹھ کر غسل کرنا، پاکی اور ناپاکی کی حالت میں بیچ قبرستان سے گزرنا اوپر لکھی ہوئی باتوں میں چندہ وصولی کرنے والے دینے والے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ بیوا تو جروا

المستفتی: محمد حسنین چودھری ایم، جی روڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مسلمانوں کے قبرستان عموماً قلمی ہوتے ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی قلمی ہے، اور وقف میں مکان بنانا بیجا تصرف ہے، جو ناجائز و گناہ ہے فقہاء فرماتے ہیں "مراعاة غرض الواقفین واجبة" ۱ھ

نیز بعض صورتوں میں تغیر وقف بھی ہے، اور یہ بھی ناجائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں "لا يجوز تغیرہ"

الوقف عن ہیئۃ ۱۲ھ (ج ۲ ص ۳۹۰)

قبرستان میں سکونت کے لیے مکان بنانا، اس کی آمدنی مسجد میں خرچ کرنا، لیٹرنگ بنانا سب ناجائز و

حرام ہے۔ اس میں متعدد خرابیاں ہیں:

اول یہ کہ جب اس مکان میں لوگ رہیں گے تو قبروں پر چلنا پھرنا، بیٹھنا ضرور پایا جائے گا جو ناجائز و حرام ہے۔ دوسرے لیٹرنگ بنانے سے مختلف خرابیاں پیدا ہوں گی مثلاً جو لوگ ایصالِ ثواب کے لیے وہاں فاتحہ پڑھنے جائیں گے انہیں اس کی بدبو سے اذیت ہو سکتی ہے، اور مردوں کو بھی اس سے تکلیف پہنچے گی، اس لیے کہ جس سے زندوں کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے مردوں کو بھی اذیت ہوتی ہے جیسا کہ ردالمحتار میں "الہمیت یتأذی مما یتأذی بہ الھی" ۱۷ اور مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "قبرستان وقف ہے اور وقف میں سکونت کے لیے مکان بنانا وقف میں تصرف بے جا ہے، اور اس میں بیجا تصرف حرام۔ پھر اگر اس قطع میں قبور ہوں اگرچہ نشان مٹ کر ناپید ہو گئے ہوں جب تو متعدد حراموں کا مجموعہ ہے۔ قبروں پر پاؤں رکھنا، چلنا، بیٹھنا، پیشاب، پاخانہ ہوگا، اور یہ سب حرام ہے، اس میں مسلمانوں کو طرح طرح ایذا ہے، اور مسلمان بھی کون، اموات کہ شکایت بھی نہیں کر سکتے، دنیا میں عوض بھی نہیں لے سکتے، بے وجہ شرعی مسلمانوں کی ایذا اللہ ورسول کی ایذا ہے، اور اللہ ورسول کو ایذا دینے والے مستحق جہنم۔ اسی طرح قبرستان کے قریب مکان بنانا، پاخانے یا دھوبیوں کے غلیظ پانی کا بہاؤ رکھا تو یہ بھی سخت حرام" ۱۷ ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۰۹)

قبروں کو توڑ پھوڑ کرنے والے مکان و لیٹرنگ بنانے والے سخت گنہگار، مستحق عذابِ نار ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ فوراً اس مکان و لیٹرنگ کو وہاں سے منتقل کر کے قبرستان کی زمین سے ناجائز قبضہ ہٹالیں، اور بارگاہِ الہی میں علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قبروں کو ہموار کر کے مسجد کی حد میں شامل کرنا، اس پر نماز پڑھنا، اور مل لگوانا تاکہ لوگ اس سے وضو غسل کریں ناجائز و حرام ہے۔ ایسا کرنے والے ایذائے مسلم کے مرتکب و عذابِ نار کے سزاوار ہیں، ان پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

"مسلمان کی قبر کو کھودنا تو نہایت سخت شدید جرم ہے، اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص سخت تعزیر کا مستحق ہے۔" (ج ۶ ص ۴۹۴)

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو نفوری
 ۲/ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

قبرستان کی پھوس کاٹ کر اس کی قیمت مسجد مدرسہ میں لگا سکتے ہیں؟ قبر کھودنے میں وقت ہو تو درخت کاٹ کر جڑ کھود سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک ٹرسٹ کی جگہ جہاں مسلمان اپنے مردوں کو دفناتے آرہے ہیں وہ جگہ مشترکہ طور پر خریدی گئی اور وہ قدیم قبرستان ایک شخص کے نام بیع نامہ ہوا اس قبرستان میں آم کے کچھ درخت بھی ہیں خریداری الگ سے ہوئی تھی جو کہ اس طور پر ہے۔

نصف بیڑ ۱۴ افراد نے مل کر خریدے اور نصف بیڑ گاؤں کے باقی دیگر حضرات نے چندہ لگا کر خریدے، ۱۴ افراد کی جماعت کو جماعت اول اور دیگر حضرات کی جماعت کو جماعت دوم سے تعبیر کیا جا رہا ہے، جماعت اول اپنے مردوں کو اپنے درختوں کی لکڑی سے تختہ دینے سے جو لکڑی بیچ جاتی ہے اسے فروخت کر کے سبھی شرکاء آپس میں تقسیم کر کے اپنے مصرف میں لاتے ہیں، اور جماعت دوم اپنے مردوں کے لیے اپنے درختوں سے لکڑی لیتے ہیں اور جو لکڑی تختہ دینے سے بیچ جاتی ہے اسے فروخت کر کے شرکاء کے مابین تقسیم ہونے کے بجائے چند افراد ایک مسجد کے مصرف میں لاتے ہیں یونہی جدید قبرستان میں پیدا ہونے والا پھوس فروخت کر کے اس کی قیمت اس مسجد میں خرچ کرتے آتے ہیں جماعت دوم کے حصہ کی کچھ لکڑی فروخت کر کے جدید قبرستان کی خندق بندھوائی گئی اور بہت سارے بیڑ لگائے گئے، چند افراد نے اپنی دیکھ رکھ میں خندق بندھوائی اور بیڑ لگوائے، یہ لگائے بیڑ جب تیار ہو گئے تو اب وہ اچھی قیمت سے فروخت ہو گئے ہیں جماعت دوم کے شرکاء میں سے بعض فوت ہو چکے ہیں جس کا کوئی وارث نہیں۔

مذکورہ بیان کے تحت چند امور در یافت طلب ہیں:

(الف) لکڑی و پھوس کی رقم مسجد کے مصرف میں لانا درست ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو صرف کرنے

والوں پر تاوان ہے یا نہیں؟

(ب) جماعت دوم کی لکڑی کی قیمت سے جو بیڑ جدید قبرستان میں لگائے گئے ہیں ان درختوں اور

درختوں کی قیمت میں جماعت دوم کے سبھی شرکاء کا حق ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر حق ہے تو رقم کس

طرح تقسیم کی جائے کہ حق حقدار کو پہنچے بعض شریک فوت ہو چکے ہیں ان کا کوئی وارث بھی نہیں؟

(ج) بعض افراد کا کہنا ہے کہ فروخت کیے گئے درختوں کی رقم سے گاؤں میں ہی دینی مدرسہ کی

باونڈری بنوادی جائے اور اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ قبرستان کی باونڈری بنوادی جائے از روئے شرع کون

سی صورت اختیار کی جائے؟

(د) قبرستان کے اندر اس کثرت سے پیڑ لگے تھے کہ دو پیڑوں کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۲ میٹر ہو سکتا ہے جس سے کہ قبر کھودنے میں بھی وقت ہو سکتی ہے۔ اس وقت سے بچنے کے لیے کیا درمیانی جڑوں کو کھود کر باہر کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ درختوں کی جڑوں سے مزید درخت نکل سکتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں کیا ہونا چاہیے؟
المستفتی: نور محمد نوری مقام کہارا، ماکھپور جریلی سیتاپور (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (الف) قبرستان کی پھوس سبز ہے تو نہ کانٹے کہ پھوس وغیرہ پودے جب تک تر ہوتے ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے ہاں جب سوکھ جائیں تو کاٹ کر بیچنے کی اجازت ہے اور اس کی قیمت کو مسجد کے مصرف میں لانا درست ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: "ویکرا قلع الحشیش من المقبرة فان کان یا بسا لا بأس به لانه مادام رطباً یسبح فیؤنس المیت۔" (ج: ۲، ص: ۱۹۵، علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ) فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "سئل نجم الدین فی مقبرة فیہا أشجار هل یجوز صرفہا الی عمارۃ المسجد قال نعم۔" (ج: ۲، ص: ۷۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب، ج) سوال سے ظاہر یہ ہے کہ خریداری اولاً صرف زمین کی ہوئی اور بعد میں درختوں کی اور اب عرف بھی ایسا ہی ہے کہ زمین میں قیمتی درخت لگے ہوئے ہوں تو وہ زمین کی بیج میں شامل نہیں ہوتے ان کی بیج الگ سے ہوتی ہے اور یہاں ایسا ہی ہے۔

الغرض جب درختوں کی خریداری الگ سے ہوئی تو جتنے لوگوں نے مل کر خریدا ان تمام درختوں میں تمام کا حصہ ہوا اور سب برابر کے حقدار ہیں لہذا درختوں کا دام سب کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے پھر وہ جہاں چاہیں صرف کر سکتے ہیں وہ چاہیں تو مسجد میں صرف کریں اور چاہیں تو قبرستان میں یا کسی بھی نیک کام میں۔ اور ان میں سے کسی کی اجازت کے بغیر اس کا حصہ مسجد یا مدرسہ یا کسی بھی جگہ صرف کرنا جائز نہیں اگر کوئی صرف کرے گا تو اس کے ذمہ تاوان واجب ہوگا اور اگر کسی نے صرف کر دیا ہو تو اس پر حصے کا تاوان واجب ہے اور جو شریک فوت ہو چکے ہیں ان کا حصہ ان کے وارثین کو دیں رد المحتار میں ہے: "وما اشتراہ أحدہم لنفسہ یکون لہ ویضمن حصۃ شرکائہ من ثمنہ اذا دفعہ من المال المشترك۔" (ج: ۲، ص: ۷۸) (کتاب الشریکۃ مطلب فیما یقع کثیراً فی الفلاحین) اور اگر کوئی شریک ایسا ہو جس کا کوئی وارث ہی نہ ہو، یا کسی وارث کا علم نہ ہو تو اس کی طرف سے مسکین مسلمان کو اس کا حصہ دے دیں کسی مدرسہ کو دیں تو اس کے ذمہ دار کو اس مال کی تفصیل سے آگاہ کر دیں تاکہ وہ اس کے مصرف کے ذریعہ حیلہ

شرعیہ کرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) اگر درختوں کے قریب قریب ہونے کے سبب قبر کھودنے میں دقت ہو رہی ہے یا اس کا صحیح اندیشہ ہے تو جڑوں کو باہر نکال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد راشد انور مصباحی
۲۹/رمزی الحجہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا قبرستان کی زمین مدرسہ سے بدل سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے گاؤں میں قبرستان اور مدرسہ کی زمین خالی پڑی ہے اور قبرستان کا رقبہ ایک ہیکٹہ اور مدرسہ کا دو ہیکٹہ ہے اور گاؤں کے لوگ قبرستان کی زمین کو مدرسہ کی زمین سے بدلنا چاہتے ہیں تو کیا از روئے شرع اس کا بدلنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: عبدالصمد سنت کبیر نگر (یو۔ پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جائد و موقوفہ کو دوسری جائداد سے بدلنا جائز نہیں۔ خواہ وہ مدرسہ کی زمین ہو یا قبرستان کی۔ بلکہ جس مقصد کے لیے وہ زمین وقف ہے اسی لیے خاص رہے گی۔

رد المحتار ”کتاب الوقف“ میں ہے۔ ”لا يجوز تغيير الوقف عن هيئته“ ۱۷ (ج: ۲، ص: ۲۶۴)
ہاں اگر واقف نے استبدال کی شرط لگادی ہو تو ایک بار کی اجازت ہے وہ بھی کچھ ضروری شرائط کے ساتھ۔ لہذا اگر آپ کے گاؤں کے (قبرستان و مدرسہ کے) واقفین نے استبدال کی شرط وقف کرتے وقت لگادی تھی تو بدلنا جائز ہے اور اگر استبدال یا عدم استبدال کا ذکر نہیں کیا ہے تو تبدیل و انتقال کی اجازت نہیں۔

رد المحتار ”کتاب الوقف“ میں ہے: ”اعلم ان الاستبدال على ثلاثة وجوه: الاول ان يشترطه الواقف لنفسه اولغيره اولنفسه ولغيره فالاستبدال فيه جائز على الصحيح وقيل اتفاقاً“ ۱۷ (ج: ۳، ص: ۳۸۴)

اسی میں ہے: ”وجاز شرط الاستبدال به واما بدون الشرط فلا يملكه الا القاضى وشرط في البحر خروج وجه عن الانتفاع بالكلية“۔ ۱۷ (ج: ۳، ص: ۳۸۶)
نیز اسی میں ہے: ”والمعتدانه بلا شرط يجوز للقاضى بشرط ان يخرج عن الانتفاع بالكلية وان لا يكون هناك ريع للوقف يعبر به“۔ ۱۷ (ج: ۳، ص: ۳۸۶) فتاویٰ امجدیہ میں ہے

فقہائے کرام فرماتے ہیں: شرط الواقف کنص الشارع جائداً موقوفہ میں خلاف شرائط واقف تصرف کرنا درست نہیں۔ (ج: ۳، ص: ۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد زبیر احمد مصباحی
۲/۲۹ الحجہ ۱۴۲۹ھ

قبرستان کی آمدنی ذاتی مصرف میں خرچ کرنا اس کے ہرے درختوں کو کاٹ کر بیچنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) قبرستان کے اراکین و منتظمین نے مل کر زید کو ایسے قبرستان کا عارضی منتظم بنایا، جس کی ملکیت میں چند دوکانیں ہیں جو کرائے پر چل رہی ہیں، زید سے کہا گیا کہ ان کے کرائے کو لے کر قبرستان کے تعلق سے فلاح و بہبود کے کام کرے، اس کی دیکھ بھال اور حساب و کتاب رکھے۔ پھر سال کے بعد اراکین کو حساب دے، لیکن زید نے کئی سالوں سے حساب نہیں دیا اور دینے سے انکار کر رہا ہے تو از روئے شرع کیا حکم ہے؟

(۲) زید نے قبرستان کے لئے جو بھی آمدنی وصول کی، اسے اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کیا، زید کو بار بار میٹنگ میں بلایا گیا اور حساب مانگا گیا، لیکن زید نے آنے، اور حساب دینے سے صاف انکار کر دیا بلکہ کچھ اراکین کو برا بھلا بھی کہا، تو حکم شرع کیا ہے؟

(۳) زید قبرستان سے لگ کر قبرستان کی ملکیت کی دوکانوں سے اراکین کی اجازت کے بغیر غیر قانونی طور پر اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہزاروں روپے بنورے، اور آج بھی کرایہ اور دیگر ذاتی ایگری منٹ کے طور پر ہزاروں روپے وصول کر رہا ہے، کیا قبرستان کی ملکیت کے روپے کو اپنے ذاتی مصارف میں استعمال کرنا جائز ہے؟ کیا قبرستان اور اس کی ملکیت کے روپیوں سے اپنا گھر چلانا جائز ہے؟ اور زید کا قبرستان کے ہرے بھرے درختوں کو توڑ کر فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: حاجی معز الدین قاضی شہر، ناسک، ہاؤس نمبر ۵۲۸۴ نزد جہانگیر مسجد، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قبرستان کی آمدنی، مصالحو قبرستان میں صرف کی جائے گی، اسے اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا ناجائز و حرام ہے کہ مال وقف مثل مال یتیم ہے، جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو اسے ظلماً کھاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے اور عنقریب جہنم میں جائے گا۔ "لَإِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ"

فَلَمَّا آتَمَّتْهَا تَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا (پ ۴، رکوع ۱۲)

زید قبرستان کی آمدنی کو اپنے ذاتی مفاد میں صرف کرنے کی وجہ سے حق اللہ میں گرفتار، مستحق عذاب نار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ جتنے روپے خرچ کر چکا فوراً ان کا تادان دے اور صدق دل سے توبہ کرے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے اس عہدہ سے برخاست کر دیں کہ وہ غاصب و خائن ہے۔ در مختار میں ہے: "وینزع وجوباً لوالواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون۔" (کتاب الوقف، ص ۳۸۰، ج ۴)

اگر وہ باز نہ آئے تو سختی کے ساتھ اس کا بایکٹ کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوَّيرِ الظَّالِمِينَ

(سورہ انعام، آیت ۶۸)

مسلمان اگر اس معاملہ میں پہلو تہی کریں گے تو وہ گنہگار ہوں گے۔ اس لئے کہ حتی المقدور مال وقف کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور جائز کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا، یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔"

قال الله تعالى: "لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْتَصَةٌ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ

بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ" (ص ۳۵۰، ج ۶)

جو شخص قبرستان میں درخت لگائے، وہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور اگر درخت خود اُگے ہیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے ہیں، تو قبرستان کے قرار پائیں گے اور جب تک وہ درخت تروتازہ ہوں بلا ضرورت انہیں بیچنا ممنوع ہے اور جب خشک ہو جائیں تو قاضی کی اجازت سے بیچ کر قبرستان کے مصارف میں صرف کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ خانہ میں ہے:

"مقبرة فيها اشجار عظيمة ان نبتت الاشجار فيها بعد اتخاذ الارض مقبرة فان علم غارسها كانت للغارس وان لم يعلم الغارس فالرأى فيها يكون للقاضي ان رأى ان يبيع الاشجار ويصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك" (کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، ص ۳۱۱، ج ۳)

صورت مذکورہ میں جب زید نہ قاضی ہے اور نہ ہی مالک تو اس کا قبرستان کے درختوں کو فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے۔ یہاں تک کہ قاضی کو بھی قبرستان کی گھاس، جھاڑ اور ہرے بھرے درخت وغیرہ کاٹنے کی اجازت نہیں کہ یہ سب تسبیح و تہلیل کرتے ہیں جس سے عذاب قبر میں کمی ہوتی رہتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "مر النبي صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان من كبير"

ثم قال بنی اما اصلهما فكان یسغی بالنمیبة واما الاخر لا یستر من بوله قال ثم اخذوا رطباً فکسره باثنین ثم غرز کل واحد منهما علی قبر ثم قال لعله یخفف عنهما ما لم ییبسا۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے جن میں عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑی بات کی وجہ سے نہیں جس سے بچنا ان کے لئے باعث مشقت ہو بلکہ ان میں سے ایک تو چغلی کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا، پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر ہر قبر میں ایک ایک گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے اور ان دونوں شخصوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ (بخاری شریف ص ۱۸۴، ج ۱)

رد المحتار میں ہے: "یکره قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس" (باب صلوة الجنائز ص ۲۴۵، ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع النور ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قبروں کو برابر کر کے مسجد مدرسہ پاخانہ وغیرہ بنوانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک قبرستان تھا، جس کی قبروں کو برابر کر کے وہاں مسجد تعمیر کر دی گئی ہے۔ مدرسہ بھی تعمیر کر لیا گیا ہے۔ پاخانہ اور پیشاب گھر بھی بنا لیا ہے۔ کیا قبرستان کی قبروں کو برابر کر کے مسجد، مدرسہ، پاخانہ گھر اور پیشاب گھر بنانا جائز ہے؟ کیا اس مسجد میں نماز ادا کرنے سے نماز ہو جائے گی اور اس مدرسہ میں بچوں کو تعلیم دلانا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرشید قادری نوری، بھوپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب

قبور مسلمین کو مسمار کر کے اس پر پیشاب خانہ اور پاخانہ وغیرہ بنانا حرام و گناہ ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک وہابی ہی کرتے ہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کے تصرفات محرمہ سے قبرستان کو آزاد کرائیں۔ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز اور خود نماز مکروہ ہے۔ وقفی قبرستان مسلمانوں کے مردے دفن کرنے کے لئے ہے، اس کے علاوہ دوسرا کوئی تصرف اس میں جائز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ وقف کے مقصد کے خلاف ہے اور وقف میں مقصد وقف کے خلاف تصرف شرعاً ناجائز و گناہ ہے۔ ساتھ ہی قبروں کو مسمار کر کے ان پر چلانا، پھرنا، پاخانہ، پیشاب کرنا قبور مسلمین کی توہین اور اموات مسلمین کو ایذا دینا ہے، جو حرام

ہے، لہذا اس قبرستان میں مسجد، مدرسہ، پاخانہ، پیشاب گھر بنانا حرام و گناہ ہے۔ ان پر لازم ہے کہ قبرستان کی زمین کو ان چیزوں سے خالی کر دیں اور اگر نہ خالی کریں تو مسلمان حسب استطاعت اسے خالی کرانے کی پوری کوشش کریں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولا يجوز تغيير الوقف عن هيئته فلا يجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دكانا۔ (ج ۲، ص ۴۹۰، الباب الرابع عشر في المتفرقات)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”قبرستان وقف میں کوئی تصرف خلاف وقف جائز نہیں، مدرسہ ہو، خواہ مسجد یا اور کچھ۔“ (ج ۶، ص ۳۳۷) حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں ”وقفی قبرستان میں ان چیزوں کا بنانا جائز نہیں، ان کو منہدم کر دیا جائے کہ یہ تصرفات ناجائز ہیں۔“ (ج ۳، ص ۱۷) بدائع الصنائع، سنن الدفن میں ہے:

و كره ابو حنيفة رحمه الله أن يوطأ على قبر أو يجلس عليه أو ينام عليه أو تقضى عليه حاجة من بول أو غائط لما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن الجلوس على القبور ويكره أن يصلى على القبر۔ (ج ۲، ص ۶۵)

اور فتاویٰ رضویہ میں حدیقہ ہندیہ کے حوالہ سے ہے:

إنه والتراب الذي عليه حق الميت فلا يجوز أن يوطأ۔

اور اسی میں فتاویٰ ہندیہ کے حوالہ سے ہے:

ياثم يوطأ القبور لان سقف القبر حق الميت۔ (ج ۳، ص ۱۰۹)

تنویر الابصار در مختار فصل الاستنجاء میں ہے:

يكره بول و غائط في مقابر۔ (ج ۱، ص ۴۸۰، ۴۸۲)

اور اسی کے تحت رد المحتار میں ہے:

لان الميت يتأذى مما يتأذى به الحي والظاهر انها تحريمية لانهم نصوا على أن المرور في سكة حادثة فيها حرام فهذا أولى۔ (ج ۱، ص ۴۸۲)

یوں ہی اس مسجد میں نماز پڑھنا اور مدرسہ میں بچوں کو تعلیم دینا بھی حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد فیض علی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ / رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قبرستان کی زمین کھودنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

(۱) ہمارے گاؤں بہروا میں بستی سے ملا قبرستان ہے اسی قبرستان میں تال ہے جو پہلے تال بھی قبرستان میں شامل تھا مگر وقت کے حاکم نے تال الگ کر دیا اور قبرستان کا رقبہ کم کر دیا اس وقت گاؤں کے پردھان رئیس ہیں تو ان کو وقت کے حاکم کی طرف سے آرڈر ملا کہ آپ اپنے گاؤں کا تال کھداؤ تو رئیس اس تال کو کھدانے لگے اس بات کو لے کر گاؤں والوں سے لڑائی جھگڑا مارتوڑ ہوئی یہ بات تھانے تک گئی مگر پردھان نہیں مانے اور تال کھدایا جس میں ہڈی نکلی اس کو سارے گاؤں والے اور تھانیدار سبھی لوگوں نے دیکھا اور اسی جگہ گاڑ دیا تال اسی طرح کھدا ہوا پڑا ہے تو اس پر کیا حکم ہے۔؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پردھان کی ذمہ داری ہے کہ وہ قبرستان کی حفاظت کرے نہ کہ اسے کھدا کر برباد کرے جس سے قبور مسلمین کی بے حرمتی ہو جب پہلے سے یہ معلوم تھا کہ یہ تال بھی قبرستان میں شامل ہے تو حکام کو سمجھا کر اسے محفوظ رکھنا چاہئے تھا۔ یہ پردھان سے تقصیر ہوئی وہ اس سے علانیہ توبہ کرے اور فوراً کھدائی ہوئی زمین کو ٹھیک کر کے پورا تال بحق قبرستان خاص کر دے تاکہ آئندہ اس کی بے حرمتی کا خطرہ نہ رہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”مسلمان کی قبر کو کھودنا تو نہایت سخت شدید جرم ہے اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص سخت تعزیر کا مستحق ہے“ (فتاویٰ رضویہ ص ۹۳ ۹۴ ج ۶)

مکتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳ شعبان ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مزار پر جانا چادر چڑھانا فاتحہ پڑھنا، قبرستان کی گھاس جھاڑ کاٹ کر مسجد مدرسہ میں لگانا، درگاہ کے متولی کو بلا وجہ زبردستی معزول کرنا اس کی آمدنی مسجد مدرسہ پر لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اولیائے کرام کے مزارات پر جانا، چادر چڑھانا، فاتحہ پڑھنا، نیاز لے کر جانا، نیاز پر فاتحہ دلانا از روئے شرع شریف کیسا ہے خلاصہ بحوالہ شرعیہ و دلائل قطعیہ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) قبرستان میں موسم برسات میں برسات گھاس ہوتی ہے، جس کو کاٹ کر بیچتے ہیں، تو قبرستان میں

جھاڑو گھاس بھی ہوتے ہیں اس کا قبرستان سے کاٹنا اور بیچنا کیا شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں؟ اور اس گھاس و درخت (جھاڑ) کی قیمت کیا مسجد و مدرسہ میں لگا سکتے ہیں یا قبرستان کی آمدنی صرف قبرستان کے کاموں میں ہی لگائیں، اس بارے میں صحیح رہنمائی فرمائیں؟

(۳) ہمارے گاؤں میں ایک مزار بھی ہے (درگاہ) صاحب مزار کا نام حضرت سید شاہ قاسم پیر رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ یہ درگاہ مذکورہ قبرستان ہی میں ہے اور درگاہ و قبرستان گجرات کے محکمہ رجسٹریشن سے رجسٹرڈ بھی ہے، جس کے متولی برسوں سے فقیر غفور شاہ محمد شاہ، جو سنی صحیح العقیدہ ہیں اور اچھی طرح دیکھ رکھتے بھی کرتے ہیں۔ اس کی تولیت میں کچھ بھی خامی و کمی نہیں ہے، تو کیا ایسے شخص کو درگاہ و قبرستان کی تولیت سے بالجبر از روئے شرع نکال سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ تولیت کا معاملہ ان کے یعنی فقیر غفور شاہ و محمد شاہ کے آبا و اجداد سے ہی چلا آ رہا ہے۔ اب اس میں کیا کسی کو اختیار ہے کہ تولیت کر سکے، یعنی درگاہ و قبرستان کی تولیت کا حق کسے حاصل ہے خلاصہ جواب عنایت فرمائیں؟

(۴) مذکورہ بالا درگاہ حضرت سید شاہ قاسم پیر کے نام پر قبرستان و درگاہ کے متصل کچھ زمین ہے جو قبرستان نہیں قبرستان سے الگ ہے، جس میں کھیتی وغیرہ بھی پانی کے ملنے پر ہو جاتی ہے یعنی اگر اس زمین میں کھیتی کریں تو دوسری جگہ سے قیمتاً پانی لینا پڑے گا یعنی درگاہ ٹرسٹ کی طرف سے پانی کا انتظام نہیں ہے تو اس زمین کی کھیتی کی آدک (آمدنی) کہاں کہاں استعمال کر سکتے ہیں۔ جب کہ وہ زمین درگاہ ہی کی ملکیت ہے، کیا اس کی آمدنی مسجد و مدرسہ و دیگر کاموں میں لگانا از روئے شرع جائز ہے یا صرف درگاہ و قبرستان ہی کے کاموں میں لگا سکتے ہیں؟

المستفتی: فقیر مقبول شاہ

گلزار شاہ، مقام و پوسٹ، موڈانہ، تعلقہ سید چور، ضلع بائیں، اتر گجرات پن نمبر ۱۵۱ ۳۸۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) زیارت قبور بلاشبہ جائز و مسنون ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے: تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔ در مختار "باب صلاة الجناز" میں ہے:

ولا بأس بالاعلام بموته... و بزيارة القبور ولو للنساء لحديث "كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها" اهـ اس کے تحت رد المحتار میں ہے: (قوله بزيارة القبور) أي لا بأس بها بل تندب كما في البحر عن المجتبي فكان ينبغي التصريح به للامر بها في الحديث المذكور كما في الامداد و تزار في كل اسبوع كما في مختارات النوازل، قال في شرح لباب المناسك الا

ان الافضل يوم الجمعة والسبعة والاثنين والخميس، فقد قال محمد بن واسع: الموتى يعلمون بزوارهم يوم الجمعة ويوماً قبله ويوماً بعده فتحصل ان يوم الجمعة افضل ام وفيه يستحب ان يزور شهداء جبل احد لما روى ابن ابي شيبة: ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان ياتي قبور الشهداء بأحد على راس كل حول فيقول: السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار" والافضل ان يكون ذلك يوم الخميس متطهراً مبكراً لئلا تفوته الظهر بالمسجد النبوي" (ص ۲۳۲ ج ۲) ايضاً في بہار شریعت ص ۲۳۲ حصہ ۱۶ میں بھی ہے۔

اور اولیاء کرام و بزرگان دین کے مزارات طیبہ پر چادر ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو وہ ان کا ادب کریں اور ان کی برکات حاصل کریں ردالمحتار میں ہے:

"كرة بعض الفقهاء وضع الستور والعمائم والسياب على قبور الصالحين والاولياء قال في فتاوى الحجة "وتكره الستور على قبور" اه ولكن نحن نقول الان اذا قصد به التعظيم في عيون العامة حتى لا يحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلين الزائرين فهو جائز لان الاعمال بالنيات وان كان بدعة فهو كقولهم بعد طواف الوداع يرجع القهقري حتى يخرج من المسجد اجلالا للبيت حتى قال في منهاج السالكين انه ليس فيه سنة مروية ولا اثر محكي وقد فعله اصحابنا اه كذا في كشف النور عن اصحاب القبور للاستاذ عبدالغني النابلسي قدس سره" (ص ۶۳ ج ۲) ايضاً في بہار شریعت ص ۲۳۳ ج ۱۶ میں بھی ہے۔

اور فاتحہ پڑھنا یعنی تلاوت قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ کھانے پینے کی اشیا یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسروں کو پہنچانا جائز و مستحب ہے کہ زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے شرح عقائد نسفی میں ہے "وفي دعاء الاحياء للاموات او صدقاتهم اي صدقات الاحياء عنهم اي عن الاموات نفع لهم اي للاموات" (ص ۱۲۳) اور ردالمحتار میں ہے "من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جازو يصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع" (ص ۲۳۳ ج ۲)۔ درمختار باب "صلاة الجنائز" میں ہے

"وفي الحديث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات" (ص ۲۳۲ ج ۲)

مسلم شریف میں ہے "عن ابي هريرة كان مع النبي صلى الله عليه وسلم في مسير فدفنت

ازواد القوم قال حتى هَمَّ بنحر بعض حائلهم قال فقال عمر يا رسول الله لو جمعت ما بقى من ازواد القوم فدعوت الله عليها قال ففعل قال فجاء خوال البريبرة وخوال التمر بتمرة قال وقال مجاهد وخوال النواة بنواة قلت وما كانوا يصنعون بالنواة قال كانوا يصنعون ويشربون عليه الماء قال فدعا عليها ۱۰۷ (ص ۴۲، ج ۱)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ زادراہ ختم ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ بعض اونٹ ذبح کر دیے جائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کاش آپ لوگوں کے بچے کچھ کھانے کو جمع کر کے اس پر برکت کی دعا فرمائیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا پھر جس شخص کے پاس گندم تھا گندم لے آیا اور جس کے پاس کھجوریں تھیں کھجوریں لے آیا، حضرت مجاہد نے کہا اور جس کے پاس گھٹلیاں تھیں وہ گھٹلیاں لے آیا، راوی نے کہا کہ میں نے مجاہد سے پوچھا کہ گھٹلیوں کو وہ لوگ کیا کرتے تھے مجاہد نے کہا ان کو چوس کر پانی پی لیتے تھے، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کو اکٹھا کر کے دعا فرمائی۔ اس حدیث شریف سے مروجہ فاتحہ کی اصل ثابت ہوئی کہ جس میں کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف، درود شریف وغیرہ پڑھا جاتا ہے اور دعا کی جاتی ہے۔

(۲) قبرستان میں جو گھاس اور جھاڑ بطور خود آگتی ہے، جب تک سبز یعنی ہری ہے اسے کاٹنے کی اجازت نہیں، اور جب سوکھ جائے تو اسے کاٹ کر بیچ سکتے ہیں، اور یہ گھاس اور جھاڑ اس قبرستان کے قرار پائیں گے، لہذا اس کی آمدنی بھی اس کے مصارف میں صرف کی جائے رد المحتار میں ہے:

”بكره ايضا قطع النبات الرطب والحشيش المقبرة دون اليابس ۱۰۸ (ص ۲۴۵ ج ۲) اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”المسألة على قسمين أمان علم لها غارس اولم يعلم ففي القسم الاول كان للغارس وفي القسم الثاني الحكم في ذلك الى القاضي ان راى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك كذا في الواقعات الحسامية (ص ۴۷۴ ج ۲) ایسا ہی بہار شریعت ص ۸۸ ج ۱۰ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر گاؤں والوں نے مذکورہ دونوں شخصوں کو موقوف شدہ قبرستان کا متولی بنایا، یا ان کے آباء و اجداد جو اس موقوف شدہ قبرستان کے متولی تھے وہ لوگ مرتے وقت ان کی تولیت کی وصیت کر گئے، اب اگر واقعی یہ لوگ سنی صحیح العقیدہ اور امین ہیں تو یہی لوگ اس کے متولی ہیں، ان کو بلا وجہ تولیت سے معزول کرنا ظلم و زیادتی ہے جو ناجائز و گناہ ہے۔ لہذا جب تک ان کے اندر کوئی خلاف شرع بات نہ پائی جائے اس وقت تک

ان کو درگاہ و قبرستان کی تولیت کا حق حاصل رہے گا۔

ردالمحتار میں ہے "قال في البحر واستفيد من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدما لصاحب وظيفة في وقف بغير جنحة وعدم اهلية" (ص ۳۸۲، ج ۴)

درمختار "كتاب الوقف" میں ہے "ليس للقاضي عزل الناظر بمجرد شكاية المستحقين حتى يشمتوا عليه خيانة" (ص ۱۰۰)

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے "لا يجوز للقاضي عزل الناظر المشروط له النظر بلا خيانة ولو عزله ليصير الثاني متولياً" (ص ۲۳۸، ج ۴)

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۳۳۷، ج ۶ میں بھی ہے۔ اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "متولی موجود ہے خواہ واقف نے اسے مقرر کیا ہو یا قاضی نے تو بلا وجہ قاضی بھی دوسرا متولی نہیں مقرر کر سکتا" (ص ۱۰۷، ج ۱۰) بہار شریعت میں ہے "واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہوگا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے، اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولادوں کے لئے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغین میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کر دے" (ص ۹۵، ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) وقف کی آمدنی کا سب سے بڑا مصرف یہ ہے کہ پہلے وہ وقف کی درستگی ہی میں صرف کی جائے، یہ بھی ضروری نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنے کی شرط کی ہو، لہذا اس کھیت کی آمدنی سب سے پہلے کھیت کی درستگی مثلاً پانی کھاد، وغیرہ میں صرف کی جائے۔ درمختار میں ہے "ويبدء من غلته بعمارتہ" (ص ۳۶۶، ج ۴) اس کے بعد جو بیج کے تحت ردالمحتار میں ہے "ای قبل الصرف الى المستحقين" (ص ۳۰۰، ج ۴) اور اگر واقف نے متولی کو یہ اختیار دے دیا ہو کہ وہ جس جائے تو اس میں واقف کی نیت درکار ہے، اگر واقف نے شرط لگا دی ہے کہ اس کی آمدنی صرف درگاہ و قبرستان ہی میں صرف کی جائے تو دیگر دینی کاموں میں اس کی آمدنی صرف نہیں کر سکتے ردالمحتار میں ہے "ان شرط الواقف كنص الشارع" (ص ۳۰۰، ج ۴) اور اگر واقف نے متولی کو یہ اختیار دے دیا ہو کہ وہ جس دینی کام میں صرف کرنا چاہے کر سکتا ہے، تو متولی کو اختیار ہوگا کہ مسجد، مدرسہ اور دیگر دینی کاموں میں اس کھیت کی آمدنی کو صرف کرے ردالمحتار میں ہے:

في الخانية وقف ضيعة في صحته على الفقراء واخرجها من يدك الى المتولى ثم قال

لوصيه عند الموت، اعط من غلتها لفلان كذا ولفلان كذا فجعله لاولئك باطل، لانها صارت للفقراء اولافلا يملك ابطال حقهم الا اذا شرط في الوقف ان يصرف غلتها الى من شاء ۱۰۰ ملخصاً (ص ۳۶۰، ج ۳) ايضاً في بهار شريعت ص ۶۵ ح ۲۵م میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی



کتاب البیوع

خرید و فروخت کا بیان

میچول فنڈ میں شرکت کیسی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایسا کاروبار جس میں ایک جانب سے پیسہ اور دوسری جانب سے محنت اور اس میں جو نفع ملے اسے دونوں نصف نصف بانٹ لیں نیز اگر نقصان ہو تو پیسہ لگانے والا ہے۔ اس طرح کا کاروبار جائز ہے۔ تو اسی کے تحت زیر تحریر کمپنیوں کے Mutual funds کی اسکیموں میں حصہ لینا از روئے شرع کیسا ہے؟

کہ آج کل مختلف کمپنیوں (جیسے SBI.LIC.UTI وغیرہ) میں Mutual funds کے نام سے اچھی اسکیمیں جاری ہو چکی ہیں جس میں پیسے لگانے پر مارکیٹ کے حساب سے (Asper Market) کے منافع دیا جاتا ہے جو ایک قسم کی تجارت بھی ہے کہ کمپنی میں لگائے گئے ہمارے اس سرمایہ کو کمپنی اپنے طور سے مختلف تجارتوں میں لگاتی ہے۔ جیسے آٹوموبائل، تیل، گیس، میڈیکل، ٹیلی کام، میڈیا، سیمنٹ، ٹیکسٹائل، پکنگس اور بری و بحری جہاز رانی وغیرہ) گویا کہ پیسہ ہمارا اور محنت کمپنیوں کی نیز اس تجارت میں جو منافع اسے ملے اس میں سے ہمیں بھی منافع دیتی ہے۔ مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ کے باعث یونٹس (Unite) کی قیمت بڑھتی اترتی رہتی ہے اس لیے اس میں نقصان سے بچنے کے لیے ہم اپنا لگایا ہوا سرمایہ اس وقت بھی فوراً واپس لے سکتے ہیں، جس وقت یونٹس کی قیمت بڑھ چکی ہوتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس Mutual fund کی اسکیموں میں حصہ لینا اور اس سے حاصل شدہ نفع کو اپنی ضروریات میں لانا از روئے شرع کیسا ہے؟ جب کہ لگایا گیا سرمایہ ہم جب چاہیں تب کمپنی سے واپس بھی لے سکتے ہیں۔ کمپنی کی طرف سے کسی معینہ مدت وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ بیوا تو جروا۔

المستطفی: ابو نعیم البرکاتی، Barkatiya Book stal, Koul Peth, Hubli.580028 Kamataka،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب میچول فنڈ کی تفصیلات ہمیں معلوم نہیں۔ آپ کو اس کا طریق کار مفصل لکھنا چاہیے تھا۔

آپ نے اسے SBI اور LIC کے زمرے میں شمار کیا ہے اگر یہی واقعہ ہے تو SBI اور LIC یہ ”عقد مضاربت“ سے نہیں ہیں کیونکہ اس کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی، اس کی تفصیل کے لیے آپ کتاب ”شیر بازار کے مسائل“ کا مطالعہ کریں۔ SBI اور LIC کا کاروبار حقیقتہً قرض و نفع مشروط کا ہے جو چند شرائط کے ساتھ جائز ہے اور شرائط کے مفقود ہونے کی صورت میں ناجائز ہے۔ LIC اور بینکنگ نظام کے احکام کے تعلق سے کتاب ”جدید بینک کاری اور اسلام“ مطالعہ کریں وہاں سے تمام تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۱۳ ربیع الثوٹ ۱۴۲۱ھ

زید نے ۱۰۰ پلاٹ اس طرح بیچے کہ ہر پلاٹ والے کو ۴۰ مہینہ تک ایک ہزار دینا ہوگا اور قرعہ اندازی کے ذریعے ایک کا نام نکالا جائے گا جس کا نام نکلے گا اس کی اگلی قسطیں نہیں جمع کرنی ہوں گی۔ یہ طریقہ کار جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

زید نے سو پلاٹ زمین کے کاٹے اور فروخت کرنے کے لیے ۱۰۰ آدمیوں کو الگ الگ پلاٹ کا مالک بنا دیا اب ہر ماہ ہر آدمی کو ہزار روپے جمع کرنے ہیں ۴۰ ماہ تک یہ قسطیں چلیں گی ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ ۴۰ ماہ تک ۴۰ آدمیوں کے نام نکالے جائیں گے اور جس کا پہلے نام نکلا اسے باقی قسطیں بھرنی نہیں ہیں بلکہ وہ اسی پلاٹ کا مالک ہو گیا جو پہلے ہی اس کے نام تھا اسی طرح ۴۰ آدمی یکے بعد دیگرے نکل جائیں گے باقی ۶۰ آدمیوں کو چالیس ۴۰ ماہ بعد سب پلاٹ دے دیئے جائیں گے کیا ایسی صورت میں یہ پلاٹ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر فروخت کرنے والا مسلم ہو تو کیا حکم ہے اور فروخت کرنے والا کافر ہو تو کیا حکم ہے؟ بیٹو اتوجروا۔

المستفتی: محمد امیر الدین خاں اشفاق، صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم دوکوسی، ناگور، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ کاروبار اور اس طرح کی بیع و شراء حرام و گناہ ہے کیوں کہ یہ قمار و غرر پر مشتمل ہے جو جائز نہیں اس لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

۲۶ ربیع النور شریف ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قبرستان کو حق شفعہ حاصل ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ قبرستان سے متصل زید غیر مسلم کی زمین تھی، اس نے اپنی زمین ایک مسلمان (بکر) کے ہاتھ بیچ دی، قبرستان کے اراکین قبرستان کی توسیع کے لیے اس زمین کو خریدنا چاہتے ہیں، لیکن وہ شخص فروخت کرنا نہیں چاہتا، اراکین حق شفعہ کے سبب جبراً اس زمین کو خریدنا چاہتے ہیں، یہ معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچ گیا ہے دونوں طرف سے مقدمہ چل رہا ہے۔ اب تک سپریم کورٹ نے کوئی فیصلہ نہیں دیا ہے تو دریاقت طلب امر یہ ہے کہ اس زمین کو جبراً خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ سپریم کورٹ اگر خلاف شرع فیصلہ کرے تو مسلمان اسے مانیں کہ نہیں؟ اس صورت میں اگر کوئی شخص سپریم کورٹ کے فیصلہ کو ماننے پر مصر ہو اور حکم شرعی نہ مانے تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولانا راہی اللہ نوری، الجامعہ الغوثیہ سراج العلوم، اوبھاری، پوسٹ بالا پور، ضلع الہ آباد۔ یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہاں اراکین قبرستان کو حق شفعہ حاصل نہیں کیونکہ شفعہ کے لیے ضروری ہے کہ جس زمین کے ذریعہ شفعہ کیا جائے وہ مملوک ہو اور قبرستان مملوک نہیں بلکہ موقوف ہے۔ جیسا کہ خاتم الحقیقین علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمحتار میں شرائط شفعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ویشتروط کونہ مملوکاً فخرج الوقف" (کتاب الشفعہ ص ۶۲۱ ج ۶) اور اسے جبراً خریدنا بھی جائز نہیں کہ حدیث شریف میں ہے: لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منہ" کسی مسلمان کا مال حلال نہیں مگر اس کے جی کی خوشی سے۔

(کنز العمال حدیث ۱۷۳۹۷ ج ۱)

البتہ اگر بکر کو بیچ کرنے پر مجبور کیا گیا اس نے ڈر کر بیچ کر دی تو یہ بیچ فاسد اور بائع کی اجازت پر موقوف رہے گی، وہ اجازت دے دے تو جائز و نافذ ہو جائے گی۔ ردالمحتار میں ہے: "بیع المکرة فاسد موقوف علی اجازة البائع" (کتاب البیوع ص ۵۰۷ ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تجارت کی زمین پر زکاۃ ہے یا نہیں؟

مسئلہ بکر جو متعدد قسم کے کاروبار کر رہا ہے ان میں سے وہ ایک کاروبار یہ بھی کرتا ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں زمین پلاٹ خرید کر چھوڑ دیتا ہے اور جب اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو وہ اپنی فروخت کر دیتا ہے خریدنے اور بیچنے کی مدت کبھی دو تین سال کی ہوتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس زمین پر یا اس کی قیمت پر سال گزرنے کی وجہ سے زکاۃ واجب ہوگی؟

المستفتی: آفرین بنت شفیح الدین مدرسہ قادریہ جامع مسجد کھور ڈاری، کرناٹک
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب یہ زمین تجارت ہی کے غرض سے خرید و فروخت کی جاتی ہیں اور ان سے مالک زمین کا متعدد تجارت ہی ہے تو بہر حال سال تمام پر ان کی زکاۃ کی ادائے کی واجب ہوگی اور حولان حول کے وقت ان کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”الزکاۃ واجبة فی عروض التجارة کائده ما کانت اذا بلغت قیمتها نصاباً من الورق والذهب کذا فی الهدایة وتعتبر القيمة عند حولان الحول بعد ان تكون قیمتها فی ابتداء الحول مائتی درهم من الدراهم۔“ (ج ۱ ص ۱۷۹) واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: غلام احمد قادری
۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

پٹاخہ اور راکھی کی تجارت کیسی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں
پٹاخہ اور راکھی کی تجارت کرنا کیسا ہے؟ بہینوا توجروا
المستفتی: محمد منیر سدرنجی پورہ مٹن مارکیٹ، ناگپور
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پٹاخہ اور راکھی کی تجارت جائز نہیں کہ آتش بازی حرام ہے کہ یہ گناہ پر اعانت ہے جو حرام ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”وَلَا تَعَاوَنُوا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ (پ ۶، س ۱۷ آیت ۲) اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ”بہار شریعت“ میں تحریر فرماتے ہیں ”افیون وغیرہ جس کا

کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہیں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے (ج ۱۶ ص ۱۰۶) درراکھی کا استعمال صرف رکھنا بندھن کے لیے ہوتا ہے جو یہاں کے غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہے تو راکھی کی تجارت بھی گناہ پر اعانت ہوئی اس لیے یہ تجارت بھی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 ۲۹ رذی القعدة الحرام ۱۴۲۸ھ

سکہ کا تبادلہ نوٹ سے کمی بیشی کے ساتھ کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل بازاروں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ مثلاً سو روپے کا چلر یعنی سکے دے کر ایک سو دس یا پانچ روپے کا نوٹ لیتے ہیں تو سکے کا تبادلہ نوٹ سے زیادتی کے ساتھ ہوتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے بہر حال یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
 المستفتی: ذوالفقار احمد قادری، ناندریڈ (مہاراشٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آج کل بازاروں میں جو طریقہ رائج ہے کہ سکے کا تبادلہ نوٹ سے کمی زیادتی کے ساتھ کرتے ہیں یہ جائز ہے بلکہ ادھار بھی جائز ہے کہ سو نہیں یہ دونوں دو جنس ہیں اور جب جنس مختلف ہو تو کمی بیشی کے ساتھ نقد ادھار دونوں طرح فروخت کرنا جائز ہے۔

درمختار میں ہے "وان عدما حلا کھروی عمروین لعدم العلة فبقی علی اصل الاباحة" (ص ۷۲ ج ۵ باب الربا) فتاویٰ رضویہ میں ہے نص علماء ناقاطبة ان حرمة القدر علة الربا القدر المعهود بکیل او وزن مع الجنس فان وجد احرم الفضل والنساء وان عدما حلا وان وجد احدھا حل الفضل وحرمة النساء (ج ۲ ص ۱۶۰) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد احمد قادری مصباحی
 ۱۰ ربیع الثوث ۱۴۲۹ھ

روپیوں کو ان پر لکھی قیمت سے زیادہ میں بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

شیئر بازار کا کاروبار کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ

(۱) ہمارے یہاں ایک تنظیم ہے جو روپیوں کے اوپر لکھی ہوئی رقم سے زائد رقم وصول کرتی ہے یعنی جو رقم لکھی ہے وہ تنظیم زیادہ میں بچتی ہے کیا یہ سود نہیں ہے؟ اس تنظیم کی دلیل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ ج ۷ باب درہم میں فرماتے ہیں کہ روپیوں کو اس پر لکھی ہوئی رقم سے کم یا زیادہ میں بچنا جائز ہے۔

(۲) شیر بازار کا کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جلد سے جلد جواب ارسال فرمائیں۔

المستفتی: عبدالغفور رضوی بک ڈپو، سلاوٹ واڑی، اودے پور، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اگر یہ تنظیم روپے کو روپے کے بدلے کم و بیش پر نقد بچتی خریدتی ہے تو جائز ہے اور ادھار خریدتی بچتی ہے تو ناجائز ہے۔

(۲) شیر بازار کا کاروبار کرنا جائز نہیں کہ اس میں اپنے روپے کا حصہ دوسرے کے ہاتھ بیچا اور خریدا جاتا ہے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ ”اپنے روپے کا حصہ دوسرے کے ہاتھ خریدنا اور بیچنا دونوں حرام ہیں۔“ (ج ۸ ص ۷۱ ۳ کتاب الشركة)

مزید تحقیق، تفصیل اور مکمل تشفی کے لیے محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی کی

کتاب ”شیر بازار کے مسائل“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد غلام احمد رضا

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ جمادی الاخرہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زمین کے بدلے چھت کی اونچائی تک دیوار بنوا کر دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

پرانا مکان جس میں زید و بکر رہتے ہیں بنے ہوئے مکان کے اعتبار سے بنایا جاتا تو دونوں کی دیوار ٹیڑھی ہوتی زید و بکر نے اس کو سیدھی کرنے کی صورت یہ طے کی کہ زید بکر کو دو ڈھائی ہاتھ جتنی دور ٹیڑھی زمین ہے دے دے اور بکر اس کے عوض میں پوری چھت کی اونچائی تک دیوار کھڑی کر دے جب کبھی زید مکان بنائے تو اسی پر سے چھت لگالے گا بخوشی راضی برضا ہوئے اثناء تعمیر دو ڈھائی انگل کھستہ کے لیے زید معترض ہوا کہ میری طرف کیوں نہیں چھوڑا گیا مستری نے خود ہی جواب دیا کہ دھاگہ لگانے میں دیوار ٹیڑھی ہو رہی تھی اس وجہ سے آپ کی طرف کچھ دور کھستہ ہے اور کچھ دور نہیں بہر حال چند لوگوں کے سمجھانے پر کام ہوا بعدہ زید

پورے گاؤں میں کہتا پھرتا تھا کہ بکرنے میری زمین بے ایمانی کر لی دیے ہوئے سے ایک ڈیڑھ ہاتھ زیادہ بتائی ہے پچھم طرف، اس پر بکرنے چند گاؤں کے معزز حضرات کو اکٹھا کیا بکرنے زید کی باتیں سب کے سامنے رکھا مجمع میں زید بار بار کہتا تھا کہ پچھم کی طرف بڑھ کر بنایا ہے اس پر بکرنے بات ختم کرنے کے لیے سبھی حضرات سے کہا کہ چل کر پورب پچھم کا کنارہ ناپ لیں اگر پچھم طرف زیادہ ہوگا تو دیوار گرا دیتے ہیں ناپنے پر دونوں کنارہ برابر آیا تب زید کچھ نرم ہوا ابتداء جس بات پر زید و بکر کے درمیان طے ہوا تھا اس پر صلح ہوئی مگر اس کے باوجود وطن و تشنیع سے باز نہیں آیا بکر پہلے بھی راضی تھا اب بھی راضی ہے معاوضہ دینے پر۔ مگر عالم دین ہے صرف اس کو سماج میں رسوا کرنے کے لیے زید اپنی عادت سے باز نہیں آ رہا ہے ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بیان فرمائیں تاکہ نزاع ختم ہو اور یہ بھی واضح فرمادیں زمین کے بدلے اچھی خاصی لمبی دیوار بنا کر دینا یہ بیع ہے کہ نہیں؟ بیع ہونے کی صورت میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں اول فرصت میں جواب روانہ فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالقدوس قادری برکاتی رضوی

مقام و پوسٹ سعی بزرگ، محلہ مصطفیٰ آباد، ضلع کبیرنگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید اور بکر میں زمین دینے اور اس کے عوض چھت کی اونچائی تک دیوار کھڑی کرنے کا جو معاملہ طے ہوا یہ شرعی نقطہ نظر سے بیع ہے مگر بیع فاسد ہے کیونکہ زمین کی مقدار تو معلوم و متعین ہے یا ناپ کر کے معلوم کی جاسکتی ہے جب کہ اس کا عوض یعنی اس کا دام مجہول ہے کیونکہ دیوار کی لمبائی چوڑائی معلوم بھی ہو تو یہ معلوم نہیں کہ اس میں سینٹ اور اینٹ کتنی لگے گی اور ان کی کوالٹی کیا ہوگی بالو کیسا اور کتنا لگے گا، پھر معمار کی مہارت وغیرہ کے لحاظ سے بھی کچھ فرق پڑتا ہے اس لیے زمین کی پیمائش کر کے اس کا دام روپے سے مقرر کیا جائے اور بکر وہی دام ادا کرے۔

ہدایہ کتاب الصلح میں ہے " ان وقع الصلح عن اقرار اعتبر فيه ما يعتبر في البياعات ان وقع عن مال بمال لوجود معنى البيع ويفسده جهالة البدل لانها هي المفضية الى المنازعة" ۱۰ ملخصاً (ص ۲۲۹، ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حرام چیزوں کی تجارت کیسی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

حرام شئی کھانے والی یا استعمال کرنے کی جیسے کچھوا، کیکڑا، مینڈک کا چھاتا اور دیوالی اور شب برأت کے آتش بازی کے سامان اور ہولی اور شادی۔ نہ سب چیزوں کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں اس سے کمایا ہوا پیسہ حلال ہے یا حرام؟ المستفتی: صوفی صدیق نوری، ۲۰ جواہر مارگ اندور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مچھلی کے علاوہ پانی کے تمام جانور مثلاً کچھوا، کیکڑا، مینڈک وغیرہ کی تجارت ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی منفعت حرام ہے چونکہ یہ ناجائز ہے اس لیے اس کا ثمن بھی ناجائز ہے۔ رہ گیا مینڈک کا چھاتا تو اس کے بارے میں سائل واضح کرے کہ یہ کیا چیز ہے میں اس سے واقف نہیں۔ درمختار میں ہے:

”وَبِیَاعِ دُودِ الْقِزِّ وَبِیَضِهِ وَالنَّحْلِ الْمَحْرُزِ بِخِلَافِ غَیْرِهِمَا مِنَ الْهُوَامِ فَلَا یَجُوزُ اتِّفَاقًا كَحِیَاتٍ وَضَبٍ وَمَافِی بَحْرِ كَسْرِ طَانِ الْاَلْسِیْكِ وَمَا جَازَ اِنْتِفَاعِ بِجِلْدَةِ اَوْ عَظْمِهِ وَالحَاصِلُ اَنْ جَوَازُ الْبِیْعِ یَدُورُ مَعَ حَلِّ الْاِنْتِفَاعِ۔“ ۱۰۱ ملخصاً اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: (فلا یجوز) بیعها باطل۔ ذکرہ قاضیخان قولہ کحیات فی الحاوی الزاہدی یجوز بیع الحیات اذا كان ینتفع بها للادویة وما جاز الانتفاع بجلدہ او عظمہ ای من حیوانات البحر او غیرہما قال فی الحاوی ولا یجوز بیع الهوام کالحیة والفارعة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ وکل ما لا ینتفع به ولا بجلدہ وبیع غیر السمک من دواب البحر ان كان له ثمن کالسقنقوا وجلود الخنزیر ونحوها یجوز والا فلا کالضفدع والسرطان۔ ۱۰۱ (درمختار ج: ۷، ص: ۲۵۸، فی باب بیع الفاسد)

دیوالی اور شب برأت کی آتش بازی کے سامان مثلاً پٹاخہ وغیرہ کی تجارت ناجائز ہے کہ یہ گناہ پر اعانت ہے جو حرام ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (پ: ۶، المائدہ آیت: ۲) اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہیں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔ ۱۰۱ (ح: ۱۶، ص: ۱۰۶) ایسا ہی فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۴۴۲ پر بھی ہے۔

اگر رنگ میں اسپرٹ کی آمیزش نہ ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر ہو تو اس کا بیچنا ناجائز ہے بعض رنگ

ایسے ہیں جن میں خنزیر کی چربی کی آمیزش ہوتی ہے اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے تو اسے بیچنا خریدنا سب حرام ہے البتہ اگر پاک رنگوں کی تجارت کرے اور اس سے اس کا مقصد کسی گناہ پر اعانت نہ ہو تو جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی منفعت حلال و طیب ہے۔ فقہ کا قاعدہ کلیہ ہے "الامور بمقاصدھا" شارح بخاری علیہ الرحمۃ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں "جن چیزوں میں اسپرٹ کی آمیزش نہ ہو ان کا بیچنا جائز اور مسلمان عورتوں کا اس کا استعمال کرنا بھی جائز اور جن میں اسپرٹ کی آمیزش ہو ان کا بیچنا بھی ناجائز اور مسلمان عورتوں کو ان کا استعمال کرنا بھی ناجائز۔ مشہور ہے کہ ان کے بعض میں خنزیر کی چربی کی آمیزش ہوتی ہے ایسی چیزوں کا رکھنا، بیچنا، خریدنا گناہ سب حرام۔" (ماہنامہ اشرفیہ نومبر ۱۹۹۷ء، ص: ۸) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ردی مال کا دھندہ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اسکرپ (Scrap) یعنی ردی مال کا دھندہ (کاروبار) کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ جبکہ اس دھندے میں چوری کا مال بھی آنے کا امکان ہے۔ نیز اس قسم کا دھندہ کرنے والوں کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ اور ایسے لوگوں کی دعوت طعام کا کھانا از روئے شرع کیسا ہے؟ بینوا تو جرو۔ المستفتی: محمد نعیم برکاتی کبیر نگر (پ۔ پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اسکرپ کا کاروبار جس میں ردی مال کو خرید اور بیچا جاتا ہے۔ ایک قسم کا عقد بیع ہے۔ لہذا اس میں جب بیع کے جملہ شرائط وارکان (مثلاً بائع و مشتری کا عاقل ہونا، متعدد ہونا، ایجاب و قبول کا پایا جانا، بیع کا موجود ہونا اور مال محقوم و مقدر تسلیم ہونا وغیرہ) کا لحاظ رکھا جائے تو از روئے شرع جائز ہے۔ رہا یہ گمان کہ چوری کے مال کے آنے کا امکان ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ یوں ہی جو ردی مال لائے اس سے یہ دریافت کرنا ضروری نہیں کہ یہ مال چوری کا ہے یا نہیں ہاں اگر ردی مال لانے والا ایسا شخص ہے جس کے بارے میں کسی طرح معلوم ہے کہ وہ حلال و حرام یعنی چوری، غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ دریافت کر لے حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ "کتاب البیوع" میں ہے:

"اما شرائط الاعتقاد فانواع منها في العاقد: وهو أن يكون عاقلًا مميّزاً وأن يكون

متعدداً و منها في السبيح وهو ان يكون موجوداً وان يكون مملوكاً في نفسه وان يكون مالاً متقوماً شرعاً مقبور التسليم وأما ركنه فنوعان أحدهما الإيجاب والقبول الآخر مخلصاً. (ج: ۳ ص: ۲)

اور اس قسم کا دھندہ کرنے والوں کی کمائی حلال ہے اور ایسے لوگوں کی دعوت کھانا جائز ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت قادی رضویہ رسالہ ”اعلیٰ من السکر“ میں فرماتے ہیں: ”جب بازار میں حلال و حرام مطلقاً یا کسی جنس خاص میں مختلط ہوں اور کوئی میمز و علامت فارقہ نہ ملے تو شریعت مطہرہ خریداری سے اجتناب کا حکم نہیں دیتی کہ آخر ان میں حلال بھی ہے تو ہر شئی میں احتمال حلت قائم اور رخصت و اباحت کو اسی قدر کافی بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی جب تم میں کوئی اپنے بھائی مسلمان کے یہاں جائے اور وہ تمہیں اپنے کھانے میں سے کھلائے تو کھالے اور کچھ نہ پوچھے اور اپنے پینے کی چیز سے پلائے تو پی لے اور کچھ دریافت نہ کرے۔“

اخرج الحاکم في المستدرک والطبرانی في الاوسط والبیہقی في الشعب باسناد لا یاس بہ عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل احدکم علی اخیه المسلم فاطعمه من طعامه فلیأکل ولا یسئل عنہ وان سقاہ من شرابه فلیشرب ولا یسأل عنہ. (ج: ۲ ص: ۱۰۵)

کتبہ: محمد حسن خان رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایف سی آئی (نیٹ ورکنگ کمپنی) سے ملحق ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک کمپنی ہے جس کا نام ”ایف، آئی، سی“ یعنی ”Free India Concept“ ہے جو مہاراشٹر گورنمنٹ سے رجسٹرڈ ہے اس کا مالک ایم، جی میٹا یہ کمپنی مختلف سامانوں کی تجارت کرتی ہے مثلاً اس کمپنی کے پاس مختلف سامانوں کم و بیش ۴۲ بیچ ہیں اور ہر پیک میں کم از کم ۲۵ رو اور زیادہ سے زیادہ ۴۵ رو ہزار روپے تک کی قیمت کا ایک یا ایک سے زائد پانچ، دس سامان ہیں یہ کمپنی نیٹ ورک مارکیٹنگ کے طریقہ کار پر اپنی تجارت کرتی ہے۔ ایسی کمپنی سے مسلمانوں کا ملحق ہونا عند الشرع کیسا ہے؟ بیہینواتوجروا۔

المستفتی: ڈاکٹر قاضی محمد نظامی، موضع نیڈہال پوسٹ بلٹر، ضلع کٹیہار، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ایسی کمپنی سے مسلمانوں کو ملحق نہیں ہونا چاہیے کہ اس میں مال و اوقات کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ کیونکہ ایسی پرائیویٹ کمپنیوں کے مالک اکثر چالاک قسم کے بزنس مین ہوتے ہیں جو ہر طرح کا مال تیار کرتے ہیں اور لوگوں کو بیوقوف بنا کر گھروں میں بیٹھے، بیٹھے ہی پیسہ کمانے کا نیا، نیا طریقہ بناتے ہیں انہیں میں سے ایک ”ایف، آئی، سی“ بھی ہے۔

اس میں کمپنی کے کچھ خاص آدمی ہوتے ہیں جو لوگوں کو طرح طرح کی لالچ دے کر ممبر بناتے ہیں ممبر بننے کے لیے کم از کم ۲۵ سو روپے کا سامان خریدنا اس کے علاوہ پانچ سو روپیہ رجسٹریشن چارج دینا ضروری ہے اب ممبر کچھ کمانے کے لالچ میں اُدور چارج والا پانچ سو روپیہ مفت ضائع ہونے کے خوف سے خواہی نہ خواہی جہاں جائے گا۔ ”اے، بی، سی، تین لوگوں کو اس جال میں پھانسنے کا اسی طرح ہر نو گرفتار لالچ و خوف میں تین تین پر ڈورے ڈالے گا تاکہ کسی طرح اپنا چارج والا پانچ سو روپیہ نکلے باقی جو پھنسے وہ جانے۔ یوں ہی امید و بیم کا سلسلہ ترقی پکڑے گا اور پھیلتا چلا جائے گا اور بعد میں جا کر جب ممبر کثیر ہو جائیں گے اور کمپنی والوں کو زیادہ رقم حاصل ہو جائے گی تو وہ یا تو کہیں بھاگ جائیں گے یا اپنے آپ کو دیوالیہ ہونے کا اعلان کر کے بیٹھ جائیں گے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ جس سے شروع والے ممبر ان تو کچھ کمائیں گے آخر میں بگڑے گا جس کا بگڑے گا یہی اکل مال بالباطل ہے جسے قرآن عظیم نے حرام فرمایا کہ: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ** ۱۷ (پ ۵ سورہ نساء آیت ۲۹)

نیز یہی ضرور خطرہ و دھوکہ میں پڑنا اور ڈالنا ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے: **”ليس منا من غش مسلماً او ضرة او ما كره“** یعنی ہم میں سے نہیں جو کسی مسلمان کی بدخواہی کرے یا اسے ضرر پہنچائے یا فریب دے“ ۱۸ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۹۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد ارشد رضا نظامی مصباحی
۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

کیا جاندار چیزوں کے کھلونوں کی تجارت جائز ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید جاندار تصویروں کے کھلونوں مثلاً گڑیا، شیر، ہلی، کتا، آدمی، وغیرہ کی تجارت کرتا ہے۔ کیا ایسی تجارت شرعاً جائز ہے؟ نیز اس سے حاصل شدہ کمائی حلال ہے یا حرام؟ اگر حرام ہے تو اس کمائی کو کیا کریں؟

بینواتوجروا۔ المستفتی: اختر قادری، شکور پور، دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جاندار چیزوں کے کھلونوں کی بیع جائز اور اس کی کمائی حلال ہے جب کہ مٹی کا نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں ”مٹی کے کھلونوں کی بیع صحیح نہیں یہ مال مقنوم نہیں۔“ تنویر الابصار میں ہے: ”اشتری ثورا او فرسا من خزف لاجل استئناس الصبی لا یصح ولا یضمن متلفہ“ (ج ۵ ص ۲۳۶) لو ہے، پتیل، تانے، کے کھلونوں کی بیع جائز ہے کہ یہ چیزیں مال مقنوم ہیں۔ ردالمحتار میں ہے: ”قوله من خزف ای طین قال الطحطاوی قید بہ لانیہ لوان کانت من خشب او صفر جار اتفاقاً فیما یظہر لامکان الانتفاع“ (ملخصاً فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۲۳۲)

نیز اسی میں ص ۲۳۳ پر ہے: ”رہا یہ امر کہ ان کھلونوں کا بچوں کو کھیلنے کے لیے دینا بچوں کا ان سے کھیلنا یہ ناجائز نہیں کہ تصویر کا بروجہ اعزاز گھر میں رکھنا منع ہے نہ کہ مطلقاً یا بروجہ اہانت بھی۔ اس لیے عبارت منقولہ بالا ردالمحتار از طحاوی میں لکڑی، پتیل کے کھلونوں کی بیع منع فرمائی حالانکہ جاندار کی تصویر یہ بھی ہیں۔ بلکہ رد مختار میں فرمایا: ”فی آخر حظر المجتبی عن ابی یوسف یموز بیع اللعبة وان یلعب بہ الصبیان“۔ معلوم ہوا ان کا تصویر ہونا وجہ عدم جواز بیع نہیں۔ بلکہ حدیث سے ثابت ہے ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لڑکیاں تھیں اور وہ ان سے کھیلتی بھی تھیں“ (ج ۱ ص ۱۰۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جوہنپوری
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

نگر پالیکا کے مردہ جانوروں کا ٹھیکہ لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ نگر پالیکا میں جتنے جانور مردہ ادھر ادھر پڑے ملیں گے اس کا ٹھیکہ لینا کیسا ہے؟ بینواتوجروا۔ المستفتی: منزل حسین، محلہ بدھیانی خلیل آباد، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شہر میں پڑے مردہ جانوروں کے اٹھانے کا ٹھیکہ متعدد وجوہ سے ناجائز ہے کہ بیع کے شرائط میں سے ہے کہ بیع موجود ہو کہ معدوم کی بیع جائز نہیں، مال مقنوم ہو، مملوک ہو، اور صورت مسئلہ میں یہ تینوں شرطیں مفقود ہیں کہ وقت عقد بیع موجود نہیں ہوتی اور جب وہ مردار ہیں تو مال بھی نہیں، اور یہ گورنمنٹ کی ملک میں نہیں ہوتے کیوں کہ نگر پالیکا میں آزاد جانور بدستور سابق آزاد کرنے والا کی ملک میں باقی رہتے ہیں،

اس وجہ سے یہ ٹھیکہ ناجائز ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کتاب البیوع میں ہے:

”وہو أن یکون موجودا فلا یعتقد ببيع المعلوم وأن یکون مملوکا فی نفسه، وأن یکون مالا متقوما شرعاً مقدور التسليم فی الحال أو فی تالی الحال کذا فی فتح القدیر۔“ ۱۱۱
ملخصاً (ج ۳، ص ۲-۳)

ہدایہ میں ہے:

”وإذا کان أحد العوضین او کلاهما محرماً فالبيع فاسد کالبيع بالمیته۔ ۱۱۱ البیع بالمیته باطل لانعدام رکن البیع وهو مبادلة المال بالمال فان هذه الأشياء لاتعد مالا عند احد“ ۱۱۱ ملخصاً (ج ۳، ص ۳۳)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”أهل الکفر إذا باعوا المیته فيما بینهم لا تجوز“ ۱۱۱ (ج ۳، ص ۲۲۵)

نیز اسی میں ص ۱۱۶ پر ہے: ”ولا یجوز ببيع المیته کذا فی التہذیب“ ۱۱۱ ملخصاً۔

عقود فاسدہ کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا جو کہ جائز ہے مگر یہاں مسئلہ دائرہ میں مسلم ٹھیکیدار کا نفع متیقن نہیں ہے کہ سال میں کتنے جانور مرے گئے اس کا علم نہیں، زیادہ بھی مر سکتے ہیں اور کم بھی، اس بناء پر نفع بھی ہو سکتا ہے اور نقصان بھی۔ لہذا دلائل مذکورہ کی رو سے یہ ٹھیکہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبۃ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
یکم ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

کیا دیوبندی وہابی سے عقود فاسدہ کے ذریعے مال حاصل کرنا جائز ہے؟

مسئلہ جب عقود فاسدہ کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا جائز ہے تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جو شرعاً مسلم نہیں ہیں مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، وغیرہم تو کیا ان کے اموال کو بھی عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کرنا جائز و صحیح ہے؟ مثلاً پورا آتے ہی آم کی فصل یہاں کے کفار کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔ تو کیا وہابیہ کے ہاتھ بھی یہ معاملہ جائز ہو سکتا ہے؟

المستفتی: مجیب الرحمان، کشی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وہابی، دیوبندی، رافضی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافر و مرتد، اسلام سے خارج ہیں بلکہ یہ

دوسرے کفار سے بدتر کافر ہیں لہذا جس طرح دیگر غیر مسلموں کا مال عقود فاسدہ کے ذریعہ ان کی رضا سے حاصل کرنا جائز ہے یوں ہی بد مذہبوں مثلاً دیوبندیوں وغیرہم سے اس طور پر حاصل کیا ہو مال بھی مباح ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”بوہرے رافضی مرتد ہیں اور ہر مرتد کافر بلکہ کافروں کی بدتر قسم، یہاں کے ہندو وغیرہ جتنے کفار ہیں ان میں نہ کوئی ذمی ہے کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام وجزیہ گزار ہو کر رہے، نہ مستامن کہ بادشاہ اسلام سے کچھ دنوں کے لیے امان لے کر دارالاسلام میں آئے اور جو کافر نہ ذمی ہو نہ مستامن سوا خدرو بد عہدی کے کہ مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے باقی اس کی رضا سے اس کا مال جس طرح ملے جس عقد کے نام سے ہو مسلمان کے لیے حلال ہے“ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۵ ج ۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ماربل کی قیمت اڈوانس دے دیا مگر نہ تو وہ کان سے نکلا ہے نہ ہی دینے کی جگہ

اور وقت معین ہے، تو یہ بیع درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے مثلاً ایک پارٹی کوجن کے ماربل کی دوکان ہے، ایک لاکھ روپے دے دیا اور اس کے یہاں کے عرف میں سائی (ایڈوانس) کہتے ہیں اور وہ کان والی پارٹی یہ ماربل جو ابھی کان سے نکالا نہیں ہے بعد میں اس کو دے گی، اور اس کا وقت متعین نہیں ہے اور نہ ہی جگہ متعین ہے کہ مال کہاں دینا ہے تو یہ بیع کی کس صورت میں داخل ہے؟ کیا اس طرح بیع کرنا قرآن و حدیث کی رو سے جائز ہے؟ بیوا تو جزوا۔

المستفتی: الحاج محمد اقبال کرانہ پوسٹ بکس ۵۳ ناگورا جستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ایڈوانس روپے دیکر ماربل کی خرید و فروخت نہ بیع مطلق ہے، نہ مقایضہ نہ صرف، نہ احصناع، ہاں عقد سلم سے یہ قریب تر ہے، مگر عقد سلم کی صحت کی کئی شرطوں کے فقدان کی وجہ سے یہ خرید و فروخت ناجائز و گناہ ہے، اگر عاقدین ماربل کی جنس، نوع، صفت سائز، وقت ادا، مکان ادا وغیرہ متعین کر لیں اور ان میں سے کوئی شیء مجہول نہ رہے تو یہ عقد بطور سلم جائز و درست ہوگا، عقد سلم کی شرائط یہ ہیں۔

(۱) اس شیء کی جنس بیان کر دی جائے، مثلاً یہ کہے کہ ماربل لیں گے (۲) وہ جنس اگر کئی قسم کی ہوتی ہے تو اس کی قسم و نوع معین کر دی جائے، مثلاً فلاں قسم کا ماربل اگر صرف ماربل کہے تو بیع صحیح نہ ہوگی (۳) اس کی

صفت بیان کردی جائے، مثلاً عمدہ، ناقص، خراب، (۴) ناپ یا تول یا عدد یا گزوں سے اس کی مقدار معین کردی جائے (۵) ماربل دینے کی میعاد معین کردی جائے، جو ایک مہینہ سے کم نہ ہو، اگر تعین نہ کی مثلاً جب چاہیں گے لے لیں گے یا سفر سے واپس ہونے پر لے لوں گا تو ناجائز ہوگا (۶) اگر وہ چیز ایسی ہے کہ جس کی مزدوری اور بار برداری دینی پڑے تو وہ جگہ بھی معین کی جائے جہاں مسلم فیہ یعنی ماربل پہنچنا منظور ہے (۷) ٹمن کی بھی تعین ہو جائے مثلاً روپے یا اشرفی (۸) اگر وہ ٹمن چند قسم کا ہوتا ہے تو قسم بھی معین کر دے (۹) کھرے، کھوٹے کئی قسم کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کر دے (۱۰) ٹمن کی تعین مقدار بھی کر دے، یہ دس باتیں خاص عقد ایجاب و قبول میں بیان کرنی ضروری ہے (۱۱) ساتھ ہی اسی مجلس عقد میں ٹمن ادا کرو یا جائے، ورنہ اگر ساری گفتگو کر کے ٹمن دیے بغیر جدا ہو گئے تو عقد فاسد و ناجائز ہو جائے گا (۱۲) وہ چیز اس قسم کی ہو کہ روز عقد سے ختم میعاد تک ہر وقت بازار میں مل سکے ورنہ عقد ناجائز ہوگا، اور ماربل عام طور سے بڑے شہروں میں موجود رہتا ہے کہ کبھی بھی اسے حاصل کر کے دیا جاسکتا ہے۔

لہذا مسلمانوں کو مذکورہ شرطوں کی رعایت کے ساتھ ہی ماربل کی یہ خرید و فروخت جائز ہے، ورنہ نہیں۔
تئیر الابصار، در مختار اور رد المحتار میں ہے:

” شرطہ ای شروط صحتہ التي تذاکر فی العقد سبعة (اجمالاً والافعالاً ربعة الاول منها تشترط فی کل راس البال والمسلم فیہ فہی ثمانية بالتفصیل بمر) بیان جلس کبر او قمر و بیان نوع کسعی (ما یسقی بالہاء الجاری) او بعلی (ما سقته السماء وفیہ عن الخلاصة لا یشرط بیان النوع فیما لانوع له وفیہ عن المعراج انما یشرط بیان النوع فی رأس البال اذا کان فی البلد نقود مختلفة والافلا) وصفة کجید اور دی وقد ککذا کیلا واجل واقله شهر به یفتی وقد رأس البال ان تعلق العقد بمقدارة (بان تنقسم اجزاء المسلم فیہ علی اجزائه فتح ای بان یقابل النصف بالنصف والربع بالربع وهکذا وذلك انما یکون فی المثل والسابع بیان مکان الایفاء للمسلم فیہ فیما له حمل ومونة شرط الا یفاء فی مدینة فکل محلاها سواء فیہ حتی لو اوفاة فی محلة منها بری ولیس له ان یطالبہ فی محلة اخرى بزازیة ولوعین مکانا تعین فی الاصح فتح وبقی من الشروط قبض رأس البال ولو عینا قبل الافتراق بأبدانہما وان ناما او سارا فرسخا او اکثر ولو دخل لیخرج الدرهم ان توادى عن المسلم الیہ بطل وان یحیی یرا لا وهو شرط بقائه علی الصحة لا شرط انعقادہ بوصفها فی عقد صحیحاً ثم یبطل بالافتراق فلا قبض“ (مملخصاً ج ۵ ص ۲۱۴)

پھر اسی میں ہے "لا یصح منقطع لا یوجد فی الاسواق من وقت العقد الی وقت الاستحقاق، ولا فی حنطة حدیفة قبل حدودها لانها منقطعة فی الحال" (ج ۵ ص ۲۱۱) اور ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۲۳۳ پر بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد صابر حسین فیضی نظامی
 ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

میلہ میں سامان خرید ادا کا ندار چلا گیا تو قیمت کیسے ادا کرے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

میلے میں کسی بائع سے ادھار کچھ خرید پھر میلہ ختم ہو گیا کہ بائع چلا گیا یا اس کی صورت بھول گیا تو رقم ادا کرنے یا نہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب میلے میں کبھی سامان ادھار نہ لینا چاہئے اور لیں تو پہچان ٹھہرائیں اور جلد سے جلد ادا کر دیں اس میں تساہلی نہیں برتنی چاہئے کہ میلہ ختم ہو جائے یا بائع کی دکان ہی سمجھ میں نہ آئے یہ تساہلی بری ہے اور اگر کوئی عذر تھا تو خریدنا ہی نہ چاہئے تھا اب جبکہ بائع چا چکا "اس بائع کو خود یا کسی متدین معتمد سے تلاش کرائے مل جائے تو دام ادا کر دے ورنہ جب یاس و نا امیدی ہو جائے پورا دام تصدق کر دے پھر اگر وہ کبھی ملے اور اس تصدق پر راضی نہ ہو تو اسے اپنے پاس سے قیمت دے" ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۲ میں ہے۔ در مختار میں ہے "علیہ دیون ومظالم جہل اربابہا وایس من علیہ ذلک من معرفتہم فعلیہ التصدی بقدرہا من مالہ" (ج ۶ ص ۳۴۲) نیز اسی میں ہے "فان جاء مالکها بعد التصدی خریدین اجازة فعله ولو بعد هلاکها وله ثوابها او تضییعہ" (ج ۶ ص ۳۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد اکبر علی مصباحی
 ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

مدت معینہ کے لئے مکان اس شرط پر بیچا کہ ثمن واپس کرنے

پر مکان واپس ہو جائے گا یہ بیع کیسی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بمبئی شہر میں لوگ مکان، یادکان کی خریداری اس طور پر کرتے ہیں کہ مثلاً زید نے ایک مکان، یادکان بکر سے پانچ لاکھ روپے میں لیا اس شرط کے ساتھ کہ سال، دو سال جو بھی میعاد مقرر ہو۔

جب اسی میعاد پر بکر پانچ لاکھ روپے واپس کرے گا تو زید مکان خالی کر دے گا۔ یہ صورت کس عقد میں داخل ہے اور شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا جواز کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ بینو اتو جروا المستفتی: الحاج محمد سعید نوری، بانی رضا اکیڈمی، بمبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ بیع وفا کی صورت ہے کہ یہ معاہدہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے قرض بشرط سود ہے یعنی صاحب مال کسی کو قرض دیتا ہے اور بیع، یا رہن کے نام پر اس کی زمین، یادکان وغیرہ لے لیتا ہے تاکہ اس سے فائدہ اٹھائے، اور قرض کی وجہ سے مقروض کی کسی بھی چیز کا لینا، دینا اور اس سے فائدہ اٹھانا سود ہے، جو حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "کل قرض جر منفعة فهو ربا" قرض کی وجہ سے جو کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ فتاویٰ رضویہ ص ۲۶۱، ج ۷ سے ایسا ہی مستفاد ہوتا ہے۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے: "یہ صورت بیع بالوفا کی ہے اور اس کا حکم مثل رہن کے ہے اور اس سے جو منفعت حاصل ہو حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: "کل قرض جر منفعة فهو ربا" اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اگرچہ مقتدی بھی سود لینے یا دینے والے ہوں۔ (ص ۲۶۱، ج ۷ باب بیع الوفاء)

بہار شریعت میں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحر الرائق اور در مختار وغیرہ کی تصریحات کے پیش نظر بیع وفا کی وضاحت کی ہے، پھر خلاصہ حکم بھی بیان کیا ہے۔ ہم افادہ کے لئے حضرت علیہ الرحمہ کی عبارت یہاں نقل کرتے ہیں، الفاظ یہ ہیں: "بیع الوفاء اس کو بیع الامانة، بیع الاطاعة" اور بیع المعاملہ بھی کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری بیع کو واپس کر دے گا، یا یوں کہ مدیون نے دائن کے ہاتھ دین کے عوض میں کوئی چیز بیع کر دی اور یہ طے ہو گیا کہ جب میں دین ادا کر دوں گا، تو اپنی چیز لے لوں گا۔ آج کل جو بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کر دی تو چیز میری ورنہ تمہاری۔ بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تاکہ مرتہن اس کے منافع سے مستفید ہو، لہذا رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے۔ اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لا چکا ہے، یا ہلاک کر چکا ہے، سب کا

تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر بیع ہلاک ہوگئی تو دین کاروپہ بھی ساقط ہو جائے گا بشرطیکہ وہ دین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اس کے پڑوس میں کوئی مکان، یا زمین فروخت ہو تو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے، مشتری کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے۔

بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے فقہائے کرام کے اقوال اس کے متعلق بہت مختلف واقع ہوئے علامہ صاحب بحر نے اس کے بارے میں آٹھ قول ذکر کئے، فتاویٰ بزاز یہ میں نو قول مذکور ہیں، بعض نے دس قول ذکر کئے، فقیر نے صرف اس قول کو ذکر کیا کہ یہ حقیقت میں رہن ہے کہ عاقدین کا مقصود اسی کی تائید کرتا ہے اور اگر اس کو بیع بھی قرار دیا جائے جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے اور خود عاقدین بھی عموماً لفظ بیع ہی سے عقد کرتے ہیں تو یہ شرط کہ ثمن واپس کرنے پر بیع کو واپس کرنا ہوگا، یہ شرط بائع کے لئے مفید ہے اور مقضیٰ عقد کے خلاف ہے اور ایسی شرط بیع کو فاسد کر دیتی ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے، اس صورت میں بھی بائع و مشتری دونوں گنہگار بھی ہوں گے اور بیع کے منافع مشتری کے لئے حلال نہ ہوں گے، بلکہ جو منافع موجود ہوں انھیں واپس کرے اور جو خرچ کر ڈالے ہیں ان کا تاوان دے البتہ جو بغیر اس کے فعل کے ہلاک ہو گئے ہوں وہ ساقط، لہذا ایسی بیع سے اجتناب ہی کا حکم دیا جائے گا۔ (ص ۲۱۰، ج ۱۱)

جواز کا حیلہ: ہاں اگر یہ معاملہ بیع و شراء اور قرض و رہن کے نام پر نہ کریں، بلکہ اجارہ کے نام پر کریں یعنی دوکان، مکان کو ایک مقررہ مدت کے لئے کرایا پر لے لیں اور کرایا کی مقدار بھی مقرر کر دیں تو یہ صورت جائز ہے کہ عقد اجارہ جائز ہے۔

یوں ہی یہ صورت بھی جائز ہے کہ پہلے بغیر کسی شرط کے قرض دے دیں، پھر مکان، یا دوکان اس شرط پر کرایا پر لیں کہ قرض کے روپے سے کرایا مجرا ہوتا رہے گا۔
فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”استاجر داراً من مدیونہ وقاص بعض الدین بالأجر فاذا انقضت المدۃ لیس له ان یحس الدار بما بقی من دینہ“ (کتاب الاجارۃ الباب العالی ص ۴۱۵، ج ۴)
مگر ان صورتوں میں جمع شدہ رقم، یا قرض کے روپے سے صرف اتنے ہی روپے واپس ہوں گے جو کرایا میں وضع ہونے کے بعد بیع رہے ہوں گے اور جو کرایا میں وضع ہو چکے انھیں واپس لینے کا قطعاً کوئی حق قرض خواہ کو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی

۱۵ جمادی ال آخرہ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

فوجی کو جو شراب ملتی ہے اسے بیچ کر دام لے سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

میں فوج سے ریٹائر ہوا ہوں، مجھے کچھ شراب ہر مہینے ملتا ہے جو میں نہیں لیتا مگر اسی شراب کو جو میں نہیں لیتا ہوں اس کو دوکان دار بیچ کر روپیہ کماتے ہیں، دوسرا ایک غیر قوم ہے جو میرے نام سے وہ شراب دوکان سے لے کر مجھے اس کے بدلے میں کچھ روپیہ دیتا ہے تو اس روپے کو لے کر کسی غریب کو دے سکتا ہوں یا وہ روپیہ لینا میرے لئے جائز نہیں؟ المستفتی: شیخ رحمت اللہ، اسکول بازار، سنہٹ، ضلع بالاسور، اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شراب کے بدلے میں روپیہ خود لینا یا اس روپے کو لے کر غریبوں میں خیرات کرنا یہ سب ناجائز و حرام ہیں کہ یہ مال خبیث ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”شراب بنانا، بنوانا، چھوننا، اٹھانا، رکھنا، رکھوانا، بیچنا، بکوانا، مول لینا، لوانا سب حرام حرام حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”لعن اللہ الخمر و شاربها و ساقیها و باعها و متباعها و عاصرها و معتصرها و حاملها و المحمولة الیه و اکل ثمنها رواه ابو داؤد و الحاکم و صححه عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۸، ج ۹، نصف آخر) اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

”عن ابی حمیرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جمع مالا حراما ثم تصدق به لم یکن له فیہ اجر و کان اصرہ علیہ۔“

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو حرام مال جمع کرے پھر اسے خیرات میں دیدے اس کے لئے ثواب کچھ نہ ہو اور اس کا وبال اس پر ہو“ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۸، ج ۹، نصف اول)

یہ حکم اس وقت ہے جب شراب مسلمان کے ہاتھ بیچے۔ لیکن اگر مسلمان کے ہاتھ نہ بیچے بلکہ یہاں کے غیر مسلم کے ہاتھ بیچے تو یہ جائز ہے اور اس کا دام غریبوں پر تصدق کرنا بھی جائز ہے اور اپنے مصرف میں استعمال کرنا بھی، وجہ یہ ہے کہ یہاں کے غیر مسلموں سے عقود فاسدہ جائز ہیں۔ اس کی تحقیق محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی کی کتاب ”جدید بینک کاری اور اسلام“ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کاتبہ: غلام نبی نظامی علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابراہیم احمد امجدی برکاتی

زید نے بکر سے زمین خرید مگر پانچ سال تک رجسٹری نہیں ہوئی اب زمین کی قیمت چار گنا بڑھ گئی تو کیا بکر زید کو زمین نہ دے کر روپیہ واپس کر سکتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنا چھ ایکڑ کھیت ۲۰۰۴ء میں ۲۴۰۰۰ روپے ہزار روپے ایکڑ سے بکر کو فروخت کر دیا۔ بکر نے اسی وقت زید کو کھیت کی قیمت ادا کر دیا اور رجسٹری کے لئے ایک سال کی مدت مقرر کی۔ ایک سال گزرنے کے بعد زید نے بکر کو اپنا وعدہ یاد دلایا لیکن بکر اس کو نالتا رہا یہاں تک کہ پانچ سال گزر گئے اور اب اس کھیت کی قیمت چار گنا بڑھ گئی لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اب اپنا کھیت بکر کو بیچنا نہیں چاہتا تو کیا زید بکر کو اس کی دی ہوئی رقم واپس کر سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی: عبدالرفیق منواڑہ، ضلع امراتلی، مہاراشٹر، ۱۲ دسمبر ۲۰۱۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سائل کے بیان سے ظاہر ہے کہ مذکورہ صورت میں بیع مکمل ہو چکی ہے صرف قانونی طور پر رجسٹری ہونا باقی ہے اس لئے کہ جب بکر نے زید کو کھیت کی قیمت ادا کر دی تو بیع بطور تعاطی منعقد ہو گئی اور کھیت بکر کی ملکیت میں آ گیا بہا شرعیہ میں ہدایہ سے ہے۔ بیع تعاطی جو بغیر لفظی ایجاب و قبول کے محض چیز لے لینے اور دے دینے سے ہو جاتی ہے یہ صرف معمولی اشیاء ساگ ترکاری وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس و خسیس سب میں ہو سکتی ہے اور جس طرح ایجاب و قبول سے بیع لازم ہو جاتی ہے یہاں بھی ثمن دے دینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہو جائے گی کہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے رد کرنے کا کسی کو حق نہیں، اگر ایک جانب سے تعاطی ہو مثلاً چیز کا دام طے ہو گیا اور مشتری چیز کو بائع کی رضامندی سے اٹھالے گیا اور دام نہ دیا یا مشتری نے بائع کو ثمن ادا کر دیا اور چیز بغیر لئے چلا گیا تو اس صورت میں بھی بیع لازم ہوتی ہے۔ کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی رد کرنا چاہے تو رد نہیں کر سکتا۔ (ح ۱۱ ص ۱۴)

لہذا زید کا پانچ سال بعد یہ کہنا کہ وہ اپنے کھیت کو بکر کے ہاتھ بیچنا نہیں چاہتا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ وہ اپنا کھیت پانچ سال قبل ہی بیچ چکا ہے جس کے باعث وہ کھیت زید کی ملک سے نکل کر بکر کی ملک میں جا چکا ہے۔ روا مختار میں ہے:

”صورتہ ان یتفقاً علی الثمن ثم يأخذ المشتري المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير دفع الثمن أو يدفع المشتري الثمن للبائع ثم يذهب من غير تسليم المبيع فان

المبيع لازم على الصحيح حتى لو امتنع احدهما بعدة اجرة القاضى (ج ۷، ص ۲۸)
 لہذا جب بیع صحیح نافذ و لازم ہے تو زید پر واجب ہے کہ کھیت بکر کے سپرد کر دے اور قانونی طور پر بکر کے نام رجسٹری بھی کر دے ورنہ وہ سخت گنہگار و حق العبد میں گرفتار ہوگا۔

رہا زید کا یہ کہنا کہ میں بکر کو قیمت واپس کرنا چاہتا ہوں یہ دراصل بیع کا فسخ ہے اور فسخ بیع کے لئے بکر کی رضامندی ضروری ہے بغیر اس کی رضامندی کے یہ بیع فسخ نہیں ہو سکتی۔ ہدایہ میں ہے:

” اذا حصل الايجاب والقبول لزوم البيع ولا خيار لو احدثتهما الا من عيب او عدم رؤية“ (ج ۳ ص ۴)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”بیع ایجاب اور قبول سے تمام ہو جاتی ہے اور جب صحیح شرعی واقع ہو لے تو اس کے بعد بائع یا مشتری کسی کو بے رضامندی دوسرے کے اس سے یوں پھر جاننا روا نہیں نہ اس کے پھرنے سے وہ معاہدہ جو مکمل ہو چکا ٹوٹ سکتا ہے۔ (ج ۷ ص ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد اکبر علی مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

۵ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

پولیس سے مل کر مہنگا سامان ستے داموں بیچنا پھر پولیس سے پکڑوا کر سامان کا واپس لینا اور اس پیسے سے حج کرنا کیسا ہے؟ یہ کاروبار غیر مسلم کے ساتھ ہو تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص فریج اور سامان وغیرہ زیادہ قیمت مثلاً ۱۵۰۰۰ ہزار میں خریدتا ہے اور ۵۰۰۰ ہزار میں بیچتا ہے

اور پہلے ہی سے پولس والوں سے کنٹیکٹ کر لیتا ہے کہ خریدار جب سامان کو لے جائیں تو ان کو پکڑ لینا اور گاڑی وغیرہ

کی نشاندہی بھی کر دیتا ہے تو اس طرح پولس والے خریدار کو پکڑ لیتے ہیں اور مذکورہ سامان کے کاغذات مانگتے ہیں اگر

کاغذات نہیں دے پاتا تو سامان وغیرہ لے لیتے ہیں اور بیچنے والے سے کمیشن لے کر پھر واپس کر دیتے ہیں۔

اب دریافت طلب امور یہ ہیں

(۱) کسب معاش کے لئے ایسی آمدنی جائز ہے یا نہیں؟ (۲) ایسے پیسے سے وہ حج کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اگر غیر مسلم کے ساتھ ایسا کاروبار کرتا ہو تو کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد خورشید الاسلام خطیب و امام جنگل پکڑی پوسٹ جنگل اور ہی ضلع گورکھ پور یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) یہ شخص سامان بیع کر جو آمدنی حاصل کرتا ہے وہ حلال ہے اور اپنی مکاری کے ذریعہ جب بیچا ہوا سامان واپس کر لیتا ہے تو یہ حرام پھر اس مال حرام کے ذریعہ جو کچھ کماتا ہے وہ سب اس کے حق میں غیبت و حرام ہے اس کی قدرے تفصیل یہ ہے پہلی بار بائع اور خریدار دونوں کی باہمی رضامندی سے خرید و فروخت ہوئی اور خریدار نے سامان کی قیمت ادا کر دی اور بائع نے دام لے کر سامان خریدار کے سپرد کر دیا تو بیع مکمل ہو چکی اور سامان خریدار کی ملکیت میں آ گیا اور بائع ثمن کا مالک ہو گیا اگرچہ پندرہ ہزار کا سامان پانچ ہی ہزار میں دیا ہو۔

بہار شریعت میں ہے: ”بیع تعاطی جو بغیر لفظی ایجاب و قبول کے محض لے لینے اور دیدینے سے ہو جاتی ہے یہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس و خسیس سب میں ہو سکتی ہے اور جس طرح ایجاب و قبول سے بیع لازم ہو جاتی ہے یہاں بھی ثمن دیدینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہو جائے گی“ (ح ۱۱ ص ۱۵)

اس کا ماخذ در مختار و رد المحتار کی یہ عبارت ہے: ”التعاطی وهو التناول فی خسیس و نفیس، ان حقيقة التعاطی وضع الثمن واخذ الثمن عن تراض منهما من غیر لفظ فان التعاطی لیس فیہ ایجاب بل قبض بعد معرفة الثمن، الانعقاد فی الخسیس و النفیس وهو الصحیح کما ینعقد باعطاء المبیع ینعقد باعطاء الثمن“ (ح ۷ ص ۲۷)

جب بیع تام اور نافذ و لازم ہے تو اس کے ذریعہ حاصل شدہ آمدنی حلال و طیب ہے۔

البتہ مال فروخت کر دینے کے بعد بلا وجہ شرعی پولس کے ذریعہ پکڑوا کر پھر اس سامان پر قبضہ کر لینا غصب ہے اور مال غصب حرام ہے ساتھ ہی اس میں دھوکہ اور فریب بھی ہے اور یہ بھی بجائے خود حرام و گناہ، اس لئے پولس کا سہارا لے کر اپنے جن خریداروں سے اس طرح کا سامان واپس لیا ہے ان سب کو وہ سامان واپس کرے کہ وہ سامان انہیں کی ملک میں ساتھ ہی ان کی دل آزاری پر ان سے معافی بھی مانگے اور اگر وہ سامان اس کے مالک کو واپس نہ کر کے پھر کسی کے ہاتھ بیچ دیا اور یونہی بیچتا رہا تو سب کو اس سامان کا مثل واپس کرے اور نفع فقراء پر تصدق کرے۔

تادوی ہندیہ میں ہے: ”کان الاخذ معصیة والسبیل فی المعاصی ردها و ذلك ههنا بردالباخوذ ان تمکن من ردة، بان عرف صاحبه وبالتصدق به ان لم يعرفه“ (ح ۵ ص ۳۴۹ کتاب الکراهیة الباب الخامس عشر)

(ح ۵ ص ۳۴۹ کتاب الکراهیة الباب الخامس عشر)

رد المحتار میں ہے: ”المغصوب ان علمت اصحابه او ورثتهم و جب ردة علیهم والا

وجوب التصدق به ۱۱۰ھ (ج ۳ ص ۲۰۲ کتاب الزکاة بآب زکاة الغنم مطلب فيما لو صادر السلطان رجلا فنوی بذلك اداء الزکاة اليه)

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے: "هم الذين لا يجتنبون في بيعهم و شرائهم و معاملاتهم المحرمات كالربا والغش والحلف الباطل وغير ذلك من القبائح التي انطوى عليها اكثر التجار وهو لاء فجار في الدنيا والاخرة وهم من قال الله تعالى في حقهم في كتابه العزيز (ان الذين يشترون بعهد الله و آيما بينهم ثمنا قليلا اولئك لا خلاق لهم في الاخرة اى نصيب ۱۱۰ھ ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے بیع و شراء و معاملات میں حرام چیزوں سے نہیں بچتے ہیں مثلاً سود، دھوکہ، اور جھوٹی قسم اور اس کے علاوہ برائیاں جن میں اکثر تجارت ملوث ہیں تو یہی لوگ بد چلن اور گنہگار ہیں دنیا اور آخرت میں اور وہ لوگ ان میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کتاب عزیز میں فرمایا (وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں)" ۱۱۰ھ (ص ۳۵)

مشکوٰۃ شریف میں ہے: "عن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفسه منه. رواه البيهقى والدارقطنى فى المجتبى۔"

ترجمہ: دارقطنی نے مجتبیٰ میں ابو حرہ رقاشی سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبر دار تم لوگ ظلم نہ کرنا سن لو کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں" ۱۱۰ھ (باب الغصب ص ۲۵۵)

کنز العمال میں ہے: "من غش امتی فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين" ۱۱۰ھ یعنی جو میری امت کو دھوکہ دے اللہ اور اسکے فرشتے اور تمام لوگ اس پر لعنت کرتے ہیں" ۱۱۰ھ (ج ۱ ص ۲۲۱) مسلم شریف میں ہے: "من غش فليس منى" ۱۱۰ھ جس نے فریب دیا وہ مجھ سے نہیں" ۱۱۰ھ (ج ۱ ص ۷۰)

کنز العمال میں ہے: "ليس منا من غش مسلماً او ضرة او ما كره" ۱۱۰ھ یعنی وہ ہم میں سے نہیں جو کسی مسلمان کی بدخواہی کرے یا اسے تکلیف پہنچائے یا اسے فریب دے" ۱۱۰ھ (ج ۳ ص ۶۰) ابوداؤد شریف میں ہے: "ليس منا من غش" ۱۱۰ھ یعنی جو کسی کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں" ۱۱۰ھ (ج ۲ ص ۲۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) غصب، دھوکہ اور فریب کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے حرام مال سے حج کرنا جائز نہیں اگر کیا تو قبول نہ ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں: "حرام

مال کا حج میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا حدیث شریف میں ارشاد ہوا جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے لا لبیک ولا سعديک و جک مردود علیک حتی تورد مافی یدیک یعنی نہ تیری حاضری مقبول نہ تیری خدمت قبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود جب تک تو یہ مال حرام جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ دے" اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۸۵) رد المحتار میں ہے: قال فی البحر و یجہد فی تحصیل نفقة حلال فانہ لا یقبل بالنفقة الحرام کما ورد فی الحدیث مع انه یسقط الفرض عنه معها ولا تنافی بین سقوطه وعدم قبوله فلا یشاب لعدم القبول" اھ (ج ۲ ص ۱۵۲)

در مختار میں ہے: "قد یتصف بالحرمۃ کالحج بمال حرام" اھ (ج ۲ ص ۱۵۲)

(۳) غیر مسلم کے ساتھ بھی ایسا کاروبار ناجائز و حرام ہے کیوں کہ دھوکہ اور فریب کسی کے ساتھ جائز نہیں۔

بہار شریعت میں ہے: "بدعہدی کفار کے ساتھ بھی حرام ہے" اھ (ج ۱ ص ۱۵۳)

ہدایہ آخرین میں ہے: "فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ

غدر" اھ (ص ۷۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابراہیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ ارزی الحجہ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

بکر سے دس لاکھ کی زمین ایک لاکھ دے کر قسط پر خریدی مگر وہ قسط نہ دے سکا اب بکر ایک لاکھ واپسی کے لئے تیار نہیں تو کیا حکم ہے؟ عیب چھپا کر پچاس ہزار میں چیز بیچ دی معلوم ہونے پر واپس کرنے گیا تو بیس ہزار ہی واپس کیا تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و ملت درج ذیل مسائل میں:

(۱) زید نے بکر سے ایک دوکان خریدی جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ روپے ہوتی ہے جس میں زید نے بکر کو ایک لاکھ روپے پہلے جمع کروادئے باقی نو لاکھ وقت کے حساب سے قسطوں میں دینا قرار پایا مگر زید کسی مجبوری کی بناء پر وقت پر ادانہ کر سکا اب بکر اس ایک لاکھ روپے کا زبردستی مالک بن گیا اور زید کو واپس کرنے کے لئے تیار نہیں تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۲) زید نے کوئی چیز عمر سے دھوکے سے پچاس ہزار روپے میں فروخت کی جس میں کوئی عیب

پوشیدہ تھا بعد میں جب عمر کو اس عیب کا علم ہوا تو وہ زید کو واپس کرتا ہے مگر زید اس کو بیس ہزار ہی واپس کرتا ہے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی: نور محمد مائل چورورا جستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) زید نے بکر سے دوکان خرید کر ایک لاکھ روپے بھی دے دیئے تو بیع منعقد ہوگئی اب زید اگر دام ادا کرنے سے عاجز ہے تو فریقین باہمی رضامندی سے بیع فسخ کریں اور بکر ایک لاکھ روپے زید کو واپس کرے اور اگر فی الواقع یہ لاکھ روپے بیعاً نہ ہوں دام کے نہ ہوں تو بیع منعقد ہی نہ ہوئی صرف وہ لاکھ روپے زید کو واپس کر دینا ہی کافی ہے اور بکر کا اسے اپنے پاس روک لینا بہر حال ظلم و زیادتی ہے اور یہ حرام و گناہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعاً ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے ظلم صریح ہے: ”قال تعالیٰ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ“ ہاں اگر عقد بیع باہم تمام ہو لیا تھا یعنی طرفین سے ایجاب و قبول واقع ہو گیا اور کوئی موجب تنہا مشتری کے فسخ بیع کر دینے کا نہ رہا اب بلا وجہ شرعی زید مشتری عقد سے پھرتا ہے تو بیشک عمر کو روا ہے کہ زید کا پھر نانہ مانے اور بیع تمام شدہ کو تمام و لازم جانے اس کے یہ معنی ہوں گے کہ بیع ملک زید اور ثمن حق عمرو درمختار کے باب الاقالہ میں ہے: من شرطها رضا المتعاقدین یہ کبھی نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ ہو جانا مان کر بیع زید کو نہ دے اور اس کے روپے اس جرم میں کہ تو کیوں پھر گیا ضبط کر لے ”هل هذا الا ظلم صریح“ ۱ھ (ج ۷، ص ۷ کتاب البیوع)

لہذا زید نے جو لاکھ روپے بطور بیعاً نہ بکر کو دیئے تھے اس پر لازم ہے کہ بیعاً نہ کی رقم وہ زید کو واپس کر دے ورنہ سخت گنہگار اور حق العبد میں گرفتار ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ ”لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ“ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ (سورۃ النساء آیت نمبر ۲۹) حدیث پاک میں ہے ”الا لا تظلموا الا لا یجمل مال امری الا بطیب نفس منہ“ خبر دار ظلم نہ کرو اور کسی کا مال بغیر اس کی اجازت کے لینا حلال نہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۲۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر بیع میں کوئی عیب ہو تو بائع پر واجب ہے کہ بیع کے وقت اس کو ظاہر کر دے چھپانا حرام ہے اس لئے کہ یہ مشتری کو دھوکا دینا ہے اور دھوکا دینا جائز نہیں

حدیث پاک میں ہے ”قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منا من غش“ جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں“ (ابوداؤد شریف ص ۸۹ باب البیوع)

درمختار میں ہے ”لا یجمل کتمان العیب فی بیع او ثمن لان الغش حرام“

(ج ۷ ص ۲۳۰ باب خیار العیب)

تاہم اگر عیب ظاہر کئے بغیر بیچ دیا تو معلوم ہونے کے بعد مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیچ کو واپس کر دے اور اپنا پورا اثمن بائع سے وصول کرے۔ بشرطیکہ اس عیب کے بعد مشتری کے پاس کوئی دوسرا عیب ایسا پیدا نہ ہو اور جو مانع رد ہو۔

لہذا جب عمر و عیب سابق کی وجہ سے بیچ کو واپس کر رہا ہے تو زید پر لازم ہے کہ اس کا پورا اثمن واپس کرے۔ زید کا صرف تیس ہزار روپے واپس کرنا اور بیس ہزار روپے رکھ لینا ناجائز طور پر ہڑپ کرنا ہے اور یہ سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ بیس ہزار روپے بھی عمر کو واپس کرے اگر ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ سخت گنہگار اور حق العبد میں گرفتار ہوگا۔

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ" آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ" (سورۃ النساء پ ۴ آیت نمبر ۲۹) حدیث پاک میں ہے "الَا لَا تَظْلِمُوا الْا لَّا يَجْلَ مَالِ اَمْرِي الْا بَطِيْبِ نَفْسِ مِنْهُ (مشکوٰۃ ص ۲۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالرحیم فیضی

۱۵/۱۲/۲۰۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی



بَابُ الرِّبَاءِ

سود کا بیان

کافروں کو روپیہ دے کر اس پر نفع لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ میں:

”نہیں ہے سود مسلمان اور حربی کے درمیان“ یہ حدیث شریف پڑھنے کے بعد بکر نے اپنی رقم چندنی صد ماہانہ نفع کے ساتھ کافروں کو دینے کا کاروبار شروع کیا۔ اس قسم کے کاروبار کا شرعی حکم کیا ہے؟
المستفتی: محمد ہارون عثمانیہ باڑہ دھمتری ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بکر کا یہ طریقہ کار کہ یہاں کے غیر مسلموں کو قرض دے اور نفع کے ساتھ واپس لے اصالۃ جائز و درست ہے وجہ وہی ہے جو حدیث پاک میں مذکور ہے۔ ہدایہ باب الربا“ میں ہے: ولادبا بطن المسلم والحربی فی دار الحرب لان مالهم مباح فی دارهم فبای طریق اخذ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذالم یکن فیہ غدرۃ۱۷ (ص ۷۰، ج ۳)

البتہ اس سے بچنا بہتر ہے کہ جنہیں اس مسئلہ سے واقفیت نہیں وہ خواہ مخواہ بدگمانی کریں گے اور اسے سود خور سمجھ بیٹھیں گے جس سے ان کی نظروں میں اس کی عزت و وقار مجروح ہوگا۔ نیز اس کی وجہ سے حقیقی سود خوری کا دروازہ بھی کھل سکتا ہے اس لیے بکر یہ کاروبار نہ کرے تو بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

بینک سے سودی قرض لینا کیسا ہے؟ بینک سے لی گئی رقم دوسرے کو دے کر اس پر آنے والے سود کو اس سے وصول کرنا کیسا ہے؟ سود سے بچنے کی کیا صورت ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے گورنمنٹ سے ایک لاکھ روپیہ قرض لیا اس شرط پر کہ وہ مسلسل پچیس سو روپیہ ماہانہ

گورنمنٹ کو چار سال تک ادا کرتا رہے گا، اس طرح زید گورنمنٹ کو چار سال کے اندر ایک لاکھ بیس ہزار روپے گا، اب زید نے گورنمنٹ سے قرض لی گئی ایک لاکھ رقم میں سے بیس ہزار عمر کو تیس ہزار بکر کو قرض دیا اس شرط پر کہ جو زائد رقم مجھے گورنمنٹ کو دینی پڑ رہی ہے اس میں بیس ہزار پر جو رقم زائد دینی ہوگی وہ عمر دے گا اور تیس ہزار پر جو رقم زائد دینی ہوگی وہ بکر دے گا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا عمر اور بکر سے زائد رقم کا لینا کل قرض جر منفعۃ فہو ربو (ربا) کے تحت داخل ہے یا نہیں؟

(۲) زید، عمر اور بکر کو مذکورہ رقم بطور مراہجہ یا مضاربت دے کر ان سے زائد رقم لے لے تو جائز ہو گا یا ناجائز یا کیا؟

(۳) زید عمر اور بکر کو بیس اور تیس ہزار کے چک کاٹ چکا ہے، کیا کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے کہ زید گنہگار بھی نہ ہو اور ان دونوں سے زائد رقم بھی لے لے مذکورہ بالا تینوں مسئلوں میں شریعت مطہرہ کیا حکم دیتی ہے؟ بیہنوا توجروا۔ المستفتی: محمد باورضا آزاد، پبلکھولی معافی پوسٹ سنہا بازار، ضلع سدھارتھ نگر یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲-۳) سود لینا اور دینا دونوں ناجائز و سخت گناہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "أَحْلَ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا" یعنی اللہ نے بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام، اھ (سورہ البقرۃ آیت ۲۷۵)۔ حدیث پاک میں ہے "لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکل الربوا و مؤكله و كاتبه و شاهده و قال هم سواء" اھ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۳)

رہا گورنمنٹ کے بینک سے فاضل مال دینے کی شرط پر قرض لینا تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بینک کو جو زائد رقم بنام سود دینی پڑتی ہے اس زائد رقم کے برابر یا اس سے زیادہ نفع کا حصول یقینی طور پر معلوم ہو جب تو فاضل مال دینے کی شرط پر قرض لینا جائز ہے ورنہ ناجائز۔ تفصیل کے لیے فقہ عصر محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی برکاتی کی تصنیف لطیف "جدید بینک کاری اور اسلام" کا مطالعہ کریں۔

اور زید کا عمر اور بکر کو سود دینے کی شرط پر قرض دینا یقیناً ناجائز ہے کہ قرض دے کر اس سے کسی قسم کا نفع حاصل کرنا سود و حرام ہے، اور یہ حدیث پاک "کل قرض جر منفعۃ فہو ربا" (بیہقی شریف ج ۵ ص ۵۷۳) کے تحت داخل ہے۔

البتہ زید کے لیے سود سے بچنے کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ عمر اور بکر سے کوئی چیز خرید لے اور دام میں

انہیں وہی چک دے دے، پھر عمر اور بکرزید سے وہی چیز کچھ متعین مدت کے لیے ادھار اتنے ہی دام پر خریدیں جتنا کہ زید چک کو مع زائد رقم کے پہلے دینے کو کہتا تھا، اس طرح زید کو زائد رقم بھی مل جائے گی اور وہ گنہگار بھی نہ ہوگا۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مقرض کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اس نے سو روپے دیے اور چیز پر قبضہ کر لیا پھر مستقرض نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیچ جائز ہے مقرض نے سو روپے دیے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہو گئے“ (بہار شریعت ج ۱۱ ص ۱۵۶)

فتاویٰ خانہ: فصل فیما یکون فرارا عن الربا میں ہے ”رجل طلب من رجل دراهم لیقرضہ ہذا حوالہ“ فوضع المستقرض متاعا بین یدی المقرض فیقول للمقرض یعنی منک هذا المتاع بمائة درهم فیشتري المقرض ویدفع الیہ الدراهم ویأخذ المتاع ثم یقول المستقرض یعنی هذا المتاع بمائة وعشرين فیبیعه لیحصل المستقرض مائة درهم ویعود الیہ متاعه ویجب للمقرض علیہ مائة وعشرون درهما“ (ج ۲ ص ۲۷۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ٹیکس سے بچنے کے لئے بینک سے سودی قرض لینا کیسا ہے؟

ایک ہی سامان کو نقد تین سو میں اور ادھار سوا تین سو میں بیچ سکتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) تجارت میں اکم ٹیکس سے بچنے کے لیے بینک سے سود دینے کی شرط پر قرض لینا کیسا ہے؟

(۲) زید ایک تاجر آدمی ہے نقد خریدنے والے کو وہ جو سامان تین سو روپے میں دیتا ہے وہی سامان

ادھار خریدنے والے کو سوا تین سو روپے میں دیتا ہے کیا مذکورہ صورت میں زید کے لیے نقد اور ادھار لینے والوں کے لیے دو طرح کے دام میں بیچنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد ظہیر الدین عثمان پور جلا پور فیض آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) عصر حاضر کے علمائے محققین کثر ہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ اکم ٹیکس کی بلا

سے نجات پانے کے لیے بغرض تجارت سود دینے کی شرط پر بینک سے قرض لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ بنام سود جو دائر رقم دینی پڑتی ہے وہ زائد رقم ان کم ٹیکس سے وضع ہو جائے یا بینک سے قرض بشرط مال فاضل لینے میں ان کم ٹیکس سے کم از کم مال فاضل کے برابر یا اس سے زائد کی بچت ہو۔ تفصیل کے لیے محقق مسائل جدیدہ فقیہ عصر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی برکاتی کی تصنیف لطیف ”جدید بینک کاری اور اسلام“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زید کا جو طریقہ کاروبار سوال میں درج ہے کہ نقد خریداروں کو اپنا سامان کم دام پر بیچتا ہے اور ادھار خریداروں کو زیادہ دام پر مثلاً ایک ہی سامان نقد والوں سے تین سو روپے میں اور ادھار والوں سے تین سو پچیس روپے میں یہ جائز ہے۔ نقد اور ادھار کا الگ الگ بھاؤ رکھنا شریعت میں جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”قرضوں بیچنے میں نقد بیچنے سے دام زائد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا یہ باہمی تراضی بائع و مشتری پر ہے قال اللہ تعالیٰ: ”إِلَّا أَنْ تَكُونُ بِمَهْرًا“
عن تراویح منکم ۱۰ھ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۷۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتابتہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

برطانیہ کے بینک میں رقم جمع کرنے پر جو نفع ملتا ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟
مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ برطانیہ بینک میں رقم جمع کرنے پر جو دائر رقم ملتی ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔ بہنو اتوجروا۔

المستفتی: محمد سلیم رضوی گھیسوا، پریسٹن۔ برطانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ”برطانیہ بینک“ کے لفظ سے ظاہر یہ ہے کہ وہ بینک حکومت برطانیہ کا ہے اگر ایسا ہی ہے تو بینک والے جو کچھ زائد رقم دیں اس کا لینا جائز ہے بشرطیکہ سود سمجھ کر نہ لے کہ مسلمان اور غیر مسلم کے مابین سود کا تحقق نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”لا دیوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب“ ۱۰ھ (ہدایہ ج ۳ ص ۷۰) لہذا اگر غیر مسلم کا مال بغیر قدر اور بد عہدی کے حاصل ہو مثلاً وہ خود اپنی مرضی سے دے تو اس کا لینا جائز ہے۔

فتح القدیر ج ۶ ص ۱۸۷ میں ہے: ”انما یجوز علی المسلم اذا کان بطریق الغنم (فاذا لم

یاخذ غنم افہای طریق یاخذہ حل) بعد کونہ برضا۔“ ۱۰ھ

یہی حکم ان بینکوں کا بھی ہے جو برطانیہ کے خالص غیر مسلموں کے ہوں اور اس میں کوئی مسلمان شریک نہ ہو اور اگر بینک مسلمانوں کا ہے یا بینک میں مسلمان بھی شریک ہوں تو اس زائد رقم کا لینا جائز نہیں۔ مزید تحقیق کے لیے کتاب ”جدید بینک کاری اور اسلام“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کبولوی، گجراتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

مستند اور بڑی کمپنیوں کے شیرز کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

آج کل ریلینس (Rilainc) ٹاتا (TATA) برلا (Birla) بڑی بڑی مشہور و نامور کمپنیوں کے شیرز اس قدر گارنٹی کے ہوتے ہیں کہ اس میں کمپنی کے خسارے میں آنے کی امید بالکل کم ہوتی ہے (جس کا تجربہ کیا اور آزمایا بھی گیا ہے) کہ جس سے شیر ہولڈرس کا پورا پیسہ ضبط ہونیز دیگر تجارتوں میں پیسہ لگانے کے مقابل اس شیر بازار میں پیسہ لگانے میں نفع بھی بہت زیادہ ہے (جس کا بھی تجربہ ہے) تو ایسی مستند اور بڑی کمپنیوں کے شیرز کی خرید و فروخت از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ تسلی بخش جواب عنایت فرما کر مشکور کریں گے فقط والسلام۔
 المستفتی: نعیم برکاتی برکاتی بکڈ پوکول پیٹھ ہلی 580028 کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سرمایہ کمپنی کے حصص میں شمولیت کا ناجائز و گناہ ہونا فقط کمپنی کے خسارے کی وجہ سے نہیں کہ خسارے میں کم پڑنے والی ٹاتا، برلا، اور ریلینس جیسی مستند کمپنیوں کے شیرز کی خرید و فروخت جائز ہو جائے۔ بلکہ کمپنی کے تمام حصہ داروں کا اپنے ذمہ دوسروں کے سودی قرض کا بار لینے یا کم از کم اس پر رضامند ہونے پر قرض پر سود ادا کرنے کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ اس کا حکم شرعی بیان فرماتے ہوئے محقق مسائل جدیدہ حضور مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی مدظلہ النورانی رقم طراز ہیں ”سرمایہ کمپنی میں مساوی حصص کے ذریعہ شمولیت شرکت عقد کی ایک خاص قسم شرکت عنان ہے اور ان سے تجارت جائز و درست ہے لیکن ان حصص کا حصول چونکہ ایک ناجائز کام (سود) میں تعاون یا رضامندی کا ذریعہ ہے اس لیے ان کا حصول اور ان کی خرید و فروخت ناجائز و گناہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ کمپنی کے کاروبار میں شرکت سے کھل اجنباب کریں اور جو لوگ اس میں ملوث ہیں وہ فوراً اپنے حصص کسی غیر مسلم سے بیچ کر کنارہ کش ہو جائیں ساتھ ہی توبہ بھی کریں یونہی جو لوگ پہلے کبھی ملوث رہے وہ بھی توبہ

کریں، اہ (شیر بازار کے مسائل ص ۲۸۰ مصنف مفتی محمد نظام الدین رضوی) مزید تفصیل اور دلیل کے لیے کتاب مذکور کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ رذوالقعدۃ المحرام ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایک سودی کاروبار سے متعلق سوال

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اور اس کے چند احباب پر مشتمل ایک سوسائٹی ہے، اس سوسائٹی میں زید کے علاوہ دیگر ممبران حربی کافر ہیں اور زید اس سوسائٹی کا ناظم ہے۔

سوسائٹی کے ممبران میں کچھ (۵۰۰) روپیہ اور کچھ (۲۰۰) روپیہ ہر ماہ جمع کرتے ہیں۔ لیکن ممبران نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر یہی طے شدہ رقم ہم بینک یا پوسٹ آفس میں جمع کرتے تو ہمیں کچھ زائد رقم ملتی۔ اور اگر ہم لوگ روپیہ جمع کر کے ضرورت مند ممبران کو روپیہ دے کر طے شدہ مدت میں روپیہ وصول کریں تو یہ سوسائٹی کافی دن نہیں چل سکتی کیوں کہ ہر آدمی چاہتا ہے کہ روپیہ بینک وغیرہ میں جمع کر کے کچھ مال مباح لیا جائے۔

ایسی صورت میں ممبران نے طے کیا کہ جو بھی ممبر اس میں سے جتنا بھی روپیہ لے گا اسے فی سیکڑہ ایک طے شدہ رقم دینی ہوگی جس کو لیے گئے روپیہ کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا اور وہ اسے اگر چاہے ایک بار میں ادا کرے یا کئی آسان قسطوں میں (فی سیکڑہ زائد رقم اسی اعتبار سے جوڑی جائے گی جتنے ماہ کے لیے وہ روپیہ لے گا) بعد میں جب پورا سال ختم ہو جائے گا تو جو روپیہ ممبران کے ذریعہ بڑھا ہوا آئے گا اس کو سبھی ممبران کو چاہے کسی نے روپیہ لیا ہو یا نہ، سب کو اس کے جمع روپیہ کے اعتبار سے بانٹ دیا جائے گا۔

بڑھے روپیہ کو سبھی ممبران میں ان کے ذریعہ جمع روپیہ کے اعتبار سے اس لیے بانٹنے کا فیصلہ ہوا کہ کبھی کبھی کوئی ممبر پورے سال ضرورت نہ پڑنے کی وجہ سے روپیہ نہیں لیتا ہے اور کوئی ممبر اپنے جمع روپیہ سے دو گنا یا تین گنا زائد روپیہ بھی لیتا ہے۔ اب زائد روپیہ جو لیا گیا وہ دوسرے ممبران کا ہوتا ہے اس لیے جو ممبر پورے سال روپیہ نہیں لیتا ہے اسے بھی اسی اعتبار سے زائد رقم کا حصہ دیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی طے کیا گیا کہ اگر کوئی ممبر اپنی قسط ہر ماہ جو طے ہے نہیں دے گا تو اس سے فی سیکڑہ طے شدہ فائن وصول کیا جائے گا تاکہ سوسائٹی کا نظام نہ بگڑنے پائے اور فائن سے ملی رقم کو بھی اسی طرح جمع روپیہ کے اعتبار سے سب کو دیا جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح کا کاروبار جائز ہے اگر نہیں تو اس کی صورت حال تفصیل سے

لکھیں جو جائز ہو، میں نے فتاویٰ برکاتیہ کا صفحہ ۳۸۳ سے ۳۸۷ تک پڑھا لیکن اس سوسائٹی کا سوال میرے خیال سے کچھ الگ ہے، ازراہ کرم جواب جلد عنایت فرمائیں۔ المستفتی: حسن شاہ گورکھپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں اگر شرکاء میں صرف زید ہی مسلم ہے اور زید کے علاوہ دیگر ممبران غیر مسلم ہیں تو اس سوسائٹی سے طے ہوئی زائد رقم کو اس نیت سے لینا جائز ہے کہ وہ سود نہیں ہے، اگر بہ نیت سود ہو تو ناجائز و حرام ہے۔ البتہ مذکورہ سوسائٹی سے روپیہ قرض لے کر اس کو نفع دینا جائز نہیں، رد المحتار باب الرباء میں ہے "الظاهر ان الاباحة يفيد نيل المسلم الزيادة وقد الزم الاصحاب في الدوس ان مرادهم حل الرباء والقبار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم" (ج ۵ ص ۱۸۶) ایسا ہی فتاویٰ برکاتیہ صفحہ ۳۸۵ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳ رذوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کھیت رہن رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان اسلام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ زید نے اپنی زمین بکر کو دیا اور کہا کہ مجھ کو بیس ہزار روپیہ دو جب تک روپیہ واپس نہ کروں تم فصل پیدا کرو اور فائدہ حاصل کرو کیا یہ لینا دینا ٹھیک ہے جب کہ زید کو بیس ہزار روپے کی سخت ضرورت ہے اور صورت مذکورہ کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں ہے تو اس کی حاجت کیسے پوری ہو۔ بینواتو جروا۔

المستفتی: محمد فاروق مصباحی، برواں پرول پوسٹ سرہتی خرد ضلع کشی نگر یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید نے اپنی زمین بکر کو دیا اور کہا کہ مجھ کو بیس ہزار روپیہ دو جب تک میں روپیہ واپس نہ کروں تم زمین میں فصل پیدا کرو اور فائدہ حاصل کرو تو یہ معاملہ بظاہر رہن کا ہے لیکن شرعی نقطہ نظر سے قرض بشرط نفع کا ہے یعنی اس میں روپے قرض دے کر مقروض کی زمین سے نفع حاصل کرنے کی شرط ہوتی ہے جو سود و حرام ہے لہذا مسلمانوں کا آپس میں یہ معاملہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

کل قرض جو منفعة فهو ربا۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۳۸) رد المحتار میں ہے لا یعمل له ان

یَنْتَفِعُ بِشَيْءٍ مِنْهُ بِوَجْهِهِ مِنَ الْوَجُودِ وَأَنَّ اخْنَ لَهُ الرَّاهِنَ لِأَنَّهُ اخْنٌ لَهُ فِي الرَّبِّ لِأَنَّهُ يَسْتَوْفِي دِينَهُ كَامِلًا فَتَبْقَى لَهُ الْمَنْفَعَةُ فَضْلًا فَتَكُونُ رِبًا وَهَذَا أَمْرٌ عَظِيمٌ ۱۰ (ج ۵ ص ۱۶۶)

ہاں اگر زید کو بیس ہزار روپے کی سخت ضرورت ہے اور صورت مذکورہ کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں تو زید اپنی ضرورت اس طرح پوری کر سکتا ہے کہ جس سے قرض لے اسے کھیت کرایہ پر دے یعنی جہاں ایک بیگمہ کھیت پانچ سو میں ملتا ہو یہ ڈھائی سو مقرر کر کے یہ شرط لگا دے کہ یہ رقم زر قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی کھیت واپس مل جائے گا اس سے قرض دینے والے کو بھی فائدہ ہوگا کہ پانچ سو کا کھیت اسے ڈھائی سو میں مل جائے گا۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ”بہار شریعت“ میں ارشاد فرماتے ہیں ”بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ سو روپیہ ماہوار یا کھیت کا پندرہ سو روپیہ کا سال ہونا چاہیے اور یہ طے پاتا ہے کہ یہ رقم قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی اس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی اگرچہ کرایہ یا پندرہ سو اجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زرا اجرت بیگم لے لیا“ ۱۱ (ج ۱ ص ۳۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دہنی میں ایک لاکھ دے کر انڈیا میں ایک لاکھ پانچ ہزار وصول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے بکر سے ایک لاکھ درہم دہنی میں بطور قرض لیا بکر نے کہا کہ اس کا زر مبادلہ بارہ لاکھ انڈین مہینی میں میرے گھر دیدینا جب زید انڈیا پہنچا تو بکر نے زید سے کہا کہ بارہ لاکھ انڈیا میں نہ دے کر اس کا زر مبادلہ ایک لاکھ پانچ ہزار درہم دہنی میں ادا کر دے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح کا معاملہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ بکر ایک لاکھ درہم قرض دے کر اس پر پانچ ہزار درہم زائد لے رہا ہے۔ المستفتی: محمد یوسف رضا، کوثر گیٹ، بمبئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب صورت مذکورہ میں زید بکر کو ایک لاکھ درہم بطور قرض دے کر اس سے پانچ ہزار درہم زائد بطور نفع لینا چاہتا ہے اور قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے جو ناجائز و حرام ہے۔

در مختار میں ہے "کل قرض جرنفعاً حرام" (فوق حد المحتار ج ۵، ص ۱۶۶، فصل فی

القرض) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی عینی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بی سی کا کاروبار کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں چند لوگ مل کر آپس میں ایک کمیٹی چلاتے ہیں مثلاً دس افراد پر مشتمل ہوتی ہے ہر ایک اس کمیٹی میں دس دس ہزار روپے ماہ جمع کرتا ہے پھر ان میں سے کسی ایک کو پوری رقم تجارت کے لیے دے دی جاتی ہے پھر یوں ہی دوسرے ماہ بھی جمع ہوتا ہے پھر وہ رقم کسی دوسرے کو دی جاتی ہے لیکن دی گئی رقم کے علاوہ ان سے ہر ماہ کچھ زائد بھی لیا جاتا ہے کسی سے دس فیصد کسی سے پندرہ فیصد شرعیہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ جو زائد رقم لی جاتی ہے اسے انہیں شرکاء میں کچھ دنوں بعد برابر برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے، اگر یہ صورت ناجائز ہے تو جواز کی کوئی صورت تحریر فرمائیں۔ بیہنوا توجروا المستفتی: حاجی محمد حبیب منیہار پوسٹ مقام آلا پھانا تعلقہ جنہ، ضلع پونہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کمیٹی کی یہ اسکیم حرام و گناہ ہے کیونکہ یہ اسکیم سودی قرض پر مشتمل ہے اور سود شرعی قطعاً طور پر حرام و گناہ ہے، سود اس طرح پر ہے کہ کمیٹی جو دس افراد سے قرض کے بدلے میں زائد رقم کسی سے دس فیصد کسی سے پندرہ فیصد کی شکل میں حاصل کر رہی ہے وہ اپنے دیے ہوئے قرض کی بنا پر حاصل کر رہی ہے اور یہی سود ہے جو ناجائز و حرام ہے حدیث پاک میں ہے "کل قرض جرنفعاً فہو ربا" (کنز العمال ج ۶ ص ۲۳۸)

اور فقیر اعظم حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "سود لیتا دینا حرام ہے قال اللہ تعالیٰ اَحْلَلْ لِلّٰهِ الْبَيْعَ وَحَزْمَةَ الزَّلْوَا۔ حدیث میں ہے۔ "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا و موكله و كاتبه و شاهدیه قال وھم سواء" (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲۰۴)

صورت جواز یہ ہے کہ جن افراد کو بطور قرض جتا روپیہ دیا جائے اتنا ہی ان سے واپس لیں چاہے یک مشت چاہے قسطوار اس سے زائد رقم نہ لی جائے تاکہ اللہ کی لعنت سے بچے رہیں ہاں اگر قرض دیتے وقت مقرض نے مستقرض سے زائد رقم نہ ٹھہرائی اور مستقرض نے بطور خود یہ سمجھ کر کہ اس نے ہماری ضرورت کے

وقت رقم دے کر ہمارا کام چلا دیا، یا اس کو صاحب حاجت جان کر یا کسی دیگر وجہ سے کچھ زائد دیا تو یہی رہا نہیں۔

ایسا ہی فتاویٰ امجد بیچ ۳ ص ۲۱۲ پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد انور الدین برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ابوالکلام آزاد فنڈ سے سودی قرض لینا کیسا ہے؟

مسئلہ حکومت ہند نے اقلیتی طبقہ مثلاً مسلم، سکھ، عیسائی وغیرہم کے مالی تعاون کے لیے ایک ادارہ قائم کیا ہے بنام مولانا ابوالکلام آزاد اقلیتی کارپوریشن۔ جس ادارے سے کم شرح سود پر قرض دیا جاتا ہے تاکہ تجارت کو فروغ دے کر مذکورہ طبقہ کے لوگ بھی ترقی کر سکیں۔ اسی طرح ایجوکیشن قرض کے نام سے اس ادارے کی اسکیم یہ ہے کہ مذکورہ طبقہ کے جو لوگ اپنی غریبی کی وجہ سے اپنے بچوں کو اونچی تعلیم دلا کر ڈاکٹریا انجینئر وغیرہ نہیں بنا سکتے کم شرح سود پر قرض دے گا تاکہ وہ اونچی تعلیم حاصل کر سکیں اور اپنی غریبی دور کر کے ترقی کر سکیں۔ تو کیا اس ادارے سے مسلمان قرض لے کر اپنی مذکورہ ضرورتوں کو پوری کر سکتا ہے جب کہ اس کے پاس اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے دوسرے ذرائع نہیں ہیں یا اپنے بچوں کو اونچی تعلیم دلانے کے اسباب نہیں ہیں؟

المستفتی: محمد رائق رضوی استاذ جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک شہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ ادارہ اگرچہ کم شرح سود پر قرض دیتا ہے جب بھی مسلمانوں کو اس سے قرض لینا حرام وگناہ ہے ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے: "قد الزم الأوصاف فی الددس أن مرادهم من حل الربا ما اذا حصلت الزيادة للمسلم نظر الی العلة۔" ۱۰ (ج: ۷، ص: ۲۲۳، باب الربا)

لہذا اپنی تجارت کو فروغ دینے یا اعلیٰ تعلیم کے لیے اس سے یا اس طرح کے دوسرے مالی اداروں سے سودی رقم لینے کی اجازت نہیں اس لیے کہ قرض پر نفع دینے کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر واقعی ضرورت شرعی رکھتا ہو کہ اس کے بغیر کام نہ چل سکے گا ایسا محتاج ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لیے روٹی کپڑا بھی جمع نہیں کر پاتا ہے تو اس وقت بقدر ضرورت سودی قرض لینے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ "الاشاہ والنظار میں ہے: يجوز للمحتاج الاستفراض بالربح۔" ۱۰ (الفن الاول القاعدة الخامسة ص: ۱۰۰) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد ارشد انور مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷ رزی القعدة الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کھیت رہن رکھنا کیسا ہے؟ ہندو کا کھیت رہن پر لے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بکرنے زید سے کچھ روپے لے کر اس کے پاس اپنا کھیت اس شرط پر رہن رکھا کہ تم کھیت سے فائدہ اٹھاتے رہو جب ہم تمہارے پورے روپے واپس کر دیں گے تو تم ہمارا کھیت واپس کر دینا تو رہن کی یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز نہیں تو بکر کی ضرورت کیسے پوری ہو۔ اور اگر ہندو کا کھیت رہن لیا تو اس سے فائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟ بیواؤ تو جو وا

المستفتی: نیاز احمد مقام شیو پوری، پوسٹ سیو تری بازار، ضلع مہراج منج (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ معاملہ بظاہر رہن کا ہے لیکن شرعی نقطہ نظر سے قرض بشرط نفع کا ہے۔ یعنی روپے قرض دے کر مقروض کی زمین سے نفع حاصل کرنے کی شرط ہوتی ہے اس لیے مسلمان مسلمان کے درمیان یہ کاروبار ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے: کل قرض جر منفعۃ فهو ربا۔ اور در مختار میں ہے: لا الا انتفاع به مطلقاً لا باستخدام ولا سکنی ولا لبس واجارة ولا اعارة سواء کان من مرتین او راہن ۱۱ (ص ۳۸۲، ج ۶)

لہذا بکر کا زید سے کچھ روپے لے کر اپنا کھیت اس کے پاس اس شرط پر رہن رکھنا کہ تم کھیت سے فائدہ اٹھاتے رہو اور جب ہم تمہارے پورے روپے واپس کر دیں گے تو تم ہمارا کھیت واپس کر دینا یہ ناجائز و حرام ہے۔ ہاں حل کی ایک صورت یہ ہے کہ بکر جس سے قرض لے اسے کھیت کرایہ پر دے۔ یعنی اگر مناسب کرایہ سالانہ پانچ سو روپے بیگھ ہو تو دو ڈھائی سو میں دے ڈالے۔ اس سے قرض دینے والے کو بھی فائدہ ہوگا کہ پانچ سو کا کھیت اسے دو ڈھائی سو میں مل جائے گا۔ اور یہ رقم زر قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی کھیت واپس مل جائے گا۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں اور مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں۔ مثلاً مکان کا کرایہ پانچ سو روپے ماہوار یا کھیت کا پندرہ سو روپے سال ہونا چاہے اور طے یہ پاتا ہے کہ یہ رقم زر قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی اس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پندرہ سو اجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زر اجرت بیگھی

لے لیا" ۱۷ (بہار شریعت، ص ۳۹، حصہ ۱۷) ہاں غیر مسلم کا کھیت رہن میں لے کر اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے کہ یہ انتفاع اسی کی رضا سے ہے اور مرتہن کی طرف سے کوئی غدر و بد عہدی بھی نہیں۔ ہدایہ باب الربا میں ہے: "لان مالہم مباح فی دارہم ہأی طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر" (ص ۷۰، ج ۲) اور ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ سوم ص ۳۳۳ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ ربیع النور ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کمپنی یا دہی چلانا اس میں شریک ہونا اس پیسے سے حج کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بکہ جو کہ غیر مسلم ہے اس نے رقم مجموعی طور پر محصول ہو اس کی ایک صورت بنائی جو کہ چند لوگوں پر مشتمل ہے۔ دہلی شہر میں اس کو کمپنی اور شہر ممبئی میں غالباً دہی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کبھی اس کمپنی میں سارے لوگ غیر مسلم ہوتے ہیں اور کبھی مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوتے ہیں۔ زید چوں کہ مسلم ہے اور ایسی کمپنی میں برابر شریک رہتا ہے کمپنی کھلنے کی تاریخ مقرر ہوتی ہے، بعدہ رقم وصول ہوتی ہے جس کو جیسی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اتنے گھانے پراٹھا کر اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے، زید بہت بڑا تاجر ہے اس نے کئی بار کمپنی کھولی اور اٹھا کر اپنی تجارت میں لگایا، تجارت میں اس کو کافی ترقی ملی یہاں تک کہ صاحب نصاب ہو گیا اور حتی الامکان دینی و دنیوی امور میں صرف کرنے کے ساتھ مال کی زکاۃ بھی نکالتا ہے۔ فی الحال استطاعت ہے کہ حج کرے۔

لہذا دریافت طلب این کہ زید مذکورہ رقم محصول کے ذریعہ اپنے والدین کریمین کو حج کے لیے بھیجنا چاہتا ہے، آیا عبادت خدا یعنی حج بیت اللہ کر سکتا ہے یا کر داسکتا ہے کہ نہیں؟ نیز ایسی کمپنی میں مسلم کی شرکت جائز ہے یا نہیں اور جواز و غیر جواز دونوں کی کیا صورت ہے تحریر فرمائیں؟

المستفتی: محمد اقلیم رضا قادری نظامی، مدرسہ اہل سنت شمس العلوم، منگول پوری، نئی دہلی ۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذکورہ کمپنی کا کاروبار سود پر مشتمل ہے جو بلاشبہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَکَلُ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزُّبُوۡاۃَ" یعنی اللہ نے بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام۔ (پ ۲ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۵) اور حدیث پاک میں ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکل

الربوا ومؤكله و كاتبه وشاهديه وقال هم سوء۔ ۱۱ھ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۴) اس کی وجہ کمیٹی کا طریقہ کار ہے کہ مثلاً دس آدمی اس طرح کام کرتے ہیں کہ ہر ماہ دس ہزار روپے جمع کرتے ہیں جب ایک لاکھ روپے ہو جاتے ہیں تو وہ لوگ اس کی آپس میں بولی لگاتے ہیں مثلاً زید نے کہا نوے ہزار، بکر نے کہا اسی ہزار، خالد نے کہا پچتر ہزار، تو پچتر ہزار پر بولی ختم ہو گئی، خالد نے ایک لاکھ میں سے پچتر ہزار لے لی باقی پچیس ہزار کو ڈھائی ڈھائی ہزار سب نے بانٹ لیا اسی طرح دسوں آدمی ہر ماہ کرتے ہیں۔ عام طور پر کمیٹی یا بسی میں یہی طریقہ کار رائج ہے۔ جس کمیٹی کے تعلق سے سوال دریافت کیا گیا ہے اگر اس کا بھی طریقہ کار یہی ہے تو یہ معاملہ بلاشبہ ناجائز ہے کہ اس میں قرض دے کر سود لینے دینے کی شرط ہے۔ حدیث پاک میں ہے: کل قرض جر مدفعة فهو ربا ۱۱ھ (بیہقی شریف ج ۵، ص ۵۷۳)

لہذا ایسی کمیٹی کا کاروبار ناجائز و حرام ہے اور اس میں مسلمان کی شرکت ناجائز ہے۔

اور مال حرام سے حج کرنا جائز نہیں اگر کیا تو حج مقبول نہ ہوگا البتہ فرض ساقط ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: حرام مال کا اس (حج) میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے: لا لبیک ولا سعیدیک وحجک مردود علیک حتی تود ما فی یدیک۔ ۱۱ھ یعنی نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت مقبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود جب تک کہ تو یہ مال حرام جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ دے۔ ۱۱ھ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۸۵)

اور رد المحتار: "مطلب فیمن حج بحرام" میں ہے: "قال فی البحر و مجتہد فی تحصیل نفقة حلال فانه لا یقبل بالنفقة الحرام كما ورد فی الحدیث مع أنه یسقط الفرض عنه معها ولا تنافی بین سقوطه وعدم قبوله فلا یثاب لعدم القبول۔ ۱۱ھ (ج ۲، ص ۴۵۶)

لہذا اگر خالص اسی روپے سے کیا جو کمیٹی سے لیا ہے تو اس روپے سے حج کرنا جائز نہیں ہاں اگر اس روپے کے ذریعہ تجارت کیا۔ اور تجارت اس طریقہ پر کی کہ عقد و نقد دونوں مال حرام پر جمع ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر سامان تجارت خرید پھر وہی حرام روپیہ اس کو دے دیا یا پہلے ہی وہ حرام روپیہ دوکاندار کو دیا اور اس کے بدلے سامان تجارت خرید تو وہ مطلقاً حرام و خبیث ہے اس سے تجارت حرام و ناجائز ہے۔

اگر عقد و نقد دونوں مال حرام پر جمع نہ ہوئے مثلاً مطلقاً سامان خرید اور قیمت میں وہی حرام روپیہ دے دیا، یا حرام روپیہ دکھا کر خرید مگر قیمت دیتے وقت دوسرا روپیہ دیا تو وہ خرید ہوا سامان پاک ہے اور اس سے تجارت کرنا جائز ہے۔ البتہ ایسی تجارت سے احتراز کرنا چاہیے۔ اس لیے اگر زید نے مذکورہ طریقہ جواز کے حج

پرتجارت کی تو اس کے ذریعہ حاصل شدہ آمدنی سے حج کرنا اور والدین کو حج کرانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
 یکم ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

جیون بیمہ جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس سے حاصل آمدنی حلال ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ہندوستان میں لائف انشورنس یعنی زندگی بیمہ جائز ہے یا ناجائز؟ نیز زندگی بیمہ سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ حلال ہے یا حرام عند الشرع کیا حکم ہے؟
 المستفتی: محمد ضیاء الحق قادری، مکان نمبر ۱۵، ۱۲، ۱- کاچی وارہ۔ اورنگ آباد، مہاراشٹر
 بیڑا توجروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہندوستان میں لائف انشورنس یعنی زندگی بیمہ کرنا جائز ہے مگر ہر شخص کو اجازت نہیں صرف اسی کو اجازت ہے جس کو اپنی موجودہ مالی حالت کے ساتھ تین سال کی مقررہ یا اس کے بعد کی مدت موسمہ تک تین سال کی تمام قسطیں جمع کرنے کا ظن غالب ملحق بالیقین ہو اور جس کی موجودہ مالی حالت مدت موسمہ تک تین سال کی پالیسی قائم رکھنے کے قابل نہیں اس کا ظن غالب ملحق بالیقین نہیں تو ایسے شخص کو بیمہ پالیسی کی اجازت نہیں۔ (صحیفہ فقہ اسلامی ص ۳۲)

زندگی بیمہ سے حاصل شدہ آمدنی حلال ہے اسے اپنے دینی و دنیوی امور میں صرف کرنا بھی جائز ہے کہ وہ نفع حقیقت میں سو نہیں بلکہ ایک جائز مال ہے جو مالک کی رضا سے ملتا ہے۔ تحقیق و تفصیل کے لیے رسالہ ”جدید بینک کاری اور اسلام“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد ارشد رضا نظامی مصباحی
 ۱۱/ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

سوڈی کاروبار والی کمیٹی کا ممبر بننا کیسا ہے؟ مال حرام سے حج کیا تو ہوا یا نہیں؟
 کمیٹی میں جو روپے جمع ہوئے اس میں سے دو سو کاٹ کر باقی واپس کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

یہاں کاٹھیاواڑ میں زید نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کے تحت ایک تجارتی اسکیم نکالی ہے جس میں ۱۷۸۶ ممبران بنائے جائیں گے ہر ممبر سے ماہانہ ایک سو روپے وصول کریں گے ہر ممبر اٹھارہ ماہ تک

سورپے بھرتا رہے گا جن سے کل رقم ۳۲۱۳۸۰۰ روپے لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو جمع ہوگی اب اس رقم سے ہر مہینہ قرعہ اندازی کر کے دس افراد کے نمبر نکالے جائیں گے اور ان کو ایک ایک انعام دیا جائے گا۔ مثلاً میز، کرسی، پٹنگ، وغیرہ چیزیں۔

☆ آخر میں یعنی اٹھارہ مہینہ کے بعد پھر قرعہ اندازی کر کے آٹھ افراد کو حج بیت اللہ اور زیارتِ روضہ اقدس کے لیے نمبر نکالا جائے گا۔

☆ اب باقی جو ممبر رہ گئے ہیں ان تمام کو اجیر شریف لے جائیں گے۔

☆ جس ممبر کو اجیر شریف نہیں جانا ہے اس کو اس کی جمع کی گئی رقم روپیہ ۱۸۰۰ میں سے دو سو روپیہ کاٹ کر ۱۶۰۰ روپیہ واپس کیا جائے گا (کمیشن کا کہنا ہے کہ کارڈ چھوانے، ملازمین کی تنخواہ اور دیگر اخراجات شامل کر کے یہ ۲۰۰ روپیہ کاٹ لیا جائے گا) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) ایسی کمیٹی کا ممبر بننا کیسا ہے؟ (۲) آٹھ افراد کو قرعہ اندازی کر کے حج کے لیے بھیجنا کیسا ہے؟

(۳) جو لوگ حج کے لیے جائیں گے اگر ان پر حج فرض ہو تو فرض ادا ہوگا یا نہیں؟

(۴) کمیٹی کا ۲۰۰ روپیہ کاٹ لینا کیسا ہے؟

(۵) مذکورہ تمام اخراجات کے بعد جو روپیے بچ گئے کمیٹی کے اراکین کا آپس میں مشترکہ ان روپوں

کو تقسیم کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

المستفتی: محمد اشرف رضوی خادم دارالعلوم غوث اعظم پور بندر (عجرات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مذکورہ کمیٹی کا ممبر بننا جائز نہیں کہ یہ صورت فی الواقع جو بازی کی ہے جو بلاشبہ حرام ہے اور اس طرح کا عقد محض باطل ہے کہ یہ عقد کی کسی قسم میں داخل نہیں محض ایک امید سوہوم پر پانسا ڈالنا ہے جو سخت حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ" (سورہ بقرہ آیت ۲۱۹)

علاوہ ازیں اس میں ضیاع مال کا قوی اندیشہ بھی ہے کہ ایسی کمیٹیاں عموماً متعینہ مدت پوری ہونے سے

پہلے ہی راہ فرار اختیار کر لیتی ہیں جیسا کہ بارہا سننے میں آیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس پیسے سے حج کرنا اور حج کے لیے بھیجنا جائز ہے کہ مال حرام سے کیا گیا حج مقبول نہیں

اور نہ اس پر کوئی ثواب، البتہ فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ رد المحتار "کتاب الحج" میں ہے "انہ لا یقبل بالنفقة الحرام کہا ورد فی الحدیث مع انہ یسقط الفرض عنہ معہا ولا تنافی بین سقوطہ

وعدم قبوله فلا یغاب لعدم القبول ۱۳ھ (ص ۵۶، ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵/۴) کمپنی کا ۲۰۰ روپیہ کاٹ لینا نیز بچے ہوئے روپیوں کا آپس میں تقسیم کر لینا جائز نہیں وجہ یہ ہے کہ کمپنی نے یہ روپے تجارت کے لیے لیے جس کے باعث یہ روپے اس کے ذمہ قرض ہوئے اور قرض کو مکمل واپس کرنا فرض ہے اور کچھ روک لینا اکل مال بالباطل ہے۔ جو حرام اشد حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبٰطِلِ** ۱۳ھ (سورہ نساء آیت ۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: محمد فیض قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۶ ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تجارت کے لئے ایک لاکھ اس شرط پر قرض دیا کہ قرض لینے والا ہر ماہ دو ہزار دے گا۔ صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے خالد کو ایک لاکھ روپے تجارت کے لئے دیئے کہ تم اس سے تجارت کرو ہمیں ہر ماہ دو ہزار روپے بطور نفع دیتے رہنا، واضح رہے کہ یہ تجارت ایسی ہے کہ اس میں نفع ضرور ہوگا کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو جواز کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ تحریر فرمائیں۔ بینواتو جروا۔ المستفتی: عبدالماجد، پنجم گوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید اور خالد کا یہ معاملہ قرض بشرط سود کا معاملہ ہے جو قطعاً حرام و گناہ ہے اس لئے زید اور خالد دونوں گنہگار اور مستحق عذاب نار ہوئے۔ اس کے بارے میں حدیث پاک کے الفاظ بہت واضح ہیں، ارشاد رسالت ہے: **"کل قرض جر منفعۃ فهو ربا"** یعنی قرض کی وجہ سے جو نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔ (کنز العمال ص ۲۳۸، ج ۶، فصل فی لواحق کتاب الدین)

ہاں شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں اس کے جواز کی سب سے آسان یہ صورت اپنائی جاسکتی ہے کہ زید خالد کو ایک لاکھ روپے بطور قرض دیدے اور ایک روپیہ بطور شرکت عنان دیدے یعنی خالد کی طرف سے ایک لاکھ روپے تجارت میں لگے جو زید نے اسے قرض دئے اور زید کی طرف سے صرف ایک روپیہ لگا، اب شرکت اس طرح کریں کہ تجارت دونوں کریں گے اس کے بعد تجارت اگرچہ خالد تنہا کرتا رہا اس میں کوئی حرج نہیں اس سے شرکت باطل نہ ہوگی اور نفع فی صد (پرسنٹ) کے لحاظ سے طے کر لیں ورنہ یہ شرکت بھی ناجائز ٹھہرے گی۔ خدا نخواستہ تجارت میں اب اگر نقصان ہوا تو ظاہر ہے کہ زید کا صرف ایک روپیہ ہے بقیہ سارا روپیہ خالد کا ہے تو خسارہ اس کا ہوگا نہ کہ زید کا

کیونکہ جو کچھ روپیہ زید نے خالد کو دیا ہے قرض ہے جو اس سے وصول کرے گا، درمختار میں ہے:

"ومن حیل الضمان ان یقرضه المال الا درهما ثم یعقد شرکة عنان بالدرهم و
ما اقرضه علی ان یعملا و الربح بینہما ثم یعمل المستقرض فقط فان هلك فالقرض
علیه و کون الربح بینہما شائعاً فلو عین قدراً فسدت و کون نصیب کل منہما معلوماً
عند العقد اخصاً (فوق رد المحتار ص ۶۳۶، ج ۵ کتاب المضاربات) واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ: محمد حسین رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع الثانی آخر ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قرض دار خوشی سے کچھ زائد رقم دے تو اسے لینا اور مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہم چند مسلم بچوں نے مل کر ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں سو روپے ماہانہ ہم جمع کرتے ہیں۔ اور بینک میں رکھ دیتے ہیں اور ہم ایک سال کے بعد ضرورت مند مسلمان بھائیوں کو بطور قرض حسن دیتے ہیں۔ اس شرط پر کہ آپ بھی کمیٹی میں شامل ہو جائیں اور سو روپے ماہانہ بھرتے رہیں اور قرضے کی ادائیگی کی صورت یہ کہ سو روپے مہینے بھرتے رہیں یعنی سو روپے ماہانہ کمیٹی میں شامل ہونے کا اور سو روپے ماہانہ قرضے کی ادائیگی کا۔ اس طرح دو سو روپے مہینے سے بھرتے رہیں۔ اب آیا یہ کہ ہم کو بینک بھی سود دیتا ہے۔ اور جس مسلمان بھائی کو ہم روپے دیتے ہیں تو وہ واپس کرتے وقت کچھ زائد رقم دیتا ہے اپنی خوشی سے یعنی اگر ہم ایک ہزار دیتے ہیں تو وہ واپس کرتے وقت گیارہ سو روپے دیتا ہے۔ اس طرح ہمارے پاس کافی روپے جمع ہو گئے ہیں۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ یہ روپے مسجد کی تعمیر میں خرچ کریں تو ہم تعمیر مسجد میں یہ روپے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

المستفتی: حافظ سید محبوب قادری، چنگلہ آمہ شریف، تعلقہ گورائی، ضلع بیڑ (مہاراشٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسلمان بھائیوں کو قرض دے کر ان کی ضرورت پوری کرنا کارِ ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "اللہ فی عون عبدہ ما کان العبد فی عون اخیه" (مسلم ص ۳۳۵، ج ۲) لیکن قرض دے کر کسی بھی صورت میں قرض کی وجہ سے مشروط نفع لینا سود ہے جو حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "کل قرض جر نفعاً فهو ربوا"۔ ہاں قرض ادا کرتے وقت مستقرض اپنی خوشی سے بغیر کسی شرط کے کچھ زائد رقم دے دے تو یہ سود نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

”کان لی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دین فقضانی وزادنی“ یعنی میرا کچھ قرضہ حضور کے ذمہ تھا حضور نے اسے ادا فرمایا اور زیادہ دیا۔ (بخاری ص ۳۲۲، ج ۱)

لہذا اس زائد رقم کو تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے۔ اور اگر زبانی یا تحریری قرض سے زیادہ دینے کی شرط نہ ہو، لیکن عرف قائم ہو کہ قرض دیتے ہیں تو اس پر کچھ زیادہ لیتے ہیں تو یہ عرف بھی شرط کے درجے میں ہوگا۔ اس تقدیر پر اگرچہ اس زائد رقم کا عقد میں ذکر نہ ہو مگر المعروف کا المشروط کے تحت میں داخل ہو کر وہ رقم سود و ناجائز ہوگی کہ ”کل قرض جر نفعاً فهو ربوا“ اب ان میں سے جو شق آپ کی کمیٹی کے موافق ہو اس کے حکم پر عمل کریں۔

واضح رہے کہ یہاں کی حکومت کے بینکوں میں روپے جمع کرنے پر جو زائد رقم ملتی ہے وہ شرعی نقطہ نظر سے سود نہیں، بلکہ ایک مال مباح ہے جو مالک کی رضا سے ملتا ہے۔ لہذا اسے سود نہ کہا جائے۔ اسے تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے اگرچہ دینے والا سود سمجھ کر دے۔

ہدایہ: ”باب الربوا“ میں ہے: ”لا ربوا بین المسلم والمحرّب فی دار الحرب“ ۱ھ

(ص ۷۰، ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد صابر حسین قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ ربیع الثوٹ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سودی پیسے سے بلڈنگ بنا کر مدرسہ پر وقف کیا تو

اس میں تعلیم دینا اور اسے مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں

اگر کوئی شخص سودی کاروبار کرتا ہے اور اس کے منافع سے کوئی بلڈنگ بنا کر کسی دینی ادارے میں

وقف کرتا ہے تو اس عمارت میں دینی کام انجام دینا کیسا ہے؟ ہیئو اتوجروا

المستفتی: نور محمد مائل رضوی چورورا جستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سودی کاروبار تو یقیناً حرام و گناہ ہے رہ گیا اس کے منافع سے بلڈنگ بنانا تو عین حرام

روپے بلڈنگ میں استعمال نہیں ہوتے ہاں ان سے اسباب خریدے جاتے ہیں مگر عام طور پر خریداری کے وقت عقد و نقد دونوں جمع نہیں ہوتے اس لئے حکم شرعی یہ ہے کہ بلڈنگ میں مال حرام کی نحوست اثر انداز نہ ہوگی

وہ بلڈنگ پاک ہے اور اس میں تعلیم دینا اور اسے مدرسہ بنانا جائز و روا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”اگر مال حرام دکھا کر خریدیں اور قیمت دیتے وقت مال حلال دیا یا مال حلال دکھا کر خریدیں اور قیمت دیتے وقت مال حرام دیا یا خریدتے وقت کوئی مال نہ دکھایا تھا صرف مطلقاً خریداری کر لی مثلاً یوں کہا کہ ایک روپیہ کی یہ چیز دے دے جب اس نے دے دی تو اس کی قیمت مال حرام سے ادا کر دیں ان تینوں صورتوں میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے مگر فتویٰ امام کرخنی کے قول پر دیا گیا ہے کہ ان صورتوں میں بھی وہ اشیاء اس رنڈی کے لئے حلال ہوں گی ان وجوہ پر خرید کر مسجد میں لوٹے چٹائی وغیرہ رکھے گی تو ان لوٹوں سے وضو اور اس چٹائی پر نماز کے جواز کا حکم دیں گے۔

ہاں اگر عقد و نقد دونوں مال حرام میں جمع ہوں یعنی حرام ہی روپیہ دکھا کر کہے کہ اس کے عوض دے دے اور قیمت میں دے بھی وہی حرام روپیہ تو اس قول مفتی بہ پر بھی وہ شی حرام و خبیث رہے گی اور اس میں تصرف ناجائز ہوگا مگر آج کل بیع و شراء میں غالباً یہ صورت واقع نہیں ہوتی تنویر الابصار میں ہے ”تصدق اذا كان متعیناً او شری بدراهم الودیعة او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی“ ۱ھ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۳۳ ج ۸ کتاب الغصب) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق الرضوی النضای

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی



بَابُ الْقَضَاءِ

قضا کا بیان

قضا کا مستحق کون ہے؟ کیا خاندانی قاضی

قاضی شرع ہیں یہ جمعہ وغیرہ کی امامت کر سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

قاضی شرع کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے اور اس کے کیا کیا شرائط ہیں؟ کچھ لوگ خاندانی قاضی ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو قاضی شرع کا مستحق سمجھتے ہیں اور عیدین کی نماز بھی پڑھاتے ہیں جب کہ یہ خاندانی قاضی عالم، حافظ، قاری بھی نہیں ہوتے۔ مسلمانوں کو ایسے قاضی کی اقتداء میں نماز عیدین پڑھنا کیسا ہے اور مسائل شرعیہ کے لیے رجوع کرنا کیسا ہے؟ بیہنوا توجروا

المستفتی: محمد منظور عالم خان، روشن نگر (اے) کھجورانہ، اندور (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آج کے دور میں جب کہ بادشاہ اسلام نہیں تو ہر غلطی اور علاقے کا قاضی شرع وہ سنی صحیح العقیدہ عالم دین و فقیہ ہے جو مرجع فتویٰ ہو اور اپنے علاقے میں مسائل فقہ کا سب سے بڑا عالم و ماہر ہو، مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے کاموں میں اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے حکم پر چلیں۔ الحدیث الدینیہ شرح الطريقة البھدییۃ میں ہے "اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور مؤکلة الی العلماء ویلزم الامة الرجوع الیہم ویصیرون ولاة فاذا عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمہم فان استووا اقرع بہم" (ص ۳۵۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۳۲۹، ج ۷ میں بھی ہے۔

اور خاندانی قاضی جو کہ عالم دین نہیں ہوتے وہ قاضی شرع نہیں مسلمانوں کا مسائل شرعیہ میں ایسے قاضی کی طرف رجوع کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے

ہیں۔ ”جاہلوں کو حاکم شرع بنانا حرام ہے اور وہ جو خلاف شرع حکم دیتے ہیں اس کا ماننا حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ مترجم ص ۷۱۳، ج ۲۳)

حدیث پاک میں ہے ”من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکة السماء والارض“ یعنی جو شخص بغیر علم کے لوگوں کو مسائل شرعیہ بتاتا ہے اس شخص پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

(کنز العمال ص ۱۹۳، ج ۱۰)

اور رہا اس کی امامت کا مسئلہ تو اگر مسائل نماز و طہارت سے بخوبی واقف ہو اور بقدر واجب قرأت صحیح خارج حروف کے ساتھ کر لیتا ہو ساتھ ہی علم علمائے بلد جو منصب قضا پر منجانب اللہ فائز ہے وہ اسے امام جمعہ و عیدین مقرر کر دے، اور جہاں ایسا قاضی نہ ہو وہاں بضرورت عام مومنین اسے امام جمعہ و عیدین مقرر کر لیں تو اس کی اقتدا میں نماز جمعہ و عیدین درست ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے:

”والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفاوحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض“ (ص ۵۵، ج ۱، باب الامامة)

اسی میں ہے: ”ويشترط لصحتها السلطان او مأمورة بأقامتها او نائبه، لو صلى احد بغیر اذن الخطيب لا يجوز الا اذا اقتدى به من له ولاية الجمعة، وقالوا يقيسها امير البلد ثم الشرطي ثم القاضي ثم من ولاية قاضي القضاة ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر امامهم فيجوز للضرورة اه ملخصا ص ۱۳۷ تا ۱۳۳، ج ۲، باب الجمعة) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

قاضی کے انتخاب اور قاضی بورڈ کے قیام کا کیا طریقہ ہے؟ نیپال سے متصل ہندوستانی ضلعوں کے قاضی کا اعلان نیپال والوں کے لئے واجب العمل ہے یا نہیں؟ اگر ملک کا کوئی چیف قاضی نہ ہو تو کیا وہاں کے علما و عوام گنہگار ہوں گے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) قاضی کے انتخاب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ (۲) قاضی بورڈ کے قیام کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

(۳) نیپال سے لگے ہوئے ہندوستان کے اضلاع کے قاضی کا لاکڈاؤن ہیکر سے اعلان رمضان و عید

کے تعلق سے مسلمانان نیپال کے لئے واجب العمل ہوگا یا نہیں جب کہ وہ قاضی علم علمائے نیپال سے علمی

برتری و فضیلت کا حامل ہے؟

(۴) پورے ملک کا کوئی چیف قاضی نہ ہو تو شریعت کے نزدیک وہاں کے تمام علمایا اہل اسلام کسی نوع کے گناہ مثلاً ترک واجب وغیرہ کے سبب مواخذہ شرعی میں گرفتار ہوں گے؟ اگر ہاں تو اس کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: غلام مصطفیٰ قادری نزد جنت مسجد حبیب نگر، بیجا پور، کرناٹک

الجواب (۱) سنی صحیح العقیدہ اعلم علمائے بلد جس کی طرف لوگ دینی مسائل میں رجوع کرتے ہیں قاضی اسلام ہے یا ارباب حل و عقد سنی صحیح العقیدہ عالم دین کو قاضی منتخب کر لیں۔ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اپنے معاملات میں ان کی طرف رجوع کریں اور ان کے حکم کے مطابق عمل کریں۔

الحدیقة الندیة شرح الطريقة المحمدیة میں عثمانی سے ہے۔ "اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة إلى العلماء ویلزم الامة الرجوع الیهم ویصیرون ولاة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعليهم فان استووا أقرع بینهم" (الجزء الاول ص ۵۱، مطبعة عامرة دار الخلافة استانبول) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قاضی بورڈ کے قیام کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ایک بورڈ میں کم سے کم تین ایسے علما منتخب کئے جائیں جو سنی صحیح العقیدہ، باصلاحیت اور فقہ سے شغف رکھنے والے ہوں اور جن علاقوں میں مدارس اہل سنت ہیں وہاں ایسے مدرسہ میں یہ بورڈ قائم کیا جائے جہاں لوگ بہ آسانی پہنچ سکیں۔ (ماخوذ از مقالہ محقق مسائل جدیدہ، قضاة اور ان کے حدود ولایت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) نیپال سے متصل ہندوستان کے اضلاع کے قاضی کا بذریعہ لاڈ اسپیکر اعلان رمضان و عید نیپالی مسلمانوں کے لئے واجب العمل نہیں ہوگا کیوں کہ قاضی کے حکم کا نفاذ اس کے حدود قضا میں ہی ہوتا ہے اور نیپال ہندوستان کے قاضی کے حدود سے باہر ہے اس لئے اس قاضی کے اعلان پر نہ روزہ رکھیں اور نہ ہی عید منائیں۔

رد المحتار میں ہے: "ثم القاضی تتقید ولایتہ بالزمان والمکان والحوادث" (ج ۵، ص ۵۴، مطلب الحکم الفعلی) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) پورے ملک کا چیف قاضی نہ ہو تو شریعت اسلامیہ کے نزدیک وہاں کے علمایا دوسرے مسلمان کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان سے شرعی مواخذہ ہوگا کہ جہاں کا کوئی قاضی نہ ہو تو وہاں کا جو عالم سب سے زیادہ علم دین اور فقہ کا حامل ہے وہ قاضی شرع کے قائم مقام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد طارق علی احسانی عظمیٰ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کِتَابُ الْهَبَةِ

ہبہ کا بیان

زید نے بکر کو مکان ہبہ کیا اس کے لڑکوں نے بھی جائز رکھا اب زید کے لڑکوں اور بکر کے انتقال کے بعد زید کے پوتے بکر کے لڑکوں سے زبردستی وہ مکان لے لیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنے مکان کا حصہ اپنی حیات ہی میں بکر کو زبانی بخش کر دیا زید کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے بھی اپنے والد محترم کی بخشش پر قائم رہتے ہوئے اسی بات پر قائم رہے اور وہی بات دہرائی پھر کچھ عرصہ بعد انکا بھی انتقال ہو گیا اس کے بعد بکر کا بھی انتقال ہو گیا۔

اب ۳۰-۵۰ سال بعد زید کے پوتے اپنے دادا اور والد کے انتقال کے بعد بکر کے لڑکوں سے اپنے دادا کا حصہ طلب کر رہے ہیں کیا یہ طلب کرنا جائز ہے اگر شریعت کے رد سے حکم نہ ہونے پر زور و زبردستی کر کے حاصل کرنا چاہیں تو عند الشرع ان کے لیے کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا

المستفتی: زلیخہ بی زوجہ محمد قدرت اللہ مومن پورہ مسجد کے پیچھے آکولہ
رضی اللہ عنہم والرحمن الرحیم

الجواب زید کے ہبہ کیے ہوئے حصہ پر بکر نے اگر زید کی حیات ہی میں قبضہ کر لیا تھا تو اس صورت میں وہ ہبہ تام ہے اور اس کا مالک بکر ہے اور اس کی وفات کے بعد اس کے ورثہ ہیں اب اس پر زید کے ورثہ کا دعویٰ استحقاق باطل ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ مکان میں زید کا اپنا حصہ معلوم و متعین ہو اور اسی متعین و معلوم حصہ کو ہبہ کیا ہو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "تملیک عین ہلا عوض ہبہ ہے بعد قبضہ تمام پھر بعد موت احد العاقدین مطلقاً" لازم اگرچہ موہوب لہ اجنبی ہو وارثان و اہب کا اس پر دعویٰ طلب باطل ہے" (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۷۷، کتاب الہبہ)

اور تئویر الابصار و در مختار باب الہبہ میں ہے "الہبۃ ہی تمکیک العین مجانا و تتمہ بالقبض و بمنع الرجوع فیہا موت احد العاقدین بعد التسلیم" (ج ۵ ص ۶۸۷) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳ رزوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابراہیم احمد امجدی برکاتی

زید نے بھائی سے الگ ہو کر زمین خریدی کاغذات میں ماں کا نام لکھوایا مگر قبضہ زید ہی کا رہا اس نے وہ زمین مہر میں دے دی تو کیا زید کے بھائی کے لڑکوں کا اس میں حق ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

دونوں بھائی بڑے صاحب اور سید شاہ حمید اپنی والدہ مسماۃ محی الدین بی کے ساتھ رہتے تھے۔ بڑے صاحب کچھ جائیداد دے کر اپنی والدہ سے الگ ہو گئے، اس کے بعد سید شاہ حمید نے اپنی کمائی سے والدہ کی پرورش کی اور اپنی الگ ایک جائیداد بشکل زمین خریدی، جس کا رقبہ ۱۱۲ ایکڑ ۷ اکیڑ ہے، مگر اپنے نام کے بجائے والدہ محی الدین بی کا نام رجسٹری میں لکھوایا، لیکن مالکانہ تصرفات سید شاہ حمید ہی کے ہاتھ میں رہے، یہاں تک کہ جب سید شاہ حمید کی شادی ہوئی تو پوری زمین ماں کے حکم سے سید شاہ حمید نے اپنی بیوی مسماۃ زبیرہ بی کو مہر میں دے دی۔ (تصدیق کے لئے نکاح نامہ ساتھ میں منسلک ہے) لیکن رجسٹری میں نام والدہ محی الدین بی کا ہی رہا۔

جب بڑے صاحب، سید شاہ حمید اور محی الدین بی کا انتقال ہو گیا تو زبیرہ بی نے رجسٹری آفس میں درخواست دے کر کہ مذکورہ زمین میرے مہر کی ہے، لہذا اسے محی الدین بی کے نام سے بدل کر میرے بیٹے عبدالرحیم کے نام سے کر دی جائے، زمین بیٹے کے نام رجسٹری کرادی۔

اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ بڑے صاحب کی بیوی، بیٹے دعویٰ کرتے ہیں کہ چونکہ زمین محی الدین بی کے نام تھی، لہذا ہم لوگوں کو بھی حصہ ملنا چاہئے۔ آیا یہ دعویٰ جائز ہے یا باطل؟ زبیرہ بی کہتی ہے: پوری زمین میرے شوہر نے میرے مہر میں لکھ دی ہے، لہذا پوری زمین کی مالک میں ہوں، اس میں کسی کا حصہ نہیں تو سوال یہ ہے کہ اس پوری زمین کی مالک صرف زبیرہ بی ہے یا اور کوئی بھی؟

المستفتی: عبدالرحیم گنگاوتی، ضلع کپل، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال میں جو تفصیلات درج ہیں، اگر وہ سب صحیح ہیں، کوئی تفصیل واقعہ کے خلاف اور

فرضی نہیں ہے، تو حکم یہ ہے کہ جو جائیداد سید شاہ حمید نے اپنے ذاتی روپے سے خریدی، اس کے مالک صرف وہی ہیں اور جب انہوں نے رجسٹری میں اپنے نام کے بجائے اپنی والدہ محی الدین بی کا نام لکھوایا، لیکن مالکانہ تصرفات اور قبضہ سید شاہ حمید ہی کے ہاتھ میں رہے، والدہ اس زمین کی مالک نہ ہوئیں، اگرچہ ماں کے نام لکھا دینا دلیل تملیک ہے اور یہ تملیک بہہ ہے، مگر بہہ بغیر قبضہ کے تام نہیں ہوتا۔ اس لیے جب والدہ کا قبضہ نہ ہو تو وہ زمین والدہ کی ملکیت میں نہیں آئی، بلکہ سید شاہ حمید ہی اس زمین کے مالک رہے اور ہر شخص کو اپنی ملک میں تصرف کا اختیار ہے، جسے چاہے دے لہذا جب سید شاہ حمید نے اپنی شادی میں وہ زمین اپنی بیوی زبیدہ بی کے مہر میں دے دی تو اس زمین کی مالک زبیدہ ہو گئی۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں، پھر زبیدہ بی نے وہ زمین اپنے بیٹے عبدالرحیم کے نام رجسٹری کرادی اور اپنی حیات میں قبضہ بھی دلادیا تو اب بیٹا مالک ہو گیا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”اور نام لکھا دینا، اگرچہ دلیل تملیک ہے اور یہ تملیک بہہ ہے، مگر بہہ بے قبضہ کے تام نہیں ہوتا، نہ بغیر اس کے موہوب لہ کو ملک حاصل ہو۔ ایسی صورت میں کہ زید نے اپنے بھتیجے کو قبضہ نہ دلایا وہ بیٹی بھی بدستور زید کی ملک ہے، عمر و اس سے جبراً نہیں لے سکتا۔“ (ج ۸، ص ۵۵)

فتاویٰ ہندیہ، کتاب الہبہ میں ہے:

ومنها ان یکون الموہوب مقبوضاً حتی لا یثبت الملك للموہوب لہ قبل القبض۔

(ج ۴، ص ۳۷۴)

ہدایہ آخرین کتاب الہبۃ میں ہے:

والقبض لا بد منه لثبوت الملك وفي الثبات الملك قبل القبض الزام المتبرع
شیعاً لم یتبرع بہ وهو التسليم فلا یصح۔ (ج ۲، ص ۲۶۷، کتاب الہبۃ)
تویرالابصار ودر مختار میں ہے:

شرعاً تملیک العین مجاداً ای بلا عوض۔ (ج ۸، ص ۴۲۰، کتاب الہبۃ)

اسی میں چند صفحات بعد ہے: وتتم الہبۃ بالقبض الكامل۔ (ج ۸، ص ۴۳۵)

سوال کی صراحت کے لحاظ سے بڑے صاحب کی بیوی بچوں کا دعویٰ محض باطل ہے، اس زمین میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

واضح ہو کہ مفتی کا جواب سوال کی صراحت پر ہوتا ہے۔ اسے یہ نہیں معلوم کہ واقعہ کیا ہے، اس لیے یہ جواب مکمل طور پر سوال کی صراحت پر مبنی ہے۔ اگر یہی واقعہ ہے تو حکم بھی یہی ہے جو مذکور ہوا اور اگر واقعہ یہ نہ ہو تو حکم بدل جائے گا۔ دونوں فریق اللہ عزوجل کے قہر و غضب سے ڈریں اور اپنے حق کے لیے ہی کوشش

کریں، دوسرے کا حق دبانے اور غلط بیان دینے سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ناصر علی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حکومت نے کسی کو بطور انعام جائداد دیا تو اس کا مالک وہی ہے اسے بلا دلیل وقف کہہ کر لینا جائز نہیں؟ عمر نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو برادری سے الگ کر دو، تو کیا یہ کفر ہے؟ جرمانہ لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ زمانہ ماضی میں شاہی حکومت نے مسجد کی خدمت گزاری، قضاءت، کفن دفن وغیرہا کام کرنے پر زید کو چند ایکڑ زمین یہ کہہ کر بطور انعام و اکرام نوازا تھا کہ ”ہم تمہیں مسجد کی خدمت گزاری و گاؤں کی قضاءت، کفن دفن وغیرہا کے صلے میں فلاں اتنی ایکڑ زمین بطور انعام و اکرام نوازرہے ہیں تم اس کو لے لو اور مذکورہ خدمت انجام دیتے رہو۔ زید نے شاہی فرمان کے مطابق اس زمین کو لے لیا اور خدمت کرتا رہا زید کے انتقال کے بعد اس کا فرزند عمر وہ کام انجام دیتا آ رہا تھا۔ اب گاؤں کی ایک کمیٹی کے ارکان نے اس زمین کو مسجد پر وقف کردہ زمین کہہ کر لوگوں کے مابین۔ فتنہ و فساد بھڑکا دیا ہے اور عمر و اس کے گھر والوں کو طرح طرح سے ایذا دے رہے ہیں اور عمر و اس کے خاندان والوں کو مسجد سے باہر نکال دیا مسجد میں نماز پڑھنے اور اس کی خدمت کرنے پر پابندی لگا دی نیز سماج سے الگ کر دیا اور مساجد میں ان سے مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

ایک دن اراکین کمیٹی نے عمر سے کہا کہ اگر تمہارے پاس اس پر کوئی ثبوت ہے تو پیش کرو۔ عمر نے کہا کہ انشاء اللہ ضرور پیش کروں گا لیکن چند دن کی ضرورت ہے تو اراکین کمیٹی نے کہا کہ فلاں تاریخ کو اپنا ثبوت لے کر حاضر ہو جاؤ۔ اور اگر اپنا ثبوت پیش نہیں کیا تو ہم کمیٹی والے تمہیں کون سی سزا دیں۔ اس پر عمر نے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ ہر طرح کا ظلم کر ڈالا ہے پھر بھی اگر ہم اپنا ثبوت فلاں تاریخ کو نہ پیش کر سکے تو آپ لوگ ہمیں ذات سے بھی علیحدہ کر دو۔ غرض کہ مقررہ تاریخ پر عمر و تمام تر سرکاری کاغذات وغیرہ لے کر بطور ثبوت اراکین کمیٹی کے سامنے حاضر کر دیے۔ اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ مذکورہ زمین کو حکومت نے زید کو ہی دی تھی۔ تو اب کمیٹی والے یہ کہنے لگے کہ عمر نے جو یہ کہا کہ ہم کو ذات سے بھی علیحدہ کر دو، اس میں ذات سے مراد دین و مذہب ہے لہذا عمر و اس کی وجہ سے کافر ہو گیا۔ اور جو بھی ایسا کہے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ جب کہ عمر و کا بیان ہے کہ ذات سے میری مراد شخصیت، قبیلہ، برادری، نسل تھی۔ اور یہاں عرف میں بھی ذات

سے مراد نسل و برادری و قبیلہ ہے۔

لہذا کمیٹی والوں نے عمر و اور اس کے گھر والوں کا بالکل یہ مقاطعہ کیا اور کہا کہ جب تک عمر کو رٹ سے اپنا مقدمہ واپس نہ لے گا اس وقت تک عمر کی توبہ، تجدید ایمان و نکاح وغیرہ قبول نہ کیا جائے گا۔ نیز عمر و سے جو تعلق رکھے گا کمیٹی کی جانب سے اس پر پانچ سو روپیے جرمانہ لگایا جائے گا۔ اور ایک شخص سے بطور جرمانہ ۵۰۰ روپیہ لیا بھی گیا۔ لہذا مذکورہ سوال میں اراکین کمیٹی وزید و عمر و پر کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: ثار احمد رضوی بن دادامیاں محلہ پتھر مسجد، ہاویری، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں زمین مذکور تہا زید کی ملک ہے کہ شاہی حکومت نے اس کو وہ زمین مسجد، کفن و دفن وغیرہا کی خدمت کرنے کے صلہ میں بطور انعام دیا تھا۔ لہذا جب وہ زمین زید کی ہوئی تو اس کے انتقال کے بعد اس زمین کے مالک زید کے ورثہ ہوں گے نہ کہ وہ مسجد پر وقف سمجھی جائے گی۔ اور بے شہادت و ثبوت اراکین کمیٹی کا اس زمین کو مسجد کی وقفی زمین کہنا ناجائز و گناہ ہے۔ پھر اس بنا پر زید کے لڑکے عمر و اور اس کے خاندان والوں کو طرح طرح سے ستانا اور ان کا بائیکاٹ کرنا ظلم ہے نیز انہیں بلا وجہ شرعی مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینا اور اس کی خدمت وغیرہ کرنے سے روک دینا بھی ظلم ہے۔ قرآن مجید میں ہے "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُذَكَّرَ فِيْهَا اسْمُهٗ" یعنی اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے۔ (پ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۱۱۴) اور حدیث شریف میں ہے "من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۰)۔ ہاں اگر یہ شرعاً اپنے کسی عمل یا اعمال کی وجہ سے موذی قرار پائیں تو انہیں مسجد سے روکنا جائز ہوگا چنانچہ در مختار مع شامی ج ۱ ص ۶۶۲ پر ہے "وہم منع منہ کل موذولوہ بلسانہ"۔

اور عمر و کے قول "ہم کو ذات سے بھی علیحدہ کر دو" سے کفر کا شائبہ تک نہیں ہوتا کہ ذات سے دین و مذہب قطعاً مراد نہیں ہوتا جس سے دین اسلام کا ترک کرنا لازم آئے۔ اور نہ ہی عرف اس کے موافق اور نہ ہی عمر و کی یہ مراد۔ لہذا اراکین کمیٹی کا اس کی بنا پر کفر کا فتویٰ دینا سخت حرام و گناہ بلکہ کفر کے اعتقاد سے ہو تو کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے "اجرا کمہ علی الفتیۃ اجرا کمہ علی النار" یعنی تم میں جو (بے علم) فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت کرتا ہے وہ دوزخ کی آگ پر زیادہ دلیر ہے۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۸) اور دوسری حدیث میں ہے "ایما امرئی قال لا خبیہ کافر فقد باء بها احدہما ان کان کما قال والارجعت

علیہ۔ یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقتاً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پڑے گا۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۵۸) اور در مختار مع شامی ج ۳ ص ۶۹ پر ہے "عزیر الشاتمہ بیہا کافر و ہل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا۔ نعم والا لا اہ۔ لہذا بریں تقدیر عمر و کو کافر قرار دینے والے خود توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح کریں۔

اور اراکین کمیٹی کا سوال میں مذکورہ وجوہ کی بنا پر عمر و اور اس کے خاندان والوں کا بائیکاٹ کرنا اور جو ان سے تعلق رکھے اس کا بھی بائیکاٹ کرنا اور یہ کہنا کہ جب تک عمر و کو رٹ سے اپنا مقدمہ واپس نہ لے گا اس کی توبہ تجدید ایمان و نکاح قبول نہ کیا جائے گا یہ سب بڑی زیادتی ہے اور ظلم بھی۔ صورت مسئلہ میں نہ عمر و اور اس کے خاندان کا بائیکاٹ جائز اور نہ تکفیر جائز جیسا کہ گزرا۔

اور جرمانہ لگانا حرام ہے۔ بحر الرائق ج ۵ ص ۳۱ پر ہے والعمل علی المنسوخ حرام۔ لہذا جرمانے کا جو روپیہ لیا گیا ہے اس کا واپس کرنا ضروری ہے اور اراکین کمیٹی والوں پر لازم کہ وہ اپنے مذکورہ تمام افعال و اقوال سے علانیہ توبہ و استغفار کریں اور جن جن کو ایذا دی ہے ان سے معافی طلب کریں، قرآن مجید میں ہے "فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ" (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۳۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد عبدالمتقندر نظامی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



کِتَابُ الْإِجَارَةِ

أُجْرَتُ كَابِيَان

ڈاکٹروں کا میڈیکل اسٹور والوں سے کمیشن لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علما کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں

آج کل بہت سے ڈاکٹر حضرات میڈیکل والوں سے سمجھوتہ کیے رہتے ہیں کہ ہم اپنے پاس آئے ہوئے مریضوں کو دوا خریدنے کے لیے تمہارا میڈیکل پر بھیجیں گے اور میڈیکل سے اپنے مریض کے ذریعہ دوا کی خریداری کی وجہ سے ۵ فیصد یا کم ویش روپیہ چارج لیں گے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ڈاکٹروں کا میڈیکل والوں سے اس طرح کا فائدہ لینا کیسا ہے؟ جب کہ ڈاکٹر حضرات مریض سے اپنی فیس پوری وصول کر لیتے ہیں اور دوا خریدنے کے لیے مریض بھیجنے کی وجہ سے دو چار روپے پرسنیٹ کے حساب سے چارج لیتے ہیں ان کا یہ چارج کاروپہ کھانا جائز ہے یا ناجائز؟ بیوا تو جروا۔
المستفتی: مرزا رئیس احمد بیگ مقام آمو تلاب پوسٹ نچلول بازار ضلع مہراج گنج (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ڈاکٹروں کا دوا خریدنے کے لیے مریض بھیجنے کی وجہ سے میڈیکل والوں سے اس طرح کا کمیشن لینا جائز نہیں کہ یہ بیٹھے بیٹھے کسی میڈیکل کی رہنمائی کرنا اور صلاح دینا اور مشورہ دینا ہے جو ایسا عمل نہیں جس پر اجرت لی جائے۔

ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”اگر کارندہ نے اس بارے میں جو محنت و کوشش کی وہ اپنے آقا کی طرف سے تھی بائع کے لیے کوئی دوا دوش نہ کی اگرچہ بعض زبانی باتیں اس کی طرف سے بھی کی ہوں مثلاً آقا کو مشورہ دیا کہ یہ چیز اچھی ہے خرید لینی چاہیے یا اس میں آپ کا نقصان نہیں اور مجھے اتنے روپے مل جائیں گے اس نے خرید لی جب تو یہ بائع سے کسی اجرت کا مستحق نہیں کہ اجرت آنے جانے محنت کرنے کی ہوتی ہے نہ کہ بیٹھے بیٹھے دو چار باتیں کہنے، صلاح دینے، مشورہ

دینے کی۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۳۶)

رد المحتار میں ہے: الدلالة والاشارة ليست بعمل يستحق به الاجرو ان قال لرجل بعينه ان دلتنى على كذا فلك كذا ان مشى له فدلته فله اجر المثل للمشى لاجله لان ذلك عمل يستحق بعقد الاجازة ۱۷ (ج ۶ ص ۹۵) اس مسئلے کا ایسا ہی حکم محقق عصر مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے بھی تحریر فرمایا ہے (ماہنامہ اشرفیہ شمارہ اکتوبر ۲۰۰۳ ص ۱۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۱ جمادی الآخرہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرس نے تعطیل معہودہ ہوتے ہی استعفاد یا تو تعطیل کی تنخواہ پائے گا؟ مدرس چھٹی کی تنخواہ لے کر چلا گیا اور چھٹی بعد نہیں آیا تو؟ یہ شرط لگانا کہ ”مدرس چھٹی بعد مدرسہ نہیں آئے گا تو چھٹی کی تنخواہ نہیں ملے گی“ جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید ایک مدرسہ میں پڑھا رہا تھا شعبہ پرائمری کے سالانہ امتحان کے بعد ۲۲ جون کو دس دن کے لیے مدرسہ میں چھٹی ہو گئی خیال رہے کہ زید نے قبل از تعطیل (۲۲ جون) ۱۷ جون ہی کو یکم جولائی سے کام کرنے کے لیے دوسرے مدرسہ میں بات پختہ کر لی (جس کا ثبوت ذمہ داران مدرسہ کے پاس موجود ہے) اور پورے ماہ کی تنخواہ لے کر چلا گیا بعد یکم جولائی سے ذمہ داران مدرسہ کو بغیر کسی اطلاع کے معہود مدرسہ میں کام کرنے لگا، زید کا ۲۲ جون یعنی چھٹی والے دن ذمہ داران مدرسہ کو مطلع نہ کرنا صرف وجہ یہ تھی پورے ماہ کی تنخواہ نہ ملے گی صرف ۲۲ جون تک ہی تنخواہ ملے گی۔ ذمہ داران مدرسہ نے زید کو ۵ جولائی کو بلا کر کہا کہ آپ نے اصول ملازمت کے خلاف کیا ہے اگر آپ کو نہیں رہنا تھا تو بتا کر جانا چاہیے ہم لوگ جبراً آپ کو نہ روکتے اور آپ رہتے تو نہ بھگاتے بلکہ یہاں تک بات ہونے کے بعد کہا کہ آپ استعفیٰ نہیں دیے ہیں آئیے پڑھائیے مگر راضی نہ ہوئے تب ارکان و ذمہ داران نے کہا کہ اگر آپ کو نہیں رہنا ہے تو استعفیٰ نامہ لکھ دیں تو زید نے ۲۲ جون کا استعفیٰ نامہ لکھ کر ذمہ داران مدرسہ کے سپرد کیا جو کہ حاضرین کے دستخطوں کے ساتھ موجود ہے جس کی فونو کاپی استعفیٰ کے ساتھ منسلک ہے اب سوال طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا چھٹی کے بعد ایک لمحہ کی بھی حاضری نہیں ہے ایسی صورت میں پورے ماہ کی تنخواہ پانے کے حقدار ہیں یا فقط ۲۲ دن کی ہی؟

(۲) تعطیل کلاں ہو یا خرد اگر کوئی مدرس تعطیلات کی تنخواہ لے کر چلا جائے پھر واپس نہ آئے دوسرے مدرسہ میں پڑھانے لگے یا کوئی دوسرا کام کرنے لگے تو اس پر تنخواہ واپس کرنا لازم ہے کہ نہیں؟

(۳) سوال نمبر ۲ کی صورت میں مدرس گھر جا کر اطلاع یا استعفاء دے کر چھٹی کے بعد یا مطلق کھے کہ اب آپ کے مدرسہ میں پڑھانے نہیں آؤں گا تو اس پر تنخواہ کے تعلق سے حکم شرع کیا ہے؟

(۴) اگر مدرس بروقت استعفیٰ یا اطلاع دیتا ہے کہ چھٹی کے بعد پڑھانے نہیں آؤں گا (خواہ تعطیل کلاں ہو یا خرد) مجھے چھٹی کی تنخواہ ملنی چاہیے تو کیا ذمہ داران مدرسہ کو حق پہنچتا ہے کہ وہ چھٹیوں کی تنخواہ دیں؟

(۵) کسی مدرس کی تقرری کے وقت ہی یہ بات کر لی گئی کہ چھٹی کے بعد مدرسہ چھوڑنے یا استعفیٰ دینے کی صورت میں چھٹی کی تنخواہ نہیں ملے گی (خواہ تعطیل کلاں ہو یا خرد) تو ایسا کرنا اور اس پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: بہاء الدین خاں نوری نئی بستی پیری کوٹھری داری چورہ، بلرام پور، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) جو تعطیلات مدارس دینیہ میں رائج ہیں جیسے جمعہ، جمعرات، ششماہی و سالانہ امتحان کے بعد رمضان المبارک وغیرہ کی تعطیلات مدرسین ان کی تنخواہ پانے کے مستحق ہیں فتاویٰ رضویہ میں ہے ”تعطیلات معبودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان و عیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بے شک دی جائے گی۔“

فان المعهود عرفاً كالمشروط مطلقاً (ج ۸ ص ۱۲۱، مصارف وقف)

پھر اسی میں ہے ”اصل کلی شرعی یہ ہے کہ اجیر خاص پر حاضر ہونا اور اپنے نفس کو کار مقرر کے لیے ہرد کرنا لازم ہے جس دن غیر حاضر ہوگا اگرچہ مرض سے اگرچہ کسی ضرورت سے اس دن کے اجر کا مستحق نہیں مگر معمولی قلیل تعطیل جس قدر اس صیغہ میں معروف و مروج ہو عادتاً معاف رکھی گئی ہے اور یہ امر باختلاف حاجت مختلف ہوتا ہے۔ (ج ۶ ص ۳۶۹)

الاشباہ والنظائر میں ہے البطالة في المدارس كايام الاعياد ويوم عاشوراء وشهر رمضان في درس الفقه على وجهين فان كانت مشروطة لم يسقط من المعلوم شي والا فينبغي ان يلحق ببطالة القاضي وقيل لا وفي المنية يستحق في الاصح واختارة في منظومة ابن وهبان وقال انه الاظهر انه ملخصاً اقول هذه الترجيحات حيث لم يشترط فكيف اذا شرط هذا ليس محل نزاع وقد علمت ان المعروف كالمشروط اه

(من الفن الاول القاعدة السادسة ص ۱۰۳)

درج بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ تعطیلات معبودہ خواہ ششماہی و سالانہ امتحان بعد کی تعطیل ہو یا ماہ

رمضان المبارک کی، تنخواہ پانے کے لیے ان دنوں یا ان کے بعد حاضر رہنا ضروری نہیں۔ مگر یہاں کا عرف یہ بھی ہے کہ جو اساتذہ مستقل ہو جاتے ہیں انہیں کو تعطیل کلاں کی تنخواہ دی جاتی ہے اور جو مستقل نہیں ہوتے عارضی رہتے ہیں انہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ نہیں دی جاتی اس لیے اس عرف کے پیش نظر حکم یہ ہے کہ جو اساتذہ مستقل ہو چکے ہوں انہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ دی جائے اور جو مستقل نہ ہوئے ہوں وہ اس کے مستحق نہیں لیکن ایسا ہرگز ہرگز نہ کیا جائے کہ جو اساتذہ مستقل کیے جانے کے اہل ہوں انہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ سے محروم رکھنے کے لیے مستقل نہ کیا جائے، بعض مدارس کا اصول یہ ہے کہ جس مدرس نے چھ ماہ سے زائد سال کے اکثر حصے میں کام کیا ہو اسے تعطیل کلاں کی تنخواہ دیتے ہیں تو ایسے مدارس کا حکم یہ ہے کہ وہاں کے جس مدرس نے پورے سال یا سال کے اکثر ایام میں تدریس کے فرائض انجام دیے ہوں وہ تعطیل کلاں کی تنخواہ پانے کا حقدار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲، ۳، ۴) ان صورتوں میں بھی مدرس اجرت کا مستحق ہے اس پر تنخواہ کا واپس کرنا لازم نہیں۔ البتہ چاہئے یہ تھا کہ وقت سے پہلے انتظامیہ کو اطلاع کر دیتے تاکہ وہ اس جگہ پر وقت سے دوسرے کا انتظام کر لیتے۔ انہوں نے ایسا نہ کیا اور بغیر کسی اطلاع کے گھر بیٹھ گئے یہ نہ چاہئے تھا اور بہر حال وہ اجرت کا مستحق ہے فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ کسی شخص کو اصلاً اختیار نہیں کہ بے اطلاع اجیر جب چاہے بطور خود عقد اجارہ منع کر دے مگر جب کوئی عذر بین واضح ظاہر پیدا ہو جس میں اصلاً محل اشتباہ نہ ہو تو جب تک ایسا نہ ہو اجیر بیشک مستحق تنخواہ ہوگا۔ فی الدعا المختار الاجازة تفسیح بالقضاء و الرضاء و فی رد المحتار الاصح ان العند ان کان ظاہر اینفرد و ان مشتبه الا ینفرد اھ (ج ۸ ص ۱۴۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جب عرف و عادت یہ ہے کہ جو اساتذہ مستقل ہو جاتے ہیں وہ تعطیل کلاں وغیرہ کی تنخواہ پانے کے مستحق ہیں تو اساتذہ کو محض تعطیل کلاں کی تنخواہ سے محروم رکھنے کے لیے تقرری کے وقت یہ شرط کر لینا کہ چھٹی کے بعد مدرسہ چھوڑنے کی صورت میں چھٹی کی تنخواہ نہیں ملے گی بے جا و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرس نے رمضان کا چندہ کیا اور ڈبل تنخواہ کا مستحق ہوا مگر ۱۰ اشوال کو استعفیٰ دینے کی وجہ سے ذمہ داران ایک تنخواہ بھی دینے سے انکار کر رہے ہیں تو ان کیلئے کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:
میں تقریباً سال بھر سے نیپال کے ایک عظیم ادارے میں پوری ذمہ داری کے ساتھ درس و تدریس کا کام

انجام دے رہا تھا گیا رہویں مہینے میں رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا اور اس میں تعطیل کلاں ہوئی چونکہ میں حافظ قرآن تھا اس لیے لوگوں نے مجھے تراویح کے لیے روک لیا اور بقیہ مدرسین چندے کے لیے مہینے وغیرہ نکل گئے اور مجھ کو بھی رسید دیے گئے خدا کے فضل و کرم سے میں نے تراویح بھی سنائی اور تقریباً ۱۸۰۰۰ ہزار روپے نیپالی چندہ بھی کیا جب کہ اس ادارے کے پرنسپل اور صدر کے بتانے سے مجھے معلوم ہوا کہ جو حضرات چندہ کرتے ہیں ان کو ڈبل تنخواہ دی جاتی ہے وہاں کے عوام نے مجھے تراویح کے نذرانے سے نوازا جب میں پرنسپل کے پاس رمضان کی تنخواہ طلب کرنے گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے جو چندہ کیا ہے جب اس کا حساب ہو جائے گا تو آپ کو تنخواہ دی جائے گی اس کے بعد میں نے حساب دے دیا اور چندے کا پورا روپیہ بھی جمع کر دیا۔

دس سوال کو مجھے ایک اہم ضرورت کے تحت مدرسے سے استعفیٰ دینے کی نوبت آگئی اس کے بعد میں نے دس سوال کو استعفیٰ دیا اور پانچ دن کا ٹائم بھی دیا کہ کسی استاذ کو تلاش کر لیں پانچ دن کے اندر انہوں نے ایک استاذ کو تلاش کر لیا اور پندرہ سوال کو میں جب صدر سے تنخواہ طلب کرنے گیا تو انہوں نے کہا آپ کی تنخواہ کے بارے میں پرنسپل صاحب جانیں لیکن میری ملاقات ان سے نہیں ہوئی اور میں چلا آیا جب میں اپنی تنخواہ کے بارے میں فون سے رابطہ کیا تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ آپ کے مدرسہ چھوڑنے کی وجہ سے لوگ آپ سے ناراض ہیں اس لیے ہم آپ کو ڈبل تنخواہ تو کیا ایک تنخواہ بھی نہیں دیں گے اور مجھے رمضان کی کوئی تنخواہ نہیں دی گئی تو ایسے پرنسپل جو ایک عالم دین ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ المستفتی: حافظ حیدر علی امجدی، جامعہ اسلامیہ نعیمیہ، کرشنا نگر نیپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو تعطیلات مدارس دینیہ میں رائج ہیں مثلاً جمعہ جمعرات اور رمضان المبارک وغیرہ کی تعطیلات، مدرسین ان کی تنخواہ پانے کے مستحق ہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

”تعطیلات معبودہ مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان و عیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بے شک دی جائیں گی۔ فان المعهود كالمشروط مطلقاً“ (ص ۱۳۱ ج ۸)

جب اس ادارہ العلوم کا یہ دستور ہے یا معمول ہے کہ جو چندہ کرے گا اسے ڈبل تنخواہ دی جائے گی تو جب سائل نے تراویح سنانے کے ساتھ ساتھ تقریباً اٹھارہ ہزار روپے چندہ بھی کیا تو یہ ڈبل تنخواہ کا ضرور مستحق ہے اگر بالفرض سائل چندہ نہ بھی کرتا تب بھی ایام تعطیل کی تنخواہ پانے کا حقدار ہوتا یہ اور بات ہے کہ اس صورت میں ڈبل تنخواہ نہیں بلکہ ایک تنخواہ کا مستحق ہوتا۔

لہذا پرنسپل کا یہ کہہ کر تنخواہ سے انکار کر جانا کہ ”آپ کے استعفیٰ دینے کے سبب لوگ آپ سے ناراض

ہیں" یہ کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ اس دارالعلوم کے ارکان پر اپنے وعدہ کے مطابق ڈبل تنخواہ دینا لازم ہے ورنہ اس دارالعلوم کے تمام ارکان حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہو کر مستحق عذاب نارہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷ رجمادی الآخرہ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ٹی وی ویڈیو بنانے کی اجرت لینا کیسا ہے؟

مسئلہ ٹی وی اور ریڈیو میکانک جو ٹی وی اور ریڈیو درست کرنے کی اجرت لیتے ہیں اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور اس قسم کے ہنر کو مسلمان ذریعہ معاش بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: آفرین بنت شفیع الدین، مدرسہ قادر یہ جامع مسجد، کھوڈاری، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ٹی وی اور ریڈیو کے میکانک کے لیے ٹی وی اور ریڈیو سازی کی اجرت لینا جائز ہے بشرطے کہ نیت یہ رکھے کہ یہ ایک مشین ہے جسے اس نے درست کر دیا اور اس کی اجرت لے رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام احمد رضا قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اجارہ سے متعلق ایک سوال

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین ذیل کے مسئلے کے بارے میں کہ:

زید نمبر ۱ نے سرکاری ایک اراضی چند سالوں کے لیے قرار نامے کے رو سے لی اس سرکاری اراضی میں ایک مکان بھی تھا اس مکان کو زید نمبر ۱ نے زید نمبر ۲ اور اس کے پانچ جوان لڑکوں کو ماہانہ کرایہ پر دے دیا۔ زید نمبر ۱ اور زید نمبر ۲ دونوں سنی مسلمان ہیں اور آپس میں رشتے دار بھی ہیں چند سال گزر جانے کے بعد زید نمبر ۱ نے مکان خالی کرنے کو کہا کیوں کہ زید نمبر ۲ کی بہت ساری جائیداد اس شہر میں موجود ہے لیکن زید نمبر ۲ کے دل میں وہ جگہ ہضم کرنے کا ناجائز خیال آیا اور اس نے وہ مکان خالی کرنے سے انکار کر دیا تو زید نمبر ۱ نے عدالت میں کیس دائر کر دیا کیس کورٹ میں چل ہی رہا تھا کہ زید نمبر ۱ کا سرکاری زمین کا قرار نامہ ختم ہو گیا اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زید نمبر ۲ اور اس کے لڑکوں نے سرکاری محکمے میں زید نمبر ۱ کو اطلاع نہ دیتے ہوئے امانت میں خیانت کر کے سرکاری افسروں کو رشوت دے کر وہ قرار نامہ اپنے نام کر لیا۔ زید نمبر ۲ کا

انتقال ہو گیا اب اس کے لڑکے اس اراضی پر پختہ مکان تعمیر کر رہے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک سنی مسلمان کی اراضی دھوکے سے امانت میں خیانت کر کے اپنے نام کر لے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ صحیح ہے یا غلط؟ شریعت کی رو سے اظہار فرمائیں نوازش ہوگی۔

کیا زید نمبر ۲ کے لڑکے کسی مسجد کے متولی یا کسی مسلم فلاحی اداروں کے ٹرسٹ بن سکتے ہیں یا نہیں ایسے لوگوں کے لیے قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا حکم صادر ہوتا ہے؟

المستفتی: سید محسن علی، امام شاہی، سارڈ اسرکل، ناسک (مہاراشٹر)

تنقیح طلب امور! (۱) قرار نامہ کیا ہوتا ہے اور اس کا مضمون کیا ہوتا ہے؟ (۲) اگر زمین کا قرار نامہ ختم ہو جائے تو صاحب قرار کے لیے اس کے تعلق سے کچھ حقوق باقی رہتے ہیں یا ختم ہو جاتے ہیں؟
توضیح سوالات! (۱) گورنمنٹ کی طرف سے ایک متعینہ مدت کے لیے دیا جاتا ہے۔

مضمون! یہ جگہ ہم نے آپ کو مثلاً دس ہزار روپے میں پانچ سال کے لیے دیا مدت ختم ہونے پر بڑھا بھی سکتے ہیں اگر مدت ختم ہونے پر اس نے ٹائم نہیں بڑھوایا تو دوسرا لے سکتا ہے۔

(۲) صاحب قرار کے سارے حقوق ختم ہو جاتے ہیں صرف مدت بڑھانے کا حق باقی رہتا ہے جس کے لیے گورنمنٹ سے نوٹس جاری ہوتی ہے مگر مسئلہ دائرہ میں کوئی نوٹس جاری نہ ہوئی اور مدت ختم ہونے پر دوسرے نے اپنے نام کرا لیا۔

ہاں نوٹس نہ جاری ہونے کی وجہ سے وہ کورٹ میٹر ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اب بھی اس پر مقدمہ کورٹ میں زیر سماعت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید نمبر ۱ نے زید نمبر ۲ اور اس کے پانچوں لڑکوں کو جو مکان کرایے پر دیا تھا وہ اگر ایک مدت مقررہ کے لیے تھا وہ مدت پوری ہونے کے بعد ان پر وہ مکان خالی کرنا واجب تھا اور اگر کوئی مدت نہ مقرر تھی تو اجارہ فاسد تھا اور اجارہ کا ماہ رواں پورا ہونے پر بعد طلب اسے خالی کرنا واجب تھا مگر زید نمبر ۲ اور اس کے لڑکوں نے اس کی خلاف ورزی کر کے دراصل حکم شریعت کی خلاف ورزی کی اور گنہگار ہوئے۔

جب زمین پہلے سے زید نمبر ۱ کے اجارے میں تھی اور اسے قانوناً یہ حق بھی حاصل تھا کہ وہ چاہے تو اجارے کی مدت میں اضافہ کر لے مگر زید نمبر ۲ نے اسے یہ موقع نہ دیا اور خاموشی کے ساتھ اس نے زید نمبر ۱ کا یہ حق دبا لیا۔ اس لیے وہ گنہگار ہوا، اس میں اگر اس کے بیٹے بھی شریک کار رہے ہوں یا کم از کم اس پر اراضی ہوں تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ خود اجارہ پر دینے والے عملہ کو بھی یہ جائز نہیں کہ ایسی خاموشی کے ساتھ بغیر زید کو

بتائے اور بغیر اس کی رضا و انکار معلوم کیے دوسرے کو اجارے پر دیدیں۔ ردالمحتار میں ہے:

”وان كان بنى فيها او غرس، فان فرغت المدة كما لو استأجرها مشاهرة و فرغ الشهر فسخها و أجزها لغيره ان لم يقبل الزيادة“ (كتاب الاجارۃ ج ۶ ص ۲۴)

زید نمبر ۲ کے لڑکے تفصیل بالا کے مطابق اگر گناہ کے کام میں شریک اور خائن ہوں تو انہیں کوئی دینی منصب بالخصوص وقف کی تولیت نہ دینی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اجرت پر پیسہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ زید اپنی والدہ کو سرکاری ڈاک سے بمبئی سے اپنے وطن خرچ بھیجتا ہے اکثر خرچ پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی ہے بکر زید سے کہتا ہے کہ اگر یہ پیسہ وقت سے تمہاری والدہ کے پاس کسی ذریعہ سے پہنچا دوں اور ڈاک کا خرچ مجھے مل جائے تو بکر کے لیے اس کام میں ڈاک کا خرچ لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینو اتو جروا

المستفتی: سید فیروز اشرف مقام و پوسٹ صالح پور، ضلع سنت کبیر نگر (پوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذکورہ صورت میں بکر کا بطور اجرت ڈاک خرچ لینا جائز ہے کہ یہ حقیقت میں اجارہ ہے، ہنڈی نہیں، جو عند الشرح ناجائز و حرام ہے جس طرح کہ آج کل کچھ پرائیویٹ کمپنیاں اسی طرح کا کام کرتی ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ لوگوں سے ایک ملک کا نوٹ حاصل کر کے دوسرے ملک اپنے آدمی کے ذریعہ ادا کر دیتی ہیں جس پر وہ لوگوں سے متعینہ فیس بھی وصول کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے اس کی حیثیت اجیر مشترک کی ہوتی ہے جو ایک وقت میں مختلف لوگوں کے کام کرتا ہے اور اپنے کام کے لحاظ سے مزدوری پاتا ہے جیسے دھوبی، درزی وغیرہ۔

ہدایہ کتاب الاجارات میں ہے: " الاجارۃ قد تكون علی العمل کاستیجار القصار

والخیاط وذلك فی اجیر المشترك" (ج ۳ ص ۲۷۸)

نیز بتایہ کتاب الاجارات میں ہے " اما الاجارۃ علی الاعمال فکاستیجار الاسکاف

والقصار والصباغ وسائر من یشرط علیہ العمل فی سائر الاعمال من حمل الاشیاء من

موضوع و نمبر: ۱۰۷ (ج ۱ ص ۲۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہد عالم قادری جوٹھوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۲ رذی القعدہ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وعظ و امامت کی اجرت لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے یہاں پر ایک مولانا صاحب ہیں جو نذرانہ، مانگ کر لیتے ہیں اور اگر حق کی بات کہتے تو مانگتے بھی نہیں اور عمل بھی نہیں ہے۔ دین کی فکر بھی نہیں ہے اور ہمارے گاؤں کے کئی لوگ جانتے بھی ہیں کہ مولانا صاحب غلط ہیں پھر بھی کوئی حق بات کہتا نہیں ہے دو تین بار میں نے قوم کے ممبر کو بھی کہا مگر انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور بولے نذرانہ سبھی مولانا مانگ کر لیتے ہیں اس میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔ اس کا اللہ کے واسطے کوئی راستہ نکالیے۔ اللہ حافظ۔ بینوا و توجروا۔ المستفتی: محمد اکرم ویاس متی روڈ کونڈا چھاوٹی کنڈی اودی پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دور حاضر میں وعظ، امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ کتاب الاجارہ میں ہے:

اصل حکم یہ ہے کہ وعظ پر اجرت لینا حرام ہے، درمختار میں اسے یہود و نصاریٰ کی ضلالتوں میں سے گنا مگر کہ من حکم مختلف باختلاف الزمان کما فی العالمگیریۃ۔ کلیہ غیر مخصوصہ کہ طاعات پر اجرت لینا ناجائز ہے ائمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ کیں امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلا تکلیف معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں، مجمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گناہ بس فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں میں چند چیزوں پر فتویٰ دیتا تھا اب ان سے رجوع کی ازاں جملہ میں فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کو اجرت نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے مگر اب اجازت دیتا ہوں لہذا یہ ایسی بات نہیں جس پر تکلیف لازم ہو۔“ (ج: ۸، ص ۱۸۵)

لہذا اگر مولانا صاحب نے مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز پر اجرت مقرر کی ہے یا وعظ پر اجرت مقرر

کر کے لیتے ہیں تو یہ جائز ہے اس پر اعتراض جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن خان رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

رمضان کی تنخواہ پانے کے لئے کتنی حاضری ضروری ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

دینی مدارس کا معمول ہے کہ تعلیم صرف دس مہینے ہوتی ہے اور مدرسین حضرات کو تنخواہ بارہ مہینے کی دی جاتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ تعطیل کلاں (رمضان المبارک) کی تنخواہ پانے کے لیے کتنی حاضری ضروری ہے؟
المستفتی: محمد صابر حسین فیضی دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو تعطیلات مدارس دینیہ میں رائج ہیں جیسے جمعہ جمعرات اور رمضان المبارک کی تعطیلات مدرسین ان کی تنخواہ پانے کے مستحق ہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”تعطیلات معبودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان و عیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بے شک دی جائیں گی فان المعهود عرفاً کالمشروط مطلقاً۔“ (ج: ۸، ص: ۱۳۱)

الاشباهة والظواهر میں ہے: البطالة في المدارس كايام الاعياد ويوم عاشوراء وشهر رمضان في درس الفقه على وجهين فان كانت مشروطة لم يسقط من المعلوم شئى والا فينبغى ان يلحق ببطالة القاضي ففي المحيط انه ياخذ يوم البطالة وقيل لا وفي المنية يستحق في الاصح واختارة في منظومة ابن وهبان وقال انه الاظهر. "۱ ملخصاً
اقول: هذه الترحيحات حيث لم يشترط فكيف اذا شرط هذا ليس محل نزاع وقد علمت ان المعروف كالمشروط. "۱ (من الفن الاول القاعدة السادسة ص: ۱۰۴)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ تعطیل ماہ رمضان المبارک کی تنخواہ پانے کے لیے حاضری کی کوئی خاص مقدار شرط نہیں ہے مگر یہاں کا ایک عرف یہ بھی ہے کہ جو اساتذہ مستقل ہو جاتے ہیں انہیں کو تعطیل کلاں کی تنخواہ دی جاتی ہے اور جو مستقل نہیں ہوتے عارضی رہتے ہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ نہیں دی جاتی اس لیے اس عرف کے پیش نظر حکم یہ ہے کہ جو اساتذہ مستقل ہو چکے ہوں انہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ دی جائے اور جو مستقل نہ ہوئے ہوں وہ اس کے مستحق نہیں۔ ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ جو اساتذہ مستقل کیے جانے کے اہل ہوں انہیں تعطیل کلاں کی تنخواہ سے محروم رکھنے کے لیے مستقل نہ کیا جائے بعض مدارس کا اصول یہ ہے کہ جس مدرس نے چھ ماہ سے زائد سال کے اکثر حصے میں کام کیا ہو اسے تعطیل کلاں کی تنخواہ دیتے ہیں تو ایسے مدارس کا حکم ہے کہ

وہاں کے جس مدرس نے پورے سال یا سال کے اکثر ایام میں تعلیمی کام کے فرائض انجام دیا ہو وہ تعطیل کلاس کی تنخواہ پانے کا حق دار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: زبیر احمد مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ڈرافٹ کا طریقہ ہنڈی ہے یا حوالہ اور اس کا حکم کیا ہے؟ کمپنیاں ایک ملک سے نوٹ لے کر دوسرے ملک بھیجتی ہیں یہ ہنڈی ہے یا حوالہ یا کچھ اور؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بینکوں کے ڈرافٹ کے ذریعہ جو روپے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے جاتے ہیں اس میں سقوط خطر طریق کا فائدہ ہوتا ہے یہ ہنڈی ہے یا حوالہ؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟
نیز آج کل پرائیویٹ کمپنیاں ایک ملک سے دوسرے ملک لوگوں سے نوٹ حاصل کر کے بھیجتی ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک ملک کا نوٹ عوام سے لیتی ہیں اور اس کا طے شدہ زر مبادلہ دوسرے ممالک میں اپنے آدمی کے ذریعہ ادا کر دیتی ہیں یہ ہنڈی ہے یا حوالہ؟ یا کچھ اور؟ اور بہر حال یہ جائز ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ وہ عوام سے کچھ فیس بھی وصول کرتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بینکوں کے ڈرافٹ کے ذریعہ جو روپے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجے جاتے ہیں یہ نہ ہنڈی ہے نہ حوالہ بلکہ اجارہ ہے اور یہ عندالشرع جائز ہے۔ اگرچہ اس میں سقوط خطر طریق کا فائدہ ہوتا ہے لیکن یہ عوض سے خالی نہیں ہوتا۔ بلکہ بینک اپنے اصول کے مطابق لوگوں سے اس کی اجرت لیتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کی حیثیت ایک اجیر مشترک کی ہے جو ایک وقت میں مختلف لوگوں کے کام کرتا ہے۔ اور اپنے کام کے لحاظ سے مزدوری پاتا ہے۔ جیسے دھوبی، درزی وغیرہ۔

ہدایہ کتاب الاجارہ ج ۳ ص ۲۹۴ میں ہے:

”الاجارۃ قد تكون عقداً علی العمل کاستئجار القصار والخیاط وذلك فی اجیر المشرک ۱۱ ملخصاً۔ اور ہدایہ کتاب الاجارہ ج ۱۰ ص ۲۳۰ میں ہے: ”اما الاجارۃ علی الأعمال فکاستئجار الاسکاف والقصار والصباغ وسائر من یشرط علیہ العمل فی سائر الأعمال من حمل الاشیاء من موضع ونحوہ ۱۱

یہی حکم پرائیویٹ کمپنیوں کا بھی ہے جو لوگوں سے نوٹ لے کر اس کا طے شدہ زر مبادلہ اپنے آدمی کے ذریعہ ایک ملک سے دوسرے ملک بھیجتی ہیں یہ بھی نہ ہنڈی ہے نہ حوالہ بلکہ اجارہ ہے جو عند الشرع جائز و مباح ہے اس لیے کہ یہ بھی عوض سے خالی نہیں بلکہ کمپنیاں لوگوں سے اس کی اجرت وصول کرتی ہیں۔ البتہ ناجائز اس وقت ہوتا جب کہ کمپنیاں فیس نہ وصول کرتیں کہ یہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا ہوتا جو عند الشرع حرام ہے۔ اور اگر کوئی کمپنی بغیر فیس لیے کاروبار کرتی ہے تو وہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۴ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

پگڑی کا لین دین کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

آج کل عام بات ہے۔ دکان کو کرایہ پر دینے کے واسطے پگڑی کے نام سے لاکھوں روپے لیتے ہیں۔ پگڑی لینا دینا کیسا ہے۔ لینے والے کے لیے کیا حکم ہے اور دینے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نبیہ قصاب ابن نصر اللہ قریشی۔ شاہجہاں پورہ، (یو، پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دکان کو کرایہ پر دیتے وقت جو رقم پگڑی کے نام پر لیتے یا دیتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے کہ یہ نہ تو تحفہ و ہدیہ ہے نہ کسی چیز کا معاوضہ بلکہ اپنا کام نکالنے اور اپنی غرض پوری کرنے کے لیے ایک فاضل رقم کی پیش کش ہے ایسی فاضل رقم کو رشوت کہا جاتا ہے جو حرام ہے۔ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: کرایہ پر مکان لینے کے لیے کچھ روپیہ کرایہ کے علاوہ پگڑی کے نام پر دینا لینا حرام و ناجائز ہے۔ "لانه لزوم مال مبتدأ لیکون بطریق الرشوة وهو حرام۔" (ج: ۲ ص: ۲۱۶)

دینے والا اگر بجزوری دے رہا ہے تو اس کے لیے دینے میں حرج نہیں۔ مگر لینے والے کے لیے کسی حالت میں جائز نہیں مطلقاً گناہ کبیرہ کا مرتکب اور مستحق عذاب نار ہے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں رشوت لینا مطلقاً گناہ کبیرہ ہے لینے والا حرام خوار ہے مستحق عذاب نار ہے۔ دینا اگر بجزوری اپنے اوپر سے دفع ظلم کے لیے ہو تو حرج نہیں اور اپنا آنا وصول کرنے کو ہو تو حرام ہے لینے دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ فی وصایا الہندیۃ عن فتاویٰ قاضی خان ان ہذل المال لاستخراج حق له علی غیر رشوة و ان ہذل لدفع ظلم عن نفسه او مالہ لم یکن

رشوقہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج: ۷، ص: ۴۷۱) ایسے ہی بہار شریعت، ج: ۱۶، ص: ۲۵۶ میں ہے۔

لیکن آج کل لوگ بڑے شہروں میں عام طور پر پگڑی کے لین دین میں جتلا ہو چکے ہیں اور اسے چھوڑنا ان کے لیے بہت ہی دشوار ہے لہذا ان کے لیے حل کی راہ یہ ہے کہ معاملہ پگڑی کا نہ کریں بلکہ پگڑی پر جتنی رقم یعنی منظور ہو وہ دکان کی زمین کا کرایہ طے کریں۔ اور جو کرایا ماہانہ عام طور پر ہوتا ہے وہ عمارت کا مقرر کر لیں اگر معاملہ ایسا ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ مطلقاً کرایا کے علاوہ پگڑی کے نام پر لاکھوں روپے لینا حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد انوار الحق قادری
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

تتخواہ دار امام و عالم کو نو کر سمجھنا کیسا ہے؟

امام کو جو اجرت دی جاتی ہے اسے تتخواہ کہہ سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) زید کی جماعت کے لوگ علما کو نو کر مانتے ہیں اور عمر و کا قول ہے کہ علما کو نو کر ماننا یا جاننا وارثین رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہے کیونکہ علما وارث انبیاء ہیں اور اب مصلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحقین بھی، کیا صحیح ہے؟

(۲) اور ان کا کہنا ہے کہ ہم تتخواہ یعنی جو نماز کی اجرت جیسی ہوتی ہے ہم امام کو دیتے ہیں جبکہ عمر و کا کہنا ہے کہ وہ تتخواہ ہو ہی نہیں سکتی اور اس کو لفظ تتخواہ سے نسبت دینا مصلائے رسول کی بے ادبی ہے اور یہ گستاخی مصطفیٰ ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ مصلائے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے جو بھی خرچ کیا جائے وہ سب ہدیہ اور سرکار دو جہاں عالم سر و خفاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے وہ بھی قبول ہو جائے تو ورنہ وہ بھی نہیں، کیا صحیح ہے؟ المستفتی: از محمد شفیع گاندھی نگر، دہلی کو تھیرورا ترپور چنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) کسی بھی عالم دین یا امام کو اگرچہ وہ تتخواہ دار ہو نو کر سمجھنا اور نو کر کہنا بے ادبی ہے۔ جس طرح ماں، باپ کی بیوی ضرور ہے مگر اسے اس لفظ کے ساتھ یاد کرنا ماں کی توہین ہے ایسے ہی تتخواہ دار عالم دین اجیر ضرور ہے مگر اسے نو کر کہنا یا اس کے ساتھ نو کر جیسا برتاؤ کرنا اس کی توہین ہے۔ لہذا زید کی جماعت کے لوگوں پر ضروری ہے کہ اس جملے سے رجوع کریں اور آئندہ ایسے الفاظ علمائے کرام کی شان میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ فتاویٰ رضویہ میں

ہے "امام اگر کسی قوم کا تنخواہ دار ہے تو وہ ان کا نوکر ضرور ہے مگر نہ خدمت گار بلکہ مخدوم جیسے علماء و قضاة و سلاطین کہ بیت المال سے وظیفہ پاتے ہیں مگر وہ رعایا کے خدمت گار نہیں ہو سکتے۔" (ص ۵۱۶ ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام کو جو وظیفہ دیا جاتا ہے وہ تنخواہ ہی ہے جو اس کے کام کے عوض میں دیا جاتا ہے یہ اور بات ہے کہ تعظیماً اس تنخواہ کو ہدیہ کا نام دے دیا جائے مگر حقیقت میں وہ اجرت ہی ہے جو نماز پڑھانے کے عوض میں دی جاتی ہے۔ عمر و کا یہ کہنا کہ اس کو لفظ تنخواہ سے نسبت دینا معصلاً رسول کی بے ادبی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہے صحیح نہیں اس لئے کہ تعلیم قرآن یا امامت پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے اور کسی جائز کام میں نہ منصب امامت کی سوائے ادبی ہو سکتی ہے اور نہ حضور علیہ السلام کی گستاخی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "فی الواقع اخذ اجرت بر تعلیم قرآن عظیم و دیگر علوم و اذان و امامت جائز است علی ما افہمی بہ الائمة المتأخرون نظراً الی الزمان حفظاً علی شعائر الدین و الایمان" (ص ۱۶۳ ج ۸) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

آڑھتی کا خریدار سے اضافی رقم لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

خریدار اور بکری دار کے درمیان ایک آڑھتی ہوتا ہے جو مال کے بکوانے اور خریدوانے میں مدد دیتا ہے قیمت طے ہو جانے کے بعد رقم آڑھتی ادا کرتا ہے اور مال خریدار لے جاتا ہے اس پر کچھ اضافی رقم طے یعنی مقرر رہتی ہے جو خریدار کو ادا کرنی ہوتی ہے رقم دینے میں وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی اور کبھی کچھ خریداروں سے آڑھتی کو رقم کے ڈوب جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور اگر خدا نخواستہ خریدار کا انتقال ہو جائے تو مکمل طور پر رقم ڈوب جانے کا اندیشہ رہتا ہے تو آڑھتی دار کا مناسب رقم لینا جائز ہے کہ نہیں؟ مع حوالہ کتب فقہ جواب مرحمت فرمائیں۔ حوالہ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت سے جلد نمبر کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ کرم ہوگا؟

المستفتی: شوکت علی، بابا ماربل، بکرانہ ضلع ناگور (راجستھان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آڑھتی کا اضافی رقم خریدار سے لینا جائز ہے کہ یہ اضافی رقم فی الواقع اس کے کام کی اجرت ہے اور اجرت لینا جائز و حلال ہے۔ ہاں یہ شرط لگائی جائے کہ اجرت فیصد کے لحاظ سے نہ ہو کہ فیصد سے اجرت لینا حرام و گناہ ہے اور نہ ہی اجرت مثل سے زیادہ ہو یعنی ایسے کام میں اتنی کوشش پر جو مزدوری ہوتی

ہے آڑھتی اس سے زائد نہ پائے گا اگرچہ فروخت کرنے والے سے کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ملے ہو کہ یہاں آڑھتی کی حیثیت اجرت پر کام کرنے والے کی ہے تو کام کے مطابق ہی ملے گا بہر حال اجرت سے زیادہ نہ دیں گے۔ رد المحتار میں تاتارخانیہ سے ہے: "فی الدلال و السمسار یجب اجر المثل و ما تواضعوا علیہ ان فی کل عشرۃ دنایہ کذا فذلک جرام علیہم" (مطلب اجرة الدلال، ج ۶، ص ۶۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۱۳ میں بھی ہے: واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی

۲۰ رزی الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

پگڑی کے جواز کا حیلہ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد کی دوکان جس کا انتظام و انصرام سنی وقف کمیٹی و میس نگر کر رہی ہے آج سے لگ بھگ چالیس سال پہلے سنی وقف کمیٹی سے دو ہزار روپے پگڑی دے کر لیا تھا اور ہر ماہ بھاڑا یعنی کرایہ اس دوکان کا مبلغ سولہ روپے ملے ہوا تھا پھر کافی برسوں کے بعد سنی وقف کمیٹی نے دوکان کا کرایہ اکیاون روپے کر دیا جو اب تک ادا کر رہا ہوں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میں اس دوکان کو زیادہ پگڑی لے کر کسی اور کو دے سکتا ہوں یا نہیں اور پگڑی لینا یا دینا از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز مہربانی فرما کر بحوالہ کتب شرعیہ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محسن بھائی حاجی عبدالرسول بھائی، ضلع مہسانہ، (گجرات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آج کل لوگ پگڑی کے لین دین میں اس قدر زیادہ مبتلا ہو گئے ہیں کہ اسے چھوڑنا ان کے لئے بہت ہی دشوار ہے اس لئے اب اس کے حل کی راہ یہ بتائی جاتی ہے کہ معاملہ پگڑی کا نہ کریں البتہ پگڑی کے طور پر جتنی رقم لینا منظور ہوا تنے کے بدلے میں دوکان کی زمین کرایہ پر دیدیں اور جو کرایہ ماہانہ عام طور پر ہوتا ہے وہ عمارت کا مقرر کر لیں اس طرح کی دوکانیں دوامی اجارہ پر ہوتی ہیں اگر سائل نے اس طور پر مسجد کی دوکان کرایہ پر لی ہے تو وہ دوسرے کو بھی درج بالا حل کے مطابق کرایہ پر دے سکتا ہے۔ البتہ اس سے احتراز کرے تو مناسب ہے اور دینا ہی ہے تو کسی مسلمان سنی صالح کو دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی

۱۹ رزی الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کی دکان بنانے کے لئے اس شرط پر رقم دیا کہ وہ دکان اسے کرایہ پر ملے گی تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ کرایہ کی دکان زیادہ کرایہ لے کر دوسرے کو دے سکتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مسجد کی دکانیں بننے وقت پیسے کی کمی ہوئی لہذا مسجد کی کمیٹی نے زید سے کہا کہ تم دکان بنوادو مسجد کمیٹی تمہیں کرایہ پر دکان دے دے گی۔ زید نے دس ہزار روپے دے کر دکان بنوادی اور کرایہ پر استعمال کرتا رہا۔ اب زید دکان بکر کو دینا چاہتا ہے اور اس سے دو لاکھ روپے لینا چاہتا ہے اور مسجد کمیٹی کرایہ دار کے نام ٹرانسفر کرنے کے لیے اس دو لاکھ کا ۳۰ فیصد مانگ رہی ہے تو ایسا کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

المستفتی: مولانا محمد احمد رضا، خواجہ مسجد ۲۵، غفور خان کی بزرگ، اندور، ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد کمیٹی نے زید سے جو یہ کہا کہ ”تم دکان بنوادو مسجد کمیٹی تمہیں کرایہ پر دکان دے دے گی۔“ اور زید نے اسے منظور کیا یہ واقع میں رشوت کے لین دین کا معاہدہ ہے کیوں کہ کسی کا کام بنانے کے لیے بغیر کسی عوض اس سے جو رقم لی جاتی ہے وہ رشوت ہوتی ہے تو زید اور مسجد کی کمیٹی رشوت کے لین دین کا معاہدہ کرنے پھر اس کو برتنے کی وجہ سے دونوں گنہگار ہوئے۔ حدیث شریف ہے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الراشی والمرتشی كلاهما في النار۔“ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ (کنز العمال ج ۶، حدیث ۱۵۰۷) اس لیے دونوں فریق گنہگار اور عذاب نار کے سزاوار ہوئے۔

اس سے بچنے کا ذریعہ یہ ہے کہ زید علانیہ یہ کہہ دے کہ اس نے دس ہزار روپے جو دیئے اور تعمیر مسجد میں جو کچھ صرف ہوگا وہ سب مسجد کے لیے عطیہ ہے اور یہ صرف زبان سے نہ کہے بلکہ دل میں بھی اس پر یقین کر لے پھر زید اور مسجد کمیٹی دونوں مسلمانوں کے مجمع میں علانیہ توبہ کریں۔

اجارہ صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اجارہ کی مدت معلوم ہو، صورت مسئولہ میں چونکہ اجارہ کی مدت مجہول ہے اس لیے وہ اجارہ ابتداءً صرف ایک ماہ کے لیے منعقد ہوا تھا پھر ایک ماہ کے ختم ہوتے ہی یہ معاہدہ بھی ختم ہو گیا تھا مگر چونکہ ہر ماہ کے اختتام کے بعد بھی فریقین عملی طور پر اجارہ کو باقی رکھتے ہیں اس لیے بطور تعاطی ہر نئے ماہ میں اجارہ منعقد ہوتا ہے اور اس کے اختتام پر ختم ہو جاتا ہے۔

بہار شریعت میں ہے: ”یوں اجارہ پر لیا کہ ہر ماہ ایک روپیہ کرایہ اور یہ نہیں ٹھہرا کہ کتنے مہینوں کے لیے کرایہ پر لینا دینا ہوا تو صرف پہلے مہینہ کا اجارہ صحیح ہے اور باقی مہینوں کا فاسد، پہلا مہینہ ختم ہوتے ہی پہلی ہی

تاریخ میں ہر ایک اجارہ کو فسخ کر سکتا ہے اور پہلی تاریخ میں فسخ نہیں کیا تو اب اس مہینہ میں خالی نہیں کر سکتا۔“
(ج ۱۳، ص ۱۳۲، بیان اجارہ فاسد)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”وان أجرد اكل شهر بدھم صح العقد في شهر واحد وفسد في بقية الشهر واذا تم الشهر الاوّل فلکل واحد منهما ان ينقض الاجارة لانتهاء العقد الصحيح ولو سمي جملة الشهر جاز۔“ (ج ۴، ص ۴۱۶، الباب الثالث في الاوقات التي يقع عليها عقد الاجارة)

کوئی بھی کرایہ دار اپنی مدت اجارہ میں اپنی دکان دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے لہذا زید بھی ایک ماہ کے اندر میعاد مقررہ کے لیے کرایہ پر دے سکتا ہے مگر کرایہ کے علاوہ کچھ بھی رقم لینا رشوت ہے اس لیے زید اور انتظامیہ دونوں وہ فاضل رقم لینے سے بچیں اور خدا سے ڈریں۔ ہاں کرایہ لے سکتا ہے مگر اس کی مقدار اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی جتنی یہ خود دیتا ہے۔ درمختار میں مستاجر کے تعلق سے ہے۔ ”وله السكنى بنفسه واسكان غيره لو أجر باكثر تصدق بالفضل۔“ (فوق رد المحتار، ج ۶، ص ۲۹، باب ما يجوز من الاجارة وما لا يجوز) والله تعالى اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی
۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ٹیوشن پڑھانے کے لئے اسکول میں مکمل نصاب نہ پڑھانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

آج کل اسکولوں اور کالجوں میں ٹیچر حضرات مکمل کورس کی کتابیں نہیں پڑھاتے اور بچوں کو ٹیوشن لینے پر زور دیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اساتذہ کی تنخواہ فکس رہتی ہے مزید پیسے کے لیے ٹیوشن لینے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے اساتذہ کی تنخواہ حلال ہے یا حرام؟ بینوا تو جو را۔

المستفتی: حکیم ابو بکر خاں برکاتی سگ رفیق ملت ناسک نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سبق کی مقدار پوری کیوں نہیں ہوتی؟ اگر اس کی وجہ یہ ہے کہ اساتذہ غیر حاضری زیادہ کرتے ہیں یا پوری تھکنی نہیں پڑھاتے یا حاضر رہتے ہوئے بھی کبھی پڑھاتے ہیں کبھی نہیں پڑھاتے یا جان بوجھ کر تھوڑا تھوڑا پڑھاتے ہیں تاکہ تکمیل کے لیے انہیں ٹیوشن کرانے کا موقع ملے۔ اور تنخواہ پوری وصول کرتے

ہیں تو ان تمام صورتوں میں وہ گنہگار ہیں پوری تنخواہ کے وہ حقدار نہیں جس قدر کام کیا اتنے کی ہی تنخواہ کے حقدار ہیں باقی تنخواہ لینا اور لے لیے ہوں تو واپس نہ کرنا ناجائز و گناہ ہے اور اگر یہ صورتیں نہیں ہیں بلکہ طلبہ از خود مزید معلومات کے لیے مزید وقت دے کر ٹیوشن لیتے ہیں تو انہیں ٹیوشن پڑھانا جائز ہے اور اس کی تنخواہ بھی جائز و حلال ہے۔

در مختار میں ہے "الاجیر الخاص ویسمی اجیر واحد من یعمل لواحد عملاً موقتاً بالخصیص ویستحق الاجر بتسلیم نفسه فی المدۃ وان لم یعمل کمین استوجر شہراً للخدمة ولیس للخاص ان یعمل لغیره"۔ ۱۷ ملخصاً (ج ۶، ص ۶۹)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "مدرسین و امثالہم اجیر خاص ہیں اور اجیر خاص پر وقت مقررہ معہودہ میں تسلیم نفس لازم ہے اور اسی سے وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے اگرچہ کام نہ ہو مثلاً مدرس وقت معہودہ پر مہینہ بھر برابر حاضر رہا اور طالب علم کوئی نہ تھا کہ سبق پڑھتا مدرس کی تنخواہ واجب ہوگئی ہاں اگر تسلیم نفس میں کمی کرے مثلاً بلا رخصت چلا جائے یا رخصت سے زیادہ دن لگائے یا مدرسہ کا وقت چھ گھنٹے تھا اس نے پانچ گھنٹے دئے یا حاضر تو آیا لیکن وقت مقرر خدمت مفوضہ کے سوا اور کسی اپنے ذاتی کام میں اگرچہ نماز نفل یا دوسرے شخص کے کام میں صرف کیا کہ اس سے بھی تسلیم نفس منقوض ہوگی یوں ہی اگر آتا اور خالی باتیں کرتا چلا جاتا ہے طلبہ حاضر ہیں اور پڑھاتا نہیں کہ اگرچہ اجرت کام کی نہیں تسلیم نفس کی ہے مگر یہ منع نفس ہے نہ کہ تسلیم بہر حال جس قدر تسلیم نفس میں کمی کی ہے اتنی تنخواہ وضع ہوگی۔" ۱۷ (ج ۸، ص ۱۶۹)

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ ربیع النور ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وعظ پر اجرت لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

کسی عالم دین کو زید نے جلسے میں خطاب کے لئے دعوت دی عالم دین نے نذرانہ کا مطالبہ کیا۔ زید نے کہا حضرت خطاب کا نذرانہ کرنا جائز نہیں تو انہوں نے کہا ہم خطاب کا نہیں اپنے وقت کی قیمت طلب کرتے ہیں تو اس کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟ المستفتی: نور محمد مائل رضوی چورہ، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس زمانہ میں وعظ، امامت، اذان، تعلیم قرآن و حدیث اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا جائز

ہے فتاویٰ رضویہ کتاب الاجارہ میں ہے ”بلکہ بعض علماء نے وعظ کو بھی ان امور مستثناة میں داخل کیا جن پر اس زمانہ میں اخذ اجرت مشائخ متاخرین نے بحکم ضرورت جائز رکھا“ (ج ۸ ص ۱۳۹)

نیز اسی میں ہے ”اصل حکم یہ ہے کہ وعظ پر اجرت یعنی حرام ہے درمختار میں اسے یہود و نصاریٰ کی ضلالتوں میں گناہ ہے، مگر کم من حکم مختلف باختلاف الزمان کہا فی العالمگیریۃ کلیہ غیر مخصوصہ کہ طاعت پر اجرت لینا ناجائز ہے ائمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ کیں، امامت، اذان، تعلیم قرآن مجید، تعلیم فقہ کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلا تکلیف معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں مجمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گناہوں، فقہیہ ابوالیث سمرقندی فرماتے ہیں، میں چند چیزوں پر فتویٰ دیتا تھا اب ان سے رجوع کی ازاں جملہ میں فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے مگر اب اجازت دیتا ہوں، لہذا یہ ایسی بات نہیں جس پر تکلیف لازم ہو“ (ج ۸ ص ۱۸۵) لہذا کسی عالم نے مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز پر اجرت مقرر کی یا وعظ پر اجرت کا مطالبہ کیا یا کوئی وعظ پر اجرت مقرر کر کے لیتا ہے تو یہ شرعاً ناجائز و درست ہے کسی کا اس پر اعتراض جائز نہیں۔

درمختار میں ہے۔ والثانی الخاص وهو من يعمل لواحد عملاً مؤقتاً۔ بالتخصیص ویستحق الاجر بتسلیم نفسه فی المدۃ“ کہ اجیر کی دوسری قسم اجیر خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی خاص وقت میں خاص آدمی کے لئے عمل کرنا اور اس مدت میں وہ تسلیم نفس کر دے تو اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔ (ج ۹ ص ۹۳/۹۵)

اور رد المحتار میں ہے: قال فی الهدایة و بعض مشائخنا رحمہ اللہ تعالیٰ استحسنوا الاستئجار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیة۔ ففی الامتناع تزییع حفظ القرآن وعلیہ الفتویٰ اہ وقد اقتصر علی استثناء تعلیم القرآن ایضاً فی متن الكنز و متن مواہب الرحمن و کثیر من الکتب و زاد فی مختصر الوقایة و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و زاد فی متن البجیع الامامة و مثله فی متن الملتقی و حرر البحار و زاد بعضهم الاذان و الاقامة و الوعظ۔“ (ج ۹ ص ۷۶)

لیکن خطبا کو اجرت ملے کرتے وقت ایک تو اجارہ کے اصولوں کی پابندی ضرور کرنی چاہیے دوسرے ایسا طریقہ نہ اختیار کرنا چاہیے جس سے ان کی اور علما کی وقعت مجروح ہو۔ آج کچھ خطبا اس طور پر معاملہ ملے کرتے ہیں جیسے کسی جنس بازار کا دام ملے کیا جاتا ہے وہ اس سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اظہر الدین برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

کتاب الذبائح

ذبح کا بیان

بحری جانوروں میں کون حلال ہیں کون حرام؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟

نیز ان میں کون مکروہ تنزیہی کون تحریمی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں:

(۱) بحری جانوروں میں کون سے حلال ہیں اور کون سے حرام؟ اور کیوں حلال ہوئے اور کیوں حرام؟

واضح فرمائیں۔

(۲) اور بحری جانوروں میں کون مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی ہیں؟ اور کیوں ہیں واضح فرمائیں۔ عین

المستفتی: ابوالین محمد شمشاد خاں محکمہ گڑگوڑیا شہر بستی (یوپی)

نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

کیم رذی الحجۃ ۱۴۲۳ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲) بحری جانوروں میں صرف اور صرف مچھلی حلال ہے، اس کے علاوہ جتنے جانور

ہم سب کے سب ناجائز و حرام ہیں، ہاں جو مچھلی پانی میں مرکرتی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی

کی سطح پر الٹ گئی تو وہ حرام ہے، درمختار کتاب الذبائح میں ہے "ولا یحل حیوان مائئ الا السمک" ۱۰ھ

(ج ۶ ص ۶۰۶)۔ اور فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح میں ہے "اما الذی یعیش فی البحر فجميع ما فی

البحر من الحيوان یحرّم اكله الا السمک خاصة فانه یحل اكله" ۱۰ھ (ج ۵ ص ۲۸۹)

البتہ جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے کہ نہیں اس بنا پر اس کی حلت و حرمت میں بھی اختلاف

ہے، لہذا اس سے بچنا ہی بہتر ہے، اعلیٰ حضرت رضی عنہ زبہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ جھینگے کو حاد یہ میں دو دو یعنی

کیڑا کہا اور کیڑے حرام ہیں اور اہل حلت کی طرف سے دلیل میں یہ نہ کہا کہ وہ مچھلی ہے بلکہ یہ کہ اس پر مچھلی کا

نام بولا جاتا ہے۔

تحقیق مقام یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں تو جن کے خیال میں جھینکا مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہیے، مگر کتب لغت وطب و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح ہے کہ وہ مچھلی ہے قاموس میں ہے "الا ربیان بالکسر سمک کالدود" اور ایسے شہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہیے" (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۷۶)۔ بعض جانوروں کے حرام ہونے کی حکمت کے بارے میں فقیر اعظم ہند صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ گوشت یا جو کچھ غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہو جاتی ہے اور اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ انسان بھی ان بری صفتوں کے ساتھ متصف ہو جائے، لہذا انسان کو ان کے کھانے سے منع کیا گیا، (بہار شریعت ج ۱۵ ص ۱۲۵)۔ مستفتی کو کسی چیز کے بارے میں یہ سوال کرنے کا حق نہیں کہ یہ کیوں حرام ہے اور کیوں حلال ہے، فتاویٰ رضویہ میں ہے "ان الحکمہ یکون لحکمۃ ولکن العباد مامورون باتباع الحکمہ دون الحکمۃ" یعنی حکم حکمت کے لیے ہوتا ہے مگر حکمت پر اس کا مدار نہیں رہتا بندہ کو حکم کا اتباع چاہیے حکمت جو اسے معلوم ہے۔ موجود ہو یا نہیں" (ج ۱ ص ۲۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

۲ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

مسلم نے غیر مسلم کے یہاں جانور ذبح کیا

غیر مسلم نے اسے پکا یا تو وہ حلال ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید ہندو کے یہاں دعوت پر گیا۔ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر جانور ذبح کر دیا پھر، ہندوؤں نے کھانا پکایا اور

اس نے کھایا اور یافت طلب امر یہ ہے کہ وہ ذبیحہ حلال ہوا کہ نہیں؟ بینوا تو جروا۔

المستفتی: حافظ محمد جعفر بیتال پور ضلع دیوبند، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید اگر سنی صحیح العقیدہ ہے اور اس نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر حلال جانور ذبح کر دیا تو وہ

جانور حلال ہو گیا اگرچہ غیر مسلم کا جانور تھا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مسلم ذبیح شاة المجوسی لبیت نارهم او الکافر لالہتهم

توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ المسلم کذا فی التتارخانیۃ ۱۰۱ھ (ج ۵ ص ۲۸۶)
 رہ گیا اس گوشت کا کھانا تو اگر وہ گوشت ذبح کے وقت سے کھانے کے وقت تک برابر مسلم کے سامنے
 رہا کبھی اس کی نگاہ سے اوجھل نہ ہو تو مسلمان اسے کھا سکتا ہے زید بھی کھا سکتا ہے اور اگر کچھ دیر کے لئے بھی
 مسلمان کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا تو اسے زید یا کسی بھی مسلمان کے لیے کھانا حرام ہے اس کی تفصیل محقق عصر مفتی
 محمد نظام الدین صاحب رضوی کی کتاب ”مشین ذبیحہ“ میں موجود ہے نیز صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فتاویٰ امجدیہ
 میں بھی یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جس گوشت کو کفار نے پکایا اور نظر مسلم سے غائب ہو گیا تو اس کا کھانا حرام ہے
 اگرچہ قرآن سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ گوشت مسلم کا ذبیحہ ہے“ ۱۰۱ھ (ج ۴ ص ۲۹۲) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۹ رزوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۸ھ

مرغی کا چمڑا کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ مرغی کا چمڑہ کھانا کیسا ہے؟ یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرغی کا چمڑہ نکالنا ضروری ہے اور
 کچھ کہتے ہیں چمڑہ نکالنا جائز ہے؟ المستفتی: محمد الیاس آئی قاضی، قصبہ جھابود ضلع داہود، گجرات
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مرغی کا چمڑہ کھانا جائز ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا القدر فی المولیٰ عن ایسے ہی ایک سوال
 کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں ”مذبوح حلال جانور کی کھال بیشک حلال ہے شرعاً اس کا کھانا ممنوع نہیں اگر
 چمڑے، بھینس، بکری کی کھال کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ فی الدد المختار اذا ما ذکیت شاة فکلها
 سوی سبع ففیہن الوبال فحاء ثم خاء ثم عین وodal ثم میمان وodal، انعنہن فالحاء الحیاء
 وهو الفرج والحاء الخصیة والغین الغدة والodal الدم المسفوح والمیمان المرارة والمعانة
 والodal الذکر ۱۰۱ھ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص: ۳۲۴) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد صابر حسین فیضی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۸ رشوال ۱۴۲۵ھ

مشین کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مشین کا ذبیحہ جائز ہے یا نہ جائز؟ المستفتی: محمد سیح انصاری رضوی، گورکھپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مشین کے ذریعہ جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں وہ سب کے سب حرام ہیں، ان کا حکم شرعاً وہی ہے جو مردار کا ہے اس لیے کہ جانور کے حلال ہونے کے لیے بالاتفاق یہ شرط ہے کہ ذابح عقل و شعور والا ہو، نیز مسلم، یا کتابی ہو، اور مشین کے ذریعہ ذبح کرنے میں ذابح نہ عقل و شعور والا ہے اور نہ ہی مسلم یا کتابی ہے بلکہ محض ایک ”بجلی“ ہے جو یقیناً ان اوصاف سے خالی ہے۔

ہدایہ ”کتاب الذبائح“ میں ہے ”ومن شرطه ان یکون الذابح صاحب ملة التوحید اما اعتقادا کالمسلم اودعوی کالکتابی، وذبیحة المسلم والکتابی حلال“ ۱۱ ملخصاً (ج ۳ ص ۴۱۸) تفصیل کے لیے محقق مسائل جدیدہ حضور مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی برکاتی کی تصنیف کردہ کتاب ”مشین ذبیحہ“ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ رذی القعدہ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اوجھڑی کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

حلال جانوروں کی اوجھڑی کا کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے کہ اوجھڑی کی کراہت تحریمی یا حرمت پر کوئی نص قطعی نہیں ہے اس لئے اوجھڑی حلال ہے۔ جب کہ بکر کہتا ہے کہ اوجھڑی سے طبیعت سلیمہ نفرت کرتی ہے اس لئے اوجھڑی ”وَيُحْتَرَمُ عَلَيْهِمُ الْجَبَائِثُ“ میں داخل ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اور بکر میں کون صحیح ہے؟ نیز دیوبندیوں نے واوی کشمیر میں ۱۰ مارچ ۲۰۰۶ء روزنامہ آفتاب ص ۳ پر حلت کا فتویٰ شائع کیا ہے۔ امید کہ مدلل اور مفصل جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔ بہنو اتوجروا۔

المستفتی: اسد اللہ نظامی مصباحی صدر المدرسین ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، اہت ناگ کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حلال جانوروں کے جن اعضا کا کھانا مکروہ و ناجائز ہے ان میں ایک عضو اوجھڑی بھی ہے تحقیق یہ ہے کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا بکر کا قول درست ہے کہ یہ ”وَيُحْتَرَمُ عَلَيْهِمُ الْجَبَائِثُ“ میں داخل ہے کیونکہ اوجھڑی اگر مثانہ، فرج و ذکر سے خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں کہ یہ سب اگر

معدن بول و گزرگاہ بول و منی ہیں تو اوچھڑی مخزن فرٹ ہے جو کسی طرح نجاست میں ان سے کم نہیں لہذا بطور اجزائے علت منصوصہ یہ بھی حکم کراہت میں داخل ہوگی۔ اور یہ طیب کو حرام ٹھہرانا نہیں خبیث کو مکروہ ٹھہرانا ہے۔ البتہ دیوبندی علما سے طیب اور مرغوب سمجھتے ہیں تو یہ ان کے اپنے ذوق کی بات ہے ان کے نزدیک تو بکرے کے پورے اور کالے کوئے بھی حلال ہیں۔ ان کا مذہب الگ ہے اور ہمارا مذہب الگ۔

اور اکثر فقہاء کا محض سات پر اقتصار یہ محض باتہایع نظم حدیث و نص امام ہے اس سے استیعاب مقصود نہیں جس طرح کتب فقہ میں لفظ شاة کی قید صرف باتہایع نظم حدیث ہے حالانکہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ یہ حکم بکری کے ساتھ خاص نہیں دوسرے حلال جانوروں کا بھی یہی حکم ہے۔ یہی وجہ ہے بعض فقہاء نے ان سات پر اضافہ بھی فرمایا ہے، علامہ قاضی بدیع خوارزمی علامہ شمس الدین تہستانی، علامہ سید احمد مصری وغیرہم نے حرام مغز اور گردن کے دوپٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں انہیں بھی اسی میں شمار کیا ہے بلکہ آخر کے دونوں حضرات نے خون جگر، خون طحال اور خون گوشت کو بھی اسی خانہ میں رکھا ہے۔

قائمی رضویہ میں بحر محیط سے ہے: "الغدود والذکر والانثیان والمثانة والعصبان اللذان فی العنق والمرارة والقصيد مکروہ" اہ ملخصاً جامع الرموز میں اس کے بعد ہے: "وکذا الدم الذی یمخرج من اللحم والكبد والطحال" اہ (ص ۳۲۵ ج ۸)

اسی میں ذبائح طحالی سے ہے: "الذکر والانثیان والمثانة والعصبان اللذان فی العنق والمرارة تحمل مع الکراهة، وکذا الدم الذی یمخرج من اللحم والكبد والطحال دون الدم المسفوح وهل الکراهة تحریمیة او تنزیہیة قولان" اہ (ایضاً)

پھر ان فقہائے کرام نے بھی اس زیادت سے استیعاب کا قصد نہیں فرمایا اس کی واضح دلیل یہ ہے انہوں نے خون جگر، خون طحال اور خون گوشت کو شمار کرایا اور خون قلب کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ انہیں کی مثل ہے بلکہ بہت سے فقہاء نے اس کی نجاست پر جزم فرمایا ہے۔

قائمی رضویہ میں حلیہ سے ہے: "فی القنیة دم قلب الشاة نجس والیہ مال کلام صاحب الهدایة فی التجدیس، و فی خزانة الفتاوی دم القلب نجس و دم الكبد والطحال لا" اہ (ص ۳۲۵ ج ۸)

اسی میں رحمانیہ سے ہے: "فی العتایبة دم القلب نجس و دم الكبد والطحال لا" اہ (ایضاً)

اور جب ان چیزوں کے ذکر سے حصر مقصود نہیں تو حکم کراہت انہیں کے ساتھ خاص نہ ہوگا بلکہ جہاں بھی علت خبیث موجود ہوگی حکم کراہت ثابت ہوگا۔ اور یقیناً یہ علت اوچھڑی میں موجود ہے۔ لہذا اس میں بھی بلاشبہ حکم

کراہت ثابت ہوگا۔ مزید تحقیق و تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ ج ۸، کتاب الذبائح کا مطالعہ مفید ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

وہابی دیوبندی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ وہابی دیوبندی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟
 المستفتی: شبیر احمد مدرسہ حنفیہ محلہ عالم خان نواب یوسف روڈ جون پور
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وہابی، دیوبندی وہ ہے جو گستاخ رسول ہو، ضروریات دین کا منکر ہو یا پیشوایان وہابیہ مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر بھی انہیں کافر و مرتد نہ مانے بلکہ مسلمان سمجھے اور جو شخص وہابی دیوبندی ہو وہ کافر و مرتد ہے اور کافر کا ذبیحہ حرام و مردار ہے اور وہ گوشت فروخت کرے تو اس کا خریدنا حرام اور کھانا بھی حرام ہے۔

لیکن اگر کوئی وہابی اس معنی کر ہو کہ وہ نیاز و فاتحہ کو ناجائز جانتا ہے یوں ہی دیگر معمولات اہلسنت کو بدعت سمجھتا ہے وہابی مولویوں کو سنی عالموں کی طرح اپنا دینی عالم سمجھتا ہو مگر ان کے عقائد کفریہ سے مطلقاً باخبر نہ ہو تو گمراہ بد مذہب ہے کافر نہیں لہذا اگر اس طرح کا وہابی ہے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے اور اس سے گوشت خریدنا اور اس کا کھانا حلال ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”جو بد مذہب ضروریات دین اسلام میں سے کسی عقیدہ کا منکر ہو یا اس میں شک کرے یا تاویل میں گڑھے باجماع تمام علمائے اسلام وہ سب کے سب کافر و مرتد ہیں غرض ایسے لوگوں کے کفر میں ہرگز نہ شک کیا جائے کہ جو ان کے عقیدہ پر مطلع ہو کر پھر سمجھ بوجھ کر ان کے عقیدہ میں شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے، ہاں جو بد مذہب دین اسلام کی ضروری باتوں میں سے کسی بات میں شک نہ کرتا ہو، صرف ان کے نیچے درجے کے عقیدوں میں مخالف ہو وہ اگرچہ گمراہ ہے کافر نہیں اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔ ۱۷ (ج ۸، ص ۳۳۰) در مختار میں ہے ”لا تحل ذبیحۃ غیر کتابی من وثنی و محوس و مرتد“ (ج ۶، ص ۲۹۸) اور اسی میں دوسری جگہ ہے ”و شرط کون الذابح مسلماً حلالاً“ (ج ۶، ص ۲۹۹) فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”لا توکل ذبیحۃ اهل الشرك والمرتد“ (ج ۵، ص ۲۸۵) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۹ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

چھڑوا اور چڑھاوے کا بکرا ذبح کر کے کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بچھڑا چھڑوایا یا غیر چھڑوایا چڑھاوا کا بکرا کسی قصائی مسلمان سے ذبح کرا کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جو کوئی جان بوجھ کر کبھی کبھار کھاتا رہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عمار رضامدرسہ حنفیہ محلہ عالم خان، نواب یوسف روڈ، جوپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب چھڑوا بچھڑا چھوڑنے کی وجہ سے حرام نہیں ہو جاتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَیْضِیَّةٍ وَّآلَا سَاۤیِٔةٍ وَّآلَا وَّصِیۡلَةٍ وَّآلَا حَاۤمِیۡمٍ ۚ وَلَٰكِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا یَفۡتٰرُوۡنَ عَلٰی اللّٰهِ الْكٰذِبَ ۚ وَاَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کہ جانور اور نہ بجا (سانڈ) اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا فترا باندھتے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (سورہ مائدہ/ ۱۰۳)

زمانہ جاہلیت میں کفار کان چڑے ہوئے اور سانڈ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے اس آیت کریمہ میں ان کے اس اعتقاد کو باطل کر دیا گیا ہے اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ کافر لوگ اللہ پر جھوٹا فترا باندھتے ہیں۔ خزائن العرفان میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام نہیں کیا اس کی طرف اس کی نسبت غلط ہے۔“ اور ان کو ذرا بے عقل کہنے کی توجیہ خزائن العرفان میں یہ فرمائی کہ ”یہ اپنے سرداروں کے کہنے سے ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اتنا شعور نہیں رکھتے کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول نے حرام نہ کی اس کو کوئی حرام نہیں کر سکتا۔“ اور آج کل انہیں کی روش پر وہابی، دیوبندی بد مذہب بھی چل رہے ہیں خدائے پاک انہیں عقل سلیم اور ہدایت اسلام دے۔

اور چھوڑنے کی وجہ سے وہ چھوڑنے والے کی ملک سے نکلتا بھی نہیں بلکہ اس کی ملکیت باقی رہتی ہے کیونکہ چھوڑتے وقت کوئی یہ نہیں کہتا کہ جو اسے پڑے وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ اس کی نیت تو صرف یہی رہتی ہے کہ یہ بچھڑا ہمیشہ آزاد پھرتا رہے۔ لہذا یہ چھوڑنے والے کی ملکیت میں بدستور باقی رہتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: ”لوسیب دابته وقال لا حاجة لی الیها ولہ یقل هی لمن أخذها فأخذها انسان لا یتکون له۔“ (ج ۴، ۳۸۲، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل)

اس تفصیل کی روشنی میں اس کا حکم یہ ہوا کہ اگر خود مالک اسے کسی سے ذبح کرائے تو وہ جانور بھی حلال ہوگا اور اس سے خرید کر اس کو کھانا بھی حلال ہوگا۔ اور اگر کسی اجنبی نے مالک کی اجازت کے بغیر اسے پکڑ کر کسی

مسلمان سے ذبح کرایا تو جانور ذبح سے حلال تو ہو جائے گا مگر مالک کی اجازت کے بغیر دوسروں کو اس کا گوشت خریدنا، بیچنا اور کھانا حلال نہ ہوگا کہ یہ ملک غیر میں ناحق تصرف ہے جیسے کوئی آدمی کسی کا چاول غصب کر لے تو اسے پکا کر کھانا حرام ہوتا ہے ویسے ہی یہ بھی حرام ہوگا کہ ذبیحہ حلال ہے۔ یہی حکم اس جانور کا بھی ہے جو چھوڑا ہوا نہ ہو کہ اس پر تو بدرجہ اولیٰ مالک کی ملکیت باقی ہے۔

اور چڑھاوے کا بکرا جسے ہندو مندروں میں بتوں پر چڑھانے کے لیے لے جاتے ہیں اگر کسی مسلمان نے اللہ عزوجل کے لیے اس کا نام پاک لے کر اس کے مالک کی اجازت سے ذبح کیا تو وہ جانور حلال تو ہو جائے گا مگر مسلمان کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے اور اس کا گوشت نہ لینا چاہئے کیونکہ اس میں کافر کے زعم کے مطابق اس کے مقصد باطل کو پورا کرنا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”ذبح میں ذابح کی نیت شرعاً معتبر ہے، اگر کافر اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرائے اور مسلمان اللہ عزوجل کے لیے اس کا نام پاک لے کر ذبح کرے جانور حلال ہو جائے گا مگر یہ فعل مسلمان کے لیے مکروہ ہے اور اس کا گوشت اس سے لینا بھی نہ چاہئے کہ اس میں کافر کے زعم میں اس کے مقصد باطل کا پورا کرنا ہے اور یہ گوشت اس کی طرف سے تصدق لینا ہے۔ والیٰ العلیٰ خیر من الیٰ السفلیٰ ولا یلمغی لیلید کافر ان تکون اعلیٰ من ید مسلم۔ والمسئلۃ منصوۃ علیہا فی العالمگیریۃ، والتاتارخانیۃ انہ یحل ویکرہ للمسلم۔“ (ج ۸، ص: ۳۳۷/۳۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علمبی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۴ جمادی الآخرہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْأُضْيَةِ

قربانی کا بیان

کھیت کی قیمت نصاب سے فاضل ہے مگر پیداوار اتنی نہیں کہ خرچ کے لئے کافی ہو تو عشر و قربانی واجب ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل سے متعلق

(۱) زید کے پاس ایک ہیکھ زمین کاشت والی ہے جس کی قیمت زکاة کے نصاب سے زائد ہے اور اس کی سالانہ پیداوار اتنی نہیں جو اس کے پورے پورے پر یوار کے لیے کافی ہو تو آیا ایسی صورت میں ہر فصل پر عشر اور ایام قربانی میں قربانی زید پر لازم ہے یا نہیں؟ المستفتی: نور محمد نوری کہہ رہا ماکپور، جریلی سینٹا پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر زید کے پاس زمین و جائیداد کی آمدنی سے صرف اتنا حاصل ہوتا ہے کہ اس کا خرچ پورا ہو جاتا ہے یا اس سے بھی کم حاصل ہوتا ہے تو اس پر قربانی یا صدقہ فطر واجب نہیں۔ لیکن اگر اس کے پاس کسی طرح اتنی آمدنی ہوتی ہے کہ سال بھر کا خرچ پورا ہو جاتا ہے اور ساڑھے ہاون تو لے چاندی کی قیمت کے برابر مال قربانی یا عید الفطر کے موقع پر موجود بھی ہے تو اس پر قربانی و صدقہ فطر واجب ہے۔ یہی فقہی سمینار بورڈ دہلی کا فیصلہ ہے۔

اور ہر فصل پر عشر تو ہر حال میں واجب ہے کہ عشر واجب ہونے کے لیے نصاب کی شرط نہیں اگر ایک من، یا دو چار کلو بھی پیداوار ہو تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔ در مختار "باب العشر" میں ہے "يجب بلا شرط نصاب ۱۰ ملخصاً۔ رد المحتار میں اس کے تحت ہے "يجب فيما دون النصاب بشرط ان يبلغ صاعاً"

۱۰ (ص ۲۶ ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صدیق عالم مظری

۲۰ ربیع الثوث ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

گھسیگھا والے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ گھسیگھا والے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاضی اطیوع الحق عثمانی، سعد اللہ نگر، بلرام پور (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جس جانور کا گھلا پھول آیا اگر وہ اس قدر پھولا ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی قیمت میں کمی آتی ہے تو یہ عیب ہے اور اس جانور کی قربانی ناجائز ہے اور قیمت کم نہ ہو تو قربانی جائز ہے مگر کراحت کے ساتھ۔ اور عیب اس کو کہتے ہیں جس کے سبب تاجروں کی نگاہ میں جانور کی قیمت کم ہو جائے۔ ہدایہ میں ہے "کل ما اوجب نقصان الثمن فی عادة التجار فهو عیب۔" (باب خیاء العیب ج ۳ ص ۲۳) رد المحتار میں ہے "واعلم ان הכל لا یخلو عن عیب والمستحب ان یکون سلیمًا عن العیوب الظاہرة فما جوزا ههنا جوز مع الکراهة کما فی المضمرة۔"

(کتاب الاضحیة ج ۶ ص ۳۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد انوار الحق قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا بٹائی کے جانور کی قربانی جائز ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

بٹائی کے جانور کی قربانی جائز ہے کہ نہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: جابر علی، مقام جمیچہ پوسٹ بڑوا، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بٹائی کے جانور کی قربانی بٹائی پر دینے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اس جانور کا مالک ہے اور بٹائی پر لینے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس جانور کا مالک نہیں بلکہ اپنی نگہداشت وغیرہ کا جو کام کیا ہے اس کی اجرت مثل کا حقدار ہے کہ جانور کو دوسرے کو پالنے کے لیے اس طور پر دینا کہ جو بچہ پیدا ہوگا نصف اجیر کا ہوگا اور نصف مالک کا یہ شرکت فاسدہ ہے۔ ہاں اگر جس جانور کو بٹائی پر لے گیا ہے اس کی آدمی قیمت مالک کو دے دے تو اب چونکہ اس جانور میں شرکت ہوگئی تو بچے بھی مشترک ہوں گے پھر اگر اس جانور کے دو سوتے

پیدا ہوئے تو ایک کا یہ تنہا مالک ہو جائے گا اور خاص اس صورت میں اس کی قربانی بھی جائز ہوگی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "و علی هذا اذا دفع البقرة الى انسان بالعلف لیكون الحادث بينهما نصفين فما حدث فهو لصاحب البقرة ولذالك الرجل مغل العلف الذي علفها واجر مثله فيما قام عليها فالحيلة في ذلك ان يبيع نصف البقرة من ذلك الرجل بشمن معلوم حتى تصير البقرة واجناسها مشتركة بينهما فيكون الحادث منها على الشركة كذا في الظہیریۃ ۱۰۱ (ج ۲ ص ۳۳)

اب اگر بٹائی پر لینے والا اس بٹائی کے جانور کی قربانی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ مالک جانور سے پہلے اپنی اجرت مثل لے لے پھر اس جانور کو اس سے خرید لے اور اس کی قربانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲۹ رزوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۸ھ

قربانی کی کھال کسے دی جائے؟ مسجد میں دے سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھال کس کو دینا چاہئے اور کس کو نہیں دینا چاہیے، مسجد کے کام میں کھال کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: امتیاز احمد باندرا رضوی، ادگاؤ بیس ڈھور گلی میرج شریف سانگلی، مہاراشٹر
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قربانی کی کھال یا کھال بیچ کر اس کا دام مسجد میں دینا جائز ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "حرم قربانی کا صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ خود اپنے صرف میں بھی لاسکتا ہے مثلاً اس کی جانماز یا جلد، یا چلنی، ڈول وغیرہ بنوا کر استعمال کر سکتا ہے۔ یا اسے کسی باقی رہنے والی چیز کے ساتھ بدل سکتا ہے۔ درختار میں ہے "یتصدق بجلدها او یعمل منه نحو غربال و جراب و قرۃ و سفرۃ و دلو، او یبدله بما ینتفع بہ باقیاً کما مر" (فتاویٰ امجدیہ، ج ۳، ص ۳۰۴) یوں ہی اسے ہرنیک کام میں لگا سکتا ہے خواہ مدرسہ و مسجد میں دے، یا کسی اور ثواب کے کام میں لگائے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے "لو باعها بالدرہم لیتصدق بہا جاز لانه قرۃ کالتصدق کذا فی التبیین وھکذا فی الھدایۃ والکافی" (ج ۵، ص ۳۰۱، باب السادس، فی بیان ما یتحب فی الاضحیۃ)

اور بزاز یہ ہیں ہے "لہ ان یبیعہا بالدر اہم لیتصدق بہا" ۱۰۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبۃ: شمس الدین احمد علی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۵ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

میت کے نام قربانی کر سکتے ہیں؟ اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ میت کے نام قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں اگر کر سکتے ہیں تو اس کا گوشت کون کون کھا سکتے ہیں؟
 المستفتی: یار محمد جموتی ڈیہہ، ایس نگر پولی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب میت کے نام سے قربانی کرنا جائز و درست ہے اور اس گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے دوست و احباب کو دے اور فقیروں کو بھی دے یہ ضروری نہیں کہ سارا گوشت فقیروں ہی کو دے۔ ہاں اگر اس نے وصیت کی ہو تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔

حدیث شریف میں ہے: عن حنش قال: رایت علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضحی بکبشین فقلت له ما هذا؟ قال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحی عنہ فانما اضحی عنہ۔ حضرت حنش سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کروں۔ لہذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (السنن لابن داؤد ج ۲ ص ۳۸۵ "باب الاضحیۃ عن المیت) رد المحتار "کتاب الاضحیۃ" میں ہے "قال فی البدائع لان الموت لا یمنع التقرب عن المیت بدلیل انه یجوز ان یتصدق عنہ ویحج عنہ، وقد صح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین احدهما عن نفسه والاخر عن لم ینذح من امتہ" ۱۰۱ (ج ۶ ص ۳۲۶)

فتاویٰ بزاز یہ "کتاب الاضحیۃ" میں ہے "المختار انه ان ضحی بامر المیت لا یأکل منها وان بغیر امرہ یأکل" ۱۰۱ (ج ۶ ص ۲۹۵) ایسا ہی بہار شریعت ج ۱۵ ص ۱۴۴ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبۃ: زبیر احمد قادری
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۴ رزی الحجہ ۱۴۲۹ھ

پڑوسی کا حق کیا ہے؟ کیا کافر پڑوسی کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں؟

مسئلہ پڑوسی کا حق کیا ہے کافر پڑوسی کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: یار محمد جموتی ڈیہہ ایس گریجویٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پڑوسی کی تین قسمیں ہیں (۱) مسلم رشتہ دار (۲) مسلم (۳) کافر۔ ان میں سے ہر ایک کے حقوق مختلف ہیں، اگر پڑوسی مسلم رشتہ دار ہو تو اسے حق جوار، حق اسلام اور حق قرابت حاصل ہے اور اگر پڑوسی مسلم ہو رشتہ دار نہ ہو تو اس کو حق جوار اور حق اسلام حاصل ہے اور اگر پڑوسی کافر ہو تو اس کو صرف حق جوار حاصل ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجيران ثلاثة فمنهم من له ثلاثة حقوق ومنهم من له حقان ومنهم من له حق، فاما الذي له ثلاثة حقوق فالجار المسلم القريب له حق الجوار وحق الاسلام وحق القرابة واما الذي حقان فالجار المسلم له حق الجوار وحق الاسلام واما الذي له حق واحد فالجار الكافر له حق الجوار قلنا! يا رسول الله! افنطعمهم من نسكنا؟ فقال: لا تطعموا المشركين شيئاً من النسك.“

ترجمہ: حضور نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو اور بعض کے ایک جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو تو اس کے تین حق ہیں حق جوار، حق اسلام اور حق قرابت، پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں حق جوار، حق اسلام، اور پڑوسی کافر کا ایک حق ہے، حق جوار، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ان کو اپنی قربانیوں کا گوشت دیں فرمایا مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو (کنز العمال ج ۵ ص ۴۵، ہاٹ حقوق تعلق بصحبة الجار)

لہذا کافر کو قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں خواہ وہ پڑوسی ہو یا نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں ”یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے“ والطیبت للطیبین

والطیبون للطیبین“ (ج ۸ ص ۴۶) ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۳۱۸ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: زبیر احمد مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قربانی کا جانور چوری ہو گیا پھر دوسرا لیا اب پہلا مل گیا تو غنی کو اختیار ہے جس کی

چاہے کرے اور فقیر پر دونوں کی واجب

مسئلہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور لیا اور اب وہ گم شدہ بھی مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں جس ایک کی چاہے قربانی کرے اور فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانی کرے اھ ملخصاً (بہار شریعت ج ۱۵ ص ۱۳۲)

دریافت طلب امر یہ ہے کہ غنی کو اختیار ہے مگر فقیر پر واجب ہے کہ دونوں کی قربانی کرے ایسا کیوں؟

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری پبلی بھتی 9719703910

الجواب اگر وہ غنی یعنی مالک نصاب تھا تو اس جانور کے خریدنے سے اس پر قربانی واجب نہ ہوئی بلکہ شرعاً اس پر کسی ایک جانور کی قربانی واجب تھی لہذا جب ان دونوں میں سے کسی بھی جانور کی قربانی کر دی تو اس کی قربانی ہو گئی اور وجوب ساقط ہو گیا، لیکن اگر دوسرا جانور پہلے والے سے کم قیمت کا ہو تو باقی روپیے کو صدقہ کرے۔

اور اگر وہ فقیر تھا تو اس جانور کو بنیت قربانی خریدنے کی وجہ سے اس پر قربانی واجب ہو گئی اور اب یہی جانور متعین ہو گیا پھر جب گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا اور پہلا والا بھی مل گیا تو اس پر دونوں کی قربانی واجب ہے الغرض مالدار پر شروع ہی سے وجوب ہے شریعت کی وجہ سے نہ کہ خریدنے کی وجہ سے، اور فقیر پر وجوب قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کی وجہ سے ہے اس لیے جب اس نے دوبارہ جانور خریدے تو دونوں کی قربانی واجب ہوئی۔ ہدایہ میں ہے لان الوجوب علی الغنی بالشروع ابتداء لا بالشراء فلم تتعین بہ و علی الفقیر بشرائہ بنیۃ الاضیۃ فتعینت ولا یجب علیہ ضمان نقصانہ کما فی نصاب الزکوٰۃ وعن هذا الاصل قالوا اذا ماتت المشتراة للتضحیۃ علی الموسر مکانها اخری ولا شی علی الفقیر ولو ضلت او سرقت فاشتری اخری ثم ظہرت الاولی فی ایام النحر علی الموسر ذبح احدهما و علی الفقیر ذبحهما اھ (ج ۳ ص ۴۳۲، کتاب الاضحیۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ شاہد رضا ہشامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید آمدنی کا اکثر حصہ والد کو دے دیتا ہے وہی مالک ہیں تو قربانی کس پر ہے؟ اگر دونوں مالک نصاب ہوں تو؟

مسئلہ خالد کی ماہانہ تنخواہ ۴۲ ہزار ہے اس کے والد باحیات ہیں وہ اپنی تنخواہ کا اکثر حصہ والد کو دے دیتا ہے وہی مالک ہیں تو قربانی کس کے ذمہ ہوگی اگر دونوں کے پاس نصاب کامل پایا جائے تو دونوں پر واجب ہے یا نہیں؟
المستفتی: اشرف جمال مدرسہ تیغیہ رسول آباد، سلطان پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وجوب قربانی کی شرطوں میں سے ایک شرط تو نگری یعنی مالک نصاب ہونا ہے اور مالک نصاب ہر وہ شخص ہے جو حاجت اصلیہ کے سوا ساڑھے باون تولے چاندی (یعنی چھپن روپے بھر) یا ساڑھے سات تولے سونا یا اس کی قیمت یا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کا دام مذکورہ نصاب کے برابر ہو تو وہ مالک نصاب ہے اس پر قربانی واجب ہے اور اس وقت چھپن روپے بھر کا دام چار ہزار چار سو اسی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب الاضحیہ ج ۵ ص ۲۹۲ میں ہے "من له مائتا درهم او عشرون دینارا او شیئ یبلغ قدماً مائتی درهم فصاعد سوئی مسکنه و متاع مسکنه و مرکوبه فی حاجته التی لا یتغنی عنها فعلیه الاضیة ملخصاً۔"

لہذا اگر خالد اور اس کے والد دونوں کے پاس کامل نصاب ہوں تو دونوں مالک نصاب ہیں جیسا کہ ظاہر یہی ہے اور دونوں پر قربانی واجب ہوگی۔ اور اگر مالک نصاب صرف اس کے والد ہیں تو فقط انہیں پر واجب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

۱۸/رجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا قربانی کے گوشت پر فاتحہ دینا جائز ہے؟

کیا بڑے جانور کی قربانی میں شرک کا طاق ہونا ضروری ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین مسائل ذیل میں کہ
(۱) یہاں کے سنی مسلمان قربانی کے گوشت پر فاتحہ دیئے بغیر تقسیم نہیں کرتے اور ایک سنی عالم دین نے جمعہ میں اعلان فرمایا کہ جو دنبہ قربانی کی نیت سے لیا گیا اس کے خون چکنے سے قبل اللہ کی بارگاہ میں مقبول

ہو جاتا ہے۔ لہذا قربانی دے کر گوشت آپس میں تقسیم کر لو فاتحہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن عوام کا خیال کہ ہم لوگ ایک عرصہ دراز سے بغیر فاتحہ کے گوشت کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور آپ کا مسئلہ ہم لوگ نہیں مانتے بلکہ وہ قربانی جائز نہیں، دیگر دنیاوی باتیں طرح طرح کی آپس میں مثال قائم کرنا۔

لہذا کیا قربانی کے گوشت پہ فاتحہ دینا جائز ہے؟

(۲) زید کہتا ہے کہ ایک گائے میں سات حصہ جائز ایک جائز دو جائز نہیں تین جائز ۵ جائز، چار چھ جائز نہیں۔ مفتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے مؤدبانہ اجیل ہے کہ جلد از جلد جوابات سے نوازیں تاکہ آپسی خلفشار کا حل ہو سکے۔ بینوا تو اجر و ا۔

المستفتی: محمد زاہد حسین قادری، مولانا ریڈ میڈ اسٹورس کڑچی ضلع بلاگرام، کرناٹک۔ ۵۹۱۳۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) ہر پاک اور حلال چیز پر فاتحہ دینا جائز ہے، شرع مطہر نے اس کے لیے کسی معین چیز کی تخصیص نہیں فرمائی۔ لہذا قربانی کے گوشت پر فاتحہ دینا جائز و مستحسن ہے کہ اس سے قربانی کرنے والے کی طرف سے قربت تو ادا ہوگئی، ساتھ ہی اس کا ثواب امواتِ مسلمین کو بھی بوجہ فاتحہ پہنچ گیا۔ اس لیے عالم صاحب کو چاہیے تھا کہ عوام کو نرمی سے سمجھائیں، اور جب تک ان کی نگاہ میں معتمد نہ ہو جائیں نہ روکیں۔ عالم صاحب کا بیان کہ ”قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے“ صحیح اور حدیث پاک کے موافق ہے، حدیث شریف میں ہے ”وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع من الارض فطیبوا بہا نفساً“ ۱۷ یعنی قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام مقبول میں پہنچ جاتا ہے، لہذا اس کو خوش دلی سے کرو“ ۱۷ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۷۵) مگر اس کی وجہ سے فاتحہ کی ممانعت نہیں ہو جاتی، اور نہ ہی اتنے سے فاتحہ کی غرض پوری ہوتی ہے۔ فاتحہ کی غرض ہے امواتِ مسلمین کو ثواب پہنچانا، جب کہ قربانی مقبول ہو تو اس کا ثواب اسے ملتا ہے جس کی طرف سے قربانی کی گئی اور ان کا یہ بیان کہ ”قربانی دے کر گوشت آپس میں تقسیم کر لو فاتحہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں“ یہ بھی درست ہے، اس لیے اگر فاتحہ نہ دیں تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اور عوام کا یہ خیال کہ بغیر فاتحہ کے گوشت تقسیم کر دینے سے قربانی جائز نہیں ہوتی، اور جائز ہونے کے لیے فاتحہ دینے کو ضروری سمجھنا درست نہیں، ان کا یہ خیال فاسد و لغو ہے، اور ان کا یہ کہنا کہ ”آپ کا مسئلہ ہم لوگ نہیں مانتے“ یہ نہایت جرأت و بے باکی ہے ان پر لازم ہے کہ توبہ و استغفار کریں اور آئندہ اس طرح بے تحقیق شریعت کے مسئلے میں حلال و حرام بتانے سے احتراز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بڑے جانور مثلاً گائے، اونٹ، بھینس میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں، اور اگر شرکاء سات سے کم ہوں تو بھی جائز ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”گائے، اونٹ میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں، سات حصے کرنا ضروری نہیں کہ سات سے کم ہوں تو قربانی ہی نہ ہو اگر دو یا تین یا پانچ یا چھ حصے کیے گئے جب بھی جائز ہے یعنی کوئی حصہ ساتویں سے کم نہ ہو اور زیادہ ہو تو حرج نہیں“ ۱ھ
(فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۳۱۳)

ہدایۃ کتاب الاضحیۃ ”میں ہے:

”تجوز عن خمسة او ستة ذكرا محمد في الأصل لانه لما جاز عن سبعة فعتن دونهم اولي ولا تجوز عن ثمانية اخذا بالقياس فيما لانص فيه وكذا اذا كان نصيب احد هم اقل من السبع لا يجوز عن الكل لانعدام وصف القرية في البعض، ولو كانت البدنة بين اثنين نصفين تجوز في الاصح لانه لما جاز لثلاثة الاسباع جاز نصف السبع تبعاله“ ۱۱ ملخصاً
(ج ۳ ص ۲۲۸-۲۲۹)

اور در مختار کتاب الاضحیہ میں ہے:

”ولو لأحد هم اقل من سبع لم يجز عن احد وتجزى عما دون سبعة بالاولی“ ۱۱ھ
(ج ۶ ص ۳۱۵)

اور رد المحتار میں ہے:

”وأطلقه فشميل ما اذا اتفقت الأنصباء قدرا أو لالكن بعد أن لا ينقص عن السبع، ولو اشترك سبعة في خمس بقرات أو أكثر صح لأن لكل منهم في بقرة سبعة لا ثمانية في سبع بقرات أو أكثر لأن كل بقرة على ثمانية أسهم فلكل منهم أقل من السبع“ ۱ھ (ج ۶ ص ۳۱۶، کتاب الاضحية)

لہذا زید کا کہنا ہے کہ ”دو حصہ جائز نہیں“ درست نہیں ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے اس قول سے رجوع کرے اور آئندہ اس طرح بے علم غلط مسئلہ بتانے سے احتراز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

امریکی نے ہندوستانی کو قربانی کا وکیل کیا تو قربانی کب کرے یہاں کے وقت پر یا وہاں کے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

ہمارے یہاں کے بہت سے لوگ امریکہ، کناڈا، انگلینڈ اور افریقہ وغیرہ میں مقیم ہیں ان مقامات کے فاصلے طویل ہیں تاہم بھی یہاں سے پیچھے چلتا ہے مثلاً امریکہ ۱۲ گھنٹے کناڈا ۱۱ گھنٹے اور افریقہ ساڑھے تین گھنٹے پیچھے ہے۔ دریافت طلب امریہ ہے کہ ان لوگوں کی قربانیاں یہاں ان کے رشتہ دار کو سونپ دیتے ہیں کہ ہمارے نام کی قربانی کر دیں (وکیل بنا دیتے ہیں) تو ان لوگوں کی قربانی یہاں کے مطابق ہوگی ۱۰ ارزی الحجہ کو یا پھر ۱۱ ارزی الحجہ کو ہوگی اس لیے کہ ان کا وقت پیچھے ہے۔

زید کا کہنا ہے کہ جب وکیل بنا دیا گیا ہے تو وکیل اپنے حساب سے قربانی کر دے تو قربانی ہو جائے گی۔ بکر کہتا ہے کہ قربانی نہیں ہوگی ان لوگوں کی کیوں کہ وقت سے پہلے ہے۔ اس لیے کہ ہندوستان میں دن ہوتا ہے تو امریکہ میں رات ہوتی ہے۔ اس لیے کہ امریکہ میں ۱۰/۱۲ گھنٹے بعد عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی جائے گی کناڈا میں ۸/۹ گھنٹے بعد اور انگلینڈ میں ۱۵ گھنٹے بعد (اور کبھی وہ لوگ آگے نماز پڑھ لیتے ہیں) سعودیہ کے مطابق، مجبوری یہ ہے کہ وہ لوگ چاند دیکھ نہیں پاتے اس لیے سعودیہ عربیہ ہندو پاک سے رابطہ قائم کرتے ہیں اس لیے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ وکالت سے ان کی قربانی ہوگی یا ۱۱ ارزی الحجہ کو قربانی کریں۔ اس سال اس بات کو لے کر بہت جہے ہو رہے ہیں۔ برائے کرم مدلل و مفصل جواب مرحمت فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد سلیم اختر برکاتی، خادم نورانی جامع مسجد دیارہ ضلع بھروچ، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب امریکہ، کناڈا وغیرہ میں جب قربانی کا وقت ہو جائے اور یہاں ہندوستان میں بھی قربانی کا وقت رہے تو وکیل اپنے موکل کی طرف سے قربانی کرے اس کے خلاف کرے گا تو قربانی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسین گجراتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جانور کے تھن سے خون آتا ہو تو قربانی جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اگر جانور کے تھن سے خون آتا ہو تو قربانی جائز ہے یا ناجائز؟ بیٹو تو جروا۔

المستفتی: قاضی طبعوا الحق صاحب عثمانی علاء الدین پور گونڈہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر جانور بڑا ہے چار تھن والا جیسے بھینس اور اس کے صرف ایک تھن سے خون آرہا ہے اور باقی تین تھن درست ہیں ان سے دودھ ہی آتا ہے تو اس کی قربانی صحیح ہے اور اگر جانور چھوٹا ہے دو تھن والا جیسے بکری اور ایک تھن سے یا دونوں تھنوں سے خون آتا ہے تو اس کے سبب پر نظر کی جائے اگر کہیں کچھ کٹ گیا ہے اس لیے خون آتا ہے یا پھوڑے کی وجہ سے خون آتا ہے اور پھوڑا ایسا ہے جو بہہ کر ٹھیک ہو جائے گا اور تھن کا کام صحیح ہو جائے گا تو یہ عیب قربانی کے جواز سے مانع نہ ہونا چاہیے کہ اس سے تھن کی منفعت ختم نہیں ہوئی بلکہ ایک مرض کی وجہ سے عارضی شکایت پیدا ہوگئی ہے ہاں تھن سے خون آنے تک اس کی قربانی مکروہ ہوگی کہ جانور عیب دار ضرور ہے اس کا علاج کرائیں جب وہ شفا یاب ہو جائے تب قربانی کریں۔

اور اگر وہ مرض لا علاج ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی منفعت بالکل ختم ہو چکی ہے اس صورت میں اس کی قربانی صحیح نہیں جیسا کہ رد المحتار میں ہے: وقد يكون من انقطاع اللبن بان يصيب ضرعها شيء فيكون فينقطع لبنها... اور اسی میں خلاصہ کے حوالے سے ہے مقطوعة رؤوس ضروعها لا تجوز فان ذهب من واحدة اقل من النصف فعل ما ذكرنا من الخلاف في العين والاذن وفي الشاة والبقر اذا لم يكن لهما احدي حلمتيهما خلقة او ذهب بافة وبقيت واحدة لم يجز في الابل والبقر ان ذهب واحدة يجوز واثنان لا... اور ذکر فیہا جواز التی لا یینزل لہا لبن من غیر علة وفي التاتر خانية والشطور لا تجزی وہی من الشاة ما قطع اللبن عن احدي ضرعها ومن الابل والبقر ما قطع ضرعها لان لكل واحدة منهما اربع اضرع۔ ۱۳۰ (ج: ۹، ص: ۴۷۰ کتاب الاضحية)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ومن المشائخ من يذكر لهذا الفصل اصلا ويقول كل عيب يزيل المنفعة على الكمال او الجمال على الكمال يمنع الاضحية وما لا يكون بهذا الصفة لا

يمنع۔ ۱۳۰ (ج: ۵، ص: ۲۹۹) واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: سرفراز احمد فیضی
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

خصی کی قربانی درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

خصی کی قربانی درست ہے یا نہیں زید کا کہنا ہے کہ صرف بکرے کی قربانی درست ہے خصی کی نہیں کیونکہ خصی کروانے سے جانور عیب دار ہو جاتا ہے اور عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں جب کہ عمر و کا کہنا ہے کہ بکرے اور خصی دونوں کی قربانی جائز ہے آیا زید کا کہنا درست ہے یا عمر و کا؟ بیجا تو جروا۔

المستفتی: محمد شبیر مقام پھنڈیا پوسٹ منڈف ضلع بستی (یو، پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید غلط کہتا ہے اور عمر و صحیح۔ شرعی نقطہ نظر سے خصی کی قربانی بھی صحیح ہے اور بکرے کی بھی فرق یہ ہے کہ بکرے کی قربانی صرف جائز ہے اور خصی کی قربانی جائز بھی ہے اور افضل بھی اس لیے کہ خصی کروانے سے اس کا گوشت پوست عمدہ اور جانور خوبصورت و فرہ ہو جاتا ہے لہذا زید کا یہ کہنا کہ صرف بکرے ہی کی قربانی درست ہے خصی کی نہیں اس لیے کہ خصی کروانے سے جانور عیب دار ہو جاتا ہے اور عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں، بالکل غلط ہے اس لیے کہ عیب اس چیز کو کہتے ہیں جس کے سبب تاجروں کی نگاہ میں جانور کی قیمت کم ہو جائے اور خصی جانور کی قیمت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھ جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ ہند یہ میں ہے: **والخصی افضل من الفعل لانه اطیب لحماً کذا فی المحيط**۔ ۱۰ (ج: ۵، ص: ۲۹۹، کتاب الامویۃ) اور جوہرہ نیرہ میں ہے: **یہوزان یضحی بالخصی لانه اطیب لحماً من غیر الخصی قال ابو حنیفۃ ما زاد فی لحمہ انفع مما ذهب من خصیتہ**۔ ۱۰ (ملخصاً ج: ۲، ص: ۲۸۵، کتاب الامویۃ)

ہدایہ میں ہے: **کل ما اوجب نقصان الثمن فی عادیۃ التجار فهو عیب**۔ ۱۰ (ج: ۳،

ص: ۲۳، باب خیار العیب) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد سرفراز احمد فیضی

۹ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

مرحوم کے نام قربانی کی تو گوشت کیا کرے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اگر ماں باپ انتقال کر گئے اور ان کی اولاد والدین میں سے کسی کے نام قربانی کریں تو کیا سب

گوشت صدقہ کرنا واجب ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ واجب ہے گھروالے نہیں کھا سکتے کیا یہ درست ہے؟
المستفتی: مولانا تاج محمد مدرسہ گلشن شعیب الاولیاء پکوریہ بمبئی جوت ضلع گونڈہ، (یو، پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر والدین یا ان میں سے کسی ایک نے اپنی طرف سے قربانی کرنے کی وصیت نہ کی تھی اور اولاد نے اپنے طور پر ان کی طرف سے قربانی کی تو اس قربانی کے گوشت کے وہی احکام ہیں جو اپنے نام قربانی کے گوشت کے ہیں کہ خود کھائے دوست و احباب میں تقسیم کرے فقیروں کو دے سب کا اختیار ہے مسئلہ شریعہ یہ ہے کہ مستحب تین حصے ہیں ایک اپنا، ایک اقارب کا، ایک مساکین کا۔ یہ ضروری نہیں کہ سب گوشت فقیروں ہی کو دے کیونکہ گوشت اس کی ملک ہے یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

لیکن اگر والدین یا کسی اور میت کی وصیت سے قربانی کی جائے تو اس میں سے کچھ نہ کھائیں اور سب گوشت صدقہ کر دیں جیسا کہ ردالمحتار میں ہے: من ضعی عن المیت کما یصنع فی اضحیة نفسه من التصدی والا کل والاجر للمیت والملک للذابح قال الصدق: والمختار انه ان ہامر المیت لا یاکل منها ولا یاکل۔ ۱۱ھ (ج: ۹، ص: ۴۷۲، کتاب الاضحیة) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد سرفراز فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ رزی الحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

چند سال کی قربانی باقی ہے تو جانور صدقہ کرے یا قیمت؟ اگر بعد میں فقیر ہو گیا تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک شخص مالک نصاب ہے اور چند سال کی قربانی نہیں کیا آیا وہ جانور صدقہ کرے یا اس کی قیمت صدقہ کرے؟ اور اگر بعد میں تنگ دست ہو گیا تو کیا حکم ہے؟ بہار شریعت میں صرف ایک سال کے متعلق بتایا گیا چند سال کا کیا حکم ہے؟
المستفتی: محمد عادل برکاتی سورت گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مالک نصاب نے چند سال کی قربانی نہیں کی تو اگر اس نے ہر سال کی قربانی کے لیے جانور خریدا تھا تو ان تمام جانوروں کو صدقہ کرے اور اگر جانور نہیں خریدا تھا تو اس پر لازم ہے کہ ہر سال کی قربانی کے بدلے ایک ایک بکری یا خسی کی قیمت ادا کرے اور قیمت ایسے خسی یا بکری کی دے جو فریبہ ہو اور

اس کی عمر کم از کم ایک سال ہو۔

ردالمحتار میں غایۃ البیان کے حوالے سے ہے:

اذا وجب شاة بعینها او اشتراها لیضحی بها فمضت ایام النحر قبل ان یذبحها تصدق بها حية ولا یأکل من لحمها، لانه انتقل الواجب من اراقة الدم الى التصدق وان لم یوجب ولم یشتر وهو موسر وقد مضت ایامها تصدق بقیمة شاة تجزی للاضحية۔ (ج: ۶، ص: ۳۲۱)

اور اگر مالک نصاب ہونے کے باوجود اس نے قربانی نہ کی اور بعد میں تنگ دست یا فقیر ہو گیا تو بھی اس پر یک سالہ بکری یا خسی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہوگی۔

ردمختار میں ہے: ولو ترک التضحیة و مضت ایامها تصدق بها حية نأخذ لعینة و تصدق بقیمةها غنی شراها اولاً لتعلقها بذمتہ بشرائها اولاً فالمراد بالقیمة قیمة شاة تجزی فیها۔ (ج: ۶، ص: ۳۲۰، کتاب الاضحية) واللہ تعالی اعلم

کتبہ: غلام مرتضیٰ رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰۰۸/۱۲/۱۶

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قربانی کے جانور میں وہابی وغیرہ شریک ہوں تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

قربانی کے بڑے جانور جیسے اونٹ، بھینس وغیرہ میں سات حصے ہوتے ہیں، تو ان سات حصوں میں سنی مسلک اعلیٰ حضرت کے ہمراہ وہابی و دیوبندی وغیر مقلد ورافضی وغیرہ بھی شریک ہو سکتے ہیں؟ اگر وہ شریک ہوں تو کیا مسلک اعلیٰ حضرت کی پیروی کرنے والوں کی قربانی جائز ہوگی؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب مدلل و مفصل عنایت فرمائیں۔ بینواتو جردا۔ المستفتی: فاروق احمد خاں، ڈرا نیور، کپتان گنج، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دیوبندی مذہب کے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد

ابٹھوی کو ان کے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان ص ۸ تخذیر الناس ص ۱۳، ۱۴، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص ۵۱ کی بنا پر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، ہندو پاک، بنگلہ دیش اور برما کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ جس کی تفصیل فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں ہے۔ اور سارے دیوبندی ان کو اپنا پیشوا اور مسلمان مانتے ہیں اور ان کے حامی ہیں تو وہ بھی مرتد کے حکم میں ہیں۔ اور رافضی بھی کئی وجوہ سے کافر و مرتد ہیں

جس کی تفصیل ”تحفة اثنا عشریہ“ میں موجود ہے۔ اس لیے ان میں سے کوئی بھی قربانی کے جانور میں ایک یا چند حصے لیتا ہے تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی بلکہ اگر صرف گوشت کی نیت سے کوئی شریک ہو تو بھی قربانی نہیں ہوگی۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ: ”شُرکاء میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی۔“ ۱۷۱ مختصراً۔

(بہار شریعت ج ۱۵، ص ۱۴۲)

در مختار ” کتاب الاضحية“ میں ہے: ”وان كان الشريك الستة نصرانيا او مریدا اللحم

لم یجز عن واحد منهم“ ۱۷۱ (ج ۶، ص ۳۲۶)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو كان أحد الشركاء ذمياً أو غیر کتابياً أو غیر کتابی وهو یرید

اللحم أو یرید القربة فی دینہ لم یجزئہم عندنا لأن الكافر لا یتحقق منه القربة فكانت

نیته ملحقة بالعدم فكان یرید اللحم.“ ۱۷۱ (ج ۵، ص ۳۰۴، باب فیما یعلق بالشركة فی الضحایا)

لہذا اگر بڑے جانوروں کی قربانی میں وہابی، دیوبندی، تبلیغی، رافضی وغیرہ ان میں کا کوئی بھی شریک

ہوگا تو ہرگز کسی کی قربانی نہ ہوگی اور واجب ان کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ اس لیے ہر شخص پر لازم ہے کہ پوری

تحقیق سے معلوم کرے کہ کوئی بد مذہب حصے میں شریک تو نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قربانی کا جانور بیمار ہے یا مرنے کا خوف ہے تو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

اگر مر جائے تو اس کا فدیہ کیا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

قربانی کا جانور بیمار ہے یا یہ خوف ہے کہ مر جائے گا تو اس کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ مر گیا ہے

تو اس کا فدیہ کیا ہوگا؟ و بینوا تو جروا۔ المستفتی: مولانا محمد ابراہیم قادری، مقام پوسٹ پیرا گوتم، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لا تجوز المریضة البین مرضها“ ۱۷۱ ملخصاً (ج ۵، ص ۲۹۷، باب فی بیان نحل اقامة الواجب)

اور اگر اندیشہ قوی ہے کہ مر جائے گا تو اسے ذبح کر کے کھا سکتے ہیں جب کہ مالک، غنی، مالک نصاب

ہو کہ اس کے لیے خاص اسی جانور کی قربانی لازم نہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں: ”سائل جب کہ غنی مالک نصاب ہے تو بہ نیت قربانی بکرا خریدنے سے خاص اسی کی قربانی اس پر لازم نہیں“ (مفتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۳۹۳، کتاب الاضحية)

یونہی اگر قربانی کا جانور مر گیا ہے۔ تو مذکورہ دونوں صورتوں میں اس پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے۔ بشرطیکہ وہ غنی مالک نصاب ہو ورنہ فقیر پر دوسرے جانور کی قربانی واجب نہیں۔ درمختار کتاب الاضحية میں ہے: ”لو ماتت فعلى الغنى غيره الا الفقير اه“ (ج ۹، ص ۷۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد طلسی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ رذی القعدہ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نماز سے پہلے قربانی کی تو ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بقرعید کے دن نماز سے پہلے قربانی کر دی تو قربانی ہوئی یا نہیں؟ بیٹا تو جروا۔

المستفتی: محمد رفیق چودھری، سرسیا، سدھارتھ نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر شہر میں کسی نے قربانی نماز سے پہلے کر دی تو اس کی قربانی نہ ہوئی اس لیے کہ شہر میں قربانی کے لیے عید کی نماز کا ہو جانا شرط ہے البتہ اگر دیہات میں کی تو ہوگی کہ دیہات میں دسویں ذی الحجہ کی طلوع فجر سے قربانی کا وقت ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو چکے لہذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی ہے اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے“ (بہار شریعت ج: ۱۵، ص: ۷۱۳، قربانی کا بیان)۔ اور درمختار مع شامی ج ۶ ص ۳۱۸، کتاب الاضحية پر ہے:

”و اول وقتها بعد الصلاة ان ذبح في مصر و بعد طلوع فجر ان ذبح في غيره اه اور رد المحتار میں ہے: اول وقتها في حق المصري والقروي طلوع الفجر الا انه شرط للمصري تقديم الصلاة عليها فعدم الجواز لفقد الشرط لالعدم الوقت اه واللہ تعالیٰ اعلم۔“

کتبہ: محمد اجمل حسین بلرام پوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قربانی کی کھال مسجد یا تکیہ دار کو دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ قربانی کا چمڑہ مسجد اور تکیہ دار کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔ المستفتی: حافظہ غفران احمد صاحب۔ سبزی فروشان، اندور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قربانی کی کھال مسجد میں دینا جائز ہے یوں ہی چمڑہ بیچ کر اس کا دام بھی مسجد میں دینا مسجد کی مرمت کرانا اور دیگر سامان مسجد خریدنا جائز ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فتاویٰ امجدیہ جلد سوم ص ۳۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ چمڑہ قربانی اپنے مصرف میں لاسکتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ کھال کسی اور کو دے دیں۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد ۸ ص ۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ چمڑہ قربانی ہر اس کام میں صرف کر سکتے ہیں جو قربت و کار خیر و باعث ثواب ہو۔ اور تکیہ دار کو چمڑہ قربانی اس صورت میں دے سکتے ہیں کہ سال بھر جو اس نے کام کیا ہے اس کی اجرت کے طور پر نہ ہو اور مسجد میں صرف کرنا بھی کار خیر ہے البتہ اگر اپنی ذات پر خرچ کرنے کے لیے بیچا ہے تو فقیر کو صدقہ کر دے اب اگر وہ فقیر اپنی طرف سے مسجد میں دے دے تو اس کا لگانا جائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ ج: ۵ ص: ۳۰۱ میں ہے "لو باعها بالمد اھم لیتصدق بها جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبعین" اھ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اجل حسین بلرام پوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۵ رذی القعدہ ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا کمانے والا گھر کے دوسرے فرد کے نام قربانی کر سکتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں: گھر کا کوئی فرد جو کمانا ہے کیا وہ اپنے علاوہ گھر کے کسی فرد کے نام سے قربانی کر سکتا ہے؟ بینواتو جروا المستفتی: شیخ بابا صد علی او مرید ضلع ناگپور مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو شخص انگریزی روپے سے چھین روپے بھر چاندی کا مالک ہو یا حاجت اصلیہ کے علاوہ کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت چھین روپے بھر ہو تو وہ غنی یعنی مالک نصاب ہے اس پر قربانی واجب ہے اور حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو سواری کا جانور، خادم اور

پہننے کے کپڑے اس کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں ایسا ہی بہار شریعت حصہ پانزدہم ص ۳۳ پر ہے اور فتاویٰ قاضی خاں "فصل فی صفة الاطعمیۃ وقت وجوبها من تعجب علیہا" میں ہے "والغنی فدھا من له مائتا درہم او عرض یساوی مائتی درہم سوی مسکنہ و خادمہ و ثیابہ الی یدبسها و اثاث البیت فالغنی فی الاطعمیۃ ما هو الغنی فی صدقة الفطر۔ ا۔"

(فتاویٰ قاضی خاں علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۳۴۴)

لہذا گھر کا جو فرد کماتا ہے اگر وہ شخص مذکورہ بالا نصاب کا مالک ہے تو اس پر اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اور اگر گھر کے دوسرے افراد بھی مالک نصاب ہیں تو ان پر اپنی طرف سے الگ الگ قربانی کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہو سکتی ہے نہ سوا مالک نصاب کے کسی پر واجب ہے، اگر کوئی صاحب نصاب ہو تو وہ اپنی قربانی جدا کرے" ا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۹۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد عبدالقادر رضوی ناگوری

۲ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

کیا بکرے و مرغی کی قربانی سات آدمی کی طرف سے صحیح ہے؟

مرغی و بطخ کی قربانی ہو سکتی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

یہاں ایک فرقہ ایسا ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایک بکرا کی قربانی سات آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے کیوں کہ جتنے جاندار ہیں سب کی جان برابر ہے تو صرف گائے یا اونٹ ہی میں سات قربانی نہ ہوگی بلکہ بکرے، بھیڑ اور مرغی میں بھی سات قربانی ہوگی یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس فرقہ کا سرغنہ کلکتہ میں رہتا ہے اور اپنے مریدوں کو جنت کا ٹکٹ بھی دیتا ہے کہ بلا روک ٹوک جنت میں جا سکتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ کہ کیا ایک بکرے کی قربانی سات آدمی کی طرف سے ہو سکتی ہے اور کیا مرغ یا بطخ کی قربانی شرعاً جائز ہے؟ جو فرقہ یہ کہتا ہے کہ مرغ اور بکرا کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز ہے اس فرقہ کے سرغنہ سے مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ مرید ہو چکے ہیں ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بیوقوفوں کو جو۔

المستفتی: ڈاکٹر علی احمد انصاری، میاں ٹولہ، سلیم گڑھ، کشمی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بکرے اور مرغے کی قربانی سات آدمی کی طرف سے قرآن کریم اور حدیث سے ثابت بتانے والے جموں اور مفتزی کذاب ہیں۔ اور شریعت اسلامیہ کو کھیل بنا رہے ہیں۔ ان سے مسلمان مطالبہ کریں کہ تم اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن مجید کی آیت اور حدیث شریف پیش کرو۔ اور وہ ہرگز ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ تو ان سے علائیہ توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر توبہ سے انکار کریں تو سارے مسلمان ان کا سماجی بائیکاٹ کریں۔

اور بکرے کی قربانی صرف ایک ہی آدمی کی طرف سے جائز ہے چاہے کتنا ہی فریبہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری جلد: ۵، صفحہ ۲۹۷ میں ہے "لا تجوز الشاة والمعز الا عن واحد وان كانت عظيمة سمينة تساوي شاتين۔" اور بدائع الصنائع ج: ۴، صفحہ ۲۰۶ میں ہے:

"لا يجوز الشاة والمعز الا عن واحد وان كانت عظيمة سمينة تساوي شاتين هما يجوز ان يضحى بهما لان القياس في الابل والبقر ان لا يجوز فيهما الاشتراك لان القرابة في هذا الباب اراقة الدم وانها لا تحتمل التجزئة لانها ذبح واحد وانما عرفنا جواز ذلك بالخبر فبقي الامر في الغنم على اصل القياس فان قيل اليس انه روى ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ضحى بكبشين املحين احدهما عن نفسه والاخر عن لا يذبح من امته فكيف ضحى بشاة واحدة عن امته عليه الصلاة والسلام فالجواب انه عليه الصلاة والسلام انما فعل ذلك لاجل الثواب وهو انه جعل ثواب تضحيته بشاة واحدة لامته لا لاجزاء وسقوط التعبد عنهم۔" ۵۱

اور مرغ، مرغی اور بلی کی قربانی ہرگز جائز نہیں اس لیے کہ غیر وحشی چوپایہ کا ہونا قربانی کے ارکان میں سے ہے۔ درمختار ج: ۶، صفحہ ۳۱۳ میں ہے "کہہا ذبح ما يجوز ذبحه من النعم لا غير۔" ۱۳

لہذا جو فرقہ مرغ اور بکرہ کی قربانی سات آدمی کی طرف سے جائز مانتا ہے اس فرقہ والے بد مذہب گمراہ گمراہ گمراہ ہیں۔ اس کے سرغنہ سے مرید ہونا ہرگز جائز نہیں جو لوگ مرید ہو چکے ہیں ان پر واجب ہے کہ فوراً بیعت توڑ دیں اور اس سے دور و نفور ہوں۔

کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کبولوی
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قربانی کا انکار کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک شخص مالک نصاب ہونے کے باوجود بھی قربانی نہیں کراتا اگر قربانی کرنے کو کہا جائے تو کہتا ہے کہ قرآن میں اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی نہیں کی ہے اس طرح کی باتیں کر کے بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ: قربانی کا ثبوت آیات و احادیث سے پیش کریں اور اس کے منکر کا حکم بتائیں۔ اس کا یہ کہنا کہ قرآن حدیث میں اس کا کہیں ثبوت نہیں آیا صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی: محمد ماہتاب عالم صدر المدرسین مدرسہ دارالاشاعت تمکوہی روڈ ضلع کشمی ٹکری پٹی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شخص مذکور شریعت سے ناواقف گمراہ بددین ہے اس کا یہ کہنا کہ قربانی کا حکم قرآن و حدیث سے ثابت نہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے کہ کثیر آیات و احادیث میں قربانی کا ذکر صراحت کے ساتھ ہے وہ آیات و احادیث یہ ہیں:

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" یعنی تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔" (پ ۳۰ سورہ کوثر آیت ۲)

اور رب کا فرمان ہے: "وَالْبُنْدَن جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ"۔ اور قربانی کے ذیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشانیوں سے کئے۔ (پ ۱۷ سورہ حج آیت ۳۶)

ارشاد ربانی ہے: "قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"۔ تم فرماؤ بیٹک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔" (پ ۸ سورہ انعام آیت ۱۶۲)

رب تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقْنَاهُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنَ الْاَنْعَامِ"۔ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔ (پ ۱۷ سورہ حج آیت ۳۲)

اور جن احادیث سے قربانی کا ثبوت ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

مشکوٰۃ شریف میں ہے: "عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یارسول اللہ ماہذہ الاضاحی قال سنۃ اہیکم ابراہیم علیہ السلام۔ اھ
 ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے عرض
 کیا یارسول اللہ ایہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔“ اھ
 (ص ۱۲۹)

البوداؤد شریف میں ہے:

”عن جابر بن عبد اللہ قال ذبح الذبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین
 اقرنین املحین موجوئین فلما وجھہما قال اِلٰی وَجْهَتُکَ وَجْهَی لِلذِّبِی فَطَرَ السَّمَوٰتِ
 وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا اَکَا مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ بِلِلٰہِ
 رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاکَا مِّنَ الْمُسْلِمْیْنَ اللّٰہُمَّ مَنکَ وَلکَ عَن مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ
 بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ۔“ اھ

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے دو چکبرے سینگ والے بکرے قربانی کے دن ذبح کئے جب انہوں نے قبلہ رو لٹایا تو فرمایا کہ میں نے
 اپنے کو اس کی طرف متوجہ کیا جس نے زمین و آسمان پیدا کئے دین ابراہیمی پر ہوں ہر بے دینی سے الگ
 مشرکوں میں سے نہیں ہوں یقیناً میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت رب العالمین کے لئے ہے۔
 اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ملا اور میں مطیعین سے ہوں الہی یہ تجھ سے ہے اور تیرے لئے محمد مصطفیٰ اور
 ان کی امت کی طرف سے بسم اللہ اکبر پھر ذبح فرمایا۔“ اھ (حصہ دوم ص ۳۸۶)

البوداؤد شریف میں ہے:

”عن ابی سعید قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بکبش اقرن فحیل
 ینظر فی سوا یا کل فی سواد ویمشی فی سواد۔“ اھ
 ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سینگ والے بکرے
 کی قربانی کرتے تھے جو سیاہی میں دیکھے اور سیاہی میں کھائے اور سیاہی میں چلے۔“ اھ (حصہ دوم ص ۳۸۶)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے ”قربانی کا انکار ضلالت ہے۔“ اھ (ج ۶ ص ۵۳)
 لہذا شخص مذکور گمراہ ہے علانیہ توبہ و استغفار کرے اور آئندہ اس سے باز رہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو
 مسلمان اس سے دور و نفور رہیں ورنہ دوسروں کو بھی گمراہ کر دے گار رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاَمَّا يُنْسِيَنَّكَ
 الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ﴾ اھ یعنی اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد

آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔“ اھ (پ ۷ سورہ انعام آیت ۶۸)

مکتبہ: محمد ابراہیم مصباحی
۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جانور خرید بعد میں معلوم ہوا کہ چوری کا ہے تو اس کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے بکر سے قربانی کا ایک جانور خریدا کچھ دنوں کے بعد زید کو معلوم ہوا کہ بکر چور ہے اور بکر بھی چوری کا ہے۔ ایام قربانی سے قبل زید کو معلوم بھی ہو گیا پھر بھی قربانی کر دیا تو کیا اس کی قربانی جائز ہے؟ جواز و عدم جواز کی صورت بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد اقلیم رضا قادری الجامعۃ الرضویہ شمس العلوم منگول پوری، دہلی ۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس چوری کے بکرے کو خرید کر اپنے تصرف میں لانا حرام اور اس کی قربانی ناجائز ہے۔ کیونکہ اگرچہ اس کو خریدتے وقت یہ معلوم نہ تھا کہ بکر چوری کا ہے لیکن قربانی سے پہلے جب معلوم ہو گیا کہ بکر چور ہے اور بکر بھی چوری کا ہے تو اسے اپنے تصرف میں لانا حرام تھا اس پر واجب یہ تھا کہ وہ بکر اصل مالک کے سپرد کر دیتا اور اگر وہ نہیں تھا تو اس کے ورثہ کو دے دیتا اور ان کا بھی پتہ نہ ہونے کی صورت میں کسی فقیر کو دے دیتا اور بکر سے اپنا ثمن واپس لے لیتا۔ لیکن اس نے واپس کرنے کے بجائے اس کی قربانی کر دی لہذا وہ قربانی ناجائز و حرام ہوئی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے بلکہ مالک کو دے دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے ورثہ کو اور اگر ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو (ج ۷ ص ۳۸ کتاب البیوع) اب زید کو چاہئے کہ بکر سے اس کے اصل مالک کے بارے میں دریافت کر کے اس کو بکرے کی قیمت کا ضمان دے اور بکر سے اپنا ثمن واپس لے لے۔

بدائع الصنائع میں ہے لو باع السارق المسروق من انسان وان كان استهلكه القابض كان للمالك ان يضمه القیمة لانه قبض ماله بغير اذنه وهلك في يده وللمشتري ان يرجع على السارق بالثمن۔ ملخصاً اگر سارق نے مال مسروق کو کسی سے بیچ دیا اور مشتری نے اسے ہلاک کر دیا تو

مالک مشتری سے اس کی قیمت کا ضمان لے گا اس لئے کہ اس نے اس کے مال پر بغیر اس کی اجازت کے قبضہ کیا تھا اور اسی کے پاس سے ہلاک ہوا اور مشتری سارق سے ٹخن واپس لے لے گا۔

(ج ۶ ص ۳۷-۳۸ کتاب السرقة)

اب اگر وہ اصل مالک کو اس زندہ بکرے کی قیمت کا ضمان دے دے تو قربانی ادا ہو جائے گی۔ در مختار میں ہے یصح لو ضح بشاة الغصب ان ضمنه قیمتها حية ای قیمتہا لو کان حية (ج ۷ ص ۷۸ کتاب الاثمیة) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: عبدالرحیم فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲/ربیع الثوث ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا عقیقہ میں پورا بال اُتروانا ضروری ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک شخص کی شادی بہت قریب ہے اور وہ اپنا عقیقہ کرنا چاہتا ہے مگر پورا بال نہیں کٹوانا چاہتا ہے بلکہ صرف تھوڑا ہی بال کٹوانا چاہتا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پورا بال اُتروانا ضروری ہے یا صرف تھوڑا ہی اُتروائے تو بھی درست ہے شرعاً کیا حکم ہے؟ المستفتی: محمد انیس میرٹھی خطیب و امام مسجد ہدیٰ رحمت نگر پوسٹ سڈام شہر اندھو الرخمن الرخمن

الجواب عقیقہ کرنا مستحب و مباح ہے اس میں پورا بال اُتروانا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے ایسا ہی

بہار شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۱۵۳ پر ہے۔

بخاری شریف: "باب العقیقہ" میں ہے: "عن محمد بن سیرین قال حدثنا سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مع الغلام عقیقۃ فأهرقوا عنه دماً وأمیطوا عنه الأذى" (ج ۲ ص ۸۲۲)

یعنی حضرت سلمان بن عامر رضی کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کے لئے عقیقہ ہے کہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس کا سر منڈاؤ۔

ایسا ہی مشکوٰۃ شریف باب العقیقہ صفحہ ۳۶۲ پر بھی ہے اور اسی کے تحت شرح الطیبی علی

مشکوٰۃ البصایح "باب العقیقہ" میں ہے: "لأنها تذبح حين يحلق عقیقۃ، وهو الشعر الذي يكون على المولود حين يولد من العنق وهو القطع، لأنه يحلق ولا يترك، أراد بإمطاة الأذى

عنه حلق شعرة و قیل تطهیرة عن الأوساخ والأوضار التي تلتصق به عند الولادة.

(ج ۹، ص ۲۸۳۱)

یعنی امامة الأذی سے مقصود بچوں کے پیدائشی بالوں کا ازالہ ہے لہذا یہ مسئلہ بچوں کے لئے ہے مگر جو شخص جوان ہو چکا ہو وہ بار بار بھی منڈا چکا ہوگا تو اس کے لئے یہ بھی کافی ہے چاہے تو کچھ بال کٹوالے چاہے تو سب منڈالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی

۱۳ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



کِتَابُ الْحُظْرِ وَالْإِبَاحَةِ

حظر و اباحت کا بیان

امام حالت جنابت میں نماز پڑھا دے تو؟

مسئلہ امام انتہائی مجبوری کے عالم میں کئی نمازیں حالت جنابت میں پڑھا دیں۔ تو ایسی صورت میں ان نمازوں کا کیا کرے۔ مجبوری سے مراد یہ ہے کہ ایسے وقت میں اٹھا کہ جماعت کا وقت ہو چکا تھا۔ غسل کرنے کی صورت میں دیر ہو جانا لازمی ہے جس سے مقتدی پریشان ہوں گے اور امام کو جلی کٹی سنا دیں گے۔ اس صورت حال سے اکثر سامنا ہوتا رہتا ہے۔ اگر دہرانے کا مسئلہ ہو تو جماعت میں کچھ نامعلوم افراد ایسے بھی تھے جن کو امام نہیں جانتا لہذا ان کی نمازوں کا کیا ہوگا۔
المستفتی: عبدالوحید قادری، گورکھپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب امام مذکور سخت گنہگار مستحق عذاب نار اور شریعت پر جبری ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور حتی الامکان مقتدیوں کو اکٹھا کر کے بتائے کہ فلاں فلاں دن کی فلاں فلاں وقت کی نمازیں نہیں ہوئیں سب پر ان کی قضا لازم ہے یہ اس صوت میں ہے جب کہ حالت جنابت میں نماز کے جائز ہونے کا عقیدہ نہ رکھے۔ اور اگر جائز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو یا استخفاف نماز کے طور پر یہ حرکت کی ہے تب تو کھلا کفر ہے اس پر تجدید ایمان و تجدید بیعت لازم ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے فتاویٰ ہند میں ہے:

”واختلف المشائخ رحمهم الله تعالى في كفر قال شمس الائمة الحلواني الا ظهر له اذا صلى الى غير القبلة على وجه الاستعزاء والا استغفاف يصير كافرا ولو ابتلى انبأ بذلك لضرورة بان كان يصلي مع قوم فاحدثوا استعفاء ان يطهروا اکتتم ذلك وصلی هکذا او کان بقرب من العلم فقال وصلی وهو غیر طاهر قال بعض مشائخنا رحمهم الله تعالى لا يصير کافرا لانه غیر مستعزى احوالہ تعالیٰ اعلم

کتبہ زبیر احمد المصباحی
۵ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسئلہ زید غیر مسلم میت کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جاتا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بیٹو اتوجروا۔
المستفتی: الحاج محمد اسماعیل مقام اندولی ضلع بستی

الجواب زید کا غیر مسلم میت کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز و گناہ ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے۔ جب کہ ہندو موجود تو مسلمان کی شرکت کی کوئی حاجت نہیں بلکہ اس کی شرکت سے لوگوں کی کثرت ہوگی اور اس سے جنازہ کافر کی شان نمایاں ہوگی جس کی ہرگز اجازت نہیں" (ج ۱ ص ۳۱۶) اور اگر زید پر کافی دباؤ ہو جس سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہو تو میت سے دور، دور چلے جس سے یہ نہ معلوم ہو کہ کافر میت کے ساتھ ہے۔ حاشیہ طحاوی میں ہے۔ "وان کان لکافر قریب مسلم دفعه القریب الی اهل ملتہ و یتبع جنازہ من بعید" ملخصاً (ص ۳۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد معراج احمد المصباحی القادری
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۸ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

غیر مسلم کی شیرینی پر فاتحہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید جو فاضل اشرفیہ ہے اس نے ہندو کی شیرینی پر فاتحہ پڑھا دریاقت طلب امر یہ ہے کہ ہندو کی شیرینی پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے اور زید پر کون سا حکم شرع عائد ہوتا ہے؟ بیٹو اتوجروا

المستفتی: محمد فاروق مصباحی برواں پردل پوسٹ سرہتی خرد، ضلع کشی نگر یوپی
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب غیر مسلم کی شیرینی پر فاتحہ دینا اور اس کے ثواب پہنچنے کا اعتقاد کرنا جائز نہیں کہ اس کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کافر و مشرک کا کوئی عمل لہذا نہیں "فان الکفر هو الجہل باللہ فاذا جہلہ فکیف یعمل لہ" (ج ۹ ص ۶۵)

زید اس کام سے توبہ کرے اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرے ہاں اگر ہندو نے زید کو دے دیا کہ اس پر فاتحہ دے کر باہم تقسیم کر لیں اور زید نے غیر مسلم سے شیرینی لے کر اپنی کر کے اپنے آپ فاتحہ دے کر اپنی سمجھ کر تقسیم کر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ایسا ہی فتاویٰ مصطفویہ میں ۳۵۳ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

صدقہ کا بکرا بیچ کر اس کی قیمت کا گوشت منگا کر طلبہ کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کسی نے مدرسہ میں ایک بکرا صدقہ کیا اور وہ وزن میں بہت کم ہے اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے بکرا پورے بچوں کے لیے ناکافی ہے کیا وہ بکرا بیچ کر بڑے کا گوشت منگا کر بچوں کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صدقہ کے بکرے سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اسے ذبح کر کے غریب طلبہ کو اس کا گوشت کھلا دیا جائے تاکہ وہ اس کے مریض وغیرہ کے لیے فدیہ بنے ظاہر ہے کہ صدقہ کرنے والے کا یہ مقصد بکرے کو بیچنے سے نہ پورا ہوگا اس لیے اسے ذبح کر کے تھوڑا تھوڑا طلبہ کو کھلا دیں۔ واللہ اعلم

مکتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نکاح خوانی سے متعلق سوالات

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) فی زمانہ نکاح اکثر ائمہ مساجد ہی پڑھاتے ہیں تو نکاح پڑھانے کے بدلے، یا عوض میں ملنے والے نذرانے، یا اجرت کا حقدار، یا مالک صرف امام یعنی قاضی نکاح ہوتا ہے یا کوئی اور بھی؟

(۲) اگر صرف امام یعنی قاضی نکاح ہی اس کا حقدار۔ یا مالک ہے تو متولی مسجد، یا کسی کو بھی کیا یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ امام یعنی قاضی نکاح سے یہ طے کرے، یا اس کو مجبور کرے اس اجرت نکاح خوانی میں سے قبرستان کو دینا ہوگا، اتنا ہندوستان کو، یا اتنا مجاور کو دینا ہوگا اور اتنا مسافر کو، اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو؟

(۳) یا کسی کی ملکیت میں کسی کو مداخلت کا شرعاً اختیار ہے۔ اگر نہیں تو امام کی اجرت نکاح خوانی میں سے کسی کو مداخلت کا کیا حق ہے؟

(۴) اگر اجرت نکاح خوانی میں سے امام کسی کو کچھ نہ دے تو امامت و خطابت سے معزول کرنے کی بات کرنا انصافی و زیادتی ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو فعل مذکور کے مرتکب افراد مجرم و خطا کار ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ ہینوا ہا لدلیل تو جروا من الجلیل۔

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری، مدرسہ اہل سنت فیضان العلوم جو کھنپور ضلع بریلی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۳ تا ۱) نکاح پڑھانے کی وجہ سے جو رقم پڑھانے والے کو دی جاتی ہے وہ خالص اسی کا حق ہے جو اس کو نذر کیا گیا ہے اس میں مسجد و مدرسہ، قبرستان و مجاور کسی کا حق نہیں نکاح پڑھانے والے سے اس کے نذرانے میں سے جبراً کچھ لینا ظلم ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ سخت مجرم و گنہگار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: **الایلا تظلموا الا لا یجمل مال امری الا بطیب نفس منه** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا، بن لو کسی کا مال بغیر اس کے خوشی کے حلال نہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۲۵۵، باب الغصب والعیاریۃ الفصل الثانی)

دوسری حدیث میں ہے: **انه لا یقتطع رجل مالا الا لقی اللہ عزوجل یوم القیمة وهو اجزء** سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پر ایسا مال لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ (طبرانی حدیث ۷۶۳ ج ۱ ص ۲۳۳)

البتہ اگر وہاں رواج ہو کہ لڑکے والے سے مسجد و مدرسہ کے لیے کچھ لیتے ہیں تو اسکے لیے اس کی رضا سے نکاح خوانی کے علاوہ الگ سے بطور چندہ کچھ لے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اگر امام نکاح خوانی کے نذرانے سے کسی کو کچھ نہ دے تو اس کی وجہ سے امامت و خطابت سے معزول کرنا ناجائز و گناہ ہے کہ بلا وجہ ایذائے مسلم حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ** (کنز العمال ص ۱۰ ج ۱۶)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: **”اگر صحت مذہب، قرأت و طہارت میں بقدر جواز نماز ہیں اور امام و وظیفہ پاتا ہے تو بلا تصور پہلے کو معزول کرنا گناہ ہوا کہ بلا وجہ ایذائے مسلم کہ لا یعزل صاحب وظیفۃ بغیر جنحة“** (ص ۲۶۲ ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی امجدی
 ۷ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ نے کسی کو اجازت و خلافت دیا تھا یا نہیں ”اللہ وارث“ یا ”حق وارث“ کہنا، گلے میں لوہا پہننا، داڑھی منڈانے والے اور عورتوں سے اختلاط رکھنے والے پیر سلسلہ اشرفیہ اور اعلیٰ حضرت سے چڑھنے والوں سے مرید ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت طاہرہ مسائل ذیل میں کہ

(۱) سیدنا زندہ شاہ مدار علیہ الرحمہ نے کسی کو اپنی خلافت و اجازت سے نوازا تھا یا نہیں اگر نہیں تو خود ان کے اہل خانہ اور معتقدین کو سلسلہ مدار یہ میں بیعت ہونا یا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) حضور وارث پاک علیہ الرحمہ نے کسی کو اپنا خلیفہ بنا یا تھا یا نہیں اس سلسلے میں مرید ہونا یا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) حضرت وارث پاک کے معتقدین جو اپنے کو ہی سچا وارثی کہتے ہیں اکثر حق وارث یا وارث، اللہ وارث بولا کرتے ہیں نیز گلے میں لوہے کی کوئی چیز پہنتے ہیں اور لمبے لمبے بال رکھتے ہیں اور مخصوص قسم کا زرد لباس بغیر سلا ہوا پہنتے ہیں اور بتاتے ہیں یہ ساری چیزیں سرکار وارث پاک کی سنت ہیں اس کے بارے میں عندالشرع کیا حکم ہے؟

(۴) جس کا لباس مخصوص پٹھانی شوٹ ہے داڑھی بالکل نہیں رکھتا ہے عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہونے میں کوئی شرعی عار ہرگز محسوس نہیں کرتا ایسے شخص سے مرید ہونا جائز یا نہیں؟ جبکہ ان کے مریدین کا کہنا ہے کہ ہمارے حضرت ظاہر میں ایسے ہیں کبھی کبھی ان کی داڑھی بوقت ضرورت ظاہر ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۵) اس وقت جبکہ اشرفی رضوی اختلاف نے نہ جانے کیسے کیسے گل کھلائے ہیں سلسلہ اشرفیہ سے مرید ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۶) کچھ ایسے حضرات جو اعلیٰ حضرت سے چڑھتے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ بھی ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا وہ اپنے کو سنی کہتے ہیں کیانی زمانہ ایسے کو سنی کہا جاسکتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی پیر ہو تو ان سے مرید ہوا جاسکتا ہے؟ بینوا توجروا المستفتی: محبوب رضا علمبی

مدینۃ البرکات، امجد نگر، اگیا چور اہانا پارہ، ضلع بہرائچ شریف، یوپی پن ۲۷۱۸۶۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) حضرت شاہ مدار صاحب علیہ الرحمہ نے کسی کو اپنی خلافت و اجازت نہیں دیا۔ بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے سلسلے کو ختم کر دیا ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں مرید ہونا جائز نہیں بلکہ گمراہی ہے۔

جیسا کہ سید میر عبد الواحد صاحب بگلگرامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سبع سنابل شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ ”خانوادہ شاہ مدار کا سلسلہ درست نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنے سلسلے کو سوخت کر دیا ہے۔ اس کا مختصر قصہ یوں ہے کہ ”حضرت شاہ مدار صاحب کا قیام کالپی شریف میں ایک مدت تک رہا اس وقت اس ولایت کا والی ایک نیک مرد تھا جس کا نام قادر بخش تھا جو درویشوں کی خدمت کرتا اور فقیروں سے محبت رکھتا تھا۔ اکثر اوقات حضرت شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا مگر آپ کچھ توجہ نہ فرماتے اور نہ اس کو اپنے حضور

حاضری کی اجازت دیتے وہ والی ہر بار لوٹ جاتا۔ ایک روز قادر بخش ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو دیکھا کہ دو شخص شاہ مدار کے مکان میں گفتگو کر رہے ہیں یہ اونچے گھوڑے پر سوار تھا گردن اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ شاہ مدار صاحب اور ایک جوگی باہم بات چیت کر رہے ہیں۔ کہنے لگا یہ عجیب درویش ہیں کہ میں دین کی طلب میں ان کے پاس بار بار آتا ہوں مجھ سے ملاقات نہیں کرتے اور ایک جوگی سے کلام میں مشغول ہیں۔ یہ کہا اور لوٹ آیا۔ یہ سن کر اس جوگی نے کچھ ایسی حرکت کی کہ قادر بخش کے بدن میں جگہ جگہ سفید دھبے پڑ گئے۔ قادر بخش اپنے پیر کی خدمت میں جن کا نام شیخ سراج تھا حاضر ہوا اور ان سے تمام ماجرا بیان کیا اور وہ سفید داغ دکھائے۔ شیخ سراج قدس سرہ نے اپنا لعاب دہن ان داغوں پر مل دیا وہ داغ دور ہو گئے اور قادر بخش تندرست ہو گیا۔ جب رات ہوئی تو شاہ مدار تلوار لئے ہوئے نمودار ہوئے اور آپ نے چاہا کہ قادر بخش کو ختم کر دیں، حضرت شیخ سراج آڑے آئے کہ یہ تو ہمارا مرید ہے بے گناہ کو کیوں مارتے ہو؟ شاہ مدار نے فرمایا کہ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ شیخ سراج نے جواب دیا کہ یہ تو دین کی طلب کے لئے حاضر ہوا تھا اس نے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ دونوں حضرات میں ٹکرار بڑھ گئی کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شاہ مدار کو منع فرمایا کہ اس بے گناہ کو مارنا چاہتے ہو یہ کون سی درویشی ہے۔ حضرت شاہ مدار نے عرض کیا یا رسول اللہ درویش جب اپنی تلوار نیام سے نکال لیتا ہے تو کسی نہ کسی پر ضرور چلاتا ہے اور اب میں تلوار کھینچ چکا ہوں تو کس پر چلاؤں؟ شیخ سراج نے فرمایا تمہارے اس وار کو میں اپنے اوپر لیتا ہوں لیکن اپنے مرید کو کوئی تکلیف پہنچانا مجھے پسند نہیں۔ شاہ مدار نے فرمایا تو اچھا ہم نے تمہیں سوخت کر دیا۔ شیخ سراج نے فرمایا ہم نے تمہارے مریدوں کو گمراہ کیا۔ شاہ مدار نے فرمایا میں نے گنتی کے چند آدمی مرید کیے ہیں اور آج کی تاریخ سے کسی کو مرید بھی نہیں کروں گا۔ رہی خلافت تو وہ میں نے نہ کسی کو دی ہے اور نہ اب دوں گا۔

لیکن شاہ مدار صاحب کے وہ چند مرید بغیر اجازت و خلافت کے مرید کرتے تھے اور سلسلہ بڑھاتے تھے اور اپنا خلیفہ بناتے تھے یہی ان کی گمراہی ہے اور یہ سب شاہ مدار صاحب کی وفات کے بعد ہوا۔ آپ کی حیات ظاہری میں مرید کچھ نہ کر سکے اور جب حضرت شاہ مدار کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی فراست باطنی سے جان لیا کہ میرے مرید ایک عارف کے گمراہ کئے ہوئے ہیں ان سے یقیناً بددیانتی ظاہر ہوگی، لہذا آپ نے دست مبارک سے کثیر خطوط لکھے اور چاروں اطراف میں روانہ فرمایا جس میں تحریر تھا کہ ہم نے کسی کو خلافت نہیں بخش۔ ”اھ ملخصاً (ص ۱۱۲-۱۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲-۳) اللہ وارث کا لفظ اگر اللہ عزوجل کے لئے بولتے ہیں تو حق ہے اور اگر حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بولتے ہیں تو کفر و شرک ہے، یوں ہی حق کا لفظ اگر کلمہ جلالت ”اللہ“ کی جگہ بول کر لفظ

”وارث“ سے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مراد لیتے ہیں تو بھی کفر و شرک ہے، اور غیر مسلم سادھوؤں سے تشبیہ حرام ہے اور گلے میں لوہے کی چیز پہننا ناجائز ہے اور اگر لوہے کی چیز لٹکائے تو بھی ممنوع ہے باقی اور کی فی الحال تحقیق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) داڑھی منڈوانا حرام و گناہ ہے اس کا مرتکب فاسق و فاجر ہے۔ جیسا کہ درمختار کتاب المحظور والاباحۃ میں ہے ”یخرج علی الرجل قطع لحيته۔ یعنی مرد کو اپنی داڑھی منڈوانا حرام ہے۔“ اھ

(ج ۹، ص: ۵۸۳، باب الاستبراد وغیرہ)

اور حدیث شریف میں ہے ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحي“ ”پیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا۔“ (سنن البیہقی، ج ۱، ص ۲۳۵)

اور غیر محرم عورتوں سے اختلاط حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا یخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں نہیں ہوتا مگر وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔“ اھ

(ترمذی شریف، ج ۱، ص ۱۳۰)

لہذا زید جب داڑھی بالکل نہیں رکھتا یعنی منڈایا کرتا ہے اور اجنبی عورتوں سے اختلاط میں کوئی شرعی عار نہیں سمجھتا تو وہ فاسق و فاجر، مرتکب حرام و گناہ کبیرہ ہے اس سے مرید ہونا جائز نہیں کیونکہ شرائط پیری سے یہ بھی ہے کہ پیر فاسق معلن نہ ہو۔ لہذا کسی سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق ایسے شخص سے جو اپنی ضرورت کے مسائل جانتا اور کتابوں سے نکال سکتا ہو اور جس کا سلسلہ متصل اور صاحب اجازت ہو مرید ہو۔

اور زید کے مریدوں کا یہ کہنا کہ ”ہمارے حضرت ظاہر میں ایسے ہیں کبھی کبھی ان کی داڑھی بوقت ضرورت ظاہر ہوتی ہے“ سراسر حماقت اور گمراہ گری ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) پیر کے لئے چار شرطیں ہیں (۱) پیر کا سلسلہ با اتصال صحیح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو (۲) پیر سنی صحیح العقیدہ ہو بد مذہب گمراہ نہ ہو (۳) عالم ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل جانتا اور یاد نہ ہونے پر کتابوں سے نکال سکتا ہو (۴) فاسق معلن نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۷ میں ہے۔ لہذا جس بندہ مومن میں یہ چاروں شرطیں پائی جائیں اس سے مرید ہونا درست ہے خواہ وہ رضوی ہو یا اشرفی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) صورت مسئولہ میں ان لوگوں کو مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل

احمد بیٹھی کی عبارات کفریہ مندرجہ حفظ الایمان ص ۸، تجذیر الناس ص ۳، ۴، ۲۸ اور براہین قاطعہ ص ۵۱ ان کے سامنے پیش کیا جائے کہ وہ ان کتابوں اور ان کے مصنفین کے بارے میں کیا کہتے ہیں اگر یہ لوگ بھی وہی کہیں جو علمائے حریمین شریفین نے کہا کہ "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" تو وہ سنی ہیں ورنہ وہ کپکے مکار، وہابی، دیوبندی ہیں اور ان سے کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام و گناہ اور دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ جیسا کہ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں تفصیلاً مذکور ہے۔

اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ پیر سنی صحیح العقیدہ ہے اور درج بالا پیر کی چاروں شرطیں اس میں کامل طور پر پائی جائیں تو اس سے مرید ہونا جائز ہے ورنہ ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ دنیا و آخرت برباد ہونے کا خوف ہے۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

عورت کا اتنی بلند آواز سے قرآن یا نعت پڑھنا یا تقریر کرنا کہ غیر محرم سنیں کیسا ہے؟

مسئلہ ہمارے یہاں احمد نگر میں ربیع الاول کے مہینے میں بعض گھروں میں قرآن خوانی اور نعت خوانی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور جگہ جگہ خواتین کا سنی اجتماع رکھا جاتا ہے گلی کے کٹڑ پر باقاعدہ پردے کا انتظام کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ لاؤڈ اسپیکر بھی لگایا جاتا ہے جس میں مقررہ عالمہ کی آواز دور تک پہنچتی ہے اور باہر بیٹھے ہوئے مرد بیان اور درود و سلام کی آواز سنتے ہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

میں خود ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہوں چونکہ میں یہاں بزم خواتین کمیٹی کی صدر ہوں اور مدرسہ عائشہ تعلیم البنات کی بھی صدر معلمہ ہوں اس لئے اکثر و بیشتر خواتین کو مجھے جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں مندرجہ بالا سوالات کے جوابات کھل طور پر تفصیل سے دیں:

المستفتی: صفائی بشیر قادری، C/13، دربار کالونی، سکندر نگر، (احمد نگر ۰۱، ۴۱۴، ایم ایس)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب خواتین کا اتنی بلند آواز سے قرآن خوانی، نعت خوانی یا عالمہ کا تقریر کرنا جس کو غیر محرم سنیں، خواہ وہ آواز بنا لاؤڈ اسپیکر کے ہو یا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ناجائز و حرام ہے کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ اسی لئے عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے اور جب اذان و اقامت کہنا جائز نہیں تو ان کا با آواز بلند قرآن خوانی، نعت خوانی اور تقریر کرنا جس کو مرد بھی سنتے ہوں کیوں کر جائز ہوگا۔ ایسا کریں گی تو وہ ضرور گناہ گار ہوں گی۔

ہاں اگر خالص خواتین کا سنی اجتماع ہو پر دے کا معقول انتظام ہو اور ہارن ایسے ہوں جن کی آواز اس احاطہ سے باہر نہ جاتی ہو جس کو صرف عورتیں ہی سنتی ہوں، مردوں کو نہ سنائی دیتی ہو تو جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے: "اما النساء فيكرة لهن الاذان وكذا الاقامة، لما روى عن انس و ابن عمر من كراهتهما لهن، ولان مبني حالهن على الستر ورفع صوتهن حرام۔"

(کتاب الصلوة، باب الاذان، ج ۲، ص ۳۸، مطبع زکریا)

اسی میں ہے "نغمة المرأة عورة" (باب شروط الصلوة مطلب فی ستر العورة، ج ۲، ص ۷۸) ردالمحتار میں ایک دوسری جگہ پر ہے "ان صوت المرأة عورة على الرجح۔" (کتاب المحظور والاباحة فصل فی العظر والمس، ج ۹، ص ۵۳۱)

فتاویٰ مصطفویہ میں ہے:

"عورت کی آواز بھی عورت ہے یہاں تک کہ اگر جماعت میں شامل ہو اور امام کو سہو ہو تو سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی امام کو سہو سے یوں آگاہ کرے کہ پشت دست پر ہاتھ مارے جیسا سیدنا محبوب الہی قدس سرہ العزیر کے ملفوظات طیبات سیر الاولیاء شریف میں ہے نماز میں تکبیر وقرأت کچھ با آواز بلند نہیں پڑھ سکتی۔ فتاویٰ عزیز یہ رسالہ "نماز ناں میں ہے" با آواز بلند نہ کنند تا سلام ہمیں طور آہستہ ہر وقت ہر چیز را گفتہ باشد" (ص ۵۲۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۴ شعبان ۱۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بہار شریعت میں ہے کہ حرام چیزوں کو بطور دواء استعمال کرنا بھی ناجائز ہے

اور مفتی احمد یار خاں جائز لکھتے ہیں دونوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

مسئلہ مفتی شمس الدین احمد جوپوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں "حرام چیزوں کو دواء کے طور پر

استعمال کرنا بھی ناجائز ہے (قانون شریعت دوم ص ۳۶۲) اور مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں "دواء" حرام چیزوں کا استعمال جائز ہے (مرآت جلد اول ص ۳۳۴) تنقیح طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں عبارتوں میں تضاد ہے یا نہیں اگر ہے تو کونسی عبارت درست اور لائق عمل ہے؟ (واضح رہے کہ دوا و علاج کو حالت خطر ار پر قیاس نہ کیا جائے)

المستفتی: عبدالرشید قادری پبلی بھتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شمس العلماء حضرت علامہ مفتی شمس الدین احمد جعفری علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب

قانون شریعت میں جو یہ ہے کہ ”حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا ناجائز ہے۔ اہ اور حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب مرآة المناجیح میں ہے جو یہ ہے کہ ”دواء حرام چیز کا استعمال جائز ہے۔ اہ

بظاہر ان دونوں عبارتوں میں تضاد ہے۔ مگر حقیقت میں کوئی تضاد نہیں مراة المناجیح کی پوری عبارت یوں ہے کہ ”سخت ضرورت کے موقع پر دواء حرام چیز کا استعمال جائز ہے (ج ۱، ص ۳۳۳) تو معلوم یہ ہوا کہ قانون شریعت میں بلا ضرورت حرام چیز کو دوا کے طور پر استعمال ناجائز بتایا گیا ہے۔ حکیم الامت علیہ الرحمہ نے اس کی صراحت اسی کتاب میں ج ۶، ص ۲۲۸ پر فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ درمختار میں ہے کل تنداولایجوز الابطاهر وجوزة فی النہایة بمحرم اذا اخبرہ طیب مسلم ان فیہ الشفاء ولم یجد مباحا یقوم مقامہ قلت و فی البزازیة ومعنی قوله علیہ الصلاة والسلام ان الله لم یجعل شفائکم فیما حرم علیکم نفی الحرمة عند العلم بالشفاء حل علیہ جواز شرہہ لازالة العطش“ (ج ۹، ص ۵۵۸، کتاب الخطر والاباحۃ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شاہد رضا ہاشمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

صلاة وسلام اور شجرہ کی ایک عبارت پر اعتراض اور اس کا جواب

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید ایک معتبر عالم دین اور پیر بھی ہے اور زید کا لڑکا بھی عالم دین ہے اور زید ہی کے ساتھ رہ کر زید کے پروگرام کی تاریخیں معین کرنے کی ذمہ داری سنبھالتا ہے۔ پس بکرنے ایک پروگرام کے تحت زید کے دعوت طعام کا اہتمام کیا اور زید کے لڑکے نے دعوت بھی قبول کر لیا مگر دعوت کی تاریخ آنے پر زید کے لڑکے نے زید کو دوسری جگہ کھانا کھلوا دیا اور رات کے گیارہ بجے خبر بھیجا کہ اب حضرت آپ کے یہاں نہیں آسکیں گے دوسری جگہ آرام کر رہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا لڑکا دعوت قبول کر کے زید کو دعوت کے لئے نہیں لے گیا اس کا گناہ زید کے سر ہوگا یا زید کے لڑکے کے سر؟

(۲) زید ہی نے اپنے شجرہ میں لکھا ہے کہ ”اسی عقیدہ پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں“ تو لفظ ہیں یہ دلالت کرتا ہے زمانہ حال پر اس لئے کچھ لوگوں کو اس لفظ نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے کہ موجودہ علمائے حرمین شریفین تو محمد بن عبدالوہاب مجددی کے پیروکار ہیں تو کیا ہم معاذ اللہ مجددیوں کے عقیدہ پر قائم رہیں

بلکہ بکرتو یہاں تک کہہ گیا کہ موجودہ عقیدہ جو علمائے حرمین کا ہے ہم اب اسی پر قائم رہیں گے اس لئے کہ شجرہ میں یہی ظاہر ہے جبکہ بکرتنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کو یہ جملہ اپنے شجرہ سے نکال کر اس کا تدارک کرنا چاہئے یا یونہی لفظی تشریح سے کہ اس سے مراد فلاں دور کے علماء ہیں خاموش ہونا چاہئے جبکہ اس جملے سے عوام کے لئے گمراہی کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ اس معاملہ میں زید کے لئے کیا حکم ہو سکتا ہے؟

(۳) محض ایک بار ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ اور ”کعبے کے بدرالہجی تم پہ کروڑوں درود“ کہنے سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام اور کروڑوں درود پہنچ جاتا ہے؟ اگر پہنچ جاتا ہے تو بار بار درود و سلام پڑھنے کی کیا ضرورت ایک ہی بار پوری زندگی میں جتنا درود و سلام پڑھ سکتا تھا نیت کر کے ایک ہی لفظ میں پڑھ دے اور پھر پوری زندگی کے لئے فرصت اور اگر نہیں پہنچ سکتا ہے تو لاکھوں سلام اور کروڑوں درود کہنے کے کیا معنی؟

(۴) اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اس کے فرشتے بھی بھیجتے ہیں جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے تو اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اللہ عزوجل و فرشتے کن صیغوں سے درود بھیجتے ہیں نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کن صیغوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کا ورد فرماتے تھے؟

المستفتی: الحاج محمد رفیق مستری صاحب

مستری کیاؤنڈ، صلاح الدین اسکول کے پچھے، بلڈنگ نمبر ۷۰، ۱۴۰ شانتی نگر روڈ، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): جب زید ایک معتبر عالم دین ہے اور اس کا لڑکا بھی عالم دین ہے تو کسی عذر شرعی کی وجہ سے بکر کے یہاں دعوت طعام میں نہیں جاسکے ہوں گے اس لئے فون پر اطلاع دے دی اور اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن عوام کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اتنی بات کے لئے ایک معتبر عالم دین کی گرفت کریں کہ عوام کو عالم دین کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”عالم دین کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہو“ عوام کے حق میں زہر قاتل ہے“ اھ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، نصف آخر، ص ۱۷۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہمیں بڑا افسوس ہے کہ اب علماء کے کلام صحیح سے اس طرح کے غلط بے معنی مطلب نکالے جاتے ہیں اگر علماء سے قریب ہوتے تو صحیح مطلب خود سمجھ لیتے۔ علماء اہل سنت شروع سے ہی فرقہ و ہابیہ کے پیشواؤں کو ”مجدی، وہابی“ کے لفظ سے تعبیر کرتے آئے ہیں اور ہم اہل سنت کے عرف میں مجدیوں، وہابیوں کو ”علمائے زمین شریفین“ نہ کہیں کہا گیا نہ کہا جاتا ہے پھر حیرت کہ ایک عالم اہل سنت کے شجرہ کے اس لفظ کو مجدیوں،

وہابیوں پر کیوں ڈھالا گیا۔

علاوہ ازیں زید کے شجرہ سے جو عہارت نقل کی گئی ہے کہ ”اسی عقیدہ پر قائم رہیں جن پر علمائے حرمین شریفین ہیں“ اس کا مطلب اس کے سیاق و سباق کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ علمائے اہل سنت کے شجروں میں پوری عہارت یوں ہوتی ہے کہ ”مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں، سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، رافضی، ندوی، دیوبندی، نیچری، غیر مقلد اور قادیانی وغیرہ ہیں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن مخالف جانیں، ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالنے میں دیر نہیں لگتی آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں ان کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے“ تو یہاں لفظ ”ہیں“ ہرگز اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ موجودہ دور کے مجددی وہابی جو محمد بن عبدالوہاب مجددی کے پیروکار ہیں ان کے عقیدہ پر قائم رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ اس میں مذہب اہل سنت و جماعت کے ساتھ علماء حرمین شریفین لکھا گیا ہے جو اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے اس سے مراد وہ علمائے حرمین شریفین ہیں جو مذہب اہل سنت پر قائم تھے۔ نیز بکر کا یہ قول کہ ”موجودہ عقیدہ جو علمائے حرمین کا ہے اب ہم اسی پر قائم رہیں گے اس لئے کہ شجرہ سے یہی بات ظاہر ہے“ سراسر حماقت ہے کیونکہ شجرہ میں جن کو اپنا دشمن، مخالف جاننے کی تلقین کی گئی ہے ان میں سب سے پہلے وہابی ہی کا نام ہے (جیسا کہ ضروری ہدایت سے ظاہر ہے) اور موجودہ دور میں جو حرم شریف میں علماء ہیں وہ بھی وہابی، مجددی ہیں تو ان کے عقیدہ پر رہنا شجرہ سے جو بات ظاہر ہو رہی ہے اس پر عمل کرنا نہیں ہے بلکہ یہ تو اپنی خواہش نفس پر عمل کرنا ہے۔

لہذا بکر پر لازم ہے کہ اپنے اس قول سے رجوع کرے اور مذہب اہل سنت و جماعت کا جو عقیدہ ہے اس پر قائم رہے اسی میں اس کے لئے دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) پہلے تو سائل غور کرے کہ اس پر کوئی نص وارد ہوگئی ہے کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بس اتنی ہی مقدار میں پڑھنی ہے“ اگر ایسی کوئی نص اس نے دریافت کر لی ہے تو لکھنا چاہیے تھا۔ ظاہر ہے کہ جب تک درود کو کسی مقدار میں محدود نہ کریں گے اس طرح کا سوال پیدا ہی نہ ہوگا۔

حق یہ ہے کہ قرآن و حدیث و نصوص فقہا و ارشادات علماء سلفا و خلفا میں کبھی اس کی تعداد محدود نہ کی گئی بلکہ یہ تو ایسا وظیفہ ہے جس میں کثرت مطلوب ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں انعامات کے مقابل ہماری زندگی بھر کے ہزار ہا ہزار درود بھی اس کے مکافات نہیں ہو سکتے۔

محض ایک بار ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ اور ”کہنے کے بدرالذبحی تم پہ کروڑوں درود“ کہنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں سلام اور کروڑوں درود پہنچ جاتا ہے۔

رہی یہ بات کہ بار بار درود و سلام پڑھنے کی کیا ضرورت؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امتی اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا زیادہ درود و سلام پڑھے گا اس کے حق میں اتنا ہی زیادہ مفید ہوگا، نیکیاں ملیں گی اور درجات بلند ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عن الطفیل بن ابی کعب عن ابیہ قال یارسول اللہ انی اکثر الصلاة علیک فکم اجعل لک من صلاتی؟ قال ما شئت قلت الربع، قال ما شئت فان زدت فهو خیر لک، قلت فالنصف؟ قال ما شئت فان زدت فهو خیر لک، قلت فالثلثین؟ قال ما شئت فان زدت فهو خیر لک اجعل لک صلاتی کلھا؟ قال: اذن تکفی همک ویغفر لک ذنبک“ (تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۵۶۱، سورہ احزاب۔ ایسے ہی مسند احمد بن حنبل ج ۷، ص ۱۶۳ میں بھی ہے)

اور حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہایت نیاز مندانہ طریقے سے پڑھا جائے اس میں گنتی کو دخل نہ دیا جائے اس لئے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حساب کیسا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ دل میں کبھی تصور نہ لایا جائے کہ اس طرح میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر رہا ہوں بلکہ یوں تصور ہو کہ اس کے صدقے میں رحمت سے مالا مال ہو رہا ہوں“ (اھ

(تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۲۲۳، سورہ احزاب)

اور سائل کا یہ کہنا کہ ”بار بار پڑھنے کی کیا ضرورت ایک ہی لفظ میں پوری زندگی کی نیت کر کے پڑھ لے تا کہ پوری زندگی کے لئے فرصت“ اس سے تو یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ وہابیوں، دیوبندیوں کی طرح اس پر بھی درود شریف پڑھنا بار پڑ رہا ہے۔ جبکہ حکم یہ ہے کہ جو نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان پر آئے یا کسی سے سنا جائے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے قال الطحطاوی تجب الصلاة علیہ کلما جرى ذکرہ علی لسانہ او سمعہ من غیر قال فی بحر العلوم وهو الاصح“ (ج ۷، ص ۲۲۷، سورہ احزاب)

دلائل الخیرات شریف میں اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ ”اللهم صل وسلم علی سیدنا محمد عندما شاهدته الابصار وسمعتہ الاذان وصل وسلم كما تحب وترضى ان یصلی علیہ وصل وسلم علیہ كما امرتنا ان نصلی علیہ وصل وسلم علیہ كما ینبغی ان یصلی علیہ۔ یعنی اے اللہ صلاۃ و سلام بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تعداد میں جتنی آنکھوں نے

آپ کے رخ انور کو دیکھا اور جتنے کانوں نے آپ کا کلام سنا، آپ پر صلاۃ و سلام بھیج اتنی تعداد میں جتنے لوگوں نے آپ پر درود بھیجا آپ پر صلاۃ و سلام بھیج جس طرح تو پسند کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے کہ آپ پر درود بھیجا جائے۔ آپ پر درود و سلام بھیج جس طرح تو نے حکم دیا کہ ہم آپ پر درود بھیجیں۔ آپ پر صلاۃ و سلام بھیج جس طرح آپ پر درود بھیجتا آپ کی شایان شان ہے۔“ (ص ۱۳۵)

اللهم صل على سيدنا محمد عدد الرمل والحصى في مستقر الارضين وسهلهما وجمالها من يوم خلقت الدنيا الى يوم القيامة في كل يوم الف مرة. وصل على سيدنا محمد عدد ما خلقته على جديد ارضك في مستقر الارضين شرقها وغربها وجمالها وادبها وطريقها و عامرها و غامرها الى سائر ما خلقته عليها وما فيه من حصاة ومد و حجر من يوم خلقت الدنيا الى يوم القيامة في كل يوم الف مرة. یعنی اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے آقا پر ریت کے ذروں اور کنکریوں کی تعداد کے مطابق جو زمینوں کی قرار گاہ، ہموار میدانوں اور پہاڑوں میں ہیں اس روز سے جب سے تو نے دنیا کو پیدا کیا روز قیامت تک ہر دن ہزار ہزار بار۔ اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار اس کے کہ پیدا فرمایا ہے تو نے اس روئے زمین پر زمینوں کی قرار گاہوں میں ان کے مشرق میں ان کے مغرب میں ہموار میدانوں میں اور پہاڑوں میں اور وادیوں اور راستوں میں اور آبادیوں میں اور ویرانوں میں تمام وہ چیزیں جو تو نے اس پر پیدا کی ہیں اور جو اس میں پیدا کی ہیں کنکریاں، ڈھیلے، پتھر روز تخلیق دنیا سے یوم قیامت تک ہر دن میں ہزار ہزار مرتبہ۔“ (ص ۳۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ صلاۃ سے درود بھیجتے ہیں جیسا کہ آیت ”ان اللہ وملائکته يصلون على النبي“ سے ظاہر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صلاۃ بمعنی رحمت اور فرشتوں کی صلاۃ بمعنی دعا و استغفار ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے ”قال القهستاني: الصلاة من الله الرحمة ومن الملائكة الاستغفار“ (ج ۷، ص ۲۲۰ اور ایسا ہی شفا شریف ج ۲، ص ۶۰ پر بھی ہے)

اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف الفاظ میں درود شریف کی تعلیم فرمائی ہے جس کی تفصیل دلائل الخیرات شریف میں ہے۔ درود ابرہی بھی انہیں درودوں میں سے ہے اور انہیں میں سے یہ درود بھی ہے: ”اللهم اجعل صلاتك و رحمتك و برکتك على سيد المرسلين و امام المتقين و خاتم النبيين محمد عبدك و رسولك امام الخیر و قائد الخیر و رسول الرحمة اللهم ابعثه مقاماً محبواً يغبطه به الاولون و الاخرون اللهم بارك

علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ ۱۱
(تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۵۶۰ سورہ احزاب) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

کوئی اپنے کو سید کہے جب کہ وہ فقیر ہے تو؟ قربانی و عقیقہ کے گوشت سے شادی کی دعوت کرنا کیسا ہے؟ حضور کتنے کپڑے استعمال کرتے تھے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں

(۱) زید عمر و بکر وغیرہ اپنے خاص خاندان سمیت اپنے آپ کو سید کہتے ہیں اور ان کے رشتہ دار خواہ لڑکی کی طرف سے ہوں یا لڑکے کی طرف سے جو کہ اسی اطراف و جوانب یا دوسرے علاقہ میں ہیں سب کے سب شاہ (سائیں فقیر) ذات کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں اور جس محلہ میں آباد ہوتے ہیں اس محلہ کو تکیہ کہا جاتا ہے۔ پس ایسی صورت میں زید، عمرو، بکر وغیرہ کو ان کے قول پر اعتماد کر کے سید سمجھا جائے یا کہ ان کے جیسے رشتہ داروں کو مد نظر رکھتے ہوئے سائیں فقیر برادری سے سمجھا جائے جبکہ مذکورہ لوگوں کو اطراف و جوانب کے لوگ شاہ (سائیں فقیر) برادری سے ہی جانتے پہچانتے ہیں؟

(۲) بعض لوگ ۱۱/۱۲ رزی الحجہ یعنی بقر عید کی تاریخوں میں شادی یا عقیقہ یا کوئی اور تقریب رکھ دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ قربانی یا عقیقہ کریں گے اسی کے ساتھ کم خرچ میں شادی بھی منٹ جائے گی اور قربانی و عقیقہ بھی ہو جائے گا ایسے لوگوں کا اس طرح کا فعل درست ہے یا نہیں؟

(۳) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم اطہر پر کتنے کپڑے استعمال فرمائے تھے؟ دور حاضر میں عوام و صلحا کے مابین استعمال ہونے والے کپڑے عمامہ، ٹوپی، کرتا، تہبند، بنیائے، گلے کا رومال، جیب دستی، نیکر، جبہ، شیروانی، صدری، سوٹر، مفلر، چادر، جوتا، چپل، موزہ ہاتھ کے، موزہ پیر کے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان میں سے کون کون سی چیزیں سنت ہیں؟ بیاد تو جروا
المستفتی: نور محمد نوری، کہمارہ، ماکھور جریلی، بیتا پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) نسب بدلنا اور جو لوگ سید نہ ہوں ان کا اپنے آپ کو سید کہنا سخت ناجائز و حرام، خدائے تعالیٰ اور فرشتوں وغیرہ کی لعنت کا سبب ہے۔ حدیث شریف میں ہے "من ادعی الی غیر ابیہ"

فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه يوم القيمة صرفاً ولا عدلاً.
 هذا مختصر. یعنی جو اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے اس پر خدائے تعالیٰ، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

(ترمذی شریف، ج ۲، ص ۳۳)

اور سوال مذکور کے مضمون سے ظاہر یہی ہے کہ جب زید، عمرو، بکر کے جملہ اقربا و رشتہ داران شاہ برادری سے ہی تعلق رکھتے ہیں تو یہ لوگ بھی اپنے جملہ خاندان سمیت شاہ یعنی سائیں، فقیر ہی ہوں گے اگر واقعہ ایسا ہی ہو تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کی سید جیسی تعظیم ہرگز نہ بجالائیں اور ان لوگوں پر بھی لازم ہے کہ اپنا نسب بدل کر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت کے مستحق نہ بنیں اور توبہ کریں اپنے سائیں فقیر ہونے کا ہی اعلان کریں۔

اور اگر وہ واقع میں سائیں نہ ہوں بلکہ سید ہوں تو وہاں کے ذمہ دار علماء کے سامنے اپنا سید ہونا ثابت کریں تاکہ مسلمانوں کا خلجان دور ہو اور ان کی تعظیم و تکریم سیدوں جیسی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) جائز و درست ہے بشرطے کہ اصل مقصود تقرب الی اللہ ہو اس لئے کہ قربانی میں مطلقاً تقرب کی نیت سے خون بہانا مقصود ہے صدقہ کرنا نہیں اور جب بہ نیت تقرب مخصوص دن میں مخصوص جانور کا ذبح ہونا متحقق ہو گیا تو قربانی پالی گئی۔

اب رہا اس کے گوشت کا مسئلہ تو اراقہ دم کے بعد اس سے ہر قسم کا انتفاع جائز ہے خواہ وہ خود کھائے یا دوسرے مسلمانوں کو کھلائے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۴۹۴ میں ہے "ان اصل القرابة في الاصلية انما تقوم باراقة الدم لوجه الله تعالى فاذا اقيمت وحصل المقصود سآخ الانتفاع على جميع الوجوه." اہ ملخصاً۔ یوں ہی عقیدہ بچے کی پیدائش کی خوشی میں کیا جاتا ہے۔ جب عقیدہ ہو گیا تو اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے دوسروں کو بھی کھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کپڑوں کے استعمال فرمانے کا ثبوت احادیث کریمہ سے ملتا ہے جن میں قمیص، تہبند، عمامہ، ٹوپی، چادر، حلہ جس میں جامہ، چادر، جبہ، چغہ سب شامل ہیں (فیروز اللغات ص ۵۵) یوں ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے بھی پہنے اور پا جامہ پہننا آپ سے ثابت نہیں البتہ خریدنے کا ثبوت ملتا ہے لیکن آپ نے پا جامہ کو پسند فرمایا یا بایں وجہ اسے لباس سنت سے شمار کیا جاتا ہے۔

مگر خاص انہیں لباس کا پہننا فرض و واجب نہیں یہ سب سنن زوائد ہیں اگر کوئی شخص اتباع کی نیت سے پہنے تو ثواب کا مستحق ٹھہرے گا ایسا قطعاً نہیں کہ ان کے علاوہ جتنے کپڑے استعمال ہوتے ہیں ناجائز ہیں۔ اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں ”یہ سب سنن زوائد ہیں بہ نیت اتباع اجر ہے ورنہ ”مَنْ حَزَّ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ“ ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بد مذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو (فتاویٰ رضویہ ج ۹ نصف آخر ص ۹۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ رجب المرجب، ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کسی مدرسہ میں چندہ لکھوا کر اس میں نہ دے کر دوسرے میں دے دینا کیسا ہے؟

مسئلہ بروز عید، عید گاہ میں تمام لوگوں کی موجودگی میں دارالعلوم سرکار غریب نواز کے لئے چندہ کا اعلان خالد نے کیا۔ اکثر لوگوں نے چندہ لکھوایا اور کچھ نقد رقم بھی ملی۔ لکھوایا ہوا چندہ جب کچھ دنوں کے بعد مانگا گیا تو کچھ لوگوں نے بلا عذر شرعی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب ہم دوسرے ادارہ میں چندہ دیں گے تو کیا دوسرے ادارہ میں چندہ دینا از روئے شرع جائز ہے؟ زید کا کہنا ہے کہ ان کے اس انکار کو وعدہ خلافی پر محمول کرتے ہوئے جو کہ عید گاہ اللہ کے گھر میں کئے تھے عدم جواز کا حکم دیں گے کیونکہ کوئی عذر شرعی موجود نہیں۔ دلیل کے ساتھ جواب عنایت کرنے کی مہربانی کریں۔ بینوا توجروا

المستفتی: محمد کلام اشرفی، مقام میرہا، ضلع شہڈول، ایم پی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب وعدہ خلافی گناہ ہے مگر جب عذر شرعی ہو اور انسان اس کے پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو اور عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو عند الشرع وہ مورد الزام نہیں۔ حدیث پاک میں ہے ”اذا وعد الرجل اخاه ومن نيته ان يفي ولم يفي للميعاد فلا اثم عليه“ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۶) اس کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں ”قال الاشراف هذا دليل على ان النية الصالحة يثاب الرجل عليها، ومفهومه ان من وعد وليس من نيته ان يفي فعلية الاثم سواء و في به اولم يفي فانه من اخلاق المنافقين۔“ (مرقاۃ المفاتیح، ص ۱۷۰، ج ۹) لہذا جن لوگوں نے چندہ لکھوایا کہ فلاں مدرسہ میں دیں گے اگر کوئی مانع نہ ہو تو انہیں اسی ادارہ میں دینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جنگل سے چرائی لکڑی خرید کر مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین

خالد جنگل سے لکڑی چوری کر کے لایا تو زید نے جو کہ صدر مسجد ہے اس لکڑی کو خرید کر مسجد کی کھڑکیاں بنوایا، بکرنے صدر کو اس طرح کرنے سے روکا تو جواب ملا کہ ہم تو خرید کر لگا رہے ہیں جبکہ وہ لکڑی چوری کی ہے بالیقین صدر کو معلوم ہے اور ڈا کرنے اسے کچھ اور سہارا یہ کہہ کر دلایا کہ یہاں کے جنگلوں کی چوری کی ہوئی لکڑی لگا سکتے ہیں کہ وہ کافر حربی کا مال ہے اور بکر کا کہنا تھا کہ وہ چوری کا مال غیر طیب و غیر پاک ہے لہذا اللہ کے مقدس گھر میں اس کا لگانا ناجائز و حرام ہے اور یہ بھی کہ چوری بنام چوری چاہے کسی کی بھی ہو وہ حکومت کی ہو یا رعایا کی مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی ناجائز و حرام ہے کیونکہ وہ سب ہلاکت و بربادی ہے۔ کیا زید (صدر مسجد) اپنے فعل میں اور ڈا کر اپنے فعل میں درست ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو دلیل کے ساتھ جواب عنایت کریں اور نادرست ہونے کی صورت میں کھڑکیاں جو کہ مسجد میں لگائی گئی ہیں ان کو کیا کیا جائے لگی رہنے دیں یا پھر نکال دیں، اور بکر کے قول کے بارے میں بھی کچھ ارشاد کریں؟ المستفتی: محمد کلام اشرفی، مقام میرہا، ضلع شہڈول، ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بکر کا کہنا درست ہے دھوکا و فریب کسی کے ساتھ جائز نہیں، خواہ مسلم ہو یا کافر، اور گورنمنٹی جنگلوں سے چوری چھپے لکڑی حاصل کرنا گورنمنٹ کے ساتھ دھوکا و فریب ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح القدیر کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں "انما یجوز علی المسلم اذا کان بطریق الغدۃ" (فتاویٰ رضویہ ص ۸۸، ج ۷) اور ہدایہ اخیرین "باب الربا" میں ہے لان مالہم مباح فی دارہم فیما ی طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدۃ" (ص ۷۰، ج ۲، باب الربوا) لہذا صدر مسجد نے اگر یہ جانتے ہوئے کہ یہ چوری اور فریب کاری کا مال ہے لیا تو گنہ گار ہو اس پر لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے اور خالد پر بھی فرض ہے کہ چوری سے توبہ کرے اور ڈا کر بلا تحقیق غلط مسئلہ بتانے سے باز آئے نیز توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نسبندی سے متعلق چند سوالات کے جوابات

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین ذیل میں کہ

(۱) ہندہ نے بغیر کسی عذر کے نسبندی کروایا ہے اس کے ہاتھ کا کھانا پینا کیسا ہے؟ اور نسبندی کرانے والے مرد یا عورت کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(۲) کیا کوئی ایسا عذر ہے جس میں نسبندی کرانے میں شریعت سے پکڑ نہیں ہوگی؟

(۳) کیا نسبندی کرانے والے کے گھر نمازی آدمی کھاپی سکتا ہے؟

(۴) ہندہ کی شادی کو ایک عرصہ ہو گیا اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے۔ کسی بات پر ہندہ کا شوہر سے جھگڑا ہوا، ہندہ کا شوہر ہندہ کو اس کے ماں کے گھر کر دیا تقریباً چھ سال ہندہ اپنے ماں کے گھر رہی انہیں چھ سال کے اندر ہندہ کے باپ نے ہندہ کی نسبندی کر دیا اور نسبندی یہ سوچ کر کرایا کہ اگر ہندہ غلطی کرے گی تو ظاہر نہیں ہوگا اور ہماری عزت بچی رہے گی ہندہ بھی راضی ہوگئی اور ہندہ کے شوہر کو اس بات کی جانکاری نہیں ہوئی نسبندی ہو جانے کے بعد اس کے شوہر کو جانکاری ہوئی۔ بیان فرمائیں کیا حکم ہے؟ ہندہ کا شوہر ہندہ کو اب کیا کرے طلاق دے یا رکھے؟ بیٹنوا توجروا

المستفتی: نور محمد رشیدی، مدرسہ رحیمیہ نور العلوم مہراج گنج (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲-۳): ضبط تولید کے لئے مرد یا عورت کی نسبندی کئی وجوہ سے ناجائز و حرام ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا ہے جو قرآن وحدیث کی نص سے ناجائز و حرام ہے، قرآن پاک میں ہے "وَلَا تُمَرُّ بِهِمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ" (یعنی شیطان بولا کہ) میں ضرور انہیں (اللہ کے بندوں کو) حکم دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی بنائی چیز بدل ڈالیں گے۔"

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر صاوی میں ہے "من ذلك تغيير الجسد" (ج ۱، ص ۲۳۱) اور تفسیر کبیر میں ہے "ان معنی تغییر خلق اللہ ہنا ہوا الاخصاء" (ج ۲، ص ۲۲۳) اور حدیث پاک میں ہے "لعن اللہ المغیرات خلق اللہ" (ملخصاً یعنی اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز (جسم کی قدرتی بناوٹ) کو بدلنے والی ہیں۔

نیز اس میں بے وجہ شرعی ایک نس اور عضو کا نا جاتا ہے وہ بھی ایسی نس جو توالد و تناسل کا ذریعہ ہے اور بے ضرورت شرعی دوسرے کے سامنے وہ بھی ستر غلیظ کھولا جاتا ہے اور ڈاکٹر اس کو چھوتا بھی ہے اور یہ تینوں امور بھی حرام ہیں۔ لہذا نسبندی شریعت اسلامیہ میں ہرگز جائز نہیں اس سے نفرت واحترام لازم ہے۔

اس لئے ہندہ قانون شرع کی رو سے نسبندی کرانے کی وجہ سے سخت گنہگار مستحق عذاب نارہ غضب جبار ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے، نماز کی پابندی کرے، ساتھ ہی اسے چاہیے کہ مقبولیت توبہ کے لئے قرآن خوانی ومیلاد پاک کرائے، غربا ومساکین کو کھانا کھلائے، مسجد مدرسہ میں امداد کرے کہ یہ چیزیں

قبول توبہ میں معاون ہوں گی، قرآن پاک میں ہے: "مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ" (پ ۱۹، سورۃ الفرقان ۷۰)

ہندہ اگر توبہ کر لیتی ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا درست ہے، حدیث پاک میں ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (پ ۱۹، سورۃ الفرقان ۷۰) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ "معصیت سے توبہ کرنے والے کے یہاں کھانا پینا باعث الزام نہیں" (فتاویٰ امجدیہ، ج ۳، ص ۴۱۰)

اور جو مرد یا عورت نسبتی کرائے ہوں اور ایمان کی حالت میں مرے ہوں تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، فتاویٰ امجدیہ میں ہے "نماز جنازہ کے لئے میت کا مسلم ہونا شرط ہے، متقی و صالح ہونا شرط نہیں، ہاں علماء و مشائخ ایسے لوگوں کے جنازے میں بغرض عبرت شریک نہ ہوں۔" (پ ۱۹، سورۃ الفرقان ۷۰) اور شرح عقائد میں ہے "ویصلی علی کل ہر وفاجر اذا مات علی الایمان للاجماع" (پ ۱۱۵، سورۃ الفرقان ۷۰) مصطفویہ ص ۵۳۱ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نسبتی کرانا حرام و اشدد درجہ گناہ ہے جیسا کہ مذکورہ جواب سے واضح ہے اور ہندہ کے والد کا یہ خیال کرنا کہ "اگر ہندہ غلطی کرے گی تو ظاہر نہیں ہوگا اور ہماری عزت بچی رہے گی اور ہندہ بھی راضی ہوگئی" اسی سے ظاہر ہے کہ ہندہ بدچلن ہے اور اس کا باپ اس کی بدچلنی پر شہ دے رہا ہے جب تو وہ دیوث ہے اس پر لازم تھا کہ وہ ہندہ اور اس کے شوہر کے درمیان صلح و مصالحت کرا کے اس کے گھر پہنچا دیتا مگر وہ ایسا نہ کر کے اس کو اپنے گھر چھ سال تک روکے رہا اور اسی درمیان اس کی نسبتی کروا کر اس کے بدکاری کا راستہ ہموار کیا جس کی وجہ سے ہندہ اور اس کے والدین دونوں سخت گنہگار لائق غضب جبار مستحق عذاب نار قابل ملامت ہیں۔ ہندہ کا والد اس کی صحیح نگرانی نہ کر کے بلکہ گناہ پر شہ دے کر مواخذہ خداوندی میں گرفتار ہے۔

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"۔ یعنی اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے" (پ ۲۸، سورۃ تحریم آیت ۶) اور حدیث پاک میں ہے "کلکم راع وکلمہ مسئول عن رعیتہ" (پ ۱۷۱، سورۃ تحریم آیت ۶) اور حدیث ہے اور ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا۔" (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۷۱)

لہذا ہندہ اور اس کے والد پر لازم ہے کہ دونوں علانیہ توبہ و استغفار کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان دونوں کا سختی سے بائیکاٹ کریں ورنہ سب لوگ گنہگار ہوں گے، خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا يُؤْمِنُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذَّنْبِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" (پ ۷، سورۃ انعام ع ۱۳) اور شوہر کا بیوی سے جھگڑا کر کے میکے میں عرصہ دراز تک معلق چھوڑے رکھنا ہندہ کے گناہ کا سبب بنا

اس لئے شوہر بھی گنہگار ہوا، وہ حاکم تھا چاہئے تھا کہ وہ تادیب نیز صلح و مصالحت کر کے اس کو رکھتا یا بھلائی کے ساتھ طلاق دے دیتا تو ہندہ اس گناہ عظیم کا ارتکاب نہ کرتی، قرآن پاک میں ہے "الَّذِي جَاءَ قَوْمًا عَلَى الْبَنَاتِ" یعنی مردانہ طور پر عورتوں پر۔" اہ (پ ۵، سورۃ نساء ع ۳ آیت ۳۴)

لہذا ہندہ کے شوہر پر بھی لازم ہے کہ وہ توبہ و استغفار کرے اور ہندہ اب بھی بدستور سابق اس کے نکاح میں باقی ہے، چاہے تو اسے رکھے یا طلاق دے دے اسے اس کا اختیار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "الَّذِينَ آمَنُوا وَآمَنَّا بِمَا حَسَنَّا" یعنی یہ طلاق دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا کوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔" اہ (پ ۲، سورۃ البقرة ع ۱۳، آیت ۲۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسلمان کی قبر منہدم کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ عمر و سنی صحیح العقیدہ شخص ہے، عمر و نے قدیمی قبر جو حضرت جھکی شاہ بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تھی، دو بھائیوں کے ساتھ مل کر زمین کی لالچ میں منہدم کر دیا ایسی صورت میں عمر و اور دونوں بھائیوں کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب دلائل سے مطلع فرمائیں بڑا کرم ہوگا اور کیا عمر و کا قطع تعلق کیا جاسکتا ہے، عمر سے سلام و کلام و پیام رکھنا، عمر و کو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا؟ المستفتی: ڈاکٹر محمد شریف، منگل بازار، چکواٹولہ، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسلمان کی قبر کو منہدم کرنا یعنی گرانا اور اس زمین کو اپنے کام میں لانا، اس پر چلنا، بیٹھنا سب ناجائز و گناہ ہے کہ اس سے میت کو اذیت پہنچتی ہے اسی وجہ سے قبر پر بیٹھنے کی ممانعت آئی، عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں "رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالساً علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا تؤذ صاحب القبر ولا یؤذیک" مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، ارشاد فرمایا اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر، صاحب قبر کو ایذا نہ دے اور نہ وہ تجھے ایذا دے۔ رواہ الطحاوی فی معانی الآثار۔

مسلمانوں کی قبریں منہدم کرنا وہابیوں کا طریقہ ہے اس لئے تحقیق کی جائے کہ یہ تینوں وہابی تو نہیں، اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ وہابی ہیں تب تو حکم کفر بھی ہوگا، اور اگر وہابی ہونا نہ ثابت ہو تو حکم کفر نہ ہوگا۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں، ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا، اس میں مکان بنانا جائز نہیں، اب بھی جوہ قبرستان ہی ہے قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں۔“ (بہار شریعت، ج ۴، ص ۸۷، قبرستان وغیرہ کا بیان)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”سئل هو (ای القاضی الامام شمس الائمة محمود الاوزجندی) عن المقبرة فی القرى اذا اندست ولم یبق فیها اثر الموتی لا العظم ولا غیره هل یحوز زرعها واستغلالها، قال لا ولها حکم المقبرة کذا فی المحيط۔ (ج ۲، ص ۷۰)“
 لہذا عمر اور اس کے بھائی توبہ کریں اور قبر کو پہلے کی طرح دوبارہ صحیح کریں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمان ان کا بایکٹ کریں۔ **وَإِنَّمَا يُنْسِيَتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ** ۱۳۷ (پ ۷، سورۃ انعام ع ۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی
 ۲۶/زی القعدہ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید ایک مدرسہ میں مدرس ہے دوسری جگہ بھی اس کا نام چل رہا ہے کیا یہ درست ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

زید ہماری آبادی کے مدرسہ میں باتخواہ مدرس ہے، ساتھ ہی اس کا نام ایک دوسرے مدرسہ میں بھی نائب صدر المدرسین کی جگہ پر چل رہا ہے جو جلد ہی گورنمنٹی ہونے والا ہے آبادی کے لوگوں کو اس معاملہ کا علم ابھی جلد ہی ہوا ہے۔ کیا شرعاً ان کا ایسا کرنا درست ہے؟ جواب باصواب سے نوازیں۔ بیینوا توجروا

المستفتی: محمد حسن، سکریٹری، دارالعلوم جامعہ عربیہ اشرفیہ گائے گھاٹ، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں کہ یہ ضرر و فریب ہے اور ضرر و فریب مطلقاً سب سے حرام ہے۔ کیونکہ جب زید کا نام اس مدرسہ میں بھی چل رہا ہے جو گورنمنٹ کی جانب سے منظور شدہ ہے تو گورنمنٹ کی جان رہی ہے کہ یہ شخص اس مدرسہ میں پڑھا رہا ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے تو زید گورنمنٹ کو دھوکا دے رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں ”ضرر و بدعہدی مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے“ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۰۵، ج ۷)

فتح القدیر میں ہے ”انما یحرم علی المسلم اذا کان بطریق الغدو ۱۳۸ (ص ۷، ج ۷) ہدایہ

آخریں باب الربا میں ہے "لان مالہم مباح ہای طریق اخذ المسلم اخذ مالا مباحا اذالم یکن فیہ غلہ۔" (ص ۷۰، ج ۳) لہذا زید پر لازم ہے کہ کسی ایک مدرسہ میں پڑھائے اور دوسرے مدرسہ سے فوراً استعفیٰ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰/ جمادی الآخر ۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ٹی وی، ریڈیو اور کیمرہ کا استعمال ان کی تجارت و مرمت درست ہے یا نہیں؟
مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ٹی وی، ریڈیو اور فوٹو کیمرہ کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ نیز ان چیزوں کی تجارت اور مرمت کا کام کرنا، اس کا پیشہ اختیار کرنا شرعاً درست ہے کہ نہیں؟ تفصیلی جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: عبداللہ رضوی واصف القادری، رکن سنی اکیڈمی، رمول، کھول، دربھنگہ بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ریڈیو کا استعمال اگر جائز چیزوں کے لئے ہو تو درست ہے اور اس کی تجارت و مرمت کا کام، اس کا پیشہ اختیار کرنا بھی درست ہے کہ یہ معصیت کے لئے متعین نہیں کہ اس کے ذریعے خبریں، نعت و منقبت، تلاوت کلام پاک سب سنی جاتی ہیں۔ یوں ہی ٹی وی اور کیمرہ بھی معصیت کے لئے متعین نہیں۔ اس لئے ان کی بھی تجارت و مرمت جائز و درست ہے، فتاویٰ رضویہ میں ہے "نفس اجرت کہ کسی فعل حرام کے مقابل نہ ہو حرام نہیں یہی معنی اس قول حنفیہ کے کہ "یطیب الاجر ان کان السبب حراما کما فی الاشباہ وغیرہ" (ج ۸، ص ۱۶۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹/ ربیع الثوث ۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا جائز نہیں، بکر دلیل پیش کرتا ہے

ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین برائے کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟
المستفتی: محمد عمر، موضع کھرہواں، پوسٹ برہواں بکنٹی، ضلع بستی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا قول حق ہے، اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز و مستحسن ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الہی سمجھ کر ہے اور مسلمان ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو مستقل بالذات اور قادر مطلق سمجھتے ہیں اور اولیاء کو مظہر شان الہی اور واسطہ فیض جان کر ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور آیت کریمہ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کا یہی مفہوم ہے کہ حقیقی امداد اللہ ہی کی ہے اور یہ حضرات اس کے مظہر ہیں، جیسے قرآن مجید میں ہے: "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ" نہیں ہے حکم مگر اللہ کا (پ ۱۲، س یوسف) اور فرمایا گیا "لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ" اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان وزمین کی چیزیں" (پ ۳، س بقرہ) پھر بندے حکام کا بھی حکم مانتے ہیں اور اپنی چیز پر ملکیت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں یعنی آیت سے مراد یہ ہے کہ حقیقی حکم اللہ ہی کا ہے اور حقیقی ملکیت اللہ ہی کی ہے مگر بندوں کے لئے بھی اعطاء الہی حکم ہے اور ملک بھی، ایسے ہی حقیقی وبالذات مستعان اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بندوں سے استعانت بالعرض وبالواسطہ ہے اور ایسی استعانت، قرآن و حدیث اور اقوال سلف و خلف سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ" اللہ کی طرف وسیلہ طلب کرو۔ (پ ۶، س مائدہ) اور فرماتا ہے "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" نیکی اور تقویٰ پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو (ایضاً) اور فرماتا ہے کہ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو (پ ۲، س بقرہ) اور فرماتا ہے "فَاعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ" مدد کرو میری ساتھ قوت کے (پ ۱۶، س کہف) اور حدیث شریف میں ہے استعينوا بطعام السحر على صياح النهار وبالقيلوله على قيام الليل، یعنی دن کے روزہ پر سحری کھانے سے مدد چاہو اور رات کے قیام پر دوپہر کے لیٹنے سے مدد چاہو (جامع صغیر، ج ۱، ص ۳۴) اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے استعينوا على الرزق بالصدقة یعنی رزق کے لئے صدقہ سے مدد چاہو (ایضاً) اور نیز حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا ضل احدكم شيعنا و اراد عوننا و هو بارض ليس بها اليس فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني فان لله عباداً لا يراهم" جب تم میں کوئی شخص سنان جگہ میں بھٹکے ہو لے یا کوئی چیز گم کرے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا (نماز و رضویہ ج ۳، ص ۵۳۱) الخیرات الحسان میں ہے: "اعلم انه لم يزل العلماء و ذوا الحاجات يذرون قبره و يتوسلون عنده في قضاء حوائجهم و يرون نوح ذلك منهم الامام الشافعي

رحمہ اللہ لہا کان ببغداد فانہ قال انی لا تبرک بأبی حنیفۃ واجئنی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ سألت اللہ عندہ ففتقنی لی سربعا یعنی جان لو کہ ہمیشہ سے علماء اور اہل حاجات امام اعظم کی قبر کی زیارت کرتے رہے ہیں اور وہاں اپنی حاجتوں کے پورا ہونے میں توسل کرتے ہیں اور اس کو کامیابی جانتے ہیں انہیں میں سے امام شافعی ہیں کہ جب وہ بغداد میں تھے تو ان سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کے مزار پر حاضر ہوتا ہوں، اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا اور امام اعظم کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں اللہ سے سوال کرتا ہوں تو وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے، اور اشعۃ اللمعات ج ۱، ص ۱۵ میں ہے ”وجتہ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بوے بعد از وفات دیکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرف ہائے ایشان در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف کرنی و شیخ عبدالقادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیاء شمرده و مقصود حصر نیست و سیدی احمد بن مرزوق کہ از اعظم فقہا و علماء و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امدادی قوی است یا امداد میت من بلفتم قوی می گویند کہ امدادی قوی تراست و من می گویم کہ امداد میت قوی تراست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وے در بساط حق است و در حضرت اوست“ ان آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ و اقوال فقہا سے استعانت کا جواز ثابت ہو گیا اور بکر کا قول غلط ٹھہرا، اللہ اسے ہدایت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۲، ص ۳۶، فتاویٰ فیض الرسول ج ۲، ص ۳۸۲، فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۰۳ اور بہار شریعت ج اول ص ۷۹ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ذوالفقار احمد قادری مصباحی

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد میں ممبر یا کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ مسجد میں منبر پر بیٹھ کر یا مسجد کے اندر کرسی رکھ کر دینی تقاریر کرنا جائز ہے یا نہیں جبکہ تقریر کرنے والا عالم دین یا مفتی دین نہ ہو صرف تقریر کرنا سیکھ گیا ہو۔

المستفتی: عبدالرشید نوری قادری، بھوپال

بہینوا توجروا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد میں منبر یا کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا جائز ہے کہ تقریر میں اللہ عزوجل اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا ہے، کتاب اللہ کی آیات اور سرکار کی احادیث پڑھی جاتی ہیں اور اللہ و رسول کے ذکر کے لئے کسی اونچی چیز پر بیٹھنا جائز و مستحسن ہے جس سے اللہ و رسول کے ذکر کی تعظیم ہو۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں ”میلا دشریف منبر پر پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور یہ فرق کہ میلا دشریف تخت پر ہو، منبر پر صرف خطبہ و وعظ ہو محض نادانی ہے“ (فتاویٰ رضویہ، ص ۳۰۶، ج ۹) نیز اسی میں ہے ”واعظ کا کرسی پر مسجد میں بیٹھنا جائز ہے جبکہ نماز اور نمازیوں کا حرج نہ ہو۔“ (ص ۶۰۰، ج ۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود مسجد مدینہ منورہ میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے آپ کی نعت سناتے۔ البتہ جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ص ۳۰۸، ج ۹)

اسی میں ہے ”ہاں اگر جاہل اردو خواں اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ فاسق مثلاً داڑھی منڈانہ ہو کہ اس وقت وہ سفیر محض ہے اور حقیقتاً وعظ اس عالم کا ہے جس کی کتاب پڑھی جائے اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ جاہل خود بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اس کا سننا بھی حرام، مسلمانوں کو چاہئے کہ اسے منبر سے اتار دیں۔“ (ج ۹، ص ۳۰۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

داڑھی منڈانے والے سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید صرف اپنے بھائی سے داڑھی نہ رکھنے کی وجہ سے قطع تعلق اختیار کر رہا ہے تو کیا زید کا یہ عمل چاہے بطور اصلاح ہو یا بغیر اصلاح درست ہے یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟ زید نے اپنے بھائی کو کئی مرتبہ تنبیہ بھی کیا لیکن اس کا بھائی برابر داڑھی چھلا رہا ہے۔ کیا اس زمانے میں علمائے دین نے داڑھی نہ رکھنے والے پر نرمی اختیار کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے؟ المستفتی: محمد عمار رضا، مدرسہ حنفیہ محلہ عالم خان، جون پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب زید نے اپنے بھائی کو کئی مرتبہ تنبیہ کی مگر اس کے باوجود وہ داڑھی چھلانے سے باز نہیں آتا اور برابر داڑھی چھلا رہا ہے تو اب زید کو چاہئے کہ وہ علمائے ذوی الکرام کے ذریعے اپنے بھائی کے

اصلاح کی کوشش کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ باز آجائے۔ لیکن اب بھی وہ داڑھی چھلانے سے باز نہیں آتا تو اس کی وجہ سے زید کا اپنے بھائی سے قطع تعلق جائز و درست ہے کیونکہ زید بار بار داڑھی منڈانے کی وجہ سے فاسق معن مردود الشہادت ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا حرام و گناہ ہے۔ در مختار فوق رد المحتار "کتاب الصوم" میں ہے "واما الاخذ منها وھی دون ذلك فلم یبہہ احد" اہ ملخصاً (ج ۲، ص ۴۱۸) ہدایہ میں ہے "یوجب علی ارتکابہ مالا یجمل" اہ (ج ۳، ص ۵۷۲) یعنی منڈانے والے کو سزا دی جائے گی کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا اور فتاویٰ رضویہ "کتاب الحظر والاباحت" میں "فتح المعین بشرح قرۃ العین" سے ہے۔ "یحرم حلق الحیتہ" اہ (ج ۹، ص ۳۰ نصف اول)

لہذا فاسق معن ہونے کی وجہ سے زید کا اپنے بھائی سے مقاطعہ کرنا جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام احمد رضا قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ جمادی الآخر ۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد کی بجلی دوسرے گھروں میں اجرت پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ مسجد سے چار گھر میں بجلی دی گئی ہے اور چاروں گھروں لے بجلی کا کرایہ دیتے ہیں اور وہی کرایہ کا پیسہ اور کچھ چندہ کا پیسہ ملا کر امام صاحب کی تنخواہ اور دیگر کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے جبکہ اس کے علاوہ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد سے دوسرے گھروں میں بجلی دینا ناجائز ہے جبکہ اور جگہ مسجد کی طرف سے کمرہ یا دوکان وغیرہ کرایہ پر دیا جاتا ہے اور ساتھ بجلی کا کنکشن بھی دیا جاتا ہے اور یہاں مسجد کی لائٹ کا بل بھی دیا جاتا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: سکریٹری محمد اسحاق صاحب، رضا مسجد انجمن اسکول کے پیچھے، منگل بازار، پرانی بستی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب محکمہ بجلی سے جو کنکشن خاص مسجد ہی کے لئے جاری کروایا گیا ہو اس سے دوسرے گھروں میں بجلی کی سپلائی کرنا حکومت ہند کے ساتھ چوری و فریب ہے اور چوری و فریب کسی کے ساتھ جائز نہیں خواہ وہ مسلم ہو یا کافر۔ ہدایہ میں ہے "لان مالہم مباح فی دارہم ہای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر" اہ (کتاب البیوع ج ۳، ص ۷۰) نیز اس میں خود کو ذلت و رسوائی کے لئے پیش کرنا ہے جو کہ ناجائز و گناہ ہے کیونکہ یہ فعل جرم ہے اگر بجلی بورڈ کے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو وہ پولیس کے حوالے کر دیں گے۔ لہذا اس سے بچنا واجب ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں فتح القدیر کے حوالے سے ہے.....

”اطلاق النصوص فی البال المحظور وانما یحرم علی المسلم اذا کان بطریق الخند“ (ج ۷، ص ۸۸) نیز اسی میں ہے ”والثانیة ان من الصور المباحة ما یکون جرماً فی القانون ففی اقتحامه تعریض النفس للاذی والاذلال وهو لا یجوز فیجب التحرز عن مثله“ (ج ۷، ص ۱۱۵) رہ گیا مسجد کا کمرہ اور دوکان کو کرائے پر دینا اور کرایہ دار کو بجلی استعمال کرنا تو اس سے استدلال لغو ہے کیونکہ یہاں بجلی مسجد ہی کے کمرے و دوکان میں استعمال ہو رہی ہے تو وہ مسجد میں ہی استعمال ہے اس کے برخلاف دوسروں کے گھروں میں بجلی دینا یقیناً مسجد میں استعمال نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ ربیع الثوٹ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

شرعی فتووں کو جعلی بتانا اس کا غلط مفہوم بتانا اس پر عمل سے روکنا اور لوگوں کو مسجد کی امداد سے روکنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

سورپ نگر ایک نئی آبادی ہے جس میں چند مسلمانوں نے مل کر ایک کمیٹی کی شکل دے کر مدینہ مسجد کی بنیاد رکھی جو وقتاً فوقتاً لوگوں کو یکجا کر کے مدینہ مسجد کی فلاح و بہبود کے لئے مشورہ لیتے رہتے ہیں مگر ایک مشورہ میں کچھ ایسے مسائل اٹھ گئے کہ قرآن و حدیث کے بالکل خلاف معاملہ تھا زید جو پابند شرع ہے اس نے اٹھے ہوئے مسائل بغور سن کر ذہن میں بٹھالیا اور اپنے دل میں ارادہ کیا کہ ان مسائل کو علمائے کرام سے سمجھوں گا یہاں کے باشندوں میں سے چند معتبر لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے مرکز تربیت افتاء ایک استفتا لکھیں۔

زید نے اپنے اٹھے ہوئے مسائل کو روانہ کیا جو کچھ دنوں بعد جواب موصول ہوا زید نے ان مسائل کو فوٹو کر کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ تمامی حضرات بے چوں چرا جواب کو قبول کرتے ہوئے عمل پیرا ہو گئے مگر خالد نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ سوال تو درست ہے مگر جواب دار الافتاء سے نہیں بلکہ زید نے اپنے محلہ کے امام سے لکھوا کر سب کو کافر بنا دیا ہے۔ جبکہ فتویٰ پر کاتب کا نام مفتی صاحب کامہر اور دارالافتاء کامہر لگا ہوا ہے ان مہروں کو دیکھ کر خالد نے کہا کہ یہ سارے مہر زید نے جعلی بنوا کر امام صاحب کے لکھے ہوئے جوابی تحریر پر لگا دیا ہے اس لئے اس جعلی فتویٰ کو میں نہیں مانتا ہوں اور اے لوگو تم بھی اس جعلی فتویٰ کو مت مانو۔ خالد نے یہ فتنہ محلہ میں ہر جگہ ہر ایک کے پاس پھیلا رکھا ہے اور اس نے مسجد میں آکر امام صاحب سے کہا کہ امام صاحب میرا نام مسجد کے مہر سے کاٹ دیجئے آج کی تاریخ سے ہم مسجد میں کسی طرح کا ساتھ نہیں دے سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ جو لوگ

مسجد کی حمایت کرنے والے ہیں ان کو بھی یہ روکنے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے مسجد کو کافی نقصان ہوا اور آمدنی کے کئی دروازے بھی بند ہو گئے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں کہ

(الف) خالد جو کہ جواب فتویٰ کو اپنے محلہ کے امام صاحب کی طرف منسوب کیا اور جواب فتویٰ کو غلط ثابت کیا اور جواب فتویٰ میں کافر کسی کو نہ بنایا گیا تھا مگر نااہلوں میں یہ کہہ کر لوگوں کو مسجد سے الگ کر دیا کہ ہم لوگوں کو زید نے کافر بنا دیا ایسی صورت میں خالد پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(ب) فتویٰ کا جواب کئی علمائے کرام نے دیکھا اور درست ثابت کیا مگر خالد کا دل اس فتویٰ کی طرف رجوع نہ ہوا۔ خالد کا دل فتویٰ کی طرف رجوع نہ ہونے پر خالد پر کسی طرح کا شریعت کا کوئی مواخذہ ہے کہ نہیں؟

(ج) خالد کے فتنہ کی وجہ سے مسجد کی آمدنی کے کئی دروازے بند ہو چکے اس کے لئے خالد پر کوئی کفارہ وغیرہ کا حکم ہے کہ نہیں؟
المستفتی: محمد ریاض الدین رضوی، سوروپ نگر، دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں خالد کا شرعی فتویٰ کو جعلی بتا کر اس کو نہ ماننا اور لوگوں کو اس کا غلط مفہوم بیان کر کے اس پر عمل پیرا ہونے سے روکنا نیز انہیں مسجد کی امداد سے روکنا شریعت پر جری ہونا اور خدائے قہار کے غضب کا سزاوار ہونا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ وہ فتویٰ کسی معتبر عالم دین سے پڑھا کر خالد کو سنایا جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا صحیح مفہوم بیان کیا جائے۔ اگر خالد توبہ کر لے اور اپنی اس حرکت سے باز آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے "الفتنة دائمة لعن الله من ايقظها" (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۰۸۹۱، ص ۱۲، ج ۱۱) یعنی فتنہ سوراہا ہے اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور جو لوگ بھی خالد کے اس فتنہ میں اس کا ساتھ دیں گے وہ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک اور لائق غضب جبار ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے "من اعان علی خصومة بظلم لم یزل فی سخط اللہ حتی یلزع" (ابن ماجہ، ابواب الاحکام، ص ۱۶۸، ج ۲) یعنی جو کسی جھگڑے میں ناحق والوں کی مدد کرے ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے گا جب تک کہ اس سے باز نہ آجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسین رضوی

۲۹ صفر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تعویذ جس پر فرشتوں کا نام لکھا ہو دروازہ پر گاڑنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

زید نے بکر کو ایک تعویذ لکھ کر دی جس میں حضرت جبرئیل، حضرت اسرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام کے نام مبارک لکھے ہوئے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تعویذ کو گھر کے بیچ دروازہ میں ایک بالشت کھود کر گاڑنا کیسا ہے جبکہ اس پر لوگوں کے پاؤں پڑتے ہیں کیا یہ فرشتوں کے نام کی اہانت نہیں ہے؟

المستفتی: حافظ نور جمال، مقام علی نگر، اسلامپور، ضلع اتر دیناج پور، بنگال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تعویذ اگر اس طور پر دفن کریں کہ زمین کھود کر اسے قبر نما جگہ میں رکھیں اور اوپر تختہ لگا کر اس کے اوپر مٹی ڈال دیں تو یہ جائز ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے نیچے کے کمرے میں قرآن پاک ہو اور اوپر چھت پر چلا جائے اور اگر زمین کھود کر تعویذ رکھ دیں اور تعویذ پر مٹی بھی ڈال دیں تو یہ ناجائز ہے اس میں آیات قرآنیہ اسمائے ملائکہ اور کلمات مبارکہ کی کھلی ہوئی توہین اور بے ادبی ہے۔ مفتح الجنان شرح شرع الاسلام میں ہے "اذا ہل المصحف واندس مافیہ فانہ یلف فی خرقة طاهرة ویدفن فی مکان طیب بعد ان یحفر لہ حفیرة ویلحد ولا یسقی الا اذا جعل علیہ سقفا و حینئذ لا یأس بالشق ولا یصیبہ قند ولا یطاوہ احد و فی شرح النقایة ورقة کتب فیہا اسم اللہ و كذلك اسماء الانبیاء والملائکة ویستغنی عما تلقی فی الماء الجاری او تدفن فی ارض طاهرة" (ص ۸۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد رئیس محبوبی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۳ ربیع الثوٹ ۱۴۲۸ھ

فتویٰ کو بے دم کہنا کیسا ہے؟ کسی گناہ سے توبہ کے لئے مطلق توبہ کافی ہے

یا خاص اس گناہ سے توبہ ضروری ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے یہاں ایک نوجوان عالم ہیں ان کے اوپر ۳ سوالوں کے جواب میں مفتی شبیر حسن رضوی الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد قبلہ نے یہ فتویٰ دیا ہے جو کہ ذیل میں تحریر ہے:

صورت مذکورہ میں مذکورہ عالم صاحب بہت سے فسوق سے متصف ہیں جیسا کہ سوال کی تفصیل سے معلوم ہوا لہذا ان کی اقتدا میں نماز جائز نہیں کیونکہ فاسق کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے پھر ایک حدیث پاک کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ مذکورہ امام پر توبہ واجب و لازم ہے پھر ایک حدیث پاک کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ امام مذکور جب توبہ کر لے اور اپنے حالات کو اچھا بنالے تو اس کے پیچھے نماز جائز

دورست ہوگی جبکہ وہ قرأت وغیرہ صحت کے ساتھ کر لیتا ہو عالم صاحب گاؤں کے اپنے ایک خاص آدمی کو بھیج کر دوسری جگہ سے ایک عالم دین کو بلا لائے تو انہوں نے یہ فتویٰ پڑھا تو کہا کہ اس فتوے میں کچھ دم نہیں ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک عالم دین کا مفتی شبیر حسن رضوی رونا ہی قبلہ کے اس فتوے کے بارے میں یہ جملہ استعمال کرنا کہ فتویٰ میں کچھ دم نہیں ہے ایک مفتی کی شان میں درست ہے؟ اگر نہیں تو اس عالم دین کے لئے کیا حکم ہے؟

توبہ کرنے کے لئے جب کہا گیا تو گاؤں کے عالم صاحب نے کہا کہ سب لوگ توبہ کریں گے تو میں بھی توبہ کروں گا تو باہر سے آئے عالم دین صاحب نے سب لوگوں کو کھڑا کیا اور سب لوگوں سے کہا کہ جو کچھ میں کہوں گا سب لوگ کہتے جانا تقریباً پچاس آدمی گاؤں کے اور باہر کے موجود تھے۔ سب لوگوں سے توبہ کرایا تو دریافت یہ کرنا ہے کہ گاؤں کے عالم صاحب سے توبہ کرانا تھا جن کے اوپر توبہ کرنے کا فتویٰ ہے باہر سے آئے ہوئے لوگ اور گاؤں والوں کا کیا جرم ہے کہ سب سے توبہ کرایا گیا کیا عالم دین کا یہ فیصلہ کرنا جائز درست ہے کہ چوری یا گناہ ایک آدمی پر ثابت ہے اور سارے لوگوں کو سزا دی جائے۔ اگر یہ فیصلہ درست نہیں تو فیصلہ کرنے والے صاحب کے لئے کیا حکم ہے ایسا توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ چند گواہوں کے دستخط ذیل میں ہیں جو کہ توبہ میں حاضر تھے۔ گواہوں کے دستخط، مستقیم احمد، شہزادی، سراج الدین، محمد حسین، احمد حسین، محمد یسین، لال محمد، رئیس احمد۔

یہی گاؤں کے عالم صاحب نے ایک مولوی صاحب سے یہ مسئلہ بتایا کہ خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا جائز و درست نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کسی کتاب کا حوالہ دینے کے لئے کہا تو بھی عالم صاحب نے کہا کہ تم کو کچھ معلوم نہیں ہے جبکہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ کا یہ فتویٰ ہے کہ خود کشی کرنے والا سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور تجہیز و تکفین کرنا جائز ہی نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ اگر کسی نے نماز جنازہ نہ پڑھی اور تجہیز و تکفین نہ کی تو وہاں کے جتنے لوگوں کو موت کی اطلاع ملی تھی سب گنہگار ہوں گے۔ قادی مرکز تربیت افتا میں ہے اور ہمارے یہاں کے عالم صاحب کہتے ہیں خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا جائز و درست نہیں ہے تو ایسا مسئلہ بتا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے عالم کے لئے کیا حکم ہے؟ گواہ کے دستخط: محمد یسین، مختار احمد۔

المستفتی: محمد یونس، مقام آڑھن پور، پوسٹ صدابہاری، ضلع امبید کرنگر، ضلع یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: مذکورہ فتویٰ بلاشبہ حق و درست ہے اور حکم شرع کے مطابق ہے کسی سنی مفتی کے فتویٰ کو دیکھ

کر یہ کہنا کہ ”اس میں کوئی دم نہیں“ بہت سخت بات ہے قائل اس سے توبہ و رجوع کرے اور بلاشبہ جس عالم نے غلط مسئلہ بتایا، رشوت لیا اس نے ناجائز و گناہ کا کام کیا، حدیث شریف میں ہے ”من افقی بغیر علم لعنہ ملائکة السماء والارض“ اھ (کنز العمال ص ۱۹۳، ج ۱۰) ایک دوسری حدیث میں ہے ”الراہی والمرتشی فی النار“ اھ

اس پر خاص ان گناہوں سے توبہ و استغفار لازم تھا۔ عالم مذکور کا اپنے ان گناہوں سے توبہ کرنے کے بجائے گاؤں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مطلقاً اپنے گناہوں سے توبہ کرنا بے معنی اور حکم شرع کے خلاف ہے کہ یہ حقیقت میں ان گناہوں سے توبہ نہ ہوئی اس لئے کہ خاص اس گناہ سے توبہ و رجوع لازم ہے گناہ پوشیدہ ہو تو توبہ پوشیدہ ہوگی اور علانیہ کی علی الاعلان۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”وہ گناہ جو خلق پر ظاہر ہو جس طرح خود اس کے لئے دو تعلق ہیں ایک بندے اور خدا میں کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، دوسرا بندے اور خلق میں کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم و ظالم یا گمراہ یا کافر بحسب حیثیت گناہ ٹھہرے، یونہی اس سے توبہ کرنے کے لئے بھی دورخ ہیں ایک جانب خدا اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے ندامت ہے فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار کا مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا صحیح عزم، دوسرا جانب خلق کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا اور ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ کے لائق انہیں احکام دیے گئے اسی طرح ان پر اس کی توبہ و رجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکامات حالت برات کی طرف مراجعت کریں۔“ اھ (ص ۲۵۴، ج ۹ نصف اول)

لہذا عالم مذکور از سر نو دوبارہ خاص اپنے مذکورہ گناہوں سے توبہ کرے اور بے علم مسئلہ بتانے سے باز آئے اگر وہ ایسا کرے تو ٹھیک ورنہ مسلمان اس سے الگ رہیں اور اس کی اقتدا میں نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی
 ۳۰ شوال ۱۴۲۷ھ

شفیع الرحمان اور آفریں جہاں نام رکھنا کیسا ہے؟

مسجد میں دن کو چراغ جلانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

(۱) بکرنے اپنے ایک لڑکا کا نام شفیع الرحمن اور اپنی ایک لڑکی کا نام آفرین جہاں رکھا ہے زید نے کہا کہ یہ نام درست نہیں ہے اور ان دونوں ناموں کو بدل کر کوئی دوسرا نام رکھو کیونکہ یہ دونوں نام مکلف بندہ کے

لئے درست نہیں ہیں اور ایسے نام رکھنے والے والدین تازندگی گناہوں میں ملوث رہیں گے اور اندیشہ ہے کہ ایسے نام رکھنے کی وجہ سے بکر کا ایمان زائل نہ ہو جائے اور بکر کے لڑکا لڑکی شعور کے دہلیز پر قدم رکھتے ہی اگر خود اپنا نام نہیں بدلے تو دونوں تازندگی گنہگار ہوتے رہیں گے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ کیا زید کا قول درست ہے؟ اگر درست ہے تو پھر بکر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز وضاحت فرمائیں کہ شفیع الرحمن جو بلوغیت کی دہلیز پر پہنچ چکا ہے ذی شعور بھی ہے اور پڑھا لکھا قابل شخص بھی ہے تو کیا شریعت کے اعتبار سے شفیع الرحمن بھی گنہگار ہے جبکہ آفرین جہاں ابھی نابالغہ ہے۔ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

(۲) خالد ایک نمازی ہے مگر مسائل سے بالکل ناواقف ہے ابھی حال ہی میں ایک بوتل سرسوں کا تیل مسجد میں رکھ دیا ہے اور یوں اظہار خیال کیا کہ میری جانب سے پورے سال مسجد کے لئے سرسوں کا تیل وقف ہے لہذا تم لوگ دن و رات ہر وقت جلائے رکھنا اس لئے کہ خدا کا گھر ہمیشہ روشن رہے گا اور مخلوق خدا اس تیل اور روشنی سے برکتیں حاصل کرے گی اور اپنی بیماریوں سے شفاء پائے گی۔ زید نے کہا کہ یہ فضول خرچی ہے اس لئے کہ ہماری مسجد میں ہر وقت بجلی کا انتظام ہے البتہ وقتاً فوقتاً بجلی چلی جائے تو چراغ جلا لو ورنہ نہیں۔ نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ دن میں چراغ روشن کرنا فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنے والا شیطان کا بھائی ہے۔ سوال طلب یہ ہے کہ از روئے شرع ہمہ وقت مسجد میں سرسوں کے تیل سے چراغ روشن رکھنا کیسا ہے؟ کیا خالد کا یہ فعل قرآن و حدیث کی روشنی میں جائز ہے؟

زید کو خالد کے اس فعل و حرکت پر ہدایت کرنا اور بجلی کا انتظام رہتے ہوئے چراغ روشن کرنے کے لئے منع کرنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں۔

المستفتی: محمد ریاض الدین رضوی، مکان نمبر ۳۲۱، گلی نمبر ۹، سو روپ نگر، دہلی-۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): شفیع الرحمن یا شفیع اللہ نام حرام و گناہ نہیں مگر ایسے ناموں سے بچنا چاہئے جن سے خود ستائی ہو علماء و حفاظ بارگاہ الہی میں شفاعت کریں گے جو ان کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے اس لئے کسی بچے کا نام شفیع رکھنے میں اس کی تعریف ضرور ہے البتہ آفرین جہاں نام رکھنا حرام و گناہ ہے کہ اس کا معنی ”دنیا کا پیدا کرنے والا، دنیا کا خالق“ اور وہ محض اللہ عزوجل ہے لہذا جس نے یہ نام رکھا ہے فوراً توبہ کرے اور یہ نام بدل کر دوسرا جائز نام رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) خالد کا یہ کہنا کہ ہر وقت سرسوں کے تیل سے مسجد میں چراغ روشن کرنا خواہ وہ دن ہو یا رات شرعاً جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ فضول خرچی میں سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ”كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ

لَا يُجِبُّ الْمُسْرِفِينَ یعنی فضول نہ اڑائے بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں (سورہ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵، آیت ۲۶-۲۷) ہاں جب رات میں لائٹ نہ رہے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی حاجت ہو تو سروس کے تیل سے مسجد میں چراغ جلا نا جائز ہے۔

اور خالد کے فعل و حرکت پر زید کا اس کو ہدایت کرنا اور بجلی کے رہتے ہوئے چراغ روشن کرنے کے لئے منع کرنا بالکل درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی

۱۹/۱۲/۱۳۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ کو الحاق کرانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی ایک قطعہ زمین ایک دینی مدرسہ کے لئے وقف کی جس پر عام چندہ سے تعمیر ہو چکی ہے اب سننے میں آیا ہے کہ مدرسہ کی کمیٹی والے مدرسہ کو گورنمنٹ کے حوالہ کرنے والے ہیں یعنی الحاق کرانے والے ہیں۔ زید واقف جو کمیٹی کا ایک رکن بھی ہے یہ چندیں وجوہ اس بات سے راضی نہیں ہے کہ مدرسہ گورنمنٹ کے حوالہ کیا جائے کیونکہ اس طرح مدرسہ خالص دینی نہیں رہے گا مسلک اہل سنت و جماعت سے بھی نکلنے کا خطرہ ہے کیونکہ دیکھنے میں یہی آرہا ہے کہ کوئی بد مذہب بھی اگر الحاق مدرسہ میں جگہ پالیتا ہے تو اس کو کوئی بھی نہیں نکال پاتا کئی مدرسوں میں ایسا دیکھنے میں آرہا ہے اور بہت سے غلط کام رشوت اور غلط خانہ پروری اور فرضی نام کے ذریعہ تنخواہ لینے کا کام عام طور سے مدارس میں کیا جا رہا ہے۔ لہذا زید کو اس سلسلے میں اعتراض کا یا اپنی زمین کو ایسے مدرسہ سے ہٹا کر کسی دوسرے مدرسہ کو دینے کا حق ہے یا نہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد بشیر جیبی، ۱۹۶/۱۳۵۷ء، جلالی پورہ، وارانسی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب غیر شرعی امور کے ارتکاب سے بچتے ہوئے مدارس اسلامیہ کا الحاق کرانا جائز و درست ہے اس سے بہت سے فائدے ہیں۔ جہاں اس سے مدرسہ کا بوجھ ہلکا ہوگا وہیں مدرسین فارغ البال ہو کر بہتر طریقے سے خدمت دین کر سکیں گے، نیز الحاق نہ کرانے میں نقصان یہ ہے کہ حکومت اس کی جگہ بد مذہبوں کے اداروں کو جگہ دے گی، اس طرح جو پیسہ مذہب اہل سنت کی اشاعت میں خرچ ہوتا بد مذہبیت کو فروغ دینے میں صرف ہوگا اور اہل سنت و جماعت کے خسران کا باعث ہوگا۔ لہذا زید کو چاہئے کہ اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ

مفاسد کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں تو ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی بلاشبہ اس کا لینا جائز تھا اور اس کا قطع کرنا حماقت، خصوصاً جبکہ اس کے قطع سے مدرسہ نہ چلے کہ اب یہ سدباب خیر تھا اور منافع اللغیر پر وعید شدید وارد ہے اور جب وہ مدارس اسلامیہ میں نہ لیا گیا گورنمنٹ اپنے قانون کے مطابق اسے دوسرے مدارس غیر اسلامیہ میں دے گی تو حاصل یہ ہوا کہ ہمارا مال ہمارے دین کی اشاعت میں صرف نہ ہو بلکہ کسی اور دین باطل کی تائید میں خرچ ہو گیا کوئی مسلم عاقل اسے گوارا کر سکتا ہے۔“ (مخلصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۷۷، ۷۸، ج ۹ نصف آخر)

آج کثیر مدارس اہل سنت گورنمنٹ کے شعبہ تعلیم یا ادارہ اقلیتی فلاح و بہبود سے ملحق ہیں انہیں میں اہل سنت و جماعت کی عظیم ترین درس گاہ دارالعلوم اشرفیہ بھی ہے اور یہ سب مدارس وقفی ہیں سائل کے اطمینان قلب کے لئے علمائے اہل سنت کا یہ تعامل کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کربلا، امام باڑہ اور فرضی روضہ بنانا پھر اصل سا برتاؤ کرنا کیسا ہے؟

مذکورہ چیزوں کو توڑنے کا حکم دینے والے کو کافر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہندوستان میں بعض جگہ چبوترہ کی طرح بنا کر اسے امام باڑہ اور بعض جگہ چند گنبدو چند بینا بنا کر اسے کہیں کربلا اور کہیں روضہ کہتے ہیں اور اسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں، اس کی تعظیم کرتے ہیں، وہاں جو تاجپل پہن کر جانا برا جانتے ہیں، وہاں دعائیں مانگتے ہیں، وہاں فاتحہ کرواتے ہیں، اسے بوسہ دیتے ہیں اور بعض جگہ جاہل عورتیں اس طرف رخ کر کے نماز بھی پڑھتی ہیں، محرم الحرام شریف کے موقع پر اسے رنگ و روغن کرتے ہیں، خاص کر محرم الحرام شریف کے موقع پر دس دنوں تک اس کا بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ پہلی محرم سے دسویں محرم تک اسی جگہ جنگ نامہ یا شہادت نامہ، قرآن شریف پڑھتے اور پڑھواتے ہیں اسی جگہ ذکر و اذکار کی محفل بھی ہوتی ہے ہمیشہ وہاں اگر بتیاں جلاتے ہیں، تعظیم کا سلسلہ ماہ محرم تک ہی محدود رہتا ہے اور بعض جگہ ہمیشہ رہتا ہے، بعض جگہ اس کی اس قدر بے حرمتی ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ کتا، بکری، مرغی، بلی اور دیگر جانور اس پر پیشاب، پاخانہ، بیٹ، گوبر وغیرہ کر کے اسے غلیظ کر دیتے ہیں، انسانوں سے بھی کئی طرح کی

بے حرمتی ہوتی ہے۔ ماہ محرم الحرام کے علاوہ ان تمام بے حرمتی سے کسی کے دل کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے اگر یہ بے ادبی محرم کے مہینے میں ہو جائے تو کچھ لوگوں کے دل پر بے حد گراں گزرتا ہے۔ ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے زید عالم کہتا ہے کہ مصنوعی کربلا و روضہ بنانا اس کی تعظیم کرنا ناجائز ہے اس کو توڑ دینا چاہئے تاکہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں۔ عمرو عالم کہتا ہے کہ مصنوعی کربلا و روضہ بنانا اور اس کی تعظیم کرنا مذکورہ اہتمام کرنا ناجائز ہے اور توڑنے والے اور توڑنے کا حکم دینے والے کے اوپر کفر عاید ہوتا ہے۔ اس پر توبہ و تجدید ایمان لازم ہے۔

لہذا اب قرآن و حدیث و اقوال ائمہ دین و بزرگان دین کی روشنی میں یہ بتایا جائے کہ کیا اس طرح مصنوعی کربلا، امام باڑہ و روضہ بنانا اور اس کی تعظیم و دیگر چیزوں کا اہتمام جو اوپر بیان ہوا ناجائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس کی تعظیم و تکریم ہمیشہ کرنا چاہئے یا صرف خاص دنوں میں اور اگر ناجائز ہے تو اسے توڑ دینا چاہئے یا رکھنا چاہئے۔ زید کے لئے کیا حکم ہے؟ عمرو کے لئے کیا حکم ہے؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر اجر عظیم سے نوازے۔ المستفتی: محمد شمشاد عالم رضوی، مدرسہ صالحیہ سینٹ، بالاسور، اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مصنوعی کربلا، امام باڑہ اور فرضی روضہ بنا کر اسے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ سمجھنا پھر اس کے ساتھ حضرت امام کے روضہ مبارکہ کی طرح برتاؤ کرنا حرام و گناہ ہے۔ صاحب عقل بخوبی یہ جانتا ہے کہ فرضی روضہ ہرگز ہرگز حضرت امام کا روضہ نہیں، نہ ہی وہ کربلا، نہ ہی امام کی بارگاہ یا آرام گاہ ہے، پھر اس کے ساتھ اصل روضہ امام کا سا برتاؤ کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اسلام فرضی و مصنوعی چیز کو حقیقی اور سچی ماننے کی تعلیم نہیں دیتا، عوام کا یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور اسے حضرت امام کا روضہ سمجھ کر وہاں فاتحہ پڑھنے والے اور اس طرح کے دوسرے امور انجام دینے والے گنہگار ہیں۔ لیکن جب جاہلوں کے دلوں میں اس فرضی کربلا اور فرضی روضہ کی عظمت پہلے سے رہی بسی ہوئی ہے تو انہیں نرمی کے ساتھ سمجھانا چاہئے نہ کہ ابتداء ہی سے توڑ دینے کا اعلان کر دینا چاہئے۔ زید نے حکم صحیح بتایا مگر بالمعروف و نہی عن المنکر حکمت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اذْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ یعنی اپنے رب کے راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے (سورہ نحل ۱۶ آیت ۱۲۵) اس کی خلاف ورزی کی جس کے نتیجے میں عمرو نے وہ بکواس کی جو یقیناً سخت حرام و گناہ ہے اور اس کی وجہ سے وہ گنہگار مستحق غضب جبار ہے۔ ایک مسلمان کو بغیر ثبوت کفر کے کافر کہنا حرام ہے اور اگر کافر اعتقاد کر کے کہے تو کفر ہے مگر اس کو مجرم بنانے میں زید عالم کی تاجبھی کا بھی دخل ہے۔ زید کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے آداب و شرائط کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے مطابق ہی وہ کوئی حکم صادر کرے۔ بعض جگہوں پہ مروجہ تعزیر داری کو بھی روضہ سے

تعبیر کرتے ہیں اگر یہاں روضہ سے مراد سائل کی سبھی ہے تو اس کا حکم بھی واضح ہے کہ مروجہ تعزیہ داری باتفاق علمائے اہل سنت ناجائز و گناہ ہے۔ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ”تعزیہ داری عشرہ محرم و ساختنی ضرائح و صورت وغیرہ درست نیست“ اھ پھر چند سطر بعد اور تحریر فرماتے ہیں ”تعزیہ داری کہ بچوں مبتدعاں می کنند بدعت است و بچہ نہیں ضرائح و صورت قبور و علم وغیرہ ایں ہم بدعت است و ظاہر است کہ بدعت سیہ است“ اور تحریر فرماتے ہیں: ”ایں چو بہا کہ ساختہ اوست قابل زیارت نیستند بلکہ قابل ازالہ اند، چنانچہ در حدیث شریف آمدہ، من رای منکم منکر ا فلیغیرہ ا بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان رواہ مسلم“ اھ یعنی عشرہ محرم میں تعزیہ داری اور قبر کی صورت وغیرہ بنانا جائز نہیں۔ تعزیہ داری جیسا کہ بد مذہب کرتے ہیں بدعت ہے اور ایسے ہی تابوت، قبروں کی صورت اور علم وغیرہ یہ بھی بدعت ہے اور ظاہر ہے کہ بدعت سیہ ہے۔ یہ تعزیہ جو بنایا جاتا ہے زیارت کے قابل نہیں بلکہ اس قابل ہے کہ اسے نیست و نابود کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے ختم کر دے اور اگر ہاتھ سے ختم کرنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (فتاویٰ عزیز یہ، ص ۷۵، ۷۶، ج ۱)

کتابوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں ”شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایت باطلہ و بے سرو پا سے مملو اور کا ذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا، سناؤ و شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے“ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۲، ج ۹ نصف اول) ہاں ایسی مجلس منعقد کرنا جس میں واقعات کر بلا مع دیگر واقعات صحیح روایات کے ساتھ بیان کئے جاتے ہوں اور قرآن شریف پڑھنا پڑھوانا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام ایصال ثواب کرنا یہ سب جائز بلکہ مستحسن و کار ثواب ہیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مہلغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، نہ وہاں نوحہ یا سینہ کوبی، یا گریبان درمی یا ماتم یا تفضیح یا تجہید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں تو ذکر شریف فضائل مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے، عند ذلک کو الصالحین تنزل الرحمة“ اھ (فتاویٰ رضویہ ص ۸۸، ج ۹ نصف اول)

زید عالم اگر وہابی یا دیوبندی نہیں ہے اور عمر و نے اسے کافر اعتقاد کر کے کافر کہا تو عمر پر لازم ہے کہ توبہ و تہجد یا ایمان کر لے اور اگر بیوی والا ہے تو تہجد یا نکاح بھی اور اگر گالی کی نیت سے کہا تو صرف توبہ کافی

ہے۔ ہاں حکم صرف توبہ کا ہو یا تجدید ایمان کا بہر حال زید سے معافی بھی مانگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام علی نظامی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نیم کے درخت کو غوث پاک کی طرف منسوب کرنا وہاں نیاز فاتحہ دلانا سلام کرنا نذر ماننا کیسا

ہے؟ فرضی قبر بنا کر اس کی زیارت کرنا، قبروں کو مسمار کر کے چبوترہ بنا کر بیٹھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں اور ان باتوں پر عمل کرنے اور کرانے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک پرانا قبرستان ہے جو سڑک کے کنارے ہے۔ اس قبرستان کے بیچ میں ایک نیم کا درخت ہے اس درخت کو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کر کے اس درخت کے چاروں طرف مزار کی طرح دیوار بنائی گئی ہے اور ان دیواروں میں چاروں طرف چھوٹے چھوٹے گنبد بنائے گئے ہیں اور مشرقی دیوار پر بیچ میں باہر جانب ایک محراب نما طاق بنایا گیا ہے اور اس طاق میں چراغ واگر بتی جلا یا جاتا ہے اور طاق کے اوپر پھولوں کا ہار بھی پہنایا جاتا ہے اور دیوار میں چار بلب بھی فٹ کیا گیا ہے مشرقی و مغربی دیواروں میں دو دو بلب جلا یا جاتا ہے دیواروں کے بیچ میں جو درخت ہے اس پر جھنڈا چڑھایا جاتا ہے اور اس جھنڈے کو غوث پاک کا جھنڈا کہا جاتا ہے اور اس کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے اور مشرقی دیوار کے مشرقی جانب بالکل متصل چند قبروں کو زمین کے برابر کر کے اس کے اوپر سمیٹڈ کر کے چبوترہ مہن بنایا گیا ہے۔ قبروں کے اوپر بنائے گئے سمیٹڈ چبوترے پر مسلم، ہندو، مرد، عورت سب کھڑے ہو کر فاتحہ دلاتے ہیں، غوث پاک کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے اس جگہ کی بڑی تعظیم کرتے ہیں مثلاً سلام کرتے ہیں، دیواروں کو چومتے ہیں، جھنڈوں اور طاق کو چومتے ہیں وہاں جا کر نذر ماننے ہیں، نذرانے چڑھاتے ہیں، کچھ دن قبل صوبہ بنگال کے ایک مولانا صاحب گاؤں کی مسجد میں امامت کرتے تھے۔ امام صاحب روزانہ صبح و شام اس جھنڈے کے سامنے قبروں پر بنائے گئے سمیٹڈ پر کھڑے ہو کر نعت پاک اور صلاۃ و سلام پڑھا کرتے تھے اور اس مقام کی بڑی تعظیم کرتے اور بڑی فضیلت بیان کیا کرتے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی عام مسلمانوں نے بھی ویسا ہی کرنا شروع کر دیا جو آج بھی چل رہا ہے۔ گاؤں کے تمام حضرات سنی بریلوی ہیں۔ گاؤں کے موذن اور نئے امام صاحب نے کہا کہ اس درخت اور ان جھنڈوں سے غوث پاک کی نسبت نہیں ہے بلکہ غوث پاک کو بدنام کرنے کے اسباب ہیں اور قبروں کے اوپر بنائے گئے سمیٹڈ کے بارے میں بتائے تو لوگ ان کے خلاف ہو گئے۔

(۱) لہذا اس درخت کو غوث پاک کی طرف نسبت کر کے اس پر جھنڈا چڑھانا، اس کی تعظیم کرنا کیا جائز ہے؟
 (۲) اس شہم کے درخت کے چاروں طرف مزار نما دیواریں بنانا اور ان دیواروں پر گنبد بنانا، محراب و طاق بنانا، اس میں چراغ و اگر جتی جلانا، رات بھر بلب جلانا، طاق کے اوپر پھولوں کا ہار پہنانا، چومنا سلام کرنا، نذر چڑھانا اور وہاں جا کر نذر مانگنا، کیا اس مقام پر مذکورہ باتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(۳) قبروں کو مسمار کر کے سمیٹید کرنا اور اس پر ہندو مسلم مرد و عورت کا کھڑا ہونا اور اس پر کھڑے ہو کر نعت پاک اور صلوة و سلام پڑھنا، فاتحہ دلانا کیا مذکورہ باتیں اس مقام پر کرنا اور کرانا جائز ہیں یا نہیں؟
 (۴) جس مولانا کی دیکھا دیکھی لوگوں نے ویسا ہی کرنا شروع کر دیا اور مولانا ہی تعمیر دیوار، مسمار قبر و سمیٹ کے بانی و سبب تھے تو ایسے مولانا کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ان باتوں سے مسلمانوں میں ایک تنازع پیدا ہو گیا ہے اس لئے برائے کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں حق و باطل کی پہچان کرائیں اور جائز و ناجائز کا حکم صادر فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرما کر مہربانی کریں۔ نوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالواحد، مؤذن جامع مسجد، رام پور، تعلقہ ہونالی، ضلع داؤنگر، کرناٹک۔ ۵۷۷۲۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱ تا ۴): صورت مسئلہ میں اس درخت کو سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے وہاں نیاز و فاتحہ دلانا، اس کو سلام کرنا، نذر ماننا وغیرہ محض خرافات ہیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ایسے ہی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور اس عقیدہ کے تحت وہاں فاتحہ دلانا، مرادیں مانگنا وغیرہ محض واہیات، خرافات اور جاہلانہ حماقات ہیں“ (احکام شریعت، ج ۱، ص ۳۲) یونہی قبروں پر عمارت بنانا بھی ناجائز ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا جائز نہیں۔ اب بھی وہ قبرستان ہی ہے، قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں۔“ (بہار شریعت، ج ۱۰، ص ۸۷)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”ستل هو (ای القاضی الامام شمس الائمة محمود الاوزجدی) عن المقبرة فی القرى اذا اندرست ولم یبق فیها اثر البوتی لا العظم ولا غیرة
 هل یوزر عها واستغللها قال لا ولها حکم المقبرة کذا فی المحيط“ (ج ۲، ص ۴۷۰)
 یونہی قبروں پر چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”ویکرة ان یبنی علی القبر او یقعد او یعام علیہ او یوطأ علیہ“ (ج ۱، ص ۱۶۶)

اور فرضی قبر بنا کر اس کی زیارت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے
 "لعن الله من زار بلا مزار" اور فرضی قبر بنا کر اس کی زیارت کے لئے لوگوں کو بلانا گناہ پر مدد کرتا ہے۔
 قال الله تعالى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی ظلم وگناہ پر مدد نہ کرو۔

یوں ہی قبروں کو مسمار کر کے چبوترہ بنانا پھر اس پر بیٹھنا سخت ناجائز ہے کہ اس سے میت کو تکلیف پہنچتی
 ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ علامہ طحاوی و علامہ شامی نے فرمایا "لان الميت يتعاضى بما يتعاضى منه
 المحي" (ج ۴، ص ۱۰۳) لہذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسی خرافات سے بچیں اور اس چبوترہ اور دیوار کو
 ڈھادیں جو قبروں کے اوپر بنائی گئی ہیں۔

اور اس نام نہاد مولوی پر ضروری ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے اور لوگوں کو
 وہاں جانے سے روکے ورنہ تمام لوگوں کا گناہ اسی کے سر ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے:

"من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غير ان
 ينقص من اجورهم شيء و من سن في الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل بها
 من غير ان ينقص من اوزارهم شي"۔

یعنی جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل
 کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص کہ اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہے
 اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ باب العلم، ص ۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۷ رجب المرجب، ۱۴۲۵ھ

شادی میں ڈھول بجانا گلے میں نوٹوں کا ہار ڈالنا کیسا ہے؟

مذکورہ چیزوں کے ہوتے ہوئے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں مسلمانوں کی شادی
 اپنے پرانے رواج کے مطابق ہی ہوتی ہے جیسے دولہا میاں کے سہرہ باندھ کر گلے میں نوٹوں کے ہار ڈال دیے،
 ہاتھ میں تواروے دی۔ دولہا میاں کو گھوڑے پاکی یا گاڑی میں بٹھا دیا ساتھ میں براتیوں کا بڑا ہجوم برات
 کے آگے ڈھول شہنائیاں بجاتے ہوئے دلہن کے گھر پہنچتے ہیں وہاں دلہن والے دلہن کو سونے چاندی کے
 زیورات پہناتے ہیں۔ اس کے بعد حق مہر مقرر کر کے امام صاحب اور دوسرے بزرگ لوگ شرع کے مطابق

نکاح خوانی کرتے ہیں کیا پرانے رواج کے مطابق ہوئی شادی میں دولہا دلہن کا نکاح شرعاً درست اور جائز ہوا؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی محمد یعقوب ملک

گاؤں و ڈاک خانہ سنگھنی وایا سلونی، ضلع چیمبہ، ہماچل پردیس۔ ۱۷۶۳۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں ڈھول بجانا ناجائز و گناہ ہے صرف بغرض اعلان نکاح نابالغہ بچیوں کو دف بجانے کی اجازت ہے جبکہ قواعد موسیقی پر نہ ہوں اور نہ اس کے بجانے والے مرد ہوں کہ مردوں کے لئے مطلقاً ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کر کے لہو و مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حدود تک نہ پہنچے و لہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے تال سم کی رعایت نہ ہونہ اس میں جھانچ ہوں پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے نہ شرف والی بیویوں کا مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں بچائیں۔ ۱۷ (فتاویٰ رضویہ، ج نم، ص ۷۷) نوشہ کوپالکی یا گھوڑے نیز گاڑی میں سوار کرنا جائز و درست ہے ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج نم نصف اول ص ۷۷ پر ہے۔

سہرہ باندھنا جائز و درست ہے مگر وہ سہرہ جو خاص ہندوؤں میں رائج ہے ناجائز ہے، ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۴، ص ۱۲ پر ہے اور نوٹوں کا ہار بھی ناجائز ہے کہ ہاں صرف پھول ہی کا جائز ہے اور جہاں تک نکاح کی بات ہے تو نکاح بہر حال ہو گیا اس میں کوئی خلل ان ناجائز کاموں کے سبب نہیں پڑ سکتا اور جہاں تک رسم کا تعلق ہے تو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”رسم کا اعتبار جب تک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں ہے اگر رسم محمود ہو تو محمود ہے مذموم ہو تو مذموم ہے مباح ہو تو مباح ہے۔ ۱۷ (فتاویٰ رضویہ، ج نم، نصف اول ص ۲۸۹) مسئلہ مسئلہ میں ڈھول شہنائی بجانے اور نوٹوں کا ہار پہنانے کی رسم ناجائز ہے اس لئے ان سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اجمل حسین امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کیم رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ہولی پر رنگ کو برا جانتے ہوئے تھوڑا سا لگوا لینا کیسا ہے؟

کافر کی میت میں جانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں کہ

(۱) زید ایک کاروبار والا آدمی ہے اس لئے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کافروں سے بھی اس کی اچھی خاصی جان پہچان ہے، اس لئے ہولی کے موقع پر کچھ کافروں نے زید کے اوپر رنگ بھینکنا چاہا تو زید نے منع کر دیا کہ ہمارے اوپر رنگ مت بھینکنے۔ لیکن کافروں کے بہت اصرار کرنے پر زید نے اس کو برا جانتے ہوئے کہا کہ ”لو میرے ہاتھ پر تھوڑا سا رنگ لگا دو“ تو زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) زید کا مکان کافروں کے محلہ میں ہے اس لئے میت وغیرہ ہونے پر کافر اس کے یہاں آتے ہیں تو زید بھی ان کے یہاں میت ہونے پر جاتا ہے لیکن زید کا کہنا ہے کہ میں ان کے غم میں شریک ہونے نہیں جاتا ہوں بلکہ مجبوراً دکھاوے کے لئے چلا جاتا ہوں۔ تو کیا زید کا یہ فعل شرعاً درست ہے آگاہ فرمائیں؟ بیہودا توجروا
المستطہتی: سلامت حسین، کرانہ اسٹور، مقام، کلسہرہ بازار، گورکھپور، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): کافروں سے جان پہچان اور ان سے میل جول صرف دنیوی معاملات میں کی جاسکتی ہے لیکن مذہبی امور میں ان سے میل جول ہرگز جائز نہیں کہ ہمارا دین الگ ہے ان کا دین الگ ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: **لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ**

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”کفار سے امور دنیوی مثلاً تجارت وغیرہا میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو مگر ان کے امور مذہبی میں موافقت ضرور لعنت الہی اترنے کی باعث ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۳، ج ۹ نصف آخر)

اور زید کا غیر مسلموں کے اس فعل کو برا جانتے ہوئے بھی یہ کہنا کہ ”لو میرے ہاتھ پر تھوڑا سا رنگ لگا دو“ ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربہ القوی خاص اسی مسئلے کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں: ”جنہوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون و شنیع ہی جانا اور انہیں برا جان کر اپنی شیطانی مصلحت کے خیال سے شرکت کی ان کے قلب کا حال اللہ عزوجل جانتا ہے۔ مرتکب کبائر ہوئے سزاوار لعنت جبار ہوئے، مگر عند اللہ کافر نہ ہوئے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۲۳، ج ۹ نصف آخر) لہذا زید پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور یہ عہد کرے کہ آئندہ کفار کے کسی بھی مذہبی تقریب میں شرکت نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کے تعلق سے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ”جبکہ ہندو موجود تو مسلمانوں کے شرکت کی کوئی حاجت نہیں، بلکہ اس کی شرکت سے لوگوں کی کثرت ہوگی اور اس جنازہ کافر کی شان نمایاں ہوگی جس کی ہرگز اجازت نہیں۔“ (فتاویٰ امجدیہ، ص ۳۱۶، ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب: غلام نبی نظامی علیہ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۲ ربی الحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ کے کنکشن سے دوسروں کو بجلی دینا کیسا ہے؟

مصلحہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع محمدی مسئلہ ذیل میں کہ ہم لوگ کول انڈیا کمپنی میں کام کرتے ہیں اور ہم لوگوں نے گورنمنٹ (کول انڈیا) کی زمین پر حکومت کی اجازت سے مدرسہ بنوایا ہے۔ اسی میں نماز بھی پڑھتے ہیں کمپنی نے مدرسہ کو بجلی اور پانی مفت میں دیا ہے۔

مدرسہ کی زمین پر کچھ لوگوں نے مدرسہ کمپنی کی اجازت سے مکان بنوایا ہے انہیں بجلی اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے، کمپنی نے مدرسہ سے ہی مکان میں رہنے والوں کو بجلی دیا ہے۔ مکان والے اس کے عوض میں کرائے کے طور پر نہیں بلکہ امداد کے طور پر مدرسہ کو ہر ماہ کچھ رقم دیتے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کمپنی نے مکان والوں کو جو بجلی دی ہے اور مکان والے بطور امداد مدرسہ میں جو رقم دیتے ہیں وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ حکم شرع بیان فرمائیں۔ ہینوا توجروا

المستفتی: محمد معین الدین جینی، صدر مدرسہ حبیبیہ کسمنڈہ کوریا، چھتیس گڑھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال سے ظاہر یہ ہے کہ حکومت نے صرف مدرسہ کے لئے بجلی دی ہے نہ کہ مکان والوں کو، اگر حکومت کو معلوم ہو جائے تو ضرور مکان والوں پر جرمانہ عائد کرے گی نیز جیل بھی بھیج سکتی ہے، مدرسہ کی بجلی کو مکان والوں کا استعمال کرنا چوری و بدعہدی ہے نیز یہ اپنی اہانت کا باعث بھی ہو سکتا ہے کہ یہ قانونی جرم ہے، جیسے کوئی شخص بغیر ٹکٹ ریلوے سے سفر کرے اور اپنے آپ کو ذلت و رسوائی میں ڈالے جو بلاشبہ ناجائز ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”اور یہاں (دیار ہند میں) بلا ٹکٹ سفر کرنا اپنے کو اہانت کے لئے پیش کرنا ہے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے کہ خلاف قانون ہے۔ مستوجب سزا ہوگا۔ لہذا ایسی حرکت سے احتراز لازم جو موجب ذلت و رسوائی ہو۔“ (فتاویٰ مصطفویہ، ص ۴۲۶)

لہذا بجلی جو حکومت نے مدرسہ کو دی ہے اس کو مدرسہ ہی میں صرف کیا جائے اور اگر مکان والے استعمال کرنا چاہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ حکومت سے اجازت لے لیں تو یہ جائز ورنہ ناجائز۔

اور مکان والوں کو ہر ماہ مدرسہ کو کچھ رقم دینا جائز و باعث اجر و ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳ رزیقعدہ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

چند اشعار کے بارے میں سوال

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کچھ نوجوان

مسلم مندرجہ ذیل اشعار کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور گاتے ہیں وہ اشعار یہ ہیں:

- (۱) اللہ کرم کرنا اللہ کرم کرنا، پروردگار عالم بے کس پہ رحم کرنا
- (۲) میری جان چلی دشمن کے گھرانے ڈگر رب خیر کرے
- (۳) مجھے پیار ہوا اللہ میاں رات بھری اقرار ہوا اللہ میاں
- (۴) بنوگی سہیلی ریشم کی ڈوری چھپ چھپ سرمائے دیکھے چوری چوری
- (۵) چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ
- (۶) پتلی کر لے بال ہائے رے اللہ اس پہ میری عمر سولہ سال
- (۷) اگر بے وفا تجھ کو پہچان لیتی خدا کی قسم تجھ سے محبت نہ کرتی
- (۸) کہ ہائے میرے ربا دیوانی کڑی دل لے گئی
- (۹) لڑکی کمال ہے اللہ اللہ ہائے ہائے اے اللہ بکرا حلال ہے اللہ
- (۱۰) اجنبی مجھ کو اتنا بتا دل میرا کیوں پریشان ہے؟

المستفتی: عبدالحمید قادری

دارالعلوم بہادر شاہ، فیض آباد، مقام پور بند یوا کبر پور بستی (یو پی)، انڈیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ اور اس طرح کے دوسرے گانے عموماً محرب اخلاق ہیں بے حیائی، بدتہذیبی، اسلامی روایات سے کنارہ کشی وغیرہ قبائح پر مشتمل پھر ان میں اللہ عزوجل کا ذکر اس کی عظمت و تقدس پر ضرب کاری ہے ان وجوہ کے باعث یہ گانے پڑھنا سخت حرام و گناہ ہے۔ اس طرح کے گانا گانے والے گنہگار مستحق عذاب نار ہیں اور یہ حکم صرف پڑھنے و گنگنانے کا ہی نہیں ہے بلکہ سنیم گھروں میں اور فی وی پر گانے والوں اور گانے والیوں کے سننے کا بھی ہے بلکہ اس کا حکم تو اور سخت ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔

قال ابن مسعود صوت اللہو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات قلت وفي البزازية استماع صوت الملاحی حرام لقوله عليه الصلاة والسلام استماع الملاحی معصية والمجلوس علیها فسق والتلذذ بها كفر ای بالنغمة. ۱ھ (ج ۵ ص ۲۳۵)

مسلمانوں کا جذبہ عقیدت و احترام بالکل سرد ہو چکا ہے ورنہ ان کے لڑکے آوارگی کی حالت میں اس طرح گانا نہ گاتے اگر یہی حال رہا اور جذبہ ایمانی بیدار نہ ہوا اور روک ٹوک نہ لگائی گئی تو ان کا دین و دنیا برباد ہو سکتا ہے بلکہ برباد ہو رہا ہے لہذا ان پر لازم ہے کہ اس سے بچیں اور اپنے بال بچوں، نیز دوست و احباب عزیز و اقارب سب کو بچائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اجمل حسین امجدی
۳ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

لے پالک بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں کہ گود کا بیٹا (لے پالک) بنانا عمل حرام ہے تو کیا اصل باپ کے نام کی بجائے اس شخص کو نقلی باپ کے نام سے کہا جانا بھی گناہ ہے؟
المستفتی: اقبال احمد، کلکتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دوسرے کے لڑکے کو اپنالے پالک بنا لینا جائز ہے اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اس کو حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے۔ ہاں لے پالک بنا لینے سے بچے کا نسب اپنے باپ سے ختم نہیں ہوگا اس لئے اس کے باپ کی طرف ہی منسوب کریں گے نہ کہ اسے پالنے والے کی طرف۔
قرآن مجید میں ہے "أَدْعُوهُمْ لِأَسْمَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ ۗ" یعنی انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں چچا زاد۔" (پ ۲۱، سورۃ احزاب ۳۳ آیت ۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری
۱۰ ربیع الثور، ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

شادی کے موقع پر پنچائیت کا کسی کو دعوت کھلانے پر مجبور کرنا کیسا ہے؟ جو لباس و رواج غیر مسلموں کے ساتھ خاص اور ان کا شعار ہیں انہیں اپنانا کیسا ہے؟
مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں

(۱) بعض قبیلے کے لوگوں نے اپنی سرداری کی بقا کے لئے الگ الگ جماعتیں بنا رکھی ہیں اس جماعتی دستور کے تحت شادی و دیگر تقریبات میں جماعت کے ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت اور بچوں کو مدعو کرنا لازم ہوتا ہے اگر داعی کسی فرد کو دعوت دینا بھول گیا تو اسے اس شخص سے معافی مانگنا ضروری ہوتا ہے اور داعی اپنی مرضی سے جماعت سے خارج کسی شخص کو مدعو کرتا ہے تو بھی مجرم قرار پاتا ہے۔ ان امور کی پابندی جماعت کے ہر امیر و غریب افراد کو کرنی پڑتی ہے خواہ ان کی تکمیل مال قرض سے ہی کیوں نہ ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ عندالشرع اتحاد کی برقراری کے لئے ان پابندیوں کو پورا کرنا درست ہے؟

اور اگر معلوم ہو کہ اس میں قرض کا پیسہ لگا ہے تو اس تقریب میں شرکت درست ہے یا نہیں؟

(۲) مسلمانوں کے اندر آج بھی ان کے آباؤ اجداد کے زمانے سے پہلے سے چلے آ رہے کچھ رسم و رواج و لباس اور تہذیب و ثقافت شامل ہیں جو آج بھی ہندو ثقافت کی علامت ہے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کو ایسی تہذیب و تمدن کو اپنائے رکھنا درست ہے؟ بینوا توجروا
المستفتی: اقبال احمد، کلکتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) شادی بیاہ کے موقع سے دعوت صرف مسنون و مندوب ہے فرض یا واجب نہیں۔ رد المحتار باب الحظر والاباحۃ میں ہے "فی الاختیار ولیمة العرس سنة قديمة" (ج ۶، ص ۳۴۷) اور جب یہ فرض یا واجب نہیں تو اس کے لئے امیر، غریب کسی کو مجبور کرنا جائز نہیں، یہ شرائط خلاف شرع ہونے کی وجہ سے باطل ہیں اس لئے جماعت کا دستور یہ بنائیں کہ جو صاحب استطاعت ہو وہ چاہے تو سب کو مدعو کرے اور جو غریب ہے وہ صرف اپنی حیثیت کے مطابق ولیمہ کرے تاکہ ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے "اولمہ ولو بشاة" (ترمذی، ج ۱، ص ۲۰۸) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو رسم و رواج اور لباس غیر مسلموں کے ساتھ خاص ہیں، ان کا شعار ہیں انہیں اپنانا ناجائز و گناہ ہے۔ مسلمانوں پر ایسے خلاف شرع رسوم کو چھوڑنا واجب ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "من تشبه بقوم فهو منهم"۔ یعنی جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں سے ہے۔" (رواہ احمد والبودادو) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا عورت کی آواز بھی عورت ہے؟

فون موبائل اور انٹرنیٹ سے کسی اجنبی تک آواز پہنچانے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

کیا عورت کی آواز بھی عورت ہے؟ کیا عورت کو اپنی آواز چھپانا اور پردہ میں رکھنا چاہئے؟ اگر ہاں تو ٹیلی فون، موبائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے عورت کی اجنبی مرد کے کان میں پہنچنے والی آواز کا کیا حکم ہے؟ ٹیلی فون، موبائل اور ٹیلی ویژن پر عورت کو غیر مرد سے بات کرنا اپنی آواز سنانا نیز مرد کو اجنبی عورت کی آواز ٹیلی فون، موبائل وغیرہ آلہ جدیدہ سے سنا کر کیا ہے؟ بیٹنوا بالدلیل و توجروا من الجلیل۔

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری، پبلی بھیتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب عورت کی آواز بھی عورت ہے لہذا عورت اتنا تیز نہ بولے کہ اس کی آواز اجنبی مرد سے الگ یہ کہ کوئی حاجت شرعیہ پائی جائے، ردالمحتار میں نوازل سے ہے "نعمۃ العورۃ عورۃ" اسی میں کافی سے ہے ولا تلہی جہراً الان صوتها عورۃ" (مطلب فی ستر العورۃ ص ۴۶، ج ۱) لیکن عورت کی آواز مطلقاً عورت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر مطلق آواز عورت ہوتی تو اس کی نہی شرع شریف میں وارد ہوتی بلکہ وہ آواز عورت ہے جس میں لچک ہو اس کی تائید باری تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے: "إِنَّ التَّقِیْمٰتِیْنَ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہِ مَرَضٌ" یعنی اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کاروگی کچھ لالچ کرے (الاحزاب الآیۃ ۳۲) اس کی تفسیر میں شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان التقیمتین فلا تخضعن بالقول عند مخاطبة الناس ای لا تجہن بقولکں خاضعاً لینا مثل قول المطبوعات والمرأة مندوبة الی الغلظة فی المقالة اذا خاطبت الاجانب لقطع الاطماع فاذا اتی الرجل باب انسان وهو غائب فلا یجوز للمرأة ان تلین بالقول معہ وترقی الکلام لہ فانه ینہج الشهوة ویورث الطبع کما قال فیطمع الذی فی قلبہ مرض ای محبة فجور۔ والمخاطب وان کان للنساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد دخل فیہ غیرہن مخلصاً (تفسیر روح البیان سورہ احزاب ص ۱۶۹، ج ۷) اس کو امام ابو العباس قرطبی نے اختیار کیا ہے۔ ردالمحتار میں ہے نقل عن حظ العلامة المقدسی ذکر الامام ابو العباس القرطبی فی کتابہ فی سماع ولا یظن من لافطنة عنده انا اذا قلنا صوت المرأة عورۃ انا نرید بذلك کلامها لان ذلك لیس بصحیح فانما نجد الکلام مع النساء

للا جانب ومحاورهن عند الحاجة الى ذلك ونجيز لهن رفع اصواتهن لا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لما في ذلك من استمالة الرجال اليهن وتحريك الشهوات منهن (مطلب فی ستره العورة ص ۶، ج ۱) اس طرح کا ایک سوال اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی سے ہوا کہ کتنے شخص ایسے ہیں جس سے عورتوں کی گفتگو کرنا اور ان کو اپنی آواز سنانا جائز ہے؟ جواباً تحریر فرماتے ہیں ”تمام محرمات اور حاجت ہو، اور اندیشہ فتنہ نہ ہو، نہ خلوت ہو تو پردے کے اندر سے بعض محرم سے بھی“۔ اھ

(فتاویٰ رضویہ ص ۱۶۱، ج ۹ نصف آخر)

لہذا اجنبی مرد عورت کا ٹیلی فون، موبائل اور بغیر کیمرہ انٹرنیٹ کے ذریعہ یا عورت کی آواز سنانا جو موبائل میں کارڈری چارج کرنے یا دوسرے مواقع پر سنائی دیتی ہیں ضرورت و حاجت کی حد تک جائز ہے۔ رہا ریڈیو سے عورت کی آواز سنانا تو صرف خبر سننے کی حد تک جائز ہوگا اس سے زیادہ کی اجازت نہ ہوگی اور ٹیلی ویژن سے عورت کی آواز سنانا تو چونکہ اس میں آواز کے ساتھ ساتھ عورت کی تصویر بھی پردے پر چھپتی ہے ساتھ ہی بہت سے فحش مناظر بھی اس کے ذریعہ دکھائے جاتے ہیں جو کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اس ٹیلی ویژن سے عورت کی آواز سنانا یونہی اس کا دیکھنا بھی جائز نہ ہوگا۔ رہا عورت کا غیر محرم سے بات کرنا تو اگر پردہ ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو اور نہ خلوت ہو تو ضرورت و حاجت کی حد تک جائز ہوگا چاہے یہ باتیں ریڈیو پر ہوں یا ٹیلی ویژن پر مگر ٹیلی ویژن پر پردہ ہونا بہت مشکل ہے کیونکہ ٹیلی ویژن کا پردہ خود پردے کے منافی ہے۔ لہذا ٹیلی ویژن کے علاوہ ہر باتیں مذکورہ شرائط کے ساتھ جائز ہوں گی جیسا کہ گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسین رضوی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۴ شعبان ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مردہ، افطاری اور داڑھی سے متعلق چند سوالات

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل ذیل کے بارے میں کہ

- (۱) اگر کوئی باشرع مسلمان مرض الموت میں تکلیف اٹھا کر انتقال کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ بظاہر نیک تھا مگر خدائے تعالیٰ کے نزدیک گنہگار ضرور تھا جس کی سزا ملی۔ اور اگر کوئی بدکار بغیر تکلیف اٹھائے مر جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ بظاہر غلط تھا مگر حقیقت میں نیک تھا جس کی وجہ سے اچھی موت ملی لوگوں کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟
- (۲) اکثر لوگ منگل کو سفر کرنا معیوب سمجھتے ہیں یونہی بدھ کے روز بھائی، بہن کے یہاں جانے سے گڑبڑی محسوس کرتا ہے لوگوں کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

(۳) شب جمعرات لوگ آنکھوں میں سرمہ نہیں لگاتے اور منگل کے دن حاجت نہیں بناتے لوگوں کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟

(۴) افطار کے وقت غیر روزہ دار بھی ثواب کی نیت سے شریک ہو جاتے ہیں لوگوں کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟
(۵) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگلی شریف پر کپڑا لپیٹ کر بھینس کے گوشت کے شوربے میں اپنا دست مبارک ڈالا اور گوشت کا ذائقہ چکھا اس وقت سے بھینس حلال ہوئی یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟

(۶) داڑھی رکھنے کی دعوت دینے پر لوگوں کا یہ عذر پیش کرنا کہ اگر داڑھی رکھنے کے بعد گناہ کریں گے تو داڑھی اور داڑھی رکھنے والے علمائے کرام کی توہین ہوگی۔ بڑھاپے میں رکھ لیں گے۔ یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟
(۷) کسی کے مرجانے کے بعد جو عید آئے اسے عید غمی سے موسوم کرنا اس میں ہر ایک رشتہ دار کا شریک ہونا ضروری سمجھنا اور جو نہ شریک ہو سکیں اسے نفاق کی علامت گردانا کیسا ہے؟

(۸) کوئی کسی سے کسی کو سلام بھیجے تو اس کا جواب کس طرح دے۔ ہینوا تو جروا
المستفتی: علی حسن، ۶۸، سیکٹر ۱۰، نوبیڈا، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اگر کوئی باشرع مسلمان مرض الموت میں مبتلا ہو کر بہت زیادہ تکلیف اٹھا کر انتقال کرے تو اس پر کسی کا یہ کہنا کہ یہ بہت بڑا گنہگار تھا جس کی وجہ سے قبل مرگ اسے اتنی تکلیف پہنچی۔ یہ عقیدہ باطل محض ہے یونہی اس کے برخلاف کسی بدکار شخص کی بغیر کسی تکلیف کے موت ہو جائے تو یہ کہنا کہ بظاہر تو برا تھا مگر حقیقت میں کوئی ایسا نیک عمل کیا ہوگا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اچھی موت عطا فرمائی یہ عقیدہ بھی باطل محض اور خلاف شرع ہے۔

اچھی اور بری موت کا دار و مدار بیماری اور اس کی تکلیف پر نہیں بلکہ اچھے برے خاتمہ پر ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو اس کی موت اچھی ہے اور جس کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہو وہ بری موت مرا۔

بیماری بندہ مسلم کے لئے خدا کی جانب سے رحمت و نعمت ہے نیز یہ گناہوں کا کفارہ ہے جس کے منافع بے شمار ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”آدمی دین میں جتنا قوی ہوتا ہے بلا بھی اس پر سخت ہوتی ہے اور جو دین میں ضعیف ہوتا ہے اس پر آسانی کی جاتی ہے۔ دوسری حدیث پاک میں ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دنیا ہی میں سزا دے دیتا ہے اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا اور قیامت کے دن اسے پورا بدلہ دے گا۔ تیسری حدیث پاک میں ہے کہ جب قیامت کے دن اہل بلا کو ڈاب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں: عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یصب منه. وعن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما یضیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذى ولا غم حتی الشوكة یشاکھا الا کفر اللہ بہا من خطایا کما متفق علیہ. (مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۱۳۴) واللہ تعالیٰ اعلم (۲-۳) شریعت مطہرہ میں منگل، بدھ یا کسی بھی خاص دن سفر کرنے سے ممانعت وارد نہیں اور نہ ہی بروز منگل حجامت بنانے سے ممانعت وارد ہے اور نہ ہی شریعت مطہرہ میں کوئی دن یا کوئی بھی تاریخ منحوس ہے لوگوں کا بعض ایام و تواریخ کا منحوس سمجھنا غلط اور بے اصل ہے۔

بہار شریعت میں ہے ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی ۱۳ تاریخیں بہت زیادہ نجس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغوبات ہے۔“ (ج ۱۶، ص ۲۵۷)

البتہ جمعرات ہفتہ اور پیر کے دن سفر کرنے کی فضیلت آئی ہے اور اہل جمعہ کو روز جمعہ قبل جمعہ سفر کرنا ممنوع ہے۔ بہار شریعت میں ہے۔ جدھر سفر کو جائے، جمعرات، ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہو اور اہل جمعہ کو روز جمعہ قبل جمعہ سفر اچھا نہیں۔ (ج ۶، ص ۲۰)

جمعرات کی رات یا کسی بھی رات سرمہ لگانا ممنوع نہیں بلکہ ہر رات رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرمہ لگانا حدیث پاک سے ثابت ہے۔ بہار شریعت میں ہے حدیث پاک میں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سرمہ دانی تھی جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلایاں اس آنکھ میں اور تین سلایاں اس آنکھ میں۔“ (ج ۱۶، ص ۲۰۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) غیر روزہ دار کا افطاری میں شامل ہو جانا اور ثواب کی امید رکھنا سراسر غلط اور بے اصل ہے اسے افطار کا کچھ ثواب حاصل نہیں کہ جب اس نے روزہ ہی نہ رکھا تو اسے ثواب کس چیز کا ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۵) یہ روایت کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک پر کپڑا لپیٹ کر بھینس کے گوشت کے شوربے میں ہاتھ ڈالا اور اس گوشت کا ذائقہ چکھا اس وقت سے بھینس حلال ہوئی غلط ہے اور کسی جاہل مطلق کی گڑھی ہوئی ہے۔ گائے حلال ہے اور بھینس بھی گائے کی ایک قسم ہے اس وجہ سے بھینس بھی

حلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) داڑھی رکھنے کی ترغیب دینے پر یہ عذر لنگ پیش کرنا کہ اگر داڑھی رکھنے کے بعد بھی گناہ سرزد ہو گیا تو داڑھی اور داڑھی رکھنے والے علمائے کرام کی توہین ہوگی۔ یہ ایک شیطانی فریب ہے اور داڑھی رکھنے کو بڑھاپے تک موخر کرنا بھی خطوات شیطان کی پیروی ہے شریعت میں داڑھی منڈانا حرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے "یحرم علی الرجل قطع لحيته" (ج ۶، ص ۴۰۷)

داڑھی رکھنا واجب ہے جس کی مقدار ایک مشت ہے اور کٹنا کر اس سے کم کرنا ناجائز ہے۔ شیطان لوگوں کو لمبی زندگی کی غلط امیدیں دلا کر نیکی سے مسلسل روکتا ہے جبکہ ہر انسان جانتا ہے کہ ایک دن مرنا ہے لہذا اس سے پہلے کہ اچانک موت آجائے ہر انسان کو چاہئے کہ جلد از جلد اپنی اصلاح کرے اور شریعت پر قائم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) کسی کے مرجانے کے بعد جو عید آتی ہے اسے عید غمی کے ساتھ موسوم کرنا اور اس میں ہر ایک کی شرکت ضروری سمجھنا اور عید میں اس میت کے گھر نہ جانے کو نفاق کی علامت قرار دینا جہالت و بے اصل ہے۔ یہ رسم ختم کریں یوں ہمدردی کے لئے جانا اور ان سے ملنا جلنا اچھی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) پہلے سلام پہنچانے والے کو جواب دے اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے وعلیک وعلیہ السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی باب الجعائل من السیر حدیثا بدل علی ان من بلغ انسانا سلاماً من غائب کان علیہ ان یرد الجواب علی البلیغ اولاً ثم علی ذلك الغائب کذا فی الذخیرة ۱۱۷ (ج ۵ ص ۳۲۶) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۱ جمادی الآخرہ ۱۴۲۹ھ

جس شادی میں ناچ گانا اور بد مذہبوں کی شرکت ہو اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت جو شخص دیوبندیوں، وہابیوں کو شادی میں دعوت دے کر بلائے اور ناچ گانا یا باجا بجائے یا پھر اس میں جو لوگ شریک ہوں تو ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور جو عالم دین ہونے کے باوجود ایسی ہارات میں شرکت کرے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبداللطیف، دارالعلوم غوث الوری عثمان پورہ اورنگ آباد، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دیوبندی وہابی ضروریات دین کے منکر ہیں اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ رد المحتار باب الامتہ میں ہے "لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اهل القلبیة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔" (رد المحتار علی الدر المختار ج ۱، ص ۵۶۱) انہیں شادی وغیرہ میں دعوت دینانا جائز و گناہ ہے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہابیہ، غیر مقلدین اور دیوبندی وغیرہم سب کفار و مرتدین ہیں ان کے پاس نشست برخاست حرام ہے اور ان سے میل جول حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف آخر، ص ۳۱۱)

اور گانا، باجا بجانا اس کا سناسب حرام و فسق ہے۔ رد مختار کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے "قال ابن مسعود صوت اللہو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات قلت و فی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب و نحوه حرام لقوله علیہ الصلاة والسلام استماع الملاهی معصیة و الجلوس علیہا فسق و التلذذ بہا کفر ای بالنغمۃ۔" (رد مختار ج ۵، ص ۲۳۵) اور فاسق کو امام بنانا گناہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ غنیۃ شرح نیہ ص ۵۱۳ میں ہے "لو قدموا فاسقا یا ثمون بناء علی ان کراهة تقدیمہ کراهة تحریمہ۔" اھ

لہذا جن لوگوں نے ایسی برات میں شرکت کی جس میں دیوبندی شریک تھے، رنڈیاں ناچنے کے لے آئیں اور دوسرے خرافات ہوئے۔ وہ سب فاسق و فاجر، گنہگار، مستحق عذاب نار ہیں۔ خواہ وہ شرکت کرنے والے عالم ہوں یا جاہل۔ عالم ہوں تو ان پر حکم اور سخت ہو جاتا ہے کہ ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی گمراہ ہوں گے۔ ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کبولوی سمراتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

نسبندی کرانا کیسا ہے؟ کرانے والے کا کیا حکم ہے؟

کورٹ میرج کیا شرعاً نکاح ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع درج ذیل مسائل میں
 (۱) نسبندی کروانا کیسا ہے؟ اس کے مرتکب کا کیا حکم ہے؟

(۲) کورٹ میرج کرنا کیسا ہے؟ کیا اس کے ذریعہ کیا ہوا نکاح شرعاً منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد افضل حسین، گورکھ پوری

بیٹو اتوجروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب نسبندی کروانا شرعاً ناجائز و حرام ہے کہ اس میں اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو بدلنا ہے جس کی حرمت نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "ولا مردھم فلیغیبن خلق اللہ۔" یعنی شیطان بولا کہ میں ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز بدل دیں گے۔ (سورہ نساء آیت ۱۱۹) تفسیر صاوی میں ہے "من ذلك تغییر الجسد" اور اسی میں سے جسم کا بدلنا ہے (ج ۱، ص ۲۳۱) بخاری و مسلم "کتاب اللباس" میں ہے "لعن اللہ المغيبرات خلق اللہ" یعنی اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنے والی ہیں۔ لہذا نسبندی کرانے والا سخت گنہگار مستحق عذاب نارہنہ ایسا شخص جب تک توبہ نہ کر لے اس سے قطع تعلق رکھا جائے البتہ بعد موت اس کی تجمیز و تکفین اور نماز جنازہ مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کوئی نہ پڑھے گا تو جتنے لوگوں کو اس کے موت کی خبر ہوئی سب گنہگار ہوں گے ہاں علماء جو مقتدا کی حیثیت رکھتے ہیں زجر آؤ تو بیخانا نہ پڑھیں۔ صرف عوام پڑھیں تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کورٹ میرج کے ذریعہ کیا ہوا نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوتا کہ اس میں ایجاب و قبول کرایا ہی نہیں جاتا بلکہ لڑکا لڑکی کورٹ میں اپنے بالغ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے حاکم سے اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ ہم بالغ اور خود مختار ہیں بغیر کسی دباؤ کے اپنی مرضی سے میاں بیوی بن کر رہنا چاہتے ہیں حاکم قانونی کارروائی اور جانچ کے بعد انہیں میاں بیوی تسلیم کرتے ہوئے میرج سرٹیفکیٹ دے دیتا ہے۔ حالانکہ ایجاب و قبول نکاح کا خاص رکن ہے۔ تو ایرالابصار کتاب النکاح میں ہے "ینعقد بالایجاب و قبول" (ص ۹، ج ۳) فتاویٰ ہندیہ "کتاب النکاح" میں ہے "واما رکنه فالایجاب والقبول کذا فی الکافی" (ص ۲۶۷، ج ۱)

ہاں اگر لڑکا لڑکی دو گواہوں کی موجودگی میں باہم مسنون طریقے پر ایجاب و قبول کر لیں ساتھ ہی لڑکا لڑکی کا کفو بھی ہو تو نکاح منعقد و صحیح ہوگا پھر وہ قانونی بچاؤ کے لئے کورٹ میرج بھی کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا جن انسان کے اندر حلول کر سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی سے دُعا تعویذ کرانا اسے تحفہ دینا اس کی باتوں کو صحیح مان کر عمل کرنا کیسا ہے؟ کیا انبیاء و اولیاء بدن انسانی میں حلول کر سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ کیا جن انسانی جسم میں سرایت کر سکتا ہے؟ اس کی کوئی مثال اسلام کی تاریخ میں ہے یا نہیں؟ ہمارے علاقہ میں اکثر ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ انسان پر کوئی جن حلول کرتا ہے تو وہ انسان اگر عالم نہیں ہوتا تو بھی علم کی باتیں کرتا ہے اور بڑا بڑا بوجھ اٹھاتا ہے، اور دل کی بات بتاتا اور عوام وقت مقررہ پر اس کے پاس جاتے ہیں اور اپنی پریشانیاں بیان کرتے ہیں تو وہ انسان جس پر جن رہتا ہے دوایا وظیفہ کا کوئی طریقہ بتاتا ہے یا کوئی شریکہ کام بتاتا ہے اور عوام اسے کرتے ہیں اور شفا پاتے ہیں اور بعض اپنا نام کسی ولی اللہ یا پیغمبر کا بتاتے ہیں اور آنے والوں کو آیت قرآن و حدیث شریف وغیرہ سناتے ہیں تو لوگ اس کا ادب بھی کرتے ہیں اور روپیہ و تحائف بھی دیتے ہیں۔ دریا منت طلب امر یہ ہے۔

”کیا جن انسان کے اندر حلول کر سکتا ہے؟ کیا اولیاء و انبیاء کا نام بتانے پر اس کا ادب کرنا ضروری ہے؟ کیا اولیاء و انبیاء اس طرح انسان کے جسم کے اندر حلول کر کے تصرف کر سکتے ہیں؟ بینوا تو جو روا المستفتی: غلام محمد فضل الرحیم قادری، کول پیٹھ، مومن مسجد ڈاکخانہ ہوسپیٹ ضلع بلاری، کرناٹک
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”جن و شیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں کبھی بیہوش کر دیتے ہیں اور کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں اور طرح طرح کے حرکات کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱، ص ۱۹)

لہذا ایسا شخص جس پر جن یا شیطان سوار ہو اس سے دعا تعویذ کرانا اسے روپے، پیسے، تحائف پیش کرنا، اس کی باتوں کو صحیح ماننا اور اس پر عمل کرنا ناجائز و حرام و گناہ ہے اور اگر اس کے کہنے پر کوئی شریکہ کام کیا تو یہ کفر و شرک ہے ایسا کرنے والوں پر علانیہ توبہ و استغفار و تہجد و ایمان لازم ہے اور بیوی والے ہوں تو تہجد و نکاح بھی ضروری ہے۔

بے شک انبیاء اولیاء تصرف کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں لیکن ان کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کے اندر حلول و سرایت کریں اور اسے مجبوظ الحواس بنا لیں وہ ایسا ہرگز نہیں کرتے ہیں۔ لہذا انبیاء و اولیاء کا نام بتانے یا کوئی آیت و حدیث سنانے کی بنا پر اس کا ادب و احترام کرنا ہرگز جائز نہیں کہ جن و شیاطین بہت مکار ہوتے ہیں وہ بکثرت

امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا افعال درست ہیں کہ نہیں؟ اور اس کے مرتکب کا حکم کیا ہے؟

(۳) رہن اور ادھیا کا کیا مسئلہ ہے اور اس میں مومن اور کافر سے لینے دینے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

(۴) حضرت ایوب علیہ السلام کو کس طرح کا مرض ہوا تھا اور اس میں کیڑے پڑے تھے یا نہیں؟

بیہنوا توجروا المستفتی: محمد نیاز رضا حشمتی، مدرسہ اشرفیہ ہدایت الاسلام اوسیا بازار جونپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): زید نجاست میں ملوث رہنے اور نماز چھوڑنے کی وجہ سے سخت گنہگار، مستحق غضب جبار ہے فقہ کی اصطلاح کے مطابق یہ شخص فاسق معین ہے جس کی گواہی بھی شرعاً مردود ہوتی ہے۔ اس لئے یہ شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی سواری آتی ہے جھوٹ ہے کہ اولاً یہ فاسق کی بات ہے، ثانیاً ایسے فاسق سے اولیاء اللہ دور رہتے ہیں، ثالثاً ان حضرات کی یہ شان نہیں کہ کسی پر سواری کریں اور اسے محبوظ الحواس بنائیں ممکن ہے یہ شخص شیطان کی پیروی کرتا ہو تو اس پر شیطان کی سواری آتی ہو اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے جھوٹ بول کر سید سالار مسعود غازی بتاتا ہو۔

لہذا ایسا شخص مرشد ہرگز نہیں ہو سکتا اس کے پاس سیکڑوں مرد و عورت کا اکٹھا ہو کر میلہ لگانا، سر ٹیکنا اور اس سے دعا و تعویذ کرانا سب ناجائز و حرام ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے بے نمازی فاسق کا بائیکاٹ کریں اور اس سے خود بھی دور رہیں اور مسلمانوں کو بھی اس سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ قرآن حکیم میں ہے: وَقَاتِلُوا يُنَسِّبَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۵۰﴾

(پ ۷، سورۃ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) لکڑی میں پکڑا ہندھ کراس کے اوپر کسی چیز کا بال لٹکا لینا اور اسے غازی میاں کا نشان کہنا اس پر اتاج پھینکنا سب خرافات اور جاہلانہ رسم ہیں۔ شرع میں اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ یہ ساری خرافات شرعاً ناجائز و گناہ ہیں۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۹، نصف اول ص ۱۸۹ پر ہے۔

اور ذمہ بھانا غول میں ناچتے ہوئے چکر لگانا، گانا سب معصیت کے کام ہیں اور عورتوں کا نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہونا ان کے ساتھ گھومنا، پھرنا سب خرافات اور حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ہے "المراة عورة فاذا خرجت اشترها الشيطان" یعنی عورت پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے گھورتا ہے" (ترمذی شریف، ص ۲۲۲) اور عورتوں کا گھومنا کھیلنا قسم قسم کی حرکتیں کرنا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنا اکثر ان کی مکاریاں ہوتی ہیں۔

لہذا جو لوگ ایسا کرتے ہیں حرام کے مرتکب ہیں۔ ان پر احتراز لازم ہے اگر وہ لوگ ایسا کرنے سے

باز نہ آئیں تو مسلمان ان کا اور ان کے جلوس کا سماجی بائیکاٹ کریں۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَلَا تَزُكُّوْا
إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" (پ ۱۲، سورۃ ہود آیت ۱۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رہن ہو خواہ ادھیہا ہر ایک اگر اپنے جملہ شرائط کے ساتھ کئے جائیں تو جائز ہیں اور مومن و کافر کے ساتھ یکساں حکم رکھتے ہیں۔ در مختار کتاب المزارعت میں ہے "ہی عقد علی الزرع بہ بعض الخارج عدھا یصح وبہ یفتی للحاجة یعنی ادھیہا پر کھیت لینا دینا صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے اور حاجت شرعیہ کے تحت فتویٰ اسی پر ہے اور حدیث شریف میں ہے "عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه دفع الی یہود خیبر نخل خیبر وارضها علی ان یعتملوها من اموالہم ولرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شطر ثمرها (مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۵)

اور ہدایہ ج ۴، ص ۵۱۶ پر ہے "الرهن فی الشریعة جعل الشی محبوساً بحق یمکن استیفاؤہ من الرهن کالديون و هو مشروع بقوله تعالیٰ فرهان مقبوضة۔ ولما روى انه عليه السلام اشترى من یہودی طعاماً ورهنه بها درعه وقد العقد علی ذلك الاجماع۔" مذکورہ عہدوں سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جب رہن و مزارعت اپنے جملہ شرائط جواز کے ساتھ کئے جائیں گے تو سب کے ساتھ جائز رہیں گے لیکن جب اس میں فاسد شرطیں لگا دی جائیں تو اب مومن و کافر کے درمیان فرق ہوگا کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ مسلمانوں کا مال لینا جائز نہیں ہے جبکہ کافر کا مال جس میں غدر و دھوکہ نہ ہو اس کو عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مسلمان کا کھیت اس شرط پر روپیہ دے کر لیا کہ ہم تمہارے کھیت سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور جب روپیہ واپس کر دو گے تو کھیت واپس کر دیں گے۔ مذکورہ شرط کے ساتھ کھیت کا لینا حرام ہے کہ یہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا ہے جو سود ہے۔ حدیث شریف میں ہے "کل قرض جر منفعة فهو ربا (نصب الرایۃ" ج ۴، ص ۶۰)

مگر غیر مسلم کا کھیت اس طرح لے سکتا ہے کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ ان کا مال لینا جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے "ومالہم مباح فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر" (ج ۳، ص ۸۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش سے متعلق جو واقعات مشہور ہیں انہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ سے متعلق واقعات۔ البتہ احادیث صحیحہ میں کیڑے پڑنے کا ذکر نہیں نہیں ملتا۔ بیشک اللہ رب العزت نے حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالا اس کے بعد آپ کے مقام

جھوٹ بولتے ہیں اور انسان کو اپنے دام فریب میں لانے کے لئے طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے دور رہیں اور مسلمانوں کو بھی اس سے دور رکھیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

(پ: ۷، سورۃ الانعام، آیت: ۶۸)

ہاں اگر وہ فاسق نہ ہو اس کا صلاح دینکی ثابت ہو اور مرد نے کسی عمل کے ذریعہ خدمت کے لئے اسے اسی طور پر تالچ کیا ہو تو اس کا ادب ہونا چاہئے، پھر بھی بلاوجہ اس کے فریب جانے سے بچے تاکہ وہ متکبر نہ ہو۔
واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: عبدالمقتر نظامی
۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

زید کا دعویٰ ہے کہ اس پر سید سالار مسعودی غازی علیہ الرحمہ کی سواری آتی ہے؟
نشان اٹھانا کیسا ہے؟ رہن اور ادھیا کا کیا حکم ہے؟ حضرت ایوب علیہ السلام کو
کون سا مرض تھا؟ اس میں کیڑے پڑے تھے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مسائل میں

(۱) زید جو بے نمازی، فاسق ہر وقت نجاست میں شرابور رہتا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے اوپر حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی سواری آتی ہے ہر ایک شنبہ کو لوگوں کو جمع کر کے میلہ لگاتا ہے اور میلوں زن و مرد اس کے پاس سر فیکتے ہیں اور اس کو اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو بات زید سے پوچھی جاتی ہے سچ بتا دیتا ہے۔ اس لئے لوگ اس کے معتقد ہیں تو زید کا دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اور اس سے دعاء و تعویذ کرانا کیسا ہے؟

(۲) اس زمانے میں بہت سے لوگ میلے کے موقع پر کسی لکڑی میں کپڑا لگالیتے ہیں اور اس کے اوپر کسی چیز کا بال بھی لگا دیتے ہیں جس کو نشان کہتے ہیں اس کو لے کر ڈھول باجے کے ساتھ بلکہ بعض کے ساتھ ناچنے والے بھی رہتے ہیں ناچتے کودتے پورے میلہ میں چکر لگاتے ہیں ان کے ساتھ عورتوں، مردوں کا غول رہتا ہے جو بے پردگی کے ساتھ گھومتے ہیں اس میں شریعت کا کوئی لحاظ نہیں رہ جاتا جس میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں اور آدمی میلہ پہنچاتے ہوئے اس نشان پر گیہوں وغیرہ کے اناج بھی پھینکتے ہیں اور سب لوگ اس کو کچلتے رہتے ہیں اور بعض عورتیں تو اسی بھیڑ میں کھیلنا شروع کر دیتی ہیں اور ادھر ادھر کی باتیں بولتی رہتی ہیں۔ فور طلب

رفت میں بلندی عطا فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مکتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

۷ ربيع الثوث، ۱۴۲۳ھ

دودھ بخشوانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ اکثر جگہوں میں رائج ہے کہ ماں کو کچھ دے کر اسے خوش کر کے اس کا دودھ بخشواتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے اور اس طرح سے معاف ہو جاتا ہے؟ بیٹو! توجروا

المستفتی: محمد اشرف رضا، ندی ناکہ بیونڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دودھ بخشوانا شرعاً بے اصل چیز ہے اس کی قطعی کوئی حاجت نہیں ماں پر یہ بچے کا حق ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلائے تو ماں نے اپنا حق ادا کیا ہے نہ کہ بچے کے ذمہ قرض کا بوجھ لادا ہے۔ ہاں ماں کے احسانات اولاد پر کثیر ہیں ان سے اولاد ماں کی بہت کچھ خدمت کر کے بھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

بلکہ والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک تا عمر ہر شخص پر لازم ہے، جہاں تک ہو سکے ہر شخص اپنے والدین کی خوشنودی حاصل کرے۔ اس لئے کہ رب کی رضا والدین کی رضا میں ہے۔ حدیث شریف میں ہے "رضا الرب فی رضا الوالدین" یعنی رب کی رضا والدین کی رضا میں ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۲۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد عبدالقادر رضوی ناگوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کافر کی ارتھی کے ساتھ اور تیر ہویں میں جانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں کہ

- (۱) کسی سنی مسلمان کا کافر کی ارتھی کے ساتھ یہ سوچ کر جانا کہ یہ ہمارا دوست تھا یا ہمارا حملہ دار تھا کیسا ہے؟
- (۲) اور کافروں کے مذہب کے مطابق مرنے والے کے ۱۳ دن کے بعد تیر ہویں ہوتی ہے جس میں پانچ (۵) وظیفہ پڑھا جاتا ہے جنود کا کہنا ہے کہ مرنے والے کی آتما (روح) کو شافی پہنچتی ہے اور باقاعدہ دعوتیں کی جاتی ہیں۔ اس میں مسلمان کی شرکت کرنا اور اس تیر ہویں کا کھانا کھانا کیسا ہے؟ جن لوگوں نے شرکت کی

کھانا کھایا ان اشخاص کے لئے قانون شریعت میں کیا حکم ہے؟ بہیدو اوجروا
 المستفتی: تصور حسین، حکم انڈیا اسٹور سبزی منڈی رام نگر، نئی تال
 رِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲): سنی مسلمان کو کافر کی ارتھی کے ساتھ اور تیر ہویں میں جانا ہرگز جائز نہیں۔
 حدیث شریف میں ہے "من کثر سواد قوم فهو منهم" یعنی جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انہیں
 میں سے ہے۔" (کنز العمال، ج ۹، ص ۲۲) اور فتاویٰ رضویہ، ج ۹ نصف آخر ص ۶۳ میں ہے "دلی انس
 کافر سے کرنا حرام ہے اور ظاہری میل جس میں نہ کافر کی تعظیم ہو نہ مسلمان کی ذلت نہ کوئی طریقہ ناجائز
 برتا جائے کسی جائز کام کے سبب ہندو سے کر لینے میں حرج نہیں۔ بلا ضرورت اس سے بھی بچے کہ آپس میں راہ
 درم بڑھا کر اکثر ناجائز باتوں تک پہنچا کرتے ہیں۔" (نیز فتاویٰ رضویہ ج ۹ نصف آخر ص ۱۲۳ میں ہے
 "کفار سے امور دنیوی وغیرہا مثل تجارت وغیرہا میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو مگر ان
 کے امور مذہبی میں موافقت اور وہ بھی معاذ اللہ اس حد تک ضرور لعنت الہی اترنے کی باعث ہے۔" مرتکب
 کبار ہوئے، مستحق عذاب نار ہوئے، سزاوار لعنت جبار ہوئے۔" (مُلَخَّصًا، اور کافروں کی کوئی نیاز کوئی عمل
 قبول نہیں نہ ہرگز اس پر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج ۹ نصف آخر، ص ۶۵ میں ہے۔

لہذا جو شخص غیر مسلم کی ارتھی کے ساتھ گیا گنہگار ہوا تو بہ کرے اور تیر ہویں بھی کافروں کی مذہبی تقریب
 ہے جن لوگوں نے اس میں شرکت کی اور کھانا کھایا وہ بھی گنہگار ہوئے تو بہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد عبدالقادر رضوی ناگوری
 ۱۵ رجب ۱۴۲۳ھ

ربیع النور کا چاند دیکھ کر جھنڈا لگانا، ۱۲ تاریخ کو جلوس نکالنا کیسا ہے؟

مسئلہ (۱): ماہ ربیع النور کا چاند دیکھنے کے بعد بعض علاقوں میں سبز رنگ کا جھنڈا اپنے مکانوں پر
 لگاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو مع دلیل و حوالہ تحریر فرمائیں؟
 (۲) ماہ ربیع النور کی بارہ تاریخ کو جلوس نکالنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو مع دلیل و حوالہ نقل فرمائیں؟
 رِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب: ماہ ربیع النور کا چاند دیکھنے کے بعد جو جھنڈا لگاتے ہیں یہ جائز ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر مسرت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی

ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ”کہ اگر کسی اور غرض سے جھنڈا بنایا جاتا ہو تو اس کا حال معلوم ہونا چاہئے اگر غرض محمودہ اور اس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہو تو حرج نہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ نم نصف اول ص ۱۸۸) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ماہ ربیع النور کی بارہ تاریخ کو جلوس نکالنا جائز ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے ”تعزروا و توقروا“ اور یہ حکم مطلق ہے اور بارہ ربیع الاول کا جلوس اس مطلق کا ایک فرد ہے اور حدیث شریف میں ہے ”ما رآہ المؤمنون حسناً فهو عند اللہ حسن۔“ یعنی جس کو مومنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جلوس بارہ ربیع الاول کو مومنین اچھا سمجھتے ہیں اور تعظیم و توقیر کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے یعنی کوئی قول یا فعل ہو اگر کسی کے عرف میں وہ تعظیم کے لئے مانا جاتا ہے تو وہ قول یا فعل اس کے یہاں تعظیم ہی قرار دیا جائے گا اور وہی قول و فعل اگر کسی دوسرے ملک یا قوم میں توہین سمجھا جاتا ہے تو وہاں اس قول و فعل کو توہین ہی سمجھا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا آفٍ وَلَا تَنْهَزْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا“ یعنی ماں باپ کو آف نہ کہنا نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا، حضرت امام قاضی ابوزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ”لو ان قوما يعدون التافيف كرامة لا يجرم عليهم تافيف الابوين۔“ یعنی اگر کوئی قوم اف کہنے کو تعظیم سمجھتی ہے تو انہیں ماں باپ کو آف کہنا حرام نہیں۔ (اصول الشاشی ص ۳۱)

یعنی آیت کریمہ میں اگرچہ ماں باپ کو آف کہنے سے روکا گیا ہے مگر تعظیم توہین کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے کہ اگر کسی کے عرف میں اف کہنے کو تعظیم شمار کیا جائے تو وہ مکرم ہی ہوگا لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ تعظیم توہین کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے اور ہمارے عرف میں کسی کا یوم ولادت منانا اس کی تعظیم ہے لہذا ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا جشن منانا اس تاریخ میں چھٹی کرنا گھروں کو آراستہ کرنا نعروں کے ساتھ جلوس نکالنا اور میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا سب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۷ ربیع الثوٹ ۱۴۲۲ھ

مزار سے متعلق چند سوالات

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں

(۱) زید کسی بھی ولی کے چادر کے اوپر داہنے یا بائیں سرہانے اپنا سر اور دونوں ہاتھ رکھ کر آنکھ اور منہ سے دس منٹ یا پانچ منٹ بوسہ لیتا اور پانی اور تیل کو مزار شریف کی دیوار سے لگا کر دم کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ

سرکار (صاحب مزار) کا دم کیا ہوا ہے نیز لوگوں سے یہ بھی کہتا ہے کہ آج چلے جاؤ سرکار نے آپ کو دو یا تین ہفتہ کے بعد بلوایا ہے اس کے بارے میں حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

(۲) زید مزار شریف پر نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عارفانہ اشعار اور صلاۃ و سلام مجوم مجوم کر پڑھتا ہے اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر پڑھتا ہے۔

(۳) زید نے مزار شریف کی دیوار پر خانہ کعبہ کی تصویر لگایا ہے اور اس میں دو چار انسانوں کی تصویریں بھی ہیں تو اس کا لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) زید لوگوں سے کہتا ہے کہ سرکاری کا کرم ہے کہ اب بنا دیں یا بگاڑ دیں اور جو کچھ کرتے ہیں سرکاری کرتے ہیں اس طرح کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۵) زید مزار شریف کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے یا ہاتھ باندھے باندھے؟

(۶) مزار شریف پر گلاب کا پھول ڈالنا یا چادر پوشی کرنا کیسا ہے؟ اور اس کا اذن کہاں سے ہے؟ بیٹو اتو جروا المستفتی: محمد الیاس القادری، مقام وپوسٹ گدراہی، رضا نگر، منگاسہول، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے احوط یہ ہے کہ عوام کو اس سے روکا جائے۔ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”نی الواقع بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر۔ داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبہ محبت ہو اس سے مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ کرام سے ثابت ہے اور عوام کے لئے منع ہی احوط ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل“ اھ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر نصف آخر ص ۸۵) نیز مفتاح الجنان شرح شریعۃ الاسلام ص ۵۸۰ میں ہے ”لا یمسح القبر ولا یقبلہ ولا یمسہ فان ذلك من عادة النصارى۔ اھ

زید کا پانی اور تیل مزار شریف کی دیوار سے لگا کر دم کرنا اور یہ کہنا کہ سرکار (صاحب مزار) کا دم کیا ہوا ہے۔ نیز یہ کہنا کہ آج چلے جاؤ سرکار (صاحب مزار) نے ایک دو دن یا ہفتہ کے بعد بلوایا ہے یہ جھوٹ معلوم ہوتا ہے اور جھوٹ گناہ ہے۔ الا یہ کہ صاحب کشف ہو اور بطور کشف دم کر کے اور مرضی معلوم کر کے یہ بتائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مزار شریف پر نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عارفانہ اشعار اور صلاۃ و سلام پڑھنا جائز ہے کہ پڑھنے والے کو ثواب اور روح کو سرور ملتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مزار شریف کی دیوار پر خانہ کعبہ کی تصویر لگانا جائز ہے اس میں حرج نہیں ہاں اگر اس میں جاندار کی تصویر ہو جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ اگر زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو تو لگانا جائز نہیں۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد نهم نصف اول، ص ۱۸۶ میں ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے "لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب ولا تصاویر۔ یعنی اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتے اور جانور کی تصویریں ہوں۔" (ترمذی شریف جلد اول ص ۲۲۲)

لیکن خانہ کعبہ کی تصویر میں جو انسانوں کی چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوتی ہیں ان کو اگر زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو اعضا صاف ظاہر نہیں ہوتے اگر وہ تصویر ایسی ہی ہوں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴) اولیاء کرام بے عطاء رب تبارک وتعالیٰ مالک نفع و ضرر ہیں اور لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ جیسا

کہ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اشعة اللمعات باب زیارة القبور ج ۱، ص ۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں:

”تحقیق ثابت شدہ است آیات واحادیث کہ روح باقی ست و اور اعلم و شعور زائراں و احوال ایساں ثابت ست۔ و ارواح کاملان را قربے و مکانتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر ازال۔ و اولیاء کرامات و تصرف در اکوان حاصل ست۔ و آں نیست مگر ارواح ایساں را و ارواح باقی ست۔ و متصرف حقیقی نیست مگر خدائے عز شانہ و ہمہ بقدرت اوست۔ یعنی آیات واحادیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور ان کے حالات کا علم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق سبحانہ و تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انہیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر۔ اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انہیں کائنات میں تصرف کی طاقت و قوت حاصل ہے یہ سب کچھ ان کی ارواح کرتی ہیں اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عز شانہ ہے۔ یہ سب کچھ حقیقتاً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔“ اھ

نیز فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم ص ۱۲۰ میں بحوالہ تفسیر عزیزی ہے ”استغراق آنہا بجهت کمال وسعت و تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی شود و ارباب مطالب و حاجات خود را از آنہا می طلبند و می یابند“ یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے مظہر ہیں۔“ اھ

لہذا زید کا اولیاء کرام کے بارے میں تصرف کا عقیدہ رکھنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ محبوب بندے جو چاہیں بنا دیں یا بگاڑ دیں۔

البتہ اس کا یہ کہنا کہ جو کچھ کرتے ہیں سرکار (صاحب مزار) ہی کرتے ہیں صحیح نہیں اس طرح کی بولی سے احتراز چاہئے۔ بلکہ یوں کہے جو کچھ اولیا کرام کرتے ہیں وہ اللہ کی عطا اور توفیق ہی سے کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۵) دعا کی سنت سے یہ ہے کہ جس وقت دعا کی جائے یعنی ایصال ثواب کیا جائے اس وقت ہاتھ

اٹھالے باندھے نہ رکھے البتہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ہاتھ باندھے رکھے۔

فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۲۱۷ میں ہے فاتحہ پڑھ کر جب ایصالِ ثواب کا وقت جس میں دعا کی جاتی ہے کہ اے الہی یہ ثواب فلاں کو پہنچا اس وقت ہاتھ اٹھانا چاہئے کہ دعا کی سنت ہے۔ جس وقت تک قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے ہاتھ اٹھانے کی حاجت نہیں۔“ اھ

نیز مفتاح الجنان شرح شرعۃ الاسلام ص ۱۶۸ میں ہے ”یرفع یدیه الی المنکبین بحیث یری بیاض ابطیہ“ اھ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) اولیاء کرام کے مزارات پر گلاب کا پھول ڈالنا جائز ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح پڑھیں گے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم، ص ۲۵۱ میں ہے: وضع الورد والریاحین علی القبور حسن“ اھ نیز رد المحتار کتاب الجنائز ج ۲، ص ۲۴۵ میں ہے ”یکرہ قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس بانہ مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیؤنس المیت وتنزل بذا کرہ الرحمة۔“ اھ

یونہی اولیاء کرام کے مزارات پر چادر ڈالنا بھی جائز ہے کہ اس سے مقصود عوام کی قبروں سے ممتاز کرنا ہے کہ لوگ وہاں حاضری دیں اور ان کے فیوض و برکات سے متمتع ہوں اور ایصالِ ثواب کا خاص اہتمام کریں اور نادانستگی کے سبب ان کی اہانت سے بچیں۔ لہذا جب یہ نیت ہو تو ضرور مستحسن اور کارِ ثواب ہے۔ شامی جلد ششم کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۶۳ میں ہے ”اذا قصدہ التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحتقروا صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات و ان کان بدعة فهو کقولہم بعد طواف الوداع یرجع القہقری حتی یمخرج من المسجد اجلالاً للبتیت حتی قال فی منهاج السائلین انه لیس فیہ سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا۔“ اھ و هكذا فی الجزء الرابع من الفتاویٰ الرضویۃ ص ۱۸ و ایضاً فی

الفتاویٰ البصطفویہ ص ۱۷۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جونپوری

۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

خون کا عطیہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں کہ علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

آج کل ہندوستان میں جو بلڈ بینک قائم ہے وہ تمام تر بجرنگ دل اور آریس ایس جیسے اسلام مخالف اشخاص کے قبضے میں ہے جو مسلمانوں کو دھوکہ دے کر یہ خون نیک کام میں خرچ ہوگا اور ”رکت دان سرودھدھ

دان“ کانفروہا کر خون حاصل کر لیتے ہیں پھر اس کے منافع مسلمانوں کی پامالی میں خرچ کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ خون کا عطیہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اسلام کی مخالفت کرنے والی جماعت کی مدد کرنا کیسا ہے؟ بیٹھو اور توجرو! المستفتی: ڈاکٹر ابو بکر احمد خان فلیٹ نمبر ۹، ٹائٹس پاروٹی سوکینی واڈالایا تھارڈی روڈ ونے ٹر، ناسک ۶، پن کوڈ ۴۲۲۰۰۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کسی بھی انسان کا اپنے خون کا عطیہ کرنا ناجائز و گناہ ہے کہ انسان اپنے جسم کے کسی جزو کا مالک نہیں اس لئے اپنے جسم کے کسی عضو کا عطیہ نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید میں ہے اَلَمْ تَحَرَّمَ عَلَیْكُمْ الْمَيْتَةَ الدَّہ (النحل ۱۵۵) البتہ اگر خون کی سخت کمی یا فساد کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کا ظن غالب ہو تو ایسی صورت میں بقدر ضرورت صالح خون چڑھانا جائز ہے جبکہ خون چڑھانے پر جان بچ جانے کا غالب گمان ہو اور ایسے وقت میں خون دینا بھی جائز ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے ”الضرورات تبیح المحظورات“ (ص ۹۴) کسی بھی اسلام مخالف جماعت کی مدد کرنا حرام سخت حرام ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ (المائدہ: ۲) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

غیر مسلم امیدوار نے شادی خانہ کے لئے روپیہ دیا اس کی تعمیر کے بعد

روپیوں سے مسجد کے مکانوں کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ حال ہی میں الیکشن کے دوران ایک غیر اسلامی سیاسی امیدوار نے مسجد کمیٹی کو شادی محل کی تعمیر کے لئے ایک کثیر رقم عنایت کیا ہے، وہ مسجد کے بینک کھاتے میں جمع ہے۔ کیا اس رقم سے شادی محل کی تعمیر کی جاسکتی ہے اور اس رقم سے مسجد کی ملکیت والے بوسیدہ مکانوں کی از سر نو تعمیر کی جاسکتی ہے؟

المستفتی: حافظ حبیب اللہ صدیقی اشرفی، بلہاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں غیر مسلم کے ذریعہ دی گئی رقم اگر حکومت کے فنڈ سے ہے تو اس سے شادی محل تعمیر ہو سکتا ہے اور اسی رقم سے مسجد کی ملکیت والے بوسیدہ مکانوں کی از سر نو تعمیر بھی ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”خزانہ والی کی ملک ذاتی نہیں ہوتا تو اس کے لینے میں حرج نہیں، جبکہ کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۴۶۰) یعنی وہ رقم عوام کی ہے جو ان کو مل رہی ہے، اس لئے اسے لے کر اپنی قومی، ملی، رفاہی کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ جس مقصد کے لیے ملے اسی میں صرف کریں اور کچھ بچ جائے تو دوسرے مصرف میں بھی استعمال کر سکتے ہیں کہ یہ اپنا حق اپنے ہی کام میں لانا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے بتا دیا جائے کہ کچھ بچ جانے پر کسی اور قومی، ملی مصرف میں صرف کر لیا جائے گا۔

اور اگر اس نے اپنے پاس سے دیا ہے اور یہ صراحت کر دی ہے کہ اس رقم سے شادی محل تعمیر کر دیا جائے اور جو بچے اسے دوسرے مصرف میں صرف کیا جاسکتا ہے تو بھی شادی محل اور مسجد کی ملکیت والے بوسیدہ مکانوں میں اس کا استعمال جائز ہے اور اگر اس نے صرف شادی محل کے لئے روپیہ دیا ہے، اب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ اسے مسجد کی ملکیت والے بوسیدہ مکانوں کی تعمیر میں بھی صرف کریں تو اس صورت میں اجازت درکار ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ ”زرچندہ، چندہ دہندگان کی ملکیت رہتا ہے اور ان کی اجازت سے صرف ہوتا ہے۔“ (ج ۶، ص ۳۰۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شمیم مصباحی
۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مجنونہ کی بچہ دانی نکال کر دوسری عورت کو دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

نسیمہ بانو بنت محمد قاسم دماغی اعتبار سے بہت ہی کمزور ہے۔ اب نسیمہ بانو حد بلوغت کو پہنچنے والی ہے۔ امید ہے کہ بہت ہی قریب وقتوں میں وہ حائضہ ہوگی۔ مگر عزیزہ نسیمہ بانو کے اندر اتنی عقلمندی اور فہم و فراست نہیں ہے کہ وہ طہارت وغیر طہارت کی تمیز کر سکے اور نہ ہی حالت حیض میں وہ از خود کرسف لے سکتی ہے۔ اگر عزیزہ حائضہ ہوئی تو اس کے سارے کام نسیمہ بانو کی والدہ ماجدہ کو انجام دینا ہوگا اور نہ ہی عزیزہ کی شادی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ دماغ سے ماؤف ہے، اسے اتنی تمیز ہی نہیں ہے کہ مجھے اس صورت میں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے کیونکہ یہ ساری باتیں وہ سمجھنے کی اپنے اندر صلاحیت نہیں رکھتی ہے تو کیا مندرجہ بالا صورتوں میں اگر بچہ دانی نکال دیا جائے اور بچہ دانی نکال کر کسی خواہشمند عورت کے اندر سیٹھ کر دیا جائے تو کیا ایسا کرنا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ اگر نسیمہ بانو کی بچہ دانی نکال لیتے ہیں تو وہ ہمیشہ اس قسم کی آلائش و ناپاکی سے

دور رہے گی تو کیا بچہ دانی نکال کر کسی دوسری عورت میں سیٹ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

المستفتی: محمد قاسم بن ابوبکر بیلاڑی والا
مقام وپوسٹ ویس نگر، ضلع مہسانہ، اتر گجرات، ۳۸۴۳۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذکورہ لڑکی دائمی جنون طاری ہونے کی وجہ سے شریعت کے خطابات کی مکلف ہی نہیں، لہذا اس پر طہارت وغیرہ کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے ”رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنون المغلوب على عقله حتى يبرأ و عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يحتلم“ (کنز العمال، ج ۴، ص ۲۳۳)

اور پیشاب پاخانہ جس کی حاجت انسان کو ایک دن میں کئی بار پیش آتی ہے جو دائمی ہے اس کے برخلاف حیض دائمی نہیں ہے، حیض کا خون ایک ماہ میں چند دن آتا ہے بلکہ بعض عورتوں کو دو، تین یا چھ ماہ پر آتا ہے تو جس طرح عزیزہ کو اس کی ماں وغیرہ کے ذریعہ پیشاب پاخانہ سے طہارت دلائی جاتی ہے، یوں ہی اس کی والدہ یا کوئی عورت حیض کے ایام میں اس کی دیکھ بھال کرے اور غسل دلائے۔ محض اس عذر کے باعث شرعاً اس کی بچہ دانی نکالنے کی اجازت نہیں کہ بلاوجہ شرعی بچہ دانی نکالنا حرام و گناہ ہے اور نہ ہی کسی عورت کے اندر سیٹ کرنا جائز ہے کیونکہ بدن انسان اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور امانت میں خیانت ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں انسانی اعضا کی بے حرمتی اور خلق اللہ میں تغیر و تبدیلی ہے جو نص قرآنی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْوُجُوهِ وَالْأَنْبُيَاءِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا“ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۰) ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا (کنز الایمان) نیز دوسری جگہ ہے ”وَلَا مَرْهَمٌ فَلْيَغْدِرْ خَلْقِ اللَّهِ“ (سورہ نساء آیت ۱۱۹) اور ضرور نہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔ (کنز الایمان) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: زبیر احمد قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بزرگان دین کے نام کا چراغ جلانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت درجہ ذیل مسئلہ میں کہ

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام یاد دیگر بزرگان دین کے نام کا چراغ اپنے گھروں میں جلانا کیسا ہے؟ بعض لوگ تو سالہا سال روزانہ بلاناغہ اپنے گھروں میں جلاتے ہیں اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بیان کریں کہ کس صورت میں اور کہاں چراغ جلانا درست ہے؟ بہینوا و توجروا

المستفتی: بلال احمد، تاجیہ آباد، ناگپور، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اولیاء اللہ کے نام پر گھروں میں چراغ جلانے سے مقصود اگر یہ ہو کہ اہل خانہ کو یارہ چلنے والوں کو روشنی ملے اور اندھیرے کی وحشت و تکلیف سے محفوظ رہیں اور اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ملے تو جائز و درست ہے بلکہ نیت مستحسن ہونے کی وجہ سے مستحسن بھی ہے اور اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں، کوئی حاجت نہیں تو چراغ جلانا فضول خرچی اور اسراف ہے جو ممنوع ہے قرآن مجید میں ہے "وَلَا تُسْرِفُوا ۚ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ" (سورہ اعراف آیت ۳۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"یہ وجہ (اسراف و اتلاف مال) صرف قبور عوام میں پائی جاتی ہے جبکہ وہاں نہ مسجد نہ قبر سر راہ نہ کوئی تلاوت وغیرہ میں مشغول بخلاف مزار کرام کہ وہاں قبر یعنی خشت و گل کی تعظیم نہیں بلکہ ان کی روح کریم کی تعظیم ہے۔ جیسا کہ امام نابلسی نے فرمایا کہ "تعظیم الروحہ المشرقة" الخ تلخیصاً

(باب الجنائزہ ج ۴، ص ۱۵۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک العلیسی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ہزاروں لوگوں کے سامنے گناہ کیا

اور ۱۰۰ لوگوں کے سامنے توبہ کیا تو کافی ہے یا نہیں؟

مسئلہ ایک ڈاکٹر زید نے اپنی بیٹی کی شادی میں ویڈیو فلم بنائی کھڑے ہو کر عورت مرد مخلوط کافر مسلمان سب کھانا کھائے دولہا دلہن کو اسٹیج پر بٹھا کر فلم سازی کی گئی، فلمی دھن کے کیسٹ بجے، اس شادی کی بزم میں ایک ہزار کے قریب لوگ شریک ہوئے۔ علمائے کرام نے زید کو بلا کر سمجھایا تو زید نے مان لیا ۱۵ شعبان کو مسجد میں میلاد کے دوران زید کا توبہ نامہ پڑھا گیا۔ زید نے توبہ کیا کلمہ پڑھا ایک عالم کا کہنا ہے کہ یہ کافی نہیں ہے۔ طائیفہ گناہ کی توبہ علانیہ ہونا چاہئے مگر تعداد بہت کم ہے اور بڑے مجمع میں یہ توبہ نامہ پڑھا جانا چاہئے ہزار کے مقابل

۱۵۰ یا ۱۰۰ کم ہیں جواب عنایت کر کے مشکور کریں۔ المستفتی: ہارون عثمانی، گول بازار، عثمانیہ دمتری
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سو یا ڈیڑھ سو کے مجمع میں توبہ کرنا بھی علانیہ توبہ میں شامل ہے اس لئے جب زید نے مسجد میں سو یا اس سے زیادہ نمازیوں کے سامنے توبہ کر لی تو اس کی توبہ ہو گئی۔ اور علانیہ توبہ کے لئے لوگوں کی کوئی معین تعداد شرع نے مقرر نہیں فرمائی بلکہ حکم یہ ہے کہ جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے پھر جن لوگوں کے علم میں وہ بات آئی ان کے سامنے توبہ کر لے اور ظاہر ہے کہ اس کے یہاں شادی میں جتنے لوگ آئے تھے پھر بعد میں جتنے لوگوں کو اس گناہ کا علم ہوا ان سب کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے توبہ کرنا حرج شدید سے خالی نہیں۔ یہ توبہ بہت ہی مشکل امر ہے اس لئے اسے سو، ڈیڑھ سو لوگوں کے سامنے توبہ کر لینا بھی کافی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے ان سب کے مواجہہ میں توبہ کرے مگر یہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقاً اور بعض صورت میں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں اور حرج مدفوع بالنص ہے۔ تاہم اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ، مجمع گناہ کے مشابہ ہو۔“ (ج ۹، ص ۲۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن خان رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کنڈوم و نرودھ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کنڈوم، نرودھ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: حافظ محمد اکرام الحسن، اہرولی مصر، سیورہی، کشی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر نرودھ کے استعمال کی حاجت ہو مثلاً عورت کی صحت وغیرہ کا لحاظ مقصود ہو تو کنڈوم، نرودھ کا استعمال جائز ہے کیونکہ اس سے صرف منی کو عورت کے رحم میں جانے سے روکنا مقصود ہوتا ہے۔ اس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بگاڑنا ہے نہ کسی دوسرے مخلوق شرعی کا ارتکاب ہے اور نہ اس سے عورت کی صحت پر ہی کوئی منفرا اثر پڑتا ہے لہذا اس کا استعمال جائز ہے۔ رد المحتار " کتاب العکاح مطلب فی حکم اسقاط الحمل " میں ہے۔ "یحوز لها سد فمہر حمها کما تفعله النساء" (ج ۳، ص ۱۷۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام احمد رضا قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

یکم شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عذرو بیماری کی وجہ سے نسبندی کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

نسبندی شدہ عورت سے نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل میں کہ

(۱) آج کے دور میں عورتوں کی نس بندی کے بارے میں عرض یہ ہے کہ آج کل دور حاضر میں مسلم عورتیں ہم دو ہمارے دو والی پالیسی پر بھروسہ کر رہی ہیں اور آج کل تو سرکاری اسپتالوں میں اس کا مفت انتظام ہے۔ میں خود بھی ایک معالج ہوں لہذا میری روزمرہ کی پریکٹس میں ان عورتوں سے سابقہ ہوتا ہے جو کہ دو یا تین بچے رکھ کر نس بندی کروا دیتی ہیں کچھ تو غرض کچھ بے غرض۔

غرض کی صورت یہ ہے کہ جیسے بچہ دانی چھوٹی ہے اور دو بچے آپریشن کے ذریعہ نکالے گئے اور تیسرے بچے میں چونکہ بچہ دانی پر اس سے قبل دو بار نشتر دے کر بچہ نکالا گیا ہے اس صورت حال میں بچہ دانی کمزور ہو گئی ہے اور چوتھے بچے میں پریشانی ماں اور بچے دونوں کو خطرہ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بچے دانی کا سرطان جو کہ عورتوں میں عام ہے اس صورت میں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بچے دانی میں رسولی، گانٹھ ہونے کی صورت میں جبکہ بچہ دانی بچائی جاسکتی ہے مگر پھر بھی نس بندی کا آپریشن کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک صورت یہ بھی ہے کہ زوجین میں ایک کا بلڈ گروپ مثبت اور دوسرے کا منفی اس صورت میں جبکہ بہت زیادہ یا بار بار اسقاط حمل ہو جاتا ہے یا بچہ پیدا ہوتے وقت ماں یا بچہ یا پھر دونوں کو بھی خطرہ ہے ویسے آج کل سائنس کی ترقی نے اس کو ختم کر دیا ہے اب بہت سارے انجکشن بازار میں موجود ہیں۔

ایک صورت یہ ہے کہ مسلسل دو یا دو سے زائد بچے پیدا انٹی نقص لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ خواہ نقص مرد

میں ہو یا عورت میں اس صورت میں۔ آخری صورت یہ ہے کہ بہت ساری عورتوں کو فشار دم قوی High (blood) pressure یا پھر کوئی غدودی بیماری لاحق ہو جاتی ہے جس میں عورت یا بچے کو خطرہ ہو جاتا ہے۔ کچھ بیماریاں ایسی ہیں کہ جن میں اگر عورت کو بچہ پیدا ہوتا ہے ویسے تو وہ نارمل ہے مگر بچہ اس نارمل سے ہٹ کر ہوتا ہے جیسے مثال کے طور پر لیمکیہ (Leukemia) مرض میں یہ مرض عورتوں پر غالب نہ آ کر مرد یا بچے پر غالب آتا ہے اس صورت میں ہر ۱۰ دن یا ۳۰ دن یا دو ماہ کے بعد اس بچے کو باہر سے خون دینا پڑتا ہے اس صورت میں بھی نس بندی کرنا یا کروانا کس صورت میں جائز ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے عموماً عورتوں کی بچہ پیدا کرنے کی عمر ۴۵، ۴۰ سال اوسطاً پکڑی جاتی ہے اس سے تجاوز بھی کر سکتی ہے اس عمر تک پہنچتے پہنچتے عورتوں کی ماہواری

بند ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں جبکہ بچہ پیدا نہیں ہو سکتا اور عورتوں میں سفید پانی کی کثرت جو کہ دواؤں سے کنٹرول میں نہ آتی ہو تو ایسی صورت میں بچہ دانی باہر نکال دی جاتی ہے۔

دوسری قسم جیسے فرض کے بغیر نس بندی کروانے والی عورتیں وہ جن کے شوہر فوت ہو جاتے ہیں اور کثرت اولاد ہونے کی صورت میں یا پھر سسرال یا میاں کے دباؤ کے چلتے، بچوں سے نفرت کی وجہ سے، کثرت سے لڑکیوں کی پیدائش کی وجہ سے، معاشی حالت کی بد حالی کی وجہ سے۔

(۲) اگر عورت نس بندی کرتی ہے اور اس کا شوہر اس کو طلاق دے جیسا کہ وہ عورت اس قابل نہیں کہ بچہ پیدا کر سکے مگر صرف اس سے جنسی آسودگی حاصل کی جاسکتی ہے اس صورت میں کیا ایسی عورتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟

(۳) میں نے یہ سنا ہے کہ جو عورت نس بندی کر دیتی ہے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ تفصیلاً جواب عنایت فرمائیں۔ ان عورتوں کے لئے جن میں نس بندی ضروری یا کسی عارضے کے تحت ہو اور دوسری ان عورتوں کے لئے جن میں غیر ضروری یا بغیر عارضے کے ہو۔

المستفتی: ڈاکٹر ابو بکر خان برکاتی قادری

فلیٹ نمبر ۹، گنیش پاروٹی سوسائٹی، ونے نگر، واڈل یا تھر ڈی اوڈنا سک۔ ۶، پن نمبر ۲۲۲۰۰۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): پیدائش کو روکنے کے لئے نس بندی کرنا کرانا خواہ مرد کی ہو یا عورت کی ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام و گناہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بگاڑنا ہے جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ولا مرتہم فلیغیرون خلق اللہ" یعنی شیطان بولا میں ان کو بہکا دوں گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو بدلیں گے۔" (النساء ۱۱۹)

اسی آیت کریمہ کے تحت تفسیر صاوی میں ہے

"ومن ذلك تغییر الجسم" یعنی اسی سے جسم کی تبدیلی ہے۔ (ج ۱، ص ۲۲۳) اور تفسیر کبیر میں ہے "ان معنی تغیر خلق اللہ ہُنَّا هو الاخصاء" (ج ۳، ص ۲۲۳) اور حدیث شریف میں ہے "فقلنا الانستخصی فنہانا عن ذلك" یعنی ہم نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا ہم تخصی ہونے کی خواہش ظاہر نہ کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا۔" (بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۵۹)

فتح الباری میں ہے "ہو نہی تحریمہ بلا خوف فی بنی آدم لما تقدم وفيہ ایضاً من المفاسد تعلیب النفس والتشویة مع ادخال الضرر الذی قد یفضی الی الهلاک وفيہ

ابطال معنی الرجولية و تغيير خلق الله و كفر النعمة لان خلق الشخص رجلا من النعم العظيمة فاذا ازال ذلك فقد تشبه بالمرأة واختار العقص صلي الكمال۔ ۱۳۷ (ج ۹، ص ۱۳۷) اور ثاوی ہندیہ میں ہے "اخصاء ہنی آدم خرامہ بالاتفاق" ۱۳۷ (ج ۵، ص ۳۵۷)

اور جب نس بندی کرنا یا کرنا جائز نہیں تو بچہ دانی چھوٹی اور کمزور ہونے، اس میں گانٹھ پڑنے، حمل ساقط کرانے، بچوں کے اندر نقص ہونے، غدودی بیماری لائق ہونے وغیرہ کے احتمال کی صورت میں بھی جائز نہ ہوگا۔ ہاں اگر واقعی عورت یا بچے کی جان کو خطرہ یا مہلک مرض میں مبتلا ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کی وجہ سے عورت کو منع حمل کی جائز تدابیر مثلاً کاپرٹی کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ الاشباہ النظائر میں ہے "الضرورات تبیح المحظورات" ۱۳۷ (ج ۱، ص ۹۲) تفصیل و تحقیق کے لئے مقالہ "ضبط تولید" شائع شدہ ماہ نامہ شرفیہ کا مطالعہ کریں۔ رہا کثرت اولاد، معاشی حالت کی ابتری کے باعث نس بندی کرنا تو وہ حرام و گناہ ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور یہ خام خیالی کہ معاشی حالت کی ابتری کثرت اولاد میں دخیل ہے یعنی ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنا دشوار ہے بالکل نامسوع ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "نحن نرزقکم وایاہم" (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

نیز نس بندی کرنا، امت مسلمہ کی کثرت کو روکنا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی کثرت کو پسند فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے "تزوجوا الودود الودود فانی مکاثر بکم الامم۔ ۱۳۷ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۷) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسی نس بندی شدہ عورت جس سے افزائش نسل کی کوئی امید نہ ہو صرف تسکین خاطر کا سامان ہو اور شہوت نفسانی کو توڑنے والی ہو اس سے شادی کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اگرچہ بظاہر اس سے کسی اولاد کی پیدائش کی سبیل نظر نہیں آتی مگر اس سے دوسرے مقاصد نکاح مثلاً حفظ فرج، غرض بصر وغیرہ کا حصول ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے "قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع معکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر و احسن للفرج" ۱۳۷ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۷)

نیز یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ نس بندی کے باوجود خدائے قادر و قیوم کی قدرت سے اس عورت سے اولاد بھی پیدا ہو کیونکہ عورت کو بانجھ کرنا، نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے۔ بشر کی طاقت نہیں کہ جسے چاہے بانجھ کر دے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار ہے بشر کی طاقت نہیں۔" یجعل من یشاء عقیبات" ۱۳۷ (ج ۹، ص ۲۹۸ نصف آخر) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جس عورت کی نس بندی ہو چکی ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام احمد رضا

۱۲/ جمادی الاخرہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

محرم میں رُلانے والی تقریر کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ محرم کی دسویں تاریخ کو رُلانے کی تقریر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: فاروق احمد تجوری والے، اندور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ایسی تقریر جس سے مقصود سامعین کو رُلانا ہو یعنی تجدیدِ حزن و غم ہو شرعاً ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر نصف اول، ص ۶۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ کماہ ولادت و ماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر بھی علمائے امت و حامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا۔ شرع مطہر نے غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لہذا تقریر کے دوران خود رونا سامعین کو رُلانا اور اسے باعثِ قربت اور ثواب ٹھہرانا یہ سب بدعاتِ شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم ہے اور اگر اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس پر غم پروری سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہوتی پھر اسی میں ہے:

"ایاہ ثم ایاه ان یشغلہ ای یوم عاشورہ بہمدح الرافضۃ ونحوہم من العذاب والعیاحۃ والحزن اذلیس ذلك من اخلاق المومنین والالکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیٰ ہذک" ا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اجل حسین بلرام پوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مزارات وغیرہ کے طغروں پر ہار پھول چڑھانا اگر بتی سلگانا اور اولیاء اللہ کا

گھروں میں چراغ جلانا کیسا ہے؟

مسئلہ کعبہ شریف اور گنبد خضرا و مزارات اولیاء کے طغروں (تصاویر) پر ہار چڑھانا اور روزانہ اگر بتی سلگانا اور اولیاء اللہ کے نام پر گھروں میں چراغ جلانا کیسا ہے؟ بہینوا توجروا

المستفتی: مولانا عبدالعلیم، جنرل سکرٹری نوری اکیڈمی اندور (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کعبہ شریف، گنبد خضریٰ اور مزارات اولیاء کے طغروں پر ہار چڑھانا اور ان کے قریب آرتی سلگانا مقامات مقدسہ کی تعظیم و توقیر کے لئے ہے تو جائز و درست ہے کیونکہ علمائے دین نے ان نقوش کا اعزاز و احترام وہی رکھا ہے جو اصل کا ہے ورنہ فضول کام اور تضييع مال ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”علامہ تاج فاکھانی فخر میر میں فرماتے ہیں ”من فوائد ذلك ان من لم يمكنه زيارة روضة فليبرز معالمها و ليلعبه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل كما قد ناب معال نعله الشريفه مناب عيها في البدافع والخواص شهادة التجربة الصحيحة ولذا جعلوا له من الاكرام والاحترام ما يجعلون للمنوب عنه الخ۔ نقش روضہ مبارک کے کھینے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اسی اصل کے قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ شاہد عدل ہے ولہذا علمائے دین نے نقشے کا اعزاز و اعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔ (ص ۱۵۰، ج ۹، نصف اول رسالہ شفاء الوالد)

اور اولیاء اللہ کے نام پر گھروں میں چراغ جلانا اگر اس سے مقصود یہ ہو کہ اہل خانہ کو یا راہ چلنے والوں کو روشنی ملے اور اندھیرے کی وحشت و تکلیف سے محفوظ رہیں اور اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ملے تو جائز و درست ہے بلکہ نیت مستحسن ہونے کی وجہ سے مستحسن بھی ہے اور اگر ایسا کچھ مقصود نہ ہو لیکن وہاں چراغ کی حاجت ہے تو بھی درست ہے۔ اور اگر وہاں کوئی حاجت نہیں تو یہ ایک طرح سے فضول خرچی ہے جو ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علیہ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۶ ربیع الثوٹ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

یا نبی سلام علیک کی رنگ ٹون موبائل میں سیٹ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ موبائل فون کی گھنٹی کی جگہ ”یا نبی سلام علیک“ کی بیل استعمال کرنا کیسا ہے؟ بیوقوف تو جروا
المستفتی: قاری محمد رئیس، استاذ دارالعلوم اہلسنت ناسک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب موبائل فون میں ”یا نبی سلام علیک“ کی بیل کا استعمال جائز و درست ہے، کہ یہ ایک غرض صحیح یعنی اطلاع دینے کے لئے ہے اور گھنٹی یا سیٹی بجانا جبکہ اس سے خبردار کرنا مقصود ہو تو جائز ہے جیسے کہ حمام میں بگل، بجانا لوگوں کو بیدار کرنے اور حمام کے کھلنے کی اطلاع کے لئے ہوتا ہے۔ یوں ہی رمضان شریف میں سحری کے

وقت نفاذہ بجانا بھی اسی غرض صحیح کے لئے ہوتا ہے۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ بذات خود حرام نہیں بلکہ ان کی حلت و حرمت استعمال کرنے والے کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت لہو و لعب کی ہے تو یہ بلاشبہ ناجائز و حرام ہے اور اگر مقصود اس سے لہو و لعب نہیں بلکہ کوئی دوسری غرض صحیح ہے تو ان کا استعمال جائز و درست ہے۔ جیسا کہ درمختار " کتاب الحظر والاباحۃ " میں ہے "و من ذلک (ای من البلاہی) ضرب النوبۃ للتفاخر، فلوللتنبیہ فلا بأس بہ کیا اذا ضرب فی ثلاثۃ اوقات لتذکیر ثلاث

نفحات الصور۔" ۱۱

رد المحتار میں ہے "اقول: وهذا یفیدان الہ اللہو لیست محرمة لعینہا بل لقصد اللہو منها اما من سامعہا او من المشتغل بہا وبہ تشعر الاضافة، الاتری ان ضرب تلك الالة بعینہا حل تارة وحرر اخری باختلاف النیة بسباعہا الامور بمقاصدہا۔"

پھر اسی میں چند سطر بعد ہے "وینبغی ان یکون ہوق الحمام یموز کضرب النوبۃ وعن الحسن لا بأس بالدف فی العرس لیشتہر" ۱۱ اقول: وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لایقاظ العائمین للسحور کہوق الحمام تأمل" ۱۱ (ص ۳۵۰، ج ۶)

پھر فقہ کی انہیں تصریحات کی روشنی میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لئے یہ سیٹی بجا جاتی ہے۔ اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے۔ یا اس قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لئے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔" ۱۱

(بہار شریعت، ص ۱۳۰، ج ۱۶)

حاصل کلام یہ کہ اگر اس سے لہو مقصود ہو تو ناجائز اور اگر لہو مقصود نہیں تو جائز ہے اور مسئلہ دائرہ میں موبائل فون کی گھنٹی سے بھی اطلاع ہی مقصود ہوتی ہے لہذا موبائل فون کی گھنٹی کا استعمال بھی جائز ہے اور جب اس گھنٹی کا سننا اور موبائل میں سیٹ کرنا جائز ہے تو "یا نبی سلام علیک" یا "مدنی مدینے والے" یا "السلام علیکم" یا اس طرح کے اچھے کلمات پر مشتمل نغمہ کی آواز سیٹ کرنا اور اسے سننا بھی جائز ہے کہ یہ نعت شریف وغیرہ کے کلمات منہ بند کر کے گنگنانے کی طرح ہے۔ ساتھ ہی اس سے اعلام بھی مقصود ہے۔ لہذا یہ مباح ہے اور اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا شہدا وغیرہ کسی پر سوار ہوتے ہیں؟

کوئی کہے فلاں جگہ شہید رہتے ہیں مزار بناؤ تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ زید کہتا ہے کہ میرے اوپر شہیدوں اور جناتوں کی سواری آتی ہے اور اس کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ جب زید پر جناتوں کی سواری ہوتی ہے تو زید کہتا ہے کہ فلاں زمین پر مزار پاک بناؤ وہاں شہید بابا رہتے ہیں اور اگر نہیں بناؤ گے تو ہم سب کو تمس نہیں کر دیں گے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا شہداء یا مرد مرشد کسی کے سر آتے ہیں۔ زید کے کہنے سے وہاں مزار پاک بنا دیا جائے؟ ہینو او تو جرا

المستفتی: ابوالحسن محمد، شمشاد خاں، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ ”میرے اوپر شہیدوں کی سواری آتی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ البتہ شیطان اور اس کے چیلوں کا تسلط اس پر ضرور ہے ورنہ وہ ایسی بکواس نہ کرتا، شہدا اور اولیاء اللہ تو خدائے تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں ان کا یہ کام ہرگز نہیں کہ وہ کسی پر سوار ہو کر اسے مخبوط الحواس کریں اور اس کی زبان سے شریعت کے خلاف احکام صادر کریں اور خلاف ورزی کرنے پر تباہی مچائیں۔ زید کا یہ کہنا غلط اور جھوٹ ہے کہ ”فلاں جگہ شہید بابا رہتے ہیں اس جگہ ان کا مزار بناؤ ورنہ تمس نہیں کر دوں گا۔“ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ موثر حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے انسان کو اسی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس مکار فریبی سے دور رہیں اس کے کہنے پر ہرگز فرضی مزار نہ بنائیں ورنہ اسے صحیح مزار سمجھ کر لوگ زیارت کریں گے اور مستحق لعنت ہوں گے اور سارے لوگوں کا گناہ فرضی مزار بنانے والوں کے سر ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے ”لعن اللہ من زار قبراً ابلاً مقبوراً“ یعنی قبر بلا مقبور کی زیارت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے“ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۲، ص ۵۳۳ بحوالہ فتاویٰ عزیز بیہ ج ۱، ص ۱۳۴) اور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”قبر بلا مقبور کی زیارت کی طرف بلانا اور اس کے لئے وہ افعال کرانا گناہ ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۱۱۵)

زید پر لازم ہے کہ وہ اس طرح کی بکواس سے باز آئے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا سماجی بائیکاٹ کریں۔ خداتعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَلَا تَزِرُ كَيْفًا إِلَى الدِّينِ ظَلْمًا“ (سورہ ہود آیت ۱۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(پ ۱۲، سورہ ہود آیت ۱۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

۲۱ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عورتوں کو بے پردہ سامنے بیٹھانا ہاتھ چومانا کیسا ہے؟ علما کا فرقہ باطلہ کی مجلس میں شریک ہونا، بازاروں میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنا، چین دھرم کے جلوس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) ایک شہر میں ایک قاضی ہیں جو عالم بھی ہیں تعویذات بھی بناتے ہیں اور بیان وغیرہ بھی بہت اچھا کر لیتے ہیں اور عورتوں کو بے پردہ اپنے سامنے بٹھا کر تعویذ بناتے ہیں اور عورتیں ان کا ہاتھ چومتی ہیں اور ظاہر مجمع میں بھی عورتیں ہاتھ چومتی ہیں۔ شہر کے دیگر علمائے کرام ان کے رعب و بدبہ کی وجہ سے کچھ بول نہیں پاتے اور وہ بھی ایسی محفلوں میں شرکت کرتے ہیں؟

(۲) سنی عالم کو باطل فرقوں کی محفل میں حاضری دینا کیسا ہے؟

(۳) اور بازاروں میں بیٹھ کر عام لوگوں سے ہنسی مذاق کرنا کیسا ہے؟ جو ایسے کام کرے وہ فاسق ہے

کہ نہیں؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ایسے کو پیر بنانا کیسا ہے؟

(۴) چین دھرم والوں کا مذہبی جلوس نکلا تو شہر کے ہر محلہ والے مسلمانوں نے ان کے دھرم گرو کا پھول

ہار پہنا کر سواگت کیا تو ایسا کرنے والوں پر از روئے شرع کیا حکم ہے؟ صاف صاف جواب صرف اسلام کی حفاظت کی نیت سے جلد عنایت فرمائیں۔ المستفتی: محمود بھائی، مدینہ ہونل، دھولکا، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱): عورتوں کو بے پردہ غیر محرم کے سامنے جانا حرام ہے خواہ وہ عالم ہو یا غیر عالم۔

حدیث شریف میں ہے "المراة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان" یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے گھورتا ہے (ترمذی شریف، ص ۲۲۲، ج ۱) یونہی عورتوں کو بے پردہ اپنے سامنے بٹھانا اور ان سے مصافحہ کرنا، ان سے ہاتھ چومانا نیز عورتوں کا کسی اجنبی شخص سے مصافحہ کرنا اور ان کا ہاتھ چومنا حرام و گناہ ہے۔ حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: "اجنبی جوان عورت کو جوان مرد کے ہاتھ پاؤں چھونا جائز نہیں" (فتاویٰ رضویہ، ص ۱۶۹، ج ۹ نصف آخر) ایک صحابیہ عفت مآب نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حصول برکت کے لئے مصافحہ کرنا چاہا اور اپنا ہاتھ بڑھایا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الی لا اصافح النساء" یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا" اور حدیث شریف میں ہے: "واللہ ما مست یدہ سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ید امر اقا قط ما کان یدایعہن الا بالکلام" حضرت عائشہ

مدیقہ سے روایت ہے کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست گرامی نے کبھی بھی کسی غیر محرم کا ہاتھ نہیں چھوا، آپ ان سے صرف کلام کے ذریعہ بیعت لیتے تھے۔

لہذا شخص مذکور حرام کام کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار، فاسق و فاجر ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے پاس عورتوں کو بے پردہ آنے اور ہاتھ وغیرہ چومنے کو سختی سے منع کرے اور صدق دل سے تائب ہو۔ اگر ایسا کر لیتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کے پاس آنا جانا، سلام و کلام، میل جول ترک کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲، ۳) باطل فرقوں مثلاً دیوبندیوں، وہابیوں، رافضیوں وغیرہم کے اجلاس یا محفل میں شریک ہونا حرام و گناہ ہے، یونہی ان بد مذہبوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میل جول سب حرام و گناہ ہے اور یہ حکم عوام و خواص سب کے لئے عام ہے کیونکہ احادیث نبویہ میں مطلقاً ان سے دور رہنے اور ان کو اپنے سے دور رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد رسالت ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم" یعنی بد مذہبوں سے دور رہو، اور ان کو اپنے پاس سے دور رکھو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(مسلم شریف، ص ۱۰، ج ۱)

اور حدیث شریف میں ہے: "ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم وان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم ولا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم ولا تناکلوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم" یعنی اگر بد مذہب بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو ان کی جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو (یہ حدیث ابوداؤد، ابن ماجہ عقیلی اور ابن حبان کی روایات کا مجموعہ ہے) لہذا علماء پر لازم ہے کہ ان سے میل جول فوراً ختم کریں اور ان کی محفل وغیرہ میں حاضر نہ ہوں۔ الا یہ کہ کوئی ضرورت شرعیہ پائی جائے یعنی ایسی مجبوری آجائے کہ وہاں جائے بغیر کوئی چارہ نہ رہے مثلاً احتیاق حق، ابطال باطل کی ضرورت پیش آجائے یا اس طرح کی کوئی اور صورت، اور بلا ضرورت شرعیہ جو تفسیر ہو چکی ہے اس سے علانیہ مسلمانوں کے مجمع میں توبہ کریں، توبہ سے عار نہیں کرنا چاہئے کہ یہ سعادت بھی اللہ عزوجل کے توفیق سے ہی حاصل ہوتی ہے اور فضول باتوں اور بازار وغیرہ میں بیٹھ کر عام لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے سے احتراز کریں کہ یہ بات عالم کی شایان شان نہیں۔ اگر یہ لوگ علانیہ توبہ کر لیتے ہیں تو ٹھیک، ورنہ ان کی اقتدا میں نماز درست نہیں اور انہیں پیر بنانا بھی درست نہیں کیونکہ پیر کے لئے چار شرطیں ہیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ فاسق معطن نہ ہو یعنی علانیہ کسی کبیرہ کامرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مذاہب باطلہ کے مذہبی جلوس میں شریک ہونا، اس کا اعزاز بڑھانا اور ان کے مذہبی پیشواؤں پر پھول ہار چڑھانا کفر ہے کہ یہ تعظیم کفر ہے۔ الاشاہ والنظار میں ہے "تہجیل الکافر کفر" اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقته معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم وبتحصین امر الکفار اتفاقاً" (ص ۲۶۷، ج ۲)

لہذا جن لوگوں نے جین دھرم والوں کے مذہبی پیشواؤں پر پھول ہار چڑھائے اور ان کے مذہبی جلوس میں شرکت کی ان سب پر لازم ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں علانیہ توبہ کریں، ساتھ ہی تہجد ید ایمان بھی کریں اور بیوی والے ہوں تو تہجد نکاح بھی، مرید ہو چکے ہیں تو تہجد ید بیعت بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: غلام نبی نظامی علی امجدی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۲ جمادی الاخرہ ۱۴۲۷ھ

یہ خیال کہ "اگر عورت عصر و مغرب کے درمیان کچھ کھائے گی تو فوت شدہ بچہ بھوکا رہے گا۔" درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ مسلمان کی بعض وہ عورتیں جن کے چھوٹے بچے مر جاتے ہیں عصر کی اذان کے وقت سے کچھ کھاتی پیتی نہیں ہیں کہ اگر ہم عصر سے مغرب کے پہلے کھاپی لیں تو ہمارے بچے جو اللہ کے یہاں دن بھر پھول بن بن کر جمع کرتے ہیں وہ سٹ کر تھوڑے سے رہ جائیں گے اب آج کے دن شام کو ان کو کھانا نہیں ملے گا بھوکے سو جائیں گے ان بچوں کے بھوکے رہنے کا اور صبر کرنے کا گناہ ہم پر ہوگا۔ اسی طرح کچھ آدمی بھی طرح طرح کے خیال رکھتے ہیں لہذا حضرت مفتی صاحب قبلہ جواب سے نوازیں کہ ان لوگوں کے خیالات از روئے شرع شریف درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد جمیل اختر رضوی، تحریک تلاش کتب رضویہ، قصبہ بارا، کان پور
 بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب یہ خیال کہ عصر اور مغرب کے درمیان اگر ماں کچھ کھاپی لے تو اس کا فوت شدہ بچہ کچھ نہ پائے گا اور بے کھائے پیے سو جائے گا خالص جاہلانہ خیال ہے شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ کچھ جاہل عورتوں نے اپنے جی سے گڑھ لیا ہے، ان پر لازم ہے کہ فوراً فوراً ایسے باطل اور جاہلانہ خیال سے توبہ و رجوع کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد صدیق عالم قادری منٹری
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۴۲۷ھ

بجنے والی گھڑی کو مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ جن گھڑیوں میں ہر آدھے گھنٹے پر ٹن ٹن کی آواز ہوتی ہے ان کو مسجدوں میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: محمد جمیل اختر رضوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جن گھڑیوں میں ہر آدھا گھنٹہ یا ہر گھنٹہ پر ٹن ٹن کی آواز ہوتی ہے ان گھڑیوں کو گھروں اور مسجدوں کے اندر لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ ایک غرض صحیح یعنی اطلاع دینے کے لئے ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ مسجدوں میں ایسی گھڑیاں نہ لگائی جائیں کہ اس سے نمازیوں کا دل بٹ سکتا ہے اور خشوع و خضوع میں خلل آسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: صدیق عالم قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا غریب نواز بندہ نواز دستگیر اللہ کے نام ہیں؟ بزرگوں کیلئے ان کا استعمال کیسا ہے؟

مسئلہ سوال یہ ہے کہ ہر ہفتہ ہم سنی اجتماع کرتے ہیں پچھلے ہفتہ ایک خاتون نے سوال کیا کہ غریب نواز، بندہ نواز، دستگیر اللہ کے صفاتی نام ہیں کیونکہ اس کے اندر یہ خصلتیں موجود ہیں لیکن تم حضرت خواجہ غریب نواز حضرت غوث پاک کو دستگیر کہتے ہو یہ سب تمہارے دیئے ہوئے القاب ہیں کیا قرآن وحدیث سے ثابت ہے کوئی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں یہ القاب عطا ہوئے۔ اچھے برے کام تو من جانب اللہ ہوتے ہیں اس کی قدرت میں کسی کو دخل نہیں۔ اس وقت تو میں نے نال مثل سے جواب دے دیا مگر پھر بھی اطمینان نہیں ہوا برائے مہربانی اطمینان بخش جواب تفصیل سے مرحمت فرمائیں؟ المستفتی: صفری قادری، دربار کالونی، احمد نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ غلط ہے کہ غریب نواز، بندہ نواز، دستگیر اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اس کا ذکر نہ کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ اجماع امت میں اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ تو توفیقی ہیں جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے اللہ کو یہ نام کسی وہابی نے دیا ہو یا دیوبندی نے دیا ہو یا کسی غیر مقلد یا مجیدی نے دیا ہو خود اللہ تعالیٰ نے تو اپنے لئے یہ نام نہیں رکھے نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا۔

ہاں اللہ عزوجل کی عطا سے حضرت محبوب سبحانی، دستگیر ہیں حضرت خواجہ غریب نواز ہیں اور بعض اولیاء اللہ بندہ نواز۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنے بندوں کو یہ اوصاف عطا فرمائے۔ حدیث ”تقرب عبد“ اس پر دال ہے وہابی دیوبندی جہالت کی باتیں کرتے ہیں اس لئے آپ لوگ ان سے نہ الجھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”جو اللہ کو دینا تھا قسمت میں لکھ دیا پھر ہم کیوں کہتے ہیں مال دے اولاد دے“

مسئلہ جو شخص یہ کہے کہ جو رب کو دینا تھا وہ قسمت میں لکھ دیا تو پھر ہم رب قدر سے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہمیں مال دے، اولاد دے تو قائل کا اس طرح کہنا کیسا ہے؟ بیوا تو جو

المستفتی: محمد خلیل احمد، مقام عید گاہ، پوسٹ بہادر پور، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تقدیر کی تین قسمیں ہیں (۱) مبرم حقیقی (۲) معلق محض (۳) معلق شبیہ بہ مبرم۔ ان میں سے مبرم حقیقی کا بدلنا ناممکن ہے اور معلق محض اکثر اولیائے کرام کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے اور معلق شبیہ بہ مبرم تک صرف خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔

اگر ایک چیز کسی انسان کے لئے نہ ملنا مبرم حقیقی میں سے ہے تو کوشش کرنے پر بھی نہیں مل سکتی اور اگر قضائے مبرم حقیقی نہ ہو تو ذکر و اذکار یا بزرگوں کی دعاؤں سے مل سکتی ہے اور آنے والی بلا ٹل سکتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے ”ان الدعاء یبدد القضاء“ یعنی بے شک دعا قضا (تقدیر) کو ٹال دیتی ہے۔ لہذا اللہ رب العزت سے مال و اولاد کی دعا مانگنی چاہئے کہ معلوم نہیں تقدیر کی کس قسم میں ہے۔ ممکن ہے مبرم حقیقی کے علاوہ میں ہو جو دعاء سے مل جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مکتبہ: شمس الدین احمد علی
 ۲ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

اوگرٹھ سے جھاڑ پھونک کرانا اور اس کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟

مسئلہ زید کافی روز سے بیمار تھا علاج کے بعد فائدہ نہ ہونے پر اس نے ایک اوگرٹھ کو بلایا کافروں میں ایک طبقہ اوگرٹھ ہوتا ہے جو بالکل برہنہ رہتا ہے۔ اس اوگرٹھ نے بتایا کہ آپ کے یہاں کرب کیا

گیا ہے اس کو ٹھیک کرنے کے لئے اس نے یہ ترکیب استعمال کی کہ رات میں گھر کی عورتوں کو نکلوادیا اور خود زید کے پیشاب میں شراب ملا کر پیا اس کے بعد گھر میں چکر لگایا ایک جگہ ٹھہر کر اس نے بتایا کہ یہاں زمین کھودو زمین کھودی گئی تو اس میں ایک ڈبہ نکلا پھر وہ رات میں اس سامان کو لے جا کر پھینک آیا بعد میں زید کا کہنا ہے مجھے آرام بھی ہو گیا لوگوں نے کہا کہ ایسا کرنا ٹھیک نہیں تھا۔ تو زید نے کہا کہ یہ مولویوں کا کام نہیں تھا۔ پھر زید نے مکان کی صفائی کروائی میلاد شریف اور قرآن خوانی کروایا۔ غور طلب امر یہ ہے کہ زید کا ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے دعوت کھایا قرآن خوانی میں شرکت کی اور پڑھنے والے مولانا پر شرعی حکم کیا ہے؟ جو لوگ شرکت کیے وہ سب قصداً گئے زید کے اس طرح کروانے پر گاؤں کے کئی لوگ موجود تھے۔ گاؤں میں اس بات کا چرچہ بھی تھا۔ مولانا کا کہنا ہے کہ سنی ہو اور ایمان والا ہو اگر نماز نہ پڑھتا ہو ایسا کہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور باقاعدہ جا کر میلاد پڑھے دعوت کھائے لیکن اس فعل پر کچھ نہیں کہا جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

بینواتوجروا۔
المستفتی: مقیم احمد خان، گرام پردھان، سعید پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اوگڑھ شیاطین کی پرستش کرتے اور اپنے کرتب اور دیگر امور میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کے حکم پر چلتے ہیں یونہی وہ اپنے جھاڑ پھونک اور منتر میں بت اور دیوی، دیوتاؤں سے استعانت کرتے ہیں جو کھلا ہوا شرک ہے۔ یہ باتیں عوام بھی جانتے ہیں اگر زید کو بھی اس کا علم تھا پھر بھی اس نے اوگڑھ سے وہ کرتب کرائے جو سوال میں مذکور ہیں تو اس پر کفر لازم ہے اور اگر نہیں جانتا تھا تب بھی گنہگار ضرور ہے۔

اس طرح کے ایک جواب میں حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں غیر مذہب والوں سے جھاڑ پھونک کرانا حرام اور منجرائی الکفر ہے۔ ہندو جھاڑ پھونک کرنے والے اپنے منتروں میں بتوں دیوی دیوتاؤں سے استعانت کرتے ہیں پھر بھی ان سے جھاڑ پھونک کرانا ہے تو یہ شخص قطعی طور پر کافر اور اگر یہ نہیں جانتا تھا تو بھی گناہ گار ضرور ہے۔ (ص ۸، ستمبر ۲۰۰۰، ماہنامہ اشرفیہ)

لہذا زید اگر اس بات کو جانتے ہوئے کہ غیر مسلم اپنے منتر و کرتب میں شیاطین اور دیوتاؤں سے استعانت کرتے ہیں اس سے علاج کرایا تو اس پر لازم ہے کہ وہ تجدید ایمان کرے، شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح اور اگر کسی سے مرید ہے تو تجدید بیعت بھی کرے اور جو لوگ زید کی اس قبیح حرکت پر مطلع ہونے کے باوجود اس کی دعوت کو گئے وہ بھی علانیہ توبہ کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے اجتناب کریں اور اگر زید یہ نہیں جانتا تھا کہ غیر مسلم اپنے کرتبوں اور منتروں اور جھاڑ پھونک میں شیاطین اور اپنے دیوتاؤں سے استعانت

کرتے ہیں تو بھی گناہ گار ضرور ہو اس سے علانیہ توبہ کرے اور آئندہ بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مکتبہ: غلام مرتضیٰ رضوی

۱۳ جمادی الآخرہ ۱۴۳۰ھ

دوران تلاوت وقفہ میں سبحان اللہ ماشاء اللہ بلند آواز سے کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے یہاں جلسہ وغیرہ میں قاری قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور جب وقفہ کرتا ہے تو اس وقت کچھ لوگ سبحان اللہ، ماشاء اللہ بلند آواز میں کہتے ہیں، یہ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد حسین ریلوے اسٹیشن ہلدی بستی، اسلام پور ضلع اتراپردیش (بکال)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جلسہ وغیرہ میں قرآن کی تلاوت کے درمیان جب قاری وقفہ کرتا ہے تو اس وقت بلند آواز سے سبحان اللہ، ماشاء اللہ کہہ کر داد دینا ناجائز و گناہ ہے کہ یہ دوران قرأت بولنے کے حکم میں ہے۔ بلکہ تلاوت قرآن کریم ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(کنز الایمان، آیت ۲۰۴، الاعراف-۷)

خزانة العرفان میں اسی آیت کے تحت ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن پڑھا جائے خواہ نماز میں ہو یا خارج نماز اس وقت خاموش رہنا واجب ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”رفع الصوت عند سماع القرآن و الوعظ مکروہا و ما یفعله الذین یدعون الوجد و

المحبة لا اصل له و یمنع الصوفیة من رفع الصوت و تخریق الشیاب“ ۱ھ

(کتاب الکراہیة، ج ۵، ص ۳۱۹)

لہذا سامعین کو چاہئے کہ ہمہ تن گوش ہو کر تلاوت قرآن کریم سنیں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو تلاوت کے آداب کے خلاف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مکتبہ: محمد ابو بکر مصباحی

۱۸ ربیع الثوث ۱۴۲۸ھ

طالب علم سے لیٹ فیس وصول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ بعض مدارس میں جب کوئی طالب علم رخصت معینہ کے بعد دو تین یوم کی تاخیر سے مدرسہ واپس آتا ہے تو اس سے فی یوم ۵۰ روپے کے حساب سے لیٹ فیس وصول کی جاتی ہے اور فیس کی جملہ رقم مدرسہ میں خرچ کر دی جاتی ہے تو بغرض اصلاح عادت اس طرح کی فیس وصول کرنا کیسا ہے؟ ہیڈواؤ توجروا۔

المستفتی: حافظ وقاری محمد ثاقب رضا، متعلم درجہ اولیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعض مدارس میں رخصت معینہ پر تاخیر کرنے والے طالب علم سے فی یوم ۵۰ روپے کے حساب سے یا کم و بیش جو لیٹ فیس وصول کی جاتی ہے وہ جائز و درست ہے کہ یہ مدرسہ کی جانب سے طالب علم کو ملنے والی قیام و طعام کی سہولت کا معاوضہ ہے اور یہ تعزیر بالمال نہیں جو منسوخ و ناجائز ہے بلکہ یہ مدرسہ کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والے طلبہ سے مفت سہولیات کو چند دنوں کے لیے بند کر دینا ہے تاکہ وہ بلاوجہ ناغہ نہ کرے اور محنت سے پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اسمائے الہیہ کو عبد لگائے بغیر بندے کے لئے

بولنا حرام ہے تو داروغہ جہنم کو مالک کیوں کہتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

خدا کا صفتی نام جیسے مالک یا خالق وغیرہ میں عبد لگا کر پکارا جاتا ہے، بغیر عبد کے مالک یا خالق یا رحمن بولنا حرام ہے تو امام مالک اور داروغہ جہنم کا نام مالک ہے، انہیں صرف مالک پکاریں یا عبدالمالک پکاریں، کیا کہنا جائز ہے؟ شرعی حکم سے آگاہ کیجئے۔ المستفتی: شیخ منور الدین، چیئرمین لائبریری (اڑیسہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مخلوق پر لفظ خالق اور رحمن کا اطلاق حرام بلکہ بسا اوقات کفر ہے، کیوں کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے ایسے اسماء حسنیٰ سے ہیں جو اس کے ساتھ خاص ہیں، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

و كذلك التسمی باسماء الله تعالى المختصة به (حرام) كالرحمن والقدوس
 والمہین وخالق الخلق۔ ۱۵ (ج ۲، ص ۲۰۸)

اور فتاویٰ مصطفویہ میں ہے ”ایسے ناموں سے لفظ عبد کا حذف برا ہے اور کبھی نا جائز و گناہ ہوتا ہے اور
 کبھی سرحد کفر تک پہنچتا ہے اور اگر کسی کا نام عبد القدوس، عبد الرحمن، عبد القیوم ہے تو اسے قدوس، رحمن، قیوم کہنا
 ایسا ہی ہے جیسے اسے جس کا نام عبد اللہ ہو، اللہ کہنا بہت سخت بات ہے۔ والعیاذ باللہ۔

عبد القدوس کو عبد القدوس اور عبد الرحمن کو عبد الرحمن اور عبد القیوم کو عبد القیوم ہی کہنا فرض ہے۔ یہاں
 عبد کا حذف اشد درجہ حرام و کفر ہوگا۔ والعیاذ باللہ۔ فتاویٰ ظہیریہ پھر شرح فقہ اکبر میں فرمایا:
 من قال بمخلوق یا قدوس أو القیوم أو الرحمن کفر۔ اھ مختصراً۔

بلکہ فتاویٰ ظہیریہ میں یہاں تک فرمایا گیا کہ ”او قال اسماء من اسماء الخالق کفر۔“
 مگر بات یہی ہے کہ بعض اسمائے الہیہ جو اللہ عزوجل کے لئے مخصوص ہیں جیسے اللہ، قدوس، رحمن، قیوم
 وغیرہ انھیں کا اطلاق غیر پر کفر ہے، ان اسماء کا نہیں جو اس کے ساتھ مخصوص نہیں، جیسے عزیز، رحیم، کریم، عظیم،
 علیم، حی وغیرہ۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے شرح فقہ اکبر کی درج بالا عبارت پر اپنے حاشیہ میں فرمایا:

اقول لیس من هذه الافادة فی شیء انما اراد باسماء الخالق المختصة به۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشاد کی تائید مجمع الانھر کی یہ عبارت فرماتی ہے:

اطلق علی المخلوق من اسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن
 وغیرھا یکفر۔

نیز حدیقہ ندیہ میں ہے:

واعلم ان تسمی بهذا الاسم حرام و کذا التسمی باسماء الله تعالى المختصة به
 كالرحمن والقدوس والمہین وخالق الخلق ونحوھا۔ (فتاویٰ مصطفویہ ج ۱، ص ۸۹-۹۰)

جو اسماء اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، صرف انھیں کے ساتھ عبد لگانا ضروری و لازم ہے اور جو اسماء
 اللہ عزوجل کے ساتھ خاص نہیں ان کا اطلاق بندہ پر بغیر عبد لگائے جائز ہے، لفظ مالک ایسے ہی اسماء سے ہے۔
 بہار شریعت میں ہے ”بعض اسماء الہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے، ان کے ساتھ نام رکھنا جائز
 ہے، جیسے علی، رشید، کبیر، بدیع، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اطلاق
 کرنے میں ہوتا ہے۔ ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے، لہذا
 جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا مناسب ہے، خصوصاً جب اسماء الہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا۔“

مثلاً عبدالکریم، عبدالرحیم، عبدالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصد ہوتی تو معاذ اللہ کفر ہوتی، کیونکہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے، مگر عوام اور نادانوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے، اس لئے وہ حکم نہیں دیا جائے گا۔ ان کو سمجھایا بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو۔ (حصہ شانزدہم، ص ۲۱۲)

لہذا امام مالک اور داروغہ جہنم کو مالک کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ایسا کہنا جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: سید نعمان احمد
 ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

زید کہتا ہے کہ ”نظام اسلام قانون کمیٹی پر منحصر ہے اسے مولوی ملا نہیں چلا سکتے جب کہ عمر وان کمیٹیوں کو عیسائیوں کا فتنہ بتاتا ہے حق پر کون ہے؟“

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) زید کہتا ہے کہ نظام اسلام قانون کمیٹی پر منحصر ہے ورنہ اور کوئی ملا مولوی نہیں چلا سکتے اور عمر و کہتا ہے کہ یہ کمیٹیاں عیسائیوں کا دیا ہوا خوبصورت فتنہ ہے کیونکہ آج علماء محققین کا منہ بند کرنے والے یہی کمیٹی والے ہیں اور حق یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو نافذ نہیں فرمایا بلکہ جس عالم صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روانہ فرمایا اس کو امام اور حاکم اور سپہ سالار بنا کر روانہ فرمایا کیا یہ صحیح ہے؟

(۲) بہ نسبت شمال ہند کے جنوب ہند میں زیادہ بگاڑ ہے یہاں کی کمیٹیاں شادی، طلاق اور خلع وغیرہ اور میراث وغیرہ کے مسائل چنگی بجاتے ہی حل فرما دیتی ہیں اور خود ان کو لفظ میراث کی میم تک نہیں معلوم ہوتی، لہذا مت مظلومہ کی رہنمائی فرمائیے۔
 المستفتی: محمد شفیع گاندھی نگر، وی۔یکو تھیرور اتر پور چنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) زید کوئی جاہل اور علما کا معاند ہے، نظام اسلام سے علما واقف ہیں اور وہی جس طور پر بھی ہو سکے اس نظام کو چلا رہے ہیں۔ احکام اسلام دو طرح کے ہیں بعض احکام ایسے ہیں جن کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً حد قائم کرنا جو بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”رکنہ اقامة الامام او نائبہ فی الاقامة“ ۱۰۱ (ص ۱۴۳ ج ۲) لیکن جب یہاں ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں تو اس طرح کے احکام کا نفاذ بھی ممکن نہیں۔

اور بعض احکام ایسے ہیں جن کے نفاذ کے لئے اسلامی حکومت ضروری نہیں مثلاً جمعہ وعیدین قائم کرنا، اس طرح کے احکام کو نافذ کرنے کا اختیار قاضی شرع اور اس کی عدم موجودگی میں اعلیٰ علمائے بلد کو ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں جامع الفصولین کے حوالے سے ہے ”واما فی بلاد علیہا ولایة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمع والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین“ (ص ۳۲۸ ج ۷) حدیثہ ندیہ میں ہے ”اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور موكلة الى العلماء ویلزم الامة الرجوع اليهم ویصیرون ولایة فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان كثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بینہم“ (ص ۳۵۱ ج ۱) لہذا زید کا یہ کہنا کہ ”نظام اسلام قانون کمیٹی پر منحصر ہے ورنہ کوئی ملامولوی نہیں چلا سکتے ہیں“ بہت بیجا بات ہے اس کلام میں علما کی توہین بھی ہے، زید پر لازم ہے کہ علما کی شان میں بے ادبی سے بچے، موجودہ دور میں اس طرح کا اختیار اعلیٰ علمائے بلد ہی کو ہے۔

اور عمرو کا یہ کہنا کہ ”یہ کمیٹیاں عیسائیوں کا دیا ہوا خوبصورت فتنہ ہیں“ درست نہیں اس لئے کہ کمیٹی بنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی خاص کام کو باہم مشورہ سے حل کیا جائے۔ یہی مفہوم مجلس شوریٰ کا بھی ہے اور مجلس شوریٰ کا اہتمام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے تھے، حضور علیہ السلام کی یہ عادت کریمہ تھی کہ جب کوئی اہم مرحلہ پیش آتا تو اپنے اصحاب کو بلا کر مشورہ فرماتے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک شوریٰ کی حیثیت بنیادی نظام کی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے دور خلافت میں بھی مجلس شوریٰ قائم تھی اور جب بھی کوئی انتظامی مسئلہ پیش آتا تھا تو اصحاب رائے سے مشورہ فرماتے۔ قرآن حکیم میں ہے ”وامرہم شورى بینہم“ (۳۸/۳۸ شوری ۴۲) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ پر پہنچتی ہے۔

لہذا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ ہر خاص موقع پر مشورہ کرتے تو عمرو کا یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو نافذ نہیں فرمایا صحیح نہیں بلکہ بیجا جرات ہے وہ اس سے رجوع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر واقعی جنوبی ہند کی کمیٹیوں کے ارکان احکام شرعیہ سے نااہل ہوتے ہیں اور شرعی مسائل کا حل شریعت کے برخلاف اپنی رائے سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ لوگ سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہیں ان پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے (کنز العمال ص ۱۱۱ ج ۱۰) نیز دوسری حدیث میں ہے ”یخرج فی آخر الزمان قوم رؤوساً

جہاں لا یفتون الناس فیضلون ویضلون“ یعنی آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو سردار اور جاہل ہوں گے وہ لوگوں کو فتویٰ دیں گے خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ (کنز العمال ص ۲۰۷ ج ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اعلیٰ حضرت نے نوشیرواں کے عادل کہنے کو حرام و کفر لکھا ہے اور شیخ سعدی نے اسے عادل لکھا ہے۔ دونوں میں تطبیق کیا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک دیوبندی مسلک کے مولوی سے سوء اتفاق ملاقات ہوئی تو اس نے دوران بحث مجھ سے یہ سوال کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے کسی نے نوشیرواں کے متعلق سوال کیا کہ اس کو ہم عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ”نہیں اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے تو کفر ورنہ حرام“ (المفتوح ج ۳ ص ۶) جبکہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بوستاں میں اس کے عدل و انصاف کے متعلق ایک مکمل باب ہی باندھا ہے تو آپ کے پاس ان دونوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

میں نے دیکھا مولوی کو اپنی استطاعت کے مطابق فی الوقت الزامی جواب دے کر خاموش تو کر دیا لیکن علمی جہی دستی کی بنا پر مجھے خود تشفی نہیں ہوئی۔ اس وقت جبکہ کچھ دنوں بعد کتاب (ضیاء النبی حصہ اول مصنف علامہ پیر کرم شاہ ازہری ص ۹۹) کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے بھی نوشیرواں کو عادل کہا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں ”نوشیرواں جس کا عدل و انصاف ضرب المثل ہے جس نے اپنے محل کے صحن کو ٹیڑھا رکھنا تو گوارا کر لیا لیکن غریب عورت کی جھونپڑی کو اس کی مرضی کے خلاف وہاں سے اٹھانا گوارا نہ کیا۔ عدل و انصاف کے اس نیکر نوشیرواں نے اپنے تمام سگے بھائیوں کو اس لئے تہ تیغ کر دیا کہ مبادا ان میں سے کوئی اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ علامہ پیر کرم شاہ ازہری اور دیگر علماء نے نوشیرواں کو عادل کہا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے عادل کہنے سے منع فرمایا ہے تو اب ایسی صورت میں عادل کہیں یا نہیں؟ مکمل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد معصوم ارشد رشیدی، تارا باڑی، پوسٹ آسجہ موبیہ، ضلع پورنیہ۔ بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بلاشبہ نوشیرواں کے احکام کو حق جان کر اسے عادل کہنا کفر ورنہ حرام ہے اس لئے کہ

نوشیرواں مشرک تھا اور شرک عند اللہ سب سے بڑا ظلم ہے تو سب سے بڑے ظالم کو ہم عادل کیسے کہہ سکتے ہیں، رہا حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان یا بعض دوسرے علماء کا نوشیرواں کو عادل کہنا تو یہ صرف رعایا کی دیکھ بھال فریادرسی اور دادرسی کے لحاظ سے ہے۔ چنانچہ محدث علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان "مدارج النبوة" میں تحریر فرماتے ہیں "مورخین کہتے ہیں کہ اس زمانے میں نوشیرواں بادشاہ تھا (حالانکہ یہ غلط ہے) اس لئے کہ نوشیرواں حضور اکرم سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ولادت کے وقت تھا جیسا کہ زبانوں پر مشہور ہے کہ "ولدت فی زمن الملك العادل" میں بادشاہ انصاف پسند کے زمانہ میں پیدا ہوا، مگر محدثین کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے اور یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ شرک کی صفت کے ساتھ عدل کی صفت کی جائے۔ حالانکہ شرک بذات خود ظلم عظیم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الذین ظلموا عظیم" بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ مورخین کہتے ہیں کہ عدل سے مراد رعایا کی دیکھ بھال۔ فریادرسی اور دادرسی ہے جسے محاورہ میں عدل کہتے ہیں لیکن اسم عادل کی ادائیگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہو بہت بعید ہے۔ (مدارج النبوة مترجم ج ۲ ص ۳۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد محسن مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷/ جمادی الاخر ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جانوروں کو تکلیف دینا گناہ ہے تو ذبح کیوں گناہ نہیں؟ بلا وجہ کسی جانور کو ایذا

دینا ممنوع ہے تو موذی جانوروں کو ایذا سے پہلے قتل کا حکم کیوں دیا گیا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) اسلام ایک رحمت والا دین ہے اور اسلام ہی واحد مذہب ہے جس میں انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے بھی حقوق ہیں۔ مثلاً جو پالتو جانور کام کرتے ہیں ان کو گھاس چارہ اور پانی دینا فرض ہے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام لینا یا بھوکا پیاسا رکھنا اور بلا ضرورت خصوصاً ان کے چہروں پر مارنا گناہ اور ناجائز ہے تو در یافت طلب امر یہ ہے کہ گوشت کھانے کے لئے جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے مذکورہ تکلیف وہ صورت کے علاوہ ذبح کرنے میں زیادہ ایذا دینا ہے تو پھر ذبح کرنا ناجائز و گناہ کیوں نہیں؟

(۲) اسلام میں بے قصور اور بلا وجہ کسی انسان یا جانور کو ایذا دینا ممنوع ہے اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اقتلوا الموذی قبل الایذا" یعنی ضرر رساں چیزوں کو ختم کرو اس سے قبل کہ وہ تمہیں ضرر پہنچائیں۔ حالانکہ ضرر پہنچانے سے قبل تو موذی بھی بے قصور ہے

اور بلا تصور کے کسی کو مارنا اسلام میں روا نہیں تو پھر مذکورہ حدیث کا کیا جواب ہے؟

المستفتی: محمد معصوم ارشد رشیدی، تارا باڑی پوسٹ آسجہ موبیہ ضلع پورنیہ بہار
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مفتی شریف الحق صاحب امجدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ”جانوروں کو ذبح کر کے کھانا ظلم نہیں ان پر رحم ہے یقیناً ذبح میں تکلیف ہوتی ہے مگر وہ تکلیف چند سکند کی ہے اگر جانوروں کو ذبح نہ کیا جائے چھوڑ دیا جائے تو وہ کس اذیت کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کریں گے یہ سوچنے کی بات ہے کیا کھائیں گے، بیمار ہو گئے تو کتنی تکلیف اٹھائیں گے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے، آنکھیں چلی گئیں تو ان کے لئے سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ایک جگہ پڑے پڑے بھوکے پیاسے گھٹ گھٹ کر تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیں۔ یہ مسلسل تکلیفوں اور اذیتوں کے مقابلہ میں ذبح میں چند سکند کی تکلیف کیا حیثیت رکھتی ہے بخلاف انسان، انسان چونکہ سمجھدار ہے بولنے پر قادر ہے اس کا خاندان ہے کنبہ ہے علاج کے لئے ڈاکٹر ہیں دوا ہے معذور ہونے کے بعد خدمت کے لئے بیٹے پوتے وغیرہ ہیں۔ غریب جانوروں کا کون پرسان حال ہے۔ میں نے خود ایک ایسی گائے کا حال دیکھا جس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے تھے نہ اٹھ سکتی تھی نہ چل پھر سکتی تھی کہ اسے کتے نوج رہے تھے اور کتے ہٹ جائیں تو کوئے اس کے زخم کو نوچیں سوچئے اس گائے کا کیا حال ہوگا۔ (ماہنامہ اشرفیہ، جون ۱۹۹۹)

لیکن اب یہ سوال ذہن میں آئے گا کہ پھر دوسرے حرام جانوروں کو ذبح کر کے کیوں نہیں کھاتے تو شریعت میں جتنے احکام ہیں سب انسان کی بھلائی کے لئے ہیں ان کا گوشت کھانے میں انسان کا ضرور کوئی نقصان ہوگا اور شریعت نے جن جانوروں کا گوشت حرام قرار دیا ضرور اس میں کچھ مصلحت رہی ہوگی آپ کتوں کو دیکھ لیجئے کہ ان کے کئی بچے ہوتے ہیں لیکن بڑے ہونے سے پہلے ان میں سے کئی مر جاتے ہیں۔ دنیا میں ان کی تعداد بہت کم ہے جبکہ حلال جانوروں کی تعداد کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حدیث پاک ”اقتلوا البوذی قبل الایذاء“ کا ذکر آپ نے سوال میں کیا۔ کثرت تلاش کے باوجود یہ حدیث مجھے صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث میں نہ مل سکی آپ کو اس کا حوالہ نقل کرنا چاہئے تھا۔ البتہ ایک دوسری حدیث مبارک میں جن جانوروں کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے یہ وہ جانور ہیں جو انسان کو بلا کسی تصور کے نقصان پہنچاتے ہیں۔

بدائع الصنائع میں ہے ”وروی عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل خمس فواسق فی الحبل والحرم الحداة والفاراة والغراب والعقرب

والكلب العقور و علة الاباحة فيها هي الابتداء بالاذى والعدو على العاس غالبها۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ موذی جانوروں کو حرام میں قتل کرنے کا حکم دیا۔ چیل، چوہا، کوا، بچھو، نککنا کتا اور اس میں علت اباحت ان کا انسان پر سرکشی اور تکلیف دینے کی ابتدا کرنا ہے۔ (ج ۲ ص ۴۲۸)

مدرة القاری میں ہے "اصحابنا اقتصروا على الخمس الا انهم الحقوا بها الحية لثبوت الخبز والذئب لمشاركته للكلب في الكلية والحقوا بذلك ما ابتداء بالعدوان والاذى من غيره۔" یعنی ہمارے اصحاب نے پانچ موذی جانوروں کے قتل پر اقتصار کیا ہے مگر انہوں نے ان کے ساتھ سانپ کو بھی شامل کیا ہے۔ حدیث کے ثبوت کی وجہ سے اور بھیڑیے کو بھی بالکلیہ کتے سے مشابہت کی وجہ سے اور ہر اس جانور کو شامل کیا ہے جو اپنے غیر پر سرکشی اور تکلیف دینے کی ابتدا کرتا ہے۔ (ج ۱۰ ص ۱۸۲)

لہذا جو جانور نقصان نہیں پہنچاتے ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد محسن مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۱۷ جمادی الاخرہ ۱۴۳۲ھ

پندرہویں صدی کا مجدد کون ہے؟ حضور مفتی اعظم ہند ۱۵ ویں صدی کے مجدد

ہو سکتے ہیں جب کہ آپ چودھویں صدی میں پیدا ہوئے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے: "ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من مجدد لها ديبها" یعنی صدی کے ختم ہونے پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا تو در یافت طلب امر یہ ہے کہ پندرہویں صدی کے تیس سال گزر چکے ابھی تک مجدد کا کچھ پتہ نہیں تو آیا مجدد ابھی تک پیدا ہوئے ہیں یا نہیں اگر ہوئے ہیں تو وہ کون شخصیت ہے؟ نہیں تو پھر مذکورہ حدیث کا جواب کیا ہوگا؟ یا صدی کے آخر تک بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ تفصیلاً جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پندرہویں صدی کے مجدد شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہیں تو معترض کا کہنا یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند چودھویں صدی میں پیدا ہوئے۔ اگر وہ مجدد ہیں بھی تو وہ چودھویں صدی کے مجدد قرار پائیں گے۔ پندرہ صدی کے نہیں امید قوی ہے کہ معترض کے اعتراض تشفی بخش دفع فرمائیں گے۔ المستفتی: محمد مصوم ارشد رشیدی، تارا باڑی، پوسٹ آسجہ بوبیہ، ضلع پورنیہ بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) بے شک صدی کے شروع یا ختم ہونے پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ مجدد ضرور بھیجے گا جماعت کے لئے ان کا دین تازہ کرے گا، لیکن یہ سوال کہ اس صدی کا مجدد کون ہے، اس تعلق سے ہماری کوئی تحقیق نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مجدد بھیج دیا ہو اور وہ ہمارے علم میں نہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اس صدی کے آخر میں کوئی ایک مجدد یا مجددین کی ایک جماعت بھی بھیجے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں راس کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا ہے "ای انہائہ اوابتدائہ اذا قل العلم والسنة و کثر الجہل والبدعة" یعنی جب علم و سنت کی قلت ہو جائے گی اور جہالت و بدعت کی کثرت ہو جائے گی تو اس صدی کے آخر یا شروع میں اللہ تعالیٰ مجدد بھیجے گا۔" پھر اسی میں چند سطر بعد ہے۔

ان المراد من یجدد لیس شخصاً واحدا بل المراد بہ جماعة یجدد کل احد فی بلد فی فن او فنون من العلوم الشرعیة ما تیسر لہ من الامور التقریریة او التحریریة ویكون سببالبقاء وعدم انداسہ وانقضائہ الی ان یأتی امر اللہ یعنی من یجدد سے مراد ایک شخص نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ایک ایسی جماعت ہے کہ ان میں سے ہر ایک کسی ایک شہر میں علوم شرعیہ کا کوئی ایک فن یا کئی فنون کے ذریعہ جو تقریری یا تحریری امور میں سے ان کو میسر آئے تجدید دین کریں گے اور اس کی بقا اور اس کے نہ مٹنے اور ختم نہ ہونے کے سبب ہوں گے۔ (ج ۱ ص ۳۰۱ تا ۳۰۲ ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی ولادت ۱۲۷۲ ہجری اور وفات ۱۳۴۰ ہجری ہے تو آپ تیرہویں صدی میں پیدا ہوئے اور چودہویں صدی میں آپ کی وفات ہوئی اور تمام علمائے اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ چودہویں صدی کے مجدد ہیں۔

مجدد ہونے میں اعتبار اس کا ہے کہ صدی کے شروع یا آخر میں عالم دین علم و فضل میں یکتا اور احیائے سنت و تجدید دین کے لئے مشہور ہو جو ان اوصاف کا جامع ہوگا مجدد ہوگا خواہ اس کی پیدائش کسی بھی صدی میں ہوئی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسن مصباحی

۱۷ جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

چیٹی بی سی یا بی سی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

چیٹی بی سی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے صحیح نہیں ہے اور بکر کہتا ہے صحیح ہے اسی طرح سوال ہے کہ بی سی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: محمد قاسم باگواے اسلام پور، بہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آج کل بی سی کے مختلف جائز و ناجائز طریقے رائج ہیں لہذا حکم جاننے کے لئے خاص بی سی کا طریقہ لکھنا ضروری ہے اگر بی سی کا طریقہ یہ ہو کہ مثلاً اس کے ممبران پچاس ہیں، پانچ لاکھ کی بی سی ہے جس کی مدت پچاس مہینے کی ہے۔ ہر مہینہ ہر ممبر دس ہزار روپے جمع کرتا ہے، اور کسی ایک ممبر کے نام چیٹی نکال کر (قرعہ اندازی کر کے) ہر ماہ ایک ایک ممبر کو پانچ پانچ لاکھ روپے دیتے ہیں مگر ہر ممبر کو پچاس مہینے تک دس دس ہزار روپے دینے پڑتے ہیں۔ بی سی کا یہ طریقہ جائز و درست ہے اور ایسی بی سی رکھنا اٹھانا بھی جائز کہ ہر ایک ممبر کو پانچ لاکھ روپے یک مشت ملے، اس میں اپنے پیسوں کے علاوہ بقیہ جو رقم ہے وہ انچاس ممبروں کی طرف سے دیا گیا ایک قرض ہے جسے وہ ممبر بی سی کی بقیہ مدت میں ادا کر دیتا ہے اور قرض لیتا، دینا بلاشبہ جائز ہے کہ وہ نیکی کا کام ہے اور ایک دوسرے کی مدد۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "و اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیه" (مسلم شریف ج ۲، ص ۳۴۵) مگر یہ معاملہ بہت ہی دیانت دار لوگوں کے درمیان ہونا ضروری ہے تاکہ کوئی قرض لے کر بھاگ نہ جائے۔

بی سی کا دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ماہ وہ رقم کسی ایک ممبر کو اس کی طلب پر دی جاتی ہے مگر وہ پورے پانچ لاکھ روپے نہیں ہوتے بلکہ ۲۰ ہزار، ۳۰ ہزار اور ۵۰ ہزار کم ہوتے ہیں۔ اس ۲۰ ہزار، ۳۰ ہزار، ۵۰ ہزار کو بقیہ ممبر آپس میں بانٹ لیتے ہیں یا پھر تین چار مہینوں کی بقیہ رقم ملا کر ایک نئی بی سی بناتے ہیں اور کسی ممبر کی طلب پر اسے دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ممبر مقروض ہوتا ہے مثلاً پانچ لاکھ روپے کا جب کہ اسے پورے پانچ لاکھ روپے نہیں دیئے جاتے، بلکہ اس میں سے ۲۰، ۳۰، ۵۰ ہزار رکھ لئے جاتے ہیں یعنی قرض دینے کے ساتھ ہی اس کا سود بھی وصول کر لیا جاتا ہے۔ بی سی کی یہ صورت جائز نہیں کہ اس میں رقم اٹھانے والے ممبران نقصان اٹھاتے ہیں جب کہ بعد کے ممبران پہلے دیئے گئے قرض کا نفع حاصل کرتے ہیں اور قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے جو حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ "کل قرض جر نفعاً فہو ربا" (کنز العمال

ج: ۲، ص: ۲۳۸) دوسری حدیث شریف میں ہے: "لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکل الربوا و موكله و كاتبه و شاهده و قال ہم سواء" یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سو کھانے والے اور کھلانے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہی کرنے والے پر اور فرمایا کہ یہ سب کے سب اصل گناہ میں برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب الربوا ص ۲۴۴) لہذا ایسی بی بی، سی رکنا، اثنا اس میں شامل ہونا سب ناجائز و حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد سجاد عالم رضوی ثقانی
 خادم ٹیمس تبریز عربی درس گاہ، پہلی، کرناٹک

مسجد و مزار پر چراغ جلانا کیسا ہے؟ لائٹ رہتے جلائے تو؟

مسجد کے چراغ کا تیل بدن پر لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے یہاں شہر ہمت نگر و اطراف کی مسجد اور درگاہ میں چراغ جلاتے ہیں یہ چراغ سروسوں تیل وغیرہ سے جلاتے ہیں۔ لوگ آتے ہیں اور وہ تیل ہاتھ میں لے کر چراغ کی آگ پر گرم کرتے ہیں پھر وہ تیل سینہ و پیشانی وغیرہ پر لگاتے ہیں۔ زید کا کہنا ہے کہ جاء الحق میں جو لکھا ہے کہ بزرگوں کے مزارات پر بغرض تعظیم چراغ جلانا جائز ہے یہ اس دور کی بات ہے جب بجلی کا انتظام نہ تھا اب جب بجلی کا انتظام ہے تو چراغ جلا کر اس کا تیل سینہ وغیرہ پر لگانا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے اس لئے ناجائز ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد و درگاہ میں چراغ جلانا اور چراغ کا تیل گرم کر کے پیشانی و سینہ وغیرہ میں لگانا جائز ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المنسٹفتی: محمد نور بابا بھائی نائب سکریٹری دارالعلوم حسینیہ، ہمت نگر، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسجد میں روشنی کے لئے چراغ میں سروسوں کا تیل یا کوئی بھی تیل جس میں بدبو نہ ہو ڈال کر جلانا جائز و درست ہے جب کہ اس وقت نمازی کو روشنی کی حاجت ہو۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

«لو وقف علی دهن السراج للمسجد لا يجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین» (ج: ۲، ص: ۴۵۹، الباب الحادی عشر فی المسجد وما يتعلق به)

اسی طرح بزرگان دین کے مزارات میں بھی چراغ جلانا جائز ہے جب کہ اس سے صاحب مزار کی

عظمت شان کا اظہار اور زائرین کے لئے روشنی مقصود ہو۔ تفسیر روح البیان میں ہے:

”إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ“ کے تحت ہے: ”ایقاد القنادیل و الشمع عند قبور الاولیاء و

الصلحاء من باب التعظیم و الاجلال ایضاً للاولیاء فالمقصد فیها مقصد حسن“ (ج ۳،

ص ۴۰۰، دار احیاء التراث العربی بیروت)

مگر جہاں بجلی کا مکمل انتظام ہے اور بجلی برابر رہتی ہو بار بار آتی جاتی نہیں تو وہاں کی مساجد و درگاہ میں لائٹ

رہتے ہوئے چراغ جلانا فضول خرچی ہے جو ناجائز ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَلَا تُبْذِرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبْذِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ“ (سورہ بنی اسرائیل، ۲۶)

یعنی فضول خرچ نہ کرو بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور اگر لائٹ بار بار

آتی جاتی ہو جس کے باعث بار بار چراغ جلانے بھجانے میں حرج ہو تو چراغ کو وقت حاجت تک جلانے رکھنے

کی اجازت ہے۔

مسجد میں جلنے والے چراغ کا تیل ہاتھ میں لے کر اور اسے چراغ پر گرم کر کے پیشانی و سینہ یا کسی

دوسرے عضو میں لگانا ناجائز ہے کہ یہ تیل چراغ جلانے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے مقصد کے لئے لایا

کہ وہاں کا عرف عام ایسا ہی ہو تو اجازت ہوگی۔ یہی حکم درگاہ کے چراغ کا بھی ہے۔

اور زید کا یہ کہنا کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے بڑی زیادتی ہے مجوسی آگ کی پرستش کرتے ہیں اور یہ

ہرگز پرستش نہیں تیل کو گرم کرنا الگ چیز ہے اور پرستش الگ چیز۔ زید نے مسلمانوں پر بہت سخت حکم لگایا اس کی

وجہ سے اس پر توبہ ضروری ہے بلکہ تحقیق کی جائے کہ کہیں وہ وہابی تو نہیں اگر ایسا ہو تو اس کا بایکٹ کریں اور اس

کی بکو اس پر کان نہ دھریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۱ ربیع ال آخر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بالغہ بچیوں کا مردوں سے یا بالغ لڑکوں کا عورتوں سے تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟

اگر عالم ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

اس سے مرید ہونا اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے علاقے کے گلزار ہائی اسکولوں میں جو اساتذہ پڑھاتے ہیں ان میں مرد بھی ہیں اور خواتین

بھی۔ لیکن ان اسکولوں میں طالبات ہی پڑھتی ہیں جن میں بعض بالغہ ہیں اور بعض نابالغہ اسی قسم کے ایک اسکول میں چند مرد اساتذہ کے ساتھ ایک صحیح العقیدہ سنی حافظ و قاری عالم دین بھی مدرس ہیں وہ بھی طالبات کو پڑھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے ہر ہائی اسکول اور کالج میں خواتین ٹیچر یا لکچرر ہیں جہاں مسلم نوجوان لڑکے پڑھتے ہیں یہاں تک کہ ایک پیر صاحب ہیں جو ایک کالج میں اردو پروفیسر ہیں جو جوان لڑکیوں کو بھی کلاس میں پڑھاتے ہیں۔ لہذا مذکورہ صورتوں میں جواب طلب یہ ہے کہ

(۱) مسلم طالبات ”جو بالغہ ہوں“ کا مرد اساتذہ سے پڑھنا اور نوجوان مسلم طلبہ کا خواتین اساتذہ سے پڑھنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور ان کے مربیوں پر کیا حکم ہے؟

(۲) مذکورہ عالم دین پر شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مذکورہ پیر صاحب پر بھی شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور ان سے بیعت ہونا از روئے شرع کیسا ہے؟ ہینوا توجروا۔ المستفتی: سید فضل رسول جیبی، انسپکٹنگ بالاسور، سرکل اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مخلوط تعلیم کا جو طریقہ اسکولوں اور کالجوں میں انگریزوں کی اندھی تقلید میں رائج ہے حرام و گناہ ہے کیوں کہ جوان لڑکے کے جوان لڑکیاں ایک کلاس روم میں بیٹھتے ہیں بے حجاب ایک دوسرے کو دیکھتے اور بات چیت بھی کرتے ہیں یو ہیں اساتذہ بلا حجاب ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں یہ سب ناجائز و گناہ ہے کہ اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے کو بے حجاب قصداً دیکھنا شرعاً ممنوع ہے اس کی وجہ سے فتنے بھی پیدا ہوتے ہیں، کبھی کبھی عشق بازی کے واقعات بھی ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ الْخ“ اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر الخ (سورۃ النور/ ۳۱) حدیث شریف ہے: ”لا تتبع النظرة النظرة فانها لك الاولى وليست لك الاخرة“ یعنی اجنبی عورت پر ایک نگاہ پڑ جانے کے بعد دوسری نگاہ نہ ڈالو کہ اچانک پڑ جانے والی پہلی نگاہ تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۶، ص: ۴۸۲)

در مختار رد المحتار میں ہے۔ ”امتنع نظرة الى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة والا فحرام وهذا في زمانهم، واما في زماننا فمنع من الشبهة اسی کے تحت رد المحتار میں ہے: ”لانہ عورة بل لحوف الفتنة۔“ (ج ۶، ص ۷۳، فصل فی النظر والمس)

ہاں اگر کوئی استاذ لڑکیوں پر نظر نہ ڈالے ان سے اپنی نظر جھکائے رکھے نیز انہیں ہدایت دے کہ وہ نقاب میں رہیں اور وہ بھی اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں تو استاذ پر کوئی الزام نہ ہوگا نہ اس کی امامت و بیعت پر کوئی

اثر آئے گا۔ قرآن شریف میں ہے: "لَا يَطْرُقُكُمْ مِنْ ضَلٰلٍ اِذَا هُمْ يَتَّقُوْنَكُمْ" تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہو جب کہ تم راہ پر ہو۔ (سورۃ المائدہ/۱۰۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسجد و مدرسے کے لئے گورنمنٹی امداد لینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اسلامی مدرسے اور مسجد کے لئے گورنمنٹ کی امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد توحید الحق، امام اشرفی مسجد، زرملی گلی، دھرم تلاء، کولکاتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اسلامی مدرسے کے لئے گورنمنٹ کی امداد لینا جائز و درست ہے۔ بلکہ اگر اس کے نہ لینے سے مدرسے کا خسارہ ہو تو اس کا نہ لینا نادانی ہے۔ کیوں کہ مدارس اسلامیہ میں نہ لینے کی صورت میں گورنمنٹ اسے کسی غیر اسلامی ادارے میں دے دے گی تو نہ لینے میں جہاں مدارس کا خسارہ ہے وہیں ایک طرح غیر اسلامی ادارے کی اعانت بھی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں رد المحتار سے ہے: "فی البزازیة السلطان إذا أعطی غیر المستحق فقد ظلم مرتین، بمنع المستحق وإعطاء غیره، ففي توجیہه هذه الوظائف لأبناء هؤلاء الجهلة ضیاع العلم والدين وإعانتهم علی ضرار المسلمین۔" (ج ۹، ص ۷۷ نصف آخر)

اور مساجد کے لئے امداد لینا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ کسی دیوبندی، وہابی کے واسطے سے وہ رقم نہ ملے ورنہ وہ مسجد میں مداخلت کر کے کبھی بھی وہابی بد مذہب امام مقرر کر سکتا ہے۔ مدارس کو آج کل جس طور پر امداد مل رہی ہے اگر اسی طور پر مساجد کو بھی امداد ملے مگر مساجد اور ائمہ مساجد پر حکومت کوئی اینیاد باوند رکھے کہ کبھی بھی ان کو اپنے کام کے لئے استعمال کر سکتے تو اجازت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام احمد رضا قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ ربیع الثوث ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

فاسق میلاد پڑھ سکتا ہے؟ اللہ کو دلبر اور حضور کی

ردائے اقدس کو "کملیا" کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید کے یہاں میلاد خواں پارٹی ہے، جو کبھی کبھی جمعہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور داڑھی مبارک ایک مشت سے پہلے ہی کٹوا دیتے ہیں اور کچھ تو چہرے پر داڑھی کے بال آتے ہی صاف کر لیتے ہیں اور نہ ہی ان کا شرعی لباس ہے، جن کا اکثر وقت شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے میں نکلتا ہے۔ فاسق معلم اگر اذان دے تو حکم ہے کہ لوٹائی جائے اگرچہ عالم ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر ایسے لوگ میلاد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

میلاد خواں پارٹی میلاد اکبر، میلاد گوہر، میلاد خلیل کتابوں سے پڑھتے ہیں جب کہ ان کتابوں میں جگہ جگہ لفظ غزل لکھا ہے۔ اور غزل کے لغوی معنی عورتوں سے بات چیت کرنا، ان کے حسن و جمال کی تعریف کرنا ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ یہ کتابیں غیر معتبر ہیں البتہ کچھ روایتیں معتبر کتابوں کی ہیں مگر اس میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ لہذا ایسی کتابوں سے میلاد پاک نہ پڑھیں اور نہ ہی اس طرح کے اشعار پڑھیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔ غزل:

غوث اعظم پیر ہمارے شاہ جیلانی رب کے جانی
آپ محبوب سبحانی ہیں رب کے دل بر جانی
کالی کملیا والے توری یاد ستائے
یاد ستائے مورا جیا تڑپائے

غزل:

تیرے خاص مکاں کا پتہ میری جاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا
کہیں دونوں جہاں میں تیرا نشان نہ ملا نہ ملا نہ ملا
نہ فلک پہ پتہ نہ زمیں پہ نشان نہ ادھر نہ ادھر نہ یہاں نہ وہاں
کہیں نام کو تیرے نشان میری جان نہ ملا نہ ملا نہ ملا

المستفتی: مولانا حکیم اللہ نظامی بستوی، مقام بھجوا میرا سلام پورہ، بستوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو لوگ داڑھی منڈاتے یا کٹا کر حد شرع سے کم کراتے، یا ایک مشت ہونے سے پہلے ہی کٹاتے ہیں نیز اس کے عادی ہیں وہ فاسق معلم ہیں، ان کو عزت کی جگہ بٹھا کر ان سے میلاد شریف پڑھوانے کی اجازت نہیں، انہیں حکم دیا جائے کہ وہ توبہ کر کے داڑھیاں بڑھالیں۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ”ذاکرین میں بعض جماعتیں فساق و فجار پر بھی مشتمل ہوتی ہیں، ان فواسق کو منبر نہ دیا جائے کہ تعظیم ذکر کے ساتھ ان کی بھی تعظیم ہوگی اور فاسق کی تعظیم ناجائز و گناہ ہے۔“ (فتاویٰ مصطفویہ ص ۴۳۷)

نیز اسی میں ہے: ”وہ ذاکرین جو سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلم ہوں اور کتب معتبرہ مستندہ سے روایات

صحیحہ مقبولہ و معتمدہ پڑھیں وہ علماء کے اس وقت نائب ہیں انہیں منبر پر بٹھانے میں حرج نہیں“ (ص ۷۳۷)

اور میلاد اکبر و میلاد گوہر وغیرہ ہمارے دارالافتاء میں موجود نہیں اس لئے ان کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا مصنف کون ہے اور ان میں کیسی روایتیں ہیں۔ نعتیہ غزل پڑھ سکتے ہیں اور منقہ تہ غزل کوئی میلاد شریف میں نہیں پڑھتا۔

اللہ تعالیٰ کو دلیر کہنا حرام و گناہ ہے اور اس کا معنی حقیقی کفر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ردائے اقدس کے لئے ”کملیا“ کا لفظ استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ اس لئے ایسے کلمات پر مشتمل نظم یا نعت ہرگز نہ پڑھیں۔ میلاد خواں حضرات کو چاہئے کہ معتمد علماء کے اشعار پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: غلام نبی نظامی علی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

مزارات کا دھاگا ہاتھوں میں باندھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زارین مزارات سے دھاگا لاکر پہنتے ہیں بالخصوص اجیر شریف کا دھاگا کیا اس طرح کسی مزار کا دھاگا باندھنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد رئیس نوری

خادم جامعہ اہلسنت صادق العلوم، شاہی مسجد گھاس بازار ناسک ٹی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اجیر شریف یا کسی بھی جگہ کا دھاگا ہاتھ میں باندھنا جائز نہیں کہ اس میں مشرکین سے مشابہت ہے وہ بھی اپنے تیرتھ استھانوں سے اسی قسم کے دھاگے لاکر باندھتے ہیں۔ نیز ان کا ایک تہوار رکشا بندھن ہے جس میں اسی قسم کے دھاگے باندھے جاتے ہیں۔ اور تشبہ بالغیر ناجائز و گناہ ہے۔ حضور شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ دھاگا ہاتھ میں باندھیں اس میں مشرکین کے ساتھ تشبہ ہے اور حدیث میں ہے: ”من تشبہ بقوم فهو منهم“ اھ

(ماہنامہ اشرفیہ اپریل ۱۹۹۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی

۲۸ رشوال الحکم ۱۴۲۷ھ



بَابُ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ

کھانے پینے کا بیان

جرسی، فنجیشن گائے کا دودھ پینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

جرسی یا فنجیشن گائے کا دودھ پینا شرعاً کیسا ہے؟ بیٹنوا تو جروا

المستفتی: محمد اسلام، مقام وپوسٹ چھاؤنی ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جرسی اور فنجیشن گائے جب گائے کے پیٹ سے پیدا ہوتی ہے تو اس کا دودھ پینا جائز و

درست ہے۔ اس لیے کہ جانوروں میں نسب کا اعتبار ماں سے ہوتا ہے۔ ماں حلال تو بچہ بھی حلال، ماں حرام تو

بچہ بھی حرام ردالمحتار میں ہے: "لان المعتبر فی الحل والحرمۃ الام فیما تولد من ما کول أو غیر ما

کول" (ص ۳۰۵، ج ۶)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"فان کان متولداً من الوحشی والانسى فالعبرة للام" (ص ۲۹۷، ج ۵)

اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: "مادہ جب حلال ہے تو بچہ حلال

ہے کہ جانور میں نسب ماں سے ہے نہ کہ باپ سے" (فتاویٰ رضویہ ص ۷۹، نصف آخر) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

غیر مسلم کمپنی کی بنی باٹل کا پانی پینا کیسا ہے؟

مسئلہ ہندو کی کمپنی میں بنی ہوئی باٹل کا پانی پینا کیسا ہے جب کہ اس کمپنی میں شراب وغیرہ کا بھی

المستفتی: محمد جلال الدین الجامعۃ النظامیہ، شکرولی، سنولی بازار

کاروبار ہوتا ہے۔ بیٹنوا تو جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جائز ہے جب تک کہ وقوع نجاست کا یقین نہ ہو بحکم قاعد الاصل فی الاشیاء الاباحۃ "الاصل فی الاشیاء الطہارۃ" اور ضابطہ عام "المیقین لایزول بالشک" پچھاؤلی ہے اس دور میں تو اکثر اشیاء ہنود و کفار ہی کی کپنیوں سے تیار ہوتی ہیں مثلاً پیسی، کوکا کولا، تھمس اپ وغیرہ مگر عوام و خواص سب ہی اس کو پیتے ہیں۔ لہذا اس باٹلی کا پانی بھی جائز ہے جب تک کہ نجاست کا یقین نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شمس الدین علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳ رجب النور ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مدرسہ میں لگے گورنمنٹی نل کا پانی باہر والے لے سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس بارے میں کہ

گرام پردھان نے مدرسہ کے گراؤنڈ میں گورنمنٹی بینڈ پائپ (نل) لگوایا ہے کیا اس کا پانی مدرسہ کے اساتذہ و طلبہ کے علاوہ دوسرے لوگ پی سکتے ہیں۔ زید جو مدرسہ کا مدرس ہے نہ طالب علم وہ تقریباً ۵ سال سے اس کا پانی پی رہا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ المستفتی: محمد حسن کنڈکٹر، مقام ٹیما پوسٹ نگر بازار، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پردھان نے مدرسہ کے گراؤنڈ میں جو گورنمنٹی بینڈ پائپ لگوایا ہے اس کے پانی کا استعمال کرنا سب کے لیے جائز ہے خواہ وہ مدرسہ کے اساتذہ ہوں یا طلبہ یا دوسرے لوگ اس لیے کہ یہ کسی خاص آدمی کے لیے نہیں ہوتا حکومت کی طرف سے عوام الناس کے لیے لگایا جاتا ہے کہ جس سے عوام و خواص سب استفادہ کریں اسی وجہ سے اسے عوامی جگہوں پر لگایا جاتا ہے بلکہ کسی گھر کے اندر یا ایسی جگہ لگانا جہاں عام لوگ نہ پہنچ سکیں قانوناً غلط ہے لہذا اس کو مدرسہ کے مدرس اور طلبہ کے لیے مخصوص کرنا روا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تعویذ پہن کر پاخانہ پیشاب خانہ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ غیر مسلم کو تعویذ دینا

کیسا ہے؟ تعویذی سائز کا قرآن چھاپنا کیسا ہے؟

مسئلہ (۱) کیا تعویذ پہن کر پاخانہ پیشاب خانہ میں جانا جائز ہے؟

(۲) غیر مسلم کو تعویذ لکھ کر دینا کیسا ہے؟

(۳) چھوٹے سائز کا قرآن شریف جو گلے میں تعویذ بنا کر پہنا جاتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: صوفی محمد صدیق اندور، ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تعویذ اگر غلاف کے اندر نہ ہو بلکہ ظاہر ہو تو اس کو لے کر بیت الخلاء میں جانا منع ہے لیکن اگر غلاف کے اندر ہو اور ظاہر نہ ہو تو اس کو پہن کر بیت الخلاء میں جانا جائز تو ہے مگر اتار کر جانا بہتر ہے۔ در مختار میں ہے: "رقیة فی غلاف متجاف لم یکرہ دخول الخلاء بہ والاحتراز افضل" (ج ۱ ص ۲۸۸) رد المحتار میں ہے: "لا بأس بان یشد الجنب والمخاض التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفة" (ج ۹ ص ۴۴۳)

حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں "جب نقوش و تعویذات موم جاسے یا واٹر پروف کاغذ یا پتی میں لپیٹ کر گلے میں ڈالے گئے ہوں یا بازو پر باندھے گئے ہوں تو انہیں پہن کر بیت الخلاء میں جاسکتے ہیں۔ جنی مرد و عورت حائضہ و نساء بھی پہنے رہ سکتی ہیں۔ اھ (ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۷ ص ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) غیر مسلم کو آیات قرآنیہ و اسمائے الہیہ و کلمات طیبہ لکھ کر بطور تعویذ دینا جائز نہیں کہ وہ اس کا ادب ملحوظ نہ رکھیں گے ہاں اگر اس کے اعداد لکھ کر دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں "غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اسامات ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقاً اسمائے الہیہ و نقوش مطہرہ نہ دیں کہ ان کی بھی تعظیم واجب ہے بلکہ دیں تو ان کے اعداد لکھ دیں" اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۰۹ نصف آخر) اور ایک غیر مسلم ہی نہیں بلکہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو تعویذ دینا ممنوع ہے فتاویٰ رضویہ میں اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) جس طرح عورتیں اکثر تسخیر شوہر چاہتی آتی ہیں ہمارے کہنے میں ہو جائے جو ہم کہیں وہی کرے یہ حرام ہے حدیث میں اسے شرک فرمایا اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا نہ کہ محکوم۔

(۲) یا یہ چاہتی ہیں کہ اپنی ماں بہن سے جدا ہو جائے۔

(۳) یا ان کو کچھ نہ دے ہمیں کو دے یہ سب مردود خواہشیں ہیں۔

(۴) مقدمات فوجداری میں مسلمانوں کو نقوش حفاظت دیے جائیں۔

(۵) دیوانی و مالی کے مقدمات میں جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ حق پر ہے نہ دیں کہ ظالم کی اعانت حرام ہے۔

(۶) حب و تسخیر عورت کے لئے نقش و عمل کسی کو نہ دیا جائے کہ اس میں اکثر مقاصد فاسد بھی ہوتے ہیں اگر فی الواقع نکاح ہی کا طالب ہو جب بھی صریح اندیشہ معصیت ہے کہ اجنبی کی محبت دل عورت میں پیدا ہونا سم قاتل ہے ممکن کہ نکاح میں تعویق ہو یا اولیائے زن نہ مانیں اور محبت طرفین سے پیدا ہو چکی تو اس کا نتیجہ برا ہو۔
(۷) یوہی اگر تسخیر زن نہ چاہے بلکہ اولیائے زن کی تسخیر کہ وہ اس سے نکاح کر دیں اور یہ ان کا کفونہ ہو یعنی ایسا کم ہو کہ اس سے اس کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث مطعونیا یا معصیت شرعی ہو جب بھی ہرگز نہ دیں کہ یہ مسلمانوں کو مضرت رسائی ہے۔

(۸) بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مطلقاً دیا ہی نہ جائے نکاح خصوصاً ہندوستان میں عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے اور انجام کا علم اللہ عز و جل کو، ممکن کہ یہ رشتہ طرفین میں کسی کے لئے شر ہو تو شر کا سبب بنانا چاہیے یہاں ایسوں کو ہمیشہ یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ استخارہ شرعی کریں اور دعا کہ اللہ عز و جل وہ کرے جو بہتر ہو۔
(۹) نہ خود کسی مسلمان کی ضرر رسائی کا کوئی عمل کیا جائے نہ کسی کو بتایا جائے اگر چہ وہ اپنی کتنی ہی مظلومی اور اس کا ظالم و موذی ہونا ظاہر کرے ہاں اگر ثبوت شرعی سے ثابت ہو جائے کہ وہ عام طور پر ظالم و موذی ہے تو اس کے لئے اسی قدر ضرر کی خواہش روا ہے جس قدر کا شرعاً سے استحقاق ہے اس سے زیادہ حرام ہے اور اس کا صحیح معیار پر اندازہ خصوصاً اپنے معاملے میں بہت دشوار ہوتا ہے لہذا ہمیشہ یہاں سپر ہی ہاتھ میں رکھی تلواریں کام میں نہ لانی گئی اسی پر عمل رہے۔

(۱۰) مسلمانوں کو لوجہ اللہ تعویذات و اعمال دئے جائیں دنیوی نفع کی طمع نہ ہو جیسا کہ آج تک محمد اللہ تعالیٰ یہاں کا دستور ہے۔

(۱۱) کفار کو اگر نقوش دیے جائیں تو مضر، انہیں مظہر کی اجازت نہیں اور وہ بھی اس امر میں ہو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اور ان سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔
(۱۲) جو کافر خصوصاً مرتد جیسے قادیانی، نیچری، وہابی، رافضی، چکڑالوی غیر مقلد مسلمانوں کو ایذا دیا کرتا ہو اگرچہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے اس پر دفع بلا خواہ رفع مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے اور ایسا نہ ہو اور اس کام میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو جب بھی مرتدوں کا بتلائے بلا ہی رہنا بھلا اور اگر دیں تو ضرور بہ معاوضہ کہ اس میں دینی نفع تو تھا ہی نہیں دنیوی بھی نہ ہو تو آخر کس لئے۔ یہ بارہ باتیں بطور نمونہ ہیں ہر طرح مصلحت شرعیہ ملحوظ رہے“ (ج ۱۲ ص ۲۰۹-۲۱۰)

مذکورہ فتاویٰ کی روشنی میں حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ اپنے ایک فتویٰ میں یوں تحریر فرماتے ہیں: ”احتیاط اسی میں ہے کہ کفار کو آیات کریمہ دعاؤں کے مظہر نقوش نہ دیے جائیں اعدادی نقوش

دیے جائیں لیکن اگر مظہر نقوش دیے جائیں تو ان کو موم جامہ کر کے واٹر پروف کاغذ میں لپیٹ کر دیے جائیں ایسی تعویذات جس میں قرآن مجید کی آیات لکھی ہوں کفار کو دینا جائز نہیں اگرچہ موم جامہ یا واٹر پروف کاغذ میں لپیٹ کر دیے جائیں“ اھ (ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۹۷) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) قرآن مجید کو بہت چھوٹے سائز میں کرنا مکروہ ہے اور اگر لوگوں میں اس کا بطور تعویذ پہننا رائج ہو تو مطیع والے ایسا کریں گے تو یہ ایک طرح تصغیر قرآن میں تعاون ہوگا لہذا اس سے بھی بچا جائے۔

غنیہ میں ہے: ویکرة تصغیر المصحف و کتابتہ بقلم دقیق لان فیہ شبهة التحقیر ومظنتہ فی اللفظ او المرئی“ اھ (ص ۴۹۸)

در مختار مع شامی میں ہے: ” ویکرة تصغیر مصحف ای تصغیر حجمہ و کتابتہ بقلم دقیق“ اھ (ج ۹ ص ۷۱، فصل فی البیع)

مفاتیح الجنان شرح شرعة الاسلام میں ہے: ”ومن السنة فی تعظیم المصحف ان لا یکتب بخط دقیق فی تقطیع صغیر فانه مکروه عن ابی حنیفة و ابی یوسف رحمہما اللہ قال الحسن وبہ داخذ وقال لعله اراد کراهة التنزیہ و ذکر فی القنیة“ (ص ۷)

فتاویٰ رضویہ باب الاستنجاء میں ہے: ”قرآن عظیم چھوٹی تقطیع پر لکھنا حائل بنانا شرعاً مکروہ و ناپسند ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن مجید باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا اور اس شخص کو مارا اور فرمایا عظیموا کتاب اللہ کی عظمت کرو رواہ ابو عبیدہ فی فضائل القرآن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے رواہ عبدالرزاق فی مصنفہ و معنیہ ابو عبیدہ فی فضائلہ اسی طرح ابراہیم نخعی نے اسے مکروہ فرمایا رواہ ابی داؤد فی المصاحف در مختار میں ہے یکرہ تصغیر مصحف ردالمحتار میں ہے ای تصغیر حجمہ تو اس قدر چھوٹا بنانا کہ معاذ اللہ ایک کھلونا اور تماشہ ہو کس طرح مقبول ہو سکتا ہے“ اھ (ج ۲ ص ۱۶۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابراہیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۶ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

سونے چاندی یا دوسری دھاتوں کا دانت لگوانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں

دانت بنوانے میں چاندی، سونا اور دوسری دھات کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر کوئی دانت گر گیا اس کی جگہ دوسرا دانت لگوانا چاہتا ہے تو چاندی کا لگوانا جائز ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک ملتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا یوں ہی سونے کے دانت لگوانا دونوں جائز ہے فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ ”افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔ فی الدر المختار لایسئد سلہ المتحرک بلذہب بل بفضة وجوزہما محمد اہ و فی رد المحتار عن التاتارخانیة ج د ع اذہ او سقط سنہ فعد الامام یتخذ ذلک من الفضة فقط و عند محمد من الذهب ایضاً ۱۱ ملخصاً“ (ج ۹ ص ۴۳ نصف اول) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اظہر الدین برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ شعبان اعظم، ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید نے تقریر میں کہا ”اللہ نے سب کو عبادت کے لئے بنایا عبادت نہ کرو گے جہنم میں جاؤ گے جیسے کوئی بھینس لائے اور اسے فائدہ نہ ہو تو اسے بیچ یا کاٹ

دے گا۔“ تو کیا ایسا کہنا کفر ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے دوران تقریر یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جن و انسان کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے تو عبادت نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل فرمائے گا۔ مثال کے طور پر آپ یوں سمجھئے کہ آپ بھینس لے کر آئیں اور آپ کو فائدہ نہ حاصل ہو تو اسے آپ بیچ ڈالو گے یا کٹنے کے مقام پر بھیج دو گے۔ تو بکرنے کہا کہ اس طریقہ سے نماز کے لئے مثال دینا جانور سے کفر ہے۔ پھر جب زید نے دو آدمیوں کو ان کے پاس وجہ کفر پوچھنے بھیجا تو بکرنے کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا جانور سے تشبیہ دینا نماز کے لئے کفر ہے۔ تو در یافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟ کیا زید پر حکم کفر عائد ہوتا ہے؟

المستفتی: ماجد رضا خاں حشمتی مقام گورہ پانڈے، مسجد کاپور روہ، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں زید کا یہ قول تشبیہ ہے نہ مثال اور نہ اس میں تحقیر نماز کی بو، یہ تو لوگوں کو

زجر و توبخ ہے کہ جس طرح جانور جس مقصد کے لئے خریدا جائے اور اس سے وہ مقصد پورا نہ ہو تو ہم اس کو بیچ دیتے ہیں یا ذبح کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا دنیا میں آنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں گے تو وہ ہم کو جہنم میں ڈال دے گا۔

اسی طرح کا ایک سوال اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ہوا۔ سوال کے الفاظ یہ ہیں۔ ایک عالم سنی حنفی المذہب نے اپنے وعظ میں کہا کہ اللہ جل جلالہ نے ایک سو چار کتاب نازل فرمائی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کہ سب میں پروردگار نے فرمایا ہے: **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ** الخ اے مسلمانوں! آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں اس کے بعد آپ لوگ خیال کریں کہ قوت ایمانی میں کہاں تک ضعف ہو گیا ہے دیکھو کسی حاکم کا چہرہ اسی من لے کر آتا ہے تو اس کا کس قدر خوف ہوتا ہے حالانکہ حاکم ایک بندہ مثل ماوشا من آدمی پیسہ کا کاغذ جس میں معمولی مضمون ہوتا ہے چہرہ اسی پانچ چھ روپے کا ملازم ہوتا ہے۔ مگر یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے خوف کے مارے لوگ روپوش ہو جاتے ہیں لا چاری سے لینا ہی پڑتا ہے بعدہ وکیل کی تلاش اور روپے کا صرف کرنا اور اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کہ دم بھر میں تہ و بالا کر سکتا ہے اس کا حکمنامہ یعنی قرآن پاک و مقدس کہ جس کے ایک ایک حرف پر دس بیس تیس نیکی کا وعدہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے کہ جن کی خاطر زمین و آسمان پیدا ہوا اب تباؤ کہ اس احکم الحاکمین اور اس قرآن مجید اور اس کے رسول پاک کا فرمان ہم مسلمان لوگ کہاں تک بجالاتے ہیں ہمیشہ ہمیش وعظ سنتے ہیں عمل نہیں کرتے۔ اس پر دوسرے ایک عالم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہرہ اسی کہنا دین کا یا اس سے مثال دینا یا اس سے تشبیہ تینوں صورت میں کفر ہے۔

اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”حاشا للہ اس میں نہ تشبیہ ہے نہ تمثیل نہ اصلاً معاذ اللہ تو ہیں کی بو۔ یہ تو لوگوں کو زجر و توبخ ہے کہ ایک ذلیل حاکم کا ذلیل فرمان ذلیل تر چہرہ اسی لائے اس پر تو تمہاری یہ حالت ہوتی ہے اور ملک الملوک و احد قہار جل و علا کا عزیز و عظیم و جلیل و کریم فرمان اعز الرسلین اکرم المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے اس کی پرواہ نہیں کرتے اس سے اپنی قوت ایمانی کے حال کا اندازہ کر سکتے ہو۔ اس کی نظیر حضور بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ **والذی نفسی بیدک لو یعلم احدہم انہ یجد عرقاً سمیناً او مرما تین حسنتین لشہد العشاء** قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ کوئی فریبہ ہڈی جس پر گوشت کا خفیف حصہ لپٹا رہ گیا ہو یا بکری کے اچھے دو کھریں گے تو ضرور نماز عشاء میں حاضر آتا اور طبرانی نے معجم اوسط میں بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور

اقدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لو ان رجلا دعا الناس الى عرق او مر مائین لا جا بواہ و ہم یدعون الی هذه الصلاة فی جماعة فلا یا توئها، اگر کوئی شخص لوگوں کو پتلا گوشت لیٹی ہوئی ہڈی یا دو کھروں کی دعوت دے تو ضرور جائیں گے اور اس نماز کی جماعت کو بلائے جاتے ہیں تو نہیں آتے۔ کیا معاذ اللہ یہ ثواب و رضائے الہی کو دو کوڑی کی ہڈی یا دو کھروں سے تشبیہ ہے۔ حاشا بلکہ ان کے حال کی تصحیح اور ان پر زجر تو بیخ و تشبیہ ہے کہ ایسی حقیر چیز کے لئے تو دوڑتے ہیں اور ایسی عظیم شے کی پرواہ نہیں کرتے۔

(فتاویٰ الرضویہ ج ۶ ص ۱۷۶)

لہذا زید کا قول درست ہے، اس پر حکم کفر عائد نہیں ہوتا اور بکر کا قول غلط اور بے بنیاد ہے تو بہ کرے اور آئندہ اس طرح بے سمجھے غلط اور بے بنیاد باتیں کرنے سے اجتناب کرے۔ اور زید جسے لوگوں کے سامنے رسوا کیا اور ایذا دی اس سے معافی مانگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲/ ذی القعدہ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر انگلی رکھ کر فاتحہ پڑھتے تھے؟ حضور نے کسی

وقت کی اذان دی ہے؟ او جھڑی کھانا کیسا ہے؟ کیا قبر پر اذان دینا غلط ہے؟

معراج کی رات حضور نے انبیاء کو کون سی نماز پڑھائی تھی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) سرکار دو عالم کے زمانہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مردے کی قبر پر انگلی رکھتے تھے یا فاتحہ

پڑھ کر مردے کو ایصال ثواب کرتے تھے۔ ہمارے اجین میں ہمارے محلہ میں جب کسی مردے کو سپرد خاک کر دیا جاتا ہے تو فاتحہ نہیں پڑھتے ایک امام مردے کی قبر پر انگلی رکھ کر کہہ دیتا ہے کہ فاتحہ ہو گیا، کیا انگلی رکھنے سے فاتحہ ہو جاتا ہے؟

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے زمانہ میں مسجد میں پانچوں وقت کی اذان میں سے کسی بھی

وقت کی اذان دی یا نہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر، ظہر، عصر، مغرب، و عشاء کی اذان دی یا نہیں؟

(۳) بکرے کی او جھڑی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایک صاحب قبر پر اذان دینا غلط بتا رہے ہیں۔ ان صاحب کا کہنا ہے کہ بچے کے پیدا ہونے پر

اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اب یہ قبر پر اذان پڑھنا غلط ہے۔ ان کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟

(۵) شب معراج کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کو کونسی نماز پڑھائی تھی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد دفنِ مردے کے لئے فاتحہ و ایصالِ ثواب ثابت ہے۔ ردالمحتار "مطلب فی زیارة القبور" میں ہے "انہ علیہ السلام قرأ اول سورة البقرة عند راس میت و آخرها عند رجليه" یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردے کے سر ہانے سورہ بقرہ کا اولی حصہ اور اس کی پانچٹی پر سورہ بقرہ کا آخری حصہ پڑھتے تھے (ج ۳ ص ۱۵۱) البتہ قبر پر انگلی رکھ کر پڑھنا ثابت نہیں۔ اور وہ امام جو قبر پر انگلی رکھ کر کہہ دیتا ہے کہ فاتحہ ہو گیا جاہل ہے اور شریعت پر دلیری کرتا ہے اس لئے کہ فاتحہ کا مطلب کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا ہے اور قبر پر صرف انگلی رکھ دینا کونسا ثواب کا کام ہے جب کہ علماء کرام نے قبر کو چھونے سے منع فرمایا ہے۔ اشعة الممعات جلد اول ص ۱۶، باب زیارة القبور میں ہے "مسح نکند قبر را بدست" یعنی قبر کو ہاتھ سے نہ چھوئے۔ طحاوی علی مراتب الفلاح ص ۳۴۰ میں ہے "لا یمس القبور" یعنی قبر کو نہ چھوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں ظہر کی اذان دی ہے اور اشہدان محمداً رسول اللہ کے بجائے آپ نے اشہد انی رسول اللہ پڑھا۔

ردمختار میں ہے فی الضیاء انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذن فی سفر بنفسہ و اقام وصلی الظهر وقد حققناہ فی الخزائن (ج ۲ ص ۷۱، باب الاذان)

"ردالمحتار" میں ہے عن التحفة لامام ابن حجر مکی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن مرة فی سفر فقال فی تشهدہ اشہد انی رسول اللہ وقد اشار ابن حجر الی صحته و هذا نص مفسر لا یقبل التأویل" (ج ۲ ص ۶۱)

(۳) اوجھزی کھانا جائز نہیں تفصیل کے لئے حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کا رسالہ "اوجھزی کا مسئلہ" دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ان صاحب کا کہنا غلط ہے۔ قبر پر بعد دفن میت اذان دینا جائز و مستحب ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی نے اپنے رسالہ مبارکہ ایذان الاجر فی اذان القبور میں پندرہ دلیلوں سے ثابت فرمایا کہ قبر پر اذان دینا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں ہے "اذا اذن المؤمن ادبر الشیطان ولہ حصاص" یعنی جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۶۷) اور حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں۔ ویؤیدہ من الاخبار قول النبی صلی

اللہ علیہ وسلم عند دفن البیت اللہم اجرہ من الشیطن فلو لم یکن للشیطان ہذاک سبیل ما دعا صلی اللہ علیہ وسلم بذلک یعنی وہ حدیثیں اس بات کی تائید کرتی ہیں جن میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دفن کرنے کے وقت دعا فرماتے اے اللہ! اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسی دعا نہ فرماتے۔

(نوادرا اصول ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۵ ص ۲۵۵)

جب یہ بات ثابت ہے کہ دفن کے بعد شیطان مردے کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اس میں حکم ہے کہ اسے اذان سے دفع کرو تو میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے پاس اذان کہنا جائز و مستحسن ہوا۔ پھر یہ اذان واقع میں تلقین میت ہے اور تلقین میت کا حکم خود حدیث نبوی میں وارد ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اذان قبر کے سات فائدے شمار فرمائے ہیں (۱) بحوالہ تعالیٰ شیطان رجیم کے شر سے پناہ (۲) بدولت تکبیر عذاب قبر سے امان (۳) جواب سوالات یاد آجانا (۴) ذکر اذان کے باعث عذاب قبر سے نجات پانا (۵) بہ برکت ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نزول رحمت (۶) بدولت اذان دفع وحشت (۷) زوال غم و حصول سرور و فرحت۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۵۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اس میں علماء کا اختلاف ہے لیکن حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیق کے مطابق وہ نماز فجر تھی جیسا کہ مدارج النبوة مترجم ج ۱ ص ۲۹۵ پر ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ نماز نفل تھی یا فرض اگر فرض تھی تو نماز عشاء یا نماز فجر؟ سیاق حدیث سے ظاہر ہے کہ بیت المقدس میں تشریف آوری آسمانی عروج سے پہلے ہے تو یہ نماز عشاء ہوگی۔ اور اس قول کے بموجب جس نے یہ کہا کہ یہ قضیہ بعد از نزول معراج ہے تو یہ نماز صبح ہوگی اور بعض نے اس کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام کمالات و برکات لے کر اترے تو انبیاء علیہم السلام پر اپنے فضل و شرف کے اظہار کے لئے یہ نماز پڑھی۔

اس مسکین (یعنی شیخ محقق رحمہ اللہ) کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کیوں کہ نہ دونوں حالتوں میں ہوا ہو یعنی قبل از عروج بھی اور بعد از عروج بھی۔ لیکن بغیر ذکر علماء حدیث اس خیال کے لکھنے کی جرأت نہ ہوئی مگر جب ان روایتوں کے دیکھنے کا وقت آیا تو میری نظر سے شیخ کبیر عماد الدین بن کثیر جو کہ اعظم علماء حدیث و تفسیر سے ہیں ان کا قول گزرا۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از عروج اور بعد از عروج دونوں حالتوں میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں ایسے

اشارے موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں اور اس کی کوئی مخالفت بھی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی
 کتبۃ: محمد محسن مصباحی
 ۱۵/۱۲/۲۰۲۲ھ

کیا اردو اخبار سے قابل احترام چیزوں کو نکال کر بیچ سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اردو اخبار میں قرآن پاک کا ترجمہ اور حدیث پاک، بزرگان دین کے اقوال آتے ہیں اس کے بعد حالات ملک و شہر اس کے بعد فلموں کی خبریں، تصویریں، ہیر و وغیرہ کے فوٹو آتے ہیں۔

اب اس اردو اخبار کا احترام کیسے کریں کیا ترجمہ اور حدیث کاٹ کر دفن کر دیں اور باقی ردی میں بیچ دیں یا سب دفن کر دیں؟ بیوقوفوں کو؟ المستفتی حسن علی، چوڑی والا، جواہر مارگ، اندور (ایم پی)
 رِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن پاک کا ترجمہ، حدیث پاک، اسمائے معظمہ، مسائل فقہ، بزرگان دین کے اقوال کو اخبار سے الگ کر کے دفن کر دیں اور باقی جو فلموں کی خبریں، تصویریں، اور مورتی وغیرہ کے فوٹو ہیں وہ بیچ سکتے ہیں۔
 اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی اردو اخبار بیچنے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ”جب کہ ان میں آیت یا حدیث یا اسماء معظمہ یا مسائل فقہ ہو تو جائز نہیں ورنہ حرج نہیں ان اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ ان میں سے علیحدہ کر لیں پھر بیچ سکتے ہیں“ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۵۱ نصف آخر)
 مفاتیح الجنان شرح شرعہ الاسلام میں ہے:

”اذا ہل البصحف واندس مافیہ فانہ یلف فی خرقة طاهرة ویدفن فی مکان طیب بعد ان یحفر له حفیرة ویلحد ولا یشق الا اذا جعل علیہ سقفا وحينئذ لا بأس بالشق ولا یصیبه قلد ولا یطأ وة أحدو فی شرح النقایة ورقة کتب فیہا اسم اللہ و كذلك اسماء الانبیاء والملائکة ویستغنی عنها تلقی فی الماء الجاری او تدفن فی ارض طاهرة“ (ص ۸۱)
 رد مختار میں ہے: ”البصحف اذا صار بحال لا یقرأ فیہ یدفن کالمسلم“ (ص ۲۸۷)
 رد مختار میں ہے: ”ای یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی محل غیر ممتن لا یطأ و فی الذخیرة ویلینغی ان یلحدله ولا یشق له لانه یحتاج الی اهالة التراب علیہ و فی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقفا بحيث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضاً“ (ج ۱ ص ۲۸۷)

کتاب الطهارة مطب يطلق الدعاء على ما يشمل الشناء

تواری ہندیہ میں ہے: "المصحف اذا صار خلقا لا يقرأ منه ويخاف ان يضيع يجعل في خرقه طاهرة ويدفن ودفنه اولى من وضعه موضعا يخاف أن يقع عليه العجاسة أو نحو ذلك ويلحد له لانه لو شق ودفن يحتاج الى اهالة التراب عليه وفي ذلك نوع تحقير الا اذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب اليه فهو حسن ايضا كذا في الغرائب" (ج ۵ ص ۳۲۳)

والله تعالى اعلم

الجواب صحيح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحيح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

کتبہ: محمد ابراہیم مصباحی
۲۳ رزی الحجہ ۱۴۳۲ھ

مرد عورت کی کمائی کا محتاج نہ بنے خود کسب کر کے بیوی بچوں کی پرورش کرے۔

ترش و بد مزاج عورت سے کیسا سلوک کیا جائے؟ اگر اصلاح کی صورت نہ ہو تو؟

مسئلہ (۱) میں چوالیس سال کا آدمی ہوں کچھ سال پہلے تک میں معمولی کمائی کر کے زندگی بسر کر رہا تھا فی الحال میں اپنے دو بچوں کا باپ ہوں اور میری بیوی سرکاری نوکری کر رہی ہے بچوں کی پرورش کی وجہ سے دو سال سے میرا چھوٹا سا روزگار بھی ختم ہو گیا اور آج کل میں بیوی کی کمائی سے ہی پورا دن گھر میں رہ کر بچوں کی پرورش کرتے ہوئے زندگی بسر کر رہا ہوں کسی بات کو لے کر بیوی سے جب کہا سنی ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ میری کمائی پر پل کر مزے لے رہا ہے اور مجھی کو آنکھیں دکھا رہا ہے آپ سے جانا چاہتا ہوں ان حالتوں میں میں بیوی کی کمائی کھا کر اور بچوں کو کھلا کر میں انسانیت، مذہب اور فطرت کے تحت صحیح کام کر رہا ہوں؟

(۲) ڈیوٹی پر جاتے وقت یعنی ڈیوٹی کے دوران کیا بیوی ساڑھی بلاوز یا کسی طرح کے بے پردہ کپڑے (باریک کپڑے) جو مجھ کو پسند نہیں وہ اسے پہن کر ڈیوٹی کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ ڈیوٹی کے دوران کسی بھی طرح کے لباس کی پابندی نہیں ہے؟

(۳) بیوی بلا شوہر کو بتائے بازار میں جا کر اپنے سر کے بال (باب کٹ) کٹوا کر آئے اور جب میں نے اس سے پوچھا ایسا کیوں کیا تو جواب میں کہے مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اور زندگی میں ایسا نہیں ہوگا۔

(۴) میں بیوی اور بچوں کے ساتھ اپنے گھر سے دور دوسرے شہر میں بیوی کی نوکری کے خاطر اور حقوق کے تحت اس کے ساتھ رہتا ہوں اوپر لکھی باتوں کے تحت جب کسی بات کو لے کر کہا سنی ہوتی ہے تو بیوی کہتی ہے کہ میرے ساتھ رہنا چاہو تو رہو ورنہ اپنے گھر چلے جاؤ بچوں کی خاطر میرے سمجھانے کے باوجود وہ

میری بات ماننے کو تیار نہیں ہوتی آپ سے درخواست ہے کہ میری اس بات کا صحیح فتویٰ دیں کہ ان حالات میں بیوی کے ساتھ رہوں یا چھوڑ کر گھر چلا جاؤں۔

(۵) بیوی جب ڈیوٹی سے دیر سے واپس آتی ہے اس وقت جب میں اس سے پوچھتا ہوں کہ اتنی دیر کیوں لگ گئی تب وہ کہتی ہے کہ میں ستر لوگوں سے بد فعلی کراؤں تمہیں کیا مطلب کبھی ہاتھ چلانے پر بھی آمادہ ہو جاتی ہے ایسے میں کیا رخ اختیار کروں۔

(۶) آخری سوال یہ ہے کہ ابھی حال ہی کے دنوں میں جب میں بیوی کے ساتھ سرال گیا تب وہاں پر کسی بات کو لے کر کہا سنی ہونے لگی اتنے میں میری طلاق شدہ بڑی سالی کے کہنے پر میرے بڑے سالے صاحب ہم دونوں کی پنچایت کرانے آگئے پنچایت کے آخر میں میری بیوی اپنے بھائی سے بولی کہ یہ مجھ کو بد چلن کہتے ہیں سالے نے مجھ سے پوچھا ایسی کیا بات ہے تو میں نے ان سے کہا ہاں میں نے ان سے اپنے چال چلن کو سنبھال کر رکھنے کو کہا ہے تاکہ کہیں کوئی بدنامی نہ ہو یہ سب باتیں میں نے ان کے بال کٹوانے اور بے پردہ لباس پہن کر ڈیوٹی پر جانے کی وجہ سے کہی تھی اتنے میں میرا سالہ مجھ پر حملہ آور ہو گیا اور مجھ کو دھکے مارتے ہوئے کمرے سے باہر کر دیا اور بولا ابھی اسی وقت یہاں سے چلا جا میں اسی وقت سرال سے گھر واپس آ گیا اس سے پہلے بھی میرے دونوں سالے مجھ سے بیہودہ اور ناجائز بیوہار کر چکے ہیں یہ سب میری بیوی کے سامنے ہوتا ہے لیکن وہ اپنے بھائیوں سے کچھ نہیں کہتی اور نہ ہی ان کا ہاتھ پکڑتی ہے ساس سرال کا انتقال ہو گیا ہے اور بیوی کہا سنی کے دوران جب غصے میں ہوتی ہے تو وہ مجھ سے کہتی ہے کہ جب تمہارے ہاتھ میں طاقت ہے تو اس کا استعمال کیوں نہیں کرتے اگر میں تمہاری جگہ مرد ہوتی تو کبھی کا حساب کر دیا ہوتا آخر ان حالتوں میں میں کیا کروں؟

المستفتی: آصف اقبال کیراف کے بی میڈیکل اسٹور پر انا ایٹاڈہ روڈ، ضلع فیروز آباد (پوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) جب عورت طرح طرح سے تم پر طعن و تشنیع کرتی ہے اور بد خلقی کے ساتھ پیش آتی ہے تو تمہیں چاہئے کہ اس کی کمائی کے محتاج نہ بنو بلکہ خود کسب کے ذرائع پیدا کرو اور اپنی کمائی سے خود کھاؤ اور بچوں کی پرورش کرو بلکہ عورت کا نفقہ بھی تم پر ہی واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عورت کو نوکری کرنے کے لئے پانچ شرطوں کی پابندی ضروری ہے ان میں ایک بھی شرط منقود ہو تو غیر محارم کے ساتھ نوکری کرنا حرام و گناہ ہے وہ شرطیں فتاویٰ رضویہ کے الفاظ میں یہ ہیں۔

(۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلانی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے (۲) کپڑے تنگ و

چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئات ظاہر کریں (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو
 (۴) کبھی غیر محارم کے ساتھ خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (۵) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے
 میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام ہے پھر اگر زیاد
 اس پر راضی ہے یا بقدر قدرت بند و بست نہیں کرتا تو ضرور اس پر بھی الزام ہے ورنہ نہیں قال تعالیٰ ولا
 تزروا زنة و زرا اخوی، اھ (ج ۹ ص ۲۵۲ نصف آخر)

لہذا ساڑھی بلاوز یا باریک بے پردہ کپڑے پہن کر غیر محارم کے ساتھ ڈیوٹی کرنا سخت حرام و گناہ ہے۔
 آپ پر لازم ہے کہ اسے ایسے کپڑے پہننے سے بقدر قدرت روکیں ورنہ خود بھی گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۳) عورت کے لئے مردوں کی طرح بال کتر وانا سخت حرام و گناہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی
 عورتوں پر لعنت فرمائی ہے حدیث پاک میں ہے:

”لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من
 النساء بالرجال“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ان مردوں پر ہے کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان
 عورتوں پر کہ مردوں سے مشابہت پیدا کریں، (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۷۳ کتاب اللباس)

در مختار میں ہے ”قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت والمعنی الموثر التشبه بالرجال“ اھ
 (ج ۹ ص ۵۸۳ باب الحظر والاباحة فصل فی البیوع)

لہذا وہ بال کتر وانی کی وجہ سے سخت گنہگار مستحق عذاب جبار ہے اس پر لازم ہے کہ عورتوں کی مجلس
 میں علانیہ توبہ کرے اور آئندہ ایسے برے فعل سے باز رہنے کا عہد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶، ۵، ۴) حدیث شریف میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے ٹیڑھی ہی چلے گی اگر تو اس
 سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسی حال پر اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی (اور اس
 کا ٹوڑنا اسے طلاق دینا ہے) حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المرأة كالضلع اذا ذهب تقیہا کسر تھا
 وان ترکھا استمتعت بہا وفيہا عوج (مسلم شریف ج ۱ ص ۷۵۷ باب الوصیة بالنساء)

اسی میں ایک دوسری حدیث میں ہے مسلمان عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو کہ اگر تمہیں اس کی ایک
 عادت ناپسند ہوئی تو دوسری پسند ہوگی“ اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفرک مومن مومنة ان کرۃ منها خلقا

رضی منها آخر او قال غیرہ۔ (ج ۱ ص ۷۵)

قرآن کریم میں ہے: عَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔
قریب ہے کہ تم ایک بات کو ناپسند کرو گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں بہت بھلائی رکھے گا۔

(پ ۳ سورہ نساء آیت نمبر ۲۹)

اس لئے حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی دل جوئی کرنی چاہیے اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی بدخلقی پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ اگر اسے طلاق دے کر دوسری سے نکاح کرے تو کیا معلوم کہ دوسری اس سے بھی بری ملے۔

ہاں اگر وہ اپنی کج خلقی سے باز نہ آئے اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ ہو تو اب اسے ایک طلاق رجعی دے سکتا ہے کہ اس سے زیادہ دینا گناہ ہے صرف ایک بار اس سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ پھر اگر اسے رکھنا چاہے تو عدت کے اندر رجوع کرے یعنی دو گواہوں کے سامنے زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا تو وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۰۲ پر بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: عبدالرحیم فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ ارذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

کیا ولیمہ میں بکرا ہونا ضروری ہے؟

مسئلہ کیا ولیمہ میں بکرا کرنا ضروری ہے یا پارٹی دے کر اپنے رشتہ دار اور غیر مسلم ویپاری کو دعوت دے کر کھلایا جائے ولیمہ ہو جائے گا؟۔ المستفتی: محمد نور چوری والاجواہر مارگ، اندور، ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ولیمہ میں بکرا اور بکری ذبح کر کے کھلانا ضروری نہیں۔ بلکہ حسب استطاعت جس چیز سے بھی مہمانوں اور عزیز واقارب کی ضیافت کی جائے اس سے ولیمہ ہو جائے گا اور سنت بھی ادا ہو جائے گی۔
بہار شریعت میں ہے ”ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست و احباب عزیز واقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے۔ اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرنا جائز ہے“ (ج ۱، ص ۳۰) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

”وقال ابن بطال یعنی ان الزوج یندب الیہا ویجب علیہ وجوب سنة وفضیلة

وهی علی قدر الامکان والوجوب لا اعلان الشکاح اھ“ (ج ۲ ص ۱۵۳)

لہذا دعوت دے کر رشتہ دار وغیرہ کو کھلانے سے ولیمہ ہو جائے گا اگر چاہے تو بکر اور بکری ذبح کر کے بھی کھلا سکتا ہے۔ لیکن ایسے مواقع سے غیر مسلم کو دعوت نہ دینا چاہیے ہاں اگر کوئی مصلحت شرعیہ ہو تو روا ہے۔ حدیث پاک میں ہے ”صحابت نہ رکھ مگر مسلمانوں سے اور تیرا کھانا صرف متقی کھائیں۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: ”لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی“ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۶۶۲) دوسری حدیث ہے: ”لا تو اکلوہم ولا تشاربوہم نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو۔“ (کنز العمال حدیث نمبر ۲۹ ص ۳۲)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”مرتد کی نہ دعوت کرے نہ اس کی دعوت میں جائے نہ اس سے کوئی معاملہ میل جول کا رکھے۔ یونہی کفار خصوصاً وہ جو ذمی یعنی سلطنت اسلامیہ میں رہ کر مطیع الاسلام نہ ہوں ان سے بھی کوئی برتاؤ محبت و دوستی کا نہ کرے ہاں مصلحت شرعیہ ہو تو اس کی دعوت کرے بھی اور کھائے بھی جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور بلا مصلحت اس سے کیا فاسق معین بے باک سے بھی بچے خصوصاً مضرت دینی کا خوف ہو جب تو احتراز سخت لازم۔ مثال یہ ہے کہ اس سے میل جول نرم، برتاؤ رکھنے میں امید ہے کہ یہ راہ پر آجائے اس کا دل نرم ہے حق قبول کر لے گا تو حد جائز تک آشتی برتے اور جانے کی میل جول میں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی محبت اثر کر جائے تو آگ سمجھے دور بھاگے۔ عام لوگوں کو اسی آخر صورت کا لحاظ چاہئے ولہذا حدیث میں صاف فرمایا ہے ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اھ“ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۳۹ نصف آخر)

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالرحیم فیض

۱۵/۱۳۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

آر، سی، ایم کا ممبر بننا کیسا ہے؟ اس سے حاصل شدہ پیسوں کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

آر۔ سی۔ ایم نام کی ایک ورکنگ کمپنی ہے۔ جس کا مالک ایک غیر مسلم ہے بنیادی طور پر یہ کمپنی کی کمپنی ہے۔ اس نے کمپنی کے علاوہ دیگر جائز الاستعمال مصنوعات بھی تیار کی ہے۔ اپنی مصنوعات کی فروختگی کے لئے اس نے یہ طریقہ نکالا کہ پورے ملک میں جا بجا اپنے ڈسٹری بیوٹر (تقسیم کنندہ) بناتی ہے اور یہ تمام ڈسٹری بیوٹر ایک نٹ سے باہم مربوط ہیں۔ ڈسٹری بیوٹر کی نامزدگی کمپنی کی جانب سے نہیں ہوتی بلکہ جو شخص بھی ڈسٹری بیوٹر بننا چاہے وہ فارم بھر کر کسی دوسرے ڈسٹری بیوٹر سے متصل ہو کر اور اپنا آئی ڈی نمبر (سیریل نمبر) لے کر کمپنی کی تقسیم کاری میں جڑ جائے اور اس نئے جڑنے والے شخص کا فارم کمپنی کے آفس پر بھیج دیا جاتا

ہے۔ کمپنی کی طرف سے ایک کارڈ پر ڈسٹری بیوٹر کو آئی ڈی نمبر کے ساتھ مل جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اس نٹ ورکنگ میں جرنے کے لئے اس کمپنی کی تیار کردہ ایک کٹ جس کی (M.R.P.) قیمت (3780) تین ہزار سات سو اسی روپے ہیں۔ جس میں چار سیٹ کپڑے (ایک پینٹ کا، ایک سفاری سوٹ اور دو پینٹ شرٹ کے سیٹ) ہوتے ہیں خریدنا پڑتا ہے اب اگر یہ فرد اپنے نیچے اے لائن اور بی، لائن میں دو ڈسٹری بیوٹر بناتا ہے اور وہ ڈسٹری بیوٹر بھی دو دو ڈسٹری بیوٹر بناتے ہیں علیٰ ہذا القیاس تو ماتحت لائن میں ہونے والے کاروبار سے کمپنی کو جو منافع ہوگا اس سے ڈسٹری بیوٹر کو کمیشن دیا جاتا ہے مثلاً زید تین ہزار سات سو اسی روپے میں کٹ خرید کر ڈسٹری بیوٹر بن گیا۔ اب اس نے اپنے نیچے بکر اور خالد کو ڈسٹری بیوٹر بنایا تو زید کو تقریباً پانچ سو روپے کمیشن ملے گا۔ اب بکر اور خالد کی لائن میں مزید دو دو ڈسٹری بیوٹر بنے تو بکر اور خالد کو بھی پانچ، پانچ سو روپے کمیشن ملے گا اور زید کو بھی مزید کمیشن ملے گا اور یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہتا تو زید کو کمیشن ملتا رہے گا۔

واضح رہے کہ زید کو دو لائن تیار کرنی ہے اور جب دونوں لائن بڑھیں گی تو بھی زید کو کمیشن ملے گا۔ اس کے کمیشن کا سلیب کچھ اس طرح ہے زید کے نیچے دونوں لائن میں پچیس پچیس یعنی کل پچاس ڈسٹری بیوٹر بننے پر دو سو روپے فی ڈسٹری بیوٹر کے حساب سے دس ہزار روپے ($2 \times 50 + 200 = 10000$) کمیشن ملے گا اور ایک موبائل گفٹ۔ اسی طرح ایک سو ڈسٹری بیوٹر بننے پر بیس ہزار روپے ($200 \times 100 = 20000$) کمیشن اور کمپنی کی طرف سے تا عمر ایک ہزار روپے تنخواہ مقرر ہو جائے گی۔ مزید آگے بڑھتے ہوئے آخری سلیب یہ ہے کہ کل چھ ہزار زید کے ماتحت لائن میں ڈسٹری بیوٹر بن گئے تو کل بارہ لاکھ روپے ($200 \times 6000 = 1200000$) کمیشن ہوا اور تا عمر ستر ہزار روپے ماہانہ تنخواہ نیز ملک میں جس جس جگہ کمپنی کی ایجنسی ہے اس سے اس کے ڈسٹری بیوٹر کمپنی کی مصنوعات بیس فی صد سے تقریباً پچاس فی صد کی رعایت کے ساتھ خرید سکتے ہیں۔ کوئی بھی ڈسٹری بیوٹر تین ہزار سات سو اسی روپے والا کٹ اب جتنی بار خریدنا چاہے تو اسے وہی کٹ صرف سترہ سو اسی روپے میں یعنی دو ہزار کم کر کے مل جائے گا اور ہر مصنوعات پر الگ الگ رعایت ہے کسی پر بیس فی صد تو کسی پر تقریباً پچاس فی صد۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع کمیشن کی یہ رقم، ماہانہ تنخواہ، کمپنی کی طرف سے گفٹ اور اس نیٹ ورکنگ میں ڈسٹری بیوٹر بننا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہو تو اس رقم کو اپنے مصرف اور دوسرے کار خیر مسجد وغیرہ میں صرف کیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اور ایسے نیٹ ورکنگ میں ہمارے علمائے کرام و حفاظ عظام اگر جڑے ہوں تو ان کی امامت میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔ المستفتی: محمد سمیل، محلہ کوٹھا ٹولی

Prince Bag centre Khalid Hasan, Moh-Sahjuma (Power House) P.O.

Sasaram, Distt. Rohtas- Bihar-821115

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آر۔ سی۔ ایم کی جو تفصیل سوال میں بیان کی گئی ہے اس میں خیر نہیں ہے یہ حقیقت میں ایک طرح کا قمار یعنی جو بازی ہے۔ اصل مقصد کمپنیوں کی خریداری نہیں ہے بلکہ ممبر سازی کا کمیشن حاصل کرنا ہے اور اس راہ میں ممبری کا قبول اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ ڈسٹری بیوٹر کا کام ہے ممبر بنانے کے لئے کوشش کرنا اور لوگوں کو سبز باغ دکھا کر اپنے دام میں پھنسنے کی ترغیب دینا ہے لیکن اس دام میں پھنستا اور ممبری قبول کرنا اس کے بس سے باہر ہے تو ہو سکتا ہے کوئی شخص ممبر نہ بنے یا ممبر بن کر علیحدگی اختیار کر لے تو یہ اپنی بازی ہار جائے گا تو یہ جس مقصد کے لئے سب کچھ کیا تھا اس میں کامیاب نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کامیاب ہو جائے جو بازی میں یہی سب ہوتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کمپنی لمبی رقم بخورنے کے بعد دوالیہ ہونے کا اعلان کر دے تو ساری امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔ اس طرح کے دوسرے خطرات بھی ہیں اس لئے مسلمان اس کاروبار کے قریب نہ ہوں اور جو لوگ اس میں ملوث ہو چکے وہ جلد سے جلد اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ البتہ انہیں آر۔ سی۔ ایم کے ذریعہ جو کچھ نفع حاصل ہوا وہ حرام نہیں ہے اسے اپنی ضروریات میں صرف کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسین رضوی جام غمری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع الثوٹ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی

سیلس پر موشن اسکیم میں شمولیت کیسی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سیلس پر موشن اسکیم جو غیر مسلم کی کمپنی ہے اس کمپنی نے ایک اسکیم نکالا جس کا رول یہ ہے جس کا داخلہ فیس ممبر بننے کے لئے اکتیس سو روپے اور کمپنی کا قول یہ بھی ہے کہ ہر ممبر کو اپنے ماتحت دو ممبر کو شریک کرنا ہے یہ سلسلہ مکمل بتیس ممبر پورا ہونے پر اول ممبر کو ہیرو ہونڈ اسپلنڈر جو چوالیس ہزار کی گاڑی ہے دیتی ہے اور مکمل ممبر پورا نہ ہونے پر کچھ نقدی رقم دے کر آپ کمپنی سے گاڑی لے سکتے ہیں۔ ہر ایک ممبر کو اسی بنیاد پر کمپنی گاڑی دیتی ہے۔

زید اسی اسکیم میں شریک ہوا اپنے ماتحت بتیس ممبر نہ ہونے پر چھتیس ہزار روپے نقدی کمپنی میں دیکر ہیرو ہونڈ اسپلنڈر لیا اور زید امامت بھی کرتا ہے آیا اس اعتبار سے گاڑی حاصل کرنا درست ہے یا نہیں اور زید کی امامت اس بنیاد پر کیسی ہے؟ شرعی حکم بتائیں۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی: انجمن گلشن رضا (بغداد گرینی ٹاؤن) دھوریتا ہیرو ڈیہہ گریڈ یہ جھارکھنڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ایسی اسکیموں میں مسلمانوں کو شریک نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں مال اور وقت کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے، ایسی کمپنیوں کے تاجر بڑے چالاک قسم کے ہوتے ہیں جو طرح طرح کے مال کو تیار کرتے ہیں اور لوگوں کو بیوقوف بنا کر اپنے گھر بیٹھے، بیٹھے ہی پیسے کمانے کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں۔ اور روپے کمالینے کے بعد یا تو کہیں بھاگ جاتے ہیں یا اپنے آپ کو دیوالیہ ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں اسی میں سے سیلس پر موٹن اسکیم بھی ہے، ایسی کمپنیوں میں کچھ خاص آدمی ہوتے ہیں جو لوگوں کو لالچ دے کر ممبر بناتے ہیں، ممبر بننے کے لئے کم از کم اکتیس سو روپے دینا ضروری ہوتا ہے۔

اب ممبر ہیرو ہونڈا اسپلنڈر کی لالچ میں اور اپنا روپیہ مفت ضائع ہونے کے خوف سے خواہی نخواستہ دو لوگوں کو اور پھانسنے گا، اب وہ نوگرمقار دو ہر ایک اسی گاڑی کی طمع اور اپنا روپیہ مفت مارے جانے کے خوف سے اور دو دو پر ڈورے ڈالے گا یونہی یہ سلسلہ بڑھتا جائے گا اور امید وہیم کا سلسلہ تمار ترقی پکڑے گا، اول کے دو چار تو گاڑی پا جائیں گے آخر میں بگڑے گا جس کا بگڑے گا، یہی اکل مال بالباطل ہے، جسے قرآن پاک نے حرام فرمایا ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ" (سورہ نسا آیت ۶۹)

نیز یہی غرر و خطر و ضرر و ضرر میں پڑنا اور ڈالنا ہے جسے حدیث میں منع فرمایا گیا ہے، حدیث شریف میں ہے "لیس منامن غش مسلماً او ضرراً او ما کرہ" ہم میں سے نہیں جو کسی مسلمان کی بدخواہی کرے یا اسے ضرر پہنچائے یا فریب دے، ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم ص ۹۶ پر ہے۔

امام نے اس جو بازی میں شرکت کی اس کی باعث گنہگار و فاسق ہوا، اس پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں علانیہ توبہ کرے، اور آئندہ ایسی کسی اسکیم میں حصہ نہ لینے کا عہد کرے اگر ایسا کرے تو ٹھیک، ورنہ مسلمان اسے امامت سے معزول کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی

۱۲ ربیع النور ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی



بَابُ النَّظْرِ وَالْمَيْسِ

دیکھنے اور چھونے کا بیان

کالج و یونیورسٹی میں تبلیغ کا کام کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کالج اور یونیورسٹیوں میں دعوت کا کام کرنا کیسا ہے؟ جب کہ وہاں لڑکیوں کا اختلاط رہتا ہے؟ بیوا تو جروا

الجواب کالج اور یونیورسٹیوں میں دعوت کا کام کرنا جائز ہے بشرطیکہ غیر محرم مشہد لڑکیوں کی طرف نظر سے بچے باہم اختلاط ان کا فعل ہے اس کا گناہ ان کے سر ہوگا۔ داعی کا اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ وہ انہیں یہ بھی دعوت دے کہ وہ ممکنہ حد تک اختلاط سے بچیں اور لڑکیاں پردے کا بھی التزام کریں۔ اگر انہیں کالج کی تعلیم نہیں چھوڑنی ہے تو کم از کم اتنا ضرور کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد عبدالمتقدر نظامی مصباحی

۱۱/ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

رشتہ دار مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ بہت سالوں سے پورے دکن علاقے میں یہ رواج ہے کہ عورتیں آپس میں عید الفطر و عید الاضحیٰ و شادی بیاہ کے موقع سے مصافحہ و معانقہ کرتی ہیں حتیٰ کہ ماں بیٹے، باپ بیٹی، دیور بھابھی، نانی نواسہ، بھائی بہن، بڑے دیور بھادرج اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ جس طرح مرد آپس میں مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں اسی طرح مرد و عورت اپنے قریبی رشتہ داروں سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔ کیا اس طرح عورتوں اور مردوں کا یہ عمل درست ہے چاہے قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے رشتہ دار ہوں، کیا ماں اپنے بیٹے سے مصافحہ و معانقہ کر سکتی ہے یا گلے بھی لگا سکتی ہے یا یہ عمل ناجائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو کس سے ناجائز ہے اور کس سے نہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں بالتفصیل حکم صادر فرمائیں تاکہ

اس عمل سے اجتناب کیا جاسکے کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد مرزا خالد بیگ H.N.B-1-8712 پنهال تعلیم، دقیاگلی، بیدر شریف، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مردوں کا عورتوں سے یا عورتوں کا مردوں سے معانقہ کرنا ناجائز و حرام ہے، ہاں بوڑھی عورت یا بوڑھا مرد کہ جس سے شہوت کا اندیشہ نہ ہوئے ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں، یونہی محارم یعنی جن کا آپس میں ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے (مثلاً باپ بیٹی، ماں بیٹا، بھائی بہن، نانی نواسہ) ان سے اسی شرط کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا جائز ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اس زمانہ میں احتیاطاً احتراز ہی چاہیے، ان کے سوا غیر محارم یعنی جن سے نکاح کبھی درست ہے اگر چہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی یا چچا، ماموں، خالہ پھوپھی کے بیٹے، یا جیٹھ دیوریہ سب اجنبی کے حکم میں ہیں کہ ان کے لیے عورت کے کسی بھی حصہ بدن کو چھونا حرام ہے چہ جائے کہ مصافحہ و معانقہ ہو، اور جن سے نکاح رضاعت کے سبب یا صہریت کے سبب ہمیشہ کے لیے حرام ہے جیسے خسر، بہو، داماد و ساس یہ بھی نظر و مس میں اجنبی کے حکم میں ہیں یعنی ان سے مصافحہ جائز نہیں۔

ابن حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”جہاں خوف فتنہ ہو مثلاً عورت یا مرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصاً جب کہ بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت و عدم جواز میں کسی کو کلام نہیں“ اھ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰ ج ۹ نصف اول) اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے، ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں، یونہی اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے“ اھ (بہار شریعت۔ ص ۸۷ ج ۱۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اجنبیہ سے بات کرنا اس کی طرف نظر کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مسئلہ میں ذیل میں

کہ زید ہندہ سے محبت کرتا ہے اس سے اتنا عشق ہے کہ اسے دیکھے اور بغیر بات کیے سکون نہیں ملتا اس

سے باتیں کرنے اور دیکھنے میں انتہائی خوشی محسوس کرتا ہے اور دیوانہ رہتا ہے چوں کہ زید ہندہ سے شادی کا مکمل ارادہ رکھتا ہے مگر مجبوراً نکاح نہیں کر سکتا تو شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا دوسرا لڑکا اس سے شادی کر سکتا ہے؟

المستفتی: ذوالفقار احمد دارالعلوم گلشن بغداد ناگ پور مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہندہ جو کہ اجنبیہ ہے اس کی جانب زید نہ صرف یہ کہ بہ طیب خاطر نظر کرتا ہے بلکہ اس سے باتیں کرنے میں مسرت و شادمانی کا اظہار بھی کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی عدم موجودگی اس پر شاق گزرتی ہے حالاں کہ شریعت مطہرہ نے غیر محرم اجنبیہ سے پردہ کرنا لازم اور اسے دیکھنا ناجائز و گناہ ٹھہرایا ہے۔ ہدایہ آخرین ”کتاب الکراہیت میں ہے۔ ”ولا یجوز أن ینظر الرجل الی الاجنبیة الا الی وجہها و کفہا فإن کان لایامن الشهوة لا ینظر الی وجہها الا لحاجة و قوله لایامن یدل علی انه لا ینبأ اذا شک فی الإشتہاء کما اذا علم او کان اکبر رائه ذلك“ (ج ۳ ص ۴۴۲) فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ”وأما النظر الی الأجنبیات فنقول یجوز النظر الی مواضع الزینة الظاهرة منهن و ذلك الوجه و الکف و ان غلب علی ظنه انه یشتهي فهو حرام و النظر الی وجه الأجنبیة اذا لم ینکن عن شهوة لیس بحرام لکن مکروه“ (ج ۵ ص ۳۲۹) لہذا زید پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس قبیح و شنیع حرکت سے باز آئے اور اللہ عزوجل کے قہر و غضب سے ڈرے کہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔ رہا دوسرے کا اس سے نکاح کرنا تو جائز ہے بشرطے کہ کوئی وجہ شرعی مانع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عورت کا غیر محرموں کے ساتھ بے پردہ رہنا ان کے ساتھ خلوت اختیار کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ

ایک گاؤں میں ایک عورت باپو بنی ہوئی ہے، بے پردہ رہتی ہے اور غیر محرموں سے ملتی ہے اور مرد و عورت کو باری باری کمرہ میں بلا کر ان کی شکایت سن کر علاج کرتی ہے۔ پوچھنے پر اس کے شوہر نے بتایا کہ ان کا ایک لڑکا ہے جو ابھی ۱۴ سال کا ہے اس کے پاس جنات ہے اس جن کا نام عبدالقادر ہے وہ آکر سب بتاتا ہے اور یہ لڑکا دینی، دنیوی دونوں تعلیم میں بہت کمزور ہے اور نہ اتنا شعور ابھی اس میں ہے، اس لڑکے کو ایک عورت باپو نے خلافت دی ہے۔ جب تک وہ لڑکا بڑا نہ ہو جائے اس کی ماں یعنی مذکورہ عورت لوگوں کا علاج

کرتی ہے اور کرے گی اور لڑکا بڑا ہونے پر وہ گدی پر بیٹھ کر علاج کرے گا ایسا بتایا جاتا ہے۔ اعتراض کرنے پر کچھ لوگوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو لیکن اس عورت سے لوگوں کے کام بنتے ہیں تو از روئے شرع یہ صحیح ہے یا غلط؟ اور یہ سب کیا چیزیں ہیں؟ شریعت کا حکم کیا ہے؟ کچھ حافظ اور مولوی بھی اس عورت کے پاس علاج کے لیے جاتے ہیں تو ان پر کیا حکم ہے؟ المستفتی: شیل شبیر علی رضوی، دیادہ، ضلع بھروچ، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب عورت کا غیر محرموں کے ساتھ بے پردہ ہونا اور ان سے خلوت ناجائز و حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”والا لا یخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان“

الاشباہ والنظائر میں ہے: ”تحرّم الخلوقة بالاجنبیة ویکرة الکلام معها“

اور سوال سے ظاہر ہے کہ اس عورت کا شوہر بھی اپنی بیوی کی خلوت بیجا پر راضی ہے اور اس کو اس بے کام سے نہیں روکتا، لہذا اس کا شوہر بھی گنہگار، مستحق عذاب نار، اور دیوث ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”ثلاثة لا یدخلون الجنة ابدأ الذیوث والرجلة من النساء و مدمن الخمر“ اور در مختار میں ہے: ”ان الذیوث هو من لا یغار علی امراته او محرّمه وهو فاسق واجب التعزیر“۔ ۱۰ھ

(ص ۲۰۲ ج ۳، باب التعزیر)

لہذا اس عورت پر لازم ہے کہ اپنی ان تمام غلط حرکات سے باز آئے، اور اس کا شوہر بھی اپنی بیوی کو ان سب کاموں سے روکے اور دونوں صدق دل سے تائب ہوں۔ اگر یہ دونوں ان سب کاموں سے باز آجائیں تو ٹھیک ورنہ مسلمان ان سے قطع تعلق کر لیں۔ یعنی ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سلام و کلام سب بند کر دیں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ”وَ اَمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ“ (پ ۷ سورہ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور مسلم کو رسوا کرنے والے امام کا کیا حکم ہے؟

”یہاں قرآن و حدیث پر کون چلتا ہے“ یہ جملہ کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ہماری کمیٹی میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا

ہے اور ہمارے مؤذن صاحب اس کمیٹی کے کواٹروں میں رہتے ہیں انہوں نے ہمارے قائد امام کے راتوں پر دیکھا کہ رشید صاحب کی بیوی لیٹی ہوئی تھی کیا ایسا امام امامت کے لائق ہے؟ (۲) امام مسجد کا کہنا ہے کہ یہاں قرآن وحدیث پر چلتا کون ہے (۳) امام اور مؤذن صاحبان پیشاب خانہ میں صفائی کرنے کے لیے ساتھ گئے تو امام نے وہاں پیشاب خانہ میں استغناء کے ڈھیلے پڑے دیکھ کر کہا کہ یہاں پر اپنی ماں، بہن کے ساتھ غلط کام کرنے آتے ہیں اور انہیں گالیاں بکنے لگے۔ (۴) امام نے اتنی وارداتوں کے بعد مؤذن کو مسجد کے کمروں سے نکال دیا اور جب وہ کرایہ پر دوسری جگہ رہنے گئے تو امام نے وہاں بھی مؤذن کا رہنا دشوار کر دیا، اس کی بیوی اور لڑکی کو بولتے تھے کہ انہیں مکان سے نکالو میں ان کے ساتھ زنا کروں گا اور بہت بے عزتی کرنے پر آمادہ ہو گئے کیا مسجد کے امام صاحب کو یہ سب کرنا روا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱ تا ۴) اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی حرام ہے، الاشباہ والنظائر میں ہے "الخلوۃ بأجنبیۃ حرام" (ص ۲۸۸) اور حدیث پاک میں ہے لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثهما الشیطان یعنی کوئی مرد اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع نہیں ہوتا ہے مگر وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

یونہی مسلمان کو رسوا کرنا گالیاں دینا بھی حرام ہے کہ اس میں ایذائے مسلم ہے: قال اللہ تعالیٰ "وَالَّذِیْنَ یُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا كَتَبْنَا لَهُنَّ اَلْحٰدِیْثَ کَانَ لَہُمْ اَلْجَازَہُ الَّذِیْہِمْ یَظٰلَمُوْنَ" یعنی جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو نہ کی ہوئی باتوں سے ایذا دیتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اٹھایا (پ ۲۲، ۱۷) اور حدیث شریف میں ہے "سبب المسلم حرام" اور دوسری حدیث پاک میں ہے "من اذنی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ" (کنز العمال، ج ۱۶، ص ۱۰)

لہذا صورت مسئلہ میں اگر فی الواقع امام میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں تو ایسا امام متحد و جود سے مرتکب حرام اور فاسق ملعن ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعدہ ہے۔ "غنیۃ میں ہے 'لو قدموا فاسقاً یا فموم بناء علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریمہ' (ص ۵۱۳، فصل فی الامامة) اور در مختار میں ہے "کل صلاة اذیت مع کراہة التحریم تجب اعادتها" (ج ۲ ص ۱۴)

اگر قرآن وحدیث پر چلتا کون ہے سے مراد اس کی توہین ہو تو یہ کفر ہے اس صورت میں بغیر توبہ، تجدید ایمان، تجدید نکاح، کے امام نہیں ہو سکتا، لیکن اگر اس کی مراد قرآن وحدیث کی توہین نہیں بلکہ لوگوں کی بے راہ

ردی بیان کرنا ہو پھر بھی توبہ کرے اور ایسا کلمہ استعمال کرنے سے بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۷ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بالغہ کا بے پردہ اسکول جانا کیسا ہے؟ کن شرائط کے ساتھ جاسکتی ہے؟

غیر مسلم یا وہابی کے یہاں فاتحہ دینا اور اس چیز کا کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل کے بارے میں (۱) زید و عمرو دونوں بھائی ہیں۔ زید کی ایک لڑکی ہے جس کی عمر ۱۶ سال ہے اور عمر و عالم ہے، عمر و زید سے کہتا ہے کہ اپنی لڑکی کو بغیر نقاب اسکول میں پڑھنے نہ جانے دو کیونکہ بالغ لڑکیوں کو بے پردہ چلنا حرام ہے اور عمر و نے نقاب بھی لا کر دے دیا لیکن زید کی لڑکی اٹھارہ سال کی ہو گئی اب بھی بغیر نقاب اسکول جاتی ہے۔ لہذا حکم شرعی زید اور اس کی لڑکی پر کیا ہے؟

(۲) زید عالم ہے لیکن اس کی بیوی بی۔ اے کی تعلیم ایسے اسکول میں حاصل کر رہی ہے جس میں پردے کی بڑی تاکید ہے یہاں تک کہ امتحان کا سینئر بھی اسی اسکول میں پڑتا ہے۔ غیر محرم کا اس میں کچھ دخل نہیں ہاں ایک بوڑھا فیجربھی کبھی معائنہ کے لیے آتا ہے لہذا زید اور اس کی بیوی پر حکم شرعی کیا ہے؟

(۳) غیر مسلم اور وہابی کے یہاں فاتحہ دینا اور فاتحہ دے کر اس کی چیز کو کھانا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: قاری شبیر احمد چشتی مدرسہ حنفیہ عالم خاں شہر جوہنور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) بالغ لڑکیوں کو بے پردہ نکلنا جائز نہیں بلکہ حرام و گناہ ہے۔ خواہ اسکول میں جانے کے ارادے سے ہو یا کسی اور غرض سے کہ اس سے فتنے کا قوی اندیشہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے "المراة عورة فاذا خرجت استعشرفها الشيطان"۔ یعنی عورت عورت ہے یعنی پردے میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے گھورتا ہے یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے" (ترمذی شریف جلد اول ص ۲۲۲)

اسی فتنے ہی کی وجہ سے عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا گیا۔ فتح القدیر باب الامامة جلد ۱، ص ۳۷۶ میں ہے۔ "عمم المتأخرون المنع للعجائز و الشواب فی الصلوات کلها لغلبة الفساد فی سائر الأوقات اھ لہذا زید کی لڑکی پر فرض ہے کہ بے پردہ اسکول جانے سے باز رہے۔ اور زید اپنی لڑکی کو منع نہ کرنے کی وجہ سے دیوث ہے۔ در مختار میں ہے "دیوث من لا یغار علی امرأته أو محرمة" (الدر المختار فوق رد المحتار ج ۶، ص: ۱۱۸، باب التعزیر)

زید پر لازم ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو بے پردہ اسکول جانے سے روکے ورنہ سخت عذاب الہی میں مبتلا ہوگا۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَدًا"۔ یعنی اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ (پ ۲۸ سورہ تحریم آیت ۶)

نیز حدیث شریف میں ہے "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ"۔ یعنی تم میں کا ہر ایک اپنے ماتحت کا ذمہ دار ہے اور ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا" (بخاری شریف جلد اول ص ۱۷۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) پانچ شرطوں کے ساتھ اسے اسکول مذکور میں پڑھنے کی اجازت ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر نصف آخر ۲۵۲ میں ہے (۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے (۲) کپڑے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔ (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو (۴) کبھی غیر محرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (۵) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو۔ یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہوں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام" لہذا صورت مستفسرہ میں اگر یہ پانچوں شرطیں جمع ہوں اور آنے جانے میں کسی طرح کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو ساتھ ہی بوڑھے منجر سے بھی پردہ کرتی ہو تو حرج نہیں ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) غیر مسلم اور وہابی کے یہاں فاتحہ جائز نہیں کہ کافر کی چیز پر فاتحہ نہیں ہو سکتی۔ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر نصف آخر ص ۶۵ میں ہے "کافر کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں نہ ہرگز اس پر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِن عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُمْ نَارًا مِّن نَّارٍ مَّا شُورُوا" اس کے کھانے پر فاتحہ دینا اس کا ثواب پہنچنے کا اعتقاد ہے اور یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے۔ زید پر توبہ فرض بلکہ تجدید اسلام و نکاح چاہیے" اھ

غیر مسلم اور وہابی کی چیز کو لے کر کھانا بھی نہ چاہیے حدیث شریف میں ہے "انی نہیت عن زبیدا المشرکین" اھ (ترمذی شریف جلد اول ص ۲۸۶) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو پوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عورت ڈاکٹر نہ ہونے پر غیر مسلم غیر محرم مرد ڈاکٹروں سے

خواتین کا علاج آپریشن اور وضع حمل کرانا کیسا ہے؟

مسئلہ جہاں پر نسوانی معالج اور دوائی نہ ہوں ایسے مقامات پر غیر محرم، غیر مسلم طبیوں، ڈاکٹروں

سے اپنی خواتین کا علاج آپریشن وضع حمل کروانا شرعاً درست ہے یا نہیں جب کہ بعض موقع پر آپریشن روم کے اندر ڈاکٹر اور نرس کے علاوہ کسی کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی؟ بینو اتو جروا

المستفتی: الحاج محمد عثمان غنی باپو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب شریعت مطہرہ میں اجنبیہ عورت کے چہرہ قدم اور دونوں ہتھیلیوں کے سوا کسی عضو کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں۔ ہدایہ میں ہے: "لا یجوز ان ینظر الرجل الی الاجنبیة الا الی وجہها و کفہا" ۱۰ اور پھر اسی میں چند سطر بعد ہے: "وعن ابی حنیفة انه مباح لان فیہ (ای النظر الی قدمیها) بعض الضرورة" ۱۱ (ج ۳ ص ۴۲۲)

مگر چہرہ وغیرہ کا دیکھنا بھی اس صورت میں جائز ہے جب کہ شہوت نہ ہو ورنہ اگر خوف ہو تو حکم یہ ہے کہ بلا ضرورت اجنبیہ کے چہرہ وغیرہ کی طرف بھی نظر جائز نہیں۔ اسی میں فان کان لایامن الشهوة لاینظر الی وجہها الا لحاجة" ۱۱ (ج ۳ ص ۴۲۲)

البتہ اگر عورت کو وضع حمل وغیرہ کی ضرورت ملجہ پیش آجائے اور اسے کوئی ماہر عورت میسر نہ ہو تو بوجہ ضرورت شرعیہ فقہاء نے طیب و ڈاکٹر کے لیے عورت کے خاص مرض کی جگہ کو دیکھنا جائز قرار دیا ہے اگرچہ وہ ناف کے نیچے ہو۔ مگر ڈاکٹروں کو بھی اسی قدر دیکھنا جائز ہوگا جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔

اس لیے خاص مقام مرض کے علاوہ ہر عضو کو چھپایا جائے کہ طیب کے لیے بھی سوائے موضع مرض کے دوسری جگہ دیکھنا جائز نہ ہوگا وجہ یہ ہے کہ جو چیز بضرورت جائز ہوتی ہے وہ ضرورت ہی کے حد تک رہتی ہے۔ بنیہ شرح ہدایہ میں ہے:

"لا یحل النظر الی ماتحت السرة الی الركبة من الرجل والمرأة لاحد من غیر عند فاذا جاء العند حل النظر والاعذار منها حالة الولادة فلا بأس للقبالة ان تنظر الی فرجها، ومنها حالة الاختتان للرجل ان ینظر من الرجل موضع الاختتان منه عند الحاجة ومنها اذا اصابه قولنج واحتیج الی حقنة ومنها اذا اصاب امرأة قرحة فی موضع لا یحل للرجال ان ینظر الیها و عملت المرأة ذلك لتداویها وان لم تعلم اولم یجدوا امرأة وخافوا علیها ان یهلك او یصیبها بلاء او دخل من ذلك وجع لا تتحلله ولم یکن للعلاج بد من الرجل یباح للرجل ان ینظر لکن یستمر منها کل شیء الا موضع القرحة، لان الضرورة تندفع بها وسواء فیها ذات المحرم وغیرها" ۱۱

مرد و عورت کسی کی ستر بلا عذر دیکھنا حلال نہیں۔ البتہ عذر کی حالت میں دیکھنا حلال ہے۔ وہ عذر یہ ہیں:

(۱) حالت پیدائش یعنی دایہ کے لیے بچہ کی پیدائش کے وقت عورت کی شرمگاہ کی جانب نظر کرنے میں کوئی قباحت نہیں (۲) حالت ختنہ میں موضع ختنہ کو ضرورۃً دیکھنا حلال۔ (۳) قونج کی شکایت ہو تو ختنہ کے لیے شرمگاہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں (۴) عورت کو کسی ایسی جگہ زخم کا عارضہ ہو جس کا دیکھنا مرد کے لیے حلال نہیں اور کسی نا تجربہ کار عورت نے اس کا علاج کیا اس کے لیے کوئی عورت نہ مل سکی جس کی بناء پر عورت کی ہلاکت یا کسی مصیبت کے پہنچنے کا خطرہ لاحق ہو گیا یا یہ کہ ایسی شدید تکلیف پہنچے گی جو برداشت کے قابل نہ ہوگی، مرد سے علاج کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو مرد کو عورت کی ستر پر نظر کرنا مباح ہے۔ لیکن خاص مقام زخم کے علاوہ ہر عضو کو چھپایا جائے کیونکہ اسی قدر سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اور اس قسم کے علاج میں محرم اور غیر محرم سب مساوی ہیں، (ج ۱۲ ص ۱۳۸)

لہذا جب کوئی لیڈیز ڈاکٹر یا ماہر دایہ نہ دستیاب ہو اور ضرورت شدیدہ ہو کہ مرد ڈاکٹر سے علاج نہ کروانے پر بڑے حرج و ضرر اور مشقت میں مبتلا ہوگی تو خواتین کا علاج، آپریشن اور وضع حمل وغیرہ بوجہ مجبوری ڈاکٹروں سے کروانے کی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

۹ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ڈرائیور اکسیڈنٹ سے بچنے کے لئے عورتوں پر نظر کر سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید فور ویلر گاڑی کا ڈرائیور ہے اور یہاں عرب ممالک میں لڑکیاں بھی گاڑی ڈرائیو کرتی ہیں جب دو چار گاڑیاں ساتھ چلتی ہیں تو بغل کی گاڑی اور اس کے ڈرائیور پر بار بار نگاہیں پڑتی ہیں ورنہ ٹکر کا خدشہ رہتا ہے اب وہ لڑکی ہے تو اس طرح نگاہ ڈالنا کیسا ہے؟ یوہیں زہیرہ کرا سنگ جس میں گاڑی روڈ پر کھڑی ہو جاتی ہے پھر پیدل سامنے سے لوگ روڈ پار کرتے ہیں ان میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اب انہیں دیکھنا ہوتا ہے کہ جب وہ پار ہو جائیں تو ہم آگے چلیں تو اس طرح عورتوں کو دیکھنا شرعاً گناہ ہوگا یا نہیں؟ یا کسی لڑکی نے ہماری گاڑی میں ٹکر ماری تو ایسی صورت میں شرط کے ساتھ اس لڑکی سے بات کرنا ضروری ہوتا ہے تو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

المستفتی: محمد اشرف، موہیات عجمان، یو، اے ای

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اجنبیہ کی طرف نگاہ کرنا حرام و گناہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے اجنبیہ کو بلا ضرورت قصداً دیکھنا ناجائز و گناہ ٹھہرایا ہے اور ناظر و منظور الیہ دونوں پر اللہ کی لعنت کی وعید آئی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "لعن الله الناظر والمنظور اليه" (ج ۲، ص ۲۷۰، مشکوٰۃ باب النظر الى المخطوبة) ہاں اگر کسی مرد کی نظر بلا شہوت کسی عورت پر پڑ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ پہلی نظر معاف ہے مگر دوسری مرتبہ اس کی طرف نگاہ قصداً نہ اٹھائے بلکہ اپنی نظر کو خوفِ خدا سے نیچی کر لے اسی میں عافیت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مامن مسلمہ ينظر الى محاسن امرأة اول مرة ثم يغض بصره۔

(مشکوٰۃ باب النظر الى المخطوبة، ج ۲، ص ۲۷۰)

ہاں گاڑیوں کے اکیڈینٹ (Accident) سے بچنے کے لیے اور خود عورتوں کے ساتھ اختلاط اور باہم ایک دوسرے کو دھکا لگنے سے محفوظ رہنے کے لیے بقدر ضرورت نظر اٹھا کر دیکھنا مباح ہے مگر یہ دیکھنا صرف ضرورت ہی کی حد تک ہووے۔ اگر کوئی سوال میں درج ضرورت کے پیش نظر عورت کی طرف بلا ضرورت اس کو دیکھتا رہا تو یہ ناجائز ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نیتوں سے باخبر ہے اگر غلط نیت سے اجنبیہ کی طرف دیکھا تو وہ ضرور عند اللہ گنہگار ہے اس لیے عورتوں کی طرف دیکھنے میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کریں صرف ضرر سے بچنے کی حد تک دیکھیں اور آگے بڑھ جائیں حدیث شریف میں ہے "انما الاعمال بالنیات ولکل امری ما نوى" (بخاری، ج ۱، ص ۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی البرکاتی

۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ السَّلَامِ

سلام و مصافحہ کا بیان

مصافحہ کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں

صوبہ کرناٹک کے ضلع شمالی کنارہ شہر ہوناور کے سنی جامع مسجد میں فی الوقت امامت کا کام انجام دینے والے عالم کا کہنا ہے کہ مصافحہ کا جو ایک طریقہ بہار شریعت میں ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے دہنے ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ بائیں ہاتھ سے ملائے یہ غیر سنت طریقہ ہے۔ میں نے جب ان سے مصافحہ کیا اسی طریقہ سے تو مجھ سے انہوں نے کہا کہ اس طرح مصافحہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ غیر سنت طریقہ ہے میں نے ان سے یہ بات بار بار دہرایا کہ کیا یہ بات آپ کہہ رہے ہیں میرا بار بار اس بات کو دہرانے کا مطلب یہ تھا کہ آپ ایک سنی عالم ہونے کے باوجود اس طریقہ کو غیر سنت طریقہ بتا رہے ہیں تو جواب ہاں میں ملا تو میں نے کہا اگر کتاب بہار شریعت لا کر بتاؤں اور اگر سنت طریقہ ثابت ہو جائے تو آپ کو ماننا پڑے گا ان سے میں نے یہ بھی کہا کہ حضرت مفتی انور علی صاحب سے چند سال پہلے مصافحہ کے اس طریقہ کے بارے میں سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ صحیح سنت طریقہ ہے پھر جب میں نے سوال کیا کہ آپ کہاں سے فارغ ہیں تو کہنے لگے میں بھی وہیں سے فارغ ہوں جہاں سے مفتی انور علی فارغ ہیں پھر انہوں نے کہا مفتی انور علی مفتی ہیں تو کیا ہوا وہ بھی تو عالم ہیں اور آج کل مفتی لوگ کچھ کچھ بول بیٹھتے ہیں مگر میں اس طریقہ کو غیر سنت طریقہ ماننا ہوں۔ جس وقت میں اس عالم سے بات چیت کر رہا تھا قریب میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ مولانا جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے اور کہا کہ کتاب بہار شریعت لا کر بتائیے پھر بات کیجئے اس شخص نے یہ بھی کہا کہ میں آپ کی بزرگی کو دیکھ کر خاموش ہوں ورنہ مجھے جو کرنا تھا کرتا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ عالم اپنے آپ کو سنی عالم بول کر اور سنت طریقہ کو غیر سنت طریقہ بتا کر عوام میں کسی طرح انتشار پھیلاتا ہے۔

جب میں نے کتاب بہار شریعت لا کر بتایا تو اس کتاب کا مضمون پڑھنے کے بعد بھی اس عالم نے کہا یہ غیر

سنت طریقہ ہے مصافحہ کا تو میں نے کہا کہ کتاب میں تو سنت طریقہ بتایا گیا ہے مگر آپ کس بنا پر غیر سنت طریقہ بتاتے ہیں تو کہنے لگے اس طرح قینچی کی طرح ہاتھ ملا کر وہ طریقہ ہے میں نے پوچھا آپ اس طریقہ کو غیر سنت طریقہ بتاتے ہیں اور مکروہ طریقہ بھی بتاتے ہیں مجھے بتائیے کہ آپ کس بنا پر اور کس کتاب کے حوالے سے یہ بات کہہ رہے ہیں تو اس عالم کا کہنا تھا کہ ہر بات کتاب میں لکھی نہیں ہوتی اور یہ بھی کہا میں عالم ہوں اس لیے میں اس طرح کہتا ہوں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عالم نہ مفتی انور علی صاحب کا کہنا مانتا ہے اور نہ کتاب بہار شریعت میں بیان کیے گئے مصافحہ کے طریقہ کو سنت طریقہ مانتا ہے بلکہ غیر سنت طریقہ بتا رہا۔ گویا وہ سنت سے انکار کرتا ہے اور دوسروں کو بھی مصافحہ کے معاملے میں سنت طریقہ کو غیر سنت طریقہ بتا کر سنت طریقہ پر عمل کرنے سے روکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا انکار کرنا گویا اللہ کے فرمان کا انکار ہے تو کیا ایسے عالم شخص کی امامت درست ہے؟ مہربانی فرما کر حکم شرعی سے آگاہ کریں۔

المستفتی: عباس خاں محمد خاں قادری، ملتان، کوڑی باغ کاروار کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مصافحہ کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو۔ رہا سوال میں مذکورہ طریقہ تو وہ بعض فقہانے بیان فرمایا ہے خود مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ نے بھی اس کی سنیت پر جزم نہیں فرمایا بلکہ اسے بعض فقہانے کی طرف منسوب فرمایا آپ فرماتے ہیں ”دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہانے بیان کیا اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے سے اور بائیں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہوتی ہے اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ (بہار شریعت ص ۹۸، ۱۶۷)

اس طرح کے مسئلے پر اصرار و انکار نہ کرنا چاہیے نہ اس کی وجہ سے باہم اختلاف کا بازار گرم کرنا چاہیے جب وہ بعض کا مذہب ہے تو اس کے کرنے والے پر انکار نہ ہونا چاہیے اور کوئی اگر نہ کرے تو اس پر کچھ اعتراض بھی نہ کرنا چاہیے البتہ عالم کو چاہیے کہ عوام کو نرمی سے سمجھائیں نہ کہ نفرت دلائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ ربیع الثور ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلے میں مصافحہ بعد نماز فجر و عصر مسلک حنفی میں ہے

یا نہیں زید کا قول ہے کہ مصافحہ بعد نماز خلاف شرع و مکروہ ہے حوالہ میں پیش کرتا ہے کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے مگر جدائی کے وقت مصافحہ کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔ حوالہ نمبر ۱ مظاہر حق جلد اول ص ۹۹ باب کتاب الایمان۔ مباح ہے مصافحہ یعنی ہاتھ ملانا صبح کی نماز کے بعد بموجب مسلک شافعی کے اور مسلک حنفی میں مکروہ ہے۔ حوالہ نمبر ۲ مصافحہ تتمہ سلام ہے لہذا بعد نماز فجر یا عصر کے جو مصافحہ شافعیہ میں بالخصوص حرم محترم میں رائج ہے۔ شیخ ملا علی قاری نے ایک رسالہ خاص میں ممنوع لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ عین الہدایہ جلد ۴ ص ۲۹۴ باب الکراہت۔ ہمارے حنفی مسلک میں ہر نماز کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ چاہے عیدین کی نماز کے بعد ہو چاہے پنجگانہ نماز کے بعد ہو چاہے جمعہ کی نماز کے بعد ہو۔

حوالہ نمبر ۳۔ المصافحہ عند الملاقات۔ مصافحہ سنت ہے ملاقات کے وقت سلام کے بعد اور نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی اصل و سند شریعت میں نہیں ہے بلکہ بعض فقہاء و علماء نے اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے۔ ابوداؤد جلد ۳ ص ۶۶۲ پارہ ۳۲۔ حدیث نمبر ۱۷۷۰ کی شرح میں مظاہر حق جلد ۴ ص ۵۹ باب المصافحہ۔ حوالہ نمبر ۴۔ محیط کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ مصافحہ کرنا بعد نماز کے ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ صحابہ کرام نے اس کو نہیں کیا۔ اور یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔ غایۃ الاوتار اردو ترجمہ درمختار جلد ۱ ص ۸۸ باب العید لہذا غور طلب بات یہ ہے کہ زید کا مذکورہ قول صحیح ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب حنفی مسئلہ کی وضاحت فرمائی جائے۔ بینواتو جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مصافحہ کرنا مطلقاً سنت ہے حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے اور بعد نماز بھی مصافحہ کرنا جائز ہے خواہ وہ نماز پنجگانہ ہو یا جمعہ یا عیدین۔ درمختار میں ہے۔ "تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام" من صافح اخاۃ المسلم و حرك یدہ تباثرت ذنوبہ" و اطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتی وغیرہا یفید جوازہا مطلقاً ولو بعد العصر۔ و قولہم انہ بدعة ای مباحۃ حسنۃ کما افاد النووی فی اذکارہ وغیرہ فی غیرہ۔ یعنی مصافحہ کرنا جائز ہے کہ وہ سنت قدیمہ متواترہ ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں اھ اور درر و کنز، وقایہ، نقایہ، مجمع، ملتعی وغیرہا کے اتباع میں مصنف نے بھی یہاں مصافحہ کا ذکر مطلق رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصافحہ مطلقاً جائز ہے خواہ بعد عصر ہی کیوں نہ ہو اور لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ بدعت ہے تو اس سے مراد بدعت مباحہ حسنہ ہے جیسا کہ امام نووی نے اذکار میں اور دوسرے علماء

نے دوسری کتابوں میں افادہ فرمایا ہے اھ (الدرا المختار فوق ردالمحتار باب الاستبراء ج ۶ ص ۳۸۱) اور اسی کے تحت شامی میں ہے "لابأس به فان اصل المصافحة سنة وقال الشيخ ابوالحسن البکری" و تقییدہ بما بعد الصبح والعصر علی عادة کانت فی زمنه والافعقب الصلوات کلها کذا فی رساله الشر نبلالی فی المصافحة ونقل معله عن الشمس الحانوتی وانه الفعی به مستدلاً بعموم النصوص الوارده فی مشروعیتها وهو الموافق لها ذکره الشارح من اطلاق المتن اھ

لہذا ثابت ہوا کہ زید کا قول صحیح نہیں اور اس نے جو چار حوالے پیش کیے وہ قابل قبول ہی نہیں کہ وہ سب کے سب اقوال مرجوحہ وضعیفہ ہیں۔ نیز اس کا استدلال یہ کہنا کہ بعد نماز مصافحہ بموجب مسلک شافعی کے ہے اور مذہب حنفی میں مکروہ ہے، غلط ہے کہ مصافحہ بعد نماز جمہور حنفیہ کے نزدیک جائز و مستحسن ہے۔ ہاں امام ابن حجر شافعی نے مصافحہ بعد نماز کو بدعت مکروہہ کہا ہے اور فرمایا کہ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں جیسا کہ ردالمحتار باب الاستبراء ج ۶ ص ۳۸۱ پر بالکل اسی عبارت سے متصل نیچے ہے جو زید نے حوالہ نمبر ۴ میں نقل کیا ہے کہ "نقل عن ابن حجر عن الشافعیۃ انها بدعة مکروہة لا اصل لها فی الشرع اھ

نیز چوتھا حوالہ جس کو زید نے درمختار سے بتایا ہے وہ درمختار کا نہیں بلکہ ردالمحتار کا ہے اور بحوالہ محیط نہیں بحوالہ ملحق ہے اور وہ کئی وجوہ سے فاسدہ ہے۔

اول وہ قول ضعیف و مرجوح ہے اس لیے مصنف نے اسے اخیر میں صیغہ مجہول نُقِلَ سے بیان فرمایا ہے۔

دوم۔ اسی کے اوپر متصل قول راجح واضح موجود ہے جس کو ہم نے اوپر ذکر کیا۔

سوم۔ عبارت متن بھی اس کے مخالف ہے اور اختلاف فتویٰ کے وقت اسی قول پر عمل اولیٰ ہے جو اطلاق متون کے موافق ہو ردالمختار مطلب اذا تعارض التصحیح میں ہے "اذا اختلف التصحیح والفتویٰ فالعمل بما وافق المتن اولیٰ بمر اھ ملخصاً۔ (ردالمختار جلد اول ص ۷۲) اور درمختار کے مقدمہ میں ہے "الحکم والفتیاء بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع"۔ یعنی مرجوح قول پر حکم و فتویٰ دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے اھ (درمختار فوق ردالمختار جلد اول ص ۷۴)

چہارم۔ اگر بالفرض ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ یہ مصافحہ رافضیوں کا طریقہ ہے تو بھی کوئی امر جائز کسی بد مذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہو سکتا لاکھوں باتیں ایسی ہیں جن میں اہل سنت وروافض بلکہ مسلم و کفار سب شریک ہیں تو کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہو جائیں گی؟ نیز بد مذہبوں سے مشابہت اسی امر میں ممنوع ہے جو فی نفسہ شرعاً مذموم ہو یا اس قوم کا شعار خاص ہو یا خود فاعل کو ان سے مشابہت کرنی مقصود ہو اور

یہاں بعد نماز مصافحہ میں ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی ہے۔ اور کسی باطل گروہ کی سنت اسی وقت تک لائق احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے اور جب ان میں سے رواج اٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی جاتا رہا لہذا مصافحہ بعد نماز اگر سنت روافض تھا تو اب ان میں رواج نہیں نہ وہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں اور نہ بعد نماز مصافحہ کرتے ہیں تو اس سے احتراز کیوں؟

در مختار فصل فی اللبس میں ہے "یجعلہ لبطن کفہ فی یدہ الیسری وقیل الیمنی الا انہ من شعار الروافض فیجب التحرز عنہ۔ قلت ولعلہ کان وبان فتبصر۔ یعنی مردانگوشی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف پہنے اور کہا گیا ہے دائیں ہاتھ میں پہنے مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے تو اس سے بچنا ضروری۔ میں نے کہا کسی زمانہ میں رہا ہوگا پھر ختم ہو گیا تو اس پر غور کر لو اھ (در مختار فوق رد المختار، ج ۶ ص ۳۶۱) اور شامی میں اس کے تحت ہے "ای کان ذلك من شعارهم فی الزمن السابق ثم انفضل وانقطع فی هذه الازمان فلا ینبی عنہ کیفما کان اھ۔"

پنجم۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا کسی کام کو نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ممنوع و ناجائز ہو، بلکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو صحابہ کرام نے تو نہیں کیا مگر اس کا کرنا جائز و مستحسن ہے مثلاً فتاویٰ عالمگیری باب فی آداب المسجد والمصحف ج ۵ ص ۳۲۳ میں ہے "ولا یأس بکتابہ أسامی السور وعدد الای و هو وان کان احداثاً فهو بدعة حسنة و کم من شی کان احداثاً و هو بدعة حسنة اھ اور مرقاۃ شرح مشکاۃ جلد اول ص ۲۱۵ پر ہے "احداث ما ینازع الکتاب والسنة کما سنقره بعد لیس بملہوم اھ۔ لہذا ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ بعد نماز مصافحہ خلاف سنت نہیں موافق سنت و جائز و مستحسن و مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالمقتمر نظامی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تسلیمات، سلام مسنون، تحییت، سلام وغیرہ الفاظ سے سلام کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ تسلیمات سلام مسنون، تحییت و سلام وغیرہ الفاظ کے ذریعہ سلام کیا جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟

المستفتی: محمد آزاد حسین نقشبندی مقام رام پور، ضلع اتروڈینا چور، بنگال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تسلیمات، سلام مسنون، تحییت و سلام، وغیرہ الفاظ کے ذریعہ سلام کرنے یا لکھنے سے سلام

کی سنت ادا نہ ہوگی اور اس طرح کے الفاظ سے سلام کرنا و لکھنا خلاف سنت بھی ہے بلکہ افضل و سنت طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلام علیکم وغیرہ الفاظ کے ذریعہ سلام کرے یا کہے۔ فتاویٰ ہندہ میں ہے الا فضل للمسلم ان يقول السلام عليكم ورحمة الله وبركاته والمحيب كذلك (ج ۵ ص ۳۲۵) رد المحتار میں ہے لفظ السلام فی مواضع حکمها السلام علیکم سلام علیکم بالتنوين بدون هذين كما يقول الجاهل لا يكون سلاما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد احمد قادری، مصباحی
 ۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

مرد کا عورت سے مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ مرد کا عورت سے مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: منور محمد خان، چورور، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب محرمات سے مصافحہ کرنا جائز ہے جب کہ اپنے اوپر اور اس عورت کے اوپر شہوت سے پورا اطمینان ہو اور اگر اطمینان نہ ہو یا شک ہو تو ان سے مصافحہ کرنا جائز نہیں اور جو ان اجنبیہ سے مصافحہ کرنا بالکل جائز نہیں اگرچہ شہوت سے پورا اطمینان ہو کیونکہ یہ بہت دشوار ہے:

تدور الابصار در مختار کتاب المحظر والباحة فصل فی النظر والمس میں ہے "وما حل نظرة حل لمسه اذا امن الشهوة على نفسه وعليها" لانه عليه السلام كان يقبل رأس فاطمة وقال عليه السلام "من قبل رجل امه فكانما قبل عتبة الجنة" وان لم يامن ذلك اوشك فلا يحل له النظر والمس كشف الحقائق لابن سلطان والمجتبى الامن اجنبية فلا يحل مس وجهها وكفها وان امن الشهوة لانه اغلظ" (ج ۹ ص ۵۲۸)

ہاں وہ بڑھیا جو مشہات نہ ہو اور شہوت سے پورا اطمینان بھی ہو تو اس سے مصافحہ کرنے کی رخصت ہے در مختار کتاب المحظر والباحة فصل فی النظر والمس میں ہے "اما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها اذا امن" (ج ۹ ص ۵۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد فیض علی مصباحی
 ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

بلند آواز سے صلاۃ و سلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ نماز اور میلاد کے وقت سلام جہری جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے حضور حاضر و ناظر اور رگ جان سے بھی قریب ہلکا، لہذا بلند آواز سے حضور کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا بے ادبی ہے اور بے ادبی حضور کی بارگاہ میں کفر تک پہنچا دیتی ہے، لہذا سلام جہری و سلام سری کیا درست ہے؟

المستفتی: قاری شبیر احمد جوہپوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب نماز یا میلاد شریف کے بعد بلند آواز سے صلاۃ و سلام پڑھنا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اور اسے بے ادبی کہنا اور کفر کی حد تک پہنچانا بڑی جرأت اور شریعت طاہرہ پر افترا ہے۔

زید اگر وہابی ہے تو اس سے کیا شکایت کہ وہابی کا کام ہے شان رسالت میں بے ادبی، گستاخی اور آپ کے ذکر پاک کو روکنا اور اگر وہابی نہیں تو سخت جاہل و بے وقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
(ترجمہ) بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو!
ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“ (سورۃ الاحزاب، پارہ ۲۲، آیت ۵۶)

یہ حکم مطلق ہے، جس کے عموم میں بلند آواز سے صلاۃ و سلام پڑھنا بھی شامل ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مساجد میں بلند آواز سے ذکر بالا جماع مستحب ہے۔ صلاۃ و سلام بھی ذکر ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے ”اجتماع ہو کر ذکر حسن ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، رب عزوجل فرماتا ہے: وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه“ ذکر بجمع صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا مررتہم بربیاض الجنة فارتعوا قالوا وما ربیاض الجنة قال حلق الذکر۔ مگر ایسا جبر جس سے کسی کی نماز یا تلاوت یا نیند میں خلل آوے یا مریض کو تکلیف پہنچے نا جائز ہے اور یہ بھی ممنوع ہے کہ طاقت سے زیادہ جبر کیا جائے، جس سے اپنے دل و دماغ کو صدمہ پہنچے۔ اسی کا نام جبر مفرط ہے۔ (ص ۱۲۶، ج ۹، نصف آخر) زید تو بہ درجوع کرے اور اجماع امت سے جدا راہ نہ چلے کہ اجماع امت سے انحراف جہنم میں جانے کا راستہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: سید نعمان احمد

۲ ربوی الحجہ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بَابُ الْأَدَابِ

آداب کا بیان

بوسیدہ قرآن کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے مسجد میں رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ کسی مسلمان نے بوسیدہ قرآن مجید یا پارے بے حرمتی سے بچانے کے لیے مسجد میں لے جا کر رکھ دیا تو اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟
المستفتی: حافظ وقاری محمد اختر ٹانڈہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب صورت مسئلہ میں اگر اس نے قرآن کریم کو بے حرمتی سے بچانے کے لیے مسجد میں کسی محفوظ جگہ رکھ دیا کہ اس کے بوسیدہ اوراق منتشر ہو کر ضائع نہ ہوں تو اس نے نیک کام کیا کیونکہ قرآن شریف کا ادب و احترام مسلمان پر ضروری ہے۔ ہاں اگر مسجد میں بھی اس کے بوسیدہ اوراق بکھرنے یا ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے۔ اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "المصحف اذا صار خلقاً لا يقرب منه ويخاف ان يضيع يجعل في خرقة طاهرة ويدفن ودفنه اولى من وضعه موضعاً يخاف ان يقع عليه النجاسة او نحو ذلك ويلحد له لانه لو شق ودفن يحتاج الى اهالة التراب اليه وفي ذلك نوع تحقير الا اذا جعل فوقه سقف بحيث لا يصل التراب اليه فهو حسن ايضاً كذا في الغرائب" (ج ۵ ص ۳۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اخبارات و رسائل میں نام پاک یا قرآنی آیات اور کلمات مقدسہ ہوں تو کیا کرے؟
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کاغذ کے ایسے ٹکڑوں کے بارے میں یا حصوں کے بارے

میں جس پر قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہو۔ جس کی تعظیم کرنا ایک مومن پر فرض ہے اگر وہ کہیں گر جائے یا کوڑے کرکٹ میں پڑا ہو نیز اخباروں میں بھی اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام وغیرہ لکھا ہوا آتا ہے کوئی اس اخبار سے لفافے بناتا ہے اور ہر طرح سے اس کی بے حرمتی ہوتی ہے تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ اخبار رسالے یا جریدے جس پر کہ یہ مقدس باتیں لکھیں ہوں کیا ان سب کو احترام اور حفاظت کے ساتھ رکھنا لازمی ہے؟ اگر ایسا کرنا لازم قرار آتا ہے تو اس پر بھی روشنی ڈالیں کہ ایسی صورت میں تو بے شمار اخبار یا رسالوں کے باقیات محفوظ کرنے میں عملی دشواریاں پیش آئیں گی۔ پورے مسئلہ پر مکمل رہنمائی فرمائیں۔ شکر یہ

المستفتی: صلاح الدین، جوپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) جن اخبارات و رسائل میں نام پاک لکھا ہو یا قرآنی آیات یا کچھ اور کلمات مقدسہ جن کی تعظیم و توقیر ضروری ہے۔ اگر یہ مسلمانوں کے ہاتھ آئیں تو ان پر لازم ہے کہ انہیں حفاظت سے رکھیں اگر انہیں پھینک دیں گے تو گنہگار ہوں گے اور چھپوانے والوں پر لازم ہے کہ انہیں اس طرح نہ چھپوائیں ورنہ خود گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو نفوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۴۲۳ھ ۱۲ شعبان المعظم ۸

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بیت الخلا کی دیوار پر داخل ہونے اور نکلنے کی دُعاؤں کا اسٹیکر لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ بیت الخلاء کے باہر یا سامنے کی دیوار پر بیت الخلا میں داخل ہونے اور نکلنے کی دُعاؤں کا

اسٹیکر چسپاں کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: رضوی بھورا، مالیکوٹ، عثمان آباد، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ادعیہ و آیات کی تعظیم ضروری ہے ایسی جگہ لکھنا جہاں بے ادبی ہو جائے نہیں۔ بیت الخلاء

کی دیوار پر دُعاؤں کے اسٹیکر نہ لگائے جائیں کہ یہ مظاہرہ بے حرمتی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو نفوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۴۲۳ھ ۱۲ شعبان المعظم ۸

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایک دوسرے کو مدینہ کہہ کر بلانا کیسا ہے؟

مسئلہ ایک دوسرے کو مدینہ کہہ کر بلانا کیسا ہے؟ المستفتی: اقبال حسین خان، سا کی ناکہ، ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے مدینہ کہنا مباح ہے اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”احتیاط یہ نہیں کہ بے تحقیق بالغ و ثبوت کامل کسی شی کو حرام و مکروہ کہہ کر شریعت مطہرہ پر افتراء کیجئے بلکہ احتیاط اباحت ماننے میں ہے“ اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۹۰) البتہ ایسے مقام پر مدینہ کہنا کہ جہاں اس کے باعث سنت کا ترک لازم آئے مثلاً ملاقات کے وقت پہلے مدینہ کہنا پھر سلام کرنا یا کسی کام کے شروع کرتے وقت پہلے مدینہ کہنا پھر بسم اللہ پڑھنا، اسلامی طریقے کے خلاف ہے اس لیے کہ اسلامی طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے ایسا ہی ماہنامہ اشرفیہ می ۹۹ء میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالقادر رضوی، ناگوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جس جا نماز پر مقدس مقامات کی تصویریں ہوں اس پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

جانماز پر کعبہ شریف گنبد خضریٰ اور بیت المقدس وغیرہ معظم مقامات کی تصویریں بنی ہوتی ہیں انہیں مسجد میں نہ بچھانا چاہیے کہ ان معظم مقامات کی تصویروں پر نمازیوں کے پیر پڑتے ہیں جس سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہے کیا صحیح ہے؟ اس مسئلہ میں شرعی حکم بیان فرمائیں۔ المستفتی: نور محمد خان مائل چورہ، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وہ مصلیٰ جس میں کعبہ شریف، گنبد خضریٰ، بیت المقدس وغیرہ معظم مقامات کے نقشے بنے ہوں وہ ضرور قابل تعظیم ہیں لیکن عرف میں اس پر نماز کے لیے کھڑا ہونا یا بیٹھنا تو ہین نہیں سمجھتے اس لیے ان کا مسجدوں میں بچھانا جائز ہے البتہ اگر یہ سب بعینہ اس جگہ ہوں جہاں نمازی پیر رکھتا ہے تو اس پر نماز نہ پڑھیں کہ اس میں ان معظمت کی بے ادبی ہے جو ہرگز جائز نہیں اس سے احتراز چاہیے کیونکہ علمائے دین نے نقشے کا اعزاز و احترام وہی رکھا ہے جو اصل کار رکھتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں علامہ تاج فاکہانی کی فجر منیر کے حوالہ سے ہے ”وللہ جعلوا الہ من الاکرام والاحترام ما يجعلون للمذوب عنہ“ اور اسی میں علامہ قمر بن احمد

بن علی قاسی قصری کی مطالع کے حوالے سے ہے، وقد استنابوا مثال الفعل عن الفعل وجعلوا له من الاكرام والاحترام ما للمذنب عنه. (ج ۹ نصف اول ص ۱۵۰)

ہاں اگر یہ نقشے فرضی ہوں کسی خاص مسجد و معظمت کے نہ ہوں تو ان پر نماز پڑھنے اور پیر رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد فیصل علی مصباحی
۱۴ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینا کیسا ہے؟

مسئلہ غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا شریف الحسن قادری، ہوزہ، بنگال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن پاک چھونے اور پڑھنے کے لیے خود مسلم کو بھی پاک و صاف اور با وضو ہونا شرط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ" (پ ۲۷ سورہ واقعہ آیت ۷۹) اور اسی کے تحت تفسیرات احمدیہ ص ۴۵۹ پر ہے: "ای لا یمس هذا القرآن الا المطهرون من الاحداث فلا یمسہ المحدث ولا الجنب ولا الحائض والنفساء" ۱ھ

اور غیر مسلم غسل جنابت کا صحیح اہتمام نہ کرنے، نیز عدم اجتناب نجاست کی وجہ سے فقہی نقطہ نظر کے مطابق پاک نہیں ہوتے جیسا کہ تفسیرات احمدیہ ص ۲۹۸ میں "انما المشرکون نجس کے تحت" انما المشرکون نجس لان النجس بفتححتین عین النجاسة ولا نهم لا یطهرون ولا یغتسلون ولا یجتنبون النجاسات فہی ملا بسۃ لہم" ۱ھ

لہذا اگر وہ غسل و طہارت کامل کا اہتمام کریں یعنی شرعی طریقہ پر غسل، وضو کریں اور قرآن مقدس چھوتے اور پڑھتے وقت طہارت کاملہ کا التزام رکھیں تو ان کو قرآن کی تعلیم دی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔ جیسا کہ بقاوی ہندیہ کتاب الکراہیۃ میں ہے: "قال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ اعلم العصرانی الفقہ والقرآن لعلہ یتدی ولا یمس المصحف وان اغتسل ثم مس لا بأس کذا فی الملتقط" ۱ھ (ج ۵ ص ۳۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد ارشد رضا نظامی مصباحی
۱۲ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

ایک ساتھ کئی نعتوں کو ملا کر پڑھنے میں کوئی خرابی تو نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ کچھ نعت خواں اعلیٰ حضرت کے نعتیہ اشعار اور دوسرے شعراء کی نعتیں اچھے انداز میں پڑھتے ہیں، لیکن ان کا انداز یہ ہے کہ ایک نعت کے کسی ایک مصرع میں کئی نعتیں ملا کر پڑھتے ہیں، جیسے اعلیٰ حضرت کی نعت کا ایک مصرع ہے ”حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے“ اس شعر کے ساتھ انہوں نے قصیدہ معراجیہ اور دوسری نعتیں ملا کر پڑھی ہیں، ان کی اکثر نعتوں میں کلمہ جلالت کی تکرار ہے، شرعی نقطہ نظر سے اس طرح نعت پڑھنے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد فیض الرحمن انڈگی، نزد بنواسی تعلقہ سری ضلع کاروار کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب نعت خواں حضرات کا نعت کے ایک مصرع کے ساتھ کئی نعتیں ملا کر پڑھنا جائز و درست ہے کیوں کہ سب میں اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر جمیل ہوتا ہے جو مندوب و مستحسن ہے۔ البتہ جو نعت خواں ذکر کے ساتھ (یعنی اسم جلالت کی تکرار کے ساتھ) یوں پڑھتے ہیں کہ ایک شخص جو خاص طور پر ذکر کی مشق کیے ہوتا ہے وہ ذکر کی ادائیگی کے لیے اس طرح آواز نکالتا ہے کہ سننے والوں کو دف یا اس طرح کا کوئی اور باجانبی کالطف و سرور حاصل ہوتا ہے وہ شریعت کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں کہ یہ ایک بری بدعت ہے جو باجانبی و گناہ ہے۔ پھر ایسی آواز اور ذہن پر دوسرے شخص کا نعت مصطفیٰ پڑھنا بھی بے ادبی و بدعت ہے کہ یہ طرفین کی رضامندی سے ہوتا ہے۔ لہذا جو نعت خواں ایسا کر رہے ہیں ان پر لازم ہے کہ فوراً اس طریقہ نامرضیہ سے باز آکر بارگاہ الہی میں سچے دل سے توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: زبیر احمد مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ ربی الحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابراہیم امجدی برکاتی

قرآن کے بوسیدہ اوراق پل کے اوپر سے دریا میں ڈالنا کیسا ہے؟

مسئلہ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو دریا میں پل کے اوپر سے ڈالنا کیسا ہے۔ کیونکہ دریا کے دونوں طرف جنگل ہی جنگل ہے جس کی وجہ سے پل کے اوپر سے ڈالنا پڑتا ہے؟ بیوقوفوں کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو دریا میں پل کے اوپر سے نہ ڈالا جائے کہ اس میں بے

ادبی ہے بلکہ جہاں پاک زمین ہو وہاں لحد بنا کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ خیال رہے کہ مصحف شریف پر مٹی وغیرہ نہ گرنے پائے اس کے لیے سب سے بہتر قبرستان ہے۔

فتاویٰ رضویہ کتاب المحظر والاباحۃ میں ہے: ”ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہئے۔“ (ج ۹ نصف اول ص ۲۹) فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”المصحف اذا صار خلقاً لا یقرأ منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقۃ طاهرۃ ویدفن ودفنہ اولی من وضعہ موضعاً یخاف ان یقع علیہ النجاسة ونحو ذلك ویلحد له لانه لوشق ودفن یمتاج الی اہالة التراب علیہ و فی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقف بمحیث لا یصل التراب علیہ فهو حسن ایضاً کذا فی الغرائب۔“ (ج ۵ ص ۳۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

دکان کا نام مثلاً مدینہ فٹ ویئر، غریب نواز گارمنٹ وغیرہ ہو تو

اسے کارڈ، بلیٹی وغیرہ پر چھپوا سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ دکان، کارخانہ، کمپنی والے اپنی دکان وغیرہ کا نام متبرک رکھتے ہیں، جیسے غریب نواز گارمنٹ، داتا ریل، مدینہ فٹ ویئر اور تھیلی، کارڈ، بلیٹی میں ان کو چھپواتے ہیں اور ان کو نقصان کی وجہ سے بدل بھی نہیں سکتے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ تھیلی، کارڈ وغیرہ پر ان کو چھپوانے میں کیا کوئی بے ادبی ہے؟
المستفتی: عبدالقادر رضوی، جام نگر، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تھیلی، کارڈ بلیٹی وغیرہ پر اپنی پہچان کے لئے درج بالا نام لکھوا سکتے ہیں، لیکن عربی، فارسی، اردو رسم الخط میں نہ ہو، بلکہ ہندی، گجراتی، انگریزی رسم الخط میں ہو، تاکہ عربی، فارسی حروف کی بے حرمتی نہ ہو۔ فتاویٰ ہندیہ ”کتاب المحظر والاباحۃ“ میں ہے:

لان لتلك الحروف حرمة کذا فی السراجیۃ۔ (ج ۵ ص ۳۲۳)

اور یہ لحاظ اشد ضروری ہے کہ متبرک ناموں میں اسم جلالہ و اسم رسالت نہ ہو کہ ان اسماء کا احترام ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے علمائے کرام نے کارڈ پر تسمیہ کی جگہ ۷۸۶ اختیار کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد علی برکاتی
۲ ربیع الآخر، ۱۴۳۱ھ

قرآن پر یادداشت کے لئے قلم سے نشان لگانا یا تاریخ لکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

طلبہ مکتب میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور اسباق کی یادداشت کے خاطر اساتذہ اپنے قلم سے نشان لگاتے ہیں یا تاریخ وغیرہ تحریر کرتے ہیں۔ زید و بکر دونوں مدرس ہیں زید بکر سے عرض کرتا ہے کہ یہ طریقہ ہزر دئے شرع ادب کے خلاف ہے مگر بکر بولتا ہے کہ چونکہ طلبہ مدرسین کے ذہن کو مغالطے میں ڈالتے ہیں اس لئے یہ ضرورت ہے اور یہ فعل جائز ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی: اقلیم رضا قادری الجامعۃ الرضویہ شمس العلوم منگول پوری دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن کریم کے حاشیہ پر قلم وغیرہ سے نشان بنانا اور یادداشت کے لئے تاریخ ڈالنا شرعاً

جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں جبکہ قرآن اپنا ہوا اور اگر دوسرے کا ہو تو اس کی رضا سے جائز ہے۔

ہاں قرآن پاک کی عبارت پر قلم وغیرہ سے نشان بنانا اور لکھنا ادب کے خلاف ہے۔

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے لایحشیہ شیئاً فی مغاضن فواتحہ و خواتمہ الا اذا اعلم رضا

صاحبہ و لایسودۃ لغیر ضرورۃ حیث یجوز شرعاً و لایمر بالقلم الممدود من الحبر فوق

کتابتہ۔ قرآن کے ابتداء و انتہا میں کچھ بھی حاشیہ نہ لکھے مگر جبکہ صاحب کتاب کی رضا جان لے اور نہ ہی شرعاً

جائز ہونے کی بنا پر بلا ضرورت اس کا مسودہ بنائے اور نہ ہی اس کی کتابت پر قلم چلائے۔ (ص ۲۳۰)

لہذا اساتذہ جو اسباق کی یادداشت کے لئے نیز طالب علم کے مغالطے سے بچنے کے لئے اس کے نسخہ

قرآن کے حاشیہ پر نشان لگا دیتے ہیں یا تاریخ وغیرہ ڈال دیتے ہیں یہ ضرورت کے پیش نظر شرعاً جائز ہے۔

خلاف ادب نہیں اس لئے کہ مدرسین کا طالب علم کے نسخہ قرآن پر نشان وغیرہ لگانا اس کی رضا ہی سے ہوتا ہے۔

البتہ اگر پینسل سے نشان لگائیں تو بہتر ہے۔ لہذا زید کا یہ کہنا کہ قرآن پر نشان لگانا شرعاً خلاف ادب

صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: عبدالرحیم فیضی

۱۸ رجب المرجب، ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ التَّدَاوِي

علاج وغیرہ کا بیان

اعضا کی پیوند کاری جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ دور حاضر میں میڈیکل سائنسز کی ترقی کے باعث اعضا کی پیوند کاری ایک عام سی بات ہو چکی ہے مثلاً گردے، دل، جگر، پھیپھڑے، آنکھیں وغیرہ سرجن تبدیل کر دیتے ہیں اور اس طور پر ہزاروں مریضوں کو صحت مند و تندرست بنایا جاتا ہے لہذا یہ نوع انسانی کی خدمت عظیم بھی ہے اور سماجی فریضہ بھی ہے اور مرض مہلک سے نجات دلانا بھی لہذا آپ حضرات سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب ماہنامہ کنز الایمان میں مشتہر فرمائیں۔
المستفتی: محمد جاوید احمد، پوکھر گونر مدھوبنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کسی انسان کے عضو کو دوسرے انسان کے جسم میں منتقل کرنا ناجائز ہے اس مسئلہ سے متعلق الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں قائم مجلس شرعی کے چھٹے اور ساتویں سمینار میں جلیل القدر علماء اہل سنت کثر، ہم اللہ تعالیٰ نے ایک طویل بحث کے بعد باتفاق رائے جو فیصلہ فرمایا وہ درج ذیل ہے:
سمینار میں یہ بحث سامنے آئی کہ انسان کی جان یا عضو کی ہلاکت جب یقینی یا قریب بہ یقین ہو اور دوسرے انسان کا عضو لگانے سے اس شخص کا شفا یاب ہونا متوقع ہے، جیسا کہ آج کل یہ طریقہ علاج جاری ہے تو شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

مندوبین نے اس پر اظہار خیال کیا کہ دوسرے زندہ انسان کا عضو کاٹ کر استعمال کرنا حالت اضطرار میں بھی جائز ہوتا۔ ہاں مضطر کو اس مقدار میں حرام یا مردار حتیٰ کہ انسانی میت کا گوشت کھانے پینے کی اجازت ہے جب اس کھانے پینے سے اس کی نجات یقینی ہو۔

اس بنیاد پر یہ غور ہوا کہ آج کے تبدیلی عضو والے علاج سے شفا یقینی ہوگئی ہے یا نہیں؟ بعض حضرات

کی یہ رائے سامنے آئی کہ یقینی تو نہیں مگر مظنون بہ ظن غالب ہے۔ اس پر کلام ہوا کہ پھر یہ علاج واجب ہونا چاہیے کہ اگر نہ کرے تو گنہگار ہو جیسے حالت منحصرہ میں حرام نہ کھائے پئے اور مر جائے تو گنہگار ہوتا ہے حالانکہ علاج کا حکم یہ نہیں بلکہ کتابوں میں یہ حکم موجود ہے کہ علاج نہ کرے اور مر گیا تو گناہ گار نہ ہوگا اس لیے کہ علاج سے شفا یقینی نہیں۔

پیوند کاری سے کامیابی کی جو شرح دی گئی ہے وہ ہمارے حق میں اولاً یقینی نہیں۔ ثانیاً یہ شرط بحیثیت مجموعی ہے۔ آپریشن کے مرحلے سے شفا تک گزرنے میں اتنے مراحل ہیں کہ ہر مرحلے پر ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے قطع و یقین کا نہیں۔ پھر بہت سے حریص دنیا طلب اور ظالم و خائن ڈاکٹروں کی زیادتیاں ہیں جن کے ظلم و خباثت اور بے اعتدالی و بے احتیاطی کے واقعات آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف جو عضو عطا کرنے والا تندرست و توانا انسان ہے۔ خاص اس کے حق میں کوئی حاجت و اضطراب نہیں کہ وہ اپنا عضو دوسرے کو دے پھر اسے کیوں کرا جازت ہوگی کہ وہ اپنے عضو کی بے حرمتی یا اس کے خرید و فروخت کا معاملہ کرے، خصوصاً جب کہ وہ اپنے جسم و جان کا مالک بھی نہیں کہ اسے ہبہ کرنے یا بیچنے کا اختیار ہو۔

ان حالات کے پیش نظر عضو انسان سے عضو انسان کی پیوند کاری کے جواز کا حکم بہت مشکل ہے بلکہ بروقت عدم جواز ہی واضح ہے اور ہم اس کا حکم دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام مرتضیٰ رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۱ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ضرورت شدیدہ ہو تو خون دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شریعت اس مسئلہ میں کہ کسی مسلمان مرد و عورت کو اپنا خون دینا

بضرورت شدیدہ جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا جواز کی صورت میں خون دینے کی نشر و اشاعت کرنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد علی اشفاقی حاجی عبداللہ بادروالے باسئی ناگور، راجستھان

بینوا توجروا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مذہب اسلام میں خون حرام اور ناپاک و نجس ہے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے "إِنَّمَا حَرَّمَ

عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ وَاللَّهْمَ یعنی تم پر تو یہی حرام کیا ہے مردار اور خون (پ ۱۳ سور نحل آیت نمبر ۱۱۵) اور فتاویٰ

عالمگیری ج ۱ ص ۳۶ میں ہے:

"كل ما يخرج من بدن الانسان مما يوجب خروجه الوضوء والغسل فهو مغلظ"

و كذلك الخمر والدم المسفوح نجاسة غليظة كذا في فتاوى قاضي خان "۱۱ ملخصاً
 لهذا جب خون حرام و نجس ہے تو بلا ضرورت شرعیہ کسی مسلمان مرد و عورت کو اپنا خون دینا حرام و ناجائز
 ہے اور یہی ہمارے اکابر علمائے اہل سنت کا فتویٰ ہے۔ البتہ اگر ضرورت شدیدہ یعنی خون دیے بغیر ہلاک
 ہو جانے یا ہلاکت کے قریب پہنچ جانے کا یقینی خطرہ ہو تو مقدار ضرورت جائز ہے۔ الاشبہاء میں ہے
 "فالضرورة بلوغه حدا ان لم يتناوله الممنوع هلك او قارب وهذا يبيح تناول الحرام" ۱۱
 نیز فقہ کا قاعدہ کلیہ ہے "الضرورات تبیح المحظورات" ۱۱ (ص ۶۷۱ القاعدة الرابعة الضرر يزال)

یوں ہی اگر ضرورت شدیدہ تو نہ ہو لیکن خون چڑھائے بغیر بڑے حرج و ضرر و مشقت کا سامنا
 کرنا پڑے گا تو بھی اجازت کی گنجائش ہے مگر اس کے لئے خون کی تجارت جائز نہیں نہ ہی اس کا اشتہار و نشر و
 اشاعت کرنا جائز ہے۔ کوشش یہ کرے کہ کوئی صاحب خون مفت میں دے دے تو لے لے اور اگر بغیر دام
 دئے نہ مل سکتا ہو تو بوجہ مجبوری صرف مریض کے حق میں اس کی اجازت ہے دینے والے کو بیچنا ناجائز ہی رہے
 گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالقادر رضوی ناگوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

آپریشن سے وضع حمل کرانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

آج کل عموماً جب حاملہ عورت کے وضع حمل کی مدت قریب ہوتی ہے اور اس کی طبیعت خراب ہوتی
 ہے تو ڈاکٹر حاملہ کے آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آپریشن کر کے بچہ باہر نہ کیا گیا تو بچہ و عورت دونوں کو خطرہ
 ہے۔ اس کے کہنے پر آپریشن کے ذریعے بچہ باہر کیا جاتا ہے، لہذا آپریشن کے ذریعے بچہ خلاص کرنا کیسا ہے؟
 اگر عورت قبل آپریشن انتقال کر جائے تو اس کے شکم میں جو بچہ موجود ہے، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم
 ہے؟ بینواتو جروا۔
 المستفتی: محمد مطیع الرحمن حشمتی، مدرسہ افضل حسین، بزرگاؤں، کانپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر بغیر آپریشن کے بچہ کی پیدائش ممکن ہو اور عورت و بچہ میں سے کسی کی جان کو خطرہ لاحق
 نہ ہو تو ایسی صورت میں آپریشن کرانا ناجائز و حرام ہے کہ اس میں ستر غلیظ کو اجنبی کے سامنے کھولنا پڑتا ہے جو
 از روئے شرع ناجائز ہے، جس کے دیکھنے اور دکھانے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ

دسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لعن الله الناظر والمنظور اليه. (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، ص ۲۷۰)
 یعنی جو شرم کی جگہ کو دیکھے، اس پر بھی اللہ کی لعنت اور جو دکھائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔
 البتہ اگر بغیر آپریشن بچہ کی پیدائش کی کوئی صورت نہ ہو اور عورت یا بچہ کی جان جانے کا خطرہ ہو تو ایسے
 موقع پر ان کی جان بچانے کے لئے تجربہ کار ماہر طبیب کے مشورہ سے آپریشن کرانا جائز ہے کہ اب ضرورت
 شرعیہ منتقل ہے اور ضرورت شرعی کے باعث منظورات مباح ہو جاتے ہیں۔ اشباہ میں ہے:
 الضرورات تبيح المحظورات. (القاعدة الخامسة، ص ۳۰۷)
 ہاں اگر عورت ڈاکٹر ملے تو اس سے آپریشن کرائے، عورت نہ ملے تو بدرجہ مجبوری مرد ڈاکٹر سے بھی
 اجازت ہے۔

اور عورت اگر قبل آپریشن انتقال کر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو حرکت کر رہا ہو تو حکم شرعی یہ
 ہے کہ عورت کے شکم کو بائیں طرف سے چاک کر کے بچہ کو نکال لیں۔ در مختار میں ہے:
 (حامل ماتت وولدها حي) يضطرب (شق بطنها) من الأيسر (ويخرج ولدها) ولو
 بالعكس و خيف على الأم قطع وأخرج لو ميتا وإلا لا كما في كراهة الاختيار. (کتاب
 الجنائز، ج ۲، ص ۲۳۸)

ایسا ہی فتاویٰ ہند یہ ج ۱، ص ۱۵۷ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد انوار الحق قادری
 ۳/ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

عورت مرگئی، بچہ پیٹ میں زندہ ہے تو کیا کرے؟

آپریشن سے وضع حمل کب جائز ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اکثر عورتیں تولد (بچہ پیدا) ہونے میں تھوڑی تکلیف میں ڈاکٹر کے کہنے پر آپریشن کر کر پیٹ سے
 بچہ نکال لیتی ہیں، جبکہ بچہ زندہ ہوتا ہے اور ماں بھی زندہ ہوتی ہے۔ یہ آپریشن کرنا کروانا حرام ہے یا نہیں؟ بہار
 شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے کہ ”عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں
 جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہو اور اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا اور عورت کی

جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔“
المستفتی: از شیخ منور الدین، حبیبی سنی لائبریری (اڑیسہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر بچہ رحم مادر میں پھنس جائے اور بغیر آپریشن کئے بچہ کے زندہ پیدا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئے، نیز اس سلسلہ میں حازق و ماہر ڈاکٹر اپنے تجربات کی روشنی میں آپریشن ہی کرانے کا مشورہ دے کہ بغیر آپریشن کئے بچہ زندہ پیدا نہیں ہو سکتا تو ایسی صورت میں آپریشن کرانا جائز و درست ہے کہ اس صورت میں بچہ کی جان بچانے کی ضرورت شرعیہ متحقق ہے اور ضرورت شرعیہ کے وقت ممنوعات بقدر ضرورت مباح ہو جاتے ہیں۔
جیسا کہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے

”الضرورات تبیح المحظورات۔“

(ترجمہ) شرعی ضرورتیں ممنوعات کو مباح بنا دیتی ہیں۔

اور اگر ایسی وقت و مجبوری کا سامنا نہ ہو بلکہ بچہ زندہ پیدا کرنا ممکن ہو، لیکن ڈاکٹر کچھ مشقت سے بچنے یا اپنی فیس بڑھانے کے لئے آپریشن کا مشورہ دے تو اس صورت میں آپریشن کرانا جائز و حرام ہے کہ بلاوجہ شرعی اپنی شرم گاہ کو اجنبی کے سامنے کھولنے پر رضا ہے، ساتھ ہی اس میں اذیت بھی ہے اور ارضاعت مال بھی۔
سائل کے سوال سے پتہ چلتا ہے کہ سائل نے بہار شریعت کی منقولہ عبارت کی روشنی میں یہ سمجھ رکھا ہے کہ کسی بھی حال میں آپریشن کرانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بہار شریعت میں جو تحریر فرمایا ہے ”اگر بچہ زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ جب زندہ ہو تو بچہ کو کاٹ کر نہ نکالا جائے کہ یہ قتل نفس ہے، جس سے قرآن پاک میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔

جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

لو كان حيا لا يجوز تقطيعه لان موت الأمر به موهوم فلا يجوز قتل آدمي حي لا ممر موهوم. ۱۱۔ (ج ۳، ص ۱۴۵، باب صلوة الجنائز)

اور آپریشن کے ذریعہ پیدائش کرانے میں بچہ کی جان کی حفاظت ہوتی ہے، جبکہ آپریشن کی شرعی ضرورت پائی جائے، اس میں نہ بچے کا قتل ہے نہ اسے اذیت، اس لئے یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: سید نعمان احمد

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

غیر کی منی رحم میں رکھنا، اس کا مشورہ دینا کیسا ہے؟

اس سے پیدا ہونے والے بچہ کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید کی شادی ہوئے تقریباً دسیوں برس ہو گئے۔ اس کی بیوی سے ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر کے ذریعے معلوم ہوا کہ کمی زید کے اندر ہے، بعدہ انجینئرنگ سے تعلق رکھنے والے زید کے دوستوں نے اسے مشورہ دیا کہ آج کل سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ سائنس مشین کے ذریعے کسی دوسرے مرد کی منی کو عورت کے رحم میں ڈال دیتی ہے اور عورت کا بچہ پیدا ہو جاتا ہے، لہذا تم بھی اس طرح کرو۔ زید نے ایسا ہی کیا اور تقریباً دس ماہ بعد اس کی بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ فعل کہ دوسرے شخص کی منی کو اپنی عورت کے رحم میں رکھوانا کیسا ہے اور جو بچہ پیدا ہوا، اس کا کیا حکم ہے اور زید کے دوستوں کا اس طرح کا مشورہ دینا کہاں تک درست ہے؟
مدلل جواب تحریر فرمائیں۔ المستفتی: از محمد منظر قادری، معلم دارالعلوم وارشیہ، گومتی نگر، لکھنؤ (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اپنی عورت کے رحم میں کسی دوسرے شخص کی منی کو رکھوانا بڑی بے حیائی و بے غیرتی کی بات ہے اور یہ مختلف وجوہ سے ناجائز و حرام ہے۔ اولاً، اس کے لئے مرد کو ہاتھ سے منی نکالنا پڑتا ہے اور یہ حرام ہے۔ ہاتھ سے منی نکالنے کے متعلق سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: یہ فعل ناپاک حرام و ناجائز ہے۔ اللہ جل و علانی اس حاجت کے پورا کرنے کو صرف زوجہ و کنیز شرعی بنائی ہیں اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ:

فَمَنْ اهْتَلَىٰ وَرَأَىٰ ذٰلِكَ فَاَوْلٰیٰکَ فَاَوْلٰیٰکَ هُمُ الْغَدُوْنَ ۝

یعنی جو اس کے سوا اور کوئی طریقہ ڈھونڈے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذاکح الیٰد ملعون۔ جلق

لگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، کتاب المحظور والاباحۃ، ج ۹، ص ۸۰ نصف اول)

ثانیاً، سائنسی مشین (ٹیسٹ ٹیوب) کے ذریعہ مرد کی منی کو عورت کے رحم میں منتقل کرنے کا عام

طریقہ یہی ہے کہ دوسرا کوئی مرد یا کوئی دوسری عورت استعمال کرتی ہے اور اس میں عورت کے ستر غلیظ کو کھولنا اور

اندام نہانی کو دیکھنا اور چھونا پڑتا ہے اور بلا ضرورت شرعیہ کسی عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ کسی دوسری عورت کی

شرم گاہ کو دیکھے یا چھوئے۔ حدیث شریف میں ہے:

لعن الله الناظر والمنظور اليه۔

یعنی جو شرم کی جگہ کو دیکھے، اس پر بھی اللہ کی لعنت اور جو دکھائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔ (مشکوٰۃ)

شریف، کتاب النکاح، ص ۲۷۰)

مسلم شریف میں ہے:

عن أبي سعيد الخدري عن أبيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا ينظر

الرجل الى عورة الرجل ولا المرأة الى عورة المرأة۔

یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کی اور کوئی عورت کسی عورت کی شرم گاہ نہ دیکھے۔ (کتاب الطہارۃ،

باب تحريم النظر الى العورات، ج ۱، ص ۱۵۴)

ثالثاً، اجنبی مرد کا مادہ تولید اجنبی عورت کے رحم میں پرورش کے لئے رکھنا بھی جائز نہیں کہ عورت کا رحم

اس کے شوہر کے لئے محل زرع ہے نہ کہ غیر کے لئے۔ حدیث شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: لا یحل لامری مؤمن یومن باللہ وبالیوم الآخر أن ینسقی ماء خدر غیرہ

یعنی مسلمان جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کا پانی

دوسری کی کاشت کو سیراب کرے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاستبراء، ص ۲۹۰)

معلوم ہوا کہ اجنبی مرد کی منی کو اپنی عورت کے رحم میں رکھنا شرعاً کسی بھی اعتبار سے جائز نہیں ہے کہ

حرام و گناہ ہے۔ (ماخوذ از خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام)

اور زید کے دوستوں کا یہ کہنا کہ سائنس مشین کے ذریعہ بچہ پیدا کرتی ہے، محض جہالت ہے۔ سائنس

کی کیا مجال کہ بچہ پیدا کرے، تخلیق اللہ رب العزت کی صفت ہے اور وہی تخلیق کلی و جزوی کا مختار کل ہے۔ اس

کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (الرعد، پ ۱۳، آیت ۱۶)

(ترجمہ) تم فرماؤ اللہ (ہی) ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

اور فرماتا ہے:

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُوْنَ ۝ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ

الْخٰلِقُوْنَ ۝ (سورۃ الواقعة، پ ۲۷، آیت ۵۷، ۵۸، ۵۹)

(ترجمہ) ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو کیا تم اس کا

آدی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ (کنز الایمان)

لہذا زید اس کی زوجہ اور زید کے وہ دوست جنہوں نے غلط مشورہ دیا سب گناہ گار ہوئے۔ تو یہ وہ استغفار کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہیں۔ اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ثابت النسب ہوگا، اس کا مانا جائے گا، جس کی زوجیت میں یہ عورت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

الولد للفرأش وللعاهر الحجر۔ (مسلم شریف، ہاب الولد للفرأش، ج ۱، ص ۷۰، ۷۱، ۷۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد انوار الحق قادری
۸ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

پوسٹ مارٹم کرانا کیسا ہے؟

مسئلہ شریعت میں پوسٹ مارٹم کرانے کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالستار خان، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پوسٹ مارٹم کرانا جائز ہے کہ اس میں تکریم انسانی کے خلاف عمل ہے۔ جب کہ انسان مخلوقات میں سب سے افضل و اکرم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَخَلَقْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا" یعنی اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی۔ اور ان کو خشکی تری میں سوار کیا۔ اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور انہیں بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔ پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۷۱ آیت ۷۰) پوسٹ مارٹم میں میت کے جسم کو تکلیف دینا اور اسے ایذا پہنچانا ہے اور اگر میت مسلم ہو تو یہ ایذائے مسلم کی وجہ سے حرام و گناہ ہے قال اللہ عزوجل: الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا بِمَا كَتَبْنَا لَهُمْ فَنَدِمْنَا أَنَّهُمْ لَكَاِبُونَ" یعنی جو لوگ مسلمان مردوں عورتوں کو ناحق تکلیف پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور واضح گناہ کا بوجھ اٹھایا" (پ ۲۲ سورہ احزاب ۳۳ آیت ۵۸)

اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "من اذى مسلماً فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله" (کنز العمال ص ۱۰، ج ۶، حدیث ۷۰۳، ۷۰۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جوہپوری
۱۰ ربیع النور ۱۴۲۳ھ

بَابُ اللَّهْوِ وَاللَّعِبِ

کھیل کود کا بیان

کیا چشتی اور اشرفی سلسلہ میں مزامیر کے ساتھ قوالی جائز ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ

زید کہتا ہے کہ مزامیر کے ساتھ قوالی چشتی اور اشرفی سلسلہ میں کرنا اور سننا جائز ہے اور ان سلسلوں کے بڑے بڑے بزرگ بھی سنتے تھے تو سوال یہ ہے کہ شریعت میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننا کس کس سلسلہ میں جائز ہے؟ کیا سب سلسلوں کی شریعت علیحدہ علیحدہ ہے اگر نہیں تو ایسا کہنے والے پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ اور بزرگوں پر الزام لگانا کیسا ہے؟ بینو اتوجروا المستفتی: پھیل شبیر، علی رضوی، دیارہ، ضلع بھروچ، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا کہنا ہے کہ مزامیر کے ساتھ قوالی چشتی اور اشرفی سلسلہ میں کرنا اور سننا جائز ہے یہ اس کی سخت غلطی ہے اور محبوبان خدا و اکابر سلسلہ چشتیہ و اشرفیہ کے اقوال کو جھٹلانا اور ان پر تہمت لگانا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "قال رحمة الله تعالى السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد اليه والجلوس عليه وهو الغناء والمزامير سواء وجوزة اهل التصوف واحتجوا بفعل المشايخ من قبلهم قال و عندى ان ما يفعلونه غير ما يفعله هؤلاء" (مخلصاً ص ۵۲ ج ۵)

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں "کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے، اقرار لائے، اصرار سے باز آئے، لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے، اپنے لیے حلال کو حرام بنالے، پھر اس پر بس نہیں بلکہ محاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان خدا و اکابر سلسلہ عالیہ چشتیہ قدس سرہم کے سر دھرتے ہیں، نہ خدا سے خوف، نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الہی، سیدی و مولائی، نظام الحق والدین، سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ و عنہم و عنابہم "فوائد القواد شریف" میں فرماتے ہیں

مزامیر حرام است“ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۹ ج ۹ نصف اول)

اور شہزادہ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”مزامیر مطلقاً حرام ہیں نہ صوفی کو حلال نہ غیر صوفی کو“ اھ ملخصاً (فتاویٰ مصطفویہ ص ۶۳۱) اور تحریر فرماتے ہیں: ”بعض متصوفہ خصوصاً مریدان سلسلہ چشتیہ نے یہ ظلم ڈھایا اور نیا ستم برپا کیا ہے کہ زبردستی مزامیر کے جواز کا باطل دعویٰ کر لیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ جو چشتی ہو جائے اسے مزامیر حلال ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم گویا چشتیوں کی شریعت اور ہے اور سلاسل کی شریعت اور۔ والعیاذ باللہ۔

حضور پر نور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والشریعت والطریقۃ والدین محبوب الہی قدس سرہ العزیز ”سیر الاولیاء“ میں فرماتے ہیں: ”کہ اباحت سماع کے لیے چند چیزیں درکار ہیں۔ مسموع، مستمع، مسموع وآلہ سماع یعنی قوال پورا مرد ہو، امر دنہ ہو، عورت نہ ہو، مستمع سننے والا یا خدا سے خالی نہ ہو، مسموع وہ چیز جو گائی جائے فحش و مسخری نہ ہو، اور آلہ سماع مزامیر جیسے چنگ و رباب وغیرہ اس سے مجلس پاک ہو۔ صوفیوں کو خصوصاً چشتیوں کو حلت مزامیر کی باطل دستاویزیں دینے والے آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ حضور سلطان المشائخ، سید الصوفیہ، سردار چشتیاں نے کہیں صوفیوں چشتیوں کا حکم علیحدہ بیان کیا کہ سماع کے اباحت کی جو یہ شرطیں ہیں وہ غیر صوفیہ کے لیے ہیں اور چشتیوں صوفیوں کے لیے آزادی ہے ان کے لیے مطلقاً حلال ہے؟

اللہ اکبر! چشتیت کا دعویٰ اور حضور سلطان المشائخ کے خلاف فتویٰ“ اھ ملخصاً (فتاویٰ مصطفویہ ص ۶۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علیہی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابراہیم امجدی برکاتی

کرکٹ میچ کھیلنا، دیکھنا اس میں دلچسپی رکھنا کیسا ہے؟ ورزش کے طور پر کھیلے تو؟

مسئلہ کرکٹ میچ کھیلنا دیکھنا اور اس سے دلچسپی رکھنا کیسا ہے؟ اور اگر ورزش کے طور پر کھیلتے ہیں تو؟

المستفتی: محمد فاروق، مقام وپوسٹ راوت سرہنومان گڑھ، راجستھان

الجواب کرکٹ یا اس طرح کا کوئی کھیل اگر لہو ولعب کے طور پر کھیلے تو حرام و گناہ ہے اور اس سے

اجتناب واجب، چنانچہ قرآن حکیم فرماتا ہے ”وَمِنَ الثَّائِبِ مَنْ يُشَاكِرُ بِهَا لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ

سَبِيلِ اللَّهِ بَعْدَ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ“ (سورہ لقمان پ ۲۱ آیت ۶)

اس آیت کی تفسیر میں امام نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”عن ابن عباس انه قال لہو الحدیث کل

لهو ولعب وترنمات و فضول كلام قوله ليضل عن سبيل الله اى ليعرف الناس عن دين الله بغير علم اى بلا حجة ولا برهان ويتخذها هزوا اولئك يعنى يستهزى بكتاب الله. ۱۳۰
 جس طرح کھیلنا حرام ویسے ہی دیکھنا بھی حرام ہے۔ چنانچہ امام صدر شہید حسام الدین عمر سمرقندی ایک حدیث نقل فرماتے ہیں "عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال استماع الملاهى معصية والجلوس عندها فسق والتلذذ بها كفر" ۱۳۱ ایسا ہی کافی میں ہے۔

ترمذی شریف میں ہے "كل ما يلهو به الرجل المسلم باطل الا بقوس وتاديبه فرسه وملاعبته اهله فانهم من الحق" ۱۳۲ (ص ۲۹۳ ج ۱)

اور اگر ورزش کی نیت سے کھیلے تو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ جائز ہے (۱) نماز کے اوقات میں نہ کھیلے (۲) اپنے دینی مشاغل نیز طلب علم سے غافل ہو کر کھیل میں ہی انہماک نہ ہو (۳) ٹورنامنٹ میں حصہ نہ لے (۴) ران اور دوسرے اعضا جن کو چھپانا واجب ہے نہ کھولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد رفیق احمد مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع الآخرہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جوگانا سنے فلم دیکھے لڑکے لڑکیوں پر غلط نظر ڈالے اسے امام بنانا کیسا ہے؟

کیا کرکٹ کھیلنا حرام ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید مولانا ہے مگر گانا سنا ہے کبھی کبھی فلم دیکھتا ہے غلط نظر سے لڑکے لڑکی کی طرف دیکھتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے آدمی کی امامت میں کیا نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
 (۲) عام طور سے مدارس اسلامیہ کے طلبہ تعطیل کے دنوں میں کرکٹ وغیرہ کھیلتے ہیں کیا یہ کھیل کھیلنا حرام ہے؟

المستفتی: محمد آزاد حسین شمیم انوری نقشبندی، جامعہ صادق العلوم شاہی مسجد ناسک شی مہاراشٹر (الہند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) جوگانے کے فحش اشعار اور مخرب اخلاق امور پر مشتمل ہوتے ہیں یا مزامیر پر گائے جاتے ہیں انہیں سنا اور جوان اجنبی عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھنا اور فلم دیکھنا یہ سب افعال حرام و گناہ ہیں ان معاصی کا مادی قاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے لہذا فسق کی حالت میں اس کی اقتداء میں جتنی نمازیں پڑھی

گئیں ان کا اعادہ کیا جائے۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے "ولو قدما و فاسقاً یا ثمون، (ص ۵۱۳) در مختار میں ہے "کل صلاة ادیت مع کراهة التحريم تجب إعادتها" (ص ۳۵۷ ج ۱) ہاں اگر وہ صدق دل سے توبہ کر لے اور اس پر قائم رہے اور اقوال قبیحہ اور افعال شنیعہ سے کلی طور پر پرہیز کرے تو پھر اس کی اقتدا میں نماز درست ہے: حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶) (۲) رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کھیلوں کو روک دیا ہے۔

(۱) کمان سے تیر چلانا (۲) گھوڑے کو ادب دینا۔ ۳۔ زوجہ کے ساتھ ملاعبت کرنا اور ان کے علاوہ سب کھیل حرام ہیں۔ در مختار میں ہے "و کرۃ کل لہو لقلوہ علیہ الصلوۃ والسلام کل لہو المسلم حرام الا ثلاثۃ ملاعبتہ اہلہ و تادیبہ بفرسہ و مناضلتہ بقوسہ" (ص ۳۹۵ ج ۶)

البتہ جس فعل و کھیل سے منفعت جائزہ وابستہ ہو وہ جائز ہے لہذا ریاضت بدنی کی نیت سے کرکٹ وغیرہ کھیل سکتے ہیں بشرطیکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک بدن کا حصہ کپڑے سے ڈھکا رہے اور نماز ضائع نہ کریں مگر لہو و لعب، ہار، جیت کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم کو طاقت و قوت حاصل ہو جائے تو صحیح ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "ہر کھیل اور لعبت فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بے جا ہیں کوئی کم کوئی زیادہ" (ص ۳۴ ج ۹ نصف اول) رد المحتار میں ہے: "فی الجواہر قد جاء الاثر فی رخصۃ المسارعة لتحصيل القدرة علی المقاتلة دون التلہی فانہ مکروہ" (ص ۳۹۵ ج ۶) ایسا ہی بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۳۲ میں بھی مرقوم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد رئیس برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

شادی میں عورتوں کا گاتے ہوئے کلس بھرنے جانا کیسا ہے؟

مسئلہ شادی کی تقریب میں عورتیں گاتے ہوئے کلس یا کسی ٹل وغیرہ پر پانی بھرنے جاتی ہیں جسے عرف میں کلس بھرنا کہتے ہیں۔ کچھ عورتیں پانی بھرنے گئیں تو زید نے کہا کہ مسجد کے ٹل سے پانی بھر لو تو وہ عورتیں مسجد میں گئیں اور اسی گانے بجانے کے ساتھ پانی بھر کر واپس آ گئیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد میں اس طرح سے پانی بھرنا کیسا ہے اور زید پر از روئے شرع کون سا حکم نافذ ہوگا؟ بیٹو اتو جو وا
المستفتی: مولانا شاہ باقر علی قادری۔ درجن پور، ڈاکخانہ دھانے پور نوی ضلع گوٹہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کلس بھرنا ناجائز ہے کہ ناجائز کام پر مشتمل ہے۔ عورتوں کا اس طرح گانا کہ آواز مردوں تک پہنچے حرام و بد انجام ہے اور اس کا قصد اسنا بھی حرام ہے۔ جب عورتوں کو زور سے زمین پر پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں کہ اس سے زینت ظاہر ہوگی تو ان کا گھروں سے بے پردہ نکل کر مسجد تک گاتے ہوئے جانا کس قدر شنیع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَا يَظُنُّ بَنُ إِسْرَائِيلَ أَنَّ جُلُوسَهُمْ لِيُعَلِّمَهُمُ الْكَلِمَةَ مِنَ رَبِّهِمْ" یعنی عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں جس سے زینت ظاہر ہو جائے یعنی ان کے پازیب وغیرہ کی آواز مردوں کے کان میں نہ پہنچے۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "المرأة عورة فاذا خرجت استشر فها الشيطان" ۱ یعنی عورت چھپانے کی چیز ہے، وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے (مشکوٰۃ ص ۲۶۹) فتاویٰ رضویہ میں نوازل امام فقیہ ابواللیث کے حوالے سے ہے: "نغمة المرأة عورة" پھر ردالمحتار میں ہے: لا يجيئ لهن رفع اصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها لما في ذلك استمالة الرجال البهين و تحريك الشهوات منهم و من هذا لم يجز أن توذن المرأة ۱ ملخصاً (ج ۹ ص ۱۳ نصف آخر) باجا بجانا وہ بھی عورتوں کا حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أمرني ربي بمحق المعازف" ۱ (مشکوٰۃ ص ۳۱۸) لہذا عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے اس فعل حرام سے باز آئیں اور زید جس نے عورتوں کو مسجد کے نل سے کلس بھرنے کو کہا اس نے گناہ کیا کہ کلس بھرنا اپنی ہیئت کذائیہ کے ساتھ جیسا کہ اوپر مذکور ہونا ناجائز ہے اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے اور آئندہ غلط کام کی جانب رہنمائی کی جسارت نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے: "من سن في الاسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعد من غير أن ينقص من اوزارهم شيئا رواه مسلم" ۱ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد معراج مصباحی قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ / جمادی الآخرہ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حدیث میں موجود تین کھیلوں کی جگہ کوئی دوسرا کھیل کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ماہنامہ کنز الایمان اگست ۲۰۰۴ء میں ہے کہ "کھیل کی جتنی قسمیں ہیں تین کے علاوہ سب حرام ہیں" چونکہ حدیث شریف میں جن تین قسم کے کھیلوں کا ذکر ہے آج کل ایک کے علاوہ باقی دو قسم تقریباً پائے نہیں

جاتے تو مسلمان لڑکے اس کے بدلے کوئی دوسرا کھیل کھیل سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کھیل سکتے ہیں تو کون سے؟
 المستفتی: عبدالغفار وانی، ہمدانیہ مشن انسٹی ٹیوٹ، مونگلہ ماہ، پلوامہ، کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین کھیلوں (یعنی کمان سے تیر چلانا، اور گھوڑے کو ادب دینا، اور بیوی کے ساتھ ملاعبت) کو جائز قرار دیا ہے بیشک ان کے علاوہ تمام کھیل حرام ہیں۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ اس میں سے کچھ کھیل نہیں پائے جاتے تو ان کی جگہ دوسرے کھیل کھیلے جائیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”ہر کھیل اور عبث فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بیجا ہیں کوئی کم، کوئی زیادہ“ اہ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ص ۴۴، ج ۹، نصف اول) یہاں سے معلوم ہوا کہ جس فعل سے کوئی غرض دین یا منفعت جائزہ وابستہ ہو وہ جائز ہے۔ لہذا ریاضت بدنی اور ورزش کی نیت سے فٹ بال کھیل سکتے ہیں کہ اب یہ صرف کہنے کو کھیل ہے حقیقت میں یہ ایک خاص قسم کی ورزش ہے۔ البتہ اس نیت کے ساتھ یہ لحاظ بھی ضروری ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنے تک بدن کا حصہ کپڑے سے ڈھکا رہے اور نماز ضائع نہ کریں۔ یونہی کشتی لڑ سکتے ہیں، دوڑ لگا سکتے ہیں اور دیگر ورزش وغیرہ کر سکتے ہیں مگر لہو و لعاب کے طور پر نہ ہوں بلکہ اس لئے ہوں کہ جسم میں قوت آئے اور ستر پوشی کے ساتھ ہو اور ہار جیت کے طور پر نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ رد المحتار میں ہے:

”فی الجواہر قد جاء الاثر فی رخصة المسارعة لتحصيل القدرۃ علی المقاتلة دون التلہی فانہ مکروہۃ“ (ص ۳۹۵، ج ۶) ایسا ہی بہار شریعت ص ۱۳۲، حصہ ۱۶ میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام نبی نظامی علیی
 ۲۲ شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

رنگ ٹون میں آیت قرآنی کا سیٹ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

موبائل میں رنگ ٹون کی جگہ آیات قرآنیہ کا سیٹ کرنا کیسا ہے، جب کہ رنگ ہونے پر بعض دفعہ کئی افراد موجود ہوتے ہیں اور اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں۔ آیا سب پر آیات قرآنیہ سننا فرض ہے یا صرف صاحب موبائل پر یا اس کی کوئی اور صورت ہے؟ اسی طرح کالرٹون میں نعت اور آیات قرآنیہ کا اور

جس شادی میں لہو و لعب اور خرافات ہوں اس میں ائمہ و علما کا جانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

شادی بیاہ کی جس تقریب میں ناچ گانا لہو و لعب وغیرہ خرافات ہوں اس میں ائمہ مساجد اور علمائے دین و مشائخ کرام کا شرکت کرنا درست ہے یا نہیں؟ بالخصوص ایسی صورت میں کہ ائمہ و علماء کے اس شادی میں جانے یعنی شریک ہونے سے بھی یہ چیزیں بند نہ ہوں گی۔ المستفتی: محمد عبدالرشید قادری پبلی بھیتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شادی بیاہ کی جس تقریب میں ناچ گانا لہو و لعب وغیرہ خرافات ہوں اس میں اگر ائمہ مساجد و علماء کرام اور مشائخ عظام کی شرکت سے یہ منکرات شرعیہ بند ہو جائیں گے تو جانا واجب اور موجب اجر و ثواب ہے، رد المحتار میں ہے:

”اذا علم انهم یتروکون ذلك احتراماً له فعليه ان يذهب“ ۱ھ

یعنی اگر جانتا ہے کہ میری عزت و عظمت ان کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں جاؤں گا تو وہ منکرات شرعیہ نہ کر سکیں گے تو اس پر جانا واجب ہے۔ (ص ۳۸ ج ۶) فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”وان علم المقتدئ به بذلك قبل الدخول و هو محترم يعلم انه لو دخل یتروکون

ذلك فعليه ان يدخل والا لم يدخل كذا في التمر تاشی“ ۱۵

یعنی اگر مقتدئ صاحب عظمت کو جانے سے پہلے یہ معلوم ہو کہ میں اگر جاؤں گا تو وہ ممنوعات شرعیہ سے باز رہیں گے تو اس پر لازم ہے کہ وہ شریک ہو اور اگر یہ صورت نہ ہو تو نہ جائے ایسا ہی تمر تاشی میں ہے۔

(ص ۳۳ ج ۵)

اور اگر یہ صورت نہ ہو یعنی علمائے کرام کی شرکت کے باوجود یہ سب خرافات بند نہ ہوں گے تو اگر یہ

معلوم ہے کہ جہاں کھانا کھلایا جائے گا وہیں منکرات شرعیہ ہوں گے تو شرکت درست نہیں۔ اللہ رب العزت

ارشاد فرماتا ہے:

”وَ اَمَّا يُنۡسِیۡتَکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقَعۡدُبۡہَ عَلَیۡ الَّذِیۡ کُزِیۡ مَعَ الْقَوٰمِ الظَّالِمِیۡنَ“ ۱۶ھ

اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ (پ ۷ سورہ انعام آیت ۶۸)

اور اگر دعوت کی جگہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ گناہ میں مشغول ہوں

تو شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن شریف میں ہے ”لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰی“ ۱۷ھ یعنی کوئی بوجھ

اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ (پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵) فتاویٰ ہندیہ میں ہے
"ان لم یکن الرجل بحال لولم یجب لامنعہم عن الفسق لا باس بان یجیب
ویطعم وینکر معصیتہم وفسقہم لانہ اجابۃ الدعوتہ واجابۃ الدعوتہ واجبۃ او مندوبۃ
فلا یمتنع بمعصیۃ اقترنت بہا" ۱۷

یعنی اگر کسی شخص کا حال ایسا نہ ہو کہ اگر یہ دعوت قبول نہ کرے تب بھی وہ گناہ اور نافرمانی سے باز
نہیں آئیں گے، تو پھر دعوت کی قبولیت میں کوئی حرج نہیں البتہ ان کے گناہ اور نافرمانی کا انکار کرے کیونکہ اس
نے تو دعوت قبول کی (یعنی خود کوئی خلاف ورزی نہیں کی) اور دعوت قبول کرنا واجب ہے یا مستحب لہذا ایسی
دعوت جس سے گناہ مقترن ہو ممنوع نہیں۔ (ص ۳۲۳ ج ۵)

ہاں اگر علمائے کرام و مشائخ عظام اور ائمہ مساجد کو یہ اندیشہ ہو کہ اتنی شرکت پر بھی عوام ہمیں متہم و
مطعون کریں گے تو نہ جائیں کہ مواقع تہمت سے بچنا چاہئے اور مسلمانوں پر فتح باب غیبت ممنوع ہے کہ حدیث
شریف میں ہے

"قد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کان یومن باللہ وبالیوم الآخر فلا یقفن

مواقف التہم" ۱۸

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ مواقع
تہمت سے بچے۔ (مراقی الفلاح کتاب الصلاة باب ادراک الفریضۃ ص ۲۳۹) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۳۳
ج ۹ نصف اول میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



سجدہ تلاوت کا جواب مطلوب ہے۔ العلم امانة في اعناق العلماء۔

المستفتی: عبدالرؤف متعلم جامعہ عربیہ دوست پور، سلطان پور، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو آلات ایسے ہیں کہ نہ ان کی وضع لہو و طرب کے لئے ہے نہ ان کو عموماً آلات لہو و طرب سمجھا جاتا ہے، ایسے آلات پر قرآن کی تلاوت کا سیٹ کرنا اور اس کا سننا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ آداب تلاوت کی پوری رعایت کی جائے۔ مثلاً جس مجلس میں تلاوت سنی جا رہی ہو وہ مجلس لہو و طرب کی مجلس نہ ہو۔ نہ ہی عام ہوٹلوں اور بازاروں میں کہ ہر طرح کی خرافات ہوتی رہتی ہے۔ ایسی مجالس میں قرآن سننا و سناتا ہے ادبی اور نا جائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ومن حرمة القرآن ان لا یقرأ فی الاسواق و فی موضع اللغو کذا فی القنیة۔
اسی میں ہے:

لا بأس بالقرأة را کباً و ماشیاً اذا لم یکن ذلك الموضع معداً للنجاسة فان کان یکره کذا فی القنیة۔
اسی میں ہے:

یکره ان یقرأ القرآن فی الحمام لانه موضع النجاسات ولا یقرأ فی بیت الخلاء کذا فی فتاویٰ قاضی خاں، ۱۷ (ج ۵، ص ۱۶) فی کتاب الکراہیة اور یہی حکم کالریٹون میں نعت شریف اور آیات قرآنیہ کا بھی ہے اور موبائل کے ذریعہ سنی گئی آیت سجدہ پر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ درمختار میں ہے:

”لا تجب بسماعه من الصدی والطیر۔“
اور اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

”قوله من الصدی) هو ما یجیبك مثل صوتك فی الجبال والصحاری ونحوها کما فی الصحاح (قوله والطیر) هو الاصح ریلعی وغیره۔“ (ج ۲، ص ۵۸۳ فی باب سجد التلاوة)
ایسا ہی فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۳، ص ۲۲۶، رسالۃ الکشف شافیاً حکم فونو جرافیا میں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شاہد رضا ہاشمی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بَابُ الزَّيْنَةِ

زینت کا بیان

داڑھی کو مہندی سے لال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں

کہ داڑھی کو مہندی لگا کر لال کر سکتے ہیں یا نہیں وہ مہندی جو ہاتھوں پر لگائی جاتی ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے نوازیں۔ عنایت ہوگی۔

المستفتی: الحاج تاج محمد، رحمت نگر آربریج پوسٹ سیدم ضلع گلبرگہ، کرناٹک، پن کوڈ: 545222

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مہندی سے داڑھی سرخ کرنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

”غیروا هذا بشئ واجتنبوا السواد“ اہ اسی کے تحت نووی میں ہے۔ ”ومذہبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأة بصفرة او حمرة و یحرم خضابه بالسواد علی الاصح“ اہ (مسلم جلد دوم ص ۱۹۹) فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ”وعن الامام أن الخضاب حسن لكن بالحناء والکتم والوسمة وأراد به اللحية وشعر الرأس“ اہ (کتاب الکراهية الباب العشرون فی الزينة واتخاذ الخادم للخدمة ج ۵ ص ۳۵۹)

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۶۶ نصف اول میں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی

۱۰ ربیع النور ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا حاملہ عورت مہندی لگا سکتی ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ حاملہ عورتیں مہندی لگا سکتی ہیں یا نہیں؟

عام طور سے دیکھا اور سنا گیا ہے کہ حاملہ عورتوں کو مہندی لگانے سے منع کیا جاتا ہے۔
المستفتی: محمد عرفان ایڈووکیٹ، مالیگاؤں، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ایام سوگ کے علاوہ عورت جب چاہے مہندی لگا سکتی ہے خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ کوئی حرج نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم فرمایا ہے تاکہ عورتوں کے ہاتھوں کا درندوں، مٹھنوں اور مردوں کے ہاتھوں سے امتیاز ہو سکے حدیث شریف ہے:

عن عائشة أن هنداً بنت عتبة قالت: يا نبي الله بايعني قال: لا أبايحك حتى تغيري كفيك كأنهما كفاسبع. (السنن لابن داود، ج ۲ ص ۷۴ باب في الخضاب للنساء)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عقبہ نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے بیعت کر لیجئے فرمایا تجھے بیعت نہیں کروں گا جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے (یعنی مہندی لگا کر ان کا رنگ نہ بدلے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہو رہے ہیں (عورتوں کو چاہیے کہ ہاتھوں کو رنگین کر لیا کریں) ۱۱
دوسری حدیث ہے: "عن عائشة قالت: أومأت امرأة من وزراء سيئر بئديها كتاب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم يدها فقال: ما أدريني أيدو جمل أم يدها امرأة؟ قالت: بل يدها امرأة قال لو كنت امرأة لغيرت أظفارك يعني بالحياء" (السنن لابن داود ج ۲ ص ۷۴ باب الخضاب للنساء)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دینا چاہا۔ حضور نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا کہ معلوم نہیں کہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے اس نے کہا عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا کہ اگر عورت ہوتی تو ناخن کو مہندی سے رنگے ہوتی۔ ۱۱

مذکورہ بالا احادیث مہار کہ سے مہندی کے لگانے کا حکم مطلقاً ثابت ہے اور حالت حمل میں نہ لگانے پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے علاوہ سوگ والی عورت کے۔ لہذا حاملہ ہو یا غیر حاملہ دونوں کو مہندی لگانا جائز ہے بلکہ بیعت تکمیل حکم رسول اور برائے سنگار و زینت خاوند ہو تو مستحسن بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد آصف ملک علیی
۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

مسئلہ سے لاعلمی میں دھات کا زیور پہننے تو گنہگار ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ جن عورتوں کو علم نہ ہو کہ سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے زیورات پہننا منع ہے وہ نہیں تو کیا گنہگار ہوں گی؟ المستفتی: صفری بشیر قادری، سکندر نگر دربار کالونی احمد نگر جدید پورہ (مہاراشٹر)
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) شریعت میں جہالت عذر نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے "طلب العلم فريضة على كل مسلم" اور ایک روایت میں "مسلمة" کا لفظ بھی وارد ہے "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے" (سنن ابن ماجہ ص ۲۰)
اس حدیث شریف کے تحت علامہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "علم سے بقدر ضرورت مسائل شرعیہ مراد ہیں، لہذا روزے، نماز کے مسائل ضرور یہ دیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، حیض و نفاس کے ضروری مسائل ہر عورت پر تجارت کے مسائل ہر تاجر پر حج کے مسائل حج کو جانے والے پر فرض عین ہیں" (مراۃ المناجیح ج ۱ ص ۲۰۲)

لہذا ہر شخص کو اتنا علم ضروری ہے کہ کم از کم ضروریات زندگی میں پیش آنے والی ہر چیز کے بارے میں یہ جان سکے کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے اس لیے نہ جانا عذر نہیں ہے۔

سونے، چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات پہن کر جو نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ سب مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہوئیں ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ درمختار باب صفة الصلوة میں ہے "کل صلاة اذیت مع کراهة التحريم تجب اعادةها" (ج ۱ ص ۳۵۷)

لہذا سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات استعمال کرنے والی عورتیں ضرور گنہگار ہیں وہ توبہ و استغفار کریں اور آئندہ اس قسم کے زیورات کے استعمال سے پرہیز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد نیاز احمد برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

بالوں میں کلب لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:
عورتوں کا اپنے بالوں میں کلب لگانا کیسا ہے؟ بینواتو جروا۔
المستفتی: سید شان محمد، متعلم مدینۃ العربیہ دوست پور، سلطان پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات مثلاً لوہا، تانبا، پتیل، رانگا، جستہ وغیرہ عورتوں کے لئے بھی ناجائز و حرام ہے۔ درمختار میں ہے:

ولا يتختم الا بالفضة لحصول الاستغناء بها فيحرم بغيرها كحجر وذهب وحديد وصفر وورصاص وزجاج وغيرها، اھ ملخصاً. (ج ۹، ص ۵۱۷ فی کتاب الحظر والاباحۃ)

اور کلب جس کو عورتیں اپنے بالوں میں لگاتی ہیں اس کا استعمال جائز ہے کہ کلب خالص زیور نہیں اس کو صرف زینت کے لئے نہیں لگایا جاتا، بلکہ اس کا مقصد بالوں کو یکجا کرنا اور یکجا رکھنا ہے، پھر اسے بالوں میں لگانا، لبس یعنی پہننا نہیں ہے اور لبس ہی ممنوع ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے: سونے چاندی کے بٹن اس وجہ سے جائز ہیں کہ یہ ملبوس نہیں ہیں، بلکہ توابع لباس سے ہیں، لہذا دوسری دھات کے بٹن بھی اسی علت مشترکہ سے جائز ہیں کہ دوسری دھاتوں کا پہننا منع ہے، بلکہ ان کا حکم سونے چاندی سے اخف ہے کہ سونے چاندی کا استعمال صرف ایک مخصوص صورت کے علاوہ مطلقاً ناجائز ہے اور دوسری دھاتیں سوا پہننے کے ہر طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ ان کے برتنوں میں کھاپی سکتے ہیں۔ سرمہ دانی، سلائی، تیل وغیرہ کی پیالیاں، قلم دوات وغیرہ تمام اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اھ (ج ۴، ص ۲۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہد رضا ہاشمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مرد و عورت کا بالوں میں کالی مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بالوں میں مرد و عورت کو کالی مہندی لگانا کیسا ہے؟ زید جو کہ عالم دین ہے اس نے کہا کہ کالا خضاب لگانا جائز ہے تو زید کے لئے حکم شریعت کیا ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

المستفتی: محمد آزاد، حیات سنچ ٹائڈ، ضلع امبید کرگر پولی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جہاد کے علاوہ عام حالات میں بالوں کو سیاہ کرنا حرام و گناہ ہے خواہ کالی مہندی سے سیاہ کیا جائے یا کسی اور کیمکل وغیرہ سے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سبکون قومہ یغضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة

الحجۃ - ۱۰۱

آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے (ابوداؤد شریف ص ۵۷۸، ج ۲۔ کتاب الترجل، باب ما جاء فی خضاب السواد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غیروا هذا بشئ و اجتنبا السواد۔" اہ ان کو (بالوں کو) کسی چیز سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے بچو۔ (مسلم شریف ص ۱۹۹، ج ۲۔ کتاب اللباس و الزینة ابوداؤد شریف ص ۵۷۸، ج ۲ کتاب الترجل / باب فی الخضاب) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ان الله لا ينظر الى من يخضب بالسواد يوم القيامة" اہ جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ (کنز العمال ص ۶۷۱، ج ۶) آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "من خضب بالسواد سود الله وجهه يوم القيامة" جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کا منہ کالا کرے گا۔ (کنز العمال ص ۶۷۱، ج ۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الصفرة خضاب المؤمن و الحمره خضاب المسلم و السواد خضاب الكافر" اہ زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔ (کنز العمال ص ۶۶۸، ج ۶) اس کے متعلق بکثرت احادیث ہیں تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ: "حك العيب في حرمة تسويد الشيب" کا مطالعہ کریں۔

رد المحتار میں ہے:

"قوله و يكره بالسواد اي لغير الحرب قال في الذخيرة: اما الخضاب بالسواد للغزو ليكون اهيب في عين العدو فهو محمود بالاتفاق و ان ليزين نفسه للنساء فمكروه و عليه عامة المشايخ" اہ (ص ۴۲۲، ج ۶)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"اتفق المشايخ رحمهم الله تعالى ان الخضاب في حق الرجال بالحمره سنة و انه من سيئات المسلمين و علاماتهم و اما الخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون اهيب في عين العدو فهو محمود منه اتفق عليه المشايخ رحمهم الله تعالى و من فعل ذلك ليزين نفسه للنساء و ليحبب نفسه اليهن فذلك مكروه و عليه عامة المشايخ" اہ

(ص ۳۵۹، ج ۵)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے جس کی

حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطقہ "اھ (ص ۳۰، ج ۹ نصف اول) اسی میں ہے: "سیاہ خضاب حرام ہے عورت زیادہ اس کی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو جب اسے یہ امور تغیر خلق اللہ کے سبب حرام و موجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولیٰ" اھ ملخصاً (ص ۱۹۱، ج ۹ نصف آخر) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری منظری

۲۳ رذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْعِلْمِ وَالتَّعْلِيمِ

علم اور تعلیم کا بیان

کرچن اسکول میں جس میں ٹائی شرط ہے انگریزی تعلیم دلانا

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ دور حاضر میں کرچن اسکولوں میں انگریزی تعلیم دلانا کیسا ہے جب کہ ان اسکولوں میں ٹائی لگا کر تعلیم حاصل کرنا شرائط میں داخل ہے۔ لیکن اس اصول کو جاننے کے بعد اکثر مسلمان جو ذی ثروت ہیں ان میں اپنے بچوں کا داخلہ کراتے ہیں تو ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بیٹو اتو جروا۔
المستفتی: محمد انیس لطفی ساکن رموا پورکلاں، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بغیر حاجت شرعیہ کے برغبت نفس ٹائی لگانا ناجائز و گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”جو بات کفار یا بد مذہبان اشرار یا فساق فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار مطلقاً ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرور ان سے تشبہ ہوگا اسی قدر منع کو کافی ہے“ اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۱۸ نصف آخر)
اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بد انجام ہے نہایت بد کام ہے، وہ کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والا کرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سولی دیئے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جانے کی والعیاذ باللہ“ اھ (فتاویٰ مصطفویہ ص ۵۲۶)

لہذا جن انگریزی اسکولوں میں ٹائی لگانا لازمی ہے ان میں بچوں کو تعلیم دلانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”کالج ہو یا اسکول یا مدرسہ اگر اس میں دین اسلام یا

مذہب اہل سنت یا شریعت مطہرہ کے خلاف تعلیم دی جاتی، تلقین کی جاتی ہے تو اس کی امداد بھی حرام اور اس میں پڑھنا پڑھوانا بھی حرام ہے، اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۹۶ نصف آخر) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد نیاز احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عالم کی توہین کرنا، ایسے شخص کو شہ دینا کیسا ہے؟ وعدہ خلافی کرنا کیسا ہے؟

اگر جان کا خطرہ ہو تو جان بچائے یا وعدہ پورا کرے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) شکر اللہ موضع پٹکھولی اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ مسلمان بیان کرتے ہیں اور علمائے کرام کو یہ کہتے

ہیں کہ عالم عالم نہیں بلکہ ظالم ہوتے ہیں عالم مکار و عیار ہوتے ہیں ایسی صورت میں عالم کو ظالم کہنے والے شکر اللہ موضع پٹکھولی پر شرعی قانون کیا نافذ ہوتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) خلیل اللہ موضع جیتی پور نے اپنے دروازے پر جان بوجھ کر عالم کو بھی دعوت دیا اور عالم کو ظالم

کہنے والے شکر اللہ کو بھی خلیل اللہ کے دروازے پر شکر اللہ نے اول فول بکنا شروع کر دیا جب کہ اور لوگ شکر اللہ کو منع کر رہے تھے خاموش رہے۔ لیکن خلیل اللہ ممتاز علی نے شکر اللہ کو شہ دے کر کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو ایسی صورت میں شکر اللہ کو علمائے کرام کی شان میں گستاخ باتوں کو کہلوانے والے خلیل اللہ و ممتاز علی پر شرعی قانون کیا نافذ ہوتے ہیں؟

برادری اپنے ساتھ خلیل اللہ و ممتاز علی کو اپنے تقریبات میں شامل کر سکتی ہے کہ نہیں اور برادری ان کے

تقریبات میں شامل ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۳) عالم کی شان میں گستاخی کے الفاظ سننے کے باوجود گاؤں کا امام وقت اگر خلیل اللہ، ممتاز علی کے

یہاں کھائے پیے میل ملاپ رکھے تو ایسی صورت میں امام وقت کے اوپر شریعت مطہرہ کا کیا قانون نافذ ہوتا ہے، اور امام وقت کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟

(۴) وعدہ خلافی کرنے والے پر شرعی قانون کیا نافذ ہوتا ہے؟ جب کہ وعدہ کرنے والے کی طبیعت

از حد زیادہ خراب ہے، جان و زندگی کا معاملہ ہے تو ایسی صورت میں وعدہ پر عمل کیا جائے گا یا جان بچانے پر؟ جواب عنایت فرمائیں۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی: مولانا غلام زین العابدین و مولانا عبدالرحیم و مولانا محمد جمیل احمد موضع جیتی پور، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲-۳) عالم دین کی توہین کرنا اس لیے کہ وہ عالم دین ہے جب تو صریح کفر ہے اور اگر بوجہ عالم دین اس کی تعظیم کو فرض جانتے ہوئے اپنے کسی دنیوی جھگڑے کے باعث گالی دیتا ہے اور تحقیر کرتا ہے تو سخت فسق و فجور ہے اور اگر بے وجہ علماء سے رنج رکھے جب تو ایسے شخص پر اندیشہ کفر ہے۔ عالم تو عالم کسی عام مسلمان کو ذلیل کرنا اور اس کی توہین کرنا حرام ہے، حدیث پاک ہے "من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ" یعنی جس نے کسی مسلم کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت دی" (کنز العمال، ص: ۱۰، ج: ۱۶)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ حکم عام مسلمانوں کے ذلیل و رسوا کرنے کا ہے، اور عالم دین چوں کہ مذہبی پیشوا و مقتدا ہے اس کو ذلیل کرنا اور زیادہ اشد ہوگا، بلکہ بعض علماء نے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے "من قال لعالم عویلہ یکفر" یعنی جو کسی عالم کو ملانا یا مولو یا کہے وہ کافر ہو جائے گا" (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲)۔ جب میثدہ تصغیر سے پکارنے کا یہ حکم ہے تو علمائے کرام کو ظالم، مکار، عیار کہا اور زیادہ سخت حکم رکھتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہمہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ "عالم کو اس لیے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کفر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا ہے تحقیر کرتا ہے تو فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے، خلاصہ میں ہے "من ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر" (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۳۰ نصف اول)

لہذا جس شخص نے بھی علمائے کرام کو ظالم، مکار، عیار کہا اور جس نے کہلویا، یا اس پر راضی ہوا وہ گنہگار مستحق غضب جبار و عذاب نار ہے، ان سب لوگوں پر اور جن لوگوں نے ان کی حمایت کی ہے ان سب پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کریں اور یہ عہد کریں کہ آئندہ کبھی بھی علمائے دین کی شان میں گستاخی نہ کریں گے اور نہ ہی گستاخی کرنے والے سے ربط و ضبط رکھیں گے، اور جن علمائے کرام کی شان میں گستاخی کی ہے ان سے بہت ہی عاجزی و انکساری کے ساتھ معافی مانگیں، اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سب کا سماجی بائیکاٹ کریں۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "پینک ایسے لوگ جنہوں نے عالم دین کی

توبین کی ہے ضرور ایسے ہیں کہ ان سے مقاطعہ کیا جائے اور جب تک توبہ نہ کریں اور اس عالم سے معافی نہ چاہیں اس وقت تک بدستور مقاطعہ جاری رکھا جائے، پھر ہسائگی و قرابت وغیرہ کے خیال سے ایسے فساق و فاجر کی اعانت کرنا اور ان کے ساتھ مواصلت و مشاربت کرنا احکام شرعیہ سے بے پرواہی و سخت بے باکی و کبیرہ و فسق ہے۔“ (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَزْكُرُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (پ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۱۳)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ (یعنی گناہ اور زیادت پر مدد نہ کرو) (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲)

(پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲)

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

”وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ“ (پ ۷ سورہ انعام، آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(پ ۷ سورہ انعام، آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) وعدہ خلافی گناہ ہے مگر جب عذر شرعی ہو اور انسان اس کے پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو اور عذر

کے سبب پورا نہ کر سکے تو عند الشرع وہ شخص مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے گا، حدیث پاک میں ہے:

”إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَمِنْ نَيْتِهِ أَنْ يَفِي لَهُ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِبْ لِلْمِيْعَادِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ“

(مشکوٰۃ شریف، باب الوعد ص ۳۱۶)

اس حدیث پاک کے تحت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ ”قال الأشرف هذا

دلیل علی ان النیة الصالحة یغاب الرجل علیها، ومفهومہ ان من وعد ولم یف من نیتہ ان

یعنی فعلیہ الاثم سواء وفی بہ اولم یف فانہ من اخلاق المنافقین“ (پ ۱۷۰)

(مرقاۃ المفاتیح ج ۹ ص ۱۷۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”جو شخص کسی سے ایک امر

کا وعدہ کرے اور اس وقت اس کی نیت میں فریب نہ ہو بعد کو اس میں کوئی حرج ظاہر ہو اور اس وجہ سے اس امر

کو ترک کرے تو اس پر بھی خلاف وعدہ کا الزام نہیں“ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۸۹ نصف اول)

لہذا جس کی طبیعت زیادہ خراب ہو اور جان جانے کا خطرہ ہو وہ اپنی جان کی حفاظت کرے، اور کہیں

جانے کا وعدہ ہو تو نہ جائے۔ مگر یہ حکم ان صورتوں میں ہے جب کہ مثلاً کسی سے ملاقات وغیرہ کی غرض سے کہیں

آنے جانے کا وعدہ ہو، ورنہ اگر کسی کا اس پر حق ہو اور اسے پورا کرنے کا وعدہ کیا ہو تو اب وہ حکم نہ ہوگا بلکہ وعدہ

پورا کرنا اس پر واجب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جاہل جو علما و مشائخ کی توہین کرتا ہو وہابی کو اسٹیج پر بیٹھاتا اور قراءت کراتا ہو

اس سے تقریر کرنا کیسا ہے؟ علما کی توہین کرنا اور وہابی کو مسلمان سمجھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

کہ ہمارے شہر میں ایک کم لکھا پڑھا لڑکا ہے، وہ کوئی مولوی نہیں ہے اور نہ ہی کسی مدرسے میں پڑھنے گیا اس لڑکے نے اپنے ساتھ کچھ جاہل لڑکوں کو رکھا ہے اور وہ لڑکا عوام میں کہتا ہے کہ علمائے اہلسنت نے کیا کام کیا ہے (دین کا کام تو ہم کرتے ہیں اور یہ بھی کہتا ہے کہ اولیائے کرام کی نیاز کم کرنی چاہیے یہ سب کام نہیں آئے گی۔ یہ لڑکا خاص طور پر علمائے اہل سنت اور پابند شریعت پیروں کی توہین برسر عام کرتے ہوئے کہتا ہے کہ خانقاہوں اور علماؤں نے کیا کیا ہے! صرف اہلسنت و جماعت کو نقصان پہنچایا ہے دین کا کام تو صرف ہم کرتے ہیں۔ اور ابھی ابھی اس نے ایک اسٹیج پر پروگرام کیا جس میں اس نے ایک وہابی مولوی کو بھی اسٹیج پر بٹھایا اور وہابی سے قراءت بھی کرائی۔ اس لڑکے سے اس کا سبب پوچھا تو کہتا ہے کہ یہ سب مسجد پر قبضہ کرنے کے لیے کیا جب سنی عوام نے توبہ کرنے کے لیے کہا تو کہتا ہے تم سب سے جو ہو سکے کر لو چاہے فتویٰ منگوا لو اور جس دن میرے لیے فتویٰ آئے گا دو رکعت نفل پڑھوں گا اور اس وہابی مولوی کو پھر سے دوسرے پروگرام میں اسٹیج پر بٹھاؤں گا اور ابھی ابھی ہمارے شہر میں سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر اس لڑکے نے نیاز نہیں لی اور یہ لڑکا قربانی کی کھالیں بھی جمع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دین کے کاموں کے لیے کرتا ہوں مگر دین کے کاموں میں تو روپیہ نہیں لیے جاتے مگر دو۔ دو ہزار روپیہ کے کپڑے کہاں سے لاتا ہوگا کیا اسے قربانی کی کھال دینا جائز ہے کیا ایسے جاہل کو تقریر کرنا جائز ہے اس کی تقریر سننا اور تقریر کر دانا جائز ہے؟ اس لڑکے کی تعظیم کرنا ہاتھ چومنا جائز ہے؟ جو اس کا ہاتھ چومے اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جس نے وہابی کو اسٹیج پر بٹھایا اور علمائے اہل سنت کی پیروں کی، سیدوں کی توہین کی اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: مبین محمد صادق، دھناتی پارک ۳۳ مین کالونی، بڑوڈہ، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو۔ دوسری یہ ہے کہ وہ سنی ہو اس لیے کہ غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ فاسق نہ ہو کہ واعظ بنانے میں اس کی تعظیم ہے جب کہ فاسق کی توہین واجب ہے تبیین الحقائق میں ہے:

”لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ۱۰۰ھ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ عالم ہو یا ذمہ دار علمائے اہل سنت کی کتابوں سے پڑھ کر سنائے یا زبانی اس کا مضمون صحیح صحیح بیان کر دے اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں تو اسے واعظ کہنے کی اجازت ہے۔“

اور شخص مذکور جب عالم دین ہی نہیں بلکہ وہ علماء کی توہین کرتا ہے وہابی مولوی کو اسٹیج پر بٹھاتا ہے اس سے قراءت کراتا ہے اور آئندہ بھی اس کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے مدعو کرنا اور اپنے منبر پر اس سے تقریر کرنا ہرگز جائز نہیں اسے قربانی کی کھال نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

(۲) شخص مذکور کا عالم دین کی توہین کرنا اگر اس لیے ہے کہ وہ عالم دین ہے جب تو صریح کفر ہے اور اگر بے وجہ انکی توہین کرے تو ایسے شخص پر اندیشہ کفر ہے۔“

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ اگر عالم دین کو اس لیے برا کہتا ہے کہ وہ عالم دین ہے جب تو صریح کفر ہے اگر یوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے۔ گالی دیتا ہے اور تحقیر کرتا ہے تو فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اسکے کفر کا اندیشہ ہے خلاصہ میں ہے **مَنْ أَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ**، ۱۰۰ھ الروض الاذہر میں ہے **الظَّاهِرُ اَنَّهُ يَكْفُرُ** ۱۰۰ھ (ص ۱۳۰ ج ۹)

پھر ہر عالم کو برا وہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا اس کا اپنے کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے اور تکبر کا ٹھکانہ جہنم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِمُتَّكِرِينَ** کیا نہیں ہے ٹھکانہ دوزخ میں تکبر کرنے والوں کا (یعنی ضرور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے) اور اگر یہ خود نمائی اور خود ستائی کے لیے ہے تو بھی گناہ ہے۔ اسے چاہئے کہ صدق دل سے توبہ کرے اور اس سے باز آئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **فَلَا تُكْفُرُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّكَلَىٰ** تو اپنی پاکیزگی بیان مت کرو، وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں (سورہ نجم آیت ۳۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دیوبندی وہابی شان رسالت میں گستاخیاں کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں۔“

علمائے حرمین شریفین اور ہندو پاک کے سیکڑوں مفتیان کرام نے انہیں کافر و مرتد قرار دیا ہے اور صاف فرمایا ہے من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ اس لیے جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے وہ کافر و مرتد ہے۔ یہ لڑکا جال ہے تو ایک دو علمائے اہل سنت کے ذریعہ اس کی تفہیم کرا دی جائے اور دیوبندیوں، وہابیوں کے تعلق سے علمائے اہل سنت کے موقف میں اگر اسے شک ہے تو اسے دور کیا جائے امید ہے کہ حق کو قبول کر لے ورنہ قطع تعلق کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی
 ۷ رذوالحجہ ۱۴۲۷ھ

علماء کی توہین کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟

مسئلہ علمائے کرام کی توہین کرنے والے کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ المستفتی: بشکر اللہ، ندوی، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب عالم دین کی توہین کرنا اس لیے کہ وہ عالم دین ہے کفر ہے اور اگر بوجہ علم دین عالم دین کی تعظیم کو فرض جانتے ہوئے اپنے کسی دنیوی جھگڑے یا شامت نفس کے باعث توہین کرتا ہے تو فسق و فجور ہے اور اگر بوجہ علمائے کرام سے رنج رکھتا ہے تو ایسے شخص پر اندیشہ کفر ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”عالم دین کو اس لیے برا کہتا ہے کہ وہ عالم دین ہے جب تو صریح کفر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا ہے تحقیر کرتا ہے تو فاسق و فاجر ہے، خلاصہ میں ہے من ابغض عالمًا من غلب سبب ظاہر خیف علیہ الکفر ۱۳ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۳۰ نصف اول)

لہذا جس شخص نے بھی علمائے کرام کی توہین کی ہے اور جس نے یہ سب جانتے ہوئے بھی ایسے شخص سے ربط و ضبط رکھا وہ گنہگار مستحق غضب جبار و عذاب نار ہے، ایسے شخص پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے اور یہ عہد کرے کہ آئندہ کبھی بھی علمائے دین کی توہین نہ کرے گا اور جن علمائے کرام کی توہین کی ہے ان سے بہت ہی عاجزی و انکساری کے ساتھ معافی مانگے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کریں۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”بیشک ایسے لوگ جنہوں نے عالم دین کی توہین کی یہ ضرور ایسے ہیں کہ ان سے مقاطعہ کیا جائے اور جب تک توبہ نہ کریں اور اس عالم سے معافی نہ چاہیں اس وقت تک بدستور مقاطعہ جاری رکھا جائے پھر مسائیگی و قرابت وغیرہ کے خیال

سے ایسے فساق و فجار کی اعانت کرنا اور ان کے ساتھ مواصلت و مشاربت کرنا احکام شریعہ سے بے پرواہی و سخت بے باکی و کبیرہ و فسق ہے" اھ (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" اھ یعنی گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو" اھ (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلَا تَزُكُّوا إِلَى الدِّينِ ظَلَمْتُمْ أَفْتَمَسْكُمُ النَّارُ" اھ (پ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۱۳) نیز فرمان باری تعالیٰ ہے "وَأَمَّا يُنْذِرُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" اھ (پ ۷ سورہ انعام، آیت ۶۸) یہ سب حکم اس وقت ہے جب عالم سنی ہو اور ظالم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
۱۲ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سنی مدرسہ مٹانے کے درپے ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ ایک دینی اسلامی سنی مذہبی ادارہ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے مشن کو فروغ دے رہا ہو ساتھ ہی ناخواندہ طبقہ (جو دین شریعت سے بالکل نا آشنا ہوں) کو زیور علم دین سے آراستہ کر رہا ہے اس کی مخالفت اور اس کے مٹانے کے درپے ہونا مدہانت فی الدین اور ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کا مصداق ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب علم دین اسلام کی زندگی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام کی میراث اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے کہ بغیر علم کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔ حدیث شریف میں ہے: "العلم حیاة الاسلام و عماد الدین" یعنی علم اسلام کی زندگی اور دین کا ستون ہے۔ (کنز العمال ص ۶ ج ۱۰) دوسری حدیث میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "العلم میدرائی و میراث الانبیاء قبلی" یعنی علم دین میری اور مجھ سے پہلے جو انبیاء گزر چکے ہیں ان کی میراث ہے" (ایضاً) اور تیسری حدیث میں ہے: "افضل الاعمال العلم بان الله ان العلم ینفعک معہ قلیل العمل و کثیرہ وان الجهل لا ینفعک معہ قلیل العمل و کثیرہ" یعنی اللہ کی ذات و صفات کا علم بہتر عمل ہے۔ علم کے ساتھ تھوڑا اور زیادہ عمل فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ نہ تھوڑا عمل فائدہ دے گا اور نہ زیادہ" اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ: "لکل شیء طریق وطریق الجنة

العلم - یعنی ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ (ایضاً ص ۸۰۱ ج ۱)

لہذا ادارہ مذکورہ اگر واقعی علم دین اور حامی سنت، حاجی بدعت، عاشق رسول اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مشن کو فروغ دے رہا ہو، اور قوم کے ناخواندہ افراد کو زیور علم دین سے آراستہ کر رہا ہو، تو بلاوجہ شرعی اس کو مٹانے کے درپے رہنے والا، اور اس کی مخالفت کرنے والا ظالم و جفا کار اور سخت گنہگار ہے۔ وہ اس حرکت سے باز آئے اور علانیہ توبہ کرے ورنہ مسلمان اس سے قطع تعلق کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَمْسِكْهُمُ النَّارُ“ اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو کہ تمہیں جہنم

کی آگ چھوئے گی۔“ (پ ۱۳ ع ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ ارزو الحجہ ۱۳۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بد مذہبوں کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ بکر جو کہ ایک سنی مسلمان ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ماننے والا غلام ہے اور وہ سنی ادارہ کو چھوڑ کر غیر مسلک کے ادارہ میں پڑھنے کے لیے جاتا ہے جیسے کہ ادارہ کا نام اس طرح ہے ”مدوہ“ ”فرقانیہ“ وغیرہ میں علم حاصل کرنے کے لیے جاتا ہے اور جب کہ علمائے فرمایا ہے کہ دیوبندی، وہابی غیر مقلد یعنی غیر مسلک والوں سے ہاتھ نہیں ملانا چاہیے۔ جب بکر غیر مسلک کے ادارہ میں علم حاصل کرتا ہے تو اس کا استاذ غیر مسلک والا ہی ہوگا اور وہ استاذ کے طور پر عزت و آداب کے ساتھ ہاتھ بھی ملاتا ہے اور ہاتھ کو پوسہ بھی دیتا ہے تو کیا غیر مسلک کے اداروں میں علم حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بکر کے لیے کیا حکم ہے؟ ضروری حوالہ کے ساتھ اس کا جواب تحریر کریں۔

المستفتی: محمد ایوب خان مقام بیر پور، پوسٹ متھرا بازار، ضلع بلرا پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دیوبندی، وہابی، ندوی مذہب، اسلام کے خلاف ایک نیا مذہب ہے، اس مذہب کی بنیاد اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی پر ہے، اس مذہب کے کثیر عقائد کفری ہیں جن کی تفصیل حسام الحرمین، الکوکبة الشہابیة اور سل السیوف الوہابیة میں ہے۔ اس لیے دیوبندی، وہابی مذہب کے پیروکار، کافر، اسلام سے خارج ہیں، ان کے قریب جانا، ان کے ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا اور انہیں اپنا استاذ بنانا حرام ہے کہ بد مذہب کو استاذ بنانے میں ان کی تعظیم و توقیر ہے جو ناجائز و حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "من وقر صاحب بدعة اعان على هدم الاسلام" جو کسی بد مذہب کی توفیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی (کنز العمال ۲۱۹/۱)

فتاویٰ امجدیہ میں شرح مقاصد سے ہے: "ان حكم المبتدع البغض والاهانة والرد والطرد" (ج ۳، ص ۱۷)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال ہوا کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھانا کیسا ہے؟ تو آپ تحریر فرماتے ہیں: "حرام، حرام، حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و جملائے آثام" (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۲۰۷، نصف اول) لہذا بکر پر لازم ہے کہ طلب علم کے لیے کسی سنی صحیح المسلك ادارہ کا انتخاب کرے اور دوبارہ بد مذہبوں کے ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے اور انہیں اپنا استاذ بنانے سے بارگاہ الہی میں صدق دل سے علانیہ توبہ و استغفار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی احسانی
۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایک موضوع روایت سے متعلق سوال

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں۔

زید نے بکر سے کہا کہ ایک دن چند صحابہ کرام نے ایک ایسی چیز یاد لکھا جس کے پورے جسم پر کلمہ اللہ اللہ لکھا تھا مگر وہ چیز یا پاخانہ کھار ہی تھی جس کو دیکھ کر صحابہ کرام کو بڑا تعجب ہوا۔ بقول زید کے صحابہ کرام نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا تو حضور نے جواب دیا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ علماء کرام بھی خلاف شرع حرکتیں کریں گے یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

اس پر عمرو نے کہا زید، تمہارا یہ بیان کہ حضور نے ایسا جواب دیا یہ قلط ہے، ایسی کوئی حدیث نہیں اس لیے تم استغفار کرو اور تجدید اسلام و نکاح بھی، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کو بعض ائمہ نے کفر بتایا ہے۔ اور جس امر کے کفر ہونے میں فقہاء اور علماء کا اختلاف ہو اس کے متعلق فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ایسے امر کا مرتکب استغفار کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح بھی تو زید اور عمرو کے قول میں درست کیا ہے؟ نیز اگر عمر کا قول درست ہے اور زید حدیث ثابت کرنے سے عاجز ہے تو جب تک زید استغفار، تجدید اسلام اور تجدید نکاح نہیں کر لیتا اس وقت تک زید سے مصافحہ معانفہ کرنا کیسا ہے؟ قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بنو اتو جردا۔ المستفتی: محمد شفیق خان قادری، مصطفیٰ خاں کی مسجد، قندھاری بازار لال باغ، کھنڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حدیث مذکور تلاش بسیار کے باوجود میری نظر سے نہ گزری، یہ حدیث موضوع معلوم ہوتی ہے۔ نزہۃ القاری ج ۱ ص ۳۹۲۔ و۔ ۳۹۵ میں ہے ”اور جھوٹی حدیثیں وضع کرنی بہر حال حرام قطعی و اشد کبیرہ ہے، خواہ وہ عقائد کی ہوں خواہ احکام کی خواہ وہ فضائل و مناقب کی ہوں، خواہ ترہیب کی یہ علم ہوتے ہوئے کہ یہ حدیث موضوع ہے اس کے موضوع ہونے کو ظاہر کیے بغیر اسے بیان کرنا بھی حرام ہے۔“

اور بعض ائمہ نے جو اسے کفر قرار دیا ہے تو یہ اس وقت ہے جب کوئی حلال سمجھ کر ایسا کرے، ورنہ صرف حرام و گناہ کبیرہ ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور یہ حقیقت میں اختلاف نہیں، بلکہ ایک شی کی دو صورتوں کا الگ الگ حکم ہے اس لیے زید پر توبہ و استغفار کا حکم تو ہوگا، لیکن اس کے باعث تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم نہ ہوگا اس لیے عمر نے تجدید اسلام کا جو حکم کفر کی بنا پر جاری کیا وہ غلط ہے وہ بھی اس سے توبہ کرے۔

زید یہ ثابت کرے کہ یہ حدیث شریف کسی کتاب میں ہے اگر زید اپنی بیان کردہ حدیث کا ثبوت نہ دے سکے تو اس پر علانیہ توبہ و استغفار لازم ہے، ایسے شخص کے بارے میں بہت سخت وعید آئی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ”عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم فمن کذب علی متعمدا فلیتبعوا مقعدہ من النار“ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کرتے ہوئے ڈرو ما سوائے اس کے جس کا تمہیں علم ہو کیوں کہ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اسے اپنا ٹھکانہ جہنم بنانا چاہیے“ (ترمذی شریف ابواب التفسیر ج ۲ ص ۱۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عالم کسے کہتے ہیں؟ کیا مدارس کے سارے فضلا عالم دین کہلانے کے حقدار

ہیں؟ اور علما کے مناقب ان کے لئے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

- (۱) عالم دین کسے کہتے ہیں یا یہ کہ عالم کی صحیح تعریف کیا ہے؟
- (۲) فی زمانہ مدارس اسلامیہ کی جانب سے بکثرت طلبہ کو عالمیت و فضیلت کی دستار و سند سے نوازا جا رہا ہے۔ کیا یہ سب عالم دین کہلانے کے حقدار ہوتے ہیں؟ علمائے دین کے جو فضائل و مناقب قرآن و

حدیث میں آئے ہیں کیا وہ سب ان پر صادق آتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری پہلی بھینی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۲،۱) عالم دین وہ ہے جو دین کے عقائد اور اعمال سے آگاہ ہو اور اپنی ضرورت کے مسائل خود کتابوں سے نکال سکے اب اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ اپنے علم پر عامل بھی ہو تو وہ وارث نبی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کی شرح میں جس کا ایک جز ان العلماء ورثة الانبیاء ہے تحریر فرماتے ہیں کہ عالم دین سے وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد فرائض و سنن موکدہ کو بجالائے ضروری عبادتیں کرے یعنی بے عمل نہ ہو (اشعۃ اللمعات فارسی ج ۱ ص ۱۵۹) اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں حاصلہ ان العلم یورث الخشیة و هو تلذج التقوی و هو موجب الاکرمیة والافضلیة وفيہ اشارۃ الی ان من لم یکن علیہ كذلك فهو کالجاهل بل هو جاهل۔ یعنی آیت مبارکہ انما یخشى الله من عبادة العلویاء کا خلاصہ یہ ہے کہ علم دین خشیت الہی پیدا کرتا ہے جس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور وہی عالم کی اکرمیت و افضلیت کا سبب ہے اور آیت کریمہ میں اس بات کا اشارہ ہے کہ جس شخص کا علم ایسا نہ ہو وہ جاہل کے مثل ہے بلکہ وہ جاہل ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۱)

اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ علمائے دین کے جو فضائل و مناقب قرآن و حدیث میں آئے ہیں وہ ان علمائے اہل سنت کے لئے ہیں جو اپنے دلوں میں خدا کا خوف و خشیت رکھتے ہوں اور فرائض و سنن موکدہ ادا کرتے ہوں بے عمل نہ ہوں۔ رہی یہ بات کہ مدارس اسلامیہ کے فارغین طلبہ عالم کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں تو فقہاء فرماتے ہیں کہ جو علوم دین کے لئے نفع بخش ہوں مثلاً تفسیر و حدیث اور فقہ و تصوف وغیرہ یا قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے وسیلہ ہوں ان علوم کے جاننے والے عالم دین کہلانے کے حقدار ہیں مگر واضح رہے کہ صرف سند و دستار کوئی چیز نہیں علم ہونا چاہئے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالتاً جیسے فقہ و حدیث و تصوف بے تخلیط و تفسیر قرآن بے افراط و تفریط، خواہ وساطتہ مثلاً نحو صرف و معانی و بیان کہ فی حد ذاتہ امر دینی نہیں مگر فہم قرآن و حدیث کے لئے وسیلہ ہیں اور فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جو خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہو سکتی۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے علم و علماء کے فضائل عالیہ و جلائل عالیہ ارشاد فرمائے۔ انہیں کے حدیث میں وارد ہے کہ علماء

وارث انبیاء کے ہیں۔ انبیاء نے درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنے ورثہ میں چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

اخرج ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ وابن حبان والبیہقی عن ابی حرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔ (فذكر الحديث في فضل العلم وفي آخره) ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت، نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تو بے شک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم و مولوی کا استحقاق ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ و نجوم یا لغو و فضول جیسے قافیہ و عروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ و مساحت بہر حال ان فضائل کا مورد نہیں نہ اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں۔ (ج ۹ نصف اول ص ۱۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد محسن مصباحی

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْكِذْبِ

جھوٹ کا بیان

جھوٹ بولنے غیبت کرنے والے کو امام مؤذن بنانا یا

قدرت کے باوجود اسے نہ ہٹانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت مسئلہ ذیل میں کہ

ایک اسلامی انتظامیہ کمیٹی کے چند عہدیداران اور ممبران ہیں ان پر مسجدوں مدرسوں عید گاہ اور قبرستان وغیرہم کے انتظامات کی ذمہ داری ہے اسی انتظامیہ کمیٹی کے زیر اہتمام ایک مسجد میں زید مؤذن ہے اور امام مسجد کی غیر موجودگی میں وقتاً فوقتاً امامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہے زید میں کچھ عیوب ہیں جیسے جھوٹ بولنا، غیبت کرنا چالوسی کرنا اور جماعت کے لوگوں سے جھگڑا کرنا بکر اس مسجد کا ایک مقتدی ہے جس میں زید مؤذن ہے وقتاً فوقتاً امامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہے بکر زید کے مندرجہ بالا عیوب سے واقف ہے اور ان عیوب پر شرعی گواہ اور ثبوت بھی رکھتا ہے چونکہ معاملہ اذان و امامت و اقامت سے تعلق رکھتا ہے اس لیے بکر نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے انتظامیہ کمیٹی کی خدمت میں زید کے مذکورہ عیوب تحریری شکل میں پیش کر دیئے تاکہ انتظامیہ کمیٹی زید کو مذکورہ عیوب سے پاک ہونے اور توبہ کرنے کی ہدایت کرے مگر انتظامیہ کمیٹی نے اس پر کوئی کارروائی نہیں کی اور اس معاملہ کو دبا کر زید کی غلطیوں پر پردہ ڈال دیا اور خوشی اختیار کر لی اب صورت مسئلہ میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) وہ عہدیداران اور ممبران جو برسر اقتدار رہتے ہوئے شریعت کے خلاف کام کرنے والے زید کو مؤذن بنائے رکھے اور اس سے وقتاً فوقتاً امامت کا بھی کام لئے (جب کہ شریعت کے احکام کے خلاف زید ایسے کام کرتا ہے جس سے اذان اور نماز کی امامت پر فرق پڑتا ہے) تو وہ عہدیداران اور ممبران شریعت کی نظر میں کیا ہیں ان پر شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(۲) زید کے شرعی عیوب پر مشتمل شکایتی خط کو دبا کر رکھنا زید کی حمایت کرنا اس معاملہ میں کوئی فیصلہ نہ کرنا اور مدت پوری ہو جانے پر انتظامیہ کمیٹی کا چارج نئی انتظامیہ کمیٹی کو دیتے وقت شکایتی خط چارج میں نہیں

دیوان تمام افعال کے مرتکب لوگ شرعی مجرم ہیں یا نہیں ایسے لوگوں پر شریعت مطہرہ کیا حکم کرتی ہے ایسے لوگوں کو مستقبل میں کسی اسلامی انتظامیہ کمیٹی کی ذمہ داری سونپنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ایوب خان (آر، آئی) موتی تالاب پارہ جگدل پور، ضلع بستر (چھتیس گڑھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جھوٹ بولنا حرام و گناہ ہے یونہی غیبت کرنا بھی حرام و گناہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے
لَا يَغْتَابَ بَعْضُكُمُ بَعْضًا اِيْحَابًا كَمَا اِيْحَابُ الْاَكْلِ لِحَمِيْنِهِ مَعِيْنًا۔ یعنی تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ (پارہ ۲۶ سورہ حجرات آیت ۱۲) حدیث شریف میں ہے: "ان الكذب فجور" جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۲) جو ان معاصی کا علانیہ مرتکب ہو اسے امام و موذن بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے اس لیے مسجد کے عہدیداران و ممبران پر واجب تھا کہ وہ زید موذن کی اصلاح کرتے اگر وہ اصلاح کو قبول نہ کرتا تو اسے معزول کر دیتے لیکن انہوں نے باوصف قدرت اصلاح نہ کی اس لیے سب کے سب گنہگار مستحق قہر قہار ہوئے جب کہ امام کی طرف منسوب باتیں انہیں بھی معلوم ہوں قرآن کریم میں ہے: "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳) لہذا وہ سب توبہ استغفار کریں جب توبہ کر لیں اور دیانت داری سے کام انجام دیں تو ایسے لوگ آئندہ زمانہ میں کسی بھی اسلامی انتظامیہ کمیٹی کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں اور انہیں ذمہ داری سونپنے میں کوئی حرج نہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے
"التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" (ص ۲۰۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نقیب حضرات غیر متقی مقررین و شعراء کی تعریف

و توصیف کرتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

آج کل کی مروجہ نقابت جو جلسوں میں کی جاتی ہے اکثر نقیب غیر متقی مقررین و شعراء کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں یہ نقابت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مدلل و مفصل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں
المستفتی: عبداللہ رضوی و اصف قادری رمول، کمنول، در بھنگہ بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تعارف میں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ تعارف کرادینا چاہیے کہ سامعین کو خطیب کے بارے میں معلوم ہو جائے ورنہ وہ تقریر سننے کے بجائے باہم پوچھنے لگتے ہیں کہ کون ہیں، لیکن تعارف صحیح اور سچے اوصاف کے ذریعہ ہونا چاہیے، کسی وجہ سے اگر مبالغہ مناسب ہو تو اس کی اجازت ہو سکتی ہے، لیکن اگر تعارف مبالغہ کی بھی حد پار کر کے اغراق اور جھوٹ کی حد میں داخل ہو جائے تو یہ ناجائز ہے، بہر حال اناؤنسر کو محتاط رہ کر محتاط الفاظ میں ہی تعارف پر اقتصار کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد صاحب حسین فیض
۲۱/۲۵/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

یہ لکھنا کہ ”مسلمان کی غیبت نہ کرو اگرچہ وہ شرابی ہو یا امام کی خامی دیکھ کر بھی اعتراض نہ کرو“ کیسا ہے؟ جو عورتیں خلاف شرع کام کریں اگر مدد مانگنے آئیں

توان کی مدد جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) کسی سنی مصنف کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرو اگرچہ وہ شرابی ہو اس کے منہ سے شراب کی بو آتی ہو اس طرح کسی امام کی شرعی خامی دیکھو تو اعتراض نہ کرو تو اس مصنف کا اس طرح لکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اس مصنف پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اکثر غریب عورتیں شرع کے خلاف کام کرتی ہیں منع کرنے پر گناہ سے باز نہیں آتی ہیں مگر مصیبت پر مدد مانگنے آتی ہیں جیسے بیماری کے لئے دوائی یا لڑکی کی شادی کے لئے یا گھر بنوانے کے لیے وغیرہ ان عورتوں کی جانی یا مالی مدد کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مدد کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: شیخ منور الدین جیبی سنی لائبریری (اڑیسہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب غیبت کے معنی کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرنا ہو اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا، یہ سخت گناہ و حرام ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔ "وَلَا يَغْتَاب بَعْضُكُم بَعْضًا اَلَّذِيْنَ اٰتٰكُم مِّنْهُ اَخْبِهْ"

مَيْتًا فَكَبَّرْهُ تُمُوكًا“ ترجمہ: ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔ (سورہ حجرات پارہ نمبر ۲۶ آیت ۱۲)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”جو علانیہ برا کام کرتا ہے۔ اور اس کو اس کی کوئی پردہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے اسکی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے حدیث شریف میں ہے جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا اس کی غیبت نہیں (حصہ ۱۶ ص ۱۵۱) اور رد المحتار میں ہے:

”وهو الذي لا يستتر عنه ولا يوتر عنده اذا قيل عنه انه يفعل كذا اها ابن الشحنة“
قال في ”تبيين المحارم“ فيجوز ذكره بما يهاجر به لا غيره قال صلى الله عليه وسلم ”من
القي جلباب الحياء عن وجهه فلا غيبة له واما اذا كان مستتراً فلا تجوز غيبته اه
(ج ۹ ص ۵۰۰ کتاب الحظر والاباحہ۔ فصل فی البیوع)

شرابی عموماً علانیہ شراب پیتے ہیں اور فاسق معلن ہوتے ہیں تو ایسے شرابی کی بری عادت بیان کرنا جائز ہے علاوہ ازیں وہ فاسق و فاجر ہے اور فاسق و فاجر کا عیب بیان کرنے کا حکم حدیث پاک میں موجود ہے جیسا کہ عنقریب ہم وہ حدیث بیان کریں گے۔

لہذا مصنف کتاب کا ایسا لکھنا قطعاً درست نہیں بلکہ یہ مسئلہ اس کی لاعلمی اور جہل کی دلیل ہے تو شرابی کو شرابی کہنے میں غیبت نہیں بلکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر اسے شرابی کہا جائے تو شراب پینا چھوڑ دے اور توبہ کر لے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو لوگ اس کے جرم عظیم اور فعل فحیح سے بچیں اور اس سے دور بھاگیں۔

امام کے اندر کوئی شرعی خامی ہے جس کے باعث نماز مکروہ ہوتی ہے تو اس کو امامت سے ضرور روکا جائے گا اور اس سے باز نہ آئے تو لوگوں سے بیان بھی کیا جائے گا تا کہ ان کی نمازیں خراب نہ ہوں۔

ہاں امام کی عیب جوئی نہ کرے جہاں تک بن پڑے چھپانا بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ”لَا تَجَسَّسُوا“ کسی کی عیب جوئی نہ کرو (پارہ ۲۶ سورہ حجرات آیت ۱۲)

بہار شریعت میں ہے ”ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں کیونکہ اس ذکر کا مقصود یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکہ کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجروں کے ذکر

سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات ان میں ہے بیان کر دو تا کہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔
(حصہ شانزدہم ص ۱۳۹)

در مختار میں ہے:

”اذا كان الرجل يصوم ويصلي و يضر الناس بيده ولسانه فذكره بما فيه ليس

بغيبه اه

اس کے تحت رد المختار میں ہے:

ای لیحذر الناس ولا یغتروا بصومه وصلاته فقد اخرج الطبرانی والبیہقی و
الترمذی والترعون فی غیبہ عن ذکر الفاجر اذ کروه بما فیہ یحذره الناس اه (کتاب
الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ج ۹ ص ۴۹۹)

(۲) مسلمان مرد ہو یا عورت اس کی مدد جائز و درست ہے بلکہ باعث اجر و ثواب ہے جب تک ان کا

شر، حد کفر تک نہ پہنچ جائے۔

حدیث پاک میں ہے:

”من قضی لآخیه المسلم حاجۃ من الحوائج الدنیاء قضی اللہ تعالیٰ له اثنتین و
سبعین حاجۃ اسهلها المغفرة (الخطیب عن ابی دینار عن انس) (کنز العمال ص ۲۳۳ ج ۲
قضاء الحوائج من الاکمال)

ترجمہ: جو شخص اپنے مسلم بھائی کی دنیاوی حاجتوں میں سے کسی ایک حاجت کو پوری کرے اللہ تعالیٰ

اس کی بہتر حاجتیں پوری فرمائے گا۔

حدیث پاک میں ہے ”من قضی لآخیه حاجۃ فی غیر معصیۃ کان کمن خدم اللہ عمرہ“

(الدیلمی عن ابن عمر) ترجمہ جس شخص نے اپنے مسلم بھائی کی کسی ایک حاجت کو پوری کیا تو اس کے لیے

ایسا ہی اجر ہے جیسا اس نے پوری عمر اللہ کی فرما برداری میں گزار دی۔

(کنز العمال ص ۲۳۳ ج ۲ حدیث نمبر ۱۲۶۵۸)

لہذا ایسے لوگوں کی مدد کرنے میں کوئی گناہ نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے بلکہ اگر ان پر احسان کر کے

ان کو خلاف شرع کام کرنے سے روک سکتا ہے تو ضرور ایسا کرے کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف

واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: سید نعمان احمد

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۵ جماد الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ڈرائیور کا جھوٹی بل بنوا کر مالک سے زیادہ رقم وصول کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ موٹر لائین وغیرہ میں اکثر غلط بل بنواتے ہیں، ڈرائیور نو کرو غیرہ کبھی پورے جھوٹے کبھی توڑا کام کراتے ہیں اور بل میں زیادہ لکھواتے ہیں وغیرہ لہذا اس طرح بل بنانا و بنوانا دونوں لوگوں پر کیا حکم ہے؟ کبھی کبھی بغیر لکھا پرچہ بھی دوکان دار روپیہ لے کر دیدیتے ہیں: دوکانداروں کا کہنا ہے کہ اگر ایسا نہ کریں تو کام نہیں چلے گا چونکہ ہم اکیلے نہ کریں تو دوسرے دوکاندار کے پاس گا ہک چلا جائے گا یہ بھی واضح رہے کہ اگر مسلمان ہندو کو اس طرح کا بل بنا کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جھوٹی بل بنانا و بنوانا حرام و گناہ ہے لہذا دوکانداروں پر فرض ہے کہ سامان کا جو صحیح دام ہو مرمت وغیرہ کی جو مناسب اجرت ہو اس کے مطابق بل بنائیں پھر چاہیں تو اپنی مرضی سے اس میں سے کچھ ڈرائیور وغیرہ کو دیدیں۔ لیکن مناسب دام یا اجرت سے زیادہ کی بل اس لیے ہرگز نہ بنائیں کہ زیادتی مالک پر آئے کہ یہ جھوٹ ہے اور مالک کا ہال ناحق دوسرے کو دلائے کہ مدد بھی ہے۔ ارشاد باری ہے "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" پھر یہ دھوکا و فریب ہے اور دھوکا و فریب کسی کے ساتھ جائز نہیں چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم۔

ہدایہ میں ہے "وان مالهم مباح في دارهم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم يكن فيه غدر" (ص ۷۰ ج ۳ کتاب البیوع باب الربوا) فتح القدير میں ہے "انما يحرم

حل المسلم اذا كان بطريق الغدر" (ص ۸۳ ج ۷ کتاب البیوع باب الربوا) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْبُغْضِ وَالْعِنَادِ

بغض و عناد کا بیان

دارالعلوم سے حسد رکھنا لوگوں کو اس کی امداد کرنے اور بچوں کو اس میں

پڑھانے سے روکنا وہاں کے علما پر الزام لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہم گاؤں میں چند لوگ مل کر دارالعلوم فیضان رضا قائم کئے ہیں کچھ لوگ گاؤں میں ایسے ہیں جو اس دارالعلوم سے حسد کرتے ہیں اور جلتے ہیں کہ دارالعلوم نہ ہو تو اچھا ہو اور عوام کو دارالعلوم کے کاموں میں شرکت فرمانے سے اور چندہ دینے سے اور بچوں کو پڑھوانے سے روکتے ہیں اور لوگوں کو یہ بھی دھمکیاں دیتے ہیں کہ جو بھی دارالعلوم فیضان رضا میں چندہ دے گا اور بچوں کو پڑھانے بھیجے گا تو اس پر طرح طرح سے ظلم و ستم کیا جائے گا۔

ایک روز دارالعلوم فیضان رضا کے ایک مدرس نے میلاد شریف میں تقریر کے دوران کہا جو دارالعلوم سے حسد کرتے ہیں اور بچوں کو پڑھنے سے روکتے ہیں اور میلاد شریف کرنے سے خود انکار کرتے اور لوگوں کو بھی روکتے ہیں وہ شیطان کا کام ہے اور شیطان کا غلام ہوگا اور اللہ و رسول کا دشمن ہوگا۔ تو ان لوگوں نے مولانا پر یہ الزام لگا کر فتویٰ منگایا کہ مولانا نے ہم لوگوں کو تقریر کے دوران کافر و مشرک و منافق کہا ہے حالانکہ جو لوگ میلاد شریف میں موجود تھے کسی نے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا بلکہ وہی لوگ جو حسد کرتے ہیں غلط فتویٰ منگا کر تقسیم کر رہے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک عالم دین پر ایسے غلط الزام لگانا اور مذکورہ نیک کاموں سے روکنا عندالشرع کیسا ہے؟ بینواتو جردا۔ المستفتی: اراکین دارالعلوم فیضان رضا ڈھوا باڑی لال منج، ضلع اتر دنیا چور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بر تقدیر صدق مستفتی جو لوگ سنی صحیح العقیدہ عالم دین پر غلط الزام لگاتے ہیں اور ناحق ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ حقیقت میں نائب رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ ان کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔ حدیث شریف میں ہے "اغدا عالماً او متعلماً او مستمعاً او محباً ولا تکن الخامس فتهلك. یعنی

عالم دین بنویا طالب علم بنویا عالم دین کی بات سننے والا بنویا اس سے محبت کرنے والا بنو اور پانچواں مت بنو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ۱ھ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۲۳ و تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۸۲)

اور اگر ازراہ حسد بلا وجہ عالم دین سے بغض و عناد رکھتے اور اسکی توہین و تحقیر کرتے ہیں تو مریض القلب ہیں ان پر اندیشہ کفر ہے۔ خلاصہ میں یہ "من ابغض عالما من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر" ۱ھ اور حضرت علامہ امام رازی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "من استخف بالعالما اهلك دینہ" ۱ھ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۸۳)

نیز مدرسہ میں بچوں کو تعلیم سے اور لوگوں کو اس میں چندہ دینے سے اور نیک کام کرنے سے روکنا منع للغير ہے جس پر وعید شدید وارد ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "مَتَّاعًا لِلْغَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمًا" یعنی بھلائی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا سخت گنہگار ہے" ۱ھ (پ ۲۹ سورہ قلم آیت ۱۲)

لہذا جو لوگ ایک عالم دین پر غلط الزام لگاتے ہیں بچوں کو پڑھنے سے روکتے اور لوگوں کو نیک کاموں سے روکتے ہیں وہ ظالم و جفا کار حق اللہ و حق العباد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کا ساتھ نہ دیں بلکہ انہیں سمجھا کر راہ راست پر لانے کی کوشش کریں اگر مان جائیں تو ٹھیک ورنہ ان سے الگ تھلگ رہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَإِنَّمَا يُنذِرُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" (پ ۲ سورہ انعام آیت ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی

۶ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

علماء سے حسد رکھنے پر جو وعیدیں ہیں کیا وہ صرف عالم باعمل

کے بارے میں ہیں یا سارے علما کے بارے میں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل سے متعلق علماء سے حسد رکھنے والے کے لیے جو سخت وعیدیں وارد ہیں آیا وہ وعیدیں ہر عالم سے حسد رکھنے پر ہیں خواہ وہ علماء باعمل ہوں یا بے عمل یا صرف ان علماء کے لیے جو باعمل ہیں؟

المستفتی: نور محمد ثوری، کمہارہ، ماکھنور، سینٹاپور۔ یو پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کسی شخص میں کوئی بخوبی یا نعمت دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی یا نعمت اس سے زائل ہو کر

الجواب

مجھے مل جائے اسے حسد کہتے ہیں اور یہ حرام ہے اور جو شخص حسد کرے اس کے لیے احادیث نبویہ میں سخت وعیدیں وارد ہیں یہاں تک کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ مجھ سے نہیں اور یہ کہ ایمان و حسد یکجا نہیں ہوتے۔ الترغیب والترہیب ”کتاب البر والصلۃ وغیرہا“ میں ہے:

”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ولا یجتمع فی عبد الا یمان والحسد“

اور ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:

”عن عبد اللہ بن یسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منی ذو حسد ولا نمیمة“ (ج ۳ ص ۷۷۷)

یہ حدیثیں مطلق ہیں ان میں اس بات کی کوئی قید نہیں کہ متقی پرہیزگار یا عالم باعمل سے حسد رکھے تو ان وعیدوں کے مصداق ہوں گے ورنہ نہیں لہذا جو شخص کسی عالم دین سے اگرچہ بے عمل ہو حسد رکھے گا تو وہ ان وعیدوں کا مصداق ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن رضارضوی

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْحُقُوقِ وَالسُّلُوكِ

حقوق اور حسن سلوک کا بیان

ماں باپ اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنے والا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا ہے وہ شخص جو ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے ساتھ پیش نہ آئے؟

المستفتی: اقبال احمد کلکتہ، بنگال

بیٹا تو جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی رضا جوئی اور دل دہی لازم ہے اس کے برعکس ان کے ساتھ بدسلوکی اور ان کی دل آزاری ناجائز و گناہ ہے قرآن مجید میں ہے:

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا

یعنی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو انہیں اف تک نہ کہو انہیں نہ جھڑکو ان سے عزت کی بات کرو ان کے ساتھ رحم دلی اور عاجزی سے پیش آؤ ان کے لیے دعا کرو کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔ (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ۱۲۳) اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہما بقوی تحریر فرماتے ہیں کہ آدمی اگر ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے لیے جنت ہیں اور اگر ناراض کرے تو وہی اس کے لیے دوزخ ہیں، جب تک ماں باپ کو راضی نہ کر لے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی نیک عمل اصلاً قبول نہ ہوگا عذاب آخرت کے علاوہ دنیا ہی میں جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی اھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، نصف اول ص ۵۸)

اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی واجب ہے اور قطع رحم حرام۔ حدیث شریف میں ہے: "ان الصدقة وصله الرحم یزید الله بهما فی العبرو یدفع بهما میتة السوء و یدفع بهما المکروه والمحلور"۔ یعنی صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور

مکروہ و اندیشہ کو دور فرماتا ہے۔“ ۱۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، نصف اول ص ۱۷۶)

اور حدیث شریف میں ہے کہ بہن بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس کے ساتھ احسان کروں فرمایا اپنی ماں کے ساتھ کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو“ (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۶۷) دوسری حدیث میں ہے ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب پہچانو تا کہ صلہ رحم کرو کیونکہ اگر رشتہ کو کاٹا جائے تو اگرچہ

قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگرچہ دور ہو“ (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۷۲)

صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ وہ تمہارے ساتھ سلوک کرے تو تم بھی کرو یہ تو بدلا کرنا ہوگا کہ اس نے تمہارے پاس کوئی چیز بھیج دی تم نے بھی بھیج دیا بلکہ حقیقت میں صلہ رحمی یہ ہے کہ وہ کالے اور تم جوڑو وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے بے اعتنائی کرتا ہے تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اجمل حسین امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زوجین کا ایک دوسرے کا احترام نہ کرنا ایک کا نرم ہونا

دوسرے کا پریشان کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیسے ہیں وہ بیوی اور شوہر جو تکرار کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا احترام نہیں کرتے اگر شوہر بیوی میں سے ایک نرم ہو اور دوسرا اس کو پریشان کرتا ہو تو اس پر کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا۔
المستفتی: اقبال احمد، کلکتہ، بنگال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: ”زن و شوہر میں ایک دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں ان میں جو بجانہ لائے گا وہ گناہ میں گرفتار ہوگا ایک اگر اوڑھے حق نہ کرے تو دوسرا سے دستاویز بنا کر اس کے حق ساقط نہیں کر سکتا“۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، نصف اول ص ۶۰)

ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں قرآن مجید میں ہے: ”الزَّوْجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ“ یعنی مردوں کو عورتوں کا حاکم بنایا گیا ہے (پ ۵ سورۃ نساء آیت ۲۴)

اور حدیث میں ہے: ”عن ابی ہریرۃ قال جاءت امرأة الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اخبرني ما حيي الزوج على الزوجة؟ فقال لو كان يندبني لبشر ان يسجد لبشر لامت ان تسجد لزوجها اذا دخل عليها.

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت پر شوہر کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا اگر کسی کو لائق ہوتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے۔ مگر شوہروں پر بھی ضروری ہے کہ بیویوں سے نرمی کے ساتھ پیش آئیں ان کی بدخوئی پر صبر کریں ان کی دل جوئی کریں جو باتیں خلاف شرع نہ ہوں ان کی رعایت کریں حدیث شریف میں ہے: "اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا خیار کم خیار کم لنساءہم" یعنی کامل مومن وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو اور تم میں بہتر وہ ہے جو تم میں اپنی بیویوں سے اچھے طریقے پر پیش آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد اجل حسین امجدی

۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

باپ کے ذمہ اولاد کے اور اولاد کے ذمہ باپ کے کون کون سے حقوق ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح کہ اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں" ماں باپ کے حقوق تو علمائے اسلام تحریر و تقریر کے ذریعہ بیان فرماتے ہی رہتے ہیں مگر حقوق اولاد کیا کیا ہیں اور ان کی ادائیگی بھی ماں باپ پر لازم و ضروری ہے یا نہیں اور عدم ادائیگی کی صورت میں والدین سے بروز حشر مواخذہ ہوگا یا نہیں اور ایسی شکل میں وہ عند اللہ مجرم و گنہگار ہیں یا نہیں؟ اس طرح کے سوالات کے بارے میں کہیں کسی نے ضمناً ذکر کیا ہو تو کیا ہو ورنہ مستقل کتاب و رسالہ کی شکل میں کہیں اور کبھی نظر فقیر سے نہیں گزرا۔ اس لیے آپ کی خدمت میں مخلصانہ گزارش و اپیل ہے کہ کھل و وضاحت و صراحت کے ساتھ حقوق اولاد بھی بیان فرمائیں تاکہ آگاہی ہو اور اگر ان کو شائع کیا جائے تو والدین کے لیے عبرت و نصیحت کا ذریعہ بنیں؟

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری پبلی بھیت پرنسپل مدرسہ السننت فیضان العلوم جوکھن پور، بریلی یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب "باپ کے ذمہ اولاد کے حقوق" کے تعلق سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

والرضوان نے ایک جامع رسالہ تصنیف فرمایا ہے، جس کا نام ہے ”مشعلۃ الارشاد الی حقوق الاولاد“ جو بارہا چھپ چکا ہے اور فتاویٰ رضویہ میں بھی برابر چھپتا رہا ہے، ہم یہاں اسی کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

”اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق اولاد پر نہایت اعظم بنایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا، مگر اولاد کے حقوق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام پھر خصوص جو اہل خصوص قرابت پھر خصوص عیال ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد و آگد ہوتا جاتا ہے، اس بارے میں جو حقوق احادیث کریمہ سے ثابت ہیں وہ اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں (۱) سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے (۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچے پر نانا ماموں کی عادت و افعال کا بھی اثر پڑتا ہے (۳) زنگیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچے کو بد نما نہ کر دے (۴) جماع کی ابتدا بسم اللہ سے کرے ورنہ بچے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے (۵) جب بچہ پیدا ہو تو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان و ام الصبیان سے بچے (۶) ساتویں اور نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے، دختر کے لیے ایک اور پسر کے لیے دو کہ اس میں بچے کو گویا رہن سے چھڑانا ہے (۷) سر کے بال اتروائے (۸) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے (۹) نام رکھے، یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شکایت کرے گا (۱۰) برا نام نہ رکھے کہ یہ قال بد ہے (۱۱) عبد اللہ، عبد الرحیم، احمد، حامد وغیرہ عبادت و حمد کے، یا انبیاء اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے، خصوصاً نام پاک صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچے کے دنیا و آخرت میں کام آتی ہے (۱۲) پیار میں جھوٹے لقب پر بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے (۱۳) ماں، خواہ دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے (۱۴) رذیل یا بد افعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے (۱۵) بچے کا نفقہ اور اس کی حاجت کے سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حضانت (پرورش) بھی داخل ہے (۱۶) بچے کو پاک کماٹی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادت لاتا ہے۔ (۱۷) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے کر ان کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو انہیں کو کھلائے (۱۸) خدا کی ان نعمتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے، انہیں محبت و پیار کرے، بدن سے لپٹائے، کندھے پر چڑھائے ان کے ہنسنے، کھیلنے، بہانے کی باتیں کرے (۱۹) ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت، محافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے (۲۰) نیا میوہ، نیا پھل

پہلے انہیں کو دے کہ وہ بھی تازہ پھل ہیں، نئے کو نیا مناسب ہے (۲۱) بہلانے کے لیے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ بلکہ بچے سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کے پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو (۲۲) اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر اور یکساں دے، ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے (۲۳) حتی الامکان سخت و موذی علاج سے بچائے (۲۴) زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے (۲۵) جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے، پینے پینے، بولنے، اٹھنے، چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاذ اور لڑکی کو ان سب کے ساتھ شوہر کی اطاعت کے ادب سکھائے (۲۶) قرآن مجید پڑھائے (۲۷) استاذ نیک صالح، متقی، صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور لڑکی کو نیک، پارسا عورت سے پڑھوائے (۲۸) بعد ختم قرآن تلاوت کی تاکید رکھے، (۲۹) عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا (۳۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالنے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے (۳۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت کی تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے (۳۲) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کرے (۳۳) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز و روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد و اخلاص تواضع، امانت، عدل، حیا، سلامت صدر و لسان و غیرہ با خوبیوں کے فضائل، حرص، طمع، حب جاہ، حب دنیا، ریا عجب و تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ و غیرہ برائیوں کے رسائل نہ پڑھائے (۳۴) پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے (۳۵) موقع پر چشم نمائی، تشبیہ و تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لیے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے (۳۶) اکثر اوقات تہدید و تخویف (ڈرانے دھمکانے) پر قانع رہے، کوڑا چھتی اس کے سامنے رکھے کہ دل میں رعب رہے (۳۷) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت پر نشاط باقی رہے (۲۸) مگر ہرگز ہرگز بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد (برادوست برے سانپ) سے بدتر ہے (۳۹) نہ ہرگز ہرگز بہار دانش، مینا بازار، مشوی غنیمت و غیرہ کتب عشقیہ و غزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے، صحیح حدیث سے ثابت کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرزناں کا ذکر فرمایا ہے پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے (۴۰) جب دس برس کا ہو نماز مار مار کر پڑھائے (۴۱) اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے جدا بچھونے، جدا پینگ پر اپنے پاس رکھے (۴۲) جب جوان ہو شادی کر دے، شادی میں وہی رعایت قوم و دین و سیرت و صورت ملحوظ رکھے (۴۳) اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانیوں کا احتمال ہو اسے امر و حکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق و نرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوبت میں نہ

پڑے (۴۴) اسے میراث سے محروم نہ کرے، جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کل جائیداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں (۴۵) اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے کہ ٹکٹ (ایک تہائی) سے زیادہ خیرات نہ کرے۔

خاص لڑکے کے حقوق یہ ہیں: (۴۶) لکھنا (۴۷) پیرنا (۴۸) سپہ گری سکھائے (۴۹) سورہ مائدہ کی تعلیم دے (۵۰) اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے۔

خاص لڑکی کے حقوق یہ ہے کہ

(۵۱) اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الہیہ جانے (۵۲) سینا، پردنا، کاتنا، پکانا سکھائے (۵۳) سورہ نور کی تعلیم دے (۵۴) بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے (۵۵) دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے (۵۶) جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے (۵۷) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلوائے اور نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے (۵۸) اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے (۵۹) شادی برات میں جہاں گانا، ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے گھر کو ان پر زنداں کر دے (یعنی گھر سے باہر نہ جانے دے) (۶۰) بالا خانوں پر نہ رہنے دے (۶۱) گھر میں زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں (۶۲) جب کفو (مناسب جوڑا) ملے نکاح میں دیر نہ کرے (۶۳) ممکن حد تک بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے (۶۴) ہرگز ہرگز کسی فاسق و فاجر خاص طور سے بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔ ان میں سے اکثر مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں اور بعض پر آخرت میں مطالبہ ہوگا "ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۹ نصف اول ص ۳۶، ۳۷ پر ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا يَعْنِي (اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے بچاؤ) (سورہ تحریم آیت ۶) حدیث پاک میں ہے "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ" یعنی تم میں کا ہر ایک اپنے ماتحت کا حاکم ہے اور ہر حاکم سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْكَسْبِ

کسب کا بیان

داڑھی مونڈنے کی اجرت لینا کیسا ہے؟

بد مذہبوں کے یہاں نوکری کرنے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید قوم کاتالی و مسلمان ہے لیکن وہ شخص مسلمان و غیر مسلم کی داڑھیاں بناتا ہے۔ لہذا ایسی صورت

میں زید کے گھر کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ جو شریعت کا حکم ہو تحریر فرمائیں۔

(۲) زید سنی عالم دین ہے اور دیوبندی یا دہابی یا غیر مقلد یا رافضی وغیرہ کی ملازمت پر ایویٹ کرتا

ہے یا کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں ان بد دینوں کے یہاں نوکری کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جو شریعت کا حکم

المستفتی: فاروق احمد خاں ڈرائیور، کپتان گنج ضلع بستی

ہو تحریر فرمائیں۔ بیوا تو جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مسلمان تالی کے لیے داڑھی مونڈنے کی اجرت لینا حرام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ داڑھی

مونڈنا اور مونڈانا حرام ہے اور حرام و ناجائز کام پر اجرت لینا بھی حرام و ناجائز ہے۔ در مختار باب الاجارة

الفاسدة میں ہے "ولا تصح الاجارة لأجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاهی" ۱۰

(ج ۶ ص ۵۵)

اور المحرراتی میں ہے "وان اعطاها الاجرو قبضه لا یحل له و یجب علیه ردہ علی

صاحبہ" ۱۱ (ج ۸ ص ۲۰)

یہ شخص اگر عین اسی مال حرام سے کھلائے تو نہ کھائیں، لیکن جب اس کا مال حلال و حرام دونوں طرح کا

ہے اور دونوں باہم مخلوط ہوتا ہے تو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ خاص مال حرام سے ضیافت کا انتظام ہوا ہے۔ علاوہ

اڑیں اجرت میں روپے پیسے ملتے ہیں جو خود کھائے نہیں جاتے بلکہ ان سے کوئی چیز مطحومات و مشروبات میں

سے خریدی جاتی ہے جس پر عموماً عقد و نقد جمع نہیں ہوتے اس لیے اس کے یہاں کھانا مال حرام کھانا نہیں، تاہم علماء فقہاء، حفاظ، قراء، ائمہ کو اس کے یہاں کھانے سے احتراز کرنا چاہیے تاکہ اس سے لوگوں کو عبرت ہو۔

(۲) مذکورہ باطل فرقوں کے یہاں اگر خلاف شرع کام نہ کرنا پڑے تو ان کی نوکری کرنا جائز ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ”بعض ملازمت ناجائز است مثلاً ملازمت حکم کردن خلاف ما انزل اللہ و ملازمت رجسٹری کہ کاغذ سود بنویسد بروگواہ می باشند وغیر ہما و اگر در کار ہائے متعلقہ مخدورے نبود جائز ہست“ اھ (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲۷۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”نوکری مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی خدا و رسول کے حکم کے خلاف جس میں کام کرنا پڑے ناجائز ہے“ اھ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۸۵) نیز اسی میں ہے ”جس میں خود ناجائز کام کرنا پڑے جیسے یہ ملازمت جس میں سود کالین دین اس کا لکھنا پڑھنا، تقاضہ کرنا اس کے ذمہ ہو ایسی ملازمت خود حرام ہے اگرچہ اس کی تنخواہ خالص مال حلال سے دی جائے وہ مال حلال بھی اس کے لیے حرام ہے، اور مال حرام ہے تو حرام در حرام“ اھ (ج ۸ ص ۱۷۳)

لہذا اگر زید کو ان کے یہاں خلاف شرع کام نہ کرنا پڑے تو ان کی نوکری کرنا جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔ البتہ ایسے لوگوں کے یہاں سنی مسلمانوں کو نوکری کرنے سے احتراز کرنا چاہیے کہ مذکورہ فرقے سب سے ذلیل قوم ہیں قابل نفرت ہیں ان سے نفرت ہی کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

عورتوں کے ملازمت کی شرطیں

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ

مسلمان عورتوں کا پولس میں ڈاکٹری ماسٹری میں بھرتی ہونا کار موٹر سائیکل وغیرہ کی ڈرائیوری کرنا ہوٹلوں پر نوکری کرنا، یا خود ہوٹل کرنا، انکیشن لڑنا۔ مذکورہ عورتوں اور ان کے آدمیوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟
المستفتی: محمد جمیل اختر رضوی، قصبہ باراکان پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب عورتوں کے لیے ملازمت پانچ شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ملازمت حرام ہے (۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ

چمکے (۲) کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو (۴) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی مختصر وقت کے لیے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (۵) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہِ فتنہ نہ ہو۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ص ۲۵۲ ج ۹ نصف آخر میں ہے۔

عورت کو بے پردہ باہر نکلنا، اجنبی مردوں کے ساتھ خلط ملط، سر کے بال کھلے رکھنا، ایسا لباس پہننا جس سے بدن کا ابھار ظاہر ہو، غیروں کے ساتھ خلوت و تنہائی حرام و گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ" اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی، (پ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۳۳)

حدیث شریف میں ہے "المرأة عورة فاذا خرجت استشر بها الشيطان" یعنی عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان صفت آدمی اس کو گھورتا ہے۔ (مشکاۃ شریف، ص ۲۶۹، ج ۲، کتاب النکاح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان المرأة تقبل في صورة شيطان و تدبر في صورة شيطان "یعنی عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے یعنی جب بے پردہ، یا عریانی انداز میں غیروں کے سامنے آئے جائے۔

(مسلم شریف ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب النکاح)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "عورت اگر کسی نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال اور گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اس میں سے چمکے تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں فاسقات اور ان کے شوہرا اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں تو دیوث ہیں" (ص ۲۰۱ ج ۳) اس تفصیل کی روشنی میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ موجودہ دور میں سوال میں دریافت کردہ امور کا حکم شرعی کیا ہو سکتا ہے، مردوں کو چاہیے کہ ان امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ عورتوں کو یہ زحمت اٹھانے کی جرات نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صدیق عالم منٹری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ ربیع الثوث ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کافر سے سود جائز ہے تو رشوت کیوں نہیں؟ کافر کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

کافروں کی تنظیم سے لاٹری لینا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) کافروں سے سود جائز ہے تو رشوت کیوں جائز نہیں؟

(۲) کافروں کا دیا پیسہ مسجد کے لیے لینا جائز ہے کہ نہیں؟ اسی طرح مدرسہ اور درگاہ کے لیے بھی کیا حکم ہے؟
 (۳) کافروں کی تنظیم سے ایک لاٹری چلا رہے ہیں تو یہ لاٹری لینا کیسا ہے؟

المستفتی: غلام محمد فضل الرحیم خاں عرف بادشاہ، ہوسپیٹ مومن مسجد، بلاری کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) سود لینا، دینا مطلقاً ناجائز و حرام قطعی ہے: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی - اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ

وَ حَرَّمَ الرِّبَا " اور لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ کفار سے سود جائز ہے محض جہالت ہے۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اگر اس قسم کا عقد کیا جائے جو دو مسلمان یا مسلم و ذمی کے مابین ہوتا تو سود ہوتا اس کافر حربی سے یہ عقد سود نہیں حدیث شریف میں ہے "لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب" بظاہر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ربا ہے اور جائز ہے یہ ان کی غلطی ہے جب قرآن مجید میں مطلق وارد کہ حرم الربوا، تو ربا احوال کیونکر ہو سکتا ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ سود ہی نہیں جس کے لیے حرمت ہو اسی واسطے حدیث شریف میں لاریو فرمایا کہ یہ سود ہی نہیں نہ یہ کہ میجوز الربوا کہ سود تو ہے مگر جائز ہے، اور خود صاحب مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ سود نہیں" (فتاویٰ امجدیہ، ج ۳ ص ۲۱۴)

سود کے نام پر غیر مسلم نے جو مال دیا وہ چونکہ سود ہے اور نہ اس میں بدعہدی ہے اس لیے جائز ہے، مگر رشوت میں قانون کی خلاف ورزی بھی ہے اور بدعہدی بھی، سب لوگ اسے جرم جانتے بھی ہیں اس لیے حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر کافر مسلمانوں کو روپیہ بغیر مانگے اپنی مرضی سے دیدے پھر مسلمان اس روپیہ کا مالک ہو کر مسجد بنائے تو جائز ہے بشرطیکہ کافر کی مسجد و مدرسہ وغیرہ میں کوئی مداخلت نہ رہے اور چندہ دے کر مسلمانوں پر کوئی احسان نہ رکھے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہ بہ القوی تحریر فرماتے ہیں "اور اگر کافر اس طور پر روپیہ دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے، یا اس کے سبب مسجد میں اس کی کوئی مداخلت رہے گی، یا اس بات کا اندیشہ ہو کہ مندر یا رام لیلیا وغیرہ میں مسلمانوں کو چندہ دینا پڑے گا، یا کافر کی تعظیم کرنی پڑے گی تو لینا جائز نہیں۔ البتہ اگر نیا زمیندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں" (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۶ و ۸۴)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) لاٹری کوئی عقد شرعی نہیں بلکہ یہ ایک قسم کا جوا ہے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "یہ جوا اور قمار ہے" (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۲۳۹) اور جوا کا ناجائز و حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ الْاَلْطٰبُ وَ الْاَزْلٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ " اے ایمان والوں بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانے کے تیرنا پاک ہیں، شیطان کی

کارستانیاں ہیں“ (الماکدہ الآیہ ۹۰) لہذا لائری لینا اور اس میں شریک ہونا ناجائز و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کچھری کے اہلکاروں کو مقدمہ کے فریقین جو شکرانہ دیتے ہیں

ان کا لینا اور امور خیر میں صرف کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ ہندوستان کی کچھری یا دفتر کے اہل کاروں کو مقدمہ کے فریقین کچھ پیسہ بطور شکرانہ دیتے

ہیں جب کہ اہل کاروں کو گورنمنٹ کی طرف سے تنخواہ بھی ملتی ہے تو کیا یہ پیسہ جو اہل کاروں کو فریقین سے ملتا ہے لینا جائز ہے؟ اور ان کا دینی و دنیوی امور میں صرف کرنا کیسا ہے؟ بیجا تو جروا۔

المستفتی: عبدالرشید قادری، مبلغ دعوت اسلامی دارالصفیہ شانتی نگر، سلطان پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ رشوت ہے جس کا لینا شرعاً و قانوناً ہر طرح سے جرم ہے، رہ گیا ضرورت مندوں کا انہیں رشوت دینا تو یہ ان کے حق میں حرام نہ ہوگا اس لیے کہ اگر ان اہل کاروں کو فریقین رشوت نہ دیں تو یہ لوگ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے اور نہ ہی وقت پہ ان کا کام کریں گے اور اگر کریں گے بھی تو کافی پریشان کرنے کے بعد جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”جو دوسروں کا حق دبانے کے لیے یا اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے۔ لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کے لیے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اس کا لینا مطلقاً حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں۔“ (۱۷ ملخصاً) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، نصف آخر ص ۳۰۰)

اس مال کا دینی و دنیاوی امور میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”جو مال رشوت یا تفضی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرس ہے کہ جس جس سے لیا ان پر واپس کر دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے ورثہ کو دے، پتہ نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام میں اس مال کا لگانا حرام قطعی ہے بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں:

”وذلك لان الحرمة في الرشوة وامثالها لعدم الملك اصلا فهو عندنا كالمغصوب

فیجب الرد علی المالك او ورثته فهما امکن ۱۰ھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، نصف اول ص ۲۳۶) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ارشد رضا نظامی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مسلم عورتوں کو جیل بھیجنے والے اور غاصب کو امام و مدرس بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ زید دوسروں کی جائیداد ہڑپ کر چکا ہے مستحقین کو اور ان کی عورتوں کو جیل پہنچا چکا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید جو مستحقین کا مال ہڑپ کر جائے اور مسلمان خواتین کو جیل، کچھری تک پہنچادے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور کسی دینی ادارہ کا مدرس بنانا کیسا ہے؟

المستفتی: پیرزادہ سید احمد کچن محل ہانگل شریف ضلع ہاویری (کرناٹک)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کسی کی جائیداد کو ناجائز طریقے پر ہڑپ کرنا حرام ہے قرآن مجید میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ"۔ یعنی ایک کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے۔ (البقرہ آیت نمبر: ۱۸۸)

اسی طرح حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایسے شخص کو جو کسی کی ایک باشت زمین ناحق طور پر قبضہ کرے قیامت کے دن ساتوں زمین سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

”عن سعید بن زید رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ظلم من الارض شیئاً طوقه من سبع ارضین“ ۱۰ھ

(الجامع الصحیح للبخاری، ج: ۱، ص: ۳۲۱، ۳۲۲)
دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص پر ایسا مال لے لے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ ”عن اشعث بن قیس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه لا یقتطع رجل مالا الا لقی اللہ عزوجل یوم القیامة وهو اجذم۔“ (کنز العمال)

ہوئی زید کا مستحقین کو نیز ان کی عورتوں کو جیل اور کچھری تک پہنچانا بھی ظلم ہے۔ اور ظلم حرام ہے قرآن مجید اور احادیث مقدسہ میں بہت سے مواقع پر اس کی برائی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْوَ مَا كُنْتُمْ بِأَفْقَادِ احْتَمَلُوا بِهِمْ تَبَٰئِٰتًا وَّ اٰثِمًا

مُهِينًا ۱۰۱ (الاحزاب آیت نمبر: ۵۸)

یعنی اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔ (کنز الایمان)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت تاریکیوں میں گھرا ہوگا
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الظلم ظلمات يوم
القيامة ۱۰۱ (الصحيح للمسلم، ج: ۲، ص: ۳۲۰)

زید کے کارناموں سے ثابت ہوا کہ زید فاسق معطن ہے۔ اور فاسق معطن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا یا اس کے ہاتھ چومنا اس کی تعظیم کرنا یا کسی دینی ادارہ کا مدرس بنانا جائز نہیں۔

رد المحتار کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة میں ہے:

وَأَمَّا الْفَاسِقُ فَقَدْ عَلِلُّوا كِرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ بِأَنَّهُ لَا يَهْتَمُّ لِأَمْرٍ دِينِهِ بَأَن فِي تَقْدِيمِهِ
لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمُهُ وَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِمْ أَهَانَتُهُ شَرْعًا وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهِ لَا
تَزُولُ الْعِلَّةُ فَأَنَّهُ لَا يُؤْمِنُ أَنْ يَصِلَ بِهِمْ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ فَهُوَ كَالْمَبْتَدِعِ تَكَرَّرَ إِمَامَتَهُ بِكُلِّ حَالٍ
بَلْ مَشَى فِي شَرْحِ الْمَنِيَّةِ عَلَى أَنَّ كِرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ كِرَاهَةُ تَحْرِيمٍ لِمَا ذَكَرْنَا قَالُوا وَلِذَا لَمْ تَجْزِ
الصَّلَاةُ خَلْفَهُ أَصْلًا عِنْدَ مَالِكٍ وَرَوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ ۱۰۱ (ج: ۲، ص: ۲۹۹)

رد مختار کتاب الصلوٰۃ میں ہے:

كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعاتها ۱۰۱ (ج: ۲، ص: ۱۳۷) واللہ تعالیٰ اعلم
الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد علی برکاتی
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

وہابیوں کی کتابیں بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

ان سے کما یا پیسہ حلال ہے؟ ایسے کی دعوت کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید معنی ہے، مجاہد ملت کا چاہنے والا ہے۔ اسی لئے اپنی کتاب کی دوکان کا نام مجاہد ملت کے نام سے منسوب کر رکھا ہے۔ سنیوں کی کتابیں فروخت کرتا ہے، لیکن کچھ وہابیوں کی کتابیں وہابی عقیدہ کے لوگوں کو

فروخت کرتا ہے اور ان کے آرڈر پر بھی ان کی کتاب منگادیتا ہے۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس سے کمایا ہوا پیسہ حلال ہے یا نہیں؟ اس کی دعوت اس کا کھانا، کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟ شرعی احکام سے آگاہ کر دیں تو کرم ہوگا؟
المستفتی: شیخ منور الدین جیبی، موتی کنج، بالاسور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب وہابیہ و دیوبندیہ اور بد مذہبوں کی وہ کتابیں جن میں کفریہ باتیں ہیں، یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ عبارات ہیں، جیسے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، بہشتی زیور، تقویۃ الایمان، انجام آتھم، دافع البلاء اور ازالہ اوہام وغیرہ ان کتابوں کا وہابیہ و دیوبندیہ، بد مذہبوں یا صحیح العقیدہ سنی عوام کو فروخت کرنا ناجائز ہے، کیوں کہ یہ کتابیں گمراہ کن ہیں۔ ان کا پڑھنا اور عوام کو ان کی تعلیم دینا گناہ ہے تو ان کتابوں کا بیچنا گناہ پر تعاون اور ان کے باطل مذہب کی اشاعت میں مدد ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (المائدہ، پ ۶ آیت ۲)

یعنی گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (کنز الایمان)

البتہ علمائے اہل سنت کے ہاتھ بیچنا جائز ہے کہ یہ حضرات اس لئے یہ کتابیں رکھتے ہیں کہ بد مذہبوں کو دکھا کر ان پر اتمام حجت کریں یا ان کا رد کریں۔ اہل سنت کی لائبریریوں میں بھی یہ کتابیں انھیں اغراض کے لئے رکھی جاتی ہیں تو ایسی لائبریریوں کے لئے بھی بیچنا جائز ہے اور ایسے سنی صحیح العقیدہ کتب فروش کی دعوت کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد آصف ملک علی

۲ ربیع الآخر، ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ

امر بالمعروف کا بیان

نماز نہ پڑھنا اور نماز کا حکم دینے والے پر طنز کرنا کیسا ہے؟ ایک کہانی کے بارے میں سوال۔ پرہیزگاروں کے ہوتے ہوئے فاسقوں کو مسجد کا ممبر بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل میں

مدینہ مسجد کے متعلق حساب و کتاب کے سلسلے میں انتظامیہ کمیٹی نے ایک میٹنگ بیٹھائی جس میں کئی باتوں پر غور و فکر کر کے نظام کو درست کیا گیا، گفتگو کے درمیان زید نے جو ایک باشرع اور صوم و صلاۃ کا پابند ہے عوام الناس کو ہدایت کرتے ہوئے یہ بتایا کہ مسجد کے جملہ نظام کو درست کرنے اور درست رکھنے کے لیے آپ لوگوں کو چاہیے کہ مسجد میں آتے رہیں اور نماز کی پابندی کرتے رہیں چونکہ مسجد کے انتظامیہ اور ممبران و عی بہتر ہوتے ہیں جو پابند شرع ہیں اور صوم و صلاۃ کے پابند ہوا کرتے ہیں مگر زید کی ان ہدایتوں پر بکرنے طنز یہ انداز میں ایک واقعہ بیان کیا اور لوگوں کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کیا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم جب نماز پڑھیں گے جب ہی جنت میں جائیں گے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نمازی اور عبادت گزار روزِ خ میں چلا جاتا ہے۔

واقعہ کی تشریح اس طرح ہے کہ بکر کی زبان میں ”ایک آدمی نہایت ہی متقی پرہیزگار صوم و صلاۃ کا پابند لوگوں کی نظروں میں نیک مگر اس کو اپنی نماز روزہ اور جملہ عبادت پر فخر تھا جب اس کی موت ہوئی تو اس آدمی نے کچھ لوگوں کو جنت میں جاتے ہوئے دیکھا دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی جنت میں جاؤں جنت کی تمنا میں آگے بڑھنے لگا جیسے ہی دروازہ جنت پر پہنچا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے سے روک دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جاؤ پانی پی کر آؤ جیسے ہی وہ شخص پانی کے پاس جاتا ہے پانی بھاگنے لگتا ہے اس نے پانی کا ہزار پیچھا کیا مگر پانی اس کو ہاتھ نہ لگا آخر ایک آدمی نے کہا کہ میں تجھ کو پانی دوں گا مگر ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ اپنی ساری عبادت مجھے دے دو اور پانی لے لو اس شرط پر وہ راضی ہو گیا اور اپنی ساری عبادت اس کو دے دیا اور یہ بالکل خالی رہ گیا اس طرح وہ متقی جنت میں جانے سے ہمیشہ کے لیے محروم رہ گیا۔

اس سے مراد بکر کی یہ تھی کہ آپ اپنی نماز ادا کرتے رہیں، ہم لوگوں کو ہدایت اور نصیحت کی ضرورت نہیں ہے کہیں مذکورہ واقعہ کی طرح آپ کی بھی ساری عبادت لغو اور بیکار نہ ہو جائے۔ از روئے شرع وضاحت فرمائیں کہ (الف) بکر کا طنز کتنا کیسا ہے؟

(ب) مذکورہ واقعہ کہاں تک درست ہے اور کس کتاب سے ثابت ہے؟
 (ج) جو لوگ نماز کے پابند نہیں ہیں بیس بیس دنوں تک مسجد کے نزدیک ہوتے ہوئے بھی مسجد میں نہ آتے ہوں حتیٰ کہ مسجد اور امام و موزن کی خبر گیری تک کو نہیں آتے کیا ایسے لوگوں کو مسجد کے ممبر، صدر و سکریٹری بنانا اور جملہ نظام کو حوالے کر دینا درست ہے؟

(د) جب کہ ایسے لوگ بھی یہاں موجود ہیں جو پانچوں وقت پابندی کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور شریعت کے پابند بھی ہیں، خدا اور رسول کے احکام کو جاننے والے لڑی شعور بھی ہیں کیا ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے مذکورہ حضرات ممبر بننے کے اہل ہیں؟

المستفتی: محمد ریاض الدین رضوی، مکان نمبر ۸۲۱ گلی نمبر ۹ سورپ نگر، دہلی ۴۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (الف) نماز ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے اس کا ترک بہت سخت گناہ ہے حتیٰ کہ ایک حدیث شریف میں وارد ہوا من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر، جس نے قصداً نماز چھوڑ دی اس نے کفر کا کام کیا لہذا بکر نماز نہ پڑھنے اور نماز کا حکم دینے والے پر بے باکانہ طنز کرنے کے سبب گنہگار مستحق عذاب نار ہوا اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور آئندہ اس قسم کی حرکت سے باز رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) مذکورہ کہانی کسی کتاب میں نظر سے نہ گزری اگر اس کی بالفرض کچھ اصل ہے تو اس کا تعلق اس شخص سے ہے جو اپنی عبادت پر فخر و غرور کرتا ہو، مگر یہاں زید نے اچھی بات کہی اس کا فخر و غرور سے کوئی تعلق نہیں اس پر یہ کہانی چسپاں کرنا اور طنز کرنا قطعی غلط ہے پھر بکر کو کسی نے یہ تو نہ کہا کہ نماز پڑھے اور اس پر غرور کرے، نماز کی ہدایت کی گئی جو بلاشبہ فرض ہے بکر اس کی پابندی کرے اور متکبر و مغرور نہ بنے نہ یہ کہ فرض بھی چھوڑے اور اسے ادا کرنے والوں کی دل آزاری بھی کرے۔ بکر پر لازم ہے کہ فوراً اس طرح کے طنز سے توبہ کرے اور زید سے معافی مانگے اور پابند فرائض ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ج۔ د) مذکورہ لوگوں کو مسجد، مدرسہ یا کسی بھی دینی تنظیم کا صدر و سکریٹری درکن بنانا ناجائز و گناہ ہے اس لیے کہ صدر و سکریٹری وغیرہ بنانے میں ان کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم شرعاً حرام ہے۔ رد المحتار میں ہے "الفاسق فقد عللوا کراہۃ تقدیمہ بان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم

اھانتہ شرعاً ۱۰۷ (ص ۵۶۰ ج ۱، باب الامامة) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

۲۱ ربیع الثوٹ ۱۴۲۷ھ

آسیب زدہ کی بات کا اعتبار ہے یا نہیں؟ جس پر تہمت لگائی گئی کیا اسے برأت کے لئے قسم کھانا ضروری ہے؟ کیا آسیب مزار پر جھوٹ نہیں بولتا؟ آسیب کے کہنے پر کسی سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی بیوی ہندہ جس پر بظاہر آسیب کا اثر ہے۔ جب ہندہ کے گھر والے ہندہ کو ایک بزرگ کی مزار پر لے گئے تو بظاہر آسیب کی حاضری ہوئی تو ہندہ نے دو ایسے لوگوں پر جو دور کے رشتہ میں ہیں الزام لگایا کہ انہیں لوگوں کی دعا تعویذ سے ہم پریشان ہیں۔ اور پھر دوسرے دن اپنے خسر کے بھائی پر الزام لگانا شروع کیا کہ انہیں دعا تعویذ سے ہم پریشان ہیں اور ہماری جان لینے کے لیے تعویذ کرایا ہے۔ جب یہ بات خسر کے بھائی کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے نہ کروں گا۔ رہی بات یقین کی تو میں قرآن پاک لے کر مسجد میں قسم کھا سکتا ہوں کہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے۔ مذکورہ لوگ سنی صحیح العقیدہ ہیں۔

سوال نمبر ۱: کیا آسیب کی حالت میں ہندہ کی بات قابل قبول ہوگی!

سوال نمبر ۲: کیا جس پر الزام لگایا گیا ہے اس کو قسم کھانا ضروری ہے؟ یا کھا سکتا ہے؟

سوال نمبر ۳: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بزرگ کی مزار پر آسیب جھوٹ نہیں بول سکتا؟

سوال نمبر ۴: جو لوگ ہندہ کے اس بیان کو سن کر مذکورہ تہمت زدہ سے قطع تعلق کریں ان کے بارے

میں کیا حکم ہے؟ بیٹو تو جردو۔

المستفتی: ڈاکٹر انوار احمد مصباحی۔ اعظمی نگر گیٹ نمبر ۶ مالونی ملاڈویسٹ ممبئی نمبر ۹۵۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آسیب زدہ کی بات کا عند الشرع کوئی اعتبار نہیں۔ کیوں کہ آسیب یہ اکثر جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ان کی باتوں پر اعتبار کر کے کسی مسلمان پر تہمت لگانا یا بدگمانی کرنا حرام ہے۔ لہذا آسیب کی حالت میں ہندہ کی بات لائق اعتبار نہیں۔ اور اس کی بات پر کسی سے حلفیہ بیان لینا

بھی درست نہیں ہاں اگر وہ اپنی برات کے لیے قسم کھانا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے۔ اور لوگوں کا یہ قول کہ بزرگ کے مزار پر آسیب جھوٹ نہیں بولتا اس کا کہیں سے ثبوت نہیں ہے۔

لہذا محض ہندہ کی بات پر مذکورہ تہمت زدہ سے قطع تعلق کرنا جائز و درست نہیں کیونکہ بعض اوقات میں آسیب خود ان کی زبان سے بولتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ ”جن اور شیاطین بعض وقت آدمی پر دخل کرتے ہیں کبھی بے ہوش کر دیتے ہیں اور کبھی اس کی زبان سے بولتے ہیں اور طرح طرح کے حرکات کرتے ہیں“ (ج ۱۱ ص ۱۹)

فتاویٰ امجدیہ میں ہے: ”یہ ضروری نہیں کہ اس آسیب نے جس کا نام بتایا ہو اسے خواہ مخواہ تہمت کیا جائے اور اسی کا بھیجا ہوا سمجھا جائے کہ اولاً تو اس میں شبہ ہے کہ یہاں آسیب ہے، ہو سکتا ہے کہ بناوٹ ہو اور اگر آسیب ہو بھی تو یہ یقینی بات ہے کہ آسیب بکثرت جھوٹ بولتے ہیں لہذا صرف اس کے کہنے سے ہرگز یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ سچی ہے اور اسی کا بھیجا ہے خصوصاً کسی مسلمان عورت پر ایسی تہمت لگانا اور خصوصاً ایسے وقت جب کہ باعتبار دین و دیانت بہتر حالت رکھتی ہو محض آسیب زدہ کے کہنے سے اس پر تہمت رکھنا حرام ہے“ (ج ۳ ص ۲۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد زبیر احمد مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

محض خواب کی بنیاد پر کسی پر تہمت لگانا اسے گالی دینا قسم کھلانا کیسا

ہے؟ اختلافات پیدا کرنے والی تعویذ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کی پڑوسن ہندہ کو آسیب وغیرہ کی شکایت تھی اس نے بکر سے تعویذ بنوائی بکر نے تعویذ بنا کر دیا اور کہہ دیا کہ خواب میں جو نظر آئے گا وہی قصور وار ہے چنانچہ تیسری رات اس نے اپنے پڑوسی زید کا خواب دیکھا اور اس خواب پر بھروسہ کر کے اب روزانہ زید کو گالی دے رہی ہے پختائیت بھی ہوئی مگر وہ خواب کی بنیاد پر زید سے مسجد میں قسم کھلانے پر مصر ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ خواب کی بنیاد پر کسی مسلمان بھائی پر شک کرنا کیسا ہے اور اسے گالی دینا کیسا ہے اور محض خواب کی بنیاد پر اپنے مسلم بھائی کو مسجد میں قسم کھلانا کیسا ہے؟ اور جو مولوی ایسا تعویذ بنائے جو دو مسلمان بھائی کے درمیان اختلاف کا باعث ہو اس کے لئے کیا حکم شرع عائد ہوگا؟ بینو اتو جروا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کی پڑوسن ہندہ کا محض خواب کی بنیاد پر بغیر شہادت شرعی زید کو قصور وار سمجھنا یا جمہوری تہمت لگانا جائز نہیں کہ خواب کی بنیاد پر احکام شریعت نافذ نہیں ہوتے ”قادی امجدیہ“ میں ہے کہ خواب صد گونہ احتمالات کا محتمل ہوتا ہے خواب پر مذاہب کا دار و مدار نہیں کہ بسا اوقات نفی کا اثبات اثبات کی نفی مقصود ہو جایا کرتی ہے تھوڑی سی نیند اگر محسوس ہوئی تو اس وقت بارہا الٹی بات سمجھ میں آ جایا کرتی ہے تو جب اس کا پورا تسلط ہو تو کیونکر متیقن کہ پوری بات سمجھ میں آئے، (ج ۲ ص ۳۲۹)

رہا گالی دینا تو یہ کسی صورت میں جائز نہیں حدیث شریف میں ہے ”سباب المسلم فسوق“ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۳۱۱) اور زید پر محض خواب کی بنیاد پر تہمت لگا کر اسے تکلیف دینے کی وجہ سے گنہگار ہے۔

حدیث پاک میں ہے ”من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ“ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۰) اور جب خواب ہی مقبول نہیں تو زید کو قسم کھلانا بھی جائز نہیں لہذا ہندہ کو چاہیے کہ اپنے دل سے بدگمانی نکال دے اور اپنے مسلمان بھائی سے متعلق حسن ظن رکھے تو بہ کرے اور جسے تکلیف دی ہے اس سے معافی مانگے۔

اور جس مولوی نے اس طرح تعویذ بنایا کہ جس سے دو مسلمان بھائی میں اختلاف پیدا ہوا وہ بھی گنہگار ہے تو بہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسے برے افعال کے ارتکاب سے اجتناب کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی
 ۳ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

کیا محض لواطت کا الزام لگانے سے کوئی مجرم ہوگا؟

مسئلہ زید و بکر دونوں دینی درس گاہ کے مدرس و مسجد کے امام ہیں۔ خالد ان دونوں کا شاگرد ہے اس نے زید و بکر دونوں پر لواطت کا الزام لگایا تو ادارہ کمیٹی نے تینوں کو بلا کر گفتیش کی تو خالد نے اپنے بیان بار بار بدلے تو کمیٹی والوں نے کہا کہ اب اگر کسی پر الزام عائد کیا تو مدرسہ سے خارج کر دیا جائے گا۔ کچھ دنوں بعد خالد نے عمر پر بھی لواطت کا الزام لگایا جس پر کمیٹی والوں نے اسے ادارہ سے خارج کر دیا۔ تو اس نے پولیس کے پاس رپورٹ درج کرائی جس پر زید و بکر و خالد کا ڈاکٹری معاینہ ہوا۔ ڈاکٹر نے رپورٹ دی کہ خالد کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صرف خالد کے الزام لگانے سے زید و بکر قصور وار

ٹھہریں گے؟ اگر نہیں تو کیا یہ دونوں امامت کا کام انجام دے سکتے ہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

المستفتی: محبوب مقادم، نکیہ، دیوان شاہ مومن پورہ، ناگپور، مہاراشٹر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صرف خالد کے الزام لگانے سے زید و بکر و عمر و لواطت کے مرتکب اور قصور وار نہیں ٹھہرائے جاسکتے۔ بلکہ اس کے لیے شہادت شرعیہ ضروری ہے۔ اگر یہاں شہادت شرعیہ نہ ہو تو حکم ہوگا کہ وہ تینوں خالد کے الزام سے بری ہیں۔ ہاں اگر خالد ابھی امرد ہو اور درج بالا لوگ تنہائی کے وقت میں تنہائی کے مکان میں اسے اپنے ساتھ رکھتے ہوں تو اس کی وجہ سے وہ متہم ہوں گے اس صورت میں ان پر واجب ہے کہ خالد کے ساتھ خلوت و یکجائی سے باز آئیں، توبہ کریں اور اس پر قائم رہیں۔ اگر ایسا کر لیں اور ساتھ ہی دیگر شرائط امامت کے جامع بھی ہوں تو ان کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

رواجحارج ۶ ص ۳۶۵ پر ہے: قَالَ فِي الْهِنْدِيَةِ وَالْغَلَامِ اِذَا بَلَغَ مَبْلُغَ الرِّجَالِ فَاِنْ كَانَ صَبِيحًا فَحُكْمُهُ حُكْمُ النِّسَاءِ وَهُوَ عَوْرَةٌ مِنْ قَرْنِهِ اِلَى قَدَمِهِ لَا يَحِلُّ النَّظْرُ اِلَيْهِ عَنْ شَهْوَةِ وَاَمَّا الْخُلُوَّةُ وَالنَّظْرُ اِلَيْهِ لَا عَنْ شَهْوَةٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ - ۱ ملخصاً اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان امرد کے ساتھ خلوت میں اٹھنے بیٹھنے والے کی امامت سے متعلق تحریر فرماتے ہیں ”ایسا شخص کہ متہم ہے امام بنانا نہ چاہیے“ لان التهمة توجب تقليل الجماعة وهو عكس مقصود الشريعة ولان الخلوقة القبيحة بالامرء اخب من الخلوقة بالاجنبية فينزهة المسجد عنه - ۱ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۹۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالمقتدر نظامی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ ربیع النور ۱۳۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید ایک سنی امام پر طرح طرح الزام لگاتا ہے گالی دیتا ہے ساتھ ہی اس کی

اقتداء بھی کرتا ہے تو زید اور اس کے مددگاروں کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید ایک سنی صحیح العقیدہ امام پر الزام لگاتا ہے، گالی دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ امام جھوٹا، ظالم، اللہ و رسول کا منکر، ضدی، گھمنڈی، یہودیوں کا بھیجا ہوا ہے اور حرام خور ہے اور اسی امام کی اقتداء بھی کرتا ہے، حدیث رسول کی بے ادبی کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ امام واجب الاخراج ہے، اگر اسے نہیں نکالا تو ٹرٹی اور امام کو رسوا

کریں گے اور کچھ دوسرے لوگ بھی اس کے حامی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص اور اس کے مددگاروں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟ بیوقوف تو جروا المستفتی: مصلیان بلال، وڈالامبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کی تحقیر اور ان کو ذلیل و رسوا کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "بحسب امری من الشر ان يحقر اخا المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وعرضه وماله۔" آدمی کے براہونے کے لئے یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون، آبرو، مال (صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۱۷)

تو اسی طرح کسی مسلمان کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "سباب المسلم فسوق" مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "سباب المسلم كالمشرف على الهلكة" مسلمان کو گالی دینے والا اس کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۳۱۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "من اذى مسلماً فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله" جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ (کنز العمال ج ۶، ص ۱۰)

تو جب عام مسلمان کو ذلیل و رسوا کرنے اور گالی دینے کے بارے میں یہ حکم ہے تو عالم دین کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے اور چونکہ مذہبی پیشوا ہے تو اس کو گالی دینا اور ذلیل و رسوا کرنا اور زیادہ اشد ہوگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا يستخف بحقهم الامنافق" علماء کرام کے حق کو ہلکانہ سمجھے گا مگر منافق۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں "لا يستخف بحقهم الامنافق بين النفاق" ان کے حق کو ہلکانہ سمجھے گا مگر کھلا ہوا منافق (کنز العمال ج ۱۶، ص ۳۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "ليس من امتي من لم يعرف لعالمنا حقه" جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔ (الترغیب والترہیب ج ۱، ص ۶۳)

ائمہ فرماتے ہیں عالم دین کی اہانت کفر ہے تو اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کفر ہے۔ اور اگر یہ جانتا ہے کہ علم کی وجہ سے ان کی تعظیم فرض ہے مگر کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دینا اور تحقیر کرتا ہے تو فاسق و فاجر ہے اور بے وجہ رنج رکھتا ہے تو اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

مجمع الانهر میں ہے:

"والاستخفاف بالاشراف والعلماء كفر ومن قال للعالم عويلم قاصدا به

الاستخفاف كفر ومن ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر۔ (ج ۱، ص ۵۹۶)
 لہذا امام کی شان میں ایسا تحریر کرنے والا شخص سخت فاسق و فاجر حق العبد میں گرفتار ہے وہ بلا تاخیر امام صاحب اور کمیٹی کے افراد سے معافی مانگے اور پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرے اور ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیں اور جو حضرات ایسے کی مدد کرتے ہیں اور ان کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی انہیں میں سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خلع من عنقه ربقة الاسلام۔" جو دانستہ ظالم کی مدد کو چلے تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو نکال دی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۰۷ نصف اخیر)

رہا یہ کہ شخص مذکور ایک عرصہ تک امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتا رہا تو اس کی نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور حدیث شریف سننے کے بعد امام صاحب سے اس کا یہ کہنا کہ میں جو کہتا ہوں ویسا کرو اس کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے ایسا کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: محمد راشد انور مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دینی ادارہ کے جلسہ یا بزرگوں کے عرس میں شرکت سے علما و عوام کو منع کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

اگر اہل سنت کے کسی ادارہ میں جہاں درجہ فضیلت (ثامنہ) تک باضابطہ پڑھائی ہوتی ہو، جس کے ماتحت ۳۸ تعلیمی شاخیں بشکل مکاتب نونہالان اسلام کو زیور علم و عمل سے آراستہ کرنے اور دین و سنت کی خدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں کوشاں ہوں۔ ایسے ادارہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت یا دارالعلوم کے قریب واقع درگاہ میں آرام فرما بزرگوں کے اعراس میں باہر سے آنے والے اکابر علماء کو ان کے آنے سے پہلے بذریعہ فون جلسہ میں شرکت سے اگر کوئی پیر صاحب منع کرتے ہوں یا اپنے مریدین سے منع کرواتے ہوں، تاکہ ان کا جلسہ کامیاب نہ ہو سکے، وہ بھی ان علماء کو غلط خبر دے کر یا اپنے یہاں کے جلسوں میں وہ پیر صاحب باہری مقررین و علماء کو مدعو کر کے ان کے سامنے اس ادارہ اور ادارہ کے بانی و ذمہ داران کے بارے میں اگر غلط رپورٹ دیتے ہوں۔ (اگرچہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوتے ہوں) تو یہ طریق کار از روئے شریعت کیسا ہے؟ بینواتو جروا۔ المستفتی: محبان جہانیہ کمیٹی و قادری کمیٹی ہاڑمیر (راجستھان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر پیر صاحب ادارہ مذکورہ کے سالانہ دینی جلسہ کے موقع پر یا اس کے علاوہ اعراس و دیگر دینی امور کی شرکت سے عوام کو بلاوجہ شرعی روکتے ہیں اور ادارہ کی مخالفت کرتے ہیں یا علمائے کرام کو جلسہ میں حاضری سے روکتے ہیں تو یہ طریقہ غلط اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کے خلاف ہے، پیر صاحب آئندہ ایسا کرنے سے اجتناب کریں۔ قرآن عظیم میں ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدہ: ۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔ (کنز الایمان)
ان سوالات میں پیر کے تعلق سے جو باتیں درج ہیں وہ اگر واقعی ہیں تو پیر گنہگار، فاسق ہے اور اس پر

واجب ہے کہ ان امور سے تائب ہو کر باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک علی

۵ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ الظُّلْمِ

ظلم کا بیان

بیوی کو مارنا پیٹنا اور نہ اسے اپنے پاس رکھنا نہ طلاق دینا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان ملت اس مسئلہ میں

ایک لڑکی کی شادی ہوئے گیارہ سال بیت گئے مگر شوہر کے پاس وہ صرف تین سال رہی اور اس عرصہ میں ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا مگر شوہر نے لڑکی کو بہت ستانا مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور شراب پینا جو اکیلنا شروع کر دیا تھا جس سے تنگ آ کر لڑکی اپنے بھائی کے پاس آگئی اور اس کے ماں باپ بھی مر چکے ہیں صرف بھائی ہے اب بھائی کے پاس آئے ہوئے آٹھ سال ہو گئے شوہر نہ تو طلاق دیتا ہے اور اگر لڑکی خلع مانگتی ہے تو خلع بھی نہیں دیتا ہے بلکہ ایسی حالت میں لڑتا بولتا رہتا ہے اور جان سے مارنے کی دھمکی بھی دیتا ہے ایسی حالت میں وہ لڑکی کیا کرے کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا وہ کیا کرے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح رہنمائی فرمائیں تو بہت نوازش ہوگی۔ المستفتی: الحاج تاج محمد رحمت نگر آدر برج سیٹرم، ضلع گلبرگہ، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال میں درج باتیں صحیح ہیں تو طرفین کے بچوں کے ذریعہ دونوں میں مصالحت اور شوہر کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہیے اگر شوہر اصلاح پذیر نہ ہو تو حکم ہوگا کہ لڑکی صبر کرے اور اگر صبر پر آمادہ نہ ہو تو وہ کسی طرح شوہر سے طلاق حاصل کرے یا خلع کرائے اس کے بعد عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے بغیر اس کے دوسرا نکاح باطل محض ہوگا۔ اور شوہر پر فرض ہے کہ یا تو صحیح طریقے پر اسے رکھے یا طلاق دے دے اگر وہ خود ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا سماجی بائیکاٹ کر دیں اور اسے اس بات پر مجبور کر دیں کہ دونوں میں سے ایک کو اختیار کرے اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: فیض محمد قادری، مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کسی سنی پیر پر مسلک اعلیٰ حضرت کے مخالف ہونے کا الزام لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک سنی صحیح العقیدہ بزرگ ہستی ہے۔ کئی پشتوں سے بزرگی کا سلسلہ چلتا آ رہا ہے ایک بستی میں کافی جہالت تھی وہاں کے باشندے شراب نوشی میں غرق رہا کرتے تھے وہاں کے ایک بھی آدمی تعلیم یافتہ نہیں تھے۔ زید کی اور ان کے اہل خاندان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج بے شمار علمائے دین اور حفاظ کرام اس سرزمین پر دیکھنے کو ملتے ہیں ساتھ ہی شراب نوشی جیسی عادتیں راہ فرار اختیار کر چکی ہیں علم دین سے وہاں کے باشندے آراستہ و پیراستہ نظر آ رہے ہیں۔ زید جو ایک بزرگ ہستی ہیں ساتھ ہی اس دور جدید میں بے مثال ہستی ہیں۔ ان کے خلاف عمرو یہ تہمت لگاتا ہے کہ زید حیدر یہ سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت سے بغض رکھتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں ساتھ میں عمرو یہ بھی تہمت لگاتا ہے کہ ان کی مجلس میں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ نہیں لگایا جاتا ہے۔ تحقیقات سے مختلف لوگوں کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ یہ سراسر جھوٹ ہے یہ عمرو کی غلط فہمی یا ذاتی حسد ہے جس کی وجہ سے عمرو خلیفہ آستانہ حیدر یہ پر یکچڑا اچھال رہا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ زید کی مجلس میں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگاتے ہوئے بھی سنا گیا ہے۔ جواب طلب یہ ہے کہ جس سرزمین پر بے شمار شراب نوشی کے اڈے تھے وہاں کے لوگوں کا یہی پیشہ تھا اور ہمیشہ شرابور رہنا جہاں کے باشندوں کا شیوہ تھا آج وہی سرزمین اسلامی تہذیب میں تبدیل نظر آ رہی ہے۔ بے شمار علمائے دین کا جھرمٹ اور حفاظ کرام اس سرزمین سے نمودار ہو کر مختلف جگہوں پر خدمت دین کا کام انجام دے رہے ہیں۔ یہ سب اسی زید اور ان کے آباء و اجداد کی محنت و مشقت کا ثمرہ ہے یہ سب کچھ جانتے ہوئے عمرو کے ذریعہ اس طرح کی تہمت لگانا یہ اس کا کیسا عمل ہے اور اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمانے کی زحمت کریں۔، نوازش ہوگی، بیوا تو جروا۔

المستفتی: محمد نذیر عالم کیراف محمد شکیل، بیٹری دوکان، مقام وپوسٹ، کرجا، وایا، گدھا، ضلع مظفر پور (بہار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مجھے سلسلہ حیدر یہ کے بارے میں نہیں معلوم، لیکن زید اگر واقعی سنی صحیح العقیدہ بزرگ ہے اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان، نیز مسلک اہل سنت سے جسے اس زمانے میں مسلک اعلیٰ حضرت بھی کہا جاتا ہے، بغض نہیں رکھتا تو اس پر بغض رکھنے کا الزام حرام و گناہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کی طرف

گناہ کی نسبت بلا تحقیق جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

متولی کا مدرسہ اپنے نام بیع نامہ کرانا پھر

مدرسہ کے اراکین کے خلاف مقدمہ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کئی مدرسے کا ایسا سنی متولی جسے اہل سماج نے معظم جانتے ہوئے مدرسہ کا متولی کئی سال پہلے بنایا ہو تو

وہ متولی اس مدرسہ کا بیعت نامہ بذات خود یا جاہل سماج کی رائے سے اپنے نام کر سکتا ہے یا نہیں؟

وہ شخص جس نے جاہل عوام سے یہ کہہ کر جملہ عوام کو اپنی جانب موڑ لیا ہو کہ اگر اس مدرسے کا بیعت نامہ کسی

کے نام نہیں کر لیا گیا تو مخالف جماعت اس مدرسہ پر قابض ہو جائے گی اور پھر اس طرح عوام کو دہشت میں

ڈالتے ہوئے اپنے نام بیعت نامہ کرا ہی لیا۔ جب عوام پر ان کی بد نیتی ظاہر ہوئی تو مشترکہ طور پر سب نے متولی

صاحب کو مدرسہ سے نکال دیا اور ارکان کے خلاف متولی صاحب نے مقدمہ قائم کر دیا جو تاہنوز تقریباً کم و بیش

بیس سال سے چل ہی رہا ہے آج اس سلسلہ میں صلح کرنے کے طور پر متولی صاحب سے چند باوقار لوگوں نے

گفتگو کی تو انہوں نے کہا کہ جب تک مقدمہ کے اخراجات مجھے مل نہیں جائیں گے تب تک صلح نہیں کروں گا تو

کیا ان کا ایسا کرنا درست ہے اس مسئلہ کا شرعی حل کس طرح سے کیا جائے تاکہ فتنہ ختم ہو جائے ساتھ ہی ساتھ کیا

مدرسے کی کچھ زمین دے کر یا مقدمہ کا خرچہ دے کر اس کی اینٹ دے کر صلح کر لینا درست ہے یا نہیں اگر متولی

صاحب شریعت کے خلاف کر رہے ہیں تو ان سے سلام و کلام، رشتہ ناطہ ان کی امامت ان سے میلاد پڑھوانا،

درست ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔ المستفتی: قاری محمد اسلم، الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ بلرام پور یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مدرسہ اپنے نام بیعت نامہ کر دینا نیز ارکان مدرسہ کے خلاف ناحق مقدمہ قائم کرنا، اور جب

صلح کی بات آئی تو مقدمہ کے اخراجات مانگنا حرام و گناہ ہے۔ اور ایسا شخص فاسق، وفاجر، ظالم و جابر، مستحق

عذاب نار و غضب جبار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے اور بیعت نامہ سے اپنا نام خارج کروا کر

مدرسہ کا نام درج کرائے، یا مدرسہ کی زمین کو وقف کر کے رجسٹرڈ وقف نامہ دے دے، نیز مقدمہ اٹھالے

مقدمہ کا خرچ لینا جائز نہیں۔

اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کا سماجی بائیکاٹ کریں اس کے ساتھ سلام و کلام، کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا، بند کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اکا ارشاد ہے۔ "وَإِنَّمَا يُدْرِسُ شَيْئًا فَلا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" ۱۰۷ (پ ۷، س انعام آیت ۶۸)

جو اس میں پہلو تہی کرے گا اسے فاسقوں کی طرح عذاب نار ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے "وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" ۱۰۸ (پ ۱۲، س ہود آیت ۱۱۳) ارشاد خداوندی ہے "كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ" ۱۰۹ (پ ۶، س مائدہ آیت ۷۹)

اور نہ اس کو امام بنائیں نہ اس سے میلاد پڑھوائیں کیونکہ امام بنانے اور میلاد پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم ناجائز اور غضب الہی کا سبب ہے۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے "لو قدموا فاسقاً یا ثمون لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً" ۱۰۷ (ص ۵۱۳ باب الامامة) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری منٹری

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کسی کی زمین جبراً مسجد کے لئے لینا، بائیکاٹ ختم کرنے کے لئے روپے مانگنا

اور اپنی زمین میں گھر بنانے سے روکنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی زمین میں پہلے سے مسجد تعمیر ہے اور اس مسجد کے بغل میں زید کی اور بھی زمین ہے جسے گاؤں کے لوگوں نے کہا کہ مسجد کو اور زمین کی ضرورت ہے تو زید نے تقریباً ۱۲ ارفٹ زمین دے دی لیکن گاؤں کے لوگوں نے اس سے زائد زمین پر مسجد کی باؤ نڈری لگائی۔ اور زید نے اپنی اور زمین میں مکان بنوانا چاہا تو گاؤں کے لوگوں نے روک دیا اور گرام پردھان کے کہنے پر لوگوں نے ۱۰ ارفٹ جبراً راستہ مانگا تو زید نے راستہ بھی دے دیا یہ سب ہونے کے باوجود بھی گاؤں والوں نے زید کا بائیکاٹ کر دیا اور مولوی صاحب جو گاؤں کے امام بھی ہیں انہوں نے زید سے کہا کہ پانچ سو روپیہ دے دو سب تمہارے یہاں کھائیں گے۔ لہذا ایسے لوگوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: نصر اللہ، بیپورا، ضلع، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال میں درج بیانات اگر واقع کے مطابق ہیں تو زید کے ساتھ کئی طرح کی زیادتیاں کی

گئیں ہیں (۱) اس کی زمین کے کچھ حصے پر ناجائز قبضے (۲) اس کا بائیکاٹ (۳) اس کا بائیکاٹ ختم کرنے کے لیے پانچ سو روپیہ کا مطالبہ (۴) اسے اپنی زمین پر مکان بنانے سے روکنا جب کہ مکان بنانا اضرار مسلمین کے لیے نہ ہو۔

لہذا گاؤں والوں کو زید کی وقف کی ہوئی زمین سے زیادہ پر قبضہ نہیں کرنا چاہیے کہ یہ غصب ہے جو بلا شبہ حرام و گناہ ہے۔ ہاں اگر بعد میں زید راضی ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ لوگوں پر لازم ہے کہ زائد زمین واپس کر دیں کہ یہ اس کی ملک ہے۔ اور لوگوں کا زید کو اپنی زمین میں مکان بنانے سے روکنا نیز بلا وجہ شرعی اس کا سماجی بائیکاٹ کرنا ظلم و زیادتی ہے جو جائز نہیں۔ اس لیے لوگوں پر لازم ہے کہ زید سے معافی مانگیں اور اس کو راضی کر لیں ورنہ کل بروز قیامت خدائے قہار کے حضور جواب دینا پڑے گا۔ حدیث شریف میں ہے: الظلم ظلمات یومہ القیمة۔ یعنی ظلم قیامت کے دن اندھیریاں ہو جائے گا (بخاری ج ۱، ص: ۳۳۱) اور امام کا پانچ سو روپیہ مانگنا یہ رشوت مانگنا ہے جو گناہ کبیرہ سے ہے اور کسی امام بلکہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ رشوت لے، حدیث شریف میں ہے: "الراشی والمرتشی فی النار" یعنی رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔ (کنز العمال، ۶/۱۱۳) اور اگر امام نے وہ رقم بطور جرمانہ مانگی ہے تو بھی ناجائز ہے کہ جرمانہ لینا ناجائز و گناہ ہے۔ امام پر لازم ہے کہ آئندہ ایسی حرکات سے کلی احتراز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسین رضوی جام نگری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بلا وجہ بیوی کو تکلیف دینا کیسا ہے؟ بیوی شوہر کے ساتھ

کسی طرح زندگی گزارے جو بے ڈر و خوف کے ہو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

صبیحہ بانو کی سسرال ممبئی میں واقع ہے اور شادی ہوئے تقریباً پونے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے، جبکہ صبیحہ بانو کے ایک بچی تولد ہوئی جس کی عمر سو سال ہے۔

محمد صادق اپنی منکوحہ کے ساتھ کم و بیش چھ سات ماہ تک بہتر اور ہنسی خوشی کے ماحول میں زندگی بسر کرتا رہا اور چھ ماہ بعد ہی محمد صادق کے ماں باپ نے صبیحہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا، جس سے گھریلو تنازعات بڑھتے گئے، یہاں تک کہ محمد صادق بھی اپنے ماں باپ کے سامنے زد و کوب اور ایذا دینا اپنی شان سمجھنے لگا۔

صبیحہ بانو نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم و تشدد کی خبر جبل پور اپنے مائیکہ میں ماں باپ کو دی، چنانچہ انھوں نے ان سے پریشان اور تکلیف دینے کی وجوہات معلوم کرنا چاہا تو انھیں ہی کھری کھوٹی سنائی گئی، تب

انہوں نے محمد صادق کے رشتہ داروں سے اس بات کی شکایت کی اور سمجھانے کے لئے پیش قدمی کی اور لوگوں نے سمجھانے کی کوشش بھی کی، مگر صبیحہ کے ساس سسر اور شوہر پر کوئی اثر نہیں ہوا، بلکہ معاملہ برعکس یہ ہوا کہ صبیحہ ہی کو گھر سے باہر کر دیا گیا اور وہ مہنگی میں اپنے خالہ کے گھر آگئی، آٹھ روز گزر گیا، جب یہ خبر متعلقین کو معلوم ہو گئی تب محمد صادق اور اس کے ماں باپ کو ایسی بے جا حرکت سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی تو کچھ غیرت جاگی اور صبیحہ بانو کو اپنے گھر لے آئے، لیکن چند دنوں بعد پھر وہی پرانی حرکت پر آمادہ ہو گئے۔ صبیحہ ان سے تنگ آ کر پھر اپنے ماں باپ کو جبل پور اطلاع دی، چنانچہ انہوں نے بذریعہ ٹیلی فون و موبائل محمد صادق اور اس کے والدین و رشتہ داروں سے عرصہ دراز تک اصلاحی پہلو پر گفتگو کرتے ہوئے حسن اخلاق کا پیکر بن کر نرم دلی کا مظاہرہ کرتے رہے، لیکن نتیجہ پھر بھی اطمینان بخش نہ رہا۔

(۱) ایسے بد حال اور پراگندہ ماحول سے نکلنے کے لئے کچھ دنوں بعد صبیحہ بانو اپنے شوہر محمد صادق سے اجازت لے کر مجبوری اور پریشانی کی کیفیت کے عالم میں اپنے مائیکہ جبل پور آگئی۔ اب تک تین ماہ سے زائد کا عرصہ گزرنے والا ہے اور سو سالہ ہجی گود میں ہے جو ان کے پیار و محبت کے لئے ترس رہی ہے۔ فریقین کے مابین حل کا راستہ عنایت فرمائیں۔

(۲) محمد صادق چاہتا ہے کہ اب صبیحہ بانو اس کے پاس آجائے مگر اس طرح کی صورت حال کے پیش نظر شریعت کے تحت کیا کرنا چاہئے؟

(۳) صبیحہ بانو کو ڈر اور خوف ہے کہ اسے لے جا کر پھر زد و کوب اور پریشان کیا جائے گا، لہذا اس کی شرط یہ ہے کہ ایک مکان کرایہ پر لے کر ساس و سسر سے علاحدہ اپنے شوہر کے ساتھ رہیں گے۔ ایسی صورت میں محمد صادق سے صبیحہ کا مطالبہ شرعی قانون کی نگاہ میں درست ہے؟

(۴) از روئے شرعی صبیحہ بانو اپنے خاوند محمد صادق کے ساتھ ازدواجی زندگی کس طرح گزارے جو بغیر ڈر اور خوف کے ہو؟ صبیحہ اور اس کے والدین، صادق اور اس کے والدین پر حکم شرعی نافذ فرمائیں تاکہ میاں بیوی کے درمیان بہتر اور خوش گوار ماحول میں یہ انمول زندگی گزر جائے۔

آپ سے مؤدبانہ ملتمس ہوں کہ مفصل طور سے احکام شرعی تحریر فرما کر ممنون کر فرمائیں۔ جواب جلد کا منتظر اور زحمت کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

المستفتی: محمد حنیف میمن دیالہ، ۲۸ صرافہ وارڈ کوٹوالی روڈ، اگر وال دھرم شالہ کے سامنے، جبل پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے:

الزَّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ. (سورة النساء، پ ۵، آیت ۳۴)

یعنی مردان فرس ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے۔ (کنز الایمان)

حدیث پاک میں ہے: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم کرنا تو عورت کو حکم کرنا کہ مرد کو سجدہ کرے۔ (کنز العمال، ج ۸، ص ۲۸۱، حدیث ۳)

مگر عورتوں کو بے وجہ شرعی ایذا دینا ہرگز جائز نہیں، بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی اور ان کی دل جوئی اور ان کی بد خوئی پر صبر اور جن باتوں میں شرع کی مخالفت نہ ہو ان کی مراعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خود ازواج مطہرات کی دل جوئی فرماتے۔ حدیث شریف میں ہے:

ان من اکمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقاً و الطفہم بأہلہ۔

یعنی جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اپنے اہل کے ساتھ اچھے برتاؤ والا ہو وہ سب سے زیادہ ایمان میں کامل ہوگا۔ (ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۶۴۳)

اور فرماتے ہیں:

خیر کم خیر کم لاہلہ و انا خیر کم لاہلی۔

یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھے برتاؤ میں سب سے بہتر ہے اور میں تم

سب میں اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔ (ابن ماجہ، ص ۱۴۲)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَايِرُوا هُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. (سورة النساء، پ ۴، آیت نمبر ۱۹)

یعنی بیویوں سے بھلائی کے ساتھ معاشرت کرو۔

اور امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

واعلم انه ليس من حسن الخلق معها كف الاذى عنها بل احتمال الاذى

منها والحلم عند طيشها او غضبها اقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم الخ.

یعنی عورت کے ساتھ حسن خلق خود اسے ایذا نہ دینا نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے جو اذیتیں ہوں انہیں

برداشت کرنا اور اس کے طیش و غضب کے وقت تحمل کرنا ہے۔ "ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۷۱ میں ہے۔

مذکورہ آیات قرآنیہ و احادیث کریمہ و اقوال ائمہ کے مطابق میاں بیوی زندگی گزر بسر کریں اور ہر

ایک دوسرے کے حقوق بجالائیں ورنہ گناہ میں گرفتار ہوں گے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”زن و شوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں اور ان میں جو بجا نہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا۔ ایک اگر ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بنا کر اس کے حق کو ساقط نہیں کر سکتا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۶۰، نصف اول) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱ تا ۳) سائل نے یہ نہیں لکھا کہ صبیحہ بانو کو کیوں پریشان کیا جا رہا ہے؟ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت میں بنی کچھ ایسی خامیاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح از روئے شرع ضروری ہوتی ہے۔ بہر حال اگر بلاوجہ صبیحہ بانو کو پریشان کیا جا رہا ہے تو جن لوگوں نے صبیحہ کو اذیت دی وہ ضرور حقوق العباد میں گرفتار اور کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

من آذی مسلماً فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ۔

یعنی جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ رب

الرحمت کو اذیت دی۔“ (کنز العمال، ج ۱۶، ص ۱۰)

لہذا فریقین کے مابین حل کاراستہ یہی ہے کہ محمد صادق اور اس کے والدین صبیحہ بانو سے معافی مانگیں اور پھر کبھی اس کو تکلیف نہ پہنچانے کا عزم مصمم کریں اور صبیحہ بانو کو واپس سسرال لے جائیں۔

اگر صبیحہ بانو کو یقین ہے کہ محمد صادق کے والدین اسے اب بھی اذیت دیں گے تو از روئے شرع اس کا مطالبہ صحیح ہے، کیوں کہ شوہر پر عورت کا نفقہ یعنی کھانا کپڑا اور مکان دینا واجب ہے اور اگر شوہر کے رشتہ دار عورت کو اذیت دیتے ہوں تو شوہر پر عورت کو ان سے علاحدہ مکان دینا لازم ہے اور عورت کو شرعاً اس کے مطالبہ کا حق بھی حاصل ہے۔

ردالمحتار میں خانیہ سے ہے:

فان كانت دار فيها بيوت واعطى لها بيتا يغلق ويفتح لهما يكن لها ان تطلب بيتا

آخر اذا لم يكن ثمة احد من احماء الزوج يوذيتها۔ (ج ۵، ص ۳۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) صبیحہ بانو احکام شرمیہ کی پابندی کرے اور شوہر کو راضی رکھنے کی کوشش کرے اور اس کی طرف

سے کچھ تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔ یوں ہی محمد صادق بھی عفو و درگزر سے کام لے اور محمد صادق کے والدین بھی

خوف خدا دل میں رکھیں اور صبیحہ بانو کو تکلیف پہنچانے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شمیم مصباحی

۱۸ رجب المرجب، ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بیوی کو مارنا پیننا، نان و نفقہ نہ دینا نہ ہی طلاق دینا کیسا ہے؟

طلاق دینے کے لئے ایک لاکھ روپیہ مانگنا کیسا ہے؟

مسئلہ (۱) زید اور ہندہ کی شادی ہوئے سترہ سال ہوئے۔ ہندہ سے دو لڑکیاں بھی ہیں، لیکن زید ہندہ کو شک کی بنیاد پر مار پیٹ کرتا تھا، پھر تقریباً آٹھ سال پہلے ہندہ کو زید نے ہندہ کے میکے بھیج دیا۔ اس کے بعد سے زید نے نہ تو ہندہ کی کوئی خبر لیا اور نہ ہی نان و نفقہ ہی دیا اور جب زید سے کہا گیا کہ تم ہندہ کو لے جاؤ تو اس نے جواب دیا: ہندہ کو اب نہیں لاؤں گا اور زید سے جب ہندہ کو طلاق دینے کے بارے میں کہا گیا تو وہ طلاق دینے پر بھی راضی نہیں۔

خیال رہے کہ زید دوسری شادی کر چکا ہے اور اس سے اولاد بھی ہے۔

(۲) زید اور ہندہ کا معاملہ عدالت میں بھی چل رہا ہے، مگر ابھی تک کوئی حل نہ نکل سکا ہے۔ اب زید کا کہنا ہے کہ ہندہ کو طلاق دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ ایک لاکھ روپے دو۔ ہندہ کے والدین اس لائق نہیں کہ روپے دے سکیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہندہ کی طلاق کے لئے شریعت میں کوئی راہ نکل سکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم راہ بتا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

خیال رہے کہ ہندہ ابھی نو جوان ہے۔ بیٹنوا تو جروا۔

المستفتی: مقصود خان، کوالٹی موبائل کھنڈو، ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) صورت مسئلہ میں زید حق اللہ اور حق زن دونوں میں گرفتار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ ہندہ کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔ اس کے تمام حقوق کو ادا کرے اور ایسا نہ کرے تو فرض ہے کہ بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے کہ ادھر میں لٹکانا حرام ہے۔ ارشاد بانی ہے:

أَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُؤًا. (بقرہ، پ ۲، ۱۲ع)

(ترجمہ) یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نیکیوں کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لئے روکنا نہ ہو

کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھانہ بنا لو۔

اور فرماتا ہے:

فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ. (النساء، ۵، ع ۱۶)

(ترجمہ) تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو۔

فی الحال زید پر ہندہ کا نان و نفقہ لازم ہے اور دونوں لڑکیوں کے پاس اگر کوئی ذاتی مال نہ ہو تو ان کی خبر گیری بھی واجب ہے۔ اگر نہ دے تو قاضی شرع ہندہ اور اس کی دونوں لڑکیوں کا نان و نفقہ مقرر کر کے دلواسکتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: بے شک ہندہ کا نان و نفقہ زید پر لازم ہے اور بچوں کا اپنا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو ان کی خبر گیری بھی زید پر واجب ہے۔ اگر شوہر نہ دے، عورت حاکم کے یہاں رجوع کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا حصہ مقرر کر سکتی ہے۔

فی الدر المختار: النفقة تجب للزوجة علی زوجها ولو هی فی بیت ابیہا اذا لم یطالہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکنا اذا طالہا ولم تمتنع، اسی میں ہے: تجب النفقة بأنواعها لطفله الانثی والجمع الفقیر فان نفقة الغنی فی مالہ ولو خاصمتہ الامہ فی نفقتہم فرضہا القاضی امرہ بدفعها للام مالہم تثبت خیانتہا فیدفع لها صباحاً ومساءً او یأمر من ینفق علیہم۔ (باب النفقة، ج ۵، ص ۲۷۸)

(۲) اور زید کا ہندہ کے والدین سے لاکھ روپے مانگنا اور اسی پر طلاق کو معلق رکھنا یہ محض بے جا اور ظلم و زیادتی ہے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، ج ۸، ص ۸۶)

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ان کان النشوز من قبل الزوج فلا یجمل لہ أخذ شیء من العوض علی الخلع۔ (الباب الغامض فی الخلع، ج ۱، ص ۳۸۸)

لہذا اگر زید باز نہیں آتا ہے تو ہندہ کو اس سے خلاصی حاصل کرنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ وہ قاضی شرع کے پاس جا کر مقدمہ درج کرائے۔ قاضی محض اس وجہ سے تفریق تو نہیں کر سکتا مگر وہ زید کو اس بات پر مجبور کرے گا کہ یا تو وہ نفقہ دے یا پھر طلاق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد انوار الحق قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا ولد الزنا کو حرامی کہہ سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ایک جماعت کا کہنا ہے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا، اس کو حرامی کہا جائے گا اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ حرامی نہیں کہا جائے گا۔ گزارش یہ ہے کہ کون جماعت حق پر ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالغفار خان قادری، موضع دسولی، پوسٹ للولی، ضلع فتح پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زنا سے جو بچہ پیدا ہوا اسے حرامی کہہ کر ہرگز نہیں پکارنا چاہئے کہ اس سے اس کو تکلیف پہنچے گی اور مومن کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

من آذی مسلماً فقد أذانی ومن أذانی فقد آذی اللہ۔

(ترجمہ) (جس نے کسی مسلمان کو (ناحق) ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دیا اور جس نے مجھ کو ایذا دیا

اس نے اللہ کو ایذا دیا۔ (کنز العمال، ج ۱۶، ص ۱۰)

اور فتاویٰ مصطفویہ میں ہے ”زنا سے جو بچہ پیدا ہوا وہ ضرور ولد الزنا ہے، مگر اسے اس طرح کہنا کہ ناحق ایذا پہنچے، یہ ہرگز نہیں چاہئے۔ جیسے کانے کو کانا کہنا۔“ (ج ۱، ص ۵۳) اس میں بچے کا کوئی تصور نہیں، قصور تو اس زانی اور زانیہ کا ہے، اس لئے بچہ کو ولد الزنا یا حرامی کہنے سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: سید نعمان احمد

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

داعی کو مخالفین کی ایذا رسانی پر صبر کرنا چاہئے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) دعوت اسلامی کو سنیوں کی بجائے یہ کہنا کہ یہ وہابیوں کی تحریک ہے اور اس کو اپنے سے الگ رکھنا

اور ان کی گفت و شنید میں نہ آنا بلکہ ان سے دور رہنا، یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جناب قبلہ مولانا محمد الیاس صاحب بانی دعوت اسلامی کو قادری کے بجائے پادری کہنا اور اپنی

پوری تقریر کے اندر بار بار اس طرح کے الفاظ کہنا بلکہ جاہل ہر اطوطا کہنا (جبکہ ہر اعمامہ بھی سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے) ایسا کہنا کیسا ہے؟ اور کہنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) اس پروگرام کے بعد کچھ لوگوں کا بھی یہی ذہن بن گیا اور اس طرح کے الفاظ استعمال کر رہے

ہیں کیا ان کا اس طرح کہنا درست ہے؟

(۴) جو لوگ اس طرح کے پروگرام کرواتے ہیں کیا اس طرح کے پروگرام کروانا درست ہے؟

(۵) وہابیوں کا سب سے بڑا فتنہ دعوت اسلامی ہے اس طرح کے بول بیان کر کے عوام کے اندر

انتشار پیدا کرنا کیسا ہے؟ المستفتی: عبد الجبار قادری، محمد محبوب عطاری، محمد انصاف جیبی، پالی، مارواڑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس طرح کے سوالات بار بار دارالافتاء میں آتے رہتے ہیں جبکہ ایک داعی ہونے کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیتے رہیں اور مخالفین کی ایذا رسانیوں پر صبر کریں، مخالفین ہمارے فتوے سے باز نہیں آئیں گے اور آپ کو ان کے اقوال کا حکم معلوم ہے پھر فائدہ کیا ہوا بہار شریعت حصہ ۱۶ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شرائط مذکور ہیں ان کو پڑھ کر ان پر عمل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

نو مسلم کو پناہ دینا کیسا ہے؟ پناہ دینے والوں کو غیر مسلموں کے ساتھ مل کر تکلیف دینے

والوں کا کیا حکم ہے؟ جو لوگ سنی ادارہ کو بند کروانے کے درپے ہوں ان کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از عبد الصمد قادری رضوی نوری خادم مدرسہ گلشن رضا، مقام پوسٹ کولمبی ضلع نانڈیر مہاراشٹر

ہندہ پہلے کافر تھی وہ اپنی سہیلی خالدہ کی صحبت میں رہ کر اسلام کی طرف مائل ہو گئی اور اسلام قبول کر لیا اور کورٹ سے تہدیلی مذہب و تہدیلی نام کی تصدیق کرائی چند روز کے بعد ایک سنی سے کلمہ پڑھ کر گواہوں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور پناہ کے لئے حاجی محمد توفیق صاحب کے پاس پہنچی انہوں نے پناہ دے کر علوم دینیہ سیکھنے کے لئے معقول انتظام کر دیا۔

چند روز کے بعد ہندہ کے والدین نے پولیس لے کر حاجی صاحب کے گھر کو گھیر لیا اور مشرکین نے ہتھیار ڈال دیے اور حاجی صاحب اور ہندہ کو پولیس تھانہ لے گئی جہاں ہندہ نے صاف بیان دیا کہ میں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا ہے اور کورٹ سے تصدیق شدہ کاپی بھی دکھائی تو پولیس نے حاجی صاحب کو باعزت

بری کر دیا۔ اس معاملہ میں کچھ مسلمانوں نے بھی مشرکین کے ساتھ مل کر حاجی صاحب کو شدید اذیت پہنچائی اور ان کے مدرسۃ البنات قادریہ رضویہ نائیکاؤں کو جس میں تقریباً تین سو طالبات زیر تعلیم ہیں بند کرانے کی کوشش کی اور کوشاں ہیں لہذا

(۱) حاجی محمد توفیق صاحب رضوی کا ہندہ کو پناہ دینا از روئے شرع کیسا ہے؟

(۲) جن مسلمانوں نے مشرکوں کے ساتھ مل کر حاجی صاحب کو تکلیفیں پہنچائیں ان کے بارے

میں حکم شرع کیا ہے؟

(۳) جو لوگ سنی ادارہ کو بند کرانے کے درپے ہیں ان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں گو کہ کوئی نو مسلم ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ** مسلمان آپس میں بھائی ہیں (پ ۵ آیت ۲۶ حجرات) جب ہندہ نے اسلام قبول کر لیا تو وہ بھی ایک اسلامی بہن ہو گئی۔ مسلمانوں کو حتی المقدور اس کی خیر خواہی ضرور کرنی چاہئے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے ”ہر فرد اسلامی کی خیر خواہی مسلمان پر فرض ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیح لكل مسلم“ (ج ۶ ص ۳) لہذا جس نے بھی ہندہ کی مدد کی یا اس کو پناہ دیا اس نے کار خیر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کسی مسلمان بھائی کو بلا وجہ شرعی اذیت دینا حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا كَتَبْنَا لَهُمْ فَنَدُوا لَهَا اِنَّهُمْ لَمِنَ اَنْفَاثٍ مُّبِينَةٍ**۔ جو لوگ مومن مرد اور مومنہ عورت کو بنا جرم کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اپنے سر لیا۔ (پ ۱۲۲ احزاب) فتاویٰ رضویہ میں ہے ”ایذائے مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی۔ سرکارِ دو عالم ارشاد فرماتے ہیں جس نے کسی مسلمان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت دی۔

لہذا جنہوں نے بلا وجہ شرعی حاجی صاحب کو تکلیف دی انہوں نے ارتکاب حرام کیا۔ انہیں چاہئے کہ اس سے توبہ کریں اور حاجی صاحب سے معافی مانگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) علم دین حاصل کرنا فرض ہے اور آج کل اس فرض پر عمل کی جگہ مدرسہ ہے تو دینی مدرسہ کو بند کرانے کی کوشش کرنا مسلمانوں پر حصول علم دین کے دروازے کو بند کرانے کی کوشش کرنا ہے جو حرام ہے۔ اس لئے اس سے باز آئیں اور توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد فیصل علی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹ جمادی الاخرہ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حافظ کو جاہل کہنا کیسا ہے؟ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ پڑھنا کیسا ہے

”کل حافظ جاہل“ کہاں سے ثابت ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

بعض مولانا حضرات حافظ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کل حافظ جاہل جب کہ حافظ صاحب قرآن پاک اچھا پڑھتے ہیں اور ان کو نماز کے مسائل بھی معلوم ہیں اور مولانا صاحب قرآن پاک صحیح نہیں پڑھتے ہیں اور قرأت میں غَيْرِ الْمَغْضُوبِ کو ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ“ یعنی یا کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ حافظ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا اور اس کو جاہل یعنی کل حافظ جاہل کہنا جائز ہے؟ اور نماز کس کی اقتدا میں درست ہے اور یہ بھی بتائیے کہ کل حافظ جاہل کہاں سے ثابت ہے؟

المستفتی: حافظ ارشد رضا، دارالعلوم مخدوم میرہ رضویہ، روڈ ولی شریف، بارہ بنگلی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر مولانا نے حافظ صاحب کو لفظ جاہل سے پکارا جس سے حافظ کو تکلیف ہوئی تو وہ حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نارہوا کہ بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کی تحقیر کرنا یا اس کو کسی ایسے لفظ سے پکارنا جس سے تکلیف ہو جائے نہیں کہ یہ مسلمان کی ناحق ایذا رسانی ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا خدا و رسول کی ایذا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”مَنْ آذَى مُسْلِمًا فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَى فَقَدْ آذَى لِلَّهِ“ یعنی جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی (کنز العمال، ص ۱۰، ج ۱۶ حدیث ۷۰۳ ۷۰۴) لہذا مولانا پر لازم ہے کہ حافظ سے فوراً معافی مانگے اور آئندہ کے لئے پختہ عہد کرے کہ ایسی غلطی نہ کرے گا کہ کسی مومن کا دل خوش نہیں کیا جاسکتا تو کم از کم اسے تکلیف بھی نہ پہنچائی جائے۔

نماز ہر سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارت اور صحیح القراءت غیر فاسق معین (جس میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ لوگوں کے لئے نفرت کا باعث ہو اور جماعت کے لئے قلت کا سبب ہو) کی اقتدا میں بلا کراہت درست ہے۔ لیکن جب وقت جماعت عالم و حافظ دونوں حاضر ہوں تو ان میں امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو نماز کے مسائل زیادہ جانتا ہو۔ تنویر الابصار میں ہے: ”الاحق بالامامة الا علم باحكام الصلاة“ (باب الامامة، ص ۵۵، ج ۱) ظاہر ہے کہ عالم دین ایسے شخص سے جو صرف حافظ قرآن ہے نماز کے مسائل زیادہ جانتا ہے اس لئے اس کی اقتدا میں نماز زیادہ بہتر ہے۔

رہ گئی بات غیر المغضوب کو "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ" یعنی یا کے ضمہ کے ساتھ پڑھنے کی، تو ممکن ہے مولانا صحیح پڑھتے ہوں اور کسی وجہ سے سننے میں ایسا لگتا ہو، اور بہر حال اگر وہ قرآن پاک صحیح پڑھتے ہوں مگر یہاں کسی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے تو یہ مفید نماز نہیں ہے مگر اس سے احتراز ضروری ہے۔

اور "کل حافظ جاہل" یہ کسی کتاب کا جزئیہ نہیں ہے کہ حوالہ دے کر بتائیں کہاں سے ثابت ہے بلکہ یہ عوامی جملہ ہے چونکہ بہت سے حفاظ مسائل شرعیہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے اکثریت کی بنا پر کچھ لوگ تفریح کے طور پر بول دیتے ہیں مگر ایسا بولنا نہ چاہئے ممنوع ہے جیسا کہ گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد حسین رضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ رزی الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



بَابُ التَّصَاوِيرِ

تصویروں کا بیان

تصویر کھینچنا کھینچوانا کیسا ہے؟

مسئلہ خالد امام نے بغرض ضرورت دنیاوی فوٹو بنوائے اور مقتدیوں نے بھی بغرض ضرورت دنیاوی فوٹو بنوائے، تو کیا ایسے مقتدیوں کو خالد امام کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟ بیٹو اتو جروا المستفتی: محمد یوسف ٹاون پوسٹ نیوریا، حسین پور، ہیکلی بہیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تصویر کے تعلق سے کچھ صورتیں اب جائز ہیں اور کچھ اب بھی ناجائز ہیں ان کی تفصیل فقہی سیمینار بورڈ کے مسلک فیصلے میں ہے اسے مطالعہ کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۱) جاندار کی تصویر کھینچنا بالاتفاق حرام قطعی ہے اور کھینچوانا حرام ظنی کہ یہ معصیت پر اعانت ہے۔ پھر اگر یہ کھینچانا بخوشی ہو تو بلاشبہ کھینچنے ہی کے مثل ہے (مستفاد از فتاویٰ رضویہ ص ۱۹ ج ۹)
(۲) ضرورت شرعیہ پائی جائے تو تصویر کھینچانے کی اجازت ہے، یوں ہی حاجت شرعی پائی جائے تو بھی اجازت ہے اور بہر حال کھینچانے والے کا قصدا اپنے اوپر سے دفع حرج و ضرر ہو۔

(مستفاد از فتاویٰ رضویہ ص ۱۹ ج ۹) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) پاسپورٹ، راشن کارڈ، شناختی کارڈ، سیاسی اجلاس میں دفع ضرر کے لیے شرکت، معروف ترین لوگوں کے لیے فون، موبائل، مٹی کی تیل اور غلے وغیرہ کے کوٹے، تبلیغ دین، بینک کے کھاتے اور زمین کی رجسٹری، امتحان اور لائسنس کے لے فوٹو کھینچانے کی حاجت شرعی پائی جاتی ہے۔ لہذا ان امور کے لیے تصویر کھینچانا جائز ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ضرورت و حاجت کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اس سے یہ روشنی ملتی ہے تعریف یہ ہے۔

”فعل اگر دین، عقل، نسب، مال میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو، یہ مرتبہ ضرورت ہے۔ جیسے مال کے لیے کسب و دفع غصب اور اگر فعل ان میں کسی کا موقوف علیہ نہیں مگر ان کے

ترک میں لائق مشقت و ضرر و حرج ہے تو حاجت ہے جیسے معیشت کے لیے چراغ موقوف علیہ نہیں مگر عامہ کے لیے گھر میں روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت و حرج ہے“ (ص ۱۹۹ ج ۹ رسالہ جلی النص بتغییر یسیر) (۴) ”عموم بلوئی“ کا معنی ہے ”امر ممنوع میں عام ابتلا یعنی عام طور سے پھنس جانا“۔ اور فقہ کی اصطلاح میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ امر ممنوع میں عوام و خواص اس طرح مبتلا ہو جائیں کہ اس سے بچنا تقریباً غیر مقدور ہو یا کم از کم باعث مشقت و حرج و ضرر ہو اس طرح عموم بلوئی کبھی مرتبہ ضرورت میں ہوتا ہے اور کبھی مرتبہ حاجت میں۔ البتہ اس کے لیے صرف عوام کا ابتلا معتبر نہیں۔

رہ گئی منفعت جائزہ مثلاً حج نفل، عمرہ، زیارات مقامات مقدسہ، تجارت، اداروں کے چننے، احباب اور رشتہ داروں کی ملاقات کے لیے بیرون ملک کا سفر اور اس کے لیے تصویر کھینچنا، تو یہ غور طلب ہے۔
نوٹ: عکسی تصویر کی حرمت منصوص نہیں۔

ثانیاً: غیر عکسی اصلی تصاویر جو صرف سریا نصف بالا کی ہوں ان کی حرمت مختلف فیہ رہ چکی ہے۔ در مختار کی عبارت ”ولیس ثوب فیہ تماثیل“ کے تحت رد المحتار میں ہے ”وفیہ اشعار بانہ لا تکرة صورة الرأس وفیہ خلاف کہا فی امتحانہا کذا فی المحيط“ (شامی ص ۷۹ ج ۱ مکروہات الصلاة) اگرچہ مذہب جمہور اس کا عدم جواز ہے۔

ثالثاً: مذکورہ قسم کی منفعتوں کے لیے عکسی تصویر کشی کرانے میں عوام و خواص بلکہ ان خاص الخواص تک کا ابتلا اس قدر عام ہو چکا ہے کہ اس حال میں بھی حرمت مان کر سب کو آثم و فاسق قرار دینے میں شہادت، قضاء، افتاء امامت، بیعت و ارشاد وغیرہ بے شمار امور کے لیے اہل افراد کا ملنا سخت دشوار ہوگا۔ اس کی وجہ سے پوری امت حرج شدید میں مبتلا ہوگی۔

ان امور کی طرف نظر کرتے ہوئے صورت مذکورہ میں بھی جواز کا حکم ہونا چاہیے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”ولسنا نعنی بہذا ان عامة المسلمين اذا ابتلو بحرام حل بل الامر ان عموم البلوی من موجبات التخفيف شرعاً وما ضاق امر الا التسع فاذا وقع ذلك في مسئلة مختلف فيها ترجح جانب اليسر صونا للمسلمين عن العسر“ (ص ۴۳ ج ۱۱ رسالہ حلقہ المرجان) نیز اسی میں ہے ”ان عموم البلوی من موجبات التخفيف شرعاً ولا يخفى على خادم الفقه ان هذا كما هو جار في باب الطهارة والنجاسة كذلك في باب الاباحة والحرمات الخ“ (ص ۴۳ ج ۱۱)
تاہم مجلس کارخانہ یہ ہے کہ ازراہ احتیاط ابھی اس میں مزید غور و خوض کر لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اور شوقیہ تصویر کھینچنا جو درجہ زینت یا فضول میں ہونا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ٹی وی یا تصویر والے گھر میں فاتحہ و دُعا کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ لوگ اپنے گھر فاتحہ کرنے یا ختم قرآن مجید یا ذکر کا حلقہ کرنے کی لیے بلاتے ہیں جب کہ اس گھر میں T.V یا جاندار کی تصویریں ہوتی ہیں تو کیا کیا جائے فاتحہ و دعا کی جائے یا نہ کی جائے؟

المستفتی: محمد سرمد پادشاہ قادری۔ مومن مسجد، مٹن مارکیٹ قریب ہوسپٹ، پوسٹ، بلاری، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جس گھر میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا تدخل الملائكة بیتا فیہ صورة ولا کلب ولا جنب یعنی جس گھر میں کتا ہو یا تصویر یا جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب مخالطة الجنب ص ۵۰) اور تصویر کی ممانعت صرف مجلس خیرہی میں نہیں بلکہ ویسے بھی اس کا مکان میں بطور اعزاز رکھنا ناجائز و حرام ہے۔ ہندیہ میں ہے: "لا يجوز ان یعلق فی موضع شیدئا فیہ صورة ذات روح" (ج ۵ ص ۳۵۹) لہذا اس گھر میں فاتحہ و ذکر اذکار کرنا خلاف ادب ہے جس سے احتراز کرنا چاہیے۔

رہ گئی T.V، ٹی وی، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذریعہ ناجائز مناظر دیکھنا حرام و گناہ ہے لیکن خود مشین کی ذات میں کوئی قباحت نہیں وہ تو ایک آلہ مطلقہ ہے وہ جس گھر میں ہو وہاں قرآن خوانی، ذکر و دعا میں کوئی حرج نہیں تاہم بہتر یہ ہے کہ ایسے موقع سے اس پر کپڑا ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شمس الدین احمد علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

موبائل سے تصویر کھینچنا کیسا ہے، میموری میں پوشیدہ ہو تو؟
 ایک موبائل سے دوسری میں بھیجنا کیسا ہے؟
 ویڈیو کیمرہ سے تصویر کھینچنا اور اسکرین پر اتار کر دیکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین

۱۔ ڈیجیٹل فوٹو گرافی (Digital photography) کے بارے میں کہ آج کل موبائل فون میں کسی نہ کسی کی تصویر لیے ہوتے ہیں (۱) موبائل پر اسکرین سروس (Screen service) یعنی فون کام میں آنے کے وقت اس کے اسکرین پر جو جاندار کی تصویر ہوتی ہے (۲) یا اسکی میموری میں ہوتی ہے تو وقتاً فوقتاً اس میموری میں سے نکال کر اسکرین پر لا کر دیکھتے دکھاتے ہیں (۳) تصویر اتنی بڑی اور صاف بھی ہو جاتی ہے کہ فون کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو صاف پہچاننے میں آتی ہے (۴) کوئی اپنے پیر و مرشد کی تصویر لیے گھومتا ہے تو کوئی اپنے بچوں کی یا والدین کی (۵) تصویر اگر فون کی میموری میں پوشیدہ رہے تو کیا حکم ہے؟ اور دیکھنے دکھانے کے لیے بار بار میموری سے نکال کر اسکرین پر لائے اور دیکھے تو ہر بار اسکرین پر لانے سے ایک نئی تصویر بنانے کا گناہ ہوتا ہے یا نہیں (۶) یہی تصویر اگر اپنے موبائل سے دوسرے شخص کے موبائل پر منتقل (Transfer) کرے تو کیا اس کا بھی گناہ ہوتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ حضور سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے فتاویٰ رضویہ شریف کی ج ۹ میں ہر طرح کی بنائی گئی تصویر سے منع فرمایا ہے اور حرام ہونے کا حکم فرمایا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔ شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقہ ساخت کے ساتھ حکم کو مقید نہ فرمایا نہ کسی خصوصیت طریقے کو اس میں دخل نہ ہو تو بے اس کے عزم و حرکات کے خود بخود بن سکے (ص ۱۰) مزید تفصیل کے لیے ص ۱۹۶، ۳۶۶ کا مطالعہ بھی فرمائیں اس فتاویٰ مبارکہ کی روشنی میں زید کے نزدیک موبائل کی یہ تصاویر بھی حرام ہی کے حکم میں داخل ہونا چاہیے (۷) ویڈیو کیمرہ (Video Camira) سے جو آج کل (Vidio Graphy) کرتے ہیں اس کا بھی حکم بیان فرما دیجئے اور پھر (۸) اس بنائی ہوئی ویڈیو فلم کوئی وی کے اسکرین پر اتار کر دیکھتے ہیں کیا یہ بھی تصویر بنانے کے گناہ میں داخل ہے؟ بیٹا تو جروا۔

المستفتی: محمد سعود احمد نوری رضوی مکان نمبر ۱۹۶۵

رضا چوک درگاہ حضرت آدم شاہ رحمۃ اللہ علیہ گھاٹ گیت جے پور، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہر جاندار کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام قطعی اور کھینچوانی حرام ظنی کہ یہ معصیت پر اعانت

ہے خواہ وہ تصاویر اپنے پیر و مرشد کی ہو یا والدین اور بچوں کی۔ تصویر سازی پر احادیث میں سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں تحریر فرماتے ہیں کہ قال اصحابنا وغیرہم من العلماء تصویر صورۃ الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لانه متوعدا عليه بهذا الوعيد الشديد المذکور في الاحادیث (ج ۸ ص ۳۲۶)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا اور بنوانا اور اعزاز اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم فرمایا۔

(ج ۹ ص ۱۴۳)

رہا تصاویر کا فون کی میموری میں پوشیدہ رکھنا تو شرعاً یہ فعل بھی ناجائز و ممنوع ہے اس لیے کہ اگرچہ وہ تصویر اس وقت پوشیدہ ہے لیکن بعد میں اسے اسکرین Screen پر لائے گا جو بلاشبہ ناجائز و ممنوع ہے اور جتنی مرتبہ اسے اسکرین پر لاکر دیکھے گا ہر بار ایک فعل حرام کا مرتکب ہوگا اور امر ممنوع کے لیے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے "ولا قرۃ عين فيه لمن يمسك التصوير في صندوقه للندظر فيها معني شاء فانها وان كانت مستورة ما دامت في الصندوق لكنه يفتحه ويخرجها فتظهر فيأتي التحريم والامساك لا ممنوع ممنوع (ج ۹ ص ۵۸ نصف آخر)

یہی حکم تصاویر کا اپنے موبائل سے دوسرے موبائل پر ٹرانسفر کرنے کا بھی جو معصیت پر اعانت اور گناہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (پ ۴ آیت ۲ مائدہ) لہذا معلوم ہوا کہ تصاویر کا میموری میں محفوظ رکھنا بھی ناجائز و گناہ ہے موبائل والوں کو چاہیے کہ وہ جلد از جلد تصاویر کو میموری Memory سے محو کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷-۸) ویڈیو کیمرہ Vidio Camera سے فلم بنانا حرام و گناہ ہے یہی حکم اسے ٹی وی کی اسکرین پر نکال کر دیکھنے کا بھی ہے کہ جس طرح تصویر کشی حرام ہے ایسے ہی اس کا استعمال بھی حرام و گناہ ہے حدیث شریف میں ہے ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم احيوا ما خلقتهم يعني ان تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا جو ان سے کہا جائے گا۔ تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۰) ان اصحاب هذه الصور کے تحت ملا علی قاری مرقاۃ المفاتیح میں تحریر فرماتے ہیں کہ وهو يشمل من يعملها ومن يستعملها۔ وعیدیں بنانے والے اور بنوانے والے دونوں پر ہیں (ج ۸ ص ۳۲۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید، عمر و بکر نے ایک بت توڑ کر اس کی اینٹ مسجد میں لگائی اب زید کی بیوی پر شیطان آکر کہتا ہے کہ میری جگہ بت بنا کر رکھو ورنہ گاؤں کو برباد کر دیں گے۔

گاؤں والے دباؤ بنا رہے ہیں تو کیا اس بت کو بنا سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا حکم ہے شریعت اسلامیہ کا اس سلسلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں گرام سماج کی زمین میں ہاتھی کی شکل کا ایک بت تھا، عرصہ ہوا جسے زید، عمر اور بکر تینوں بھائیوں نے مل کر توڑ ڈالا اور اس کی اینٹ مسجد کی تعمیر میں صرف کر دیا، پھر اس کے بعد توڑنے والوں میں سے مثلاً زید کی بیوی پر دو تین سالوں سے شیطان آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میری جگہ پر ہاتھی کا بت بنا کر رکھ دو، ورنہ پورے گاؤں کو برباد کر کے رکھ دیں گے اور گاؤں کے لوگ بھی زور دے رہے ہیں کہ آپ لوگ بنوادیں، تو بتائیں اس سلسلے میں کیا کیا جائے، کیا وہ بت بنوادیا جائے یا نہیں حکم شرع سے باخبر کریں؟ المستفتی: اسلم علی، کھوٹھاں بازار، ضلع مہراجنج، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بت بنانا اور بنوانا جائز نہیں۔ حدیث پاک میں ہے: "اشد الناس عذاباً یوم القیامة الذین یضاهون بخلق اللہ" اور دوسری روایت میں ہے: "ان اشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون" ۱۱ (بخاری شریف ص ۸۸۰ ج ۲)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزاز اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم دیا احادیث اس بارے میں حد تو اتر پر ہیں۔

پھر چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن ذهب یخلق کخلقی" اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے" ۱۱ ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ ج: ۹، ص ۱۴۳ ج نصف اول)

رہا معاملہ شیطان کا تو وہ اس کی گمراہ گری کا ایک طریقہ ہے اس کے دوسرے سے مسلمانوں کو ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے، شیاطین ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، بشرطیکہ ہم صوم و صلاۃ کے پابند ہوں۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: شیاطین لوگوں کو پریشان کرتے ہیں، اگر مکان والے نماز پڑھیں اور قرآن مجید کی تلاوت کریں اور بسم اللہ پڑھ کر رات میں دروازہ بند کریں، اور آیت الکرسی پڑھ کر سوئیں اور صبح

کو بسم اللہ پڑھ کر دروازہ کھولیں، تو انشاء اللہ تعالیٰ شیاطین کے قہقہے سے محفوظ رہیں گے“ اھ

(فتاویٰ امجدیہ ص ۱۰۸ ج ۴)

اور گاؤں والے جو بت بنانے پر زور دے رہے ہیں وہ لوگ ایک ناجائز کام کا حکم دینے کی وجہ سے گنہگار ہوئے، ان پر اس سے توبہ لازم ہے۔

البتہ بت کی اینٹ مسجد کی تعمیر میں صرف کرنے کی وجہ سے زید، عمرو، بکر تینوں گنہگار ہوئے۔ کیونکہ وہ مال کسی غیر مسلم کا ہے جو بغیر اس کی اجازت کے ہمارے لیے مال خبیث ہے، تو ان لوگوں نے مال خبیث کو پاک و طیب جگہ میں صرف کیا ہے حدیث پاک میں ہے: لا یقبل اللہ الا الطیب“ اھ فتاویٰ امجدیہ میں ہے: حرام مال سے نیک کام نہیں کیا جاسکتا ہے“ (ص ۲۳۷ ج ۴) لہذا وہ اس سے توبہ و استغفار کریں، اور وہ اینٹ جس غیر مسلم کی ہو اس کا معاوضہ اسے ادا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

پیر کی تصویر دکان و مکان میں لگانا کیسا ہے؟ جلسہ میں علانیہ تصویر کھینچانے والے امام کی اقتدا درست ہے؟ پیر کا تصور شیخ کے لئے اپنی تصویر مریدوں کو

دینا نیز شریعت و طریقت کو الگ بتانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

- (۱) اپنے پیر و مرشد کی تصویر اپنے مکان و دکان میں آویزاں کرنا کیسا ہے؟
 - (۲) برسر مجلس تصویر کھنچوانے والے عالم دین کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟
 - (۳) ایک شخص جو عالم دین ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند بتاتے ہیں ان کے سامنے ایک دینی جلسہ کی ویڈیو کیسٹ تیار کی جا رہی ہو اور وہ منع بھی نہ کرتے ہوں بلکہ ان کی تصویر بھی ویڈیو میں آئی ہو تو کیا ایسے شخص پر علانیہ توبہ لازم ہے اور ایسے عالم کی اقتداء میں نماز درست ہوگی؟
 - (۴) ایک ایسے پیر جو اپنے مریدین کو تصور شیخ کے لیے اپنی تصویر یہ کہہ کر دے کہ اسے تصور کے لیے رکھئے نیز شریعت و طریقت کو الگ بتائے تو ایسے پیر کے لیے کیا حکم ہے اور ایسے پیر سے مرید ہونا کیسا ہے؟
- المستفتی: محمد جیلانی ابن ذوالفقار علی غریب نواز کالونی ناندری (مہاراشٹر)

رکنے سے گناہ و معصیت کے سوا برکت ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔

”فتاویٰ رضویہ میں ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا اور بنوانا اور اعزاز اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں اور ان کے دور کرنے اور مٹانے کا حکم فرمایا (ج ۹ ص ۱۴۳)۔

جو پیر شریعت و طریقت کو ایک دوسرے سے الگ بتائے وہ جاہل ہے پیر بننے کے لائق نہیں بہار شریعت“ میں ہے طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد ہے (ص ۸ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ہوٹل، بس یا ہاسپٹل میں ٹی وی لگوانا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک ہوٹل کھولنا چاہتا ہے عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس ہوٹل میں T.V چلانے کی سہولت ہوتی ہے وہیں زیادہ مسافر قیام کرنا پسند کرتے ہیں اور T.V چلانے کا اختیار قیام کرنے والوں کو ہوتا ہے؟ اور استقبالیہ پر بھی T.V رکھی جاتی ہے، جسے ہوٹل والے ہی کو چلانا ہوتا ہے تو کیا ایسی صورت میں T.V رکھی جاسکتی ہے؟

اسی طرح زید ایک پرائیویٹ بس چلانا چاہتا ہے اور مسافر ایسی بس میں سفر کرنا پسند کرتے ہیں جس میں T.V دکھی جاسکے اور T.V چلانے کی ذمہ داری بس والے کی ہوتی ہے کیا مذکورہ صورتوں میں T.V رکھنی چاہیے؟ اسی طرح زید ایک اعلیٰ قسم کا ہاسپٹل کھولنا چاہتا ہے جس میں مریضوں کو T.V دیکھنے کا اختیار ہوتا ہے تو کیا ایسی حالت میں T.V رکھی جاسکتی ہے حالانکہ T.V چلانے کا اختیار مریضوں کو ہوتا ہے؟

اسی طرح زید کو الیکٹرانک اشیاء کی ایجنسی ملنے والی ہے جس میں الیکٹرانک اشیاء مثلاً T.V واشنگ مشین، پکھڑا اور فریج وغیرہ رکھنی ہوتی ہے نیز T.V رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے تو کیا ایسی صورت میں T.V رکھنا اور فروخت کرنا درست ہے؟ بیوقوف تو جروا۔
المستفتی: سلمان رضا چارلز ممبئی نمبر ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ٹی، وی کو ہوٹل میں اس لیے لگانا تاکہ لوگ کثیر تعداد میں آئیں یا بس میں لگانا تاکہ مسافروں کو دوران سفر کیف و سرور حاصل ہو یا ہاسپٹل میں مریضوں کے لیے لگانا تاکہ ان کا دل پہلے نا جائز ہے کہ یہ اعانت علی الاثم کے قبیل سے ہے۔ لہذا جس طرح دیکھنے والے معصیت کے ارتکاب کے سبب گنہگار ہوں گے یوں ہی لگانے والا بھی گنہگار ہوگا فرمان باری تعالیٰ "تَعَاوَنُوا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی - وَلَا تَعَاوَنُوا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (سورہ مائدہ ۲)

لہذا زید کو دوکان یا بس یا ہاسپٹل میں ٹی وی لگانا جائز نہیں۔ البتہ الیکٹرانک اشیاء کی تجارت کر سکتا ہے خواہ اس میں ٹی وی ہو یا فریج وغیرہ کیوں کہ بیع و شراء کا تعلق ٹی وی سے ہے جب کہ بس یا ہاسپٹل میں لوگوں کے کثرت سے آنے کا تعلق ٹی وی پر نا جائز مناظر دیکھنے اور دکھانے سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: زبیر احمد مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

پینٹر کا معبودان باطلہ کی جے، ان کا نام لکھنا اور جاندار کی تصویر بنانا کیسا ہے؟
مسئلہ زید پینٹر (آرٹسٹ) ہے اس لیے اس کو مسلم وغیر مسلم دونوں کے گھر اور بورڈ پر پینٹنگ کرنی پڑتی ہے، زید کا ذریعہ معاش بھی یہی ہے تو اسے ہری رام، جے شری رام، ہری اوم، اوم نمہ شوائے، جے ماتادی وغیرہ ہندو دیوتاؤں کے نام اور ان کی جے لکھنا کیسا ہے؟ اور جاندار کی تصویر کا صرف خاکہ پنسل سے بنانا کیسا ہے؟ بیوا تو جروا۔
المستفتی: محمد نعیم الدین، پرسا کھنیاؤں، سدھارتھ نگر (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صور مسئلہ میں زید پینٹر کو معبودان باطلہ کی جے اور سوال میں مذکورہ کلمات خبیثہ کا لکھنا نا جائز و اشد درجہ حرام ہے اور اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے، اور اگر ان کلمات کو حق مان کر کتابت کرے گا تو کفر ہے مخالف دین (کفر) کی باتیں لکھنے اور بولنے کا حکم ایک ہے۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ: القلم احد اللسانین، جو زبان سے کہے پر احکام ہیں وہی قلم پر اور ایسی اجرت حرام اس کی اشاعت حرام اور ایسی مروت فی النار ہاں جب اعتقاد نہ ہو تو کفر نہیں (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۱۶) پھر بھی ایسی کتابت حرام ہے۔
جاندار کی تصویر کا خاکہ پنسل سے بھی بنانا جائز و حرام ہے۔ مشاہدہ ہے کہ تصویر کا جو خاکہ تیار کیا

جاتا ہے وہ بالکل نمایاں ہوتا ہے کہ کسی چیز کی تصویر ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "ان اشد الناس عذاباً عند الله المصورون۔" ۱۷ اور دوسری روایت میں ہے: "اشد الناس عذاباً يوم القيمة الذين يضاھون بخلق الله" ۱۸ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۸۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
۲۳ رذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

تصویر صندوق، الماری یا موبائل کی میموری میں ہے تو رحمت کے فرشتوں کے آنے سے مانع ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں

حدیث پاک میں ہے: "جن گھروں میں تصویریں ہوں ان میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے" تو کیا وہ تصویریں جو گھروں میں نظروں سے اوجھل رہتی ہیں مثلاً صندوق یا الماری میں رکھی ہوتی ہیں یا موبائل کی میموری وغیرہ میں ہوتی ہیں تو ان کی وجہ سے بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے حکم شرع کیا ہے بیان فرمائیں؟

المستفتی: محمد لقمان احمد پیر ابرسیوان مغل ٹولی پوسٹ ہر پور محافی ضلع کوشی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تصاویر صندوق وغیرہ میں چھپی ہوئی ہوں تو وہ رحمت کے فرشتوں کے آنے سے مانع نہ ہوں گی تاہم صندوق اور الماری میں تصاویر کو محفوظ رکھنا شرعاً ناجائز و ممنوع ہے اس لئے کہ اگرچہ وہ تصویر اس وقت پوشیدہ ہے لیکن بعد میں صندوق یا الماری کھول کر دیکھے گا جو ناجائز و گناہ ہے اور امر ممنوع کے لئے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے۔ اور موبائل کی میموری صندوق کے حکم میں ہے کہ انسان جب چاہتا ہے موبائل سے تصویروں کو نکال کر دیکھتا ہے اور جب چاہتا ہے بند کرتا ہے اگرچہ موبائل میں تصویریں بند ہونے کی وجہ سے مستور ہیں اس لئے موبائل کی میموری کا بھی وہی حکم ہے جو صندوق کا ہے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی عنہما بقوی تحریر فرماتے ہیں:

"ولا قرۃ عین فیہ لسن یمسک التصاویر فی صندوقہ للنظر فیہا متی شاء فانہا وان کانت مستورة ما دامت فی الصندوق لکنہ یفتحه و ینخرجہا فتظہر فیاتی التحریم و الامساک لامر ممنوع ممنوع۔" ۱۹

ترجمہ: اس میں کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں اس آدمی کے لئے جو اپنے صندوق میں تصویریں بند

رکھے اس مقصد کے لئے کہ جب چاہے صندوق کھول کر انہیں دیکھ لے۔ مذکورہ تصویریں اگر صندوق میں بند ہونے کی وجہ سے مستور ہیں جب تک صندوق میں ہیں لیکن جب وہ صندوق کھولے گا اور انہیں نکالے گا تو وہ سامنے آ جائیں گی اور یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ امر ممنوع کے لئے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے۔“ اھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۵۸ نصف آخر)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: تصویر کی تعظیم مطلقاً حرام ہے بلکہ غیر محل توہین میں اس کو رکھنا حرام و مانع دخول ملائکہ رحمت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تدخل المثلکة بیتا فیه کلب ولا صورة ۱۱۲ (ج ۹ ص ۱۱۲ نصف آخر) نیز اسی میں ص ۵۳ پر ہے ”امتناع ملائکہ اسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں۔“ اھ

ان جزئیات سے یہ استفاد ہوتا ہے کہ ظاہر میں جو تصویریں تعظیم کے لئے رکھی ہوں وہ مانع دخول ملائکہ ہیں اور وہ تصویریں جو صندوق، الماری یا موبائل کی میموری میں ہیں وہ ظاہر نہیں پوشیدہ ہیں تو اگر چہ آدمی تصویر رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا لیکن یہ مانع دخول ملائکہ نہیں۔ لہذا جاندار کی تصاویر کو چھپا کر بھی محفوظ نہ رکھیں بلکہ پھاڑ دیں اور میموری سے تصویروں کو محو کر دیں اور آئندہ تصویروں کو مذکورہ چیزوں میں رکھنے سے صدق دل سے توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبۃ: محمد ابراہیم مصباحی

۱۷ جمادی الاخر ۱۴۳۲ھ



کِتَابُ الْوَصَايَا

وصیت کا بیان

عورت وصیت کر سکتی ہے؟ کیا بعد وفات اس وصیت پر عمل ہوگا؟

مسئلہ والدہ اگر اپنی حیات میں شرعاً وصیت کرنا چاہے تو کس طرح وصیت کرے اور وفات کے بعد جس کے نام وصیت کی گئی ہے اس پر عمل کیا جائے گا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: فریدہ عبدالرزاق رضوی لاکھنؤ میں روڈ بھنڈار

الجواب اگر کوئی عورت اپنی زندگی میں کسی کے لیے وصیت کرنا چاہے تو کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ وصیت تہائی مال کی ہو اور وہ کسی وارث کے لیے نہ ہو تو یہ جائز ہے ورنہ نہیں ہدایہ آخرین ص ۶۵۳ پر ہے لا تجوز بما زاد علی الثلث اور لا تجوز لو ارثہ اسی میں ص: ۶۰۷ پر لقولہ علیہ السلام لا وصیة لوارث اگر کوئی تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر دے تو بھی وصیت تہائی مال ہی میں نافذ ہوگی البتہ عاقل بالغ ورثہ مرنے کے بعد تہائی مال سے زیادہ کی اجازت دیدیں تو جائز ہے "عائگیری جلد ۶ ص ۹۰ پر ہے: "لا تجوز بما زاد علی الثلث الا ان یجیزہ الورثة بعد موتہ و ہم کبار" البتہ وصیت میراث پر مقدم ہے اس لیے پہلے وصیت کی ادائیگی کی جائے گی پھر باقی مال ورثہ کے درمیان تقسیم ہوگا" درمختار جلد ۶ ص ۷۶۰ پر ہے۔
تقدم وصیتہ من ثلث ما بقی ثم یقسم الباقی بین ورثتہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبۃ: محمد اجمل حسین بلرام پوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۰ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

آنکھ و گردہ بینک کو دینے کی وصیت کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ بکر اپنی زندگی میں ہی یہ وصیت کر جاتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی آنکھیں یا گردہ "آنکھ بینک" اور "گردہ بینک" کو تحفہ عنایت کر دیں کیوں کہ وہ اور کسی ضرورت مند کو جس کی آنکھ چلی گئی ہو اور گردہ ٹیل ہو گیا ہو کام آئے اور وہ ثواب ٹھہرے تو کیا از روئے شرع ایسا کر سکتے ہیں؟

المستفتی: حافظ حبیب اللہ صدیقی فرسٹ کروس روڈ کورٹ بلہاری، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بکر کا اپنی زندگی میں اس طرح کی وصیت کرنا اور بعد موت اس کی وصیت کے مطابق اس کی آنکھیں یا گردہ یا کسی دوسرے عضو کو نکالنا درست نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا انسانی عظمت و کرم کے خلاف ہے جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات سے افضل و اکرم بنایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْبَحْرِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ أَعْزَمْنَا فَضِيلًا" اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستمری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت سی مخلوق سے افضل کیا۔ (سورہ بنی اسرائیل / ۷۰)

علاوہ ازیں مسلم میت کے کسی عضو کو نکالنے میں اسے ایذا و تکلیف پہنچانا ہے جو ناجائز و حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے "مَنْ أَذَى مُسْلِمًا فَقَدْ أَذَى أَدَانِي وَمَنْ أَذَى أَدَانِي فَقَدْ أَذَى اللّٰهَ" (کنز العمال ج ۱۲، ص ۱۰، حدیث ۷۰۳۷۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی

۲۸ ربیع النور ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی



کِتَابُ الْفَرَائِضِ

وراثت کا بیان

زید کا بڑا لڑکا زید کی دکان میں کام کرتا تھا زید کے مرنے کے بعد اس نے دکان بیچ دیا اور چھوٹے بھائی بہن کو حصہ دینے سے انکار کرتا ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

محمد ابراہیم کے پاس ایک دوکان تھی یہ دوکان محمد ابراہیم کے نام سے تھی محمد ابراہیم ۵۵ سال سے اس دوکان میں سپلائی کا کام کیا کرتے تھے اور اپنے بیوی بچوں کا گذر بسر کیا کرتے تھے اب محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا محمد ابراہیم کے ۲ لڑکے اور ایک لڑکی ہے محمد ابراہیم کا بڑا لڑکا محمد اسمعیل بھی اس دوکان میں کام کیا کرتا تھا اب محمد اسمعیل نے یہ دوکان ۳ لاکھ روپیہ میں بیچ دی بیچنے سے پہلے محمد اسمعیل نے اپنے چھوٹے بھائی محمد اختر سے کہا بھائی آپ کاغذات پر دستخط کر دو دوکان بیچنے کے بعد میں تمہارا حصہ دے دوں گا محمد اختر نے کاغذات پر دستخط کر دیے دوکان بیچنے کے بعد محمد اسمعیل نے محمد اختر سے کہا تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

المستفتی: محمد اختر ٹھیکیدار، سلو جا کالونی گھاس پورہ، کھنڈوہ (میم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں محمد ابراہیم کی دوکان میں ساتھ ہی اس کے دوسرے تر کے میں بھی اس کے سبھی وارثین کا حق ہے اگر اس کے وارثین میں اس کے انتقال کے وقت اس کا اور کوئی وارث نہیں تھا تو پوری جائداد کے کل پانچ حصہ کیے جائیں گے جس میں سے دو حصے لڑکوں کو اور ایک حصہ لڑکی کو ملے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لِذَٰلِكَ كَتَبْنَا لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَقِّ بِحَقِّ الْاُنثٰیٰنِ** ۱۷ یعنی بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے اھ (پ ۴ ع ۱۳)

لہذا محمد اسمعیل کا دوکان کے دام میں دوسرے بھائی اختر کو اس کا حصہ دینے سے انکار کرنا حرام و گناہ ہے اگر یہ اپنے بھائی اور بہن کا حصہ نہیں دیتا ہے تو ظالم و جفا کار، حق اللہ و حق العباد میں گرفتار ہے۔

اگر محمد اسمعیل اپنے بھائی اور بہن کو محمد ابراہیم کی جائداد سے مقررہ حصے دیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تمام

مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ظالم کا سخت بائیکاٹ کریں جب تک کہ وہ حق والوں کا حق ادا نہ کر دے اس کے یہاں کھانا پینا، سلام و کلام کرنا بند کر دیں اور شادی بیاہ جیسی تقریبات میں ہرگز شریک نہ ہوں ورنہ ظالم کی اعانت کرنے کی وجہ سے سارے لوگ گنہگار ہوں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلَا تَزُكُّوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَنْسَكُمْ اِلَآئِهَا** (پ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۱۳) اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلٰى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ** (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۷ ارجمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید تین بھائی ہیں مکان کا تہائی حصہ باپ نے تعمیر کرایا اس کی وفات کے بعد تینوں نے مل کر تہائی عمارت تعمیر کرائی پھر عمر و خالد نے اسے مکمل کیا کس طرح تقسیم ہوگا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید، عمرو، خالد تین بھائی ہیں ان کے والدین نے ایک زمین خریدی، اس میں ایک تہائی بھاگ مکان کھڑا کرنے کے بعد دونوں کا انتقال ہو گیا، پھر تینوں بھائی مل کر اس مکان کو لگ بھگ ۱۳۳ تیار کیا، جس میں ایک بھائی خالد نابالغ تھا، مگر اب بالغ ہو گیا ہے، پھر زید جو کہ بڑا ہے وہ دونوں بھائیوں سے الگ ہو گیا، پھر عمرو، خالد دونوں مل کر اس مکان کو پورا کیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مکان کو تینوں بھائیوں میں کیسے تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر اس مکان کو عمرو، و خالد مل کر آپس میں بانٹ لیں اور زید کو نہ دیں تو اس کا مواخذہ ہوگا کی نہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: مختار احمد، دو بولیا، بازار، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مذکورہ میں تینوں بھائیوں کو اس مکان سے برابر حصہ ملے گا کہ وہ ان کے والدین کا ترکہ ہے جس میں سب کا حق برابر ہے اور عمارت کے ۱۳۳ کی تکمیل جو عمرو اور خالد نے کی اس میں قدرے تفصیل ہے اگر انہوں نے یہ تکمیل کر کے روپے یا اثاثے سے کی ہے تو انہیں اس ۱۳۳ عمارت کے مقابل کچھ معاوضہ نہ ملے گا اور اگر اپنے روپے یا اثاثے سے تکمیل کی ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی اجازت سے کی ہے یا بلا اجازت اپنے طور پر، اگر زید کی اجازت سے باقی مکان کی تعمیر کو پورا کیا ہے تو اس کے حصے کے روپے کا مطالبہ بھی کر سکتے ہیں، اور اگر اس سے اجازت لیے بغیر اپنے طور پر اپنے روپے سے تعمیر کی ہے تو اس بقیہ حصے کی عمارت کے مالک یہ دونوں بھائی ہیں، اور زید کا اپنے دونوں بھائیوں کی اس بقیہ حصے کی

تعمیر میں کوئی حق نہیں، لیکن چونکہ یہ عمارت اس زمین پر واقع ہے جس میں زید کا بھی حصہ بنتا ہے، لہذا عمر و خالد پر لازم کہ اس ۱/۳ کی تکمیل میں جو مصارف آئے ہیں اس کا ۱/۳ صرف زید سے بقدر معاوضہ وصول کر کے پوری عمارت میں اسے بھی برابر کا شریک کر لیں۔

در مختار میں ہے ”بني احد الشريكين بغير اذن الآخر في عقار مشترك فطلب شريكه رفع بنائه قسم العقار فان وقع البناء في نصيب الباني فيها ونعمت والاهدم البناء وحكم الغرس كذلك، بزازية، اه

رد المحتار میں ہے: (قوله بغير اذن الآخر و كذا لو باذنه لنفسه لانه مستعير لخصه الآخر وللغير الرجوع متى شاء امالو باذنه للشركة يرجع بحصته عليه بلا شبهة رمى على الاشباه) (قوله والاهدم البناء) او ارضاءه بدفع قيمته ط عن الهدية، اقول: وفي فتاوى قارى الهداية: وان وقع البناء في نصيب الشريك قلع وضمن ما نقصت الارض بذلك اه، وقد تقدم في كتاب الغصب متنا ان من بنى او غرس في ارض غيره امر بالقلع وللمالك ان يضمن له قيمة بناء او غرس امر بقلعه، ان نقصت الارض به، والظاهر جريان التفصيل هنا كذلك تأمل، اه (كتاب القسمة ص ۲۶۸ ج ۶)

ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۲۵ پر ہے:

لہذا اگر عمر و خالد اس پورے مکان کو آپس میں بانٹ لیں اور زید کو نہ دیں تو سخت گنہگار، لائق عذاب نار و قہر قہار ہوں گے بلکہ ان دونوں پر لازم ہے کہ زید کا جو حصہ بنتا ہے اس کو دے دیں اور وعید شدید سے بچیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”من اخذ من الارض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة الى سبع ارضين، اه جو کسی قدر زمین ناحق لے لے قیامت کے دن زمین کے ساتویں طبقے تک دھنسا دیا جائے گا۔ (بخاری شریف ابواب المظالم والقصاص ص ۳۳۲ ج ۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۱۳ پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صدیق عالم قادری

۲ جمادی الآخر ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید کے ۱/۳ کے رٹ کے ۱/۳ رٹ کیاں اور بھائی بھتیجے ہیں تو جائیداد کیسے بٹے گی؟

(مسئلہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے پاس سات

لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، زید کا انتقال ہو چکا ہے تو کیا زید کی وراثت اس کے بچوں کے علاوہ اس کے بھائی اور بھتیجے کے درمیان بھی تقسیم ہوگی یا نہیں؟۔ بیوا تو جروا۔ المستفتی: عبدالواحد چکوه ٹولہ، پرانی بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث وانحصار ورثہ فی المذکورین زید کی منقولہ وغیر منقولہ کل جائداد کے سترہ حصے کیے جائیں، دو دو حصے لڑکوں کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دیا جائے اور بھائی و بھتیجے محروم ہوں گے انہیں زید کے ترکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۹۶ پر ہے، ارشاد باری ہے "يُوْصِيْكُمْ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِهِ لِّلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ الْاُنثٰى" (پ ۳ سورہ نساء آیت ۱)

فتاویٰ ہندیہ "الباب الثالث فی العصبات" میں ہے "اقرب العصبات الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد اب الاب وان علا ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام" ۱ھ (ج ۶ ص ۴۵۱) پھر "الباب الثاني فی ذوی الفروض" میں ہے "واذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فيكون للابن مثل حظ الانثيين كذا في التبیین" ۱ھ (ج ۶ ص ۴۴۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳ رزی الحجہ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مہر ادا نہ کیا تھا کہ بیوی مر گئی تو کس طرح ادا کرے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں

کہ ہندہ مرض الموت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئی شوہر نے مہر ادا نہ کیا تو شوہر کس صورت میں حقوق العباد سے چھٹکارا پاسکتا ہے؟ بیوا تو جروا۔ المستفتی: مہر علی مقام سو روپور ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر ہندہ مرض الموت میں مبتلا ہونے سے قبل مہر معاف کیے بغیر وفات کر گئی تو اب مہر اس کا ترکہ ہو گیا جس کے حق اس کے تمام ورثہ ہیں اس کا شوہر بھی اس کے وارثین سے ہے لہذا شوہر بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ہندہ کے تمام وارثوں میں بشمول خود اس کی میراث کے مہر تقسیم کر دے ضرورت ہو تو ہندہ کے تمام ورثہ کی تعداد بتا کر ہر ایک کا حصہ معلوم کر لے تا کہ اس کے مطابق ان کو دینے میں سہولت ہو۔ جب اس طور پر سب کو ان کا حق دے دے یا وارثین اپنا حق درگزر کر دیں گے تب خاوند بیوی کے اس حق سے نجات پا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد رئیس برکاتی

۱۹ رذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

زید نے اپنے دو بیٹوں اور منہ بولے بیٹے بکر کو بھی حصہ دیا اب زید کے لڑکوں کا کہنا ہے کہ جائداد صرف ہم دونوں کا حق ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

زید کے تین لڑکے (۱) بکر (گوہن لگوا) (۲) عمرو (۳) خالد ہیں اور زمین زید کے پاس نجی ڈیڑھ ایکڑ تھی، پھر گوہن لگوانے اپنی محنت و کوشش سے ڈیڑھ بیگہ کے علاوہ ساڑھے تین بیگہ اور کیا، اب کل پانچ بیگہ زمین ہوگئی۔ اس کے بعد پھر اس پانچ بیگہ میں محمد اسماعیل (بکر) محمد اسحاق (عمرو) محمد یوسف (خالد) کا برابر برابر بٹوارہ ہو گیا، اور اس کے علاوہ بکر گوہن لگوانے پندرہ بسوہ زمین الگ سے خرید کر اپنے نام بیچ نامہ کر لیا، سب لوگوں کی جانکاری میں چوری نہیں، زید کی موجودگی میں عمرو خالد اپنا حصہ لے کر الگ ہو گئے بکر نے بھی اپنے حصے پر قبضہ کر لیا اور زید کے ساتھ رہنے لگا۔ صرف بکر ہی زید کی دیکھ بھال کرتا رہا، زید کے مرنے کے بعد اس کا نتیجہ فاتحہ کیا ان دونوں نے اس میں کوئی حصہ نہ لیا۔ یہ بٹوارہ زید نے اپنے طور پر کر دیا گورنمنٹی کاغذ میں زید ہی کا نام تھا، بکر گوہن لگوا کے بڑے پوتے نے زید کے مرنے کے بعد چار سال کے قریب ہونے پر بٹوارے کے مطابق بکر، عمرو اور خالد کا نام سرکاری کاغذ میں ڈلوادیا اب عمرو خالد کا کہنا ہے کہ تم نے گورنمنٹی کاغذ میں تینوں کا نام کیوں ڈلوایا اس میں صرف ہم دونوں کا حصہ ہوتا ہے، بکر کا کوئی حصہ نہیں۔ اب اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟ اور بکر کے بڑے پوتے کے لیے بھی شرع کا حکم کیا ہے؟ بیٹو اتو جروا۔

المستفتی: منظور علی، مہدیایں، ضلع، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب زید نے زمین کا بٹوارہ اپنی زندگی میں کر دیا اور اس پر قبضہ بھی دلادیا تو بکر، عمرو اور خالد تینوں اپنے اپنے حصہ کے مالک ہو گئے، کہ باپ اپنی زندگی میں ساری جائداد کا مالک ہوتا ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے دیدے کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ اب عمرو اور خالد کا یہ کہنا کہ ”اس میں صرف ہم دونوں کا حصہ ہوتا ہے بکر کا کوئی حصہ نہیں، درست نہیں۔ کہ یہ زید کی طرف سے ہبہ ہوا جو قبضہ کے بعد نام ہو گیا۔ فتاویٰ اہم یہ میں ہے: ”اپنی زندگی و صحت میں اگر اس نے ہبہ کر دیا اور قبضہ بھی دلادیا تو یہ ہبہ صحیح ہوگا، ورنہ کو واپس لینے کا کوئی حق نہ ہوگا، تقسیم فرائض مرنے کے بعد ہوتی ہے، زندگی میں خود مالک ہے اس کی جائداد میں دوسرے کا حق نہیں، نہ حصص شرعی پر تقسیم ہوگی“ اھ (ج: ۳ ص ۳۸۰)

اور جب تینوں اپنے اپنے حصہ کے مالک ہو گئے تو اب گورنمنٹی کاغذ میں نام ڈلوانے میں کوئی حرج

نہیں، اس وجہ سے بکر کے بڑے پوتے پر شرعاً کوئی الزام نہیں۔ اور بکر نے اپنی کمائی سے جو پندرہ بسوہ زمین خرید کر اپنے نام بیع نامہ کروا لیا، تو اس میں بکر کے دوسرے بھائیوں کا کوئی حق نہیں۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: ”اپنے ذاتی مال سے کوئی تجارت کی یا کسب پداری سے الگ کوئی کسب خاص مستقل اپنا کیا یہ اموال خاص بیٹے کے ٹھہریں گے۔ خیر یہ و عقود الدرہ میں ہے: ”سئل فی ابن کبیر ذی زوجة و عیال له کسب مستقل حصل بسببه اموال الہل ہی لو الہة؟ اجاب: ہی للابن حیث له کسب مستقل“ (فتاویٰ رضویہ ص ۳۲۲ ج ۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام نبی نظامی علی
۲ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد مجدی برکاتی

سوتیلا بیٹا ترکہ کا حقدار ہے یا نہیں؟ اگر وہ جبراً حصہ لے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

برساتی نواسی نواب گنج جن کے مرجانے کے بعد بیوی ہندہ اور ایک لڑکا بکر اور ایک لڑکی بٹن تین فرد بچے ہندہ کی عدت پوری ہونے کے بعد زید بن امام علی نواسی گرام مہنیاں نکاح شرع کر کے تینوں کو اپنے گھر لے آیا کچھ عرصہ کے بعد یکے بعد دیگرے زید کے نسل سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک محمد یوسف دوسرے محمد اسحاق اور ایک لڑکا بکر جو ہندہ کے ساتھ آیا تھا وہ زید کے نسل سے تھا نہیں وہ برساتی کا لڑکا تھا مگر ماں کے ساتھ زید کے گھر میں اس کا رہن سہن تھا زید کے پاس کھیت تھا محمد یوسف اور محمد اسحاق کے پیدا ہونے کے بعد زید کو یہ خیال ہوا کہ میرے مرنے کے بعد ہو سکتا ہے میرے دونوں لڑکے محمد یوسف محمد اسحاق میرے گوہن لگوا لڑکے بکر کو زمین میں سے حصہ نہ دیں اس لیے آگاہ سوچی کر کے پختہ پندرہ بسوہ زمین زید نے بکر کے نام بیع نامہ کروا دیا بکر نے بیع نامہ کے وقت ولدیت برساتی کے بجائے زید ہی کو لکھوایا زید کے دونوں بچوں کے ذریعہ چار لڑکے غلام حسین، ماہ مبین، قاسم علی، ضمیر الحسن موجود ہیں اور بکر کے دو لڑکوں کے ذریعہ سات پوتے موجود ہیں زید کی حیات میں زید کی زمین اور بیع نامہ کی زمین دونوں زمینوں میں تین حصہ کر لیے ہوئے تھے اور پوتے جوتے زید مر گیا بکر کے بڑے پوتے نے زمین کا خارج داخل زید کے مرنے کے بعد دو مسلمانوں کی گواہی میں زید کے دونوں لڑکوں کے نام اور بکر گوہن لگوا کے نام کروا لیا اور کچھ دنوں کے لیے خارج داخل ہونے کے بعد بھی جوتے رہے تینوں۔ بکر مرنے سے پہلے اپنے لڑکے کو تاکید کیا کہ میرے مرنے کے بعد زید کے دونوں لڑکوں کو زمین نہ دینا بکر مر گیا بعد اس کے دونوں لڑکوں نے بیع نامے کی زمین تو پوری لے لی اور زید کے زمین

میں سے تیسرا حصہ خارج داخل اور گوہن لگوا کے بنیاد پر لے لیا محمد یوسف اور محمد اسحق کے چاروں لڑکے غریب مزدور مجبور ہیں چیخ پکار کیے جس کے جواب میں بکر کے بڑے لڑکے نے کہا ہم نے زید کا روٹی کھانا کیا ہے اس میں حصہ دو تو کھیت میں حصہ دوں گا اور بکر کا بڑا پوتا جس نے خارج داخل کروایا ہے وہ سعودی میں چار سال سے رہتا ہے۔ بکر کا بڑا پوتا محمد اسحق کی بڑی بہو اور لڑکے کو حصہ دینے کی چال میں اپنے طرف ملائے ہوئے تھا جب خارج داخل اور کام سب پختہ ہو گیا تو یہ کہہ کر خاموش ہے کہ میں نے حصہ دینے کے لیے کہا تھا مگر زمین میرے باپ کے نام ہے جب تک میرے نام ہوگا تو دیکھا جائے گا ہم چاروں مقدمہ لڑنے سے مجبور ہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں قانون شرع بلا رعایت ہر ایک کے لیے بیان فرمائیں اور مسلم برادری رشتے ناطے کے لوگوں کو بھی قانون شرع میں شامل کریں؟ متعدد بار پانچایت بھی ہوئی اور حضرت پیر صاحب کے سامنے بھی بات ہوئی حضرت نے کہا غریبوں کو دید و غریبوں کو ستانا ٹھیک نہیں جواب میں بکر کا بڑا لڑکا اور اس کے رشتہ دار بولتے ہیں کہ پیر کے کہنے پر گھر بھی دیدیں پیر کے کہنے پر کیا کیا دیدیں بہت سے مرید ہیں جو پیر کے کہنے کے خلاف کرتے ہیں اکیلے ہم ہی نہیں ہیں؟ بیوا تو جروا۔

المستفتی: غلام حسین، ماہ مبین، قاسم علی، ضمیر الحسن، گرام مہدییاں پوسٹ ہریا، ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں بکر، زید کے ترکہ کا وارث نہ ہوگا کیونکہ ترکہ کے حقدار ذوی الفروض یا عصبات، یا ذوی الارحام ہوتے ہیں اور بکر ان میں سے نہیں بلکہ وہ زید کا ربیب ہے اور اگر زید نے بکر کی پرورش کی ہے تو بکر زید کا متبنی بھی ہوگا اور متبنی یا ربیب میت کا وارث نہیں ہوتا۔ لہذا زید نے بکر کے نام جو پندرہ سوہ زمین بیع نامہ کر دیا ہے یہ بکر کے لیے ہے اور وہ صرف اتنی ہی زمین کا مالک ہوگا۔

اور بکر کے بڑے پوتے نے زید کے مرنے کے بعد باقی زمین جس میں شرعاً بکر کا کچھ بھی حصہ نہیں زید کے دونوں لڑکے محمد یوسف اور محمد اسحق کے ساتھ بکر کے نام بھی جبراً کچھری میں خارج داخل کروا دیا تو یہ اس نے ظلم کیا اس پر لازم ہے کہ کچھری میں خارج داخل کے کاغذات سے اپنے دادا بکر کا نام کٹوا کر زید کے دونوں لڑکوں کو زمین واپس کر دے۔ حدیث شریف میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "من اخذ من الارض شيئاً بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین" یعنی جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ بھی لے لیا تو وہ قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا یا جائے گا۔ بخاری شریف (ج: ۱ ص: ۳۳۲) لہذا بکر کا پوتا اللہ واحد قہار کے عذاب سے ڈرے اور دوسرے کا مال ناحق لے کر اپنی عاقبت برباد کرنے کی کوشش نہ کرے۔

خلاصہ یہ کہ بکر کے لڑکے اور اس کے پوتے اگر کچھری میں خارج داخل کے کاغذات سے اپنے دادا بکر کا نام کٹوا کر زمین زید کے دونوں لڑکوں کے سپرد نہ کریں تو وہ ظالم، جفا کار، حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہیں۔ سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ظالموں کا سختی سے بائیکاٹ کریں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الدِّعْوَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" (پ ۷ ع ۱۴) اور ارشاد فرماتا ہے: "وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" (پ ۱۲ ع ۱۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام نبی نظامی علمی

۲۷ ربیع النور ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید کے دو لڑکوں میں سے ایک گھر کی دیکھ بھال کرتا رہا دوسرا کما تارہا

تو اس کی کمائی ہوئی دولت میں پہلے کا حق ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے والد دو بھائی ہیں والد کا نام شمس الحق اور چچا کا نام عبدالقیوم ہے ان دونوں بھائیوں میں کچھ آپسی تفرقہ پڑ گیا ہے۔ دراصل ہمارے والد گھر پر ہی رہتے تھے اور آج بھی گھر پر ہیں اور کھیتی وغیرہ کا کام کرتے ہیں اور اب تو بزرگ ہو گئے ہیں اور ہمارے چچا بمبئی رہتے تھے اور آج بھی ہیں اور کبھی کبھی پیسہ وغیرہ بھی بھیج دیتے تھے لیکن کچھ دنوں پہلے ہمارے چچا بمبئی سے گھر آئے اور اپنے بھائی سے بولے کہ میری کھیتی وغیرہ جو بھی ہے دو حصوں میں تقسیم کر دو یعنی آدھا آدھا بانٹ دو دونوں بھائی آدھا آدھا بانٹ لیے لیکن اب ہمارے والد صاحب چچا سے بولے کہ آپ نے جو اپنی محنت سے پراپرٹی بنائی ہے اس میں ہمارا بھی حق ہے ہمیں بھی چاہیے۔ تو چچا صاحب بولے کہ آپ کو اس میں سے نہیں دوں گا وہ ہماری محنت کی کمائی ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہمارے والد کا اس میں حق ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

المستفتی: فیروز خان بھٹوی، پوسٹ کرہاں، ضلع مو (پوئی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں جب کہ عبدالقیوم نے اپنی محنت سے ساری پراپرٹی بنائی ہے تو اس میں شمس الحق کا شرعاً کوئی حق نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں فتاویٰ خیریہ اور عقود الدریہ سے ہے "سئل فی ابن کبیر ذی زوجة و عیال له کسب مستقل حصل بسببہ اموال الہل ہی لو الودہ اجاب ہی لابن حینہ له کسب مستقل ۱ھ" (ج ۷ ص ۳۲۳)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے ”زمین کہ عمر و از کسب خود خریدہ است خالد وغیرہ را از وصہ خواستن روا نیست
 فان سهم الوارث فی المورث دون مملوک وارث آخر ۱۳ھ (ج ۸ ص ۲۴۵) واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: شمس الدین احمد علی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

میت کے جیون بیمہ کے پیسے کسے ملیں گے؟ میت نے مہر ادا نہیں کیا ہے تو؟

عورت کے زیورات کس کے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

کہ ہندہ جس کی شادی تقریباً عرصہ چار سال پہلے بکر کے ساتھ ہوئی دونوں کارہن سہن برابر رہا اور کوئی بچہ نہیں ہوئے ہندہ کا شوہر پردیس میں تھا اچانک ایکسڈنٹ ہو گیا جس کی وجہ سے موت واقع ہو گئی مرنے کی خبر پا کر ہندہ اور ہندہ کے ساس سسر بمبئی پہنچے ہفتہ عشرہ بمبئی رہنے کی صورت میں ہندہ کا فوٹو کسی کاغذ پر چسپا کیے معلومات کیا گیا کہ یہ فوٹو ایکسڈنٹ کیس کے سلسلے میں لگایا جا رہا ہے یا کوئی اور بات ہے تو ہندہ کے سسر نے یہ اقرار کیا کہ بچپن یا پچاس ہزار کا جیون بیمہ مرنے والا کر اچکا تھا بکر کے مرنے کے بعد رشتہ زوجیت ختم ہو چکی ہندہ نے کچھ بے عزتی کے خوف سے عدت میکے میں پوری کی اور میکے میں رہتی ہے بکر کے مرنے کے بعد اس کے جیون بیمہ کے پیسے کے وارث ماں باپ ہوں گے یا کہ ہندہ؟ اور ہندہ کو عدت کے خرچ نان و نفقہ مہر ہندہ کو ملنے کا حق ہے یا کہ نہیں؟ ہندہ کس سے اپنا حق وصول کرے ہندہ کے پاس کچھ زیورات موجود ہیں زیورات کس کی ملکیت ہیں؟ اور شادی کے دوران جو سامان یا جہیز بکر کو ملے تھے ہندہ واپس لینے کی مستحق ہے یا کہ نہیں چونکہ آج کے موجودہ دور میں شادی بیاہ کرنا وبال جان ہے ہندہ کا کہیں رشتہ کیا جائے تو نئے سامان کی ضرورت ہے ہندہ کے جہیز کا سارا سامان جو نا پرانا ہو چکا ہے وہ اگر لیا بھی جائے تو وہ کسی کو دیا نہیں جاسکتا ہے بکر کے زیورات کی قیمت پہلے سے زیادہ ہے۔

اس صورت میں ہندہ کا نقصان شرعی حیثیت سے درست ہے یا کہ نہیں؟ مذکورہ بالا سوالوں کے جوابات بغیر کسی کا پاس کیے ہوئے بیان فرما کر دارین میں شاد کام ہوں۔ بینواتو جروا۔

المستفتی: منور علی مہدیاں پوسٹ ہریا بازار ضلع، بستی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جیون بیمہ کے پیسے بکر کے ترکہ قرار پائیں گے جس میں اس کے ماں باپ اس کی بیوی

ہندہ اور جمع ورثہ کا حصہ ہے جس میں بھی اپنے اپنے حصے کے مطابق پانے کے حقدار ہیں۔ اور موت کی عدت کا نفع شوہر کے مال میں واجب نہیں جیسا کہ در مختار میں ہے: "لا تجب النفقة بالو اعها لمعتدة موت مطلقاً ولو حاملأه (الدر المختار فوق رد المختار ج ۳ ص ۶۱۰)

اور مہر بکر کے ذمہ دین ہے اس کی ادائیگی قبل تقسیم ترکہ واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: "التركة تعلق بها حقوق اربعة جهاز الميت ودفنه والدين والوصية والميراث، فيبدأ اولاً بجهازه وكفنه ثم بالدين اه" (ج ۶ ص ۴۴۷)

ہندہ کو جو زیورات اس کے میکے سے ملے اس کی وہ خود مالک ہے مگر وہ زیورات جو سسرال سے ملے یا بکر نے ہندہ کے لیے بنوائے تھے اگر اس نے صراحتاً ہندہ کو ان زیورات کا مالک کر دیا یا وہاں کا عرف ایسا ہو کہ عورت کو جو زیور بنا کر دیتے ہیں عورت کو اس کا مالک بنا دیتے ہیں تو وہ عورت کی ملک ہے بکر کے ورثہ اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ البتہ اگر صرف پہننے کے لیے دیا مالک نہ کیا تو وہ بکر کی ملک تھا۔ اب وہ انتقال کے بعد ترکہ میں شمار ہوگا، ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۲ ص ۱۲۸ پر ہے۔

اور جہیز جو بکر کی سسرال سے ملے تھے وہ سب بکر کی بیوی کو ملیں گے کہ سامان جہیز اسی کی ملکیت ہے در مختار میں ہے: "كل احد يعلم ان الجهاز للمرأة اذا طلقها تاخذة كله واذا ماتت يورث عنها" (الدر المختار فوق رد المختار ج ۳ ص ۱۵۸) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد اجمال حسین

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ اشوال المکرم ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

میت کے لڑکوں کا کسی لڑکے کو جبراً حصہ سے محروم کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے مفتیان دین و ملت عبد الغفور کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے بیچے چار بیٹوں کو چھوڑا (۱) محمد یعقوب، (۲) نظام الدین، (۳) اسلام علی (۴) مبارک علی، نظام الدین کے علاوہ مذکورہ مرحوم کی جائداد میں سب اپنے آپ کو حصہ دار ٹھہرائے اور نظام الدین کو باپ کی جائداد میں سے حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ مرحوم کی جائداد میں نظام الدین کا حق ہے کہ نہیں اگر ہے تو نظام الدین کا حق غصب کرنے والوں پر شریعت کا کیا قانون نافذ ہوگا؟ بیٹو اتو جروا۔

المستفتی: محمد نظام الدین مقام وپوسٹ بیدی پور ضلع بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) باپ کی جائیداد متروکہ میں بیٹے کا شرعاً حق ہے۔ اس کا حصہ کسی کے ساقط کرنے یا دینے سے انکار کرنے سے ہرگز ساقط نہیں ہو سکتا۔ حدیث شریف میں ہے "ان الله تعالى قد اعطى كل ذي حق حقه" یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق عطا فرمادیا" (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۵) اور ردالمحتار کتاب الفرائض ج ۵ ص ۵۳ میں ہے "ای الذین ثبت ارثهم بالکتاب ای القرآن وهم الابوان والزوجان والبنون والبنات" (۱) نیز فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۶۵ میں ہے "حق میراث حکم شرع ہے کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ نے مقرر فرمایا کسی کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوتا۔" قال علمائنا فی الاشباہ وغیرها الارث جبری لا یسقط بالاسقاط" (۱)

لہذا صورت مسئلہ میں محمد نظام اپنے باپ عبدالغفور کی جائیداد متروکہ سے پورا حصہ پانے کا حقدار ہے اور محمد نظام الدین کے باقی بھائیوں کا اپنے باپ کی پوری جائیداد پر قبضہ کر لینا سخت ناجائز و حرام ہے وہ اپنے بھائی محمد نظام الدین کو باپ کی جائیداد میں سے حصہ نہ دینے کی وجہ سے غاصب و ظالم اور حق العبد میں گرفتار ہیں اور ظلم و غصب کی قرآن و حدیث میں سخت وعید آئی ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نِزْقَهُ عَذَابًا كَبِيرًا" یعنی اور تم میں جو ظالم ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے۔" (پ ۱۸) سورہ فرقان آیت ۱۸) اور حدیث شریف میں ہے: "اللاتظلموا الا لا یجمل مال امرئ الا بطیب نفس منه" (۱) خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا خبردار کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں" (۱) (مشکوٰۃ شریف، باب الغصب ص ۲۵۵) اور حدیث شریف میں ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دوسرے کا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا" (۱)

(بہار شریعت حصہ ۱۵ ص ۲۳)

اس لیے نظام الدین کے بھائیوں پر لازم ہے کہ بعد تقدیم ما تقدم وانحصار ورثہ فی المذكورین اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہیں تو عبدالغفور کی متروکہ کل جائیداد کے چار حصے کیے جائیں جن میں محمد یعقوب اسلام علی، مبارک علی، تینوں ایک ایک حصہ لیں اور باپ کی کل جائیداد کا وہ حصہ جو نظام الدین کا ہے جس پر اس کے بھائیوں نے ظلماً قبضہ کر رکھا ہے اسے نظام الدین کو واپس کریں کہ وہ ان کا حق ہے ظلم و زیادتی سے باز آئیں اور اللہ کے قہر و غضب سے ڈریں کہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے قرآن مجید میں ہے "اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ" (پ ۳۰ سورہ بروج آیت نمبر ۱۲) اور حدیث شریف میں "من ظلم من الارض شیئاً طوقه من سبع ارضین" یعنی جو شخص ظلم کسی کی تھوڑی سی بھی زمین لے لے اللہ تعالیٰ اس کو ساتوں زمین کا طوق

پہنائے گا“ اہ نیز حدیث میں ہے ”من ظلم قید شد من الارض طوقه من سبع ارضین“ یعنی جو شخص ظلماً کسی کی ایک باشت بھی زمین پر قبضہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی گردن میں ساتوں زمین کے برابر طوق ڈالے گا“ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 مکتبہ: محمد عبدالقادر رضوی ناگوری
 ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ

ایک بیوی دو بچوں کو چھوڑا تو وراثت کیسے بٹے گی؟ ورثہ میں بیوی ایک لڑکا ایک لڑکی ایک بھائی اور والدہ ہیں تو تر کہ کیسے بٹے گا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ذیل کے مسائل میں:

(۱) بھولے خاں نے اپنے وارثین میں سے اہلیہ تولن بی بی اور دو لڑکے مصطفیٰ خاں، تجل خاں کو چھوڑا تو وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

بھولے خاں

زوجہ..... ابن..... ابن

(۲) مصطفیٰ خاں نے وارثین میں سے اپنی اہلیہ، ایک لڑکا اور ایک لڑکی نیز والدہ کو چھوڑا اور ایک بھائی بھی ہے تو مصطفیٰ خاں کی جائداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

میت

ام زوجہ ابن بنت اخ

المستفتی: عبداللہ، بستی، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و انحصار ورثہ فی المذکورین بھولے خاں کی کل جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں ایک حصہ اس کی اہلیہ تولن بی بی کو دیا جائے اور بقیہ سات حصوں کو برابر برابر دونوں لڑکوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ قرآن مجید میں ہے فان كان لکم ولد فلهن النصف مما ترکتم“ (پ ۴ سورہ نساء آیت ۱۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بعد تقدیم ما تقدم علی الورث و انحصار ورثہ فی المذکورین وعدم موانع ارث، مصطفیٰ خاں کی کل جائداد کے ۲۴ حصے کئے جائیں ۴ حصہ اس کی ماں کو اور تین حصہ اس کی

بیوی کو باقی ۱/۷ حصوں کے تین حصے کیے جائیں دو حصہ اسکے لڑکے کو اور ایک لڑکی کو دیا جائے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے "الامر لها السدس مع الولد او ولد الابن" ۱۱ھ (ج ۶ ص ۴۴۹)

اور صفحہ ۴۵۷ پر ہے "وللزوجة الثمن مع احدهما أى الولد او ولد الابن" نیز کتاب مذکور میں ص ۴۵۴ پر ہے "اذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فيكون للذکر مثل حظ الانثیین کذا فی التبیین" ۱۱ھ اور مصطلحے خاں کی جائداد سے اس کے بھائی کو کچھ نہ ملے گا کہ بیٹے کی موجودگی میں بھائی محروم ہوتا ہے فتاویٰ عالمگیری کتاب الفرائض میں ہے:

"ویسقط ہنوا لایعین وہم الاخوة لای یوین بالابن وایبنة وبالاب" ۱۱ھ

(ج ۶ ص ۴۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو نفوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ جمادی الآخرہ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

چار لڑکوں اور چھ لڑکیوں میں جائداد کیسے بٹے گی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ زید کا انتقال ہو گیا اس کے ورثہ میں چار لڑکے، چھ لڑکیاں ہیں۔ تو ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا؟ بیٹو اتو جروا۔

المستفتی: محمد فاروق۔ ۱۲۴ سارنگ اسٹریٹ بھوساری محلہ مسجد۔ بمبئی نمبر ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں بعد تقدیم ما تقدم علی الارث روم کی کل قیمت کے چودھ حصے کیے جائیں جن میں سے ہر ایک لڑکے کو دو، دو حصے اور لڑکیوں کو ایک ایک حصہ دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ الْاُنثٰی"۔ (پ ۴ سورہ نساء آیت نمبر ۱۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کبولوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۴ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

باپ کی زندگی میں لڑکوں کا حق ہے یا نہیں؟ اپنی زندگی میں جائداد تقسیم کرنا

چاہے تو کیسے کرے؟ اپنے فوت شدہ لڑکوں کی اولاد کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں کہ زید کے چار لڑکے ہیں جن میں سے

دو انتقال کر چکے ہیں ان میں سے ایک نے دو لڑکے اور ایک لڑکی اور دوسرے نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑا ہے زید کے لڑکے بکرنے زید کی ساری جائداد کو اپنے نام کروالیا ہے جب کہ زید ابھی زندہ ہے (۱) زید کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے (۲) کیا زید کی جائداد کی حیات میں تقسیم ہو سکتی ہے اگر ہو سکتی ہے تو کیسے تقسیم ہو؟ (۳) کیا بکر کا اپنے بھائیوں کا حق مارنا جائز ہے بکر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینو اتو جروا۔

المستفتی: حاجی عثمان علی کپتان گنج بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲-۳) اگر واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہوا تو بکر سخت گنہگار، مستحق عذاب نار، حق العبد میں گرفتار ظالم و جفا کار ہے۔ سب جائداد اس کے باپ زید ہی کی ملکیت ہے اور رہے گی اگرچہ بکر نے چپکے سے اپنے باپ کی ساری جائداد اپنے نام کروالی ہے۔ بکر پر لازم ہے کہ کاغذات سے اپنا نام کٹوا کر باپ کا نام درج کروائے کہ باپ کی زندگی میں اس کی جائداد سے لڑکوں کا کوئی حق نہیں بنتا۔

لہذا بکر بارگاہ الہی میں گریہ وزاری کے ساتھ توبہ و استغفار کرے اللہ رب العزت کا فرمان ہے "وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نَذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا یعنی تم میں کا جو ظلم کرے ہم اسے بڑا عذاب دیں گے" اھ (پ ۱۸ سورہ فرقان آیت ۱۹)

اور دوسری آیت میں إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ۔ یعنی بے شک تمہارے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ اھ (پ ۳ سورہ بروج آیت ۱۲)

اور حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "مَنْ اخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خَسَفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَى سَبْعِ اَرْضِينَ" اھ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۲) نیز اس میں والدین کو ناراض کرنا بھی ہے جو دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ"۔ یعنی رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، اھ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۲)

اس لیے بکر والد کی جائداد سے اگر اپنا نام نہ کٹوائے یا توبہ و استغفار نہ کرے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کر دیں اور اس کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا سب ترک کر دیں کہ خدائے تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے۔ "وَإِنَّمَا يُنذِرُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" اھ (پ ۷ سورہ انعام آیت ۶۸)

اگر کوئی بکر ظالم و جابر کا ساتھ دے گا یا اس کی حمایت کرے گا تو وہ بھی گنہگار ہوگا اور اس کے مثل

عذاب الہی میں مبتلا کیا جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ: کَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ^{۱۱} (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۷۱) واللہ تعالیٰ اعلم
 اگر زید اپنی زندگی ہی میں اپنی جائداد ورثہ کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے تو لڑکا لڑکی سب کو برابر دے ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۹۵ پر ہے۔

اور اگر زید اپنی فوت شدہ لڑکوں کی اولاد کو اپنی جائداد سے کچھ دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے شرعاً اس میں کوئی حرج ہیں۔

البتہ جو کچھ انہیں دے ان کے نام کروا کر انہیں قبضہ بھی اپنی زندگی ہی میں دلادے تاکہ یہ تام ہو جائے۔ ہدایہ کتاب الہبہ میں ہے "الہبۃ تصح بالایجاب والقبول والقبض وقولہ علیہ السلام لا تجوز الہبۃ الا مقبوضاً مقبوضۃ"^{۱۲} ملخصاً (ج ۳ ص ۲۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبۃ: محمد شاہ عالم قادری جونپوری
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

ایک بیوی دو لڑکوں اور والد کے درمیان ترکہ کیسے بٹے گا؟ ورثہ نابالغ ہوں تو ان کا حصہ کس کے قبضہ میں رہے گا؟ میت کی بیوی نے مکان خریدا تو وہ اپنے نام لکھوائے یا بچوں کے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در این مسائل کہ

(۱) زید کا انتقال ہو گیا اس نے ایک بیوی، دو لڑکے اور والد کو چھوڑا تو ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟
 (۲) زید کی زوجہ کا کہنا ہے کہ بچے نابالغ ہیں لہذا پورا مال مجھے دیدو تو اس صورت میں زید کا پورا مال اس کی بیوی کو دے سکتے ہیں؟

(۳) زید کا مکان افریقہ میں تھا اس کو بیچ دیا اب زید کی زوجہ ہندوستان آگئی ہے اور ہندوستان میں مکان لینا چاہتی ہے تو کیا وہ مکان ترکہ کی تقسیم کے بعد لیا جائے یا پہلے؟

(۴) وہ مکان زید کی زوجہ کے نام لیا جائے یا زید کے بچوں کے نام لیا جائے؟

المستفتی: محمد حسین گانی والا، جام نگر، گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مسئلہ میں بعد تقسیم ما تقدم علی الارث وانحصار ورثہ فی المذکورین۔ افریقہ میں زید کے

فروخت کردہ مکان کا روپیہ اور دیگر منقولہ وغیرہ منقولہ کل جائداد کے ۴۸ حصے کیے جائیں گے جن میں سے آٹھ حصے والد کے ہیں اور چھ حصے اس کی بیوی کے ہیں اور سترہ سترہ حصے زید کے دونوں لڑکوں کو ملیں گے خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْاُنثَيَيْنِ ؕ وَلَا يُؤْتِيهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ؕ** (سورہ نساء آیت ۱۱)

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ۔ (سورہ نساء آیت ۱۲)

صورت مسئلہ اس طرح ہوگی

زید مسئلہ $2 \times 23 = 46$

زوجہ	اب	ابن	ابن
۳	۲	۱۷	۱۷
		۳۴	
۶	۸	۱۷	۱۷

(۲) زید کی زوجہ کا یہ کہنا کہ بچے نابالغ ہیں لہذا پورا مال مجھے دیدویہ صحیح نہیں۔ ورثہ نابالغ ہوں تو ان کی جائداد وقت بلوغ تک ولی اقرب کی تحویل میں رہے گی لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں کے نام بینک میں کھاتہ کھول کر دونوں کے نام جمع کر دیا جائے۔ اور جو بھی زمین و جائداد ان کے حصہ کی ہو وہ ان کے نام کروائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) فروخت کردہ مکان کا روپیہ چونکہ ترکہ ہے اس لیے زید کی زوجہ قبل تقسیم اگر ان روپیوں سے بچوں کی رہائش کے لیے مکان خریدنا چاہتی ہے تو خرید سکتی ہے مگر رجسٹری میں ان بچوں کا نام بھی شامل کرے۔

(۴) اگر زید کی بیوی نے اپنے ذاتی روپیوں سے مکان خریدنا تو اپنے نام کر دالے اور بچوں کا روپیہ بھی ملایا ہے تو اپنے اور بچوں کے نام سے مشترکہ لکھوائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن رضارضوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید کے تین لڑکے تین لڑکیاں ہیں زید نے اس تجارت کا مالک بڑے لڑکے کو

بنایا تجارت کے پیسوں اور زید کی بیوی کے زیورات سے ایک زمین خریدی

گئی وہ زمین زید کے لڑکوں اور بیوی میں کیسے بٹے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل مسئلہ میں:

زید تین لڑکے اور تین لڑکیوں کا باپ ہے۔ لیکن زید نے ایک لڑکے کو تجارت کے مال کا مالک بنا دیا۔ مالک بننے سے قبل زید صرف ایک بسوہ زمین کا مالک تھا لیکن اس کی زندگی میں زید کی بیوی نے اپنا زیور بیچ کر اور زید نے جس لڑکے کو مالک بنایا تھا اس کے تجارت کے روپے سے تین بسوہ زمین نقدی، بعدہ آدھا بسوہ زمین تاجر لڑکے نے خریدی واضح رہے کہ تاجر لڑکے نے جو زمین خریدی ہے وہ اپنے باپ زید کے نام خریدی ہے، اور ماں نے زیورات کے روپے بطور ہبہ سب بچوں کے لیے دیے ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید مر گیا اب تینوں، بھائی، بہنوں اور ان کی ماں میں وہ زمین کیسے بٹے؟

بیوا تو جروا۔ المستفتی: قاری شبیر احمد چشتی مدرسہ حنفیہ عالم خاں جوپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید نے جس لڑکے کو مال تجارت کا مالک بنایا ہے۔ اگر مالک بنانے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کی دیکھ، رکھ کرے، اور اپنی صوابدید کے مطابق تجارت کو فروغ دے جیسا کہ ہمارے دیار میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جو لڑکا ہوشیار، محنتی ہوتا ہے باپ اسے تجارت وغیرہ کے کام سونپ دیتا ہے۔ اسے لوگ مالک بنانا کہتے ہیں، حالانکہ وہ مالک نہیں ہوتا، بلکہ صرف منتظم ہوتا ہے، اور بیان مستفتی سے بھی یہی ظاہر ہوا، تو اس کا حقیقی مالک اس کا باپ یعنی زید ہی ہے۔

یونہی وہ زمین جو زید کی بیوی کے زیورات کے روپے سے اور مال تجارت کے روپے سے خریدی گئی اس کا مالک بھی زید ہی ہے، اور اس کے مرنے کے بعد وہ مال و اسباب زید کا ترکہ ٹھہرے تو سب لڑکے، اور لڑکیاں اپنے حصے کے مطابق حقدار ہوں گے۔ لہذا موجودہ صورت میں بعد تقدیم ما تقدم زید کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں، ایک حصہ اس کی بیوی کو دیا جائے، کہ خدائے تعالیٰ کا فرمان ہے

مَنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدًا فَلَهُنَّ الشُّرُكُ مِمَّا تَرَكَتُمْ ۗ (پ ۳ سورہ نساء آیت ۱۱)

اور بقیہ سات حصوں کے نو حصے کیے جائیں دو، دو، دو، حصے تینوں لڑکوں کو، اور ایک ایک حصہ تینوں لڑکیوں کو دیا جائے: قال الله تعالى للذکر مقل حظ الأنثیین ۗ (پ ۳ سورہ نساء آیت ۱۱)

یا اصول میراث کے لحاظ سے یہ تقسیم حسب تخریج ذیل کی جائے

مسئلہ ۸×۹=۷۲

زید میت

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۹	۱۳	۱۳	۱۳	۷	۷	۷

یعنی بعد تقسیم ما تقدم زید کے ترکے کو ۷۲ رسہام پر تقسیم کر کے ۹ رسہام اس کی زوجہ کو، اور ۱۳، ۱۳ رسہام اس کے بیٹوں کو، اور ۷، ۷ رسہام بیٹیوں کو دیا جائے۔ واضح ہو کہ یہ تخریج و تقسیم زوجہ کو زید کی وفات کے بعد زندہ مان کر کی گئی ہے۔ لیکن اگر وہ زید کی حیات ہی میں فوت ہو گئی ہو تو ترکہ صرف نو حصوں میں تقسیم ہو کر دو، دو حصے لڑکوں کو ملیں گے، اور لڑکیوں کو ایک ایک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد شاہ عالم قادری جو نفوری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید اپنی جائداد تین بھائی والدہ بیوی دو لڑکے تین لڑکیوں میں باٹنا چاہتا ہے تو وہ کیسے بانٹے؟ زید ایک غیر مسلم ویدھ کا تیرہ سو روپے باقی ہے مگر اس کا کہیں

پتہ نہیں تو زید بری الذمہ کیسے ہو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) زید کے تین بھائی والدہ بیوی ۲ لڑکے ۳ لڑکیاں ہیں زید اپنی جائداد کو اپنی حیات میں ہی تقسیم کرنا چاہتا ہے تو تقسیم کس طریقے سے ہوگی۔ برائے کرم وضاحت فرمائیں۔ بیوا تو جو وا۔
 (۲) زید نے اپنی بیٹی کلثوم کا علاج ایک غیر مسلم ویدھ (حکیم) سے کروایا اس نے دوا دے کر کہا کہ ٹھیک ہو جائے گی لیکن کلثوم کو صحت یا بی نہیں ہوئی زید اس غیر مسلم ویدھ کا تیرہ سو روپہ باقی ہے۔ لیکن ویدھ کا کہیں پتہ نہیں ہے نہ اس نے فون کیا زید کے فون کرنے پر لگتا ہی نہیں ہے تقریباً ۴ سال بیت چکے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کس طرح بقایہ رقم سے چھٹکارا حاصل کرے؟ برائے کرم بیان فرمائیں۔
 المستفتی: (مولانا) محمد راشد علی نظامی، امرڈوبھا، سنت کبیر نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اگر زید اپنی جائداد کو اپنی زندگی میں تقسیم کرنا چاہتا ہے تو اولاً اس پر لازم ہے کہ اگر عورت کا مہر یا اس کے علاوہ جو دیون ہیں ان کو ادا کرے بعدہ افضل یہ ہے کہ ماٹھی جائداد سے لڑکیوں اور لڑکوں کو برابر، برابر حصہ دے، اور دیگر ورثہ یعنی بھائی، ماں اور بیوی کو اپنی رائے سے جتنا چاہے دے دے۔
 فتاویٰ رضویہ میں ہے ”زندگی میں جو اولاد پر تقسیم کی جائے اس میں بیٹا، بیٹی دونوں کو برابر رکھے جاتے ہیں اکہرے دوہرے کا تفاوت بعد موت ہے“ (ج ۱۰، ص ۳۹۵)

اور اگر چاہے تو قانون میراث پر عمل کرتے ہوئے ہر لڑکے کو لڑکی سے دو نادرے طریقہ میراث یہ ہے:

$$\text{مسئلہ..... } ۱۶۸ = ۷ \times ۲۴$$

زید میت									
ماں	بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	بھائی	بھائی	بھائی
$\frac{۲}{۲۸}$	$\frac{۳}{۲۱}$	$\frac{۳۴}{۳۴}$	$\frac{۳۴}{۳۴}$	$\frac{۱۷}{۱۷}$	$\frac{۱۷}{۱۷}$	$\frac{۱۷}{۱۷}$	$\frac{۲}{۲}$	$\frac{۲}{۲}$	$\frac{۲}{۲}$

یعنی زید کی جائداد کے کل ۱۶۸ حصے ہوں گے جن میں سے والدہ کو ۲۸ حصے، بیوی کو ۲۱ حصے، ہر بیٹے کو

۳۴، ۳۴ حصے اور ہر بیٹی کو ۱۷، ۱۷ حصے دے۔ البتہ اس صورت میں بھائیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

(۲) زید پر لازم تھا کہ جلد از جلد قرض سے سبکدوشی حاصل کرتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اب اس پر

ضروری ہے کہ حتی الامکان کوشش کر کے اس کو تلاش کرے اور جہاں دوکان تھی وہاں جا کر اس کا پورا پتہ معلوم

کرے۔ ہاں اگر کسی طرح سے معلوم نہ ہو سکے۔ تو روپے فقراء پر تصدق کر دے۔

در مختار "کتاب اللقطة" میں ہے:

"من عليه ديون ومظالم جهل اربابه وأيس من عليه ذلك من معرفتهم فعليه

التصدق بقدرها من ماله وان استغرقت جميع ماله هذا مذهب اصحابنا لا تعلم بينهم

خلافاً لمن في يده عروض لا يعلم مستحقها اعتبار اللديون بالاعيان ومتى فعل ذلك

سقط عنه المطالبة من اصحاب الديون في العقبى" ۱۰ (ج ۴، ص ۲۸۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: زبیر احمد مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کسی بیٹے کو وراثت سے محروم رکھنا کیسا ہے؟ پوتا دادا کا وارث ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

میرے والد محترم کو وصال کیے ہوئے ۶ سال ہو گئے۔ والد محترم کی حیات میں دادا جان نے اپنی

ملکیت میرے چچا عبداللہ کو دیدی اور ہم لوگ محروم رہ گئے تھے۔ انہوں نے بنوارے میں نہ ناسک کا کچھ دیا

اور نہ ہی آبائی وطن یوپی کا جب کہ والد محترم نے اپنی کمائی سے گاؤں میں چار گھر خریدے اور پانچ بیگمہ زمین

خریدی جو کہ گاؤں والے اچھی طرح جانتے ہیں اور اپنے بھائی اور بہن کی شادی کی اس میں دادا جان نے ایک

روپیہ بھی نہ دیا۔ اپنے پیسوں سے دادا اور دادی کو حج کے لیے بھیجا اور والد صاحب وقتاً فوقتاً دادی اور دادا کو کافی

روپے بھی دیتے رہے مگر دادا اور چچا نے کچھ زیادہ روپے اپنے پاس جمع کر لیے تو وہ بٹوارے کے پیچھے پڑ گئے اور انہوں نے والد پر الزام لگایا کہ سب لے لیا۔

حضرت مجھے فتویٰ دادا، چچا اور چچی اور ان رشتہ داروں کے لیے منگوانا ہے جو کہ اس بٹوارے کو صحیح مانتے ہیں اور اس واسطے بھی کہ میرے چچا جو دکانیں ناسک میں دادا کے رہتے لکھوادی ہے اس صورت میں ہمیں ان کی (دام) میراث سے کیا حاصل ہوگا اور گھر کی میراث سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ والد محترم نے اپنی حیات میں جو بھی چیز یا زمین لی وہ دادا کے نام سے مگر چچا نے چالاکی سے اپنے نام بغیر کسی کے خبر کے کروالی اس کی صورت کیا ہوگی اور گھر کی میراث سے ہمیں کتنا اور کیا حاصل ہوگا؟ دادا ایک کمپنی کے اسکرپ ایجنٹ ہیں اس میں دو دن مال نکلتا ہے۔ دادا کی میراث سے ہمیں کتنا ملے گا؟ النستفتی: ڈاکٹر حکیم ابو بکر خاں برکاتی قادری، ناسک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب شخص مذکور نے اپنی زندگی ہی میں جائیداد تقسیم کیا تو اسے چاہیے تھا کہ دونوں بیٹوں کو برابر، برابر دیتا مگر ایسا نہ کر کے اس نے صرف ایک لڑکے کو ساری جائیداد لکھ دی اور دوسرے لڑکے کو بالکل کچھ نہ دیا تو وہ گنہگار ہواد جب یہ ہے کہ کسی کو میراث سے برطرف کر دینا اس کی حق تلفی کرنا اور اسے اذیت دینا حرام و گناہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

”من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة يوم القيامة۔ رواه ابن ماجه و رواه البيهقي في شعب الایمان عن ابی ہریرة۔“ جس نے کسی وارث کی میراث منقطع کی تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت جنت سے اس کا حصہ منقطع کر دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ۲۲۶، باب الوصایا) دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔“ جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ (کنز العمال ج ۱۶، ص ۱۰، حدیث ۳۷۳)

لہذا جس باپ نے اپنے ایک بیٹے کو محروم کر کے اپنی پوری ملکیت دوسرے بیٹے کے نام کر دیا وہ سخت گنہگار، مستحق غضب جبار و عذاب نار ہے اس پر لازم ہے کہ ایسی حق تلفی سے باز آ کر بارگاہ رب العزت میں علانیہ توبہ و استغفار کرے اور یتیم پوتوں کو اپنی جائیداد سے گزر بسر کے لیے کچھ ضرور دے۔

رہا پوتوں کا دادا کی میراث سے حصہ کا مطالبہ تو جب دادا کی زندگی ہی میں ان کے باپ کا انتقال ہو گیا اور دادا کے دوسرے لڑکے موجود ہیں تو گو کہ شرعاً دادا کی میراث میں ان پوتوں کا کوئی حصہ نہیں بنتا جیسا کہ در مختار میں ہے: ”ويقدم الاقرب منهم بهذا الترتيب فيقدم جزء الميت كالابن ثم ابنته وان

سفل" (فوق رد المحتار ج ۶، ص ۷۳، باب العصبات) پھر بھی دادا کو چاہیے کہ ان پوتوں کو بھی گزارے کے لیے جائداد میں سے کچھ دے جس سے وہ اپنا گزر بسر کر سکیں۔ اور جب ان یتیموں کا باپ زندگی بھر اپنی کمائی اپنے باپ کو دیتا رہا اور جو بھی جائداد بنایا اپنے باپ ہی کے نام لکھوایا جب کہ وہ چاہتا تو اپنے نام بھی لکھوا سکتا تھا آج جس کے مالک اس کے لڑکے ہوتے مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ مشترکہ زندگی بسر کرنے کے باعث ساری جائداد اپنے باپ کے نام لکھوائی۔ اب جب کہ اس کے باپ کا انتقال ہو گیا تو دادا کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے یتیم پوتوں کو ایک دکان دیدے تاکہ وہ اس کی آمدنی سے اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتابۃ: محمد وقار علی احسان

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بیٹے کی موجودگی میں بھائیوں کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر بھائی زبردستی ہٹ پ لیں تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جائداد کے مالک ۱۹۵۰ء میں میرے والد بزرگ سید احمد صاحب تھے اور ان کی واحد اولاد میں صرف میں ہی ہوں سوائے میرے کوئی وارث نہیں میرے بھائی بہن کوئی نہیں ہیں میری عمر جب پانچ برس کی تھی اس وقت میرے والد نے اپنے بڑے بھائیوں (دو) کو لے کر اپنی جائداد کا قبضہ میرے نام ۱۹۵۳ء میں سید سالار صاحب میرے تایا کو سرپرست بنایا تھا سید سالار صاحب جبراً سید عباس صاحب کے فرزند سید محمود صاحب کو ۵۷ء میں سرپرست بنا دیا جب میں سن بلوغ کو پہنچا یعنی ۱۸ برس سے زیادہ عمر ہو گئی تھی اپنے تایا زاد بھائی سے مطالبہ بار بار کرتا رہا تاکہ منقولہ جائداد کا کھاتہ وغیرہ میرے نام پر کر دیں اور تمام دستاویزیں دیں مگر بار بار اصرار کرنے پر سید محمود صاحب نے کوئی بات نہ سنی اور ہر بار حیلہ حوالہ کرتے رہے ان کی نیت اللہ اعلم اس جائداد کا ایک حصہ اپنی بیوی اور داماد کے حوالے چھوڑ کر اس دارقانی سے کوچ کر گئے اور ان کے چھوٹے بھائی سید کریم صاحب، میری جائداد کا حصہ اپنے داماد کے حوالے کر کے وہ بھی فوت ہو گئے عرصہ دراز تک صبر و استقلال کے بعد نوبت یہاں تک پہنچی کہ کورٹ عدالت کو جانے پر مجبور ہوا کیوں کہ میرے تایا زاد بھائیوں نے میری جائداد پر غیر قانونی قبضہ کر لیا ہے۔ کیا اس صورت میں تایا زاد بھائی اس جائداد کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ جب کہ مستند سند میرے حق دار ہونے کی موجود ہے جو میرے والد صاحب رجسٹری کر دیا چکے ہیں اور وہی ضامن ہیں۔ مفتی صاحب قبلہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ اور عدالت کے لیے مفید ثابت ہو حق ہو صرف حق ہو جواب سے نوازیں۔

المستفتی: سید جلیل ابن سید احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب صورت مذکورہ میں پاپ ہی اس پوری جائداد کے مالک ہیں دوسرے کو بغیر آپ کی اجازت کے اس میں تصرف کا کوئی حق نہیں کہ بیٹے کی موجودگی میں بھائی کا شرعاً کوئی حصہ نہیں۔

لہذا جن لوگوں نے اس جائداد پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے وہ جلد از جلد اسے واپس کر دیں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے دوسرے کی جائداد کو غصب کرنا سخت حرام و گناہ ہے حدیث شریف میں ہے من اخذ من الارض شیئاً بغیر حقہ خسف اللہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۲)

اگر وہ اس جائداد کو واپس نہ کریں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا حق پہنچانے کی ممکن کوشش افہام و تفہیم کے ذریعہ کریں اگر اس میں ناکام ہوں تو غاصب سے قطع تعلق کر لیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَ اَمَّا یُنٰسِیْئُکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ** (پ ۶۲ سورہ انعام ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۶ ربیع النور ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید نے ایک بیوی دو بیٹے چار بیٹیاں اور چچا چھوڑا تو ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟ ترکہ جائداد ہو تو ورثہ کی رضا سے اس کی قیمت دی جاسکتی ہے؟ قیمت وقت تقسیم کی

معتبر ہوگی یا وقت موت کی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید مرحوم نے اپنی ایک غیر منقولہ جائداد بصورت مکان باقی چھوڑا مرحوم کے ورثہ میں ایک بیوی، دو بیٹے، چار لڑکیاں ایک چچا ہے زید مرحوم کی مذکورہ جائداد آبائی ہے اور بھائی کو حصہ شرعی پہنچ چکا ہے؟ اب زید مرحوم کی مذکورہ جائداد کی تقسیم کس طرح ہوگی اور اس کو کتنا ملے گا ورثہ کی باہمی رضامندی پر اس موروثی جائداد کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے کہ نہیں؟ اگر ورثہ باہم تقسیم نہ ہوئی تو جائداد کی قیمت وحیثیت اس وقت کی دیکھی جائے گی جب مرحوم نے انتقال فرمایا یا آج اس وقت کی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا؟ بینو اتو جروا۔

المستفتی: سید محمد مہدی میاں چشتی، بیت النور، درگاہ مصلیٰ اجیر القدس راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و انحصار ورثہ فی المذكورین زید کی غیر منقولہ جائداد کی تقسیم کے

لے کل چونٹھ حصے کیے جائیں گے۔ جن میں آٹھ حصہ بیوی کو، دونوں بیٹوں کو چودہ، چودہ اور چار بیٹیوں کو سات حصے سات دیے جائیں گے اور چچا کا کچھ حصہ نہیں وجہ یہ ہے کہ میت کے بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں چچا محروم ہوتا ہے ان حصوں کا نقشہ مندرجہ ذیل ہے:

$$\text{مسئلہ } ۸ \times ۸ = ۶۴$$

زید میت			
بیوی	دو بیٹے	۷	چار بیٹیاں
۱	۱۳	۵۶	چچا
۸	کس	کس	م

اگر ورثہ رضامند ہوں تو اس موروثی جائیداد کی قیمت بھی ان وارثوں کو دی جاسکتی ہے مگر واضح رہے کہ تقسیم ترکہ کے وقت مکان کی جو قیمت ہوگی اسی لحاظ سے ورثہ کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی وقت انتقال کی قیمت اور حیثیت کا اعتبار نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَّاتِ**، **فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاكَ فَرِثَهُ الشُّلُكُ**، **فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمَّهِ الشُّدُوسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ يُوصِي بِهَا أَوْ ذَيْنَہ** (پ ۴ سورہ نساء آیت ۱۱/۱۲) فادویٰ بزازیہ میں ہے **واما الشُّمن** **ففرض الزوجة والزوجات اذا كان للميت ولدا وولد الابن** (ج ۶ ص ۵) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مرحومہ عورت کے جوڑے کی رقم، مہر اور جہیز میں میکے والوں کا حق ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ چودہ ماہ پیش تر ہوا تھا علاقائی رسم و رواج کے مطابق ہندہ کے گھر والوں نے ایک لاکھ پچتر ہزار بطور جوڑے کی رقم زید کو ادا کی تھی۔ مزید برآں کچھ سامان، فرنیچر وغیرہ جہیز میں دیے گئے تھے ہندہ کا مہر مؤجل 45000/- روپے طے پایا تھا، دریں اثنا ہندہ کا اچانک کسی مہلک مرض میں انتقال ہو گیا، بعد انتقال ہندہ اس کے اہل خانہ یعنی میکے والے اس کی شادی میں دی گئی جوڑے کی رقم و دیگر اشیائے جہیز و مہر کا زید سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اشیاء مذکورہ میں ہندہ کے میکے والوں کا حق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟

مدلل جواب سے نواز کر ممنون فرمائیں۔ المستفتی: شیخ احسن عظیم، متوطن کریم نگر (اے۔ پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) ”جوڑے کی رقم“ کیا ہے یہ ہمیں معلوم نہیں کیوں کہ اس علاقے کے عرف میں ایسا کوئی لفظ نہیں بولا جاتا ہے اگر اس سے مراد وہ رقم ہے جوڑے کے والے فرمائش کر کے لڑکی والوں سے وصول کرتے ہیں اور اگر لڑکی والے وہ رقم نہ دیں تو پھر رشتہ کسی نہ کسی بہانے ختم کر دیا جاتا ہے۔ اس کو ہمارے یہاں کے عرف میں جبری جہیز اور ڈیمائڈ کی رقم کہا جاتا ہے اور شرعی نقطہ نظر سے یہ رشوت ہے جو حرام و گناہ ہے۔ ایسی رقم دینے والے، لینے والے دونوں جہنمی ہیں۔ اگر یہاں جوڑے کی رقم سے یہی مراد ہے تو زید اور اس کے گھر والوں پر فرض ہے کہ یہ پوری رقم بلاتا خیر ہندہ کے میکے والوں کو واپس کر دیں اور اس میں سے ایک پیسہ بھی نہ لیں کہ یہ رشوت ہے اور رشوت کا یہی حکم ہے کہ جس سے لیا ہے اس کو مکمل واپس کرے اور اگر جوڑے کی رقم سے اس کے سوا کچھ اور مراد ہے تو اسے صاف صاف لفظوں میں واضح طور پر لکھ کر دوبارہ حکم معلوم کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جہیز کے طور پر جو کچھ سامان برتن اور فرش وغیرہ ہندہ کو ملے اس کی مالک خاص ہندہ تھی یوں ہی ہندہ کو میکے سے جو کچھ زیورات اور نقد اور کپڑے وغیرہ ملے اس کی مالک ہندہ ہی تھی اور اب بعد وفات اس کے تمام مملوکہ اسباب زیورات و نقد وغیرہ کے حق دار اس کے جملہ وارثین ہیں سوال میں وارثین کی تفصیل نہیں بیان کی گئی ہے اس لیے تمام ورثہ کے حصے الگ الگ نہیں بتائے جاسکتے ہیں۔ اجمالی طور پر اتنا جان لینا چاہیے کہ اگر ہندہ لا ولد فوت ہوئی ہے تو اس کے شوہر زید کو اس کے ترکہ سے بعد تقدیم ما تقدم علی الارث نصف ملے گا اور بقیہ اس کے دوسرے وارثین میں تقسیم ہوگا اگر ہندہ کے والدین حیات ہوں تو اس کے ترکے کی تقسیم تخریج ذیل کے مطابق ہوگی۔

$$\text{مسئلہ } ۶ = ۳ \times ۲$$

ہندہ میت

زوج	اب	ام
۳	۲	۱

یعنی بعد تقدیم ما تقدم علی الارث بر تقدیر مذکور ہندہ کے شوہر کو اس کے ترکے سے نصف ملے گا پھر جو باقی بچا اس میں سے دو حصے ہندہ کے والد کو اور ایک حصہ اس کی والدہ کو ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) سسرال سے ہندہ کو جو زیورات ملے اگر وہاں کے عرف میں عورتوں کو مالک بنا دیا جاتا ہو یا زید اور اس کے گھر والوں نے ہندہ کو مالک بنا دیا تو یہ زیورات بھی ہندہ کے ترکے میں شامل ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو جن زیورات کا سسرال والوں نے اسے مالک بنا دیا ہو وہ اس کا ترکہ ہیں اور بقیہ سارے زیورات سسرال والوں کی ملک ہیں اس تقدیر پر ایسے زیورات میں ہندہ کے ماں باپ کا کوئی حق نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام احمد رضا

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایک بیوی ۲ بیٹے ۴ بیٹیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں چھوڑا پھر بیوی بھی انہیں چھوڑ کر مر گئی اس کے بعد ایک لڑکا ایک لڑکی پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں کو چھوڑ کر فوت ہوا **مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مسئلہ ذیل میں کہ

زید کا انتقال ہو گیا اس نے ایک بیوی دو بیٹے چار بیٹیاں اور چند پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑا اس کے بعد اس کی بیوی کا بھی انتقال ہو گیا اس نے بھی مذکورہ وارثین کو چھوڑا پھر کچھ دنوں کے بعد زید کے ایک بیٹے (خالد) کا انتقال ہو گیا جس نے ایک لڑکا ایک لڑکی اور چند پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑا۔ صورت مسئلہ میں زید اور اس کی بیوی اور بیٹے کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا اور کس کس کو ملے گا نیز یہ واضح فرمائیں کہ اگر کوئی وارث اپنا حصہ معاف کرنا چاہے یا کسی کو دینا چاہے تو کیا صورت ہوگی؟ مفصل بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: نیاز احمد نظامی

مقام و پوسٹ لوکی لالہ کبیر نگر، مقیم حال مسجد رحمت مدینہ پیرانی پاڑہ بھونڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعد تقسیم ما تقدم علی الارث وانحصار ورثتی المذكورین زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے کل ۱۹۲ حصے کیے جائیں گے اور ہر وارث کو اسی کے بقدر حصہ ملے گا جو الاحیاء کے تحت اس کے نام کے نیچے درج ہے صورت مسئلہ یہ ہے۔

$$\text{مسئلہ } 192 = 3 \times 64 \times 8 \times 8$$

زید میت								
بیوی	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	پوتے پوتیاں	نواسے نواسیاں
رحیمہ	خالد	راشد	رضوانہ	شائستہ	عمرانہ	نسرین	م	م
$\frac{1}{8}$	$\frac{13}{22}$	$\frac{13}{22}$	$\frac{1}{21}$	$\frac{1}{21}$	$\frac{1}{21}$	$\frac{1}{21}$		
مسئلہ ۸ متائل ۸ / مف								
رحمیت								
ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	پوتے پوتیاں	نواسے نواسیاں	
خالد	راشد	شائستہ	رضوانہ	عمرانہ	نسرین	م	م	
۲	۲	۱	۱	۱	۱			
		$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$			

صفحہ ۱۶

سپاين

مسئلہ ۳

خالد مہ

ابن بنت	پوتے پوتیاں	نواسے نواسیاں
حامد	زینب	م
۲	۱	
۳۲	۱۶	

۱۹۲

ء

الاحیاء

راشد	شائستہ	عمرانہ	نسرین	رضوانہ	حامد	زینب
۲۸	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۳۲	۱۶

اگر کوئی وارث اپنا حصہ معاف کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اپنا حصہ لے کر جس کو دینا چاہیے ہمہ کامل کر دے اور جو مال قابل تقسیم ہو اسے منقسم کر کے قبضہ دلا دے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۶۵ پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد ابو بکر مصباحی

۲۶ ربیع النور ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ہندہ نے شوہر دو بیٹے ایک بیٹی چھوڑا پھر شوہر کا انتقال ہوا اس نے تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑا تو ایک بیوی کے ترکہ سے دوسری بیوی کے لڑکوں کو ملے گا یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں

زید نے اپنی شادی سے قبل اپنی بھانجی سے نکاح کیا اسی دن زید کی بارات گئی اور دوسری شادی ہو گئی غور طلب یہ ہے کہ پہلی بیوی (ہندہ) کو مہر میں روپیہ دیا اور دوسری (زینب) کو روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ساری جائیداد ۱۹۲۸ء کو مہر کے عوض لکھ دیا، پہلی عورت (ہندہ) سے ایک بچہ دوسری (زینب) سے دو بچے ہیں ۱۹۳۰ء میں دوسری عورت زینب کا انتقال ہو گیا اس وقت زید زندہ تھے اس کے ترکہ میں شوہر زید کا کتنا حق ہوتا ہے۔ زید کا انتقال ۳ دسمبر ۱۹۹۱ء کو ہوا اس وقت زید اولی (ہندہ) سے ایک لڑکا (راشد) اور زوجہ ثانیہ (زینب) سے دو لڑکا (خالد و محمود) ایک لڑکی (رضیہ) کل ملا کر چار ہوئے اس میں کس کا کتنا حق بن رہا ہے۔ اور جائیداد دونوں بچوں کے نام ہو گئی پھر جب ۱۹۹۱ء میں چکیندی ہوئی تو گاؤں کے دو بنگ لوگوں نے

پہلی بیوی کے لڑکے کو شامل کر کے جائیداد کا تہائی حصہ بنواد یا ایسی شکل میں کیا از روئے شرع پہلی والی بیوی کے لڑکے کا حق بنتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: سید شمیم احمد مقام درگاہ شریف التفات منج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر واقعی زید نے اپنی پوری جائیداد اپنی دوسری بیوی زینب کے نام مہر کے عوض لکھ دیا تو وہ زینب کی ملک ہوگئی لہذا زینب کے انتقال کے بعد بعد تقدیم ماتقدم علی الارث و انحصار ورثہ فی المذکورین زینب کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے کل ۱۳۰ حصے کیے جائیں گے اور ہر فریق کو اسی قدر حصے ملیں گے جتنے الاحیاء میں اس کے نام کے نیچے درج ہیں۔

ہندہ میت..... مسئلہ ۵×۳=۲۰×۷=۱۴۰

زوج	ابن	ابن	بنت
زید	خالد	محمود	رضیہ
۱	۶	۶	۳
۵	۳۲	۳۲	۲۱

زید میت مسئلہ ۷..... مف ۵

ابن	ابن	ابن	بنت
راشد	خالد	محمود	رضیہ
۲	۲	۲	۱
۱۰	۱۰	۱۰	۵

الاحیاء..... المبلغ ۱۳۰

راشد	خالد	محمود	رضیہ
۱۰	۵۲	۵۲	۲۶

دوسری بیوی کے ترکہ میں پہلی بیوی کے لڑکے راشد کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ اس کے ساتھ اس کی کوئی ایسی قرابت نہیں پائی جاتی اس لیے اس کے ترکہ میں راشد کا کوئی حق نہیں ہے گاؤں والوں نے دوسری بیوی کی جائیداد میں تہائی حصہ اس کا بھی لکھوایا یہ غصب ہے اور سخت حرام و گناہ، راشد پر فرض ہے کہ فوراً وہ ۱/۳ جائیداد اپنے سوتیلے بھائیوں اور بہن کو واپس کرے اور گاؤں والوں پر فرض ہے کہ واپس دلائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید کا انتقال ہو اس نے ایک بیوی اور دو لڑکوں کو چھوڑا پھر بیوی کا انتقال ہو اس نے آٹھ لڑکیوں اور ۲ لڑکوں کو چھوڑا تو تقسیم تر کہ کیسے ہو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ

حاجی حیات محمد سیٹھ کی بیوی ہندہ ان کی حیات میں انتقال کر گئی جس سے ایک لڑکی (جمیلہ) ہے، پھر انہوں نے دوسری شادی کی، دوسری بیوی زینب سے آٹھ لڑکیاں (فاطمہ، خاتون بی، ہاجرہ، زاہدہ، شاہدہ، رخسانہ، حمیدہ، عابدہ) اور دو لڑکے (محمد زماں، ابوبکر) ہیں، حیات محمد سیٹھ کے انتقال کے وقت ان کی دوسری بیوی، نو لڑکیاں اور دو لڑکے موجود تھے۔ پھر دوسری بیوی کا بھی انتقال ہو گیا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا ورثہ کو حیات محمد سیٹھ اور ان کی دوسری بیوی زینب کے تر کے سے کتنے کتنے حصے ملیں گے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: (۱) اب دونوں لڑکے بہنوں کو حصہ نہیں دینا چاہتے ہیں بلکہ مرحومین کی چھوڑی ہوئی جائداد بیچنا چاہتے ہیں، تو کیا ایسی صورت میں حصہ لینے کے لیے قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے، اور اپنا حق حاصل کرنے کے لیے قانونی کوشش کرنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟

(۲) دونوں لڑکوں کی اس کوشش اور عمل میں (جائداد فروخت کر کے ہڑپ لینے اور بہنوں کو حصہ نہ دینے) جو لوگ ان کے معاون اور شریک ہیں ان پر اور لڑکوں پر کوئی شرعی گرفت ہوگی یا نہیں؟ بیوقوفوں کو جواب۔

المستفتیہ: خاتون بی بنت حیات محمد ودیگر بنات حیات محمد

۸۲۵/اختر منزل غیبی پیر روڈ، بمبئی، تھانہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث حیات محمد کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے کل ۱۲۴۸ ہے

کیے جائیں گے اور ہر ایک کو اتنا حصہ ملے گا جو الایاء کے تحت درج ہے۔

حیات محمد میت مسئلہ ۱۲۴۸ = ۱۲ × ۱۰۴ = ۱۳ × ۸

زوجہ	زینب	جمیلہ	فاطمہ	خاتون بی	ہاجرہ	زاہدہ	شاہدہ	رخسانہ	حمیدہ	عابدہ	محمد زماں	ابوبکر
۱	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۱۳	۱۳
۱۳	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۸۴	۱۶۸	۱۶۸

زینب میت مسئلہ ۱۲..... تہا بن..... صف ۱۳

بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ	بنٹ
فاطمہ	خاتون بی	ہاجرہ	زاہدہ	شاہدہ	رخسانہ	حمیدہ	عابدہ	محمد زماں	ابوبکر
$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{1}{13}$	$\frac{2}{26}$	$\frac{2}{26}$

الاحیاء..... السیاق ۱۲۳۸

جیلہ	فاطمہ	خاتون بی	ہاجرہ	زاہدہ	شاہدہ	رخسانہ	حمیدہ	عابدہ	محمد زماں	ابوبکر
۸۴	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳

جیلہ زینب کے ترکے سے کچھ نہیں پائے گی کہ وہ زینب کی اپنی لڑکی نہیں ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے "اما الثمن ففرض الزوجة او الزوجات اذا كان للميت ولدا او ولدا بن" (ج ۶ ص ۳۵۰) پھر اسی میں ہے "اذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فيكون للابن مثل حظ الانثيين كذا في التبیین" (ج ۶ ص ۳۳۸) قرآن پاک میں ہے "يُؤْتِيكُمُ اللَّهُ فِیْ اَوْلَادِكُمْ" (سورہ نساء آیت ۱۱) اور حیات محمد کی لڑکیاں ہر جائز قانونی چارہ جوئی سے اپنا مال حاصل کر سکتی ہیں لہذا حیات محمد کے دونوں لڑکے (محمد زماں، ابوبکر) پر فرض ہے کہ اپنی بہنوں کو ان کا پورا پورا حق دیں، اگر نہیں دیں گے تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار غضب جبار ہوں گے، اور جو ان دونوں کا ساتھ دیتے ہیں ان کی سزا بھی انہیں کی طرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد صابر حسین فیضی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۶ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دو امی اجارے کی جائداد میں وراثت جاری ہوتی ہے؟ زید نے بیوی چھوڑا پھر

بیوی نے ایک بہن بھتیجی اور بھانجے چھوڑ کر انتقال کیا تو؟ اجارہ کی زمین کے منتقلی نامہ کا معاوضہ لینا کیسا ہے؟

(مسئلہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت ان مسائل میں کہ

ایک بیوہ خاتون مسات حسینہ بیگم زوجہ مرحوم قدرت اللہ قریشی ایک مسجد ٹرسٹ کی عمارت میں تقریباً پچاس سال سے بہ حیثیت ماہانہ کرایہ دار تھے۔ فی الحال حسینہ بیگم کا بھی انتقال ہو گیا ہے اور مرحومہ کے رشتہ

داروں کے مطابق مرحومین نے تقریباً پچاس سال قبل سات سو روپے پگڑی پر کسی اور سابق کرایہ دار سے خریدا تھا۔ عمارت کی ملکیت مسجد ٹرسٹ کی ہے نہ کہ مرحومین کی ذاتی ملکیت ہے۔

(۱) مرحومہ کے انتقال کے بعد کمرہ پر کس کا حق ہوگا؟ مرحومہ کے رشتہ داروں کے مطابق مرحومہ کے شوہر مرحوم قدرت اللہ کا کوئی بھی رشتہ دار نہیں ہے۔ مرحومہ کی ایک حقیقی بہن اور کچھ بھانجے، بھتیجے، بھانجیاں اور بھتیجیاں ہیں۔

(۲) متولیان مسجد کا دعویٰ ہے، چونکہ مرحومین لا ولد تھے اور کمرہ ان کی ذاتی ملکیت نہیں ہے، مسجد ٹرسٹ کی ملکیت ہے، لہذا کمرہ پر مسجد کا حق ہونا چاہئے گوکہ مسجد ٹرسٹ کے کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے کرایہ کا بل (بھاڑہ چٹھی) مرحومہ کے نام پر ہے۔

(۳) جب کوئی کرایہ دار کمرہ یا دکان وغیرہ فروخت کرنا چاہے تو طے شدہ رقم یعنی بیچنے والے نے جو رقم پگڑی لی ہے اس رقم کی مقرر کردہ فیصد مالک مکان کو ملتا ہے۔

لہذا کیا یہ کمرہ مسجد کو ملے گا یا مرحومہ کے رشتہ داروں کو اور مسجد ٹرسٹ کو صرف تبدیلی نامہ یعنی نئے کرایہ دار کا بل بنانے پر کمرہ کی موجود قیمت کا فیصد ملے گا؟ یا نصف رقم مسجد ٹرسٹ کو اور نصف مرحومہ کے رشتہ داروں کو؟
المستفتی: متولیان مسجد، ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر سابق کرایہ دار نے مسجد ٹرسٹ سے اس کمرہ کو پگڑی کے طور پر حاصل کیا تھا تو یہ کمرہ اس کے پاس دوامی اجارے پر تھا، پھر جب اس نے پگڑی لے کر قدرت اللہ کو وہ کمرہ دے دیا تو وہ اس کے دوامی اجارے میں آ گیا، جس میں وراثت جاری ہوتی ہے، لہذا قدرت اللہ کی وفات کے بعد اس کے ترکہ (کمرہ) میں میراث کا قانون جاری ہوگا، چونکہ اس کے انتقال کے وقت صرف اس کی زوجہ حسینہ بیگم ہی حیات تھی، اس لئے پورا حق ارث زوجہ کے حصے میں آئے گا۔ اس میں سے چوتھائی حصہ اسے بطور فرضیت ملے گا اور بقیہ بیت المال کے عدم انتظام کے سبب رد علیٰ احد الزوجین کے طور پر اسی کو ملے گا۔ درمختار میں ہے:

فللزوجات حالتان الربیع بلا ولد والتمن مع الولد۔ (مس ۷۷۰، ج ۶)
نیز اسی میں اشباہ کے حوالے سے ہے:

وفي الاشباہ انه یرد علیہما فی زماننا لفساد بیت المال۔ اھ
اس کے تحت رد المحتار میں ہے:

ما فضل عن فرض احد الزوجین یرد علیہ وقال فی المستصفی والفتویٰ الیوم

بالرد علی الزوجین وهو قول المتأخرین من علماءنا وقال الحدادی الفتوی الیومہ بالرد علی الزوجین وقال المحقق احمد بن یحیی بن سعد التفتازانی افقی کثیر من المشائخ بالرد علیہما اذا لم یکن من الاقارب۔ (ص ۷۸۸، ج ۶)

جب حسینہ بیگم کا بھی انتقال ہو گیا اور اس کے رشتہ داروں میں ایک حقیقی بہن، کچھ بھتیجے، بھانجے، بھانجیاں اور بھتیجیاں ہیں تو یہ کمرہ بہن اور بھتیجیوں کو ملے گا، بہن بطور فرضیت نصف کمرہ کی حقدار ہے اور بھتیجے بطور تعصیب بقیہ نصف کے مستحق ہیں۔ بھانجے بھانجیاں اور بھتیجیوں کو کچھ نہ ملے گا، کیوں کہ یہ سب ذوی الارحام کے زمرے میں آتے ہیں اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہو جاتے ہیں، لہذا یہ سب محروم رہیں گے۔ حاصل یہ کہ اس صورت میں یہ کمرہ مسجد ٹرسٹ کو نہ ملے گا، بلکہ حسینہ بیگم کی بہن اور اس کے بھتیجیوں کو ملے گا، اگرچہ ملکیت مسجد ٹرسٹ ہی کی ہے۔

رہا منتقلی نامہ کا معاوضہ تو یہ رقم رشوت معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ یہ نہ تو کرایہ ہے اور نہ پگڑی، لہذا یہ رقم لینا دینا حرام و گناہ ہے۔ ترمذی شریف میں ہے:

عن عبد اللہ ابن عمرو وقال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرثشی۔ (ج ۱، ص ۲۳۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔

البتہ اس کی اباحت کے لئے چند حیلے ہیں، جو یہ ہیں:

(۱) اپنی کوئی معمولی سی چیز مثلاً سوئی دوسرے کرایہ دار کے ہاتھ فروخت کر دے اور اس کا دام اتنا ہی چلے کرے، جتنا اس سے لینا چاہے یا کچھ کم پیش۔

(۲) منتقلی کی جو تحریر مرتب کی جاتی ہے اسے یہ کہہ کر بیچ دے کہ میں نے یہ منتقلی نامہ تیرے ہاتھ اتنے روپے کے بدلے میں بیچا اور کرایہ دار اسے قبول کر لے۔

(۳) کرایہ دار یہ کہہ دے کہ میں نے تم کو اتنے گھنٹے کے لئے اتنے روپے میں اجیر کیا، تم اس وقت میں میرے لئے اپنے دستخط سے منتقلی نامہ تیار کر دو یا کرادو اور مالک اسے منظور کر لے۔ (پگڑی کے مسائل، ص ۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی
۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

گم شدہ کے مال میں وراثت جاری ہوگی؟ نواسہ نواسی میراث کے حقدار ہیں؟

بیوہ دوسرا نکاح کر لے تو مرحوم شوہر کی جائداد سے حصہ پائے گی

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

(۱) گم شدہ انسان کے مال میں میراث جاری ہوگی یا نہیں؟

(۲) نواسہ نواسی نانا کی میراث کے مستحق ہوتے ہیں یا نہیں؟

(۳) بیوہ اگر دوسرا نکاح کرے تو کیا مرحوم شوہر کی جائداد سے حصہ پائے گی یا نہیں؟

المستفتی: نور محمد خاں مائل رضوی، چورورا جستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اس کا حکم فتاویٰ امجدیہ میں یوں ہے: جو شخص ایسا غائب ہو کہ اس کا پتہ نہ چلے اسے

مفقود کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا مال اس وقت تک محفوظ رکھا جائے جب تک اس کی موت کا علم نہ ہو یا یہ کہ قاضی اس کی موت کا حکم دے دے اور قاضی موت کا حکم کب دے گا اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر امام ابن ہمام نے جس قول کو اختیار فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عمر ستر سال کی ہو جائے رد المختار میں فتح القدر سے ہے و اختار ابن ہمام سبعین لقوله عليه الصلوة والسلام اعمار امتي ما بين الستين الى السبعين فكانت المنتهى غالباً لهذا اگر ثابت ہو کہ ستر سال کی عمر ہو چکی ہے تو حکم موت دیا جاسکتا ہے مگر یہ کام قاضی کا ہے اور یہاں ہندوستان میں قاضی نہیں یہ کام شہر کا سب سے بڑا عالم کر سکتا ہے کہ وہ ایسی صورت میں قاضی سے قائم مقام ہو سکتا ہے اس کے پاس معاملہ کو پیش کیا جائے وہ موت کا حکم دے دے تو جو کچھ مال ہے وہ وارثوں میں حسب شرائط فرائض برابر تقسیم کر دیا جائے (ج ۳ ص ۳۸۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نواسہ نواسی نانا کی میراث سے مطلقاً مستحق نہیں ہوتے بلکہ اس وقت ہوتے ہیں جب کہ

اصحاب فرائض میں سے وہ لوگ موجود نہ ہوں جن پر مال دوبارہ رد کیا جاسکتا ہو اور عصبہ بھی نہ ہوں۔

ایسا ہی بہار شریعت ج ۲۰ ص ۲۸ پر ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے "وانما يرث ذوالارحام اذا لم يكن احد من اصحاب الفرائض

من يرث عليه ولم يكن عصبه" (ج ۶ ص ۳۵۹) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بیوہ اگر دوسرا نکاح کرے تو وہ مرحوم شوہر کی جائداد سے حصہ پائے گی کیوں کہ عقد ثانی سے

میراث کا استحقاق ختم نہیں ہوتا ہے۔

حضور حافظ ملت محدث مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں کہ عقد ثانی سے میراث کا استحقاق نہیں جاتا ہے شوہری حق باقی رہے گا اور زید کی زوجہ زید کی میراث کی مستحق ہے (ماہنامہ شرفیہ ۲۰۰۵ ص ۸ اگست) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد محسن چشتی مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی
۶ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

میت نے ایک بیوی ایک بیٹی ایک بہن دو بھائی چھوڑے تو ترکہ کیسے بٹے گا؟

مسئلہ زید کا انتقال چند ماہ قبل ہو گیا۔ اس نے ایک بیوی ایک بیٹی۔ ایک بہن اور دو بھائی چھوڑا باقی بھائی بہن زید کی موجودگی میں انتقال کر گئے تھے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جائیداد کی تقسیم آپس میں کس طرح ہوگی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمایا جائے؟

المستفتی: مولانا عبدالعلی فریدی، حاجی پور، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا ترکہ چالیس سهام پر تقسیم کر کے ۵ سهام اس کی بیوی کو ۲۰ سهام اس کی بیٹی کو ۳ سهام اس کی بہن کو اور ۶، ۶ سهام اس کے ہر بھائی کو دئے جائیں۔

نقشہ تخریج یوں ہے۔

مسئلہ ۸×۵=۴۰

زید میت

زوجہ بنت	ارخ	ارخ	ارخ	ارخ	ارخ
۵	۲۰	۶	۶	۶	۳

فتاویٰ ہندیہ میں ہے "واما النصف ففرض بنت الصلب — واما الثمن ففرض الزوجة أو الزوجات اذا كان للمیت ولدا وولدا بن ملخصاً (ج ۶ ص ۴۵۰) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد محسن مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی
۱۵ رذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

مرتد باپ کا انتقال ہو تو مسلمان لڑکا وارث ہوگا یا نہیں؟

کیا والدین اپنی زندگی میں مال تقسیم کر کے رجسٹری کروا سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) مرتد باپ کا انتقال ہو گیا تو زید جو اس کا بیٹا ہے باپ کے مال سے حصہ پانے کا حقدار ہے یا نہیں؟

(۲) کیا والدین اپنی زندگی میں اپنی اولاد کے لئے مال تقسیم کر کے رجسٹری کروا سکتے ہیں؟

المستفتی: نور محمد مائل رضوی چورورا جستان

الجواب زید کے باپ کا وہ مال جو زمانہ ارتداد سے پہلے کا ہے بلاشبہ اس میں حصہ پانے کا حقدار

ہے بشرطیکہ زید کے ساتھ کوئی امر موانع ارث میں سے نہ ہو اور وہ مال جو مرتد ہونے کے بعد کا ہے اس کے مستحق فقراء و مساکین ہیں۔

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”جتنا مال محرم علی

کے زمانہ اسلام کا کمایا ہوا ہے اس کے وارث بھی یہی بھائی بہن ہیں:

فان کسب المرتد فی الاسلام لورثته المسلمین کما نص علیہ الدور وغیرھا

عامۃ الکتب اور جتنا مال زمانہ کفر کا کمایا ہوا ہے وہ حق فقراء و مساکین ہے“ ۱۰ھ

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۳۴۰ باب الفرائض)

قلوی ہندیہ میں ہے: المرتد اذا قتل او مات اولحق بدار الحرب فما اکتسبه فی حال

اسلامه هو میراث لورثته المسلمین۔ اماما اکتسب فی حالة الردۃ یکون فیأویوضع فی

بیت المال۔ ۱۰ھ (ج ۶ ص ۵۵۵ باب المیراث) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں والدین اپنی زندگی میں اپنی اولاد کے درمیان مال تقسیم کر کے رجسٹری کروا سکتے ہیں۔ اس

لئے کہ قابل قسمت مال تقسیم کر کے رجسٹری کر دینا بہہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”نام لکھا دینا بہہ ہے“ (ج ۸ ص ۵۴)

اور اپنی اولاد کے لئے بہہ جائز ہے۔ جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں یہ صراحت موجود ہے کہ اگر کسی نے

اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو اپنا پورا مال بہہ کر دیا تو یہ بہہ جائز ہے اگرچہ وہ ایسا کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

لیکن بہہ تمام ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی زندگی ہی میں قبضہ بھی دلادے۔

در مختار میں ہے ولو وهب في صحته كل المال للولد جازوا ثم اء

(ج ۸ ص ۵۰۲ کتاب الہبہ)

نیز اسی میں ہے وتتم الہبۃ بالقبض الكامل اس کے تحت رد المختار میں ہے فی شرط

القبض قبل الموت ولو كانت في مرض الموت اء (ج ۸ ص ۲۹۳)

البتہ اگر زندگی میں مال تقسیم کرے تو بیٹا اور بیٹی دونوں کو برابر برابر دے یہی بہتر ہے رد المختار میں ہے

وعليه الفتوى اى على قول ابى يوسف من ان التنصيف بين الذكر والا نهى افضل من

التفليط الذى هو قول محمد اء (ج ۸ ص ۵۰۲) اور یہ بھی جائز ہے کہ جتنا لڑکے کو دیا ہے اس کا آدھا

لڑکی کو دے جیسا کہ قانون میراث یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالرحیم فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۵/شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی، برکاتی



کِتَابُ الشَّتِي

متفرقات کا بیان

فاقتلو المشركين حيث وجدتموهم کیا آیت پوری دنیا کے کفار کو عام ہے؟

مسئلہ حربی کافر کے بارے میں قرآن میں آیا ہے ”جہاں پاؤ مارو اور انہیں پکڑو اور قید کرو“ اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت میں تحریر فرماتے ہیں ”ہندوستان کے کافر حربی ہیں۔ تو اب اگر کسی نے ہندوستان کے کسی کافر کو بلا قصور قتل کر دیا تو اب رب تبارک و تعالیٰ کے یہاں اس کا مواخذہ ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو پھر حربی کافر کا کیا حکم ہے؟ عندالشرع تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔“

المستفتی: محمد معصوم ارشد رشیدی، تاراماڑی، پوسٹ آسجہ موبیہ ضلع پورنیہ، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن پاک میں جو ارشاد ہے ”فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ“ مشرکوں کو قتل کرو جہاں تم پاؤ۔ (پ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۵) یہ حکم مشرکین عرب کے ساتھ خاص ہے۔

امام حجت الاسلام ابو بکر احمد بن علی رازی جصاص ”احکام القرآن“ میں تحریر فرماتے ہیں ”وذلك عموم في سائر المشركين فخصصنا منه من لم يكن من مشركي العرب بالاية وصار قوله تعالى فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ خاصا في مشركي العرب دون غيرهم“ یعنی وہ عموم تمام مشرکین کو شامل ہے تو ہم نے ان میں سے ان لوگوں کو خاص کیا جو مشرکین عرب سے نہیں ہے اس آیت کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”مشرکین کو قتل کرو جہاں تم پاؤ، عرب کے مشرکین کے ساتھ خاص ہو گیا ان کے علاوہ کے لئے نہیں۔“ (ج ۳ ص ۸۱)

بعض نازک ترین حالات میں ہماری متمدن حکومتیں بھی اعلان کر دیتی ہیں کہ ”فسادیوں کو دیکھتے ہی گولی مار دو“ اس سے زیادہ نازک اور خطرناک حالات میں قرآن میں یہ اجازت مسلمانوں کو دی اب کسی بھی ملک میں مسلمان کو یہ اجازت نہیں کیونکہ وہ جس ملک میں رہتا ہے وہاں کے دستور کا پابند عہد ہوتا ہے اور دستور

میں تمام شہریوں کی جان و مال کا تحفظ بھی ہے قرآن پاک فرماتا ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ" اے ایمان والو اپنے عہد پورا کرو: اس لئے یہاں کے ہر شہری پر بالخصوص مسلمان پر ہر شہری کی جان مال دین عقل نسب کا تحفظ ضروری ہے اور بد عہدی حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: محمد محسن مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ جمادی الاخر ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا درخت رات کو سو جاتے ہیں اور پھل پھول نہیں توڑنا چاہئے؟ رمضان میں مرنے والے سے سوالات قبر نہیں ہوتے اگر نہیں تو انہیں حضور کا دیدار ہوتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں کہ

- (۱) عوام میں مشہور ہے کہ رات میں درخت سو جاتے ہیں۔ پھل یا پھول نہیں توڑنا چاہیے؟
 - (۲) منقول ہے کہ رمضان شریف میں انتقال ہونے والے مسلمان سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے تو کیا انہیں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو اس کی کیا صورت ہے؟
- المستفتی: محمد بخش قادری، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ بے اصل بات ہے جو عوام کے غلط ادہام و خیالات سے ہے، درخت سوتے جاتے نہیں بلکہ وہ اپنے حال پر تسبیح پڑھتے اور سجدہ ریز رہتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ "وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ" اور بڑے اور درخت سجدہ کرتے ہیں (پ ۲ رکوع ۱۱) نیز ارشاد باری ہے "إِنَّ مِّنْ شَيْءٍ مَّا لَا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ"

(پ ۱۵، ع ۴ ت ۴۳)

یہی وجہ ہے کہ قبرستان سے ہری گھاس اور پودے اکھاڑنا ممنوع ہے کہ ان کی تسبیح سے مردہ کو انس حاصل ہوتا ہے۔ رد المحتار میں ہے "سکرہ قطع العبات الرطب من المقبرة دون المابس" (ج ۲ ص ۴۷۱) لہذا عوام میں جو مشہور ہے کہ رات میں درخت وغیرہ سو جاتے ہیں یہ بے اصل و بے بنیاد ہے۔ اور پھل، پھول وغیرہ کا توڑنا شرعی نقطہ نظر سے مطلق جائز ہے خواہ دن ہو یا رات۔

(۲) حدیث پاک سے تو یہی ثابت ہے کہ جو مسلمان شب جمعہ یا روز جمعہ یا رمضان مبارک کے کسی دن رات میں مرے گا وہ سوال نکیرین و عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

رہا یہ کہ ان اوقات میں دفن ہونے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا یا نہیں۔ اس کی

صراحت میری نگاہ سے نہ گزری بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دیدار نہ ہوگا۔ کہ دیدار تو بوجہ سوال ہوتا ہے۔
بگر اللہ عزوجل کی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ اپنے نیک بندوں کو بغیر سوال ہی کے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا
دیدار کرادے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: بخش الدین احمد علی

الجواب صحیح نہ محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۳/ ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وارثین انبیاء کون سے علماء ہیں؟ کیا خوارق عادات و وسیل ولایت ہیں؟

مسئلہ ہوا میں پرواز کرنا، یانی پر چلنا، طویل راستے تھوڑے وقت میں طے کر لینا، آگ ہاتھ میں رکھ لینا، اور اسے کھا جانا وغیرہ ولایت کی دلیل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ولی کے لمحات زندگی اللہ کے رسول کے نمونہ عمل سے سرفراز نہ ہوں، اور ولی کی زندگی کا ہر شعبہ سرتاج انبیاء کا طریقہ اور قیام ہونا چاہیے۔ انہیں لوگوں کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے: "ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، کیا علمائے کرام کے لیے مذکورہ تمام نشانیوں موجود ہونا لازمی ہے یا نہیں، صرف علم دین حاصل کر لینے کے بعد لمبی چوڑی تقریر کر لینے والے کو ہی عالم مان لینا درست ہے یا نہیں، یا علم دین حاصل کرنے کے بعد احکام خداوندی اور شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مستغرق رہنے والے ہی عالم ہونے کے مستحق ہیں، عفو و کرم، صدق و صفا، صبر و رضا، مروّت و محبت، تواضع و انکساری، علم و حیا، اور خوش روئی اور ظن ساری، عمل و تقویٰ و اخلاص اور خوف الہی جن عالموں کے سینے سے نکل چکے ہوں ان کو عالم دین کہنا ان علمائے کرام کی توہین ہوگی یا نہیں جو مذکورہ تمامی اوصاف کے مالک ہیں، تشریح بخش جواب سے نوازیں نوازش ہوگی؟

المستفتی: نذیر عالم کیراف محمد شکیل بیٹری دوکان مقام پوسٹ کر جاوا یہ گدہا مظفر پور، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجواب العلماء ورثة الانبياء، سے مراد سنی صحیح العقیدہ علماء ہیں، جو حقیقت میں علم والے ہیں اپنے علم پر جو عمل بھی کرتے ہیں، حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عالم دین سے مراد وہ شخص ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد فرائض و سنن مؤکدہ ضروری عبادتیں کرتا ہو یعنی بے عمل نہ ہو "احمد المعتمدات اردو، ج ۱ ص ۳۹۵) اور تفسیر خازن میں ہے "من لحد بخش اللہ فلینس بعالم" یعنی جسے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت حاصل نہ ہو وہ عالم نہیں، ۱۷ھ پھر اس میں امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "انما العالم من خشى الله عزوجل" یعنی عالم وہ ہے جسے خدائے تعالیٰ کا خوف اور اس کی

خیت حاصل ہو، اہل مخلصا (ج ۳ ص ۴۵۶)

ہوا میں پرواز کرنا، پانی پر چلنا، آگ میں ہاتھ ڈالنا، اسے کھا جانا اور اس طرح کے عجائبات کا اظہار دلیل ولایت نہیں کہ یہ سحر و شعبہ بھی ہو سکتے ہیں، ولایت کے لیے کامل اتہان شریعت ضروری ہے، خود قرآن حکیم نے اولیاء کی تعریف یہ فرمائی "الذین آمنوا وکأنوا یتفقون" (سورہ یونس آیت ۶۳)

الفتوحات المکیة لابن عربی میں ہے "اعلم ایدک اللہ ان الکرامة من الحق من اسمہ الہی فلا تكون الا للابرار وہی حسیة و معنویة، فالعامة ما تعرف الا الحسیة مثل الکلام علی الخاطر والاخبار المغیبات الماضیة والمشی علی الماء واختراق الہوا و طی الارض والاحتجاب عن الابصار، والمعنویة لا يعرفها الا الخواص وهی ان تحفظ علیہ آداب الشریعة ویوفق لا تیان مکارم الاخلاق واجتناب سفاسفها والمحافظة علی اداء الواجبات مطلقاً فی اوقاتها فهذه کرامات لا یدخلها مکر ولا استدراج والکرامات التي ذکرنا ان العامة تعرفها فکلها ممکن ان یدخلها المکر الخفی ثم لا بد ان تكون نتیجة عن استقامة او تنتج استقامة والا فلیست بکرامة والمعنویة لا یدخلها شیء مما ذکرنا فان العلم یصحها وقوة العلم وشرفه تعطیک ان المکر لا یدخلها فان الحدود الشرعیة لا تنصب حبالہ للمکر الا لہی فانها عین الطریق والضحة الی نیل السعادة لان العلم هو المطلوب و به نفع المنفعة ولولم یعمل به فانه لا یتوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون والعلماء هم الامثون من التلبیس" (باختصار،

یعنی یقین جان اللہ تیری مدد کرے کہ کرامت حق سبحانہ کے نام پر یعنی محسن کی بارگاہ سے آتی ہے تو اسے صرف ابرار نیکوکار ہی پاتے ہیں اور وہ دو قسم ہے۔ محسوس ظاہری، ومعقول معنوی، عوام صرف کرامات محسوسہ کو جانتے ہیں، جیسے کسی کو دل کی بات بتا دینا، گذشتہ موجودہ و آئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، صدمہ منزل زمین ایک قدم میں طے کرنا، آنکھوں سے چھپ جانا کہ سامنے موجود ہوں اور کسی کو نظر نہ آئیں، اور کرامات معنویہ کو صرف خواص پہنچاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آداب شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلیتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے پر التزام رکھے، ان کرامتوں میں مکر، استدراج کو دخل نہیں اور کرامتیں جنہیں عوام پہنچاتے ہیں ان سب میں مکر نہیں کی مداخلت ہو سکتی ہے، پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظاہری کرامتیں استقامت کا نتیجہ ہوں یا خود استقامت پیدا کریں ورنہ کرامت نہیں ہیں اور معنویہ میں مکر و استدراج کی مداخلت نہیں اس لیے کہ علم ان کے ساتھ ہے، علم کا

شرف خود ہی مجھے بتائے گا کہ ان میں مکر کا دخل نہیں اس لیے کہ شریعت کی حدیں کسی کے لئے مکر کا پھندا قائم نہیں کرتیں، اس وجہ سے کہ شریعت سعادت پانے کا عین، صاف و روشن راستہ ہے، علم ہی مقصود ہے اور اسی نے نفع پہنچایا ہے، اگرچہ اس پر عمل نہ ہو کہ مطلقاً ارشاد ہوا ہے کہ عالم و بے علم برابر نہیں تو علماء ہی مکر و اشتباہ سے امان میں ہیں و بس اھ (ج ۲ ص ۳۶۹)

الرسالة القشيرية باب الولاية میں ہے "لو نظر تم الى رجل اعطى من الكرامات حتى يرتقى (وفى نسخة يتربع) في الهواء فلا تغتروا حتى تنظروا كيف تجدونہ عند الامر والنهي وحفظاً لحدود و آداب الشريعة" یعنی اگر تم کسی شخص کو دیکھو ایسی کرامت دیا گیا کہ ہوا پر چارزانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض، واجب و مکروہ و حرام و محافظت حدود و آداب شریعت میں اس کا حال کیا ہے" (ص ۱۱۷) (بحوالہ فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱ ص ۵۳۰ تا ۵۵۰ رسالہ مبارکہ مقال

العرفاء بأعزاز شرع و علماء) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

قیامت میں لوگوں کو باپ کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا ماں کے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ملت اس مسئلہ میں کہ میں ایک روز بتاریخ ۱۹ جون ۲۰۰۲ء کو ایک کتاب پڑھ رہا تھا جس کا نام ہے "مرنے کے بعد کیا ہوگا" اس میں لکھا تھا کہ حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے نام سے بلائے جاؤ گے اس لیے تم اپنے نام اچھے رکھو" اور آج عام طور سے لوگوں میں مشہور ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنی، اپنی ماں کے ناموں کے ساتھ پکارے جائیں گے یہ بات صحیح نہیں بنائی ہوئی ہے۔

اس کتاب کا مصنف مولانا عاشق الہی بلند شہری ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی بھی تو یہی شہادت دیتی ہے کہ حشر کے میدان میں تمام لوگ اپنی اپنی ماں کے ناموں کے ساتھ پکارے جائیں گے، لیکن جب میں نے اس کتاب میں یہ بات پڑھی تو میرے سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ آخر حقیقت کیا ہے؟

(۲) یہ ہے کہ ایک دیوبندی نے مجھ سے پوچھا کہ تمام دنیا کے لوگ حشر کے میدان میں اپنے باپوں کے نام یا لوگ اپنی، اپنی ماؤں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے؟ ہم نے جواب دیا کہ تمام لوگ اپنی،

اپنی ماؤں کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے، تو اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کس کے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے؟ تو میں کچھ نہ بولا۔ آپ سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد اعظم رضوی دریاپوری پشمانی ٹولہ، مدینہ مسجد، بنارس، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حدیث شریف میں ہے "عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انکم تدعون یوم القیامة باسمائکم واسماء اہائکم فاحسنوا اسمائکم۔ یعنی ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے ناموں اور آباء و اجداد کے ناموں سے پکارا جائے گا لہذا تم اچھے نام رکھو" (سنن ابوداؤد شریف باب فی تفسیر الاسماء ج ۲ ص ۶۷۶)

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنی ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے، اور بعض سے اپنے اماموں کے نام سے پکارا جانا معلوم ہوتا ہے۔

ان میں تطبیق یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو مختلف طور سے پکارا جائے گا کبھی کسی کو باپ کے نام سے، کسی کو ماں کے نام سے اور کسی گروہ کے وابستہ افراد کو ان کے امام کے نام سے، حضرت آدم علیہ السلام کو ظاہر یہ ہے کہ ان کے نام سے پکارا جائے گا، شریعت کے احکام اکثریتی ہوتے ہیں شواہد سے اعتراض نہیں کیا جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ارشد رضا مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۳۲۵/۶/۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا اللہ کے سوا کسی کو حاضر و ناظر سمجھنا کفر ہے؟

یا رسول اللہ یا غوث یا خواجہ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) کتاب صراط مستقیم، اختلاف امت کراچی" میں لکھا ہے کہ "امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی حاضر و ناظر سمجھے تو وہ شخص کافر ہو گیا" تو کیا یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟ بحوالہ اس کتاب کے پھر یا رسول اللہ، یا غوث یا خواجہ برائے امداد پکارنا درست ہوگا یا نہیں؟

دیگر بقول زید غیر خدا کو روحانی طور سے برائے امداد پکارنا درست ہے اور جسمانی طور سے پکارنے

والا کافر ہو جاتا ہے تو پھر "وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" اور "أَلَا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكَيْلًا" جو دلائل صرف ذات باری تعالیٰ کی طرف کی دلیل دیتے ہیں تو پھر غیر خدا سے فائدہ حاصل کرنے کی دلیل کیوں نہیں ملتی؟ مزید یہ کہ روحانی امداد کس قسم کی ہوتی ہے جہاں رب کائنات کے کرم سے مایوس ہو کر بزرگوں سے روحانی امداد حاصل کی جائے۔ (جاء الحق)

المستفتی: محمد شفیع بوسی کی گلی، پالی، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) کتاب صراط مستقیم۔ اختلاف امت کراچی میں جو یہ لکھا ہے کہ "امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی حاضر و ناظر سمجھے تو وہ کافر ہو گیا" یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِنْ آرَسَلْنَاكَ شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا" یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر" اھ (سورہ الاحزاب آیت ۴۵)

اور اس کی تفسیر خزائن العرفان میں ہے "شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ہے مفردات راغب میں ہے "الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة" یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک ہونے والی ساری خلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال تصدیق و تکذیب، ہدایت و ضلالت کا مشاہدہ فرماتے ہیں" اھ

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مجمع البرکات میں فرماتے ہیں کہ "وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقرران و خاصان در گاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے احوال و اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و ناظر ہیں" اھ (جاء الحق ج ۱ ص ۱۴۲)

لہذا مذکورہ عبارتوں سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں، تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے، حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف انتساب غلط و افتراء ہے۔

یا رسول اللہ، یا غوث، یا خواجہ وغیرہ برائے امداد پکارنا بھی جائز ہے جب کہ انہیں بندہ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الہی و المذکورہ امور سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ایک ذرہ بھی نہیں مل سکتا، اور بیشک تمام مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف ان پر گمان محض بدگمانی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناپینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہو "یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ہذا لیقتضی لی"۔ یعنی یا رسول اللہ میں آپ کے

وہیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں منہ کرتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو، اور بعض روایعت میں ہے "لتقصیٰ لی یا رسول اللہ" تاکہ حضور میری یہ حاجت پوری فرمادیں۔ اہ ان ناپیتا نے بعد نماز یہ دعا کی فوراً آنکھیں کھل گئیں ایسا ہی احکام شریعت ص ۱۶ پر ہے۔

اور تفسیر ضلوی سورہ قصص میں ہے "ولا تدع مع اللہ الہا آخر" کی تفسیر میں ہے "وَجِبْتُمْ فِي فَلَيْس فِي الْآيَةِ ظَلِيل عَلَى عَازِمَهُ الْخَوَارِجُ مِنْ أَنْ الْطَلْبُ مِنَ الْغَيْرِ حَيْثَا أَوْ مِثْلًا تُشْرِكُ فَالْهُ جَهْلٌ مَرْكَبٌ لِأَنَّ سَوَالَ الْغَيْرِ مِنْ أَجْرَاءِ اللَّهِ النَّفْعُ أَوْ الضَّرَرُ عَلَى يَدِهِ قَدْ يَكُونُ وَأَجْبَلًا لِأَنَّ مِنْ التَّمَشُّكِ بِالْأَسْبَابِ وَلَا يَنْكُرُ الْإِسْبَابَ إِلَّا جُودًا وَجَهْلًا۔"

یعنی یہاں "لا تدع" کے معنی ہیں نہ پوجو لہذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے، خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعہ سے نفع، نقصان دے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل" اہ (جاہ الحق ص ۲۰۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ کبھی واجب بھی ہے۔

اور احکام شریعت میں فتاویٰ خیر یہ سے ہے "قولہم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب بحرمتہ اہ (ص ۱۷) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: محمد اشرف رضا مصباحی
۲۸ جمادی الآخرہ ۱۴۲۵ھ

سورہ فتح میں عَلَيَّهٖ هَا کے ضمہ کے ساتھ کیوں ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں
قرآن کریم کی ۲۶ ویں پارے میں سورہ فتح میں "عَلَيَّهٖ" مذکور ہے اس کے علاوہ تمام مقامات پر
مجرد ہے اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟
المستفتی: محمد احمد رسول آباد، سلطان پور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الجواب یہاں "عَلَيَّهٖ" کی ہا پر ضمہ اس لیے ہے کہ اصل میں "هُوَ" تھا واد کو حذف کر دیا گیا اور
"ہا" کو اپنی اصل حالت میں رکھا گیا اس طرح کہ اس سے لام "اللہ" پڑھی جاسکے گی اور اس سے لفظ اللہ کی

تعظیم و تفضیم کا اظہار ہوتا ہے تفسیر روح البیان میں ہے (وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ)

بضم الہاء فانہ ابقی بعد حذف الواو اذا صلہ ہُوَ توسلا بذلک الی تفضیم لام

الجلالۃ ۱۰۱ھ (ج ۹ ص ۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: غلام نبی نظامی علمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اللہ کی صفات خاصہ کا استعمال بندوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

فاسق و جاہل والدین کو قبلہ کونین اور کعبہ دارین کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) زید کہتا ہے کہ رب تبارک تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا اطلاق بندوں کے لیے جائز ہے مثلاً کریم، رحیم، رحمن، حی، قدوس، قیوم، یہ اسماء باری تعالیٰ ہیں بندوں کے لیے بھی رحیم، رحمن، حی، قیوم اور قدوس کہنا جائز ہے، البتہ چند مخصوص اسماء طیبہ، جیسے رحمن، حی، قیوم اور قدوس وغیرہا تو ان کے علی الاطلاق بندوں کے لیے استعمال کرنے میں علماء کا اختلاف ہے بعض فقہانے اس سے منع فرمایا ہے اور بعض نے اس کی تجویز کی ہے، حتیٰ کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے دو متضاد قول کیا ہے، کہیں تو جواز کی طرف مائل ہیں اور کہیں بشدت اس سے منع کرتے ہیں، مگر بالاضافت جیسے قیوم زماں، قدوس عصر، رحمن قوم و ملت کہنا بالکل درست ہے، بکر کہتا ہے کہ اسماء مختصہ جیسے رحمن، قیوم، قدوس وغیرہا کلمات طیبہ کا استعمال بندوں کے لیے ہر حال میں ناجائز و حرام ہے، چاہے علی الاطلاق استعمال ہو یا باضافت، کلمہ رب پر ان کو قیاس کرنا غلط ہے، دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا قول درست ہے یا بکر کا؟

(۲) خالد جو اہل سنت کی ایک مرکزی درس گاہ کا فارغ التحصیل مولوی ہے اس نے متعدد بار اپنے والد

گرامی کو خط میں قبلہ کونین، کعبہ دارین لکھا، جب کہ موصوف کے والد ماجد علم دین سے بے بہرہ اور عمل سے کافی دور رہتے ہیں، اپنے متدین اور مذہبی ہونے کا بلند و بانگ دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں مگر حقیقت حال یہ ہے کہ داڑھی برابر منڈواتے ہیں اور جمعہ و عیدین کے علاوہ سال میں دس بیس نمازیں اور بھی پڑھ لیا کرتے ہیں، ضیاء کا کہنا ہے کہ اپنے والد کو اپنا قبلہ و کعبہ تو قرار دیا جاسکتا ہے، مگر قبلہ کونین و کعبہ دارین جیسے موقر و معظم القابات و خطابات سرکار رسالت ماب علیہ التحیۃ و التہنات کے لیے مخصوص ہیں ہر ایرے غیرے کے لیے یہ کلمات استعمال کرنا غلط ہے۔

خالد کا کہنا ہے کہ جس طرح حدیث شریف میں والدین کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ "ہما جدتک و ہما دارک" اور اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کی رضا حصول جنت کا ذریعہ ہے اور ان کی ناراضگی و رود جہنم کا سبب ہے اسی طرح قبلہ کونین و کعبہ دارین کا مطلب ہے کہ والدین کی خوشی اور ان کی دعائیں دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہیں اور والد کی اطاعت کی وجہ سے بیٹا ہر دو جہاں میں سرخرو و شادمان رہتا ہے، اس مسئلہ میں دریافت کرنا ہے کہ خالد کی تاویلات قابل قبول ہیں یا ضیاء کی بات حق و درست ہے؟ بیوقوف تو جردا۔

المستفتی: محمد سجع اللہ نظامی دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈو بھاسنت کبیر نگر یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اللہ رب العزت کی صفات خاصہ میں سے کسی صفت کو بغیر اضافت کے کسی کا نام رکھنا ناجائز و گناہ ہے، مثلاً خالق، رزاق، رحمن، قدوس، قیوم، کریم، عزیز وغیرہ ہاں اضافت عبودیت کے ساتھ جائز ہے، مثلاً عبد الرحمن، عبد القیوم، عبد العزیز، عبد الحمید وغیرہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے " (وعزیز) لانه من اسماء الله تعالى فينبغي ان يقال عبد العزیز لان العبد موصوف بالذل والخضوع والعزة لله تعالى و كذا لا ينبغى ان يسمى بحميد لانه من اسمائه وصفاته على وجه المبالغة فلا يقال الا عبد الحميد وكذلك الكريم وامثاله" (ص ۱۱۶ ج ۹) پھر اسی میں ہے " (واحب الاسماء الى الله تعالى عبد الله و عبد الرحمن) اى ونحوهما عبد الرحيم وعبد الكريم وامثالهما" (ص ۱۲۰ ج ۹)

اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفات غیر خاصہ کو بلا اضافت یا اضافت کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، مثلاً علی، رشید وغیرہ یا عبد العلی و عبد الرشید، در مختار "باب الحظر والاباحة فصل فی البیع" میں ہے (احب الاسماء الى الله تعالى عبد الله و عبد الرحمن) و جاز التسمية بعلي و رشيد من الاسماء المشتركة و يراد في حقا غير ما يراد في حق الله تعالى " اہ البتہ ایسے نام رکھنے سے بچنا چاہیے کہ لوگ تفسیر کے ساتھ پکارتے ہیں، پھر اسی میں ہے "لكن التسمية بغير ذلك في زماننا اولی لان العوام يصغرونها عند النداء كذا في السراجية" اہ اس کے تحت رد المحتار میں ہے۔ (قوله و جاز التسمية بعلي الخ) الذي في التاخر خانية عن السراجية التسمية باسمه يوجد في كتاب الله تعالى كالعلي والكبير والرشيد والمديع جائزة (قوله لكن التسمية الخ) قال ابو الليث لا احب للعجم ان يسبوا عبد الرحمن و عبد الرحيم، لانه لا يعرفو تفسيرة، ويسونوه بالتصغير۔ تاخر خانية. وهذا مشتهر في زماننا حيث ينادون من اسمه عبد الرحيم و عبد الكريم

او عبدالعزیز مثلاً یقولون رحیم، کریم وعزیز بتشدید یاء التصغیر ومن اسمہ عبدالقادر قویدرو هذا مع قصده کفر^{۱۱} ملخصاً (ص ۳۱۷ ج ۶) لہذا زید کا یہ کہنا کہ مطلقاً بندوں کے لئے رحمن، قیوم، قدوس کہنا جائز ہے ہرگز صحیح نہیں، یوں ہی بکر کا کہنا غلط ہے کہ اسما مختصہ رحمن، رحیم، قیوم وغیرہ کلمات طیبہ کا استعمال بندے کے لیے ہر حال میں ناجائز و حرام ہے، چاہے علی الاطلاق ہو چاہے بالاضافہ، جیسا کہ مذکورہ تصریحات سے عیاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) خالد نے جس توجیہ کے پیش نظر اپنے والد کو قبلہ کونین و کعبہ دارین“ کہا وہ توجیہ یہاں مقبول ہو سکتی ہے، الفاظ میں اس کی گنجائش ہے، اس لیے خالد پر اس کی وجہ سے کوئی الزام نہ عائد ہوگا، وہ اپنے لیے اپنے والد کو قبلہ کونین یا کعبہ دارین لکھتا ہے سب کے لیے نہیں، البتہ فاسق باپ کو ایسے القاب دینے سے احتراز کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

شاہ است حسین الخ مذکورہ رباعی پر چند اعتراضات کے جوابات

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع درج ذیل مسئلہ میں کہ بہار شریعت ج ۹ ص ۷۰ پر ”مرتد کا بیان“ مطبوعہ محمد عتیق نورانی پریس نالاروڈ کانپور میں ہے کہ ”مسئلہ۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کا لڑکا باپ کو تلاش کر رہا تھا اور روتا تھا کہ کسی نے کہا چپ رہ تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کفر نہیں کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کو یاد کرتا ہے (عامگیری) بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے یہ بہت فحیح ہے کہ نفی محض ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی خدا نہیں اور یہ معنی کفر ہے۔

علمائے بریلی محفل ذکر شہادت میں اکثر یہ رباعی خواجہ معین الدین امجدی کے حوالے سے پڑھتے ہیں۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین هست حسین و دین پناہ است حسین

سرداد نہ داد دست در دست یزید

حقا کہ بدائے لالہ است حسین

درج بالا مسئلہ میں لکھا ہے کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ چپ رہ مت رو تمہارا باپ لالہ کر رہا ہے تو یہ

فعل فحیح ہوگا چونکہ نفی محض اور معنی کفر ہے۔

سوال نمبر ۱۔ یہ ہے کہ جاہل یا اردو پڑھا لکھا لالہ کہے تو فعل فہج اور معنی کفر ہو جاتا ہے جب کہ جاہل آدمی یا اردو پڑھا ہوا آدمی عربی لفظ کے معنی سے واقف نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد ہے بچہ کو چب کرانا کہ مت رو تمہارا باپ لالہ کر رہا ہے۔ مگر خواجہ معین الدین اجیری لالہ کے معنی سے اور نفی محض اور ثبوت محض سے واقف اور باخبر ہیں تو خواجہ صاحب کا یہ فعل فہج اور معنی کفر ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۲۔ چوتھے مصرع کے ترجمہ کی رو سے ”سچ تو یہ ہے کہ لالہ کی بنیاد حسین ہیں“ حضرت حسین کی توہین ہوئی یا نہیں؟ معاذ اللہ نفی محض کی بنیاد حسین ہیں؟ استغفر اللہ لاجل ولا قوۃ الا باللہ!

سوال نمبر ۳۔ چوتھے مصرع میں لالہ کی بنیاد حسین ہیں۔ اس سے استبقون الاولون کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۴۔ اگر خواجہ صاحب نے ضرورت شعری کی وجہ سے لالہ کہا چونکہ الا اللہ کہنے سے شعر بحر سے خارج ہو جائے گا تو لالہ کہہ دیا اور الا اللہ مخدوف ہے، تو درج بالا مسئلہ میں جو جاہل اردو پڑھا کہہ رہا ہے کہ چب رہے بیٹا مت رو تمہارا باپ لالہ کر رہا ہے۔ الا اللہ اس کے ذہن میں ہو۔ امید کہ مسئلہ بہار شریعت بالا کی رو سے چاروں سوالات کے جواب سے ہمیں مطمئن کر دیں گے اور مسئلہ اور خواجہ صاحب کی رباعی میں تطابق پیدا کر دیں گے۔ المستفتی: ایم اے غفار، بذریعہ ڈاک کرایم، احمد آزاد نگر پوسٹ بھولی دھنبا، بہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲) جاہل کی جہالت عذر نہیں سائل نے یہاں جاہل اور عالم میں فرق دکھا کر بلا وجہ قابلیت جتائی ہے، وہ شعر جس کا بھی ہو اس میں ضرورت شعری کی وجہ سے پورا کلمہ طیبہ مذکور نہیں ہے مگر جاہل کے سامنے کیا ضرورت تھی جس کے باعث اس نے لالہ پر اقتصار کیا اس کا بلا ضرورت لالہ پر اقتصار کرنا جہالت ہے کیونکہ صرف اتنے کلمہ کا معنی یقیناً فہج بلکہ اس کی حقیقت پر نظر کی جائے تو کفر ہے مگر جاہل کی مراد ہرگز وہ معنی فہج و کفر نہیں ہوتا اس لیے اس پر حکم کفر نہ ہوگا۔ فتاویٰ بزازیہ ”النوع الحادی عشر فیما یکون خطا میں ہے من قال لالہ و اردان یقول الا اللہ ولم یتکلم بہ لایکفر لانه معتقد للایمان

اما اذا لم یخطر ببالہ الالبات و اردان النفی فقط فهو کافر“ (ص ۳۳، ج ۶)

شعر مذکور خواجہ صاحب کا ہے یہ ہمیں معلوم لیکن اس کا مفہوم درست ہے ضرورت شعری کی وجہ سے اگر اس میں لالہ پر اقتصار درست ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا ضرورت بھی یہ اقتصار درست ہو ضرورت شعری اس پر دال ہے کہ قائل کی مراد یقیناً پورا کلمہ ہے سیاق کلام سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ معاذ اللہ اگر نفی محض مراد ہو تو دین اور دین پناہ ہونے کے بجائے اس کا عکس ہو جائے گا۔ اور جب نفی محض مراد نہیں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نفی محض کی بنیاد کہاں ہوئے کہ توہین کا سوال پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس مصرع کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کے حق کی بنیاد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کلمہ طیبہ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے اور اسے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین نہ تسلیم کیا جائے یقیناً اس حق کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کامل طور سے پورا کیا اور یزید پلید کی مٹی پلید کر کے حق کلمہ طیبہ کی لاج رکھ لی اور اس معنی کے لحاظ سے آپ کو ”دیں پناہ“ کہا گیا حدیث شریف میں ہے ”من قال لا اله الا الله دخل الجنة“ اس کی تصریح میں علماء فرماتے ہیں کہ جس نے یہ کلمہ پڑھا اور ساتھ ہی اس کا حق بھی ادا کیا مثلاً ارکان اسلام کی بجا آوری کی نواہی سے بچا وہ اس بشارت کا حقدار ہے یونہی مذکورہ مصرعہ میں کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ طیبہ کا حق ہے۔ پھر یہ بات دور یزید کو سامنے رکھ کر کہی گئی ہے جیسا کہ اس طرح کے کلام عموماً ایک مخصوص دور کے لیے ہی کہے جاتے ہیں اس لیے السہقون الاولون اس میں شامل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اسی وجہ سے کہ الا اللہ اس کے ذہن میں ہو سکتا ہے بلکہ ایک مسلمان سے یہی متصور ہے حضور صدر الشریعہ نے محض قبیح فرمایا کافر نہیں کہا کسی قول کا کفر ہونا الگ چیز ہے اور اس کے قائل کا کافر ہونا الگ چیز۔ کیونکہ معاذ اللہ اگر الا اللہ اس کے ذہن و دل میں بھی نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ کے درج بالا جزیہ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

۲۸/زی الحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جب امام چار ہیں تو پانچواں مسلک اعلیٰ حضرت کہاں سے آیا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ

یزید کے گاؤں میں جلسہ ہوا تو علماء کرام نے نعرہ لگایا مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد یزید کا کہنا ہے کہ چار امام برحق اور چار ہی مسلک برحق مگر یہ پانچواں مسلک، مسلک اعلیٰ حضرت کہاں سے آیا اور اس کا ثبوت کہاں سے ہے؟ لہذا قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب حوالے کے ساتھ عنایت فرما کر مکتور فرمائیں۔

المستفتی: محمد رفیق قریشی، چٹوڑ گڑھ، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک اور دین نہیں، بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت حقیقت میں حقیقی، شافعی، مالکی، اور حنبلی چاروں مذہب کے مجموعہ اور سوا اعظم اہل سنت و جماعت کے اس طریقہ متوارثہ کا نام ہے جو

رسالت سے آج تک سوا عظیم کا مسلک ہے۔ جو ”وہی الجماعۃ“ اور ”ما انا علیہ و اصابی“ کا مصداق ہے۔
 فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت کی کتابیں سو
 سال سے پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں، ہزار شخصی اور جماعتی کوشش کے باوجود آج تک کوئی بھی مخالف کسی
 عقیدے کے بارے میں یہ ثابت نہیں کر سکا کہ وہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں مجدد اعظم
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عہد مبارک میں انگریزوں نے اپنے پلان کے مطابق بہت سے چالاک عیار دنیا دار
 افراد کو خرید کر اہل سنت کے خلاف مختلف مذاہب کی بنیاد ڈالی اور بعض قدیم مذاہب کو شد دے کر سواد اہلسنت و
 جماعت کے خلاف کئی مذاہب کی بنیاد ڈلوائی مثلاً وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی، صلح کلی ان سب مذاہب کے
 بانوں اور حامیوں نے اپنی ساری ذہنی و علمی توانائیوں کو صرف کر کے اہلسنت کے خلاف صف آرائی کی ان سب
 کا مقابلہ تنہا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا، اور ان سب کے عقائد باطلہ کو رد کر کے ان سب کے پرہیز
 اڑادیے، ان سب خدمات کو دیکھتے ہوئے مذہب اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

اور آگے تحریر فرماتے ہیں:

”اس زمانے میں اہل سنت کو تمام فرقہ باطلہ سے ممتاز کرنے کے لیے سوائے مسلک اعلیٰ حضرت
 کے کوئی لفظ موزوں ہوتا ہی نہیں، کچھ معاندین اس کے مقابل مسلک امام اعظم بولتے ہیں لیکن یہ لفظ امتیاز کے
 لیے کافی نہیں۔ غیر مقلدین کو چھوڑ کر سارے وہابی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں مثلاً دیوبندی، مودودی، نیچری حتی
 کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلک امام اعظم پر گامزن بتاتے ہیں اور یہی حال اہل سنت و جماعت کے لفظ کا بھی
 ہے کہ ان میں بہت سے لوگ اپنے آپ کو سنی بتاتے ہیں۔“

اس تفصیل کی روشنی میں میں نے بہت غور کیا سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے کوئی لفظ ایسا نہیں جو صحیح
 العقیدہ سنی مسلمانوں کو تمام بد مذہبوں سے ممتاز کر دے۔ (ماہنامہ اشرفیہ پریل ۱۹۹۹ء ص ۳۲) واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

سورہ نائیس کو قرآن کا دل کیوں کہا جاتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
 سورہ نائیس کو قرآن کا دل کیوں کہا جاتا ہے؟ کتب معتبرہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: مولانا محمد نظر الاسلام، مقام علی نگر اسلام پور ہلدی ضلع اتر دیناج پور، مغربی بنگال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سورہ نوس کو قلب قرآن کہنے کی چند وجوہ ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ نزول کتب سماویہ کا اہم مقصد یہ ہے کہ لوگ باخبر ہو جائیں کہ وہ قیامت میں جمع کیے جائیں گے سب اللہ کے حضور حاضر ہوں گے۔ انہیں اپنے اعمال کی جزا ملے گی اور مجرموں کو علیحدہ کر کے کھڑا کیا جائے گا یہ ساری باتیں اس سورہ میں بطریق اتم موجود ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں اصول اسلام: وحدانیت، رسالت اور حشر کا بیان ہے اور ہر ایک کا تعلق قلب سے ہے اس لیے اسے قلب قرآن کہا گیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح بدن کا مدار قلب ہے اس طرح ایمان کی صحت کا مدار حشر و نشر کے اعتراف پر ہے اور اس میں حشر و نشر کا ذکر بطریق اکل ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ قلب تمام جسم کا سردار ہے ایسے ہی سورہ نوس تمام سورتوں کی امیر ہے کیوں کہ اس میں ہر چیز کا ذکر ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

قيل انما جعل نوس قلب القرآن اى اصله ولبه لان المقصود الا هم من الزال الكتب بيان انهم يحشرون وانهم جميعا لدية محضرون وان المطيعين يجازون باحسن ما كانوا يعملون ويمتاز عنهم المجرمون وهذا كله مقرر في هذه السورة بابلغ وجه واتمه ونقل عن الغزالي انه انما كانت قلب القرآن لان الايمان صحتة بالاعتراف بالحشر والنشر وهذا المعنى مقرر فيها بابلغ وجه فشأ بهت القلب الذى يصح به البدن، وقال النسفي، يمكن ان يقال فى كونه قلب القرآن ان هذه السورة ليس فيها الا تقرير الاصول الثلاثة: الوحدانية والرسالة والحشر وهو الذى يتعلق بالقلب والجنان وقال ابو عبدالله: القلب امير على الجسم وكذلك نوس امير على سائر السور موجود فيه كل شئ مخلصاً (ص ۳۳۲ ج ۷ سورہ نوس) والله تعالى اعلم

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

الہام کیا ہے؟ دیگر مذاہب کی کتابوں کے الہامی ہونے کے بارے میں

کیا حکم ہے؟ کیا وید وغیرہ الہامی ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں کہ

(۱) الہام سے کیا مراد ہے؟

(۲) ہندوستان میں اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی مذہبی کتابوں کے الہامی ہونے کے بارے میں

علمائے اہل سنت کا کیا حکم ہے وضاحت فرمائیں؟

(۳) کچھ حضرات سورہ رعد کی آیت نمبر ۷ کی تشریح میں ہندوستان کی پرانی مذہبی کتابوں کو الہامی

کہتے ہیں ان کا یہ قول کیسا ہے کیا معتبر تفسیرات قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے؟

(۴) وید وغیرہ کے الہامی کتاب بتانے والے کے بارے میں حکم شریعت کیا ہے؟ بیوا تو جو

المستفتی: بیت اللہ قادری، الامین کالج، بیجا پور، کرناٹک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۴) الہامی کتب سے مراد آسمانی کتب و صحائف ہیں، جو اللہ عزوجل نے اپنے

برگزیدہ بندوں یعنی نبیوں، رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائیں۔ یہ کتابیں اور صحیفے سب اللہ تبارک

و تعالیٰ کے کلام ہیں۔ بہار شریعت جلد اول میں ان کے تعلق سے یہ وضاحت ہے، بہت سے نبیوں پر اللہ نے

صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں تو ریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور

حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے سب سے

افضل رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر (ص ۱۰، ۱۱ حصہ اول) تفسیر روح البیان میں آسمانی

صحیفوں اور کتابوں کی تعداد کے تعلق سے یہ صراحت ہے۔

”روی ان جمیع ما انزل من کتاب مائة واربعۃ کتب انزل علی آدم علیہ السلام

عشر صحف، و علی شیث علیہ السلام خمسين صحیفة، و علی ادریس علیہ السلام ثلاثین

صحیفة، و علی ابراهیم عشر صحائف و التوراة و الانجیل و الزبور، و الفرقان، و فی التیسیر

صحف شیث و ہی ستون، و صحف ابراهیم و ہی ثلاثون“ (ص ۱۱۳ ج ۱)

ہندوستان کے دوسرے مذاہب کی کتابیں الہامی یا آسمانی نہیں ہیں اور آیت کریمہ ”إِنَّمَا آتَتْ

مُنذِرًا وَلِحُكْمٍ فَتَوَّابًا“ سے یہ استدلال کہ دوسرے مذاہب باطلہ کی کتابیں بھی الہامی، آسمانی ہیں قطعاً

غلط ہے۔ اس آیت کریمہ کے تعلق سے تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ”اپنی نبوت کے دلائل پیش کرنے اور

الہیمان بخش معجزات دکھا کر اپنی رسالت ثابت کرنے کے بعد احکام الہیہ پہنچانے اور خدا کا خوف دلانے

کے سوا آپ پر کچھ لازم نہیں ہے اور ہر شخص کے لیے اس کی طلبیدہ جدا جدا نشانیاں پیش کرنا آپ پر ضروری

نہیں، جیسا کہ پہلے آپ سے ہادیوں (انبیاء علیہم السلام) کا طریقہ رہا ہے (ص ۴۰۰)

تفسیر روح البیان میں ہے:

"إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ" مرسل للانذار والتخويف لهم من سوء العاقبة كغيرك من الرسل وما عليك الا الاتيان بما تصح به نبوتك من جنس المعجزات لا بما يقترح عليك وصحة ذلك حاصلة باية آية كانت ولو اجيب الى كل ما اقترحوا ذلي الى اتيان ما لانهاية له لانه كلما اتى بمعجزة جاء واحداً آخر فطلب منه معجزة اخرى وذلك يوجب سقوط دعوة الانبياء "وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" اى ولكل قوم نبي مخصوص بمعجزة من جنس ما هو الغالب عليهم يهديهم الى الحق ويدعوهم الى الصواب، ولما كان الغالب في زمان موسى هو السحر جعل معجزته ما هو اقرب الى طريقهم ولما كان الغالب في ايام عيسى الطب جعل معجزته ما يناسب الطب وهو احياء الموتى وبراء الابرص والا كبه ولما كان الغالب في زمان نبينا صلى الله عليه وسلم الفصاحة والبلاغة جعل معجزته فصاحة القرآن وبلوغه في باب البلاغة الى حد خارج عن قدرة الانسان فلما لم يؤمنوا بهذه المعجزة مع انها اقرب الى طريقهم واليق بطباعهم فان لا يؤمنوا عند اظهار سائر المعجزات اولى" اهـ (ص ۳۳۶ ج ۲)

ان سب توضیحات سے ظاہر ہو گیا کہ وید وغیرہ کتب الہامی نہیں۔ لہذا جو لوگ وید وغیرہ کو الہامی کتاب بتاتے ہیں وہ لوگ سخت گنہگار و گمراہ ہیں، کیونکہ غیر کتاب کو کتاب اللہ کہنا جائز نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "من کذب علی متعمداً فلیتنبؤاً مقعداً من النار" (مشکوٰۃ ص ۳۲) یعنی جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ گڑھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اتنی احتیاط ہے تو غیر خدا کے کلام کو کلام اللہ کہنا کہاں جائز ہوگا۔ لہذا وید وغیرہ کتابوں کو الہامی کہنے والے لوگ اپنے اس قول سے رجوع کریں اور سچے دل سے تائب ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتابتہ: غلام نبی نظامی علی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹ جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اللہ وہی ایشور وہی کرپال وہی ہے۔ ہر ایک کی کشتی کا کھیون ہار وہی ہے

مذکورہ شعر درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

چند مقررین جو چتر ویدی سے مشہور ہیں اکثر وہ یہ شعر پڑھ کر جلسوں میں لوگوں کو ستایا کرتے ہیں۔
 اللہ وہی ایشور وہی کر پال وہی ہے۔ ہر ایک کی کشتی کا کھیون ہار وہی ہے۔ در یافت طلب امر یہ ہے کہ
 شرعی لحاظ سے یہ شعر درست ہے یا نہیں اگر صحیح نہیں ہے تو اس کے پڑھنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟
 المستفتی: عبداللہ رضوی واصف قادری رمول، کھنول، در بھنگہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اگر کر پال کا معنی یہی ہے کہ جو ”اردو ہندی لغت“ مصنفہ ابو محمد امام الدین مراد گمری
 ص ۸۳ پر ہے (کر پالو) مہربان، رحیم) اور اس میں کوئی اور معنی ایسا نہ ہو جو شان باری تعالیٰ کے مناسب نہ ہو
 جب تو اس شعر کو پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی ربہ القوی عنہ تحریر فرماتے ہیں
 ”ہر زبان ہندی میں معبود برحق کے اسماء سے ہے جیسے ایشور اور بظاہر اس میں کوئی معنی محال نہیں“ اہ فتاویٰ
 رضویہ ج ۲ ص ۲۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا حضرت فاطمہ کی روح اللہ نے قبض کیا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ

ہمارے قصبہ بابر پور محلہ اسلام نگر ضلع اوریا کی بڑی مسجد کے امام صاحب نے دوران تقریر پبلک کے
 سامنے کہا کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح اللہ نے قبض کی یہ سن کر گاؤں محلہ میں شور مچا ہوا گیا اس بات
 کون کر ایک عالم دین نے کہا کہ تو بہ کرے، لہذا امام صاحب نے تو بہ کی اور عالم دین نے کہا کہ کون سی کتاب
 میں لکھا ہے تو امام صاحب نے خاک کر بلا ص ۳۱ شہید ابن شہید ص ۴۱ اور تفسیر روح البیان ص ۴۱۳ کا حوالہ
 دیا تو عالم دین نے کہا کہ یہ کتابیں غلط ہیں۔ بیٹو اتو جروا۔

المستفتی: احقر مولانا دیار حبیب محلہ اسلام نگر بابر پور ضلع اوریا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اللہ رب العزت کا خود بعض خواص بندوں کی روح کا قبض فرمانا حدیث شریف سے ثابت
 ہے ”چنانچہ شہداء بحر کے بارے میں سرکار علیہ السلام نے فرمایا ”عن ابی امامة یقول سمعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل وكل ملك الموت بقبض الارواح الاشہید المعمر

فانہ یتولی قبض ارواحہم ۱۰ یعنی حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو روح قبض کرنے کے لیے مقرر فرمایا ہے، مگر دریا کے شہیدوں کی روح اللہ عزوجل خود قبض فرماتا ہے“ (ابن ماجہ ص ۱۹۹) انہیں خواص میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہیں جن کی روح اللہ تعالیٰ نے قبض فرمائی ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے ان فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا لما نزل علیہا ملک الموت لم ترض بقبضہ فقبض اللہ روحہا یعنی جب خدا نے ملک الموت کو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا تو آپ رضی نہ ہوئیں تو اللہ عزوجل نے حضرت فاطمہ کی روح خود قبض فرمائی، (ج ۸ ص ۱۱۴)۔ اسے پڑھ کر امام نے اس کو بیان کر دیا تو اس میں امام کا کوئی قصور نہیں کہ امام نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا وہ تو صرف ناقل ہے۔ اگر روح البیان کی روایت غلط ہے تو عالم مذکور اس کی دلیل پیش کرے بلا دلیل اسے غلط کہنا زیادتی ہے۔ ہاں امام صاحب کو بھی احتیاط کرنی چاہیے کہ جو بات عوام کی عقلوں میں نہ آئے وہ ان کے سامنے نہ بیان کریں اور بلا تحقیق کسی بات کو غلط قرار نہ دینا چاہئے نہ اس کے قائل پر توبہ لازم کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد صابر حسین نظامی افسی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

رفع یدین آئین بالجمہر کی وجہ سے کسی کو وہابی کہہ سکتے ہیں؟ زید کہتا ہے کہ میلاد النبی کے موقع پر کام بند کر کے خوشیاں منانے سے بہتر ہے کہ کام جاری رکھا جائے تو؟ کیا حدیث کافی نہیں تھی کہ ائمہ کی ضرورت آپڑی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید جو صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہے اس کا کہنا ہے کہ ہمارے یہاں جو وہابی دیوبندی کہنے اور سمجھنے کا عام رواج ہے مثلاً کسی کو اونچا پانچامہ پہنے ہوئے دیکھا، یا سینے پر نماز کے دوران ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا، یا رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا، یا آئین بالجمہر کہتے ہوئے سنا، یا دعائے ثانی میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو فوراً وہابی سمجھ لیا، یا کہہ دیا، یا کسی مسجد میں درود شریف یا گنبد خضریٰ کا فریم نہیں ہے اس مسجد کو وہابیوں کی مسجد کہنے لگے۔ ایسا کہنا یا سمجھنا غلط ہے۔ جب تک کہ اس کے عقائد نہ معلوم کر لیے جائیں وہابی، دیوبندی، یا کافر نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک آئین بالجمہر و نیت علی الصدر و رفع یدین درست ہے لہذا وہ سنی شافعی بھی ہو سکتا ہے اس لیے ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی پڑھی جائے گی ہاں معلوم کرنے کے بعد

جب عقائد میں غلطی دیکھے تو نماز دہرا لے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید اپنے قول میں سچا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرما لیں۔
(۲) زید کا کہنا ہے کہ عید میلاد کے وقت، یا کسی اور تیوار کے وقت کاروبار بند کر کے خوشیاں منانے کے بجائے کاروبار چالورکھ کر خوشیاں منائی جائیں۔ اور اس آمدنی کا کچھ حصہ خیرات کر دیا جائے تو یہ صدقہ و خیرات کرنا کاروبار بند کر کے خوشیاں منانے سے زیادہ افضل و کارثواب معلوم پڑتا ہے اس لیے کہ لوگ بندی کے ایام میں سینما و ٹھیٹر وں کو آباد کرتے ہیں وغلط کام میں لوگ اکثر و بیشتر فضول وقت گزارا کرتے ہیں۔ اس لیے کم سے کم فضول وقت گزاری سے بھی بچ کر کام دھندے میں لگے تو رہیں گے اس طرح سے لوگ گناہ سے بچے رہیں گے۔ زید کے اس قول وخیال کے بارے میں مدلل و مفصل وضاحت فرما لیں۔

(۳) ائمہ کرام اربعہ رضی اللہ عنہم کا وجود کب سے ہوا اور ان کی ضرورت کیونکر پیش آئی کیا ہمارے لیے یہ حدیث پاک اور اس پر عمل کافی نہ تھا۔ اصحابی کالذجوم باہم اقتدیتم اھتدیتم۔ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) جیسا کہ ہمارے علمائے ذوی الاحترام کا فرمان ہے کہ دیوبندی، وہابی وغیرہ سے دور رہیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں سلام وکلام نہ کریں تو دور حاضر میں ہم ان مذکورہ بد مذہبوں کو کیسے پہنچائیں؟ بیٹا تو جروا۔

المستفتی: محمد رفیق مستری

مستری کیا ونڈ صلاح الدین ایوبی اسکول کے پیچھے شانتی ٹر بھونڈی تھانہ مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) ہندوستان کے جن علاقوں میں شوافع نہیں پائے جاتے وہاں نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا، رفع یدین کرنا، آمین بالجہر کرنا آج کل وہابیوں کی علامت بن چکا ہے اور وہ لوگ اس علامت سے پہچانے جاتے ہیں، کوئی سنی صحیح العقیدہ ایسا نہیں کرتا۔

اس لیے ہمارے دیار میں اگر کوئی بطور مذکور نماز پڑھتا ہے تو وہ وہابی سمجھا جاتا ہے اور وہابی سمجھا جائے گا۔ گوکہ ہمیں اس کے عقیدے کا حال نہ معلوم ہو۔ جیسے سیدنا امام اعظم علیہ الرحمہ کے عہد میں تفضیل الغنیمین وحب الغنیمین اہل سنت کی علامت تھا، اس سے سنیوں، اور شیعوں میں امتیاز ہوتا تھا، تو جو اس کا قائل نہ ہوتا تھا وہ شیعہ سمجھا جاتا تھا حالانکہ اس کے دل کا حال معلوم نہ تھا۔ مگر ظاہر حال دل کے مضمرات کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس لیے اس طرح کی شناختوں سے بد مذہب کی پہچان معتبر ہوئی، یہ الگ بات ہے کہ صرف علامت کو بنیاد بنا کر ہم اس پر کفر کا حکم نہ دیں گے۔ مگر اس کی بنیاد پر اس سے دور رہیں گے، اور اس کے پیچھے نماز سے بچیں گے۔

ہاں جن علاقوں میں شوافع پائے جاتے ہیں، اور وہ سنی ہوتے ہیں وہاں رفع یدین وغیرہ آج بھی وہابیوں کی شناخت نہیں ہیں، تو ایسی جگہوں پر رفع یدین وغیرہ کی بنا پر نہ انہیں وہابی سمجھا جائے نہ وہابی کہا جائے، وہ ہمارے بھائی ہیں اور سنی مسلمان ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلقاً رفع یدین وغیرہ شوافع کا مذہب ہونے کی وجہ سے ان امور کو علامت وہابیت سے خارج نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی مطلقاً ہر جگہ اس کو وہابیت کی پہچان قرار دیا جاسکتا ہے، بلکہ علاقوں کے فرق کے لحاظ سے وہ کہیں وہابیت کی علامت ہیں اور کہیں نہیں ہیں۔

لہذا اس تفصیل کے مطابق فہم و برتاؤ کا حکم دیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ سنی المذہب شافعی امام کے پیچھے نماز اس وقت درست ہوگی جب کہ وہ طہارت و مسائل نماز میں ہمارے مذہب کے ارکان و شرائط کی رعایت کرتا ہو، یا یقین ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے۔ مثلاً اس کی طہارت ایسی نہ ہو جسے احناف کے نزدیک غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز ایسی ہو جو حنفیوں کے نزدیک فاسد ہو، تاہم حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے۔

اور اگر اس بات کا یقین ہو کہ اس نماز میں ارکان و شرائط نماز کی رعایت نہیں کی ہے تو نماز باطل محض ہے۔ البتہ اگر معلوم ہی نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے اور نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ، ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۱۴ پر ہے۔

نیز در مختار باب الامامت میں ہے۔ "ان یقن المرعاة لم یکرہہ أو عدمہا لم یصح، وان شک کرہہ"۔ ۱۷۰ (الدر المختار فوق رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر خوشیاں منانا، جلوس نکالنا مستحسن اور معمولات اہل سنت سے ہے اور اس سے انحراف وہابیت و دیوبندیت کی علامت ہے۔

زید کا قول درست نہیں اس طرح کے حیلے، بہانے وہابیہ، دیوبندیہ تلاش کرتے ہیں اگر کاروبار کا سلسلہ یونہی جاری رہا تو خوشی کا اظہار کیسے ہوگا، اس کے کہنے کے مطابق تو سب سے پہلے ان چٹھیوں کو بند کرنا چاہیے جو خاص کر انہیں بد اعمالیوں کے لیے ہوتی ہیں۔

مثلاً اتوار کے روز کی چٹھی کہ عام طور سے عوام الناس اس روز قلمیں دیکھتے ہیں اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر تیوہاروں کے موقع پر ایک غرض صحیح و عمل صالح کے لیے بندی ہوتی ہے، جس سے شوکت اسلامی کا اظہار ہوتا ہے۔

رہا مسئلہ قلم دیکھنے کا تو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس موقع پر عموماً مسلمان اس سے احتراز

کرتا ہے یونہی عیدین کے موقع پر بھی، اور اگر کہیں کچھ نادان ایسا کرتے ہیں تو ان کا وبال ان کے سر ہے، اس کی وجہ سے ایک جائز اور مستحسن کام ناجائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) سائل نے جو حدیث پاک نقل کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مجتہد صحابہ کی تقلید کی جائے، ایسے صحابہ کرام کی تعداد میں بائیس کے قریب ہے، باقی صحابہ کرام فروری نو پیدا مسائل میں انہیں کی طرف رجوع کر کے احکام معلوم کرتے اور ان کی تقلید کرتے تھے۔

مگر ان حضرات کے مذاہب فروری مسائل میں مدون نہ ہو سکے، اور آج ان کے قضایا و فتاویٰ کا جو ذخیرہ امت کے پاس موجود ہے وہ بہت تھوڑا ہے، کسی بھی ایک صحابی کے قضایا و فتاویٰ زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی نہیں ہیں، اس لیے ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب و سنت، اجماع و صحابہ کرام کے قضایا و فتاویٰ کی روشنی میں زندگی کے تمام شعبوں نیز مابعد الموت کے امور کے لیے اجتہادات فرمائے جو آج بھی پورے طور سے مدون شکل میں امت مسلمہ کے پاس محفوظ ہیں، اور ان چاروں مذاہب میں سے کسی بھی ایک مذہب کی تقلید سے صحابہ کرام کے فتاویٰ و قضایا پر عمل ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی کتاب و سنت پر اجماع بھی۔ اس لیے دو صدی بعد امت مسلمہ انہیں چار مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کی مقلد ہو گئی، اور آج ساری دنیا میں سوائے فرقہ ناریہ وہابیہ کے تمام اہل حق مقلد ہیں۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہابیہ کو بھی تقلید سے مفر نہیں، ان کے عوام اپنے علماؤں سے پوچھ کر ان کی بتائی ہوئی بات پر چلتے، اور ان کی تقلید کرتے ہیں۔ فرقہ ناریہ ہے کہ وہ اس دور جدید کے ملاؤں کی تقلید کرتے ہیں، اور دنیا کے مسلمان خیر القرون کے ائمہ اسلام کی۔

علاوہ ازیں غیر مقلدین کو خود ان کے امام نے یہ حق نہیں دیا ہے کہ وہ براہ راست قرآن و احادیث سے مسائل کا استنباط کریں۔ ابن القیم شاگرد ابن تیمیہ جو غیر مقلدین کا امام مانا جاتا ہے اس نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے "لا يجوز لاحد ان ياخذ بالكتاب والسنة مالم يجمع فيه شروط الاجتهاد۔ یعنی جس کے اندر شروط اجتہاد نہ ہوں اسے قرآن و سنت سے مسائل کا استخراج کرنا جائز نہیں" اھ

معلوم ہوا کہ مسائل کا استخراج کرنا مجتہدین کا کام ہے، اور غیر مجتہدین کو ان کی اتباع و تقلید کا حکم ہے۔ لہذا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید ضروری ہے، اور آج فرقہ ناجیہ انہیں چار مذاہب میں منحصر ہے، جو اپنی سے باہر ہے ناری، چہنمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) آپ جس علاقے میں ہیں وہاں تو اہل سنت و جماعت میں اور دیوبندیوں وہابیوں میں امتیاز اذان سے بھی، اور تکبیر سے بھی، اور دعا سے بھی، اور مسجدوں کے لیے طغرے جات سے بھی ہو جاتا ہے، اسے

آپ خوب سمجھتے ہیں۔

ایک پہچان وہ بھی ہے جو اجلہ علمائے مکہ معظمہ نے بیان فرمائی کہ جب ہندوستان سے کوئی آتا ہے تو ہم اس سے عاشق رسول امام احمد رضا خاں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، اگر وہ خوش ہوتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ سنی صحیح العقیدہ ہے، اور اگر چہرہ پر شکن لاتا ہے تو جان لیتے ہیں کہ بد عقیدہ و گمراہ ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ یہی ہمارے نزدیک معیار حق ہے "اولفظاً هذا معنا" پس آپ بھی یہی معیار حق اپنائیں اور مخاطب کے چہرے، پر بشارت یا شکن کی تحریروں سے اس کا عقیدہ پڑھنے کی کوشش کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد شاہ عالم قادری، جونپوری
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۲ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

چاند و سورج اور ستارے آسمان کے نیچے ہیں یا اوپر

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

"سرور القلوب" میں ہے۔ "روشنی آفتاب کی چوتھے آسمان سے بلکہ مشتری کی چھٹے آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے۔" (ص ۲۹۳) اور "اسلام اور چاند کاسفر" میں مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا ہے کہ "چاند و سورج اور ستارے آسمان کے نیچے ہیں۔" (ص ۶۷) بس ان دونوں قولوں میں کونسا قول حق و صواب ہے۔

المستفتی: مولانا محمد طیب علی قادری
خادم، مدرسہ انجمن اسلامیہ فیض العلوم دھنوجی خرد، فاضل نگر، کشی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ان دونوں قولوں میں کوئی تضاد نہیں۔ علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس قول "روشنی آفتاب کی چوتھے آسمان سے بلکہ مشتری کی چھٹے آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے۔" کا مطلب یہ ہے آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور مشتری چھٹے آسمان پر۔ بلکہ ایسا قریب ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ دونوں اس سے قریب ہیں اور قریب ہونے کی بنا پر ایسا کہنا اور لکھنا شائع و ضائع ہے۔ اور مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ارشاد "چاند و سورج اور ستارے آسمان کے نیچے ہیں۔" بھی اپنی جگہ مسلم ہے اور یہی جمہور مفسرین کا مذہب ہے۔ لہذا ان دونوں میں اصلاً کوئی تعارض نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: غلام احمد رضا
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۱ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

ایک حدیث شریف کے بارے میں سوال

مسئلہ کسی جنگ کا واقعہ ہے کہ کھانا ختم ہونے کے باعث صحابہ کرام بھوکے تھے تو حضرت بلال بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے عرض کیا بھوک لگی ہے تو سرکار نے فرمایا تو شہ دان جھاڑو جھاڑا گیا سات کھجوریں نکلیں سرکار نے اس پر اپنا دست رحمت پھیر دیا یہاں تک کہ سب کا پیٹ بھر گیا جس میں حضرت بلال نے اپنی گھلیاں گنیں تو وہ ۵۴ تھیں اور کھجوریں صرف سات تھیں ۵۴ حضرت بلال نے کھائیں باقی اور صحابہ نے کھائی رسول اللہ نے ہاتھ ہٹا لیا تو اب وہ سات کھجوریں موجود ہیں اگر یہ حدیث شریف آپ کے یہاں موجود ہو تو عبارت و ترجمہ کے ساتھ اس کے راوی کون ہیں اور کس جنگ کا واقعہ ہے کتب حوالہ صفحہ نمبر کے ساتھ لکھیں کرم ہوگا بیوا تو جروا۔

المستفتی: محمد ارشاد رضاروناہی، فیض آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کتب تواریخ و احادیث میں تلاش بسیار کے باوجود بھی کھجوروں کی تعیین سات اور ۵۴ چون نہیں بلکہ اصل واقعہ یہ مرقوم ہے کہ محمد بن عمر الواقدی نے اپنے شیوخ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ بنی سعد بن مریم کے ایک آدمی نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جب حضور تبوک میں تشریف فرما تھے، چند اور آدمی بیٹھے ہوئے تھے، حضور نے بلال کو حکم دیا یا بلال اَطْعِمْنَا اے بلال ہمیں کھانا کھلاؤ حضرت بلال نے چڑے کا دسترخوان بچھایا پھر وہ کھجوریں جو کھی میں گوندھی ہوئی تھیں مٹھی بھر بھر کر آگے رکھنا شروع کر دیں حضور نے سب کو فرمایا کھاؤ ہم نے اتنی کھجوریں کھائیں کہ پیٹ بھر گیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اتنی مقدار میں کھجوریں تھیں کہ میں اکیلا انہیں کھا جاتا لیکن اب ہم سب سیر ہو گئے ہیں سرکار دو عالم نے فرمایا کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے مومن صرف ایک آنت سے۔

دوسرے دن بھی میں اسی وقت حاضر ہوا تاکہ میرے ایمان میں مزید چنگی ہو میں نے دیکھا کہ دس آدمی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ارد گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں حضور نے فرمایا اے بلال کھانا لاؤ اور ہمیں کھلاؤ حضرت بلال نے اس قبلی سے مٹھی بھر بھر کر پھر کھجوریں نکالنی شروع کر دیں وہ کھجوریں نکالتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے جاتے اخرج ولا تخشی من ذی العرش اقلالا۔ اے بلال کھجوریں نکالتے جاؤ عرش کے مالک سے بیاندیشہ مت کرو کہ کھجوریں کم ہو جائیں گی۔ آپ ایک اور بوری لائے اور اس کو انڈیل دیا میں نے اندازہ لگایا کہ وہ دو دو تھیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھجوروں پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ سب حاضرین نے میرے سمیت خوب سیر ہو کر کھایا اس کے باوجود اس دسترخوان پر اتنی کھجوریں اب بھی موجود تھیں

جتنی حضرت بلال نے بکھیری تھیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے ان کھجوروں سے ایک دانہ تک بھی نہیں کھایا۔ تیسرے دن پھر صبح سویرے پہنچ گیا اور وہ لوگ بھی آ موجود ہوئے جن کی تعداد دس تھی سرکارِ دو عالم نے فرمایا یا بلال اطعمنا اے بلال ہمیں کھانا کھلاؤ حضرت بلال اس تھیلے کی باقی ماندہ کھجوریں لے آئے اور ان کو دسترخوان پر بکھیر دیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ ہم نے انہیں کھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ہم خوب سیر ہو گئے اور باقی کھجوروں کو اس تھیلے میں ڈال دیا گیا۔ الغرض تین دن تک اس تھیلے سے میں اور ہمارے ساتھی بھی سیر ہو کر کھاتے رہے۔ (بحوالہ سبل الہدیٰ ج ۵ ص ۶۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی
 ۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

جنگ بدر میں کتنے لوگ شہید ہوئے؟ ان کے نام کیا ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

جنگ بدر میں کتنے لوگ شہید ہوئے ان کے نام بتائیں۔ المستفتی: یاد علی، اوجھا گنج، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مسلمانوں کی طرف سے اس معرکہ میں کل چودہ صحابی شہید ہوئے تھے چھ مہاجرین سے اور آٹھ انصار سے۔ مہاجرین سے جو حضرات شہید ہوئے تھے ان کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبیدہ بن حارث (۲) حضرت عمرو بن ابی وقاص (۳) ذوالشمالین (۴) صفوان بن بیضاء (۵) مجع خادم عمر بن خطاب (۶) عاقل بن القریشی اور انصار اصحاب یہ ہیں (۱) سعد بن خثعمہ (۲) مبشر بن عبد المنذر (۳) یزید بن حارث (۴) عمیر بن حمام (۵) رافع بن معلی (۶) حارثہ بن سراقہ (۷) معوذ بن عفرأ (۸) عوف بن عفرأ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شرح الزرقانی میں ہے:

”وكان قد استشهد يوم بدر من المسلمين اربعة عشر رجلا: ستة من المهاجرين وثمانية من الانصار۔“

(وكان قد استشهد يوم بدر من المسلمين اربعة عشر رجلاً) قيل واسهم لهم صلى الله عليه وسلم (ستة من المهاجرين) عبدة بن الحارث ومجع مولى عمرو وعمير بن ابى وقاص وعاقل بن البكير و صفوان بن بيضاء الفهري وذو الشمالين۔

(وثمانية من الانصار) عوف بن عفرأ وحارثة بن سراقه ويزيد بن الحارث ورافع

بن المعلی و عمیر بن الحمام و ابن سعد (واثنان من الاوس) سعد بن خبیثہ و مبشر بن عبدالمذہب "ملخصاً" (ص ۳۲۵ ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: غلام مرتضیٰ مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۴ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سرور القلوب کی عبارت سے نوشیرواں کا عادل ہونا معلوم ہوتا ہے

اور اعلیٰ حضرت نے عادل کہنے کو کفر بتایا ہے ایسا کیوں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

علامہ تقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب "سرور القلوب" میں ایک اعتراض "احادیث معجزات حد تو اترا کونہ پہنچے پس اثبات نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔" کے جواب میں رقم فرمایا۔ "جواب اس کا یہ ہے کہ آحاد حالات سخاوت حاتم و عدالت نوشیرواں بھی متواتر نہیں مگر مجموعہ وقائع ان کے مورث یقین ہیں۔" (ص ۳۲۱)

پس اس سے واضح و آشکارا ہے کہ نوشیرواں عادل تھا۔ حالانکہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان "ملفوظ" میں ایک سوال "نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟" کے جواب میں رقم طراز ہیں کہ "نہیں" اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام۔" (ج ۴ ص ۶) دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں قولوں میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟

المستفتی: مولانا طیب علی قادری، خادم، مدرسہ انجمن اسلامیہ فیض العلوم دہنوجی خرد، قاضی نگر، کشمی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بلاشبہ نوشیرواں کے احکام کو حق جان کر اسے عادل کہنا کفر ورنہ حرام ہے۔ رہا علامہ تقی علی

خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشاد "آحاد حالات سخاوت حاتم و عدالت نوشیرواں بھی متواتر نہیں مگر مجموعہ وقائع ان کے مورث یقین ہیں۔" سے نوشیرواں کی عدالت کا مترشح ہونا تو یہاں عدالت سے مراد رعایا کی دادستانی اور فریادری ہے کہ عرف میں اسے عدالت سے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ محدث علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔ "نزد محمدین این درست نیست، وچوں درست باشد وصف شرک، بعدل و حال آن کہ شرک ظلم عظیم است، قال اللہ تعالیٰ - اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔" وہی گوید کہ مراد بعدل اس جا یا است رعیت و دادستانی و فریادری است کہ اہل عرف آں را عدلی

خوانند۔“ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۲۲۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد غلام احمد رضا
۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضرت ہارون علیہ السلام تشریحی نبی تھے یا غیر تشریحی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ اس وقت ناچیز کے سامنے محقق عصر حضرت علامہ سید محمد مدنی جیلانی کی کتاب ”نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس“ ہے۔ آپ اس کے صفحہ ۲۶ پر اس حدیث ”قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي عليهما الصلاة والسلام“ کے تحت لکھتے ہیں۔ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ اشارہ کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں غیر تشریحی نبی کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دیدی ہے اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام غیر تشریحی نبی تھے اب حاصل ارشاد یہ ہوا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ تشریحی نہ ایسا جیسے حضرت ہارون علیہ السلام تھے یعنی غیر تشریحی۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علامہ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو غیر تشریحی نبی تحریر کیا۔ تفسیر کبیر میں امام رازی قدس سرہ فرماتے ہیں ”ان الآية تدل على ان معجزات موسى عليه السلام كانت معجزات هارون عليه السلام ايضاً وان النبوة كما انها مشتركة بينهما فكذلك المعجزات (سورہ مؤمن آیت نمبر ۵)

اب سوال یہ ہے کہ معجزات میں ایک تو ریت شریف بھی ہے لہذا حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام دونوں پر کتاب شریف نازل ہوئی اور کتاب شریف میں شریعت کا بیان لہذا دونوں صاحب شریعت نبی ہوئے تو پھر حضرت ہارون علیہ السلام کس طرح غیر تشریحی نبی ہوں گے۔ امید کہ حوالات سے ناچیز کے اس سوال کو حل فرمائیں گے۔ فقط والسلام۔

المستفتی: محمد نظام الدین مصباحی

M.N Misbahi, 108 Rishton lane BOL. Ton. U.k.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بلاشبہ حضرت سیدنا ہارون علی نبینا وعلیہ الصلاة والسلام غیر تشریحی نبی تھے کیوں کہ تشریحی سے مراد صاحب شریعت اور رسول کے ہیں اور حضرت ہارون علیہ الصلاة والسلام رسول نہیں تھے کیونکہ رسول وہ ہے جس پر کتاب نازل ہو یا وہ نئی شریعت لے کر آئے اور ما قبل کی شریعت کے احکام کے لیے ناسخ ہو اور ظاہر

ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی اور نہ وہ ما قبل کی شریعت کے لیے ناسخ تھے بلکہ ان کو موسیٰ علیہ السلام کی تقویت کے لیے نبوت کے مرتبہ پر فائز کیا گیا تھا، اسی التفسیر الکبیر میں ہے "ان الرسول من الانبیاء من جمع الی المعجزة الكتاب المنزل علیہ والنہی غیر الرسول من لم یزل علیہ کتاب وانما امر ان یدعو الی کتاب من قبلہ والثانی ان من کان صاحب المعجزة وصاحب الكتاب ونسخ شرع من قبلہ فهو الرسول ومن لم یکن مستجباً لهذه الخصال فهو النہی غیر الرسول وهؤلاء یلزمہم ان لا یجعلوا اسحق و یعقوب و ایوب و یونس و ہارون و داؤد و سلیمان رسلاً لانہم ما جاء و اب کتاب ناسخاً" (ج ۸ ص ۲۳۶) اور معارف التنزیل شرح مدارک التنزیل میں ہے "ووهبنا لہ من رحمتنا من اجل رحمتنا لہ و ترؤفنا علیہ اذ اخاه مفعول ہارون بدل منه تہیئاً حال ای و ہبنا لہ نبوة اخیه والا فہارون کان اکبر سنأاً" (سورہ مریم ص ۲۳۹)

اور تفسیر کبیر کی مذکورہ عبارت سے استدلال تام نہیں اولاً اس لیے کہ توریت شریف دونوں پر نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی جس کا قرآن شریف میں کئی جگہوں پر تذکرہ ہوا ہے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل آیت ۲ میں ہے "وَاتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ" آیت ۱۵۳ میں ہے "اَتَيْنَا مُوسَى سُلْطَانًا مُّبِينًا" اور اسی تفسیر کبیر میں ہے "اما قوله" وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ، فقال القاضی معنای انہ سبحانہ خص موسی علیہ السلام بالکتاب الذی هو التوراة" (ج ۸ ص ۲۷۹) دوم حضرت ہارون علیہ السلام محض نبی تھے اور نبی پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوتی بلکہ رسول پر نازل ہوتی ہے۔

اور امام رازی نے جن مشترکہ معجزات کا ذکر فرمایا ان سے مراد عصا ید بیضا وغیرہ ہیں ان میں توریت شامل نہیں جیسا کہ اس کے آگے والی عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے "اختلفوا فی (الآیات) فقال بن عباس رضی اللہ عنہما ہی الآیات التسع وہی العصا والیدو الحجر والقمل و الضفادع والدم و انفلاق البحر والسنون والنقص من الثمرات" (ج ۸ ص ۲۷۸) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حسن رضا رضوی، گجراتی

۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

موئے مبارک کی زیارت کب کی جائے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ:

موئے مبارک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہ موئے مبارک شریف کی زیارت کب کی جائے؟

ہم نے سنا ہے کہ موئے مبارک شریف کی زیارت صرف ۱۲ ربیع النور کے دن ہی کرنی چاہیے۔ ہم نے موئے مبارک شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ مبارک اپنے گھر میں بڑے ہی تعظیم و ادب کے ساتھ رکھی ہے۔ اور اس کمرے میں صرف مرد حضرات ہی با وضو جاتے ہیں۔ دعا وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ کیا کسی خاص مبارک دن میں موئے مبارک شریف کی زیارت کی جاسکتی ہے؟ اگر زیارت کا حکم نہ ہو تو کیا ربیع النور کے اول بارہ مبارک دنوں میں زیارت کر سکتے ہیں؟

المستفتی: محمد عرفان ایڈوکیٹ، مالیگاؤں، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک شریف کو جب چاہیں با وضو ہو کر اس کا دیدار کر سکتے ہیں اس کے لیے کوئی خاص وقت معین نہیں ہے کہ صرف ۱۲ ربیع النور ہی کو زیارت کی جائے۔ بلکہ جس خوش نصیب مسلمان کے پاس یہ نعمت ہو وہ اگر ہر دن صبح و شام اس کی زیارت سے مستفیض ہو تو ایمان میں تازگی اور یقین میں پختگی پیدا ہوتی رہے گی۔ بلکہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتی رہے گی۔

لہذا یہ کہنا کہ صرف بارہ ربیع النور ہی کو زیارت کرنا چاہیے محض من گھڑت بات ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے جن جن کے پاس موئے مبارک شریف یادگیر تبرکات ہوا کرتے تھے تو وہ ہمیشہ ان کو اپنے پاس رکھا کرتے تھے، اور بعض نے تو وقت وصال وصیت فرمائی کہ ان تبرکات کو ہماری قبر میں رکھا جائے۔ حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ ان کو اس قمیص میں کنن دیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہنائی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن کے جو تراشے ان کے پاس تھے، وصیت فرمائی کہ انہیں منہ اور آنکھوں پر رکھ دیا جائے۔ اور اس کے بعد مجھے ارحم الراحمین کے پاس چھوڑ دیں۔ اسد الغابہ میں ہے کہ:

”ولما حطرت الموت أوصى أن يكفن في قميص كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كساه إياه وأن يجعل مما يلي جسده. وكان عدة قلامة أظفار رسول الله صلى الله عليه

وسلم، فأوصى أن تسحق وتجعل في عينيه وفمه، وقال افعلوا ذلك، واخلوا بيني وبين أرحم الراحمين" (ج ۵ ص ۲۲۳)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آثار شریف حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرک حاصل کرنے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ تبرک (تمثال نعلین شریفین) ہو قلم خالمین وشر شیطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے عورت دروزہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو زیارت روضہ اقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو جس لشکر میں ہونہ بھاگے جس قافلہ میں ہونہ لٹے جس کشتی میں ہونہ ڈوبے جس مال میں ہونہ چرے جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو موضع درد ومرض پر اسے رکھ کر شفا میں ملی ہیں مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں اس باب میں حکایات صحاح و روایات علماء بکثرت ہیں“ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۹۲)

یہ تو نعلین شریفین کی تمثال کے بارے میں ہے کہ جو اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھے وہ ان نعمتوں سے سرفراز ہوگا تو مومئے مبارک جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا ایک جزو ہے اس کو پاس رکھنے اور اس کا بار بار دیدار کرنے میں بدرجہ اولیٰ بے شمار فضیلتوں برکتوں اور نعمتوں سے سرفراز ہوگا۔

کتبہ: محمد آصف ملک علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا ”مزارت اولیاء شیطین کے اڈے ہیں جو وہاں جاتا ہے اس پر سوار

ہو جاتے ہیں؟“ وہاں سے کچھ لایا جائے تو اس کے ساتھ آ جاتے

ہیں؟ کیا اولیاء اللہ مدد کرتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) زید کا کہنا ہے کہ مزارت اولیاء خواہ مخدوم پاک کا ہو یا سید علی میراں داتا یا کسی اور بزرگ کا وہ سب اجنہ و شیطین کے اڈے ہیں جہاں بکثرت شیطین واجنہ رہتے اگر وہاں کوئی مرد یا عورت (جب کہ عورتوں کا حزارت پر جانا مطلقاً حرام ہے مگر پھر بھی کوئی عورت) جو کہ صحیح سالم ہو وہاں زیارت کے لیے جاتی

ہے تو اس پر شیاطین سوار ہو جاتے ہیں؟

(۲) زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر مزارات اولیاء سے کوئی چیز (مثلاً لوبان، صندل، پانی، تعویذات وغیرہ) بطور تبرک لائی جائے تو اس کے ساتھ بھی اجنبہ اور شیاطین آ جاتے ہیں اگر وہ تبرک کسی صحیح و سالم مرد یا عورت کو دیا جائے تو وہ شیاطین ان پر سوار ہو کر ان کی زندگی تباہ و برباد کرتے ہیں؟

(۳) زید سے جب پوچھا گیا کہ ہم غوث اعظم سے استمداد کرتے ہوئے یا غوث پکارتے ہیں تو مشکلیں آسان بھی ہو جاتی ہیں اور پریشانیاں حل بھی ہو جاتی ہیں یہ کیا ہے؟ تو زید نے جواباً کہا یہ مدد شیطان ہی کرتا ہے؟ لہذا مسائل مذکورہ کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں واضح فرمائیں اور زید کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ جب کہ زید انہیں باتوں پر مصر ہے؟

المستفتی: محمد فاروق خاں رضوی

مدرس مدرسہ فیضان غریب نواز شیراجی نگر چوٹیاں ناگور، راجستھان۔ 9772050397

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲) زید کا یہ کہنا کہ مزارات اولیاء کرام جنوں اور شیاطین کے اڈے ہیں اس لیے جو وہاں زیارت کے لیے جاتا ہے اس پر شیاطین سوار ہو جاتے ہیں یہ غلط و بے بنیاد اور اولیاء کرام کی شان میں سخت گستاخی ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ شیاطین حضرات اولیاء کرام سے دور بھاگتے ہیں جب کہ حدیث پاک ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اھ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۴) نیز ان کے وظائف جو دفع شیاطین کے لیے ہیں دلالت کرتے ہیں جب کہ دنیا شاہد ہے کہ حضرت مخدوم سمنانی حضرت سید علی میراں داتا یا سید سالار مسعود غازی اور بہت سے اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ جاتے ہیں اور آسیبی خلل و دیگر بیماریوں سے شفا یاب ہو کر واپس لوٹتے ہیں، اس لیے زید وہابی، دیوبندی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس طرح کی بکواس وہی لوگ کیا کرتے ہیں یا پھر اس کو کسی شیطان نے وہم میں مبتلا کر دیا ہے ایسے لوگوں سے دور و نفور رہیں اور ان کے بکواس پر ہرگز کوئی دھیان نہ دیں، یوہیں زید کا یہ کہنا کہ اگر مزارات اولیاء سے کوئی چیز بطور تبرک لائی جائے تو اس کے ساتھ اجنبہ و شیاطین آ جاتے ہیں اگر وہ تبرک کسی صحیح سالم مرد، عورت کو دیا جائے تو وہ شیاطین ان پر سوار ہو کر ان کی زندگی تباہ و برباد کر دیتے ہیں، بالکل غلط و بے بنیاد بلکہ جموٹا الزام ہے۔ ہاں عورتوں کی حاضری جائز نہیں اس لیے وہ اس سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اولیائے کرام کو عطاءئے رب تبارک و تعالیٰ کائنات میں تصرف کی طاقت و قوت حاصل ہے وہ لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”بہ تحقیق ثابت شدہ

است آیات و احادیث کہ روح باقی است و اور اعلم و شعور بزازاں و احوال ایساں ثابت است و ارواح کا ملاں راقربے و مکانتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر از اں و اولیاء را کرامات و تصرف در کواں حاصل ست و اں نیست مگر ارواح ایساں را و ارواح باقی ست و تصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانہ و ہمہ بقدرت اوست اہ

”ترجمہ“ آیات و احادیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور ان کے حالات کا علم ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کا طین کو جناب حق سبحانہ و تعالیٰ میں قرب و مرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انہیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر اور اولیاء کرام کی کرامت برحق ہے اور انہیں کائنات میں تصرف کی طاقت و قوت حاصل ہے یہ سب ان کی ارواح کرتی ہیں اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ جل شانہ ہے یہ سب کچھ حقیقت میں اس کی قدرت کا کرشمہ ہے اہ (اشعۃ اللمعات باب زیارة القیور (ج ۱ ص ۷۱۶))

فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ تفسیر عزیزی ہے ”استغراق انہاں بجہت کمال وسعت و تدارک آنہاں مانع توجہ بایں سمت نمی شود و ارباب مطالب و حاجات خود را ز انہاں می طلبند و می یابند، یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روانی فرماتے ہیں کہ ہاذہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے مظہر ہیں اہ (ج ۱ ص ۱۲۰)

لہذا زید پر لازم ہے کہ وہ مذکورہ اقوال شنیعہ سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ ایسے کلمات ہرگز زبان پر نہ لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہد رضا ہاشمی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضرت آدم علیہ السلام جنت اور دنیا میں کتنے سال رہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد والدہ کا نام کیا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اسلام مسئلہ ذیل کے بارے میں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام جنت میں اور دنیا میں کتنے کتنے سال رہے؟

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام کیا تھا؟

المستفتی: محمد اعجاز احمد خاں قادری سنی مرکز روما پوسٹ سریا، سدھارتھ نگر یو پی، پن نمبر 272207

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں قیام کے تعلق سے ائمہ تفاسیر کے چند اقوال ہیں

(۱) آپ غلہ بریں میں ایک ساعت رہے جنت کی یہ ایک ساعت ایک سو تیس سال کے برابر ہے، (۲) فردوس

بریں میں آپ کے اقامت کئی لاکھ سال ہے (۳) بعض روایتوں میں مدت اقامت ساٹھ سال ہے۔ یوں ہی ان کے دنیا میں قیام فرمانے کے تعلق سے بھی کئی اقوال ہیں (۱) امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ہزار سال تک روئے زمین پر آپ کا زندہ رہنا مشہور ہے (۲) ابن ابی خیشمہ کی تحقیق یہ ہے کہ آپ نو سو ساٹھ سال تک زندہ رہے (۳) آپ کی عمر شریف نو سو بیالیس سال ہوئی (۴) آپ کی عمر شریف لوح محفوظ میں ایک ہزار سال ہے اور تورات میں نو سو سال۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

”لبث آدم فی الجنة ساعة من نهار تلك الساعة ثلاثون ومائة سنة من ایام الدنيا“ (ج ۱ ص ۸۵ پ ۱، آیت ۳۶) البدایة والنهاية میں ہے ”قال الاوزاعی عن حسان هو ابن عطية مكث آدم فی الجنة مائة عام وفي رواية ستين عاماً“ (ج ۱ ص ۶۸) اتقان فی علوم القرآن میں ہے ”قال ابن ابی خيشمة عاش تسعمائة سنة وستين سنة وقال النووي في تهذيبه اشهر في كتب التواريخ انه عاش الف سنة“ (ج ۲ ص ۲۶۸) البدایة والنهاية میں ہے واختلف في مقدار عمره عليه السلام فقد منا في الحديث عن ابن عباس وابی هريرة مرفوعاً ان عمره اكتب في اللوح المحفوظ الف سنة وهذا لا يعارضه ما في التوراة من انه عاش تسع مائة وثلاثين سنة“ (ج ۱ ص ۸۲) ایسا ہی حیاء الحیوان اردو ج ۳ ص ۴۴۸، پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا نام ”تارخ“ تھا اور مشہور کتاب المعجائب الکرمانی میں ہے کہ آپ ”تارخ“ کے فرزند جلیل تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ”مثنیٰ“ تھا بعض نے ”لوقا“ اور بعض نے ”لیونا“ کہا ہے بعض نے امیلہ بتایا ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام یونا بنت کرینا ابن کرنی تھا، تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ و ابو ابراهیم اسمه تارخ“ (ج ۲ ص ۱۶۷ پ ۷ سورہ الانعام) اور ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۳۱۱ پر ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن میں ہے:

”حکاء الکرمانی فی عجائبه وهو ابن آزر واسمه تارخ مثنیٰ وراء مفتوحة و آخره حاء مهبله“ (ج ۲ ص ۲۸۶) اور البدایة والنهاية میں ہے ان اسم ام ابراهیم امیلہ ثم اور دعدہ فی خبر ولادتها له حکایة طويلة وقال الکلبی اسمها ”یونا“ بنت کرینا بن کرئی من بنی ارفخشذ بن سام بن نوح“ (ج ۱ ص ۱۳) فی قصة ابراهیم خلیل الرحمن) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شاہد رضا حسامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا مختار ثقفی دراصل محمد بن حنفیہ تھے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ایک مقرر نے اپنی تقریر میں یہ بیان کیا کہ مختار ثقفی جس نے قائلین امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی مگر دعوی نبوت کے باعث مرتد ہو گیا وہ درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ تھے انہوں نے اپنا نام تبدیل کر کے مختار ثقفی رکھ لیا تھا۔ تو کیا واقعی وہ حضرت علی کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ تھے جنہوں نے اپنا نام بدل کر مختار ثقفی رکھ لیا تھا؟ بیوا تو اجروا۔

المستفتی: مسعود عالم، نیو یونیم پلازہ بلڈنگ، نیا نگر میرا روڈ ایسٹ ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مقرر نے جو بات اپنی تقریر میں بیان کی ہے وہ متعدد وجوہ سے غلط موضوع و من گھڑت ہے حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ ہیں۔

نو لا تاریخ میں ایسا کہیں نہیں ملتا کہ محمد بن الحنفیہ نے اپنا نام بدل کر مختار ثقفی رکھ لیا تھا۔ ثانیاً اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو معاذ اللہ لازم آئے گا کہ محمد بن علی المعروف بابن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعوی نبوت کے باعث مرتد ہو گئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ یہ سراسر غلط اور ان پر بہتان طرازی ہے جو شرعاً ناجائز و گناہ ہے، حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ تابعی، ثقہ، اور صالح تھے اور خلیفہ عبدالملک کے زمانہ خلافت میں آپ کا وصال ہوا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے:

”محمد بن علی بن ابی طالب ابو القاسم و ابو عبد اللہ ایضاً و هو المعروف بابن الحنفیة و كانت سوداء سنديّة من بنی حنفیة اسمها خولة ولد محمد في خلافة عمر بن الخطاب و كان محمد بن علی من سادات قریش و قدم المدينة فمات بها في هذه السنة و دفن بالبقيع مملخصاً (ج ۹ ص ۳۲)

تہذیب التہذیب میں ہے ”قال العجلی تابعی ثقة كان رجلاً صالحاً یکنى ابا القاسم قال ابراهيم بن جنيد لا نعلم احداً سندا عن علی ولا اصح مما اسند محمد۔ (ج ۵ ص ۲۴۷)

ثالثاً مختار ثقفی جس نے حضرت امام رضی اللہ عنہ کے قائلین کے بارے میں بڑا شاعر کا نامہ انجام دیا اس کے تعلق سے تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۹ میں ہے کہ مختار ثقفی کو حضرت محمد بن علی حنفیہ نے ہی خون حسین کا بدلہ لینے کے لیے مامور کر کے کوفہ بھیجا تھا اور جب کوفیوں نے مختار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تھا ہاں میں نے اس کو خون حسین کا بدلہ لینے پر مامور کیا ہے اس وجہ سے لوگوں کا رجحان مختار کی

طرف اور بڑھ گیا اور اس نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنا شروع کیا اور ظالمین اہل بیت کو نیست و نابود کر دیا لیکن آخر میں وہ دعویٰ نبوت کر کے مرتد ہو گیا (العیاذ باللہ)

دابعاً حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب مختار ثقفی کے دعویٰ نبوت کی خبر ملی تو آپ نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ فرمایا جو مختار پر غالب ہوا اور ماہ رمضان ۶۷ھ میں اس بد بخت کو قتل کیا۔ اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے سن وصال میں گو کہ مورخین کا اختلاف ہے کہ کسی نے ۷۰ھ بتایا ہے، کسی نے ۸۰ھ کسی نے ۹۳ھ بتایا مگر یہ اس سے مختلف ہے جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں ہے "وفی ایام ابن الزبیر کان خروج المختار الکذاب الذی ادعی النبوة فجهز ابن الزبیر لقتاله، الی ان ظفر به فی سنة سبع و سنین وقتله لعنه الله. (ص ۲۱۳)

اور تہذیب التہذیب میں ہے "ومات (محمد الحنفیة) سنة ثلاث و سبعین و قیل سنة ثمانین، و قیل سنة احدى، و قیل اثنتین و ثمانین و قیل اثنتین، و قیل ثلاث و تسعين و قیل غیر ذلك (ج ۵ ص ۲۲۸) یہ مقرر کوئی جاہل شخص ہے اس پر لازم ہے کہ اپنی اس جہالت اور بکواس سے توبہ کرے اور عوام پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو ہرگز ہرگز تقریر کے لیے مدعو نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کتبہ: محمد انوار الحق قادری

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

یہ واقعہ کیسا ہے کہ حضرت بلال نے اذان نہیں دیا تو صبح نہیں ہوئی؟

کیا آپ کا تلفظ صحیح نہیں تھا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک کتاب خطبات ربانی نام کی ہے اس میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور سے صحابہ نے کہا کہ حضرت بلال کو اذان دینے سے منع فرمادیں کیوں کہ ان سے کلمات اذان صحیح ادا نہیں ہو پاتے حضور نے ان کو عشاء کے بعد منع فرمادیا فجر کی اذان بلال نے دیا نہیں جس کے باعث صبح نہیں ہوئی، پھر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ حضور نے فرمایا ابھی حضرت جبریل آئے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب تک بلال اذان نہیں دیں گے صبح طلوع نہیں ہوگی۔ بہر حال بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دیا پھر صبح ہوئی، اس میں یہ فقرہ بھی ہے سین بلال عند اللہ شہین۔ کیا یہ واقعہ درست ہے؟ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی

میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ المستفتی: لال بابو قریشی جو بے پورکان پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب خطبات ربانی نام کی کتاب میں مذکور یہ واقعہ موضوع و من گھڑت ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کلمات اذان صحیح ادا نہیں ہو پاتے تھے بالفرض اگر ان کا تلفظ صحیح نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں موزن مقرر نہ فرماتے اس واقعہ کو صحیح ماننے کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک کم زوری کا انتساب بھی ہے کہ آپ نے ایک غلط خواں کو موزن مقرر فرمایا تھا۔

البدایة والنهاية میں ہے: "وكان بلال ندى الصوت حسنة فصيحاً وما يروى سنين بلال عند الله شين" فليس له اصل۔ ۱۱ھ (ج ۲ ص ۵۷ مدار احياء التراث العربی بیروت)

یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز خوش آواز اور فصیح تھے اور جو کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ بلال کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ (ماخوذ از شارح بخاری) مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان ماہ نامہ اشرفیہ دسمبر ۱۹۹۶ء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد غلام احمد رضا
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۲ جمادی الاخرہ ۱۴۲۹ھ

زید خازن مسجد و مدرسہ تھا انتقال کے بعد اس کے پاس سے تین تھیلیاں ملیں

ایک پر مسجد لکھا ہے ایک پر مدرسہ تیسری پر کچھ نہیں تو اسے کہاں خرچ کریں؟

مسئلہ زید خازن مسجد و مدرسہ تھا اس کا پیسہ جمع کرنے کے لیے دو تھیلی رکھی تھی اس پر مسجد و مدرسہ

لکھ رکھا تھا اس میں اس مد کی رقم جمع کرتا رہتا تھا۔ پوری آبادی کے لوگوں کو اس پر بہت اعتماد تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد بھائیوں اور بھتیجوں کو خازن بنایا گیا تو ان لوگوں کو تحویل امانت میں تین تھیلیاں ملیں۔ اس میں ایک تھیلی ایسی بھی ہے جس پر کسی مد کے بارے میں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ اب ان لوگوں کو یہ پریشانی لاحق ہے کہ اس میں کی رقم کس مد میں صرف کی جائے۔ کسی دوسرے کی رقم بھی ان کے پاس امانت نہیں رکھی جاتی تھی۔ اگر ہوتی تو کوئی شخص آبادی کا طلب گار ہوتا۔ اور اپنی ذاتی رقم کو کسی تھیلی میں رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ ان کی عادت تھی۔ اس رقم کی تفتیش کی گئی تو اس رقم کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ نامعلوم تھیلی کی رقم کس مد میں صرف کی جائے۔ یا خیرات

کردی جائے جو حکم شرع ہو بیان فرمائیں۔ المستفتی: قاضی اطیوح الحق عثمانی قادری رضوی

مقام علماء الدین پورڈاک خانہ سعد اللہ نگر ضلع بلرام پور (یوپی) پن 271307

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سوال میں مذکور ہے کہ ان لوگوں کو تحویل امانت میں تین تھیلیاں ملیں اس میں ایک تھیلی ایسی بھی ہے جس پر کسی مد کے بارے میں کچھ لکھا نہیں ہے، اس عبارت سے ظاہر ہے کہ دو تھیلیاں ایسی ہیں جن پر یہ مد لکھا ہے صرف ایک تھیلی پر مد نہیں لکھا ہے۔ جن دو تھیلیوں پر مد لکھا ہوا ہے ان کی رقیں لکھے ہوئے مد میں صرف کی جائے۔ رہی وہ تھیلی جس پر کچھ نہیں لکھا ہے وہ زید کی اپنی تھیلی ہونی چاہیے پہلے یہ اعلان کر دیں کہ اگر کسی نے زید کے پاس کچھ امانت رکھا ہو تو بتادے اگر بار بار کے اعلان کے بعد بھی کوئی سامنے نہ آئے تو زید کے وارثین اگر سب عاقل بالغ ہوں وہ عند اللہ اپنا اپنا دامن صاف رکھنے اور شبہ سے بھی بچانے کے لیے یہ کریں کہ اس تھیلی کا آدھا مال مدرسہ میں اور آدھا مال مسجد میں دے دیں۔ اور اگر وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوں تو باہم بھی قانون میراث کے مطابق تقسیم کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد انوار الحق قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا لڑکیاں سجادہ نشین ہو سکتی ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

حضرت سید شاہ محمد عطا اللہ صاحب عطاء اللہ کلیمان شریف سجادہ نشین و متولی حضرت پیر بالے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے ورثہ کی تفصیل اس طرح ہے دو صاحبزادے۔

(۱) محمد ثناء اللہ صاحب سجادہ نشین و متولی درگاہ بالے پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) محمد ضیاء اللہ صاحب۔ تین صاحبزادیاں حسب ذیل ہیں (۱) مصطفیٰ سلطانہ زوجہ عبدالرشید صاحب

میلنگہ (۲) مسرت سلطانہ زوجہ عبدالقادر صاحب بسوکلیمان (۳) مجاہد سلطانہ زوجہ عبدالسلیم صاحب بیدر۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ پیر بالے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ پر کلیمان میں اور ان کا سالانہ عرس شریف ۱۴ شعبان المعظم کو ہوتا ہے اب ان دونوں فرزندوں کے انتقال کے بعد جب کہ ان دونوں کی کوئی اولاد نہیں ایسی صورت جب کہ ان کی تینوں صاحبزادیاں باحیات ہیں ان تینوں بیٹیوں میں سے کس بیٹی کو اس کام کی ذمہ داری ملنی چاہیے جو شریعت کے مطابق ہو اور بخوبی عرس کا کام انجام پاتا رہے، اس مسئلہ پر مفتیان کرام کی کیا

رائے ہے تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی فقط۔

المستفتیہ: مصطفیٰ سلطانہ زوجہ عبدالرشید صاحب، میلنگہ، ٹاٹور، مہاراشٹر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب لڑکیاں سجادہ نشین نہیں بن سکتیں ”فتاویٰ رضویہ مترجم، میں ہے ”اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضروری ہے لہذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لن یفلح قوم ولوا امرهم امراة رواہ الاحمہ احمد والبخاری والترمذی والنسائی
عن ابی ہکمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳ (ج ۲۱ ص ۴۹۴)

میر بادلے شاہ کے سلسلہ ارادت میں اگر کوئی مرید سنی صحیح العقیدہ عالم، صالح غیر فاسق ہوں تو ان کو سجادہ نشین مقرر کریں اور وہی عرس کے انتظامات کریں یہ مسئلہ میراث کا نہیں ہے کہ باپ مر گیا تو اس کا ترکہ اس کے بیٹے اور بیٹیوں کو ملے بلکہ اس کا تعلق اہل سنت اور قابل خلافت ہونے پر ہے۔

جو اہل ہو اور خلافت اور سجادہ نشینی کے قابل ہو وہی سجادہ نشین ہوگا اور اس کے ذریعہ سلسلہ جاری ہوگا
عطاء اللہ شاہ کی لڑکیاں سجادہ نشین نہیں بن سکتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: فیاض احمد برکاتی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ ربیع النور ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ہندی انگریزی اور دیگر زبانوں میں تراجم قرآن کی اشاعت

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کہتا ہے کہ قرآن کریم کو ہندی، انگریزی و دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا پھر جگہ اس کی اشاعت کرنا مناسب نہیں کہ اس سے کفار و مشرکین مطالب قرآن کریم پر مطلع ہو جاتے ہیں اور جو کچھ احکام ان کے خلاف وارد ہیں اس میں عیب نکالتے ہیں اور پوری دنیا کے سامنے اس کی عظمت کو چیلنج کرتے ہیں۔

المستفتی: محمد اعجاز احمد سائن ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب قرآن کریم کلام الہی اور سرچشمہ رشد و ہدایت ہے اس کے بارے میں زید کا یہ کہنا کہ ترجمہ قرآن کریم کی غیر زبانوں میں اشاعت مناسب نہیں، بے جا بات ہے اس کی یہ دلیل کہ ”اس سے کفار و مشرکین قرآنی معانی و مطالب پر مطلع ہو کر اسلام پر اعتراض کرتے ہیں ناقابل اعتناء ہے۔“

لولا تو قرآن کریم ہر عیب و نقصان سے پاک ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ نے کلام مقدس میں ارشاد فرمایا ہے: "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَأْتِيهِ مِنْ حَيْثُ يَنْتَهِبُ" (سورہ الخم السجدہ ۴۲)

ثانیاً جن آیتوں پر غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں ان کا تفسی بخش جواب دیا جائے نہ کہ اسکی وجہ سے ایک نفع بخش کام ہی کو بند کر دیا جائے۔

ثالثاً اسلام کے آغاز ہی سے اسلام دشمن عناصر ہر طرح سے قرآن دشمنی میں لگے ہوئے ہیں جب مسلمانوں کی جانب سے قرآن کریم کو ہندی، انگریزی و دیگر زبانوں میں ترجمہ کر کے اس کے پیغامات کو پوری دنیا میں پہنچانے کا رواج بھی نہ ہوا تھا اس وقت بھی یہ مفسد عناصر اپنے ناپاک مقاصد کے لیے سرگرم عمل تھے اور قرآن کریم پڑھ کر دوسری زبانوں میں ترجمہ کر کے اس کی عیب جوئی میں لگے رہے تھے۔

ان زبانوں میں اس کے تراجم و تفسیر سے یقینی طور پر یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ جن قلوب و اذہان تک آج تک اسلام کا یہ آفاقی پیغام نہ پہنچا ہو پہنچ جائے گا اور جن کی قسمت میں رشد و ہدایت ہوگی وہ مشرف باسلام ہو کر دونوں جہاں کی نعمتوں سے سرفراز و شاد کام ہو جائیں گے۔

زید پر لازم ہے کہ اپنے قول سے رجوع کرے اور آئندہ ایسی بے جا رائے پیش کرنے سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: فیاض احمد البرکاتی مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ، سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھو سلام، یہ شعر پڑھنا کیسا ہے؟
 کیا کلمہ ترضی صرف صحابہ کے ساتھ خاص ہے؟ سرکار کے والدین مومن ہیں یا نہیں؟
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت مسائل ذیل میں کہ

(۱) اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر یہ شعر جو دوران سلام (ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ۔ سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام) پڑھنا جائز ہے یا نہیں جب کہ ہمارے شہر کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت سید نہیں تھے بریں بنا اس شعر کو نہ پڑھایا جائے۔

(۲) لفظ رضی اللہ عنہ کہنا صرف ان صحابہ کے ساتھ خاص ہے جنہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت ایمان میں باحیات دیکھا لہذا یہ لفظ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے علاوہ کسی اور کے لیے بھی جائز نہیں خود

سرکار کے والدین کے لیے بھی جائز نہیں کیونکہ ان دونوں حضرات نے بھی سرکار کو ایمانی حالت میں نہیں دیکھا۔
 (۳) حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ چونکہ سرکار کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں انتقال فرما گئے تھے
 لہذا یہ دونوں حضرات مسلمان ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔ المستفتی: محمد غالب رضا خاں قادری فیکم گڑھا ایم پی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) اس شعر میں سید سے مراد اس کا لغوی معنی ہے یعنی سردار آقا امام یہاں سید سے ذات
 برادری مراد نہیں جو ہندوستان کے عرف میں سمجھی جاتی ہے۔ لہذا یہ شعر بجا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ
 والرضوان ضرور ہمارے سردار، آقا اور امام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲-۳) بزرگان دین کے نام کے ساتھ بھی ترضی یعنی رضی اللہ عنہ کہنا اور لکھنا جائز ہے۔ صحابہ کرام
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ اس کی خصوصیت ثابت نہیں بلکہ قرآن مجید میں صحابہ کرام اور ان کے
 تابعین سب کے لیے فرمایا گیا رضی اللہ عنہم۔ قال اللہ تعالیٰ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
 وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ، ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ
 اھ (پ ۳۰ سورینہ)

البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام کے ساتھ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اور تابعین اور ان
 کے بعد کے علماء و صالحین کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ کہنا اور لکھنا مستحب ہے۔ لیکن اس کا عکس بھی
 جائز ہے جیسا کہ در مختار رد المحتار مسائل شفی میں ہے۔

يستحب الترضى للصحابة والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد و
 سائر الاخير و كذا يجوز عكسه وهو الترحم للصحابة والترضى للتابعين ومن بعدهم على
 الرابع ۱۰۱ (ج ۶ ص ۵۴)

اور امام محدثین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکاۃ جلد اول ص ۲۷ پر حضرت
 عبداللہ بن مبارک، حضرت لیث بن سعد حضرت امام مالک بن انس حضرت داؤد طائی، حضرت ابراہیم بن
 ادہم، اور حضرت فضیل بن عیاض وغیرہم کو رضی اللہ عنہم اجمعین لکھا ہے حالانکہ ان میں سے کوئی صحابی نہیں۔ اس
 کے علاوہ دیگر کتب معتبرہ میں بھی اکثر جگہ ائمہ کرام کے اسماء کے ساتھ ترضی مکتوب و مذکور ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ماجدین مسلمان ہیں بلکہ سرکار علیہ السلام کے والدین کریمین سے
 لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک جتنے بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آباء کرام ہیں اور امہات ہیں سب
 کے سب طاہرین و طاہرات اور اہل ایمان و توحید ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يزل الله ينقلني من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات وفي رواية من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجني من بين ابوي۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل کرتا رہا صاف ستھرا آراستہ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے لشکموں میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ (الدد المنشور للسیوطی ج ۳ ص ۹۲۴ بحوالہ جامع الاحادیث ج ۲ ص ۳۸۵)

اور آپ کے والدین کریمین حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تو صرف مومن ہی نہیں بلکہ صحابہ رسول بھی ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”حضرات ابویں کریمین رضی اللہ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت وہ صرف اہل توحید تھے بعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان پر اتمام نعمت کے لیے اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح انہیں زندہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر شرف صحابیت پا کر آرام فرمایا لہذا حکمت الہیہ یہ کہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جب کہ قرآن پورا اتر گیا اور اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَنْتُمْ عَلَيْنَا نِعْمَتِي نے نزول فرما کر دین الہی کو تام و کامل کر دیا تاکہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو“ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۶۲)

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے بھی رضی اللہ عنہ لکھنا اور کہنا مستحب و جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبۃ: محمد ارشد رضا مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

کنیت میں جو لفظ اب ابن وغیرہ ہوتا ہے اس کا معنی مقصود ہوتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ شارح بخاری علیہ رحمۃ الباری ”نہجۃ القاری“ جلد اول صفحہ ۲۳۹ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہرہ ہرہ کی تفسیر ہے ہرہ کے معنی ہیں بلی اور ہریرہ کے معنی بلیا اور ”ابو ہریرہ“ کے معنی بلیا کے باپ۔ اس پر گزارش ہے کہ کنیت میں جو لفظ اب یا ابن یا ام وغیرہ ہوتا ہے۔ اس کا معنی مقصود ہوتا ہے کہ نہیں؟ زید ابو ہریرہ کے معنی ”بلیا کے باپ“ کی تخیل کرتے ہوئے یہ

تقریر کر رہا ہے کہ ابو ہریرہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے اور وہ علم کے قسم ہے اور علم معرفہ کی قسم ہے اور معرفہ اسم کی قسم ہے اور اسم کلمہ کی قسم ہے۔ اور کلمہ میں افراد محتر ہے تو (کلمہ) مفرد ہوا۔ لہذا اس کی قسم در قسم یعنی کنیت بھی مفرد ہے۔ پس بلیا کے باپ یعنی مرکب اضافی کہنا غلط ہے۔ زید اپنے قول میں کہاں تک حق بجانب ہے؟

المستفتی: مجیب الرحمن رضوی کشی نگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب کنیت میں کہیں اضافت مقصود ہوتی ہے، کہیں نہیں۔ جیسے وہ کنیتیں جن میں ابوت مقصود نہیں ہوتی جیسے ابو یوسف، ابو صالح، ابو یزید، ابو بکر وغیرہ یہاں اضافت ملحوظ نہیں ہے بلکہ صرف تعظیم مقصود ہے۔ اور بہت سی جگہوں پر اضافت ملحوظ مقصود ہوتی ہے جیسے ابن عمر، ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔ ابو ہریرہ میں اضافت ملحوظ مقصود ہے اس کا شاہد وہ واقعہ ہے جس کی مناسبت سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ابو ہریرہ فرمایا اور اس کا انکار بیجا ضد ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک چھوٹی بلی تھی اسے آستین میں رکھے رہتے ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا فرمایا“ اے ابو ہریرہ“ اب یہی عام و خاص کے زبان زد ہو گیا“ اھ ملخصاً (نزہۃ القاری ص ۲۳۹ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتابتہ: فیض محمد قادری مصباحی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۰ جمادی الآخرہ ۱۴۲۲ھ

زنا کرنے والا مسلمان رہ جاتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں۔ زید نے ایک کتاب لکھی زید غیر عالم صرف اردو خواں ہے سنی صحیح العقیدہ شخص ہے اس نے اپنی تصنیف کردہ کتاب قرینہ زندگی کے ص ۱۱۵ میں ایک حدیث پاک نقل کی ہے ملاحظہ ہو من زنی او شرب الخمر نزع اللہ منه الايمان كما يخلع الانسان القميص من رأسه اھ زید نے حدیث مذکور کی تشریح یوں کی ہے اس حدیث کو پڑھ کر وہ لوگ دل سے سوچیں جو لوگ پیشہ ور عورتوں کے پاس جاتے ہیں اور زنا کرتے ہیں کیا وہ لوگ اس کام کو کرنے کے بعد بھی ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں اب بھی وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھ رہے ہیں تعجب ہے کہ کوئی مسلمان ہو اور زنا کرے حیرت ہے کوئی مسلمان ہو اور زنا کرے ایسے لوگ اب بھی ہوش میں آجائیں ورنہ انہیں موت ہی ہوش میں لانے کی لیکن یاد رہے اس وقت کا ہوش کسی بھی کام نہیں ہوگا اس وقت ہوش آیا تو پھر کس کام کا۔“ زید نے اپنی طبیعت سے حدیث مذکور کی جو تشریحات کی ہیں کیا وہ درست ہیں یا زید پر لازم ہوگا کہ وہ توبہ کرے اور گزشتہ

ایڈیشن کی کتابوں میں مذکورہ عبارت و تشریحات کا تحریری رد کرے؟

دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں ”پانی پر صرف دعا کر کے ہی دم کریں اس میں کلی نہ کریں کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا ہمارا تھوک و کلی کیا ہوا پانی ناپاک ہے۔“ تھوک و کلی کیسے ہوئے پانی کو ناپاک کہنا کیسا ہے؟

زید نے اپنی کتاب قرینہ زندگی کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے کہ ”آج کے اس دور میں اکثر ہمارے مسلمان نوجوان کافر و مشرک مورتی پوجنے والی عورتوں سے نکاح کرتے ہیں اور نکاح کے بعد انہیں مسلمان بناتے ہیں یہ بہت غلط طریقہ ہے“ زید نے اکثر مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرایا ہے جب کہ اکثر کا اطلاق نہیں ہوتا اور نکاح سے قبل ہی کلمہ پڑھا کر مسلمہ بنا لیا جاتا ہے پھر نکاح ہوتا ہے زید کی مذکورہ بالا عبارتوں کے بارے میں از روئے شرع احکام صادر فرمائیں؟ المستفتی: عمران ٹیل، دارالعلوم طیب الاسلام، رضا کالونی، شانتی نگر ناگپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہرگز ایمان سے خارج نہیں ہوتا اس لیے کہ ما جاء به الرسول کی تصدیق جو کہ حقیقت ایمان ہے گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ شرح عقائد ص ۱۰۷ میں ہے لا ینخرج العبد المؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی هو حقیقة الایمان ۱۰

سوال میں مذکورہ حدیث اور اس قسم کی دوسری حدیثیں جن میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ زنا کرنے والا یا شراب پینے والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے یا مؤمن نہیں رہتا اس کا مطلب یا تو کمال ایمان یا نور ایمان ہے یعنی ان گناہوں کے وقت مجرم سے نور ایمان نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ مشکاة شریف ص ۱۷ میں ہے لا یکون هذا مؤمناً تماماً ولا یکون له نور الایمان لهذا لفظ البخاری ۱۰ اور طیبی شرح مشکوة ص ۵۰۶ پر ہے ”هذا واشباهه لنفی الکمال ای لا یکون کاملاً فی الایمان ۱۰“

زید نے شرح حدیث کے ضمن میں جو کچھ کہا ہے اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ اس کی مراد ایمان سے ایمان کامل اور مسلمان سے کامل مسلمان ہو اس لیے اس پر یہ الزام نہ ہوگا کہ وہ مرتکب زنا کو خارج از اسلام سمجھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور کلی کیا ہوا پانی ماء مستعمل ہے جب کہ کلی کرنے والا با وضو نہ ہو اور ماء مستعمل پاک ہے ناپاک نہیں کہو کہ غیر مطہر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۲ میں ہے ”ان الماء المستعمل لیس بطہور۔ قال محمد رحمہ اللہ هو طاهر وهو رواية عن ابی حنیفة رحمۃ اللہ تعالیٰ وعلیہ الفتویٰ ۱۰۔ یوں ہی آدمی کا تھوک بھی پاک ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خزائنہ المغتین کے حوالہ سے تحریر فرماتے

ہیں "الخارج من البدن علی ضربین طاہر ونجس فخرج الطاهر لا ینتقض الطہارۃ کالدمع والعرق والبزاق" (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۶)

لہذا زید کا یہ لکھنا کہ ہمارا تھوک اور کلی کیا ہوا پانی ناپاک ہے قطعاً غلط ہے، پانی میں کلی کرنے کو نظیف طبیعتیں ناپسند کرتی ہیں اس لیے پانی میں کلی کرنا درست نہیں نہ یہ کہ وہ ناپاک ہے۔ آئندہ ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح اور پچھلے ایڈیشنوں میں چھپ چکے غلط مسئلے کی تردید اس پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور کتاب قرینہ زندگی ص ۱۰ کی عبارت بھی محل نظر ہے اکثر مسلمان ہرگز ایسے نہیں جو غیر مسلمہ اور مشرکہ عورتوں سے نکاح کر کے پھر انہیں مسلمان بناتے ہوں بلکہ چند آزاد خیال دین و مذہب سے رابطہ نہ رکھنے والے نوجوان ایسا کرتے ہوں گے اور جنہیں دین سے لگاؤ ہے وہ ایسا نہیں کرتے۔

لہذا زید آئندہ ایڈیشن میں اکثر مسلمان کے بجائے کچھ نام نہاد مسلمان لکھے اور بلا وجہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

یہ کہنا کہ "۷۸۶۔ بسم اللہ نہیں ہری کشن کا عدد ہے" صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ۷۸۶ ہوتے ہیں یا نہیں۔ زید ایک مسجد کا امام ہے اس کا کہنا ہے کہ بسم اللہ شریف کے اعداد ۷۸۶ ہیں ہی نہیں ہاں البتہ "ہری کشن" کے ضرور یہ اعداد ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ بیخود تو جروا

المستفتی: آصف ہارون موٹی، ۷ رگنار۔ دوسرا منزلہ، تلی کر اس لائن۔ اندھیری ایسٹ، بمبئی ۶۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بیشک بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ۷۸۶ ہوتے ہیں۔ زید امام کا یہ کہنا کہ "بسم اللہ شریف کے اعداد ۷۸۶ ہیں ہی نہیں ہاں البتہ ہری کشن کے ضرور یہ اعداد ہیں" محض غلط اور اس کی جہالت ہے وہ جمل کے قاعدہ سے بالکل واقف نہیں اس لیے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ خاص ہے۔ ہندی، سکرت میں نہ یہ طریقہ رائج ہے اور نہ ان کے حروف، حروف حقی کے مطابق ہیں۔ جمل کے حساب میں جو گنتیاں ہیں وہ ۲۸ ہیں اور عربی کے حروف حقی بھی ۲۸ ہیں اور سکرت کے حروف حقی ۳۶ ہیں جس میں الف سرے سے ہے ہی نہیں۔ الف کو سکرت میں حرف نہیں مانتے مانتے ہیں جب کہ جمل کے حساب میں پہلا

حرف الف ہے جس کا عدد ایک ہے۔ نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں بالکل نہیں ہیں۔ مثلاً ث، ح، خ، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، اور بہت سے سنسکرت کے حروف تہجی جمل کے حساب میں نہیں۔ مثلاً بھ، پ، ٹ، ٹھ، جھ، ج، چھ، دھا، ڈ، ڈھا، گ، گھا، کھا وغیرہ اگر جمل کا حساب سنسکرت وغیرہ میں ہوتا تو ان کے ہر حرف تہجی کا کوئی نہ کوئی عدد ضرور ہوتا۔ ہندی، سنسکرت کے تمام حروف تہجی کا عدد نہ ہونا اور عربی کے ہر حرف تہجی کا عدد ہونا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ جمل کا حساب صرف عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے۔ دیگر زبانوں کے کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں۔

اور اس لیے بھی ”۷۸۶“ ہری کرشن کا عدد نہیں کہ اس میں اعتبار اسی رسم الخط کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے۔ ہری کرشن سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور سنسکرت میں اسے اس طرح لکھتے ہیں ”.....“ (ہری کرشن) ۳ کو ”۵“ مانتے ۲ کو ”۷“ اور ۴ کی ماترا کو ”ی“ اور ۶ کو بالترتیب ”ک“ اور ”جا“ میں آا کی ماترا کو ”الف“ مانتے تو بالترتیب ان کے اعداد اس طرح ہوں گے، ۵، ۲۰۰، ۱۰، ۲۰۰، ۲۰۰، اور ایک کیونکہ ۳ اور ۴ کے مماثل ابجد میں کوئی حرف نہیں۔ زبردستی ۳ کو ”ش“ ۴ کو ”ن“ مان کر ۷۸۶ عدد نکال لیا جمل کے حساب سے بالکل صحیح نہیں نہ یہ لفظ اردو کا نہ اردو رسم الخط کا اعتبار ہوگا جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم و ضروری ہے۔ تو اوپر کئے گئے حساب کے مطابق ”کرشن“ کے عدد ۷۸۶ نہیں بلکہ ۳۳۶ ہیں اور اگر اس کو کسی طرح اردو رسم الخط میں لا کر ۷۸۶ عدد مان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ محض اسی وجہ سے ۷۸۶ لکھنا صحیح نہ رہے اس میں قطعاً کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی نیت ہرگز یہ نہیں ہوتی کہ یہ ہری کرشن کا عدد ہے۔ بلکہ لوگ اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عدد سمجھ کر اسی نیت سے لکھتے ہیں اور جس کی جیسی نیت ہوگی اسکے لیے دیا ہی حکم ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”انما الاعمال بالنیات وانما لامری ما نوی“ یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی“۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ہارون رشید قادری کبولوی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

”فرمان حق ہے قادری بن کر سدا رہو“ یہ شعر کیسا ہے؟

درود غوثیہ، مدار یہ، ملوان پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت ان مسائل میں (۱) زید جو ایک سنی صحیح العقیدہ عالم اور

سنی مسجد کا خطیب و امام ہے اپنی تقریروں میں ایک شعر پڑھتا ہے جس کا ایک مصرعہ ہے: فرمان حق ہے قادری بن کر سدا رہو۔

جب زید سے اس کا ثبوت مانگا گیا تو دلیل میں قرآن پاک کی چند آیات پیش کی جس میں ایک آیت اٰھِدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۰۱﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمۡ اِنَّہٗمْ اَرٰحٌ ہے زید کا کہنا ہے کہ خدا نے بندوں کو صراطِ مستقیم پر شہادت قدمی کے لیے دعا کی تعلیم دی ہے اور صراطِ مستقیم سے مراد منعم علیہم کا راستہ ہے اور منعم علیہم سے مراد انبیاء علیہم السلام، صدیقین شہداء صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ صالحین میں سے ہیں لہذا دلالتِ النص و اشارۃ النص سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا بندوں کو قادری بننے کا حکم دے رہا ہے اسی طرح اَطِیْعُو اللہَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اُوْلِی الْاَمْرِ میں سرکارِ غوثِ اعظم بھی ہیں لہذا آیت کا مدلول سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی ہیں لہذا قرآن کہتا ہے کہ قادری بن کر سدا رہو۔ بکر کا کہنا ہے کہ ایسا کہنا قرآن اور اللہ پر افتراء ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ شریعت کا جو حکم ہو آگاہ فرمائیں؟

(۲) درودِ غوثیہ، درودِ رضویہ، درودِ مداریہ، درودِ طوان، وغیرہم پڑھنا کیسا ہے؟ درودِ پاک میں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت اطہار کا ذکر کرتے ہوئے خصوصی طور پر کسی آل رسول کا نام لینا مثلاً صلی اللہ علی النبی الامی والہ عبدالقادر البیلانی یا معین الملک والہ بن وبارک وسلم پڑھنا کیسا ہے؟ بیٹو اتو جروا المستفتی: غلام نبی، بہیل گام، ضلع گاندھی نگر (گجرات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب زید کا یہ قول سراسر قلط اور جھوٹ ہے کہ ”فرمان حق ہے“ قادری بن کر سدا رہو“ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ایسا کوئی فرمان قرآن و سنت میں نہیں ملتا۔ البتہ جن آیتوں سے اس نے توجیح کی ہے ان سے اس مسئلہ کا استنباط ہوتا ہے قرآن کی کسی آیت سے کسی مسئلہ کا مستنبط ہونا اور ہے اور اس کا کلام الہی ہونا اور ہے لہذا زید پر لازم ہے کہ اپنے اس قول سے رجوع و توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) درودِ غوثیہ، درودِ رضویہ پڑھنا جائز ہے۔ درودِ مداریہ اور درودِ طوان کن الفاظ پر مشتمل ہے مجھے علم نہیں اگر درودِ شریف کے الفاظ ہوں اور کوئی لفظ مخالف شرع نہ ہو تو ان کا پڑھنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جمعیت میں غیر ملائکہ وغیر انبیاء پر درود پڑھنے میں حرج نہیں خواہ خصوصی طور پر اہل بیت اطہار و آل رسول میں سے کسی کا نام لیا جائے یا مجموعی اور عمومی طور پر پڑھا جائے۔ در مختار مسائل حنفی میں ہے ”ولا یصلی علی غیر الانبیاء ولا علی الملائکۃ الا بطریق التبع“

(رد المحتار فوق الدر المختار ج ۶ ص ۷۵۳) لہذا صلی اللہ علی النبی الامی الخ پڑھنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبۃ: محمد حبیب اللہ مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

”یوسف نہ رکتے دل میں زلیخا کے ایک پل۔“

اچھا ہے اس نے دیکھی نہ صورت رسول کی“ یہ شعر کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ ایک شیعہ شاعر کا یہ شعر پڑھنا کیسا ہے؟

یوسف نہ رکتے دل میں زلیخا کے ایک پل	اچھا ہے اس نے دیکھی نہ صورت رسول کی
-------------------------------------	-------------------------------------

زید جو عالم و مفتی ہے اس کا کہنا ہے کہ شعر مذکور میں حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کی توہین کا شائبہ ہے دوسرے یہ کہ کسی نبی کو دل میں نہ رکتے“ جیسے لفظ سے بھی تعبیر نہ کرنا چاہیے۔ نیز رسول کی صورت کی زیارت نہ کرنے کو اچھا کہنا بھی درست نہیں کہ ان تمام چیزوں کا ظاہری مفہوم صحیح نہیں لہذا شعر مذکور درست نہیں؟
 المستفتی: حافظ محمد مقیم الدین صاحب چھتر پور
 بینوا توجروا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شعر مذکور کسی بھی شاعر کا ہو اس سے بحث نہیں ظاہر یہ ہے کہ دوسرے مصرعہ میں ”رسول“ سے مراد حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہاں مقصود حسن یوسف و حسن محمدی میں تقابل ہے شاعر کی مراد یہ ہے کہ ”یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر فریفتہ ہونے والی زلیخا نے اگر مدنی تاجدار کا جمال بے مثال دیکھا ہوتا تو پل بھر کے لیے بھی ان پر شیدانہ ہوتی۔ حسن و جمال کا یہ تقابل اعلیٰ حضرت کے یہاں بھی ملتا ہے مثلاً آپ فرماتے ہیں:

حسن یوسف پہ کشیں مصر میں انگشت زناں
 سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

اور زید کا یہ قول کہ کسی نبی کو دل میں نہ رکتے جیسے لفظ سے تعبیر کرنا غلط ہے۔ صحیح نہیں بطور استشہاد اعلیٰ حضرت مجدد اعظم کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
 ہاں شعر مذکور میں جو تعبیر اختیار کی گئی ہے وہ اچھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 کون نظروں میں چچے دیکھ کے کلو تیرا

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 کتبۃ: محمد حبیب اللہ مصباحی
 ۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

کیا سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی شہید تھے؟

ان کو ماننے والے پیر سے بیعت ہونا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی کتاب تاریخ اسلاف ۱۳۸۳ھ کے صفحہ نمبر ۵۳ پر ایک عبارت تحریر کی ہے جو یہاں نقل کی جاتی ہے، ساتھ ہی اس کتاب کی زیرو کس کا پی بھی ارسال کی جا رہی ہے عبارت یہ ہے:

(بالاکوٹ پاکستان) میں موٹرا سٹینڈ کے قریب ہی حضرت سید احمد بریلوی علیہ الرحمہ کا مزار ہے، وہاں بیٹھا تو عجیب کیفیت ہو گئی، بے تاب ہو گیا، پھر سکون ہوا تو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں اس جگہ شہید ہوا تھا اور میرا گھوڑا بھی یہیں کھڑا تھا، جب کہ ایک سکھ نے مجھے شہید کیا اور شاہ اسماعیل گڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور آگے جا کر شہید ہوئے یہ بھی فرمایا کہ تمہارے بعض اعزا بھی میرے ساتھ تھے، پھر میں شاہ اسماعیل دہلوی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہوا، بڑا جلال نظر آیا، فرمانے لگے، ہماری نظر میں جیسے مسلمان ہونے چاہیے۔ ویسے اب نظر نہیں آتے، اور یہ بھی فرمایا کہ آج کل کے مسلمان شہید ہونے کے لیے دعا نہیں مانگتے کہ کہیں وہ دعا قبول نہ ہو جائے“ (تاریخ اسلاف ۱۳۸۳ ص ۵۳)

یہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے خود کو پیر کہتے ہیں اور پاکستان کراچی میں رہتے ہیں، یہاں سیونی مدھیہ پردیش میں ان کے کچھ مرید ہیں، ان کا پندرہ بیس سال سے ہندوستان آنا نہیں ہوا۔ ۹۰ سال کی عمر کے ضعیف آدمی ہیں، یہاں ان کے ایک چاہنے والے نے انہیں خط لکھا کہ حضور نہ آپ یہاں آسکتے ہیں نہ ہم آپ کے پاس پاکستان آکر مرید ہو سکتے ہیں، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے سیونی کے کسی مرید کو خلافت دیدیں تاکہ ہم ان سے مرید ہو کر کے آپ کے سلسلے سے جڑ جائیں۔

پیر صاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا، ان سے یہاں سیونی اور چند واڑہ مدھیہ پردیش کے بہت سے لوگ خط کے ذریعہ مرید ہو رہے ہیں جو یہاں کا کوئی شخص مرید ہونا چاہتا ہے تو انہیں خط لکھتا ہے کہ حضور میں آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں، وہاں سے پیر صاحب اپنے کسی مرید کو یہاں خط لکھ دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ مرید ہونے والے شخص کو شجرے کی فوٹو کاپی دے دی جائے اور ذکر کا طریقہ بتا دیا جائے ان کے شجرے میں پیر کے دستخط بھی نہیں ہوتے ہیں۔

اس شخص کی ان بے جا حرکتوں پر شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے مطابق کیا حکم نافذ ہوتا ہے، کیا ایسا

شخص کسی کو مرید کر سکتا ہے، کیا اس شخص کا مرید کرنے کا طریقہ درست ہے؟ بینواتو جروا۔

المستفتی: صوفی فاروق رضا قادری ابوالحلائی

معرفت صوفی محمد کبیر الدین روموی کبیر وارڈ محلہ ڈونڈا سیونی مدھیہ پردیش پن: 680661

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سب سے پہلے یہ جان لیں کہ سید احمد بریلوی، اسماعیل دہلوی شہید نہیں مقتول ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے انگریزوں سے دوستی کر کے، ان سے ساتھ گانٹھ کر کے بہت سے مسلمانوں کو قتل کرایا، اور خود یہ لوگ بھی بہت سے مسلمانوں کو قتل کیے۔ انگریزوں کے ساتھ ان کی اتنی پکی دوستی تھی کہ انگریزوں نے ان لوگوں کو ماہواری تنخواہ بھی دیا، اور جب یہ لوگ جنگ کے لیے لاہور کی جانب چلے تو انگریزوں نے ان لوگوں کے لیے کھانے پینے کا سامان بھی مہیا کیا۔ سیرت سید احمد حصہ اول ص ۱۹۰ مرتبہ مولوی ابوالحسن علی ندوی، میں ہے: اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکھیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لیے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم کو یہاں کھڑے کر دیے تھے آپ کی اطلاع دیں آج انہوں نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلہ کے ساتھ تمہارے مکان کے سامنے پہنچیں، یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے، کھانے لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا، اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔

اب اندازہ کیجئے کہ سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی انگریزوں کے اشارے پر کیسا دلفریب ڈرامہ کھیل رہے تھے، مجاہدین لڑنے کے لیے جا رہے ہیں مگر انگریز ہر منزل پر کھانا ناشتہ لیے حاضر ہے اور گھنٹہ دو گھنٹہ نہیں مسلسل تین روز تک سید احمد بریلوی کی آمد کا انتظار ہوتا رہا، کھانا تھوڑا سا نہیں بلکہ چند پالکھیوں میں لے کر حاضر ہوا جو پورے قافلہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ سید احمد بریلوی انگریزوں سے اس قدر گھل مل گئے ہیں کہ اب مولانا صاحب نہیں بلکہ پادری صاحب ہو گئے۔

انگریز کو معلوم ہوا کہ آج ہمارے زر خرید غلاموں کا قافلہ ادھر سے گزرے گا اور پادری صاحب (سید صاحب) کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے ان داتا (انگریز) ہماری خاطر تواضع کے لیے حاضر باش ہوتے رہیں گے۔ اور ان کی پہلی جنگ افغانی مسلمانوں سے ہوئی اور ان کی بد عقیدگی کی بنا پر افغانی پٹھانوں نے انہیں قتل کر دیا، گویا شاتم رسول کی جو سزا ہونی چاہئے تھی اس کو پٹھانوں نے انہیں کیفر کردار تک پہنچا کر دیا۔ مذکورہ

رشید حصہ دوم ص ۲۷۰ میں ہے۔

”حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ حافظ جانی ساکن بیٹھ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ میں ہمراہ تھے بہت سی کراٹیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی اور مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب راپوری بھی ہمراہ تھے سید صاحب نے پہلا جہاد سنی یا محمد خان حاکم یاخستان سے کیا تھا۔“

مولوی اسماعیل دہلوی پر کثیر وجوہ سے بحکم فقہا کفر ثابت ہے جس کی تفصیل رسالہ مبارکہ، الکو کبہ الشہابیہ میں ہے تو جو پیر اسماعیل دہلوی کا ہم عقیدہ ہو وہ بھی بحکم فقہا کافر ہے اس سے بیعت ہونا حرام و گناہ ہے خواہ خط کے ذریعہ بیعت ہو یا ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر جو لوگ ایسے پیر سے بیعت ہو چکے ہیں ان پر لازم ہے کہ فوراً اس سے اپنی بیعت فسخ کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر حسین فیضی امجدی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضرت حاطب کا خط جوڑے میں چھپا کر جانے والی عورت کو ننگا کرنے کی دھمکی دینا کیا شان مرتضوی کے لائق ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ

سورۃ الممتحنہ کی پہلی آیت کی تفسیر کچھ حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت مولائے کائنات علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو جو حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط اپنے جوڑے میں چھپائے جا رہی تھی، ننگا و برہنہ کرنے کی دھمکی اور بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ وہ خط نہ دینے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی، سوال یہ ہے کہ ننگا کرنے کی دھمکی دینا شان مرتضوی کے عظمت و بلندی کے پیش نظر لائق اعتبار ہے یا نہیں؟ جیسا علماء اہل سنت کے نزدیک ثابت ہو واضح فرمائیں بڑی عنایت ہوگی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: بیت اللہ قادری، الامین کالج، بیجاپور (کرناٹک)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ اس خط کو نکال دو جو تم اپنے

پاس چھپا رکھی ہو، تو اس عورت نے اپنے پاس خط ہونے سے صاف انکار کر دیا اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو ننگا کرنے کی دھمکی دی کہ خط نکال دو ورنہ ہم تم کو ننگا

کر دیں گے، اور یہ دھمکی دینا اس مجبوری کی وجہ سے تھا کہ وہ خط انتہائی خطرناک تھا اس کو ضائع کر دینا ضروری تھا۔ اور اس دھمکی کے سوا خط پانے اور ضائع کرنے کی کوئی صورت نہ تھی اور ایسی مجبوری کی حالت میں بہت سے محرمات مباح ہو جاتے ہیں فقہ کا مشہور ضابطہ ہے: الضرورات تہیج المحظورات نیز حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے اس امید بلکہ اس ظن غالب پر یہ دھمکی دی کہ عورتوں میں شرم و حیا زیادہ پائی جاتی ہے، اس لیے یہ دھمکی سنتے ہی خط دے دے گی اور ایسا ہی ہوا، اس طرح وہ عورت خود بھی بڑے ضرر سے بچ گئی اور مسلمان بھی اس کی خطرناک مہم کے شکار نہ ہوئے، یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ دھمکی دینا شان مرتضوی کے خلاف نہیں، کیونکہ ضرورت شدیدہ مصلحت مہم کی بنا پر یہ دھمکی تھی۔ علامہ بدرالدین عینی تحریر فرماتے ہیں کہ:

”فیه هتک سر الحاسوس رجلا کان أو امرأة اذا کان فی ذلک مصلحة أو کان فی الستر مفسدة، وفیه هتک ستر المریب و کشف المرأة العاصیة، وفیه جواز تهرید العورة عن الستر عند الحاجة قاله ابن العربی“ (عمدة القاری ص ۲۵ ج ۱۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد غلام نبی نظامی علم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۱ ربیع الثوٹ ۱۳۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد مجدی برکاتی

لا تجعلوا دعاء الرسول النج كما یہ ترجمہ کرنا کہ رسول کی

دعا کو اپنی دعاؤں جیسا نہ سمجھو درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مسئلہ ذیل میں کہ

سورہ نور آیت ۶۳ کے ابتدائی حصہ کا ترجمہ اس طرح کرنا کیسا ہے؟ ”میرے رسول کی دعا کو اپنی

دعاؤں جیسا نہ سمجھو“ دلائل شرعیہ سے واضح فرمائیں۔

المستفتی: غلام مصطفیٰ رضوی قادری، حبیب نگر نزد جنت مسجد بیجاپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب آیت مذکورہ کا یہ ترجمہ کرنا کہ ”رسول کی دعا کو اپنی دعاؤں جیسا نہ سمجھو درست ہے اس

میں کوئی قباحت نہیں کہ آیت کریمہ میں اس مفہوم کا بھی احتمال ہے۔ تفسیر کشاف میں آیت مذکورہ کے تحت ہے

”و یحتمل لا تجعلوا دعاء الرسول ربه مثل ما یدعو صغیر کم و کہیر کم و فقیر کم و غنیکم. یسألہ حاجة فرما اجابہ و رعمار دة فان دعوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسموعة مستجابة“ (ص ۲۶۵، ج ۳)

تفسیر بیضاوی میں ہے "اولا تجعلوا دعاء ذریعہ کدعا صغیر کم کبیر کم بحیب مرۃ
ویردۃ اخری فان دعاء ذریعہ مستجاب" (ص ۱۱۶، ج ۳)

تفسیر خازن میں ہے "قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: یقول احذروا دعاء الرسول
اذا استطتموه فان دعاء ذریعہ مستجاب" (ص ۳۰۷، ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی امجدی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۱۰ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

مشکوٰۃ کی ایک حدیث کے بارے میں سوال

مسئلہ روزنامہ راشتریہ سہارا مجریہ یکم جون ۲۰۰۷ء میں مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے یہ
حدیث لکھی گئی ہے۔ عنقریب ایک ایسا زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور
قرآن کے حکموں پر عمل باقی نہ رہے گا صرف قرآن پڑھنے کی رسم رہ جائے گی۔ مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت
سے خالی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے فتنے انہیں سے نکلیں گے پھر واپس انہیں کے
درمیان جائیں گے۔ کیا مذکورہ مفہوم حدیث شریف کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المستفتی: شمشاد احمد حبیبی سلطانپور ریٹائرڈ جج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب روزنامہ راشتریہ سہارا میں مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے جو حدیث پیش کی گئی ہے وہ صحیح
ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: "عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یأتی علی
الناس زمان لا یمتی من الاسلام الا اسمہ ولا یمتی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ
وہی خراب من الہدائی علماء ہم شر من ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم
تعود رواۃ المہیقی فی شعب الایمان (ج ۱ ص ۳۸) مگر اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سارے علماء
ایسے ہوں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ بے دین علماء سو کی کثرت ہوگی جن کا فتنہ سارے مسلمانوں کو گھیرے گا لیکن ہر
زمانے میں اللہ رب العزت علماء حق کو رکھے گا جو دین کو باقی رکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد احمد مصباحی قادری
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

مستفتی کی جگہ شخص خاص کا نام ضروری ہے؟ صاحب معاملہ کا نام لکھ کر فسق وغیرہ کے بارے میں سوال ہو تو جواب نہ دینا بہتر ہے۔ اگر امر واقع کے خلاف لکھ کر فتویٰ حاصل کرے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید ایک ذمہ دار علاقے کا مشہور معروف سنی صحیح العقیدہ عالم دین اور حافظ قرآن ہے جس کی خدمت سے علاقے کی سنیت کو بڑا عظیم فائدہ ہے۔ کسی نے اپنا نام و پتہ لکھے بغیر دارالافتاء بریلی شریف سے اس عالم دین پر چند کفری اور غیر کفری الزامات عائد کر کے اس کے خلاف استفتاء کیا۔ جب کہ اس نے مستفتی کی جگہ صرف بستی کا نام مسلمانان نوگاؤں لکھ کر بریلی شریف بھیج دیا۔

مرکزی دارالافتاء منظر اسلام کے ایک مفتی جن کا نام مولانا مفتی فاروق احمد صاحب ہے انہوں نے اس بے نام کے استفتاء کا جواب بڑی بے باکی اور فیاضی کے ساتھ رقم فرمایا اور جگہ جگہ اس عالم دین کو نام نہاد مولانا عارف جیسے خطابات سے مخاطب کر کے کافر ٹھہراتے ہوئے تجہید ایمان و تجہید نکاح کا حکم عائد کیا اور مفتی نے یہ بھی زحمت گوارہ نہیں کی کہ کم از کم جواب شروع کرنے سے پہلے برصدق قول مستفتی وغیرہ جیسے احتیاطی الفاظ کا ہی استعمال کر لیتے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کسی مستفتی کے نام کے بغیر کیے گئے استفتاء سے ذمہ دار عالم کا نام لے لے کر اس پر حکم کفر عائد کرنا رسم افتاء کی رو سے درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس مفتی کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

(۲) فتویٰ وصولیابی کے بعد زبردستی بنائے گئے کافر (معاذ اللہ) مولانا عارف صاحب نے مفتی فاروق صاحب سے بات کی ان سے پوچھا کہ مستفتی کا نام نہیں ہے پھر بھی آپ نے میرا نام لے لے کر کفر ثابت کیا۔ تو انہوں نے صفائی دی اور کہا کہ مولانا جلد بازی میں لکھ دیا ہوگا ہمارا کام ہے جو بھی سامنے آسکتے آئیں ان کا جواب دینا۔ اور بہت اصرار پر کہا کہ آپ استفتاء بھیجئے اس میں رجوع کر کے فتویٰ کی صحت ہو جائے گی۔ پھر جب استفتاء کر کے جواب طلب کیا تو مفتی صاحب نے خود نہ رجوع کیا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھا اور نہ ہی ”الجواب صحیح“ میں دستخط کیے ایک دوسرے مفتی صاحب نے جن کا نام عبید الرحمن ہے انہوں نے غیر ذمہ داری کے ساتھ جواب دیا صرف اور بس یہ لکھا کہ جس نے دھوکہ دے کر استفتاء کیا اس نے غلط کیا وہ حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار ہوا۔ حالانکہ استفتاء میں پوچھا گیا تھا کہ کسی نے کفری الزامات لگا کر عالم

ذکور کے خلاف استثناء کیا اس کا حکم کیا ہے؟ ظاہری بات ہے کہ اس کا جواب تو یہی ہونا چاہیے کہ جس نے کسی مسلمان پر کفر کی نسبت کی اگر وہ ایسا نہ ہو تو وہ کفر اس پر لوٹ جائے گا اور توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح اس پر لازم ہوگا۔ وہ استثناء مع جواب منسلک ہے ملاحظہ فرمائیں۔ تو دریاقت طلب امر یہ ہے کہ اس پورے مسئلہ پر شریعت کا کیا حکم ہے اور دونوں مفتیان دین کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بیذا تو جروا۔

(۳) عوام میں مشہور ہے کہ بریلی شریف کا فتویٰ ہی اول اور آخر ہے وہاں سے آیا ہوا جواب چاہیے جیسا ہوا وقع کے مطابق ہو یا نہ ہو عوام کے نزدیک وہی صحیح ہے۔ تو کیا عند الشرع بریلی شریف کے ہر فتویٰ کے بارے میں یہ حکم ہے؟ بیذا تو جروا

المستفتی: مولانا ممتاز احمد قادری

استاذ دارالعلوم جماعتیہ طاہرا العلوم بڑی کبجہٹی، چھترپور (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱-۲) ہم نے مذکورہ دونوں سوالات و جوابات کو پڑھا مفتی صاحب کا جواب سوال کے مطابق ہے۔ اس لیے ان پر کوئی الزام نہیں۔ مفتی کی جگہ کسی فرد واحد کا نام ضروری نہیں سوال میں مسلمانان نوگاؤں لکھا گیا ہے اتنا لکھنا بھی کافی ہے۔ اور مفتی پر واقعہ کی تحقیق واجب نہیں، مفتی کا کام بہر صورت سوال کا جواب دینا ہے واقعہ سے بحث یا اس کی تفتیش مفتی کے فرائض سے نہیں بلکہ یہ قاضی کی ذمہ داری ہے کہ بعد تحقیق حکم صادر کرے۔

رہی بات رسم افتاء کی تو صاحب معاملہ کا اصل نام لکھ کر سوال کیا جائے اور حکم فسق فجور، عصیان، غضب، تعدی، جنایت، زنا، کفر اور ارتداد وغیرہ کا ہو تو مفتی پر جواب سے احتراز کرنا واجب نہیں بلکہ بہتر ہے کہ احتیاط کرے اور ”بر تقدیر صدق مفتی“ جیسے جملے کا استعمال کرے۔ اور جس پر حکم لگایا جا رہا ہے اس کو زید عمرو یا کسی شخص، سے تعبیر کرے اور مفتی کو بھی زید عمرو وغیرہ سے ہی سوال پوچھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی نے نام زد سوال کر دیا اور مفتی نے اس کا جواب دے دیا تو شرعاً مفتی کی کوئی گرفت نہیں کہ مفتی نے تو اس سوال کا جواب دیا ہے جو مفتی نے دریاقت کیا ہے۔

اب رہا ہے کہ مفتی نے سوال نامہ میں جن باتوں کا ذکر کیا ہے اگر وہ امر واقع نہیں تو اس کا وبال مفتی پر ہے نہ کہ مفتی پر۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں۔

”مفتی تو صورت سوال کا جواب دے گا اس سے بحث نہیں کہ واقعہ کیا ہے نہ فریقین کا بیان سنا

اس پر لازم نہ اس کا کام (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۱۱) اسی میں ہے:

”دارالافتاء دارالتصانہ میں یہاں کوئی تحقیق واقعہ نہیں ہوتی صورت سوال پر جواب دیا جاتا ہے“

فتاویٰ خیرہ میں ہے "لا شك فی ان المفتی انما یفتی بما الیه السائل ینتہی" ملخصاً

(ج ۷ ص ۲۸۲/۲۸۳)

بہار شریعت میں ہے "مفتی کے سامنے استخفا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کہا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید عمرو سے تعبیر کرے جیسا کہ اس زمانہ میں استخفاء کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں قباحت نہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق حضور کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جب کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں اور ارشاد فرمایا کہ تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمہارے اور بچوں کے لیے کافی ہو" (ج ۱۶ ص ۱۵۱ مطبع فرید بکڈ پو) ردالمحتار میں ہے:

بأن یقول للمفتی ظلمنی فلان کذا و کذا والا سلم ان یقول ما قولک فی رجل ظلمہ أبوة أو ابنه أو احد من الناس کذا و کذا ولكن التصریح مباح بہذا القدر اہ لأن المفتی قد یدرک مع تعینہ ما لا یدرک مع اجهامہ کہا قال ابن حجر، وقد جاء فی الحدیث المتفق علیہ ان ہند امراة ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان اباسفیان رجل شعیح و لیس یعطینی ما یکفینی، وولدی الا ما اخذت منه، وھو لا یعلم قال "خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف" اہ ملخصاً.

(کتاب المحظور والاباحۃ فصل فی البیع ج ۶ ص ۴۰۹)

(۳) فتویٰ حکم شرع ہے خواہ وہ بریلی شریف سے لیا جائے یا کسی دوسرے اہل سنت و جماعت کے دارالافتا سے اگر وہ کتاب اللہ، سنت رسول، اجماع، قیاس اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں ہے تو اس پر عمل کرنا واجب و ضروری ہے۔ اگر مستفتی نے کوئی فتویٰ بلا وجہ کسی پر الزام لگا کر واقعہ کے خلاف حاصل کر لیا تو وہ سخت غلطی پر ہے اور ایذائے مسلم کے باعث گنہگار ہے تو بہ کرے اور مولانا موصوف سے معافی مانگے حدیث شریف میں ہے۔ "من اذی مسلماً فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ رواہ الطبرانی"

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد آصف ملک علمی

۲۸ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کعبہ کا غلاف کالا کیوں ہے؟ کعبہ کے اندر کیا چیز ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ورج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) خانہ کعبہ کا غلاف کالا ہی کیوں ہے؟

(۲) خانہ کعبہ کے اندر کیا چیز موجود ہے۔ المستفتی: عبدالرشید قادری برکاتی نوری بھوپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) خانہ کعبہ کے غلاف کے کالا ہونے کے وجہ یہ ہے کہ تجلی ذات باری تعالیٰ کا رنگ

خالص سیاہ ہے۔ اسی مناسبت سے خانہ کعبہ کا غلاف کالا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”صوفیہ کرام فرماتے ہیں: تجلی ذات بحت کارنگ خالص سیاہ ہوتا ہے۔“

(کتاب السیر ص ۲۱۰ ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اللہ کی رحمت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر عالم قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ شعبان ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بچپن کی بیعت کافی ہے یا نہیں؟ کیا دوبارہ بیعت ضروری ہے؟

اور کیا بالغ ہونے پر دوسرے پیر سے مرید ہو سکتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

زید بچپن ہی میں ایک سنی صحیح العقیدہ پیر سے بیعت ہو چکا تھا لیکن زید جب اس وقت عاقل و بالغ ہے کہتا ہے کہ لوگ اس پیر صاحب سے بیعت ہو رہے تھے۔ اس لیے میں بھی ان لوگوں کو دیکھ کر بیعت ہو گیا تھا لیکن مجھے یہ یاد نہیں کہ میں اس وقت حد بلوغ کو پہنچا تھا کہ نہیں ساتھ ہی مجھ سے کچھ ایسے افعال بھی صادر ہوئے جو شرعاً ناجائز ہیں، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی وہ بیعت جو بچپن میں ہوئی تھی کافی ہے کہ نہیں؟ اگر وہ بیعت کافی نہ ہو تو کیا دوبارہ اس پیر سے مرید ہونا ضروری ہے؟ کیا کسی دوسرے پیر سے بھی مرید ہو سکتا ہے؟

بہنو اہل کتاب توجروا یوم الحساب۔ المستفتی: محمد جمال الدین سبحانی

خادم دارالعلوم حنفیہ قادریہ لوبانڈی پل چھنگامودی قبرستان، آگرہ، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پیری کے لیے چار شرطیں ہیں (۱) سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۳) فاسق معطن نہ ہو (۴) اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو، اگر وہ پیران تمام شرائط کا جامع تھا اور زید اس سے مرید ہو چکا تو وہ بیعت زید کے لیے کافی ہے اگرچہ وہ وقت بیعت بالغ نہ تھا۔ اب کسی دوسرے پیر سے بیعت نہیں ہو سکتا کہ بلاوجہ شرعی تبدیلی بیعت ممنوع ہے۔ البتہ زید اگر اپنے پیر سے بہت دور ہے اور کوئی دوسرا پیر اسی سلسلہ کا ہے تو زید اپنے پیر سے انحراف کیے بغیر دوسرے پیر سے تجدید بیعت کر سکتا ہے لیکن اس سے جو فیض ملے وہ اپنے پیر ہی کا تصور کرے۔

فتاویٰ رضویہ مترجم میں ہے ”پیر میں چار شرطیں لازم ہیں اول سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علماء حرمین شریفین ہو، دوسرے اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے، تیسرے فاسق معطن نہ ہو، چوتھے اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو“۔ ۱ھ (ص ۵۸۸ ج ۲۶) نیز اسی میں ہے ”جو شخص کسی شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہیے، اکابر طریقت فرماتے ہیں ”لا یفلح مرید بطن شیخین“ یعنی جو مرید دو پیروں کے درمیان مشترک ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا، دوسرے جامع شرائط سے طلب فیض میں حرج نہیں اگرچہ وہ کسی سلسلہ صریحہ کا ہو اور اس سے جو فیض حاصل ہوا سے بھی اپنے شیخ ہی کا فیض جانے“ ۱ھ ملخصاً (ص ۷۹ ج ۲۶)

نیز اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں ”تبدیل بیعت بلاوجہ ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے اور جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کیے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے وہ تبدیلی بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمع سلاسل اسی سلسلہ عالیہ کی طرف راجع ہیں“ ۱ھ (احکام شریعت ص ۱۵۰ ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
۷ رمضان مظفر ۱۳۳۲ھ

بزرگوں کے اقوال میں ہے کہ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والا جتنی ہے تو کیا ایسا شخص جنتی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

مسئلہ میں نے بزرگان دین کے اقوال میں پڑھا ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا۔ اسے پروردگار عالم جنت میں جگہ دے گا۔ میرا یقین کامل ہے کہ مولیٰ کا کلام بزرگان دین کے اقوال سچے ہیں۔ میں آیت الکرسی پڑھتا ہوں۔ کیا میں لوگوں کے سامنے اپنے جنتی ہونے کا دعویٰ کے ساتھ اظہار

خیال کر سکتا ہوں؟ کیا خود کو جنتی کہنا جائز ہے؟ بیٹو اتو جروا

المستفتی: نبی بخش امجدی بچپن خرا دی محلہ پانی مارواڑ، راجستھان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بے شک مولیٰ کا کلام اور بزرگان دین کے اقوال حق اور سچے ہیں، مگر کسی شخص معین کو جنتی نہیں کہا جاسکتا اور نہ وہ اپنے جنتی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ جنتی ہونا اور جنتی کہنا یہ حکم اخروی سے ہے اور اس کا دار و مدار خاتمہ بالا ایمان پر ہے اور کسی شخص کو خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔

لہذا صرف انہیں لوگوں کو بالیقین جنتی کہا جاسکتا ہے جن کے جنتی ہونے کی بشارت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ البتہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ ہر مومن سنی صحیح العقیدہ جنتی ہے اور کفار و مشرکین جہنمی ہیں۔ جیسا کہ شرح عقائد نقسی ص ۱۶۳ میں ہے:

”ونشهد بالجنة للعشرة الذي بشرهم النبي صلى الله عليه وسلم ولفاطمة والحسن والحسين لما ورد في الحديث الصحيح، ولا نشهد بالجنة والنار لاحد بعينه، بل نشهد بأن المؤمنين من أهل الجنة والكافرين من أهل النار“

البتہ ہر مسلمان کو رب کی رحمت سے یہی امید کرنی چاہیے کہ وہ ایمان پر خاتمہ فرمائے گا اور جنت میں جگہ عطا فرمائے گا اور یہی ہر وقت دعا بھی کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

مکتبہ: محمد شاہ عالم قادری جوہپوری
۱۱/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

تابوت سکینہ کیا ہے؟

مسئلہ تابوت سکینہ کسے کہتے ہیں؟ بیٹو اتو جروا۔ المستفتی: منظر علی، محمد طارق اڑیسہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا یہ آپ کی آخری زندگی تک آپ کے پاس ہی رہا پھر بطور میراث یکے بعد دیگرے آپ کی اولاد کو ملتا رہا یہاں تک کہ یہ تابوت حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملا تو آپ اس میں تورات شریف اور اپنا خاص سامان رکھتے تھے۔ اس مقدس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی مقدس جوتیاں اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی، توراہ کی تختیوں کے چند ٹکڑے کچھ من و سلوئی اس کے علاوہ

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی صورتوں کے حلقے وغیرہ سب سامان تھے۔
 قرآن شریف سورۃ البقرۃ میں ہے: "وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلِ مُوسَىٰ وَآلِ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ" یعنی اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشے۔ (آیت ۲۴۸ ع ۱۶)

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۸۱ میں ہے:

"وكانت قصة التابوت على ما ذكره علماء السير و الاخبار ان الله تعالى انزل على آدم عليه السلام تابوتاً فيه صور الانبياء عليهم السلام وكان التابوت من خشب الشمشاد طوله ثلاثة أذرع في عرض ذراعين فكان عند آدم ثم صار الى شيث ثم توراه اولاد آدم الى ان بلغ ابراهيم عليه السلام ثم كان عند اسماعيل لانه كان اكبر اولاده ثم صار الى يعقوب ثم كان في بني اسرائيل الى ان وصل الى موسى عليه السلام فكان يضع فيه التوراة ومتاعاً من متاعه" واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضرت حوا کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت آدم ابوالبشر ہیں یا نہیں؟

مسئلہ حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہا جاتا ہے حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ہیں حضرت آدم علیہ السلام تو حضرت حوا کے سلسلے میں ابوالبشر کیسے تصور کریں؟ بیوا تو جروا۔

المستفتی: منظر علی، محمد طارق اڑیبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جو لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں انہیں کی طرف نسبت کر کے آپ کو ابوالبشر کہا جاتا ہے اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی نسل سے نہیں بلکہ وہ حضرت آدم کی بائیں ہلی سے پیدا کی گئیں۔ قرآن شریف سورۃ نساء میں ہے: "أُنثِيَ النَّاسُ الْفُقُورَ بِكُمْ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِن نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً" یعنی اسے لوگو اپنے رب سے ڈرو

جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت ضرورت پھیلا دیے۔ (آیت ۱۲ع)

آئندہ سائل اس طرح کے سوال سے باز رہے جس کی نہ تو کوئی ضرورت ہو اور نہ ہی اس کا تعلق حلال و حرام سے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
مکتبہ: محمد نیاز برکاتی مصباحی
۲۱ ربیع الثوث ۱۴۲۳ھ

رَبِّیْ صَغِيْرًا كَا تَرْجَمُهُ "چھوٹے رب" کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ زید جو اپنے آپ کو مفتی کہتا اور لکھتا ہے اس نے دوران تقریر آیت کریمہ "کہا رَبِّیْ صَغِيْرًا" کا ترجمہ یوں کیا کہ "تمہارے لیے چھوٹے رب ہیں" کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟ اگر نہیں تو زید پر حکم شرع کیا ہے؟ بیاد توجروا المستفتی: قاری اخلاق احمد نظامی، دارالعلوم فیضان رضا بلوچیت ٹکری، نئی دہلی
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب رب کا اطلاق بغیر اضافت واحد حقیقی کے علاوہ دوسرے کے لیے جائز نہیں۔ جیسا کہ بیضاوی "سورہ فاتحہ کی تفسیر" میں ہے "الرب فی الاصل معنی التریبۃ ولا یطلق علی غیرہ تعالیٰ الا مقیداً کقولہ تعالیٰ ارجع الی ربک" (ص ۶)

لہذا زید کا یہ جملہ کہ "تمہارے والدین تمہارے لیے چھوٹے رب ہیں" گوکہ اس میں اضافت ہے جس کے باعث اس پر کچھ لازم نہیں لیکن ایسے جملوں کے استعمال سے اجتناب چاہیے جس سے قوم میں انتشار پیدا ہو۔
البتہ زید کا آیت کریمہ "وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمُهُمْ اَنَا كَمَا رَبِّیْ صَغِيْرًا" (پ ۱۵، سورہ الاسراء آیت ۲۴) کا یہ ترجمہ کرنا "تمہارے والدین تمہارے لیے چھوٹے رب ہیں" غلط ہے اس کا صحیح ترجمہ ہے "اور دعا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان دونوں (والدین) پر رحم فرما جیسا انہوں نے بچپن میں مجھے (شفقت و رحمت سے) پالا۔ لہذا زید پر لازم ہے کہ قرآن کا ترجمہ یا اس کی تشریح اپنی رائے سے نہ کرے علماء نے کسی بھی آیت کا جو ترجمہ یا تشریح کی ہے صرف اسی کے بیان پر اکتفا کرے ساتھ ہی اس پر واجب ہے کہ اپنے اس غلط ترجمے یا تشریح سے توبہ و رجوع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
مکتبہ: محمد غلام نبی نظامی علی
۲۵ ربیع الثوث ۱۴۲۶ھ

کیا "حُبُّ الوطن من الایمان" حدیث ہے؟

مسئلہ کیا "حب الوطن من الایمان" حدیث شریف سے ثابت ہے ایک آدمی نے ترک وطن کے تعلق سے کہا کہ ترک وطن نہیں، کیونکہ حدیث شریف میں "حب الوطن من الایمان" بیوا تو جروا۔
المستفتی: حافظ اختر حسین مدرس مدرسہ نور العلوم، دھکدھی نیپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "حب الوطن من الایمان" نہ حدیث سے ثابت نہ ہرگز ان کے یہ معنی، امام بدر الدین زرکشی نے اپنے جزء اور امام شمس الدین محمد سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اور امام خاتم المحفاظ جلال الدین سیوطی نے "الدر المنتشرة" میں بالاتفاق اس روایت کو فرمایا "لم اقف علیہ"
امام سخاوی نے اس کی اصل ایک اعرابی بدوی اور حکیمان ہند کے کلام میں بتائی کہا یظہر بالرجوع الیہ"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے ان بندوں کی کمال مدح فرمائی جو اللہ ورسول جل و علاصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا وطن چھوڑیں، یا رو دیار سے منہ موڑیں، اور ان کی سخت مذمت فرمائی جو حب وطن لیے بیٹھے رہے اور اللہ ورسول کی خاطر مہاجر نہ ہوئے۔

قال الله تعالى: إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمْ الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ؕ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ؕ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ لَّا يَسْتَطِيعُونَ جَبَلًا ۖ وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا غَفُورًا ۝ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْتَمًا كَثِيرًا وَسِعَةً ۖ وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

پیشک ملائکہ جن کی جان نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے، فرشتے کہتے ہیں تم کا ہے میں تھے، کہتے ہیں ہم اس بستی میں کمزور دبائے ہوئے تھے فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین (مدینہ طیبہ) گنجائش والی نہ تھی کہ تم وطن چھوڑ کر اس میں جا رہے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ مگر

کمزور عورتیں اور بچے جنہیں کچھ بتائے نہ بنی نہ راہ ملی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ النساء، آیت ۹۷ تا ۱۰۰)

وہ وطن جس کی محبت ایمان سے ہے وطن اصلی ہے جہاں سے آدمی آیا اور جہاں جانا ہے دنیا تو مسافر خانہ ہے: کن فی الدنيا كأنك غریب او عابر سہیل حسبنا اللہ ونعم الوکیل

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۰۳) واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: مئس الدین احمد علی

۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضرت خضر علیہ السلام حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

حضرت خضر علیہ السلام حیات ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں یا روحانی طور پر؟ اگر جسم ظاہری کے ساتھ زندہ ہیں تو ان کے نام جیسا کہ لوگ بھادوں میں جمعہ کے روز کشتی بناتے ہیں، حلوہ پکاتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں۔ فاتحہ دلانا کیسا ہے؟ بیوا تو جروا۔

المستفتی: محمد ابراہیم قادری، خادم مدرسہ عربیہ سراج العلوم، بھد اول بازار، بستی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں تمام صوفیائے کرام و جماہیر علما کا موقف

یہ ہے کہ وہ حیات ظاہری جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں یعنی ابھی تک ان کی وفات نہ ہوئی۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

فی التفسیر المغوی: اربعة من الانبیاء احياء الى يوم المعث. اثنان فی الارض و

هما الخضر و الیاس علیہما السلام و اثنان فی السماء ادريس و عیسی علیہما السلام. ام

ملخصاً (ص ۲۶۸، ج ۵، تفسیر سورۃ کہف آیت ۶۵)

تفسیر روح المعانی میں ہے:

ذهب جمهور العلماء الى انه حي موجود بين اظہرنا و ذلك متفق عليه عند

الصوفیة قدست اسرارهم قاله النووي، ونقل عن الثعلبی المفسر ان الخضر نبی معبر علی جمیع الاقوال محبوب عن ابصار اکثر الرجال و قال ابن الصلاح هو حی الیوم عند جماهیر العلماء والعامۃ معهم فی ذلك. ۱۰ (ص ۶۳، ج ۹، سورہ کہف آیت ۶۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”انبیاء علیہم السلام سب بحیات حقیقی و دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔ ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلانہ ہوا چار نبی زندہ ہیں عیسیٰ و ادریس علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر اور الیاس و خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام زمین میں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ص ۴۵، ج ۱۱)

ان کے نام سے فاتحہ دلوانا جائز و درست ہے کہ ایصالِ ثواب مردوں کے ساتھ خاص نہیں زندوں کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ رد المحتار ”کتاب الصلوٰۃ“ میں ہے: ”من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابہ لغیرہ من الاموات و الاحیاء جاز و یصل ثوابہا الیہم عند اهل السنة و الجماعة کذا فی الهدایح“ ۱۰ (ص ۲۳۳، ج ۲) البتہ بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ کشتی بناتے ہیں اور عورتیں دریا پر لے جا کر فاتحہ دلاتی ہیں اور بعد فاتحہ کشتی میں چراغ و حلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم و رواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تفسیح مال بھی اس سے توجہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں۔ اپنے گھر میں رہ کر فاتحہ و ایصالِ ثواب کر کے تقسیم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فیض محمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

یکم ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا مکہ مدینہ میں قیامت نہیں آئے گی؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مدینہ شریف اور کعبہ شریف میں قیامت آئے گی یا نہیں؟ ہمارے یہاں مسجد کے پیش امام نے بتایا کہ ان جگہوں میں قیامت نہیں آئے گی قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں؟

المستفتی: محمد رضی خان طلہری محلہ نظر پور قصبہ طلہر ضلع شاہجہانپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب پوری روئے زمین پر قیامت آئے گی اس میں مدینہ شریف اور کعبہ شریف کی کوئی تخصیص

نہیں۔ ارشاد باری ہے: ”کُلٌّ مِّنْ عَلَیْهَا قٰنٌ ۙ وَیَسْئَلُی وَجْهَ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ“ یعنی زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے سب کی ذاتِ عظمت اور بزرگی والا۔“ (پ ۲۷، سورہ صحن آیت ۲۶، ۲۷)

قنوی حدیث میں ہے: کل الحیوانات بموتون و كذلك سائر العالم لقوله تعالیٰ (كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ) مع قوله (كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ) (ص ۱۲۲)

ہاں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں دجال لعین کا داخلہ ممنوع ہو گا وہ پوری روئے زمین کا دورہ کرے گا مگر حرمین طیبین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تکریماً میں نہ جا سکے گا۔

بہار شریعت میں ہے: ”دجال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمین طیبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا جیسے بادل جس کو ہوا اڑاتی ہو اس کا قتبہ بہت شدید ہوگا ایک باغ اور ایک آگ اس کے ہمراہ ہوں گی جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا جہاں جائے گا یہ بھی جائے گی مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی وہ حقیقتاً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا وہ آرام کی جگہ ہوگی اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ (مشکاۃ ص: ۳۳ و مسلم ج: ۲ ص: ۲۰۱) مردے جلانے کا زمین کو حکم دے گا وہ بزرے گا گئے گی آسمان سے پانی برسائے گا اور ان لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہو جائیں گے اور ویرانے میں جائے گا نو وہاں کے دھینے شہد کی کھبوں کی طرح دل کے دل اس کے ہمراہ ہو جائیں گے اسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں اسی لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ (مشکاۃ ص ۷۵) البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے (مسلم ج ۲ ص ۲۰۵) کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ خود علم الہی میں دجال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں ان زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اس کے فتنے میں مبتلا ہوں گے دجال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کفر یعنی کافر (مشکوٰۃ ص ۷۵) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے صبح کا وقت ہوگا نماز فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی حضرت امام مہدی کو کہ اس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا میں گے وہ لعین دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے کھلنا شروع ہوگا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور ان کی سانس کی خوشبو حد بصر تک پہنچے گی وہ بھاگے گا یہ تعاقب فرمائیں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے اس سے وہ جہنم داخل

ہوگا (مشکوٰۃ ص ۷۳ و ابن ماجہ ص ۲۹۹) ھ (ح اول ص ۲۹، ۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد ابراہیم مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

المملفوظ کی ایک عبارت پر اعتراض کا جواب

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید ایک غیر مقلد وہابی ہے، وہ اہل سنت سے کہتا ہے کہ تمہارے اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے وصیت نامے میں لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے؟ وضاحت طلب امر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی کو کھڑا کرے گا تو اس کے متعلق یہ کہنے کی گنجائش ہی کہاں رہ جاتی ہے کہ ”نہیں معلوم وہ کیسا ہو اور کیا بتائے؟“ یہ کہنا تو اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے کام پر نہ صرف شک بلکہ اللہ کی ذات سے بے اعتمادی ظاہر کرنا ہے۔ زید کے اس سوال کا مکمل سنجیدگی کے ساتھ ایسا معقول و مدلل جواب عنایت فرمائیں کہ وہ مطمئن ہو جائے اور پھر کبھی اس سوال کے دہرانے یا کسی کے سامنے پیش کرنے کی جرأت ہی نہ ہو۔

نوٹ: طعن و تشنیع اور الزامی جواب سے ہر ممکن اجتناب کیا جائے۔

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری خادم مرآة الدعوة اسلامیہ، پہلی بحیثیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس قول ”نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے؟“ سے کسی قسم کے شک کا اظہار نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو اپنے دین کی حمایت کے لئے کھڑا کرے گا وہ تو یقیناً حامی سنت و داعی بدعت ہوگا، لیکن میرے بعد جو آئے گا نہیں معلوم کہ وہ کیسا ہو یعنی اللہ عزوجل نے اس کو اپنے دین کی حمایت کے لئے بھیجا ہو یا نہ بھیجا ہو، اور یہ سوائے خدا کے معلوم ہو سکتا ہے اس لئے بندہ تو یہی کہے گا کہ ”نہیں معلوم“ اگر اسے اللہ تعالیٰ نے دین کی حمایت کے لئے نہ بھیجا ہو تو وہ تمہیں کچھ بھی الٹا، سیدھا بتا سکتا ہے، ہاں مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت کے لئے بھیجا تو میں نے اس کے لئے پوری زندگی صرف کر دی، خوب تہجد و احویائے دین کیا جس کا اعتراف سوائے بد باطن وہابیہ، دیانہ اور مرتدین کے سارے عالم اسلام کو ہے۔ اس لئے تم لوگ میری کتابوں سے استفادہ کرنا، اور اس پر چھے رہنا کہ ان میں ناموس رسالت کا تحفظ ہے، گستاخان رسول مثل دیانہ و وہابیہ وغیرہما کا مدلل رو ہے جس پر

آگاہ ہو کر کبھی کوئی ان گستاخوں کے دام تزیور میں نہیں آسکتا، صاحب عقل پر یہ مفہوم بخوبی منکشف ہے۔ اس سے خدا کی ذات سے بے اعتمادی تو کجا کسی قسم کے شک کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: غلام احمد رضا قادری
۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا یزید کی خلافت پر اجماع تھا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

یزید کے بارے میں تاریخ ائکلفاء میں یہ ہے کہ اس کی خلافت پر لوگوں کا اجماع تھا تو کیا صحیح ہے تحقیق فرما کر جواب عنایت فرمائیں؟
المستفتی: مولانا فاروق احمد مولانا تاج محمد صاحبان پکوره گونڈہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب یزید کی بیعت پر اجماع نہ ہوا تھا ہاں اہل شام کا اتفاق تھا اسی کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع کے لفظ سے تعبیر فرما دیا ہے یا پھر اکثر کے اتفاق کی وجہ سے اس پر اجماع کا اطلاق ہوا پھر ان میں زیادہ تر اختیار نے یزید کے شر سے بچنے کے لئے اتفاق کیا ورنہ یہ بھی نہ ہوتا خود علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے کہ حضرت امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی بیعت سے انکار فرما دیا تھا پھر اجماع کہاں ہوا۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یزید تخت نشین ہوا تو اس نے ہر طرف اپنی بیعت کے لئے خطوط اور حکم نامے روانہ کئے حتیٰ کہ مدینہ منورہ کے گورنر ولید کے پاس ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو اور خاص طور سے حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر وغیرہ سے پہلے بیعت لو تو ولید نے ان حضرات کے پاس بلاوا بھیجا یہ حضرات تشریف لائے ولید نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت کے بارے میں کہا تو آپ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا جیسا کہ تاریخ ائکلفاء میں ہے: "فلما مات معاویۃ بأبعہ أهل الشام ثم بعث إلى أهل المدینة من یاخذله البیعة، فأبى الحسین وابن الزبیر أن یبایعا" (ص ۲۰۶)

لہذا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید کی خلافت پر اجماع نہیں تھا اگر اجماع ہوتا تو یہ حضرات کیوں اس کی بیعت سے انکار کر دیتے بلکہ حق یہ ہے کہ ان حضرات کے انکار کے ساتھ اجماع کا تحقق ہو ہی نہیں سکتا

اور جو یہ عبارت تاریخ الخلفاء ص ۲۰۷ میں مذکور ہے: "فلما رفقہ السلاح عرض علیہم الاستسلام والرجوع والمضى الى يزيد فيضع يده في يده" یعنی جب ان کو ہتھیاروں نے گھیر لیا تو امام نے ان سے صلح اور وہاں سے واپس ہونے اور یزید کے پاس جانے کی پیشکش کی تاکہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر دیدیں یہ روایت من گھڑت اور کذب ہے کہ یہ بات اعدائے حسین نے اڑائی اور شہادت کے بعد فوراً یہ بات پھیل گئی تھی۔ بدایہ نہایہ جلد ثامن ص ۱۷۵ میں ہے کہ عقبہ بن سنان نے فرمایا کہ میں مکہ سے لے کر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے تک ان کے ساتھ رہا قسم خدا کی آپ نے کسی جگہ بھی کوئی بات کہی میں نے سنی لیکن آپ نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ ہم یزید کے پاس جائیں گے اور اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دیدیں گے بلکہ اخیر وقت میں جب آپ سے قیس بن اشعث نے کہا کہ کیا حرج ہے آپ اپنے چچا زاد بھائیوں کے فیصلے پر اتر آئیں آپ مطمئن رہیں گے وہ آپ کو ایذا نہیں دیں گے اور آپ ان کا کردار وہی پائیں گے جو آپ پسند کرتے ہیں اس کے جواب میں حضرت امام حسین ارشاد فرماتے ہیں تو خواہاں ہے کہ بتی ہاشم مسلم بن عقیل کے خون ناحق سے زائد ناحق خون کا بدلہ طلب کریں بخدا میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ذلت و رسوائی کی طرح نہیں دے سکتا اور اس کی خلافت کا اقرار غلاموں کی طرح نہیں کر سکتا۔

لہذا اس سے بھی معلوم ہوا کہ یزید کی خلافت پر اجماع نہیں تھا ایسا ہی ماہنامہ اشرفیہ ماہ اپریل ۱۹۹۹ ص ۱۰ مضمون شارح بخاری حضرت العلام مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 کتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
 ۶ رزی الحجہ ۱۳۲۷ھ

کیا روضہ پاک پر حاضری کے وقت توسل و استمداد شرک ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر سلامی کے موقع پر سرکار عالی میں کوئی سوال بدعت ہی نہیں بلکہ شرک ہے۔ کیا اس بات سے ہمارے علماء اتفاق کرتے ہیں؟ المستفتی: سید محمد اشفاق معین حال بمبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب مدینہ منورہ میں روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضری نصیب ہونے پر سرکار عالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توسل کرنا، سوال کرنا، استمداد کرنا شرک و بدعت نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ بلاشبہ جائز و مستحسن ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے

مالک و مختار ہیں جسے جو چاہیں عطا فرمادیں۔ جو اس فعل کو بدعت یا شرک بتائے وہ وہابی بددین شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخی کرنے والا ہے۔ خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد روضہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مختلف طریقے سے توسل و استعانت کیا کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے مالک الدار سے روایت کی۔

”قال اصاب الناس قحط في زمن عمر بن الخطاب فجاؤ رجل الى قبر النبي صلي الله عليه وسلم فقال يا رسول الله استسقى لامتك فانهم قد هلكوا فاتى الرجل في المنام فقبل له ايت عمر“ (فتح الباری ج ۲، ص ۶۲۹ المواہب اللدنیة ج ۳، ص ۲۷۶) و فی البدایة للحافظ ابن کثیر - فاتا رسول الله صلي الله عليه وسلم في المنام فقال: ايت عمر فاقرأه مني السلام واخبرهم انهم مسقون وقل له عليك بالكيس الكيس فاتى الرجل فاخبر عمر فقال يا رب ما آلوا الا ما عجزت عنه اه وهذا اسناد صحيح كذا قال الحافظ ابن کثیر فی البدایة (ج ۷، ص ۶۸)

یعنی حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں لوگ جملائے قحط ہوئے تو ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے دعا کیجئے کیونکہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں اسے حکم دیا عمر کے پاس جاؤ ان سے میرا سلام کہو اور ان سے بتلاؤ کہ لوگ بارش سے میرا ب کئے جائیں گے اور ان سے یہ بھی کہو کہ حزم و احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامے رہیں۔ وہ شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا اور انہیں یہ بات بتلائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے رب! میں اپنے مقدور بھر کوئی سستی و کوتاہی نہیں کرتا۔

مزید توثیق کے لئے ایک واقعہ اور ملاحظہ ہو جس کے متعلق حافظ عماد الدین ابن کثیر بیان فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل واقعہ کئی علما نے بیان کیا ہے جس میں شیخ ابو منصور الصباغ اپنی کتاب -الحکایة المشہورۃ- میں لکھتے ہیں کہ نبی نے کہا میں قبر انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا۔ السلام ملک یا رسول اللہ“ پھر کہنے لگا آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا -وَلَوْ اَنَّكُمْ اِدُّ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَهُمْ جَاؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا لَللَّةِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا لَللَّةَ تَوَّابًا رُحِيمًا“ (آیت ۶۳ سورہ نساء ۴) میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے توسل سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے استغفار کروں اور طلب شفاعت کروں۔ پھر وہ اعرابی یہ شعر پڑھنے لگا۔

یا خیر من دفعت بالقاع اعظمه

قطاب من طیبہن القاع و الاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنه فیه العفاف و فیه الجود و الکره

یعنی اے ان تمام لوگوں میں بہتر جن کی ہڈیاں زمین میں مدفون ہوئیں تو ان کی خوشبو سے چھیل میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ آرام فرما ہیں اسی قبر میں عفت بھی ہے اور جود و کرم بھی ہے۔ اس عرض مدعا کے بعد اعرابی واپس چلا گیا اور مجھے نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی خواب ہی میں آپ نے مجھے حکم دیا۔ "الحق الاعرابی فبشره ان الله قد غفر له اه" (تفسیر القرآن العظیم للحافظ عماد الدین ابن کثیر ج ۱، ص ۵۷۰) مذکورہ تصریحات سے یہ واضح ہو گیا کہ روضہ اطہر پر حاضری کے وقت سرکار کی بارگاہ میں سوال کرنا شرک و بدعت نہیں جائز و مستحسن اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد ابو بکر مصباحی
۲۰ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا بندہ مجبور محض ہے اور ہر اچھا برا کام خدا کی مرضی سے ہوتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے یہاں ایک مسئلہ پیش آیا کہ ایک شخص کا یہ کہنا ہے کہ ہر کام ہر جاندار یا غیر جاندار کی حرکت اللہ کے حکم سے ہے اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور کسی میں یہ قوت ہی نہیں، اچھا برا کام اللہ کے ارادہ کے بغیر ہوتا نہیں تو پھر اس میں گناہ اور ثواب کا کیا مطلب ہے۔ انسان جن فرشتہ وغیرہ کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو سب کا مقدر لکھنے والا اللہ ہے اور اللہ کے حکم کے بغیر شیطان آدم کو کیسے بہکا تا اللہ نے اپنی قدرت سے آدم کو بنایا اور سجدہ کا حکم دیا تو فرشتہ ہو یا جن ابلیس وغیرہ سب کو سجدہ کا حکم دیا اور سب نے سجدہ کئے سوائے ابلیس کے ابلیس نے نہیں کیا تو اس کی کیا غلطی ہے کیوں کہ اس کے پاس کوئی قوت نہیں ہے کہ جو کچھ ہے اللہ کی قدرت سے ہو رہا ہے تو شیطان کو سجدہ کرنے کا ارادہ قوت دیتا تو وہ بھی سجدہ کرتا اگر اللہ چاہتا تو اسے بھی سجدہ کرنے کا ارادہ دیتا اور سجدہ کرنا جیسا کہ ملائکہ سے سجدہ کرنا یا یہ سب معاملہ اللہ کی قدرت کا اسی کی قوت سے ہے اس کے حکم اور ارادہ کے بغیر کوئی اپنی طرف سے ارادہ کر دے کوئی عمل کر دے یا انکار کر دے یہ کس کی مجال ہے: "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان اللہ علی کل شئی قَدِیْرٌ" ہر شئی پر اللہ کی قدرت حاصل ہے۔ "وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ" عزت دینا ذلت دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ "وَالْقَدْرُ خَیْرَةٌ وَسُرَّةٌ مِنَ اللہِ تَعَالٰی" ہر خیر و شر اللہ کی جانب سے ہے اور ہدایت دینا گمراہ کرنا اللہ ہی کا کام ہے وغیرہ

ایسی باتیں کرتا ہے جن سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے لوگ یہ سب سن کر لاجواب ہو جاتے ہیں یہ شخص شاید جبریہ قدر یہ عقیدہ کا ہوگا اس قسم کی باتوں کا جواب ہم سے ہوتا نہیں ہم سمجھا سمجھا کر تھک گئے ہیں مگر وہ مانتا نہیں اس کا بیان ہی کچھ ایسا ہے کہ لوگ اس کی باتوں کو تسلیم کر لیتے ہیں سب کچھ اللہ سے ہے اچھائی، برائی، اچھائی کرنے کا ارادہ اور قوت دیتا ہے تو اچھا کام ہوتا ہے ورنہ نہیں یہ سب کام اللہ کا ہے اللہ ہی قدرت والا مالک ہے اس قسم کے عقیدے والے کا جواب کیسے دیں؟ اس عقیدے کے لوگوں کے لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سی کتاب لکھی ہے اس کا نام کیا ہے کہاں ملتی ہے؟ معلوم کرائیں۔

المستفتی: خادم مسلک رضا و درگاہ حضرت پیر مدار شاہ، محمد سرمد پاشا قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب شخص مذکور کے اقوال سے ظاہر ہے کہ وہ فرقہ جبریہ کا اعتقاد رکھتا ہے کہ اس فرقہ باطلہ کا یہی کہنا ہے کہ بندہ مجبور محض ہے جس طرح (رعشہ) کچھپی والے کے ہاتھ، پاؤں وغیرہ بے اختیار ہلتے ڈولتے ہیں حالانکہ رعشہ کا مریض ہلانا نہیں چاہتا اسی طریقے سے ہر بندہ مجبور محض ہے وہ اپنے اختیار سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا کہ: حدوٰث الفتن و جہاد اعیان السنن میں ہے:

”قالوا: لا قدرة للعبد أصلاً، لا مؤثرة ولا كاسبة، بل هو بمنزلة الجمادات فيما يوجد

منها..“ (ص ۳۹، ج ۱)

اور اس کا یہ کہنا کہ ”اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور کسی میں یہ قوت ہی نہیں، اچھا برا کام اللہ کے ارادہ کے بغیر ہوتا نہیں“ شریعت مطہرہ کے خلاف ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے بغیر بھی کام ہوتا ہے مثلاً کفر و معصیت وغیرہ برے افعال اللہ کی مرضی کے بغیر ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا يَزِيْطِي اللّٰهُ لِعِبَادِهِ الْكٰفِرِيْنَ“ (سورہ زمر پارہ، ۲۳ آیت ۷)

اور شرح عقائد میں ہے:

”ان الارادة و المشية و التقدير يتعلق بالكل و الرضاء و المحبة و الامر لا يتعلق

إلا بالحسن دون القبيح..“ (ص ۶۷)

اور بندوں کی طرف افعال کی نسبت بطریق کسب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ“

یعنی اس کا قاتلہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برا کمایا (سورہ بقرہ آیت ۲۸۶) دوسری

جگہ ارشاد ہے: ”فَمَا كَسَبَتْ أُنْفُسُكُمُ“ یعنی تمہارے ہاتھوں کی کمائی سے ہے (سورہ شوریٰ آیت ۳۰)

ان کے علاوہ اور بھی دوسری آیات کریمہ میں صراحتہ کسب کی نسبت بندوں کی طرف ہے اور اللہ عزوجل خالق ہے، چنانچہ قرآن حکیم میں ہے: "وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ" اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی تو ان آیات کریمہ کا حاصل یہ ہوا کہ (۱) اللہ تعالیٰ کفر و شرک سے راضی نہیں (۲) بندہ مجبور محض نہیں بلکہ وہ اپنے افعال کا کسب کرتا ہے۔ (۳) اور جب وہ کسب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا خلق فرمادیتا ہے اللہ تعالیٰ نے کسب شر سے منع فرمادیا ہے اور بندے کو اس کی طاقت بھی دیدی ہے اس لئے بندہ جب کسب شر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اسے عذاب دے گا، لہذا ایسا شخص جو بندوں کو مجبور محض مانے وہ بد دین اور گمراہ و گمراہ گر ہے اہل سنت و جماعت کے لوگوں پر واجب ہے کہ اس سے قطع تعلق کر لیں اس سے سلام و کلام نہ کریں اور اس سے دور رہیں۔ تحقیق و تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کا رسالہ مبارکہ تقدیر و تدبیر، مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۹/۱۲/۱۳۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

اپنے کو ہٹ دھرم کہنا کیسا ہے؟ یہ کہنا کہ ”رضوی حضرات فاضل بریلوی سے اندھی عقیدت رکھتے ہیں اور غلوئے عقیدت میں اجماع امت اور سواد اعظم کے منکر ہو گئے“

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے دینی و مذہبی گفتگو کے دوران کہا کہ ”ہٹ دھرمی کی جو بات ہے بیٹک صدنی صد درست ہے ہم ہٹ دھرم تھے، ہیں اور قیامت تک رہیں گے کیونکہ ہمارا دھرم اسلام و سنت ہے اور اسلام و سنت پر ہٹ فرض ہے۔“ زید نے مزید کہا ”چونکہ یہ حضرات (رضوی) فاضل بریلوی سے اندھی عقیدت رکھتے ہیں اس لئے غلوئے عقیدت میں اجماع امت اور سواد اعظم سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔“ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی مندرجہ بالا گفتگو شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو زید پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ آیا زید امامت و خطابت کے لائق ہے یا نہیں؟ بہنو اتوجروا۔

المستفتی: محمد عبدالرشید قادری سکول پبلی بحیث

بشیر اللہ الرحمن الرحیم

الجواب کسی مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہٹ دھرم کہے کیونکہ عرفاً ہٹ دھرم کا معنی ہے ”نامنصف بے ایمان، احسان فراموش، ظالم“ ان میں سے کوئی بھی معنی کسی مومن کی شان کے لائق نہیں اس لئے زید کی یہ گفتگو کہ ”ہم ہٹ دھرم تھے، ہیں اور تا قیامت رہیں گے“ ہرگز درست نہیں زید اس قول سے

رجوع کرے اور یہ کہے کہ وہ اسلام و سنت پر مضبوطی سے ثابت قدم تھا، ہے اور رہے گا، فتویٰ مفہوم کے لحاظ سے کوئی لفظ گویا معنی رکھتا ہو لیکن عرفاً اس کا مفہوم برا ہو تو اس کا اطلاق بیجا ہوگا یہاں ایسا ہی ہے۔

اور زید کا یہ کہنا کہ ”رضوی حضرات فاضل بریلوی سے اندھی عقیدت رکھتے ہیں اس لئے غلوئے عقیدت میں اجماع امت اور سواد اعظم سے منکر ہو بیٹھے ہیں“ صحیح نہیں یہ الزام تراشی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ الحمد للہ دامن اعلیٰ حضرت سے وابستہ افراد رضوی، مصطفوی سب سواد اعظم میں شامل اور اجماع امت پر قائم ہیں، زید نے اپنے اس کلمہ کے ذریعہ رضوی حضرات کو اذیت پہنچائی ہے اور کسی سنی مسلمان کو بے اذن شرع تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی للہ۔ یعنی جس نے کسی مسلمان کو اذی ادا کی اس نے مجھے اذی ادا کی اور جس نے مجھے اذی ادا کی اس نے اللہ کو اذی ادا کی۔ (کنز العمال ص ۱۰ ج ۱۶) اسے سمجھایا جائے کہ کسی کی عداوت میں غیر منصفانہ بات نہیں بولنی چاہئے۔ ارشاد باری ہے ”ولا یجور منکم شذان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ہوا قرب للفقوی۔“ (پ ۶ سورہ مائدہ آیت ۸)

زید اس جموٹی بات اور غلط الزام تراشی سے توبہ کرے جن لوگوں کا دل دکھایا ان سے معافی مانگے ورنہ اسے امامت و خطابت سے دور رکھا جائے کہ اس سے تکفیل جماعت ہوگی اور امت میں فتنہ و فساد پھیل سکتا ہے۔ خدائے پاک اسے ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

انزل اور یسر انام رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

آج کل لوگ اپنے لڑکے لڑکیوں کا نام قرآن پاک کے الفاظ مثلاً کسی کا نام انزل کسی کا نام یسر رکھتے ہیں ایسے نام رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد رضی خان رضوی طہری قصبہ تلہر ضلع شاہجہاں پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بچوں کا اچھا نام رکھنا چاہئے اور غیر مستعمل وغیر مشہور نام رکھنے سے بچنا چاہئے۔

حدیث پاک میں ہے ”عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم واسماء اہائکم فاحصلوا اسمائکم۔“ (الہود اور ج ۲ ص ۶۷۶)

ہندیہ میں ہے ”فی الفتاویٰ التسمیۃ باسم لہ یدکرہ اللہ تعالیٰ فی عبادہ ولا ذکرہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا استعمله المسلمون تكلموا فيه اولى ان لا يفعل كذا في المحيط۔ ایسے نام جن کا ذکر قرآن میں ہونہ حدیث میں اور نہ ہی اس طرح کا نام رکھنے پر مسلمانوں کا عمل ہو اس میں علما کا اختلاف ہے بہتر ہے ایسے نام نہ رکھے جائیں۔ لہذا "انزل" جس کا معنی ہے نازل کیا گیا اور یسرا جس کا معنی ہے آسانی اگرچہ یہ قرآن میں ہیں لیکن بحیثیت اسماء نہیں ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے مابین بحیثیت اسماء مستعمل ہیں اس لئے ایسے نام رکھنے سے احتراز بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: عبدالرحیم فیضی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۰ جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

وہ کون ہیں جن پر اللہ نے سلام بھیجا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

کیا اللہ تعالیٰ نے ام المومنین خدیجہ الکبریٰ و حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ کسی اور کو سلام بھیجا یا نہیں؟ جبکہ مقررین حضرات اپنی تقریر میں ان دونوں حضرات کا نام لے کر فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو سلام نہیں بھیجا اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کیا یہ درست ہے؟

المستفتی: عبدالجبار قادری، محمد محبوب عطاری، محمد انصاف حبیبی، پالی، مارواڑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب تلاش بسیار کے بعد مجھے صرف ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ملا کہ اللہ رب العزت نے حضرت جبریل امین کی معرفت ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام بھیجا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے "عن ابی ہریرۃ قال اتی جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ہذہ خدیجۃ قد آتت معہا اناء فیہ ادام او طعام او شراب فاذا ہی اتتک فاقرأ علیہا السلام من ربہا و منی" (ص ۵۳۹ ج ۱) یہ حدیث مسلم شریف ص ۲۸۴ ج ۲ میں بھی ہے۔

بخاری شریف کی شرح ارشاد الساری کی عہارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شرف امت محمدیہ میں صرف حضرت خدیجہ الکبریٰ ہی کو حاصل ہے چنانچہ مذکورہ حدیث کے تحت ارشاد الساری میں ہے "وہذا لعمر اللہ خاصۃ لم تکن لسواہا" (ص ۱۶۹ ج ۶) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نکھای

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

بچہ خلیفہ بن سکتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ کیا چھ ماہ یا اس سے کم یا زیادہ عمر کا بچہ خلافت و گدائشی کا مجاز و مستحق ہے؟ اگر قابلیت و اہلیت کی بنیاد پر خلافت دی جاسکتی ہے (جیسا کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تو بچہ تو غیر مکلف ہے۔ پھر قابلیت و اہلیت کیا معنی۔ المستفتی: محمد جیلانی بن محمد ذوالفقار علی غریب نواز رضا چوک ناندریڑ مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بچہ کو خلیفہ و سجادہ نشین بنانا جائز ہے۔ البتہ امور مفوضہ کی ذمہ داری اس وقت سنبھالے گا جب وہ عاقل و بالغ ہو جائے۔

رد المحتار "مطلب فی تولیة الصبی" میں ہے: "لو اوصی الی الصبی تبطل فی القیاس مطلقاً و فی الاستحسان ہی باطلہ مادام صغیراً فاذا کبر تكون الولاية له۔ ۱۳۰"

(ج: ۴، ص: ۳۸۱)

کتبہ: زبیر احمد مصباحی

۲ ربیع الثوث ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ایک شعر کے متعلق سوال

مسئلہ زید جو کہ ایک شاعر ہے اس نے مندرجہ ذیل اشعار لکھے:

- (۱) اٹھاجب میم کا پردہ پڑی جبریل کو حیرت
کروں سجدہ خدا کا یا کروں سجدہ محمد کا
- (۲) اگر ابلیس پر پڑتا تو وہ بھی جنتی ہوتا
خدا نے اس لیے رکھا نہیں سایہ محمد کا

اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نے کہا کہ میں نے بکر جو ایک عالم دین ہے سے تصدیق کرائی ہے، واضح ہو کہ اس بنیاد پر وہ شاعر اور اس کے قہنچین دو تین سال سے یہ اشعار پڑھتے رہے ہیں اور کسی کی بات نہیں سنتے۔

لہذا مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ از روئے شرع ان اشعار کا حکم اور اس کے بنانے والے، پڑھنے والے نیز تصدیق کرنے والوں کا حکم دلائل سے واضح فرمائیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس شعر کا تعلق بظاہر ایک موضوع کہانی سے ہے جس کو شاعر نے نظم کرنے کی کوشش کی ہے وہ کہانی یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم وحی کہاں سے لاتے ہو عرض کیا ایک پردے کے پیچھے سے آواز آتی ہے آپ نے فرمایا کبھی پردہ اٹھا کر دیکھا؟ عرض کیا یہ میری مجال نہیں فرمایا اس بار پردہ اٹھا کر دیکھنا۔

حضرت جبرئیل امین نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردے کے اندر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور سر پر عمامہ باندھ رہے ہیں حضرت جبرئیل امین کی حیرت و استعجاب کی انتہا نہ رہی لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ یہاں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ سر پر باندھ رہے ہیں اسی حیرانی کے عالم میں کئی بار آئے گئے اخیر میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر ہمیں دوڑایا کیوں جاتا ہے۔

اسی فرضی کہانی کے تعلق سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”روایت محض کذب و باطل و مردود و موضوع و افتراء و اختراع ہے قاتل اللہ و اضعها اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سنا سب حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۶، ص: ۵۶)

اور اگر شاعر کی مراد یہ ہے کہ احمد کے میم کو حذف کرنے کے بعد احد ہی رہتا ہے اسی سر کو سمجھ کر حضرت روح الامین کو تعجب ہو واجب بھی مستبعد اور حضرت سید الملائکہ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس طرح کے اشعار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

اٹھا کر میم کا پردہ سب الا اللہ کہتے ہیں
 احد میں میم کو ضم کر کے صلی اللہ کہتے ہیں
 ظہور ہو کر کے دنیا میں یہ فرمانا کہ بندہ ہوں
 تو سب ناسوت میں حضرت رسول اللہ کہتے ہیں
 ہوئے ممکن سے جب واجب نبی ملکوت میں پہنچے
 وہاں سب دیکھ احمد کو ظہور اللہ کہتے ہیں

فرماتے ہیں ان اشعار کا پڑھنا حرام حرام سخت حرام ہے ان میں بعض کلمہ کفریہ بھی ہیں اگرچہ تاویل کے سبب قائل کو کافر نہ کہیں اور بعض موہم کفریہ ہیں اور یہ بھی حرام ہے رر الحسار میں ہے: ”مجرد ایهام المعنی

المحال کاف فی المنع۔ ۱۰۳ (ج: ۶، ص: ۲۰۷)

لہذا جس نے یہ شعر لکھا اور جن لوگوں نے پڑھا اور ستاؤہ سب فعل حرام کے مرتکب ہوئے فوراً توہ

کریں اور آئندہ اس طرح کے اشعار لکھنے اور پڑھنے سے باز رہیں ورنہ ان کا بائیکاٹ کیا جائے اور اگر اس کے ظاہر مضمون کے معتقد ہوئے تو وہ سب کافر ہوئے فوراً تجدید اسلام و نکاح کریں۔

اور جس شخص نے اس شعر کی تصدیق کی ہے وہ کوئی عالم نہیں جاہل ہے۔

ایک چیز کی متعدد حکمتیں ہو سکتی ہیں یوں ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم نور کا سایہ نہ ہونے کی بھی متعدد وجہیں ہو سکتی ہیں مثلاً آپ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور سایہ زمین پر پڑے تو اس میں ایک گونہ بے قدری کا شائبہ پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لیے یہ شائبہ بھی پسند نہیں فرماتا۔

شاعر نے جو حکمت بیان کی ہے وہ اس کے خیال کی جدت اور اپنی سمجھ کے مطابق ایک نکتہ آفرینی ہے جس کے ذریعہ اس نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے اس لیے اس پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

شاعر نعت کو چاہے کہ آداب شریعت کو ہر قدم پر ملحوظ رکھے اور کوئی ایسی بات نہ کہے جس کی شریعت میں اصل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد شمیم مصباحی

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سورج ڈوبتا ہے یا نہیں؟ ڈوبتا ہے تو کہاں؟

مسئلہ سورہ کہف پارہ سولہ آیت ۸۵ میں سورج ڈوبنے کے بارے میں ہے کہ اس کو کالے کچھڑ میں ڈوبتا پایا تو کیا سورج ڈوبتا ہے یا نہیں اور اگر ڈوبتا ہے تو کہاں؟ بیوا تو جروا۔

المستفتی: محمد بخش قادری، مہاراشٹر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حقیقت میں سورج ڈوبتا نہیں ہے بلکہ اپنے مستقر میں چلتا رہتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: "وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا" اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے۔ (سورہ یس ۳۶، آیت ۳۸) اور دوسری جگہ فرماتا ہے: "وَسَطَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ كُلُّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَدَّدًا" اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے۔ (سورہ لقمان ۳۱، آیت ۲۹)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو منزل مقرر فرمائی ہے یا تو اسی میں چلتا ہے یا یہ کہ روز قیامت تک چلتا رہے گا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: "قیل الی غایة محدودة وقیل الی یوم القیامة وكلا المعنیین صحیح"۔ (ص ۳۵۲، ج ۳)

اور سورہ کہف میں جو "وَجَدَهَا تَغْرِبُ فِي عَيْنِ حِمَّةٍ" ہے یعنی ایک سیاہ کبچہ میں اس کو ڈوبتا پایا تو یہ بطور حکایت بیان ہوا کہ ذوالقرنین کو آفتاب ڈوبنے کے وقت ایسا نظر آیا کہ وہ سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے یہ صرف نظر کا احساس تھا (ورنہ سورج تو زمین سے کئی گنا بڑا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ زمین ہی کے ایک چشمہ میں ڈوبے) اور یہ احساس ہر نظر کو ہوتا ہے جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے۔ پہاڑوں پر جاؤ تو پہاڑ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے حالانکہ سورج مدار زمین سے کروڑوں میل دور وراہ الافق ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے:

"الشمس اكبر من الأرض بمرات كثيرة فكيف يعقل دخولها في عين من عيون الارض ، اذا ثبت هذا ، فنقول تاويل قوله "تغرب في عين حمة" من وجوه الأول: أن ذالقرنين لما بلغ موضعها في المغرب ولم يبق بعدة شئ من العمارات وجد الشمس كأنها تغرب في عين وهداة مظلمة، وان لم تكن كذلك في الحقيقة كما أن راكب البحر يرى الشمس كأنها تغيب في البحر اذا لم ير الشط وهي في الحقيقة تغيب وراء البحر هذا هو التاويل الذي ذكره ابو علي الجبائي في تفسيرة.

الثاني: ان للجانب الغربي من الأرض مساكن يحيط البحر بها فالناظر الى الشمس يتخيل كأنها تغيب في تلك البحار، ولا شك ان البحار الغربية قوية السخونة فهي حامية وهي أيضاً حمة لكثرة ما فيها من الحمأة السوداء والماء" (ص ۳۹۶، ج ۷)
اور تفسیر ابن کثیر میں ہے: "أى رأى الشمس في منظره تغرب في البحر المحيط وهذا شأن كل من انتهى الى ساحله يراها كأنها تغرب فيه." (ص ۱۰۰، ج ۳) والله تعالى اعلم

الجواب صحيح: محمد نظام الدين رضوى برکاتی
الجواب صحيح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی
کتبہ: شمس الدین احمد علی
۲۲ رذی القعدہ ۱۴۲۵ھ

کیا ہر حرام برابر ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

کیا ہر حرام برابر ہے جیسے مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا حرام، غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا، واڈھی میں خضاب لگانا، چوری کرنا حرام اگر کوئی اس طرح کی غلطی کر بیٹھے تو شرع کا اس پر کیا حکم ہے کیا ہر ایک کی سزا برابر ہے؟ بنیو اتوجروا المستفتی: شبیر احمد، مدرسہ حنفیہ محلہ عالم خان نواب یوسف روڈ جون پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہر حرام برابر نہیں کہ کسی حرام کا حکم ہلکا ہے کسی کا سخت ترین ہے اور کسی کا اس سے بھی سخت ہے مثلاً حرمت کی دلیل قطعی ہو اور فعل حرام قبیح لعینہ جیسے کفر، شرک، زنا، قتل ناحق وغیرہ تو اس کا حکم بہت سخت ہے اور اگر حرمت کی دلیل قطعی ہو مگر قبیح طغیرہ ہو تو اس کا حکم نسبتاً ہلکا ہے گو کہ اس کا مرتکب بھی گنہگار اور قاسق ہے اور اگر حرمت کی دلیل ظنی ہو مثلاً خبر واحد اور قیاس سے اس کا ثبوت ہو تو اس کا حکم اور ہلکا ہو جاتا ہے مگر گناہ بہر حال گناہ ہے اور رب عزوجل کی نافرمانی بہر حال نافرمانی ہے اس لیے اس کے ارتکاب کو ہلکانہ جانیں کہ گناہ صغیرہ بھی ہلکا سمجھنے والے کے حق میں کبیرہ ہو جاتا ہے اس لیے مسلمان بہر حال ہر طرح کے حرام و گناہ کام سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

۲۶ ربیع النور ۱۳۲۹ھ

کیا علم غیب صرف اللہ کو ہے؟ کیا حضور کو صرف جبریل کے ذریعہ علم ہوتا ہے؟ حضور کا مسجد ضرار تشریف لے جانا، حفاظ صحابہ کا شہید ہونا وغیرہ واقعات کیا علم غیب نہ ہونے کی دلیل ہیں

غیب نہ ہونے کی دلیل ہیں

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) زید کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ علم ہوتا وہ حضرت جبریل کے ذریعہ ہوتا (۳) اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو مسجد ضرار کیوں تشریف لے جاتے یا حفاظ صحابہ کیوں شہید ہوتے یا زہر آپ کو دیا گیا اس کی خبر کیوں نہ ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کے بارے میں کیوں نہ خبر ہوئی؟ یہینوا توجروا۔ المستفتی: محمد رئیس نوری خادم جامعہ اہل سنت صادق العلوم، گھاس بازار، ناسک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کو علم غیب ذاتی نہیں ہے ایک وہی عالم الغیب ہے اور غیب کی سنجیاں اسی کے دست اقدس میں ہیں۔ علم غیب ذاتی سے مراد یہ ہے کہ اسے بغیر کسی کے عطا کئے بذات خود غیب کا علم حاصل ہے جو قدیم، ازلی، ابدی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی حق ہے کہ اس نے اپنے رسولوں کو غیب سے آگاہ فرمایا اور ایسے بہت کچھ فیوب عطا فرمائے ایسے علم کو علم غیب عطا کہا جاتا ہے جو بندوں کے ساتھ خاص ہے اور یہ حادث ہے کتاب و سنت کے نصوص شاہد ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں یعنی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے صدقے میں اولیائے عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جمعین

کو علم غیب عطا فرمایا۔ قرآن حکیم میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: "مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظَلِّعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِي بِمَنْ يُرِيدُ مِنْ رُؤْسِهِ مَنْ يَشَاءُ"۔ یعنی اللہ کی یہ شان نہیں اے عام لوگو! کہ تمہیں علم غیب عطا فرمادے ہاں اپنے رسولوں میں جسے چاہے اس کے لئے جن لیتا ہے۔ (سورہ مال عمران پارہ ۳، آیت ۱۷۹) نیز اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَمِيرٍ" اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (سورہ تکویر پارہ ۳۰، آیت ۲۴) تفسیر صادی میں ہے:

"و اما باعلام اللہ العبد فلا مانع منه كالانبياء وبعض الاولياء قال تعالى: "ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء" وقال تعالى: "علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول" فلا مانع من كون الله يطلع بعض عبادة الصالحين على بعض المغيبات فتكون معجزة للنبي وكرامة للولي"۔ (ص ۲۶۰، ج ۳) الدولة المكية بالمادة الغيبية میں ہے: "و حدیث مسلم عن عمرو بن الخطاب الانصاری رضی اللہ عنہ فی خطبته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الفجر إلى الغروب وفيه فأخبرنا عما كان وما هو كائن فأعلمنا أحفظنا"۔ (ص ۳۱، ج ۱) ایسا ہی مواہب لدنیہ ج ۲، ص ۱۹۲ پر بھی ہے۔

لہذا زید کا قول قرآن مجید کی آیات و تفاسیر و احادیث کے خلاف ہے جس سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ زید بد عقیدہ ہے اور صریح گمراہی و ضلالت میں مبتلا ہے اور اگر زید مطلقاً سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کرتا ہے تو وہ قرآن عظیم کے بہت سے نصوص قطعیہ کی تکذیب و انکار کرتا ہے اور جو ایسا کرے کافر و مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل علم عطا فرماتا ہے البتہ وہ علم آپ تک کبھی حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام لاتے ہیں اور کبھی اللہ عزوجل آپ کے قلب مبارک میں القا فرماتا ہے، اور کبھی بذریعہ خواب، اور آپ کا خواب بھی حجت ہے۔ بخاری شریف میں ہے: "عن عمر قال قام فينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبه من نسبه"۔ (ص ۴۵۳، ج ۱) اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتوں کے جنت میں اور دوزخوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سارے حالات کا علم ہے۔ -الدولة المكية بالمادة الغيبية میں ہے: "وفي شرح المشكاة للشيخ المحقق عبد الحق محمد قوله صلى الله عليه وسلم فعلت ما في السموات والارض عبارة عن حصول جميع العلوم الجزئية والكلية و

الاحاطة بها۔ (ص ۳۳، ج ۱) لہذا زید کا یہ کہنا کہ جو کچھ علم ہوتا ہے وہ حضرت جبرئیل کے ذریعہ ہوتا ہے مطلقاً صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر آپ کو علم ہوتا تو مسجد ضرار کیوں تشریف لے جاتے زید کا یہ اعتراض کرنا بالکل لغو اور بے جا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد ضرار تشریف ہی نہ لے گئے پھر اللہ عزوجل نے آپ کو وہاں جانے سے منع فرمادیا پھر یہ کیونکر ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے حضور وہاں تشریف لے جائیں۔ قرآن شریف میں ہے:

«وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِزْوَاجًا لِمَن حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ وَلَيَخْلُقْنَ وَإِن أُرْسِلْنَا إِلَى الْحَسَنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقْعُدُوا فِيهِ أَبَدًا»

اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جموں نے ہیں اس مسجد میں تم کبھی بھی کھڑے نہ ہونا۔ (سورہ توبہ پارہ ۱۰، آیت ۷۷-۱۰) زید کے یہ اعتراضات کہ حفاظ صحابہ کیوں شہید ہوئے، آپ کو زہر دیا گیا اس کی خبر کیوں نہ ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کے بارے میں کیوں خبر نہ ہوئی یہ بھی اس کی نادانی ہے اہل سنت و جماعت یہ نہیں کہتے کہ بیک وقت علوم غیب آپ کو عطا فرمادے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تدریجاً یہ علم آپ کو عطا فرمایا پورا قرآن نازل ہونے سے قبل آپ کو جمع ماکان وما یکون کا علم نہ تھا جمع ماکان وما یکون کا علم اس وقت حاصل ہوا جب پورا قرآن نازل ہو گیا اور پورا قرآن نازل ہونے سے پہلے قدر معتد بہ علم غیب حاصل تھا پانچ، چھ باتوں کا علم نہ ہونا قدر معتد بہ جاننے کے منافی نہیں جیسے ائمہ مجتہدین نے بعض مسائل کے بارے میں فرمایا کہ ہم نہیں جانتے، ان چند مسائل کا علم نہ ہونا ان کے امام بلکہ امام الامم ہونے کے منافی نہیں۔ ایسا ہی نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۲۷۱، ج ۲ میں ہے: واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی
۱۹ رزی الحج ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ٹوپی پہننا کس حدیث سے ثابت ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

کس حدیث میں ٹوپی لگانے کا حکم ہے؟ اگر حکم ہے تو حدیث کا حوالہ دے کر جواب بھیجئے۔
المستفتی: ابو عبد المنان خاں، ایریر روڈ جبل ممبئی، سرکل نمبر 8/2 یوٹی، نمبر 367 ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ٹوپی لگانا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی باندھتے تھے۔ حدیث شریف ہے: "قال ركانة سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول ان فرق ما بيننا وبين المشركين العمامة على القلانس". حضرت ركانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا کہ ہم میں اور مشرکین میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ (یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے) (ترمذی شریف ج 1، ص 308، ابواب اللباس)
فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"ولا بأس بلبس القلانس وقد صح انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يلبسها كذافي الوجيز الكردي". (ج 5، ص 330، الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد وقار علی احسانی علی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۲۸ ربیع النور ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جنت میں مرد اپنی بیوی سے ملیں گے یا نہیں؟

اگر طلاق یا موت کے بعد عورت دوسرا نکاح کر لے تو؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

جنت میں مسلمان مردوں کی ملاقات اپنی بیویوں سے ہوگی کہ نہیں؟ کیا کوئی ایسی روایت ہے کہ بیویوں کو اللہ تعالیٰ حور کی شکل میں رکھے گا تاکہ ان سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں بہت ایسا ہوتا ہے کہ شوہر مرجاتا ہے یا طلاق دے دیتا ہے پھر وہ عدت گزار کر دوسرے سے نکاح کر لیتی ہے اسی طرح کئی مردوں سے نکاح ہو تو وہ جنت میں کس کی بیوی ہوگی؟
المستفتی: شبیر احمد، مدرسہ خفیہ جون پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب جنت میں مردوں کی ملاقات اپنی بیویوں سے ہوگی اور جس مسلمان عورت کا شوہر

مر جائے پھر وہ عورت دوسرے سے نکاح نہ کرے تو جنت میں وہ اسی کی بیوی رہے گی اور اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مر گیا، بعدہ عدت گزار کر وہ دوسرے سے نکاح کر لے اسی طرح یکے بعد دیگرے کئی مردوں سے عقد کیا اس کے بعد اس عورت کا انتقال ہوا تو وہ جنت میں اپنے آخری شوہر کی بیوی ہوگی اور اگر کسی مسلمان عورت کے شوہر نے اسے طلاق دیدی بعد عدت اس نے دوسرے سے نکاح کر لیا اسی طرح کئی مردوں سے نکاح کیا اور سب نے اسے طلاق دیدیا اور وہ کسی کی بیوی نہ رہی تو اسے اختیار دیا جائے گا کہ جسے چاہے اختیار کر لے تو وہ ان میں سے اچھی عادت والے کو اختیار کرے گی۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

فأجاب بقوله روى الطبرانی عن أبي الدرداء أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال المرأة لزوجها الآخر وعن أنس رضى الله تعالى عنه أن أم حبيبة قالت يا رسول الله المرأة يكون لها في الدنيا زوجان لأيهما تكون في الجنة؛ قال تخير فتختار أحسنهم خلقا كان معها في الدنيا فيكون زوجها يا أم حبيبة ذهب حسن الخلق بخير الدنيا والآخرة. عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لها يا أم سلمة إنهما تخير فتختار أحسنهم خلقا فتقول يا رب هذا كان أحسنهم خلقا في دار الدنيا فزوجنيه يا أم سلمة ذهب حسن الخلق بخير الدنيا والآخرة فإن قلت هذا الحديثان عن أم حبيبة و أم سلمة يخالفان حديث أبي الدرداء رضى الله تعالى عنهم. قلت لا يخالفان لأنهما يجمع بينهما بأن يحمل الأول على من ماتت في عصبة زوج وقد كانت تزوجت قبله بأزواج فهذه لآخرهم وكذا لو ماتت واستمرت بلا زوج إلى أن ماتت وفتكون لآخرهم لأن علقته بها لم يقطعها شيء وحمل الثاني: على من تزوجت بأزواج ثم طلقوها كلهم فحينئذ تخير بينهم يوم القيامة فتختار أحسنهم خلقا والتخيير هنا واضح لانقطاع عصبة كل منهم فلم يكن لأحد منهم مرجح لاستواءهم في وقوع علقته لكل منهم بها مع انقطاعها فاتجه التخيير حينئذ لعدم المرجح وما سقته من حديث أم حبيبة و أم سلمة رضى الله تعالى عنها يعلم أن التخيير مذکور في الحديث وأنه ليس من كلام السيد المذکور في السؤال والله سبحانه وتعالى أعلم... عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها في صفة أهل الجنة حديثا طويلا وفيه قلت يا رسول الله المرأة تتزوج الزوجين والثلاثة والأربعة في الدنيا ثم تموت فتدخل الجنة ويدخلون معها من يكون زوجها منهم؛ قال صلى الله تعالى عليه وسلم إنهما تخير فتختار أحسنهم خلقا. (ص ۳۸، ۳۹) والله تعالى اعلم.

کتبہ: محمد رئیس برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۳ ربیع الثوث ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضور کو معراج ہوئی ہے یا نہیں؟ ہوئی ہے تو کہاں؟ حضور نے خدا کو کیسے اور کہاں دیکھا جب کہ وہ مکان و جسم سے پاک ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ہمارے یہاں ایک مسئلہ یہ پیش آیا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ نبی کو معراج ہوئی؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا نبی کو معراج کہاں ہوئی؟ میں نے کہا عرش اعظم پر اس نے کہا عرش اعظم ایک جگہ ہے اور خدا جگہ سے پاک ہے نبی سے اور خدا سے آمنے سامنے بات ہوئی اور نبی نے خدا کو دیکھا جب کہ خدا جسم و جسمانیات سے پاک ہے اگر ہوئی تو کیسے ہوئی؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ارشد رضا محترم دارالعلوم امجدیہ اہلسنت ارشدا العلوم اوجھانج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب معراج شریف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جلیل الشان معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو حضور پر نور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ بیت المقدس تک تشریف لے جانا نص قطعی سے اور آسمان اور اس کے اوپر جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا تشریف لے جانا مثلاً سیر سموات، ملاقات انبیاء، سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچنا، عجائبات کا مشاہدہ فرمانا، اس ذات وحدۃ لا شریک کے قرب اعلیٰ میں پہنچنا انکار انسانی جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انعامات الہیہ سے سرفراز فرمایا جانا، وغیرہ وغیرہ ہر ایک احادیث صحیحہ، معتدہ، مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تو اتر کے قریب پہنچی ہوئی ہیں۔

مسجد اقصیٰ تک معراج قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے اس لیے اس کا منکر قطعی کافر ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان اور اس کے اوپر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا اگرچہ کافر نہیں مگر گمراہ بد مذہب اور فاسق و فاجر ضرور ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی مستند کتاب اشعۃ اللامعات شرح معاکاة شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ ”اسرا از مسجد حرام است تا مسجد اقصیٰ و معراج از مسجد اقصیٰ است تا آسمان و اسرا ثابت است ہمیں قرآن و منکر آن کافر است و معراج از مسجد اقصیٰ است تا آسمان کہ منکر آن ضال و مبتدع است۔“ (ج ۳، ص ۵۲۷)

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”والمعراج لرسول الله عم في الميظنة بشخصه الى السماء ثم الى ماشاء الله تعالى من العلى حتى اى ثابت بالخبر المشهور حتى ان منكرة يكون مبتدعا وقوله ثم الى ماشاء الله تعالى اشارة الى اختلاف اقوال السلف فقبيل الى الجنة وقبيل الى العرش وقبيل الى فوق العرش وقبيل الى طرف العالم فالاسراء وهو من المسجد الحرام الى بيت المقدس قطعي ثبت بالكتاب والمعراج من الارض الى السماء مشهور ومن السماء الى الجنة او الى العرش او غير ذلك آحاد۔“ (شرح عقايد ص ۱۰۳، ملخصاً)

جب جنتیوں کا جنت میں جو ایک جگہ ہے دیدار الہی سے مشرف ہونا محقق ہے تو سید المرسلین کا دیدار الہی سے سرفراز فرمایا جانا بدرجہ اولیٰ محقق و متیقن ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات سے پاک ہے لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج چشم سر سے رب العلمین عزوجل کا دیدار فرمایا جس پر بہت سی کتب تفاسیر و احادیث مشہور و شاہد صل ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے: ”عن ابن عباس في قول الله عز وجل ولقد اذنا نزلت اخري عدد سدة المنعبي۔ فاوحى الى عبده ما اوحى فكان قاب قوسين او ادنى قال ابن عباس قد راة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم۔“ (ج ۲، ص ۱۶۳)

فتح الباری شرح صحیح البخاری شریف میں ہے: ”عن عكرمة عن ابن عباس قال أتعجبون ان تكون الخلة لابراهيم والكلام لموسى والروية لمحمد۔“ (ج ۸، ص ۷۸۲) اللہ عزوجل اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات پاک کا دیدار بغیر کسی زمان و مکان اور سمت و جہت کے کرادے اور یہی ہر مسلمان کا عقیدہ و ایمان ہے۔

چنانچہ تفسیر روح البیان میں ثم دنا فتدلی کے تحت ہے:

”اختلفوا في انه عليه السلام راى الله تعالى ليلة الاسراء بقلبه او بعين رأسه وقال بعضهم راة بعينه لقوله عليه السلام ان الله تعالى اعطى موسى الكلام واعطاني الروية وقوله عليه السلام رايت ربي في احسن صورة اى صفة۔ يقول الفقير ايراد الروية في مقابلة الكلام يدل على روية العين۔ في كشف الاسرار قال بعضهم راء بقلبه دون عينه ولهذا خلاف السنة والمذهب الصحيح انه عليه السلام راى ربه بعين رأسه انهم۔“

(ج ۹، ص ۲۲۲)

خلاصہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا دیدار بلا جہت و بلا مکان

کرایا ہاں عرش مکان ہے تو وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے مگر سرکار علیہ السلام کے مکان میں ہونے سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ بھی مکان میں ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی حجلی کا دیدار کرایا تو وہ مکان ہی میں تھے مگر اللہ تعالیٰ اس وقت بھی مکان سے پاک تھا اگر اس کا انکار نہیں کیا جاتا تو پھر بلا وجہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا سہارا لے کر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

رحم مادر میں مشین سے جنس کی شناخت غیب ہے یا نہیں؟

مسئلہ علوم خمسہ یعنی قیامت کب آئے گی، بارش کب ہوگی، پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، کل کیا ہوگا اور کون کہاں مرے گا؟ علوم غیب ہیں جن کا علم بغیر خدا کے بتائے کسی کو حاصل نہیں آج الیکٹرانک مشین کے ذریعہ اس کا پتہ لگایا جاتا ہے کہ رحم مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ الیکٹرانک مشین کے ذریعہ حاصل شدہ یہ علم، غیب ہے یا نہیں؟ حضور مفتی صاحب قبلہ سے گزارش ہے کہ اس کا جواب جلد مرحمت فرمائیں کہ ہمارے یہاں اس مسئلہ کو لے کر جو انتشار پیدا ہو چکا ہے اس کا سدباب ہو سکے۔ بینوا تو جروا المستفتی: اعجاز احمد، ادجمہ گنجوی، سائن، ممبئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب علوم خمسہ یعنی قیامت کب آئے گی، بارش کب ہوگی، پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی کل کیا ہوگا اور کون کہاں مرے گا امور غیب سے ہیں جن کا علم خدائے عظیم و خمیر کے بتائے بغیر کسی کو حاصل نہیں اور یہ انبیاء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خدا کے بتا دینے سے بعض اولیاء اور مقربین بارگاہ کو بھی حاصل ہو جاتا ہے جس پر بہت سی تفاسیر و احادیث شاہد ہیں۔

آیت کریمہ **یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ** کی تفسیر کے تحت روح البیان میں ہے: **وَمَا رَوَى عَنِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنِ الْغُیُوبِ فَهِيَ تَعْلِمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمَّا بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ اَوْ بِطَرِیْقِ الْاِلْهَامِ وَالْکَشْفِ وَ کَذَا اَخْبَرَ بَعْضُ الْاَوْلِیَاءِ عَنِ نَزْوْلِ الْمَطَرِ وَاخْبَرَ عَمَّا فِی الرَّحْمِ مِنْ ذِکْرِ وَاثِنِیْ فَوْقَ کَمَا اَخْبَرَ۔ ۱۳ھ (ج ۷، ص ۱۰۵)**

علم کی حضرت عزوجل سے تخصیص اور اس کی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلق نفی چند وجہ

پر ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ اڈل علم کا ذاتی ہونا، دوم کسی وسیلہ کا محتاج نہ ہونا، سوم علم کا ازلی وابدی ہونا، چہارم علم کا واجب ہونا، پنجم علم کا مستر ہونا ششم علم کا اقصیٰ غایات کمالات پر ہونا ان چھ وجہ پر مطلق علم حضرت احدیت وعلیٰ سے خاص اور اس کے غیر سے مطلق نفی یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو ان چھ وجہ سے ایک وجہ بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الہی کے لیے عقول مفارقہ ہوں یا نفوس ناطقہ ایک ذرے کا ایسا علم ثابت کرے یقیناً جماعاً کافر و مشرک ہے۔“ ۱۷ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۳۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الیکٹرانک مشین کے ذریعہ یہ جان لینا کہ رحم مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی غیب نہیں اور نہ ہی یہ آیت کریمہ ”یَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ“ کے منافی ہے اور نہ ہی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی مادہ کے حمل کو کسی تدبیر سے اتنا بھی نہیں معلوم کر سکتا کہ نہ ہے یا مادہ کہ خدائے عظیم وخبیر کا علم ذاتی ہے جو بذات خود بے عطائے غیر حاصل ہے جب کہ ڈاکٹر کا علم عطائی حادث و فانی، خدا کا علم کسی آلہ جارحہ و فکر و نظر کا محتاج نہیں جب کہ ڈاکٹر کا علم آلہ بے جان الیکٹرانک مشین کا محتاج خدائے قدیر کا علم ازلی وابدی و واجب جب کہ ڈاکٹر کا علم حادث و فانی خدائے تعالیٰ کا علم کامل و غیر متناہی اور ڈاکٹر کا علم ناقص و محدود بلکہ محدود سے محدود تر۔

نیز رحم مادر کے ہزاروں احوال و اوصاف مثلاً نطفے کا وزن کتنا ہے اس میں حیوان منوی کتنے ہیں کتنا خون حیض کام میں آیا منٹ منٹ پر وزن و مساحت و مکان، حرکت و سکون کے علم سے عاری فقط ایک حالت غیر یقینی کہ بچہ نہ ہے یا مادہ کا علم بعض امارات و علامات کے ذریعہ حاصل ہو جاتا جو ایک ہی پیٹ کے مختصر احوال کے کڑوروں حصوں سے ایک حصہ کا ہزارواں حصہ بھی نہیں غیب نہیں ہو سکتا بلکہ بعض ایام حمل میں ہی جب تک نطفہ صورت نہ پکڑ لے پانی کی بوند یا خون بستہ یا گوشت کا ٹکڑا ہے ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹری کچھ نہیں چل سکتی کہ نہ ہے یا مادہ۔ اس مشین کے ذریعہ اگر غیب حاصل ہو جاتا تو ہر جاندار کے پیٹ کا حال بھی معلوم کر لیا جاتا جب کہ کوئی بھی ڈاکٹر یا کوئی بھی مشین یہ کبھی نہیں بتا سکتی کہ چیونٹی کے پیٹ میں کتنے انڈے ہیں اور اس میں کتنے زہیں اور کتنے مادہ۔

”فتاویٰ رضویہ“ میں ہے ”قرآن عظیم نے کس جگہ فرمایا کہ کوئی بھی کسی مادہ کے حمل کو کسی طرح تدبیر سے اتنا نہیں معلوم کر سکتا کہ نہ ہے یا مادہ اگر کہیں ایسا فرمایا تو نشان دو اور جب یہ نہیں تو بعض وقت بعض اثاث کے بعض حمل کا بعض حال بعض تدابیر سے بعض اشخاص بعض جہل طویل اور عجز مدید بعض آلات بے جان کا فقیر و محتاج ہو کر اس فانی و زائل و بے حقیقت نام کے ایک ذرہ علم و قدرت سے (کہ وہ بھی اسی بارگاہ عظیم و قدیر سے حصہ رسد چند روز سے چند روز کے لیے پائے اور اب بھی اس کے قبضہ و اقتدار میں ہیں کہ بے اس کے کچھ کام نہ دیں) اگر صحرا سے ذرہ، سمندر سے قطرہ معلوم کر لیا تو یہ آیت کریمہ کے کس حرف کا خلاف ہوا۔“ ۱۸

(ج ۱۲، ص ۴۲) نیز فرماتے ہیں: ہم پوچھتے ہیں اس آ لے نے تم کو اتنا ہی علم دیا جو وہ ہشتم عام و شامل میں ہے جس کا باری عزوجل سے خاص جانتا حال اور خود بحکم قرآن عظیم کفر و ضلال تھا جب تو اعتراض کتنا مانگو لیا ہے اور کس درجہ کا جنون ہے کہ سرے سے مبنی ہی باطل و ملعون ہے اس قسم علم یعنی دانستن کو اگرچہ کتنا ہی ہو حضرت عزت عرت عظمتہ سے قرآن عظیم نے کب خاص مانا تھا اس قسم کے کڑوروں علم عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لیے انہیں ثابت فرماتا ہے ایک اس کے نکلنے میں کیا شاخ نکلی کہ آیت الہی کا خلاف ہو گیا۔ (ج ۱۲، ص ۴۶)

نیز رقمطراز ہیں: نہ سہی اتنا ہی کہو کہ صرف جنین کے بدن میں کس قدر نقاط مانے جائیں گے اور جب یہ ادنیٰ علم جو علوم الہیہ متعلقہ جنین کے کڑور ہا درجے کا ایک حصہ بھی نہیں ہے۔ سب انہیں دو کلموں کے شرح میں داخل ہیں کہ یعلم ما فی الارحام جانتا ہے جو کچھ پیٹ میں ہے تمہاری تنگ نظری کو تاہم وہی دو لفظ دیکھ کر ایسے سستے سمجھ لیے کہ آ لے کی نا چیز و بے حقیقت ہستی پر علم ارحام کے مدعی بن بیٹھے۔ خیر کسی کافر سے کیا شکایت مجھے تو ان نا سمجھ مسلمانوں پر تعجب آتا ہے جو مہمل و بے معنی شکوک و اہیہ سن کر متحیر ہوتے ہیں سبحان اللہ اللہ اللہ کہاں اللہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمُ الْغٰیْبِ وَالشَّہَادَةِ اور کہاں بے تیز بونگا۔ ا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۴۷) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں ہے؟

اسے شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھیں گے یا نہیں؟

مسئلہ سورہ توبہ کے اندر شروع میں بسم اللہ شریف کیوں نہیں ہے اور سورہ توبہ شروع کرتے

وقت بسم اللہ شریف پڑھے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔ المستفتی: محمد عبدالرشید قادری، نوری، بھوپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ شریف ذکر نہ ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کے نزول

کے ساتھ بسم اللہ کا نزول نہ ہوا اس لیے کہ سورہ توبہ میں قہر و جلال اور منافقین پر غیظ و غضب اور ان سے بیزاری

کا ذکر ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم میں رحمت کا بیان ہے اور رحمت کے ساتھ فوراً رحمت کا ذکر مناسب نہیں۔

صاحب خزائن العرفان تحریر فرماتے ہیں کہ اس سورہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی اس کی اصل

وجہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل اس کے ساتھ بسم اللہ لے کر نازل نہیں ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم اللہ لکھنے سے منع فرمایا۔ (کنز الایمان سورۃ توبہ، ص ۳۰۱)

تفسیر روح البیان میں ہے وانما ترک التسمیة اول برأۃ لعدم المناسبة بین الرحمة والرحمة العلی تدل علیہ التسمیة والتعبیری الذی یدل علیہ اول برأۃ وکل سورۃ متوجہ بناج اسم اللہ وصفاتہ وجمالہ وجلالہ فحیث ترکت وکتبت حیث لم تنزل ولم تکتب فلما تنزل فی اول برأۃ ما کتبت فی اولها۔ ۱۰ (ج ۳، ص ۳۸۱) الاتقان فی علوم القرآن میں ہے: قال القشیری الصحیح ان التسمیة لم تکن فیہا لان جبرئیل علیہ السلام لم ینزل بہا فیہا وفي المستدرک عن ابن عباس قال سألت عن ابی طالب لم لم تکتب فی برأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم قال لانہا امان وبرأۃ نزلت بالسیف (ج ۱، ص ۱۳۰، النوع التاسع عشر فی عدد سورۃ و آیاتہ و کلماتہ و حروفہ)

اور رہا سورۃ توبہ کے شروع کرتے وقت بسم اللہ کا پڑھنا تو حکم یہ ہے کہ سورۃ برأت سے اگر تلاوت شروع کی تو اعموذ باللہ، بسم اللہ کہہ لے اور اگر اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی ہے تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں اور حوام میں جو مشہور ہے کہ سورۃ توبہ ابتداء بھی پڑھے جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے یہ محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں ہے: "اما اذا ابتدہا فلیتعوذ ولیات بالتسمیة الہی۔" (ص ۲۹۵)

کتبہ: محمد احمد قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۹/ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر کون سا دسترخوان اُترا تھا اور اس میں کیا تھا؟ حضرت خضر کے نبی یا ولی ہونے میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے حواریوں پر کون سا دسترخوان نازل ہوا تھا اور اس میں کیا کیا چیزیں تھیں؟ (۲) حضرت خضر علیہ السلام کے نبی، ولی ہونے میں اختلاف ہے مگر سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا تحقیق فرمائی ہے وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: اعجاز احمد خاں قادری، سنی مرکز رومیا پارک ٹوگڑہ، سدھارتھ نگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بلا ضرورت سوال نہیں کرنا چاہئے جو مسئلہ حلال و حرام کا ہے اس کے متعلق دریافت کرنا چاہئے تفسیر کبیر میں اس مسئلے کے تعلق سے یہ وضاحت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے حواریوں پر سرخ دسترخوان نازل ہوا تھا، اس میں بھی ہوئی پھلی تھی، جس میں نہ کانٹے تھے نہ ہڈیاں اور اس کا روغن بہتا تھا اس کے سر کی طرف نمک اور دم کی طرف سرکہ تھا اور دسترخوان کے ارد گرد گونا گوں سبزیاں اور پانچ روٹیاں بھی تھیں ان میں سے ایک پر زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر گوشت تھا۔ اصل الفاظ تفسیر کبیر کے یہ ہیں:

”روی أن عيسى عليه السلام لما اراد الدعاء لبس صوفاً، ثم قال: اللهم انزل علينا فنزلت سفرة حمراء بين غمامتين غمامة فوقها وأخرى تحتها، اسی میں ہے: فاذا سمكة مشوية بلا شوك ولا فلوس تسيل دسماً، وعند راسها ملح وعند ذنبها خل، و حولها من الوان البقول ما خلا الكراث و اذا خمسة ارغفة، على واحد منها زيتون، و على الثانی عسل، و على الثالث سمن، و على الرابع جبن، و على الخامس قديد“

(سورہ مائدہ، ص ۳۶۵، ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں تمام صوفیائے کرام و جماہیر علمائے فہم کا موقف یہ ہے کہ وہ نبی ہیں، اور اب تک حیات ظاہری جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ یہی تحقیق سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”انبیاء علیہم السلام سب بحیات حقیقی و دنیاوی جسمانی زندہ ہیں، ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلاً نہ ہوا چار نبی زندہ ہیں: عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام آسمان پر اور الیاس و خضر علیہما الصلاۃ والسلام زمین میں۔ (ص ۴۵، ج ۱۱) تفسیر روح المعانی میں ہے:

”ذهب جمهور العلماء الى انه حي موجود بين اظہرنا و ذلك متفق عليه عند الصوفية قدست اسرارهم قاله النووي، ونقل عن الثعلبي المفسر ان الخضر نبی معبر علی جميع الاقول محبوب عن ابصار اكثر الرجال، وقال ابن الصلاح هو حي اليوم عند جماہیر العلماء و العامة معهم في ذلك۔“ (ص ۳۶۴، ج ۹ سورۃ کہف، آیت ۴۵) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد صابر عالم قادری مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ رزدو الحجہ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

جو دیوبندی سے چندہ لے، اس کی بیوی دیوبندیوں کی شادی میں شرکت کرے،
 تنہائی میں غیر محرم عورت سے ملے، اس کا حکم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

ایک شخص ہے جو دیوبندی سے چندہ لیا ہے، اس کی بیوی دیوبندی رشتہ دار کے یہاں شادی میں شرکت کی ہے اور شخص مذکور ایک کافر لڑکی کے ساتھ پوری رات لاج میں قیام کیا ہے، درانحالیکہ وہ اپنے آپ کو عالم اور خلیفہ کہتا ہے۔ موصوف کے بارے میں امور مطلوبہ یہ ہیں:

(۱) ان سے بیعت کا کیا حکم ہے؟ (۲) جو مرید ہو چکے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟ (۳) ان کو امام بنانا یا تقریر کے لئے بلانا کیسا ہے؟ (۴) ان کو اپنا مقتدی و پیشوا سمجھ کر ملاقات و مصافحہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں جواب دے کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: حاجی عبدالقادر کبیر الہ شریف پورگاؤں بزرگ کھنڈوہ (ایم پی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دیوبندی وغیرہ کسی بد مذہب سے کوئی تعاون لینا جائز نہیں کہ ان سے کسی طرح کا کوئی تعلق دین و ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”ہندو سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لے۔“ حدیث شریف میں ہے: انا لالاستعین بمشرک۔ اھ (ص ۲۳۰، ج ۹، نصف اول)

اور دیوبندی سے چندہ لینا اور برا کہہ اپنے ظاہری وضع قطع کے لحاظ سے مسلمان معلوم ہوتا ہے، جب کوئی پیر اس سے تعلق رکھے گا تو اس کے مریدین اسے واقعی مسلمان سمجھ کر اس سے دوستی کر سکتے ہیں، جو یقیناً ایک بڑا خطرہ ہے۔ واضح ہو کہ دیوبندی سے مراد وہ شخص ہے جو عقیدے کے لحاظ سے دیوبندی ہو۔

اس کی بیوی نے دیوبندی رشتہ دار کے یہاں شادی میں شرکت کی تو اگر شوہر نے اسے دیوبندی کے یہاں جانے سے روکا تھا اور ممانعت میں پوری کوشش کی تھی، پھر بھی وہ چلی گئی تو اس معاملے میں اس پر کوئی الزام نہیں کہ اس کے ذمہ جو تھا ادا کر چکا۔ قرآن شریف میں ہے:

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔ اھ (پ ۱۵، ع ۲)

اور اگر منع نہیں کیا تھا یا معمولی طور پر کہہ دیا تھا پوری کوشش سے روک تھا مگر نہیں کیا تھا تو گنہ گار ہے اور اس کی وجہ سے فاسق ہے۔

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی سخت ناجائز و حرام ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

عن عقبه بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إياكم والدخول على النساء، اه (ص ۷۸۷، ج ۲)

یعنی تم غیر عورت کے پاس جانے سے بچو۔ نیز چند سطر بعد اسی میں ہے:

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يدخلون رجل بامرأة الا مع ذي محرم، اه (ص ۷۸۷، ج ۲)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے، مگر اس حالت میں کہ وہ مرد اس کا محرم ہو۔ ترمذی شریف میں ہے:

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يدخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان، اه (ص ۲۲۱، ج ۱)

یعنی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ جمع ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔ (یعنی وہ دونوں کو برائی پر ابھارتا ہے) لہذا اس کا ایک لڑکی کے ساتھ لاج میں تمہارا ہناوہ بھی اس کے ساتھ پوری رات گزارنا ناجائز و حرام اور فسق ہے اور ایسا فحش جو فاسق معطن ہو اس سے بیعت ناجائز ہے اور لاعلمی میں جو ایسے شخص سے بیعت ہو گیا ہو اسے بعد علم دوسرے کسی جامع شروط سے بیعت چاہئے اور ایسے شخص کو نہ امام بنانا جائز اور نہ تقریر کے لئے بلانا، کیونکہ ان صورتوں میں اس کی تعظیم ہے، حالانکہ شریعت نے اس کی اہانت کا حکم دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ”ایسا شخص ہو تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ اس سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے۔“

لان في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليه اهانته شرعاً، اه (فتاویٰ رضویہ ص ۲۵۷، ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد سفیر الحق رضوی نظامی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

فیصلہ میں امیر و غریب کا فرق کرنا، کسی کو سرعام ذلیل کرنا اور کسی کے جنازہ میں

شریک ہونے سے لوگوں کو روکنا ذاتی دشمنی کی بنا پر فساد کرانا، وغیرہ کیسا؟

(مسئلہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

اندرون ہند مسلمانوں میں متحدہ قیلمے اور ذات ہیں مثلاً سید، انصاری، شیخ، خان، برگریز، منیہار، تلی،

لوہار وغیرہ اکثر مقامات پر ان قبیلوں اور ذاتوں میں ان کے آباؤ اجداد کے زمانے سے کچھ خاص طرح کے رسم و رواج رائج ہیں۔ ان قبائلی اور مقامی رسم و رواج کے تحفظ کے لیے کچھ علاقوں اور خطوں میں ان مختلف برادریوں میں سے بااثر لوگ سردار بن جاتے ہیں، سردار تو کئی ایک ہوتے ہیں مگر جو زیادہ بااثر ہوتے ہیں اور جو پرانی مثالوں کو زیادہ جانتے ہیں اور چند لوگوں کو لے کر گروپ بنانے میں ماہر ہوتے ہیں ویسے ہی سرداروں کو مکمل حق حاصل ہوتا ہے کہ اپنے علاقے میں حق و ناحق کے فیصلے صادر کریں، پرانے قوانین میں ترمیم و توسیع کریں، اور من چاہے نئے قانون کا اضافہ کریں، ان کے نفاذ قانون کا طریقہ کاریہ ہے کہ اگر کسی مجتہد سردار یا علاقے کے بااثر دولت مند شخص سے رسم و رواج کے خلاف عمل یا اور کوئی غلطی ہوئی تو ہلکے سے غصہ کا مظاہرہ کر کے معاملہ رفع دفع کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہی غلطی کسی دوسرے سے ہوئی ہے جس کا کوئی مقام نہیں ہے یا دشمنی کرنا مقصود ہو تو گیارہ روپے یا اکیس روپے بطور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے یا ان سے معافی منگوائی جاتی ہے۔ اور اگر انہیں کسی دشمنی کے عوض ذلیل کرنا مقصود ہو تو دوسری جگہ کسی شادی یا تقریب میں ذلیل کر کے معاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر ان میں سے کسی شخص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دشمنی ہو تو کچھ عرصے کا مجرم قرار دے کر قبیلے میں آمد و رفت بند کر دیا جاتا ہے۔ اس سے بھی تجاوز ہونے کی صورت میں اس مجرم کی شادی اور موت جیسے مواقع پر قبیلے کے دوسرے لوگوں کو جانے سے منع کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی چلا گیا تو وہ بھی مجرم کے مصداق سزا کا حق دار ہوتا ہے۔ ایسے غیر انسانی قانون کے نفاذ میں سردار کا مقصد انتقامی نفس کی تسکین اور قوم پر دبدبہ قائم کرنا ہوتا ہے، کبھی کبھی ایسے فیصلوں کے خلاف کچھ سردار محاذ آرائی کر لیتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قبیلے اور ذات کئی گروپوں میں تقسیم ہوتے ہیں، ان کے درمیان سلام کلام بند ہو جاتے ہیں، رشتے منقطع ہو جاتے ہیں، شادی شدہ عورتوں کو طلاق دے دی جاتی ہے۔ لہذا تفصیلی تحریر کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات شریعت مطہرہ کی روشنی میں مطلوب ہیں۔

(۱) فیصلہ صادر کرتے وقت امیر و غریب بااثر اور کمزور کے مابین امتیاز برتنے والے سرداروں پر اور

بحالت مجبوری ان فیصلوں کے ماننے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) کسی شخص کو سرعام ذلیل کرنا کیسا ہے؟

(۳) کسی شخص کی میت اور اس کے جنازے میں لوگوں کے شریک ہونے سے روکنے والوں پر

شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۴) ذاتی دشمنی کی بنیاد پر قبیلے اور ذات کو الگ الگ تقسیم کرنے والے اور فساد برپا کرنے والوں کے

لئے قرآن و احادیث میں کیا وعیدیں وارد ہیں؟

(۵) انتقامی جذبہ کے زیر اثر سلام و کلام بند کرنے اور کرانے والے، رشتے منقطع کرانے والے اور شادی شدہ عورتوں کو طلاق دلانے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۶) جو سردار فخر و تکبر کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(۷) اسلامی نقطہ نظر سے قبیلے کی سرداری کیسے لوگوں کو سوئی جائے؟

حضور مفتی صاحب قبلہ! یہ حالت قبیلے کی سرداری کا ہے اسکے علاوہ اور بھی غیر شرعی حرکات ہیں، جن کے اصل محرک سرداری ہی ہیں، عموماً کمزور طبقہ سرداروں کے خوف سے اور مذہب کی دوری کی وجہ سے اصلاح کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ بلکہ پڑھے، لکھے اور تھوڑی بہت دینی معلومات رکھنے والے، نماز و روزہ کے پابند لوگ بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہذا حضور والا سے گزارش ہے کہ قرآن و احادیث کی روشنی میں ایک فکر انگیز فتویٰ تحریر فرمائیں تاکہ قبیلے کے ہر فرد میں جہالت اور غیر شرعی امور کے خلاف انقلاب برپا ہو جائے۔

المستفتی: محمد اقبال راجستھانی، رنگ والے، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) مسائل کو چاہیے تھا کہ ان کے درمیان جو رسم و رواج پائے جاتے ہیں انہیں بھی قلمبند کرنا تاکہ غور کیا جاتا ہے کہ ان کے رسم و رواج شریعت مطہرہ کے خلاف تو نہیں ہیں، نیز یہ بھی واضح کرنا چاہیے تھا کہ ان میں جو سردار ہوتے ہیں وہ صرف رسم و رواج ہی کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں یا شریعت کے احکام کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، فیصلہ شریعت کے خلاف ہو تو کسی پر بھی اسے نافذ کرنا، بلکہ ایسا فیصلہ دینا حرام و گناہ ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: "وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ" (مانکہ ۵ آیت ۴۴) اور اگر فیصلہ شریعت کے مطابق ہو تو اسے سب پر یکساں طریقے سے نافذ کرنا چاہیے، ہاں تعزیرات کے باب میں مجرم کے عادی اور غیر عادی ہونے وغیرہ کے لحاظ سے شدت و تخفیف کی اجازت ہے، مگر اس کا امتیاز قاضی شریعت جو امور قضا کا تجربہ رکھتا ہے کر سکتا ہے نہ کہ قوم و قبیلہ کا سردار جو شرعی احکام بالخصوص امور قضا سے کم واقف ہو، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مدارج بھی لوگوں کے حالات و عادات وغیرہ کے لحاظ سے مختلف ہیں جس کا امتیاز عالم دین کر سکتا ہے۔ ہاں حدود کے معاملے میں مکمل یکسانیت کا حکم ہے مگر یہاں حدود نہیں جاری کیے جاسکتے، قبائل کے سرداروں کو چاہیے کہ ان کے یہاں جو مقدمات پیش ہوں ان میں علمائے دین سے مشورہ کر کے ان کی ہدایت کے مطابق احکام نافذ کریں اور اپنی رائے کو دخل نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بلاوجہ شرعی کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو ذلیل کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان کو ناحق تکلیف دینا ہے اور کسی مسلمان کو ناحق تکلیف دینا اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دینا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں: "من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ" یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی (کنز العمال ص ۱۰ ج ۱۶) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بلاوجہ شرعی کسی سنی صحیح العقیدہ کی میت اور اس کی نماز جنازہ میں لوگوں کو جانے سے روکنے والے سخت گنہگار ہیں، وہ لوگ ایسی حرکت سے باز آئیں اور دل میں خوف الہی پیدا کریں اور توبہ کریں ساتھ ہی جن کو ناحق تکلیف پہنچائی ان سے معافی بھی مانگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴-۵) صرف ذاتی دشمنی کی وجہ سے بلاوجہ شرعی لوگوں میں فساد برپا کرنا، باہم سلام وکلام بند کرنا، کرانا، رشتہ منقطع کرنا، کرانا، شادی شدہ عورتوں کو بلاوجہ طلاق دلوانا جائز نہیں۔ ایسا کرنے والے لوگ ظالم، جفا کار اور حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یومہ القیامۃ" یعنی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ظلم کرنے سے بچو بیشک ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہیں (یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوگا۔

(مسلم شریف ص ۳۲۰ ج ۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا یدخل الجنة قاطع رحم" یعنی رشتہ منقطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا (مسلم شریف ص ۳۱۵ ج ۲)

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "لیس منا من خبب امرآة علی زوجها" یعنی وہ شخص ہم سے نہیں جو بیوی اور اس کے شوہر کے درمیان فساد برپا کرتے ہیں۔ (ابوداؤد شریف ص ۲۹۶ ج ۱)

ایسے لوگ صدق دل سے توبہ و استغفار کریں اور قوم پر ظلم و زیادتی کرنے سے باز آئیں اور آپس میں بھائی چارگی پیدا کریں۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ" یعنی مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) فخر و تکبر حرام ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"لا یدخل الجنة من كان فی قلبه مثقال ذرة من کبر" یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا (مسلم ص ۶۵ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) قبیلے کی سرداری ایسے شخص کو سونپی جائے جو دین دار، معاملہ فہم اور مسلمانوں کا خیر خواہ ہونے کے ساتھ علماء سے محبت رکھتا ہو اور ان کی ہدایات پر عمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: غلام نبی نظامی علمی

۲۱ ربی الحجہ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

دعا میں دونوں ہاتھ کھلے ہوں یا ملے ہوں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:
 بعض ائمہ دعا میں ہاتھ کھلے اٹھاتے ہیں اور بعض ائمہ یہیلی سے ہتھیلی ملا کر اٹھاتے ہیں ان دو طریقوں میں سے کونسا طریقہ درست ہے اور دعائے مانگنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

المستفتی: محمد ذکی الدین قادری المتوطن فتح پور سیکری آگرہ، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب دعائے مانگنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وقت دعا قبلہ رو مؤدب دوزانوں ہو کر بیٹھے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر دونوں ہاتھ اس طور پر اوپر اٹھائے کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہونے لگے۔
 احیاء العلوم میں ہے:

ان یدعو مستقبل القبلة ویرفع یدیه بحیث یری بیاض ابطیه (ج ۱ ص ۲۸۸)
 اور اسی میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ان کے باطن کو چہرے کے مقابل میں کر لیتے حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا حتم کفیه وجعل بطونها مما یلی وجہہ“ فہذا ہیئۃ الید۔ البتہ ہتھیلیاں کھلی رکھنا بھی جائز ہے جیسا کہ حسن حصین ص ۱۸ میں بحوالہ ابن عوانہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد حبیب اللہ مصباحی

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

درود تاج و لکھی پڑھنا کیسا ہے؟ ان کو من گھڑت اور ان

کے الفاظ کو کفریہ و شرکیہ بتانے والے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ
 درود تاج اور درود لکھی پڑھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ درود تاج اور درود لکھی کا کوئی ثبوت نہیں یہ من گھڑت ہیں ان درود شریف میں شرکیہ اور کفریہ الفاظ ہیں اس لیے ان کو نہیں پڑھنا چاہیے بکر کہتا ہے کہ تو جھوٹا ہے اور گستاخ رسول ہے جو درود تاج اور درود لکھی پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ درود تاج اور درود لکھی باعث رحمت ہے۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟ بینواتو جروا۔
 المستفتی: محمد عبدالرشید قادری نورتنی بھوپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے ان کو من گھڑت کہنا اور ان کے الفاظ کو شکر کیہ و کفریہ سے تعبیر کرنا ناجائز و گناہ اور فیض رحمت سے سخت محرومی و ملامت کا باعث ہے لہذا زید پر صدق دل سے توبہ و استغفار واجب ہے کیوں کہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث، کتب فقہ و تفاسیر میں بکثرت موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (سورہ احزاب آیت ۵۶) اس آیت کے تحت تفسیر کشاف میں ہے **صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا** ای قولوا الصلاة على الرسول والسلام (ج ۳ ص ۵۶۶) تفسیر خازن میں ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ** ادعوا له بالرحمة **وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** حيوة بتحية الاسلام (ج ۳ ص ۴۳۵) حدیث شریف میں ہے **صلوا علی واجتهدوا فی الدعاء قولوا اللهم صل علی محمد وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید** (کنز العمال ج ۱ ص ۴۹۲)

درود شریف کی کئی قسمیں ہیں ان میں ایک درود، درود لکھی اور درود تاج بھی ہے جن کے بکثرت فضائل و مناقب موجود ہیں لہذا ان کا پڑھنا جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی
 الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

زید چاندی کے لونگ پر سوالا کھ درود اور ختم قادریہ پڑھ کر لٹاتا ہے کیا اس کی کوئی اصل ہے؟ کیا یہ غوث پاک سے ثابت ہے؟ اس کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں

زید حافظ وقاری عامل ہے ایک دارالعلوم چلاتا ہے اور تقریباً سات سال سے جشن غوث الوری بھی مناتا ہے زید نے ایک رسم چار سال سے چالو کر رکھی ہے وہ یہ کہ زید چاندی کی لونگ بنوا کر ان پر سوالا کھ درود شریف اور ختم قادریہ کا ورد کرتا ہے اور جشن غوث الوری میں دارالعلوم کی چھت پر سب کے سامنے موئے مبارک شریف پر گزار کر کے عوام کے سامنے علمائے کرام کے ہاتھوں سے ان لوگوں کو لٹاتا ہے۔ زید نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ جو بھی جس نیت سے لونگ کو لوٹے گا اس کی وہ مراد پوری ہوگی۔ جس کی مراد پوری ہوگی وہ آئندہ سال دس گیارہ لونگ بنواتا ہے، عوام دور دور سے آتے ہیں اور لونگ لوٹتے ہیں جس سے کافی خطرہ دھکا لگنے کا ہوتا ہے لونگ عوام کے پیروں تلے آتے ہیں سائل نے زید سے کہا کہ بجائے آپ ان لوگوں کو لٹانے کے تقسیم کر دیا

کریں تاکہ بے ادبی نہ ہو اس پر زید نے کہا کہ آپ توبہ کریں۔

(۱) ان چاندی کی لوگوں کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۲) کیا یہ لوگ کسی بزرگ خصوصاً سرکارِ غوث پاک دستگیر سے ثابت ہے؟

(۳) کیا اس طرح کرنا بے ادبی نہیں ہے؟ کیا سائل پر توبہ لازم ہے؟ کیا اس سے مراد پوری ہوتی

ہے؟ ایسا کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ اس کو غلط کہنے والے پر کیا حکم ہے؟ اس کے لوٹنے اور لٹانے والے پر کیا

حکم ہے؟ قرآن و حدیث کتب فقہ اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور عند اللہ

ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد علی اشفاق، فیضان اشفاق لائبریری لائباچوک باسنی ناگور راجستان پن ۳۴۱۰۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب (۱) شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہاں تصدق کسی بھی چیز کا جائز ہے اس حد تک

اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) لوگ کسی بزرگ کی جانب منسوب ہونا ہمارے علم میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ

(۳) چاندی رزق الہی سے ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مخلوق کی حاجت پوری کرنے کیلئے پیدا فرمایا ہے

اس لیے بہت سے علماء کرام نے روپیہ پیسہ لٹانے سے منع فرمایا ہے لہذا چاندی وغیرہ یا چاندی کی لوگ بنا کر لٹانا

نہ چاہیے کہ بہت سے علمائے کرام کے نزدیک بے ادبی ہے اور اختلاف علماء سے بچنا بہتر ہے یہ محض چاندی کا

حکم ہے۔

الفتاویٰ البزازیة فوق الفتاویٰ الہندیة میں ہے هل یباح نثر الدرہم قیل لا

وقیل لا بأس به وعلى هذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من كرهه بقوله عليه السلام

الدرہم والدنانیر خاتمان من خواتیم اللہ تعالیٰ فمن وهب بخاتم من خواتیم اللہ تعالیٰ

قضیت حاجتہ (ص ۶۳ ج ۲ الرابع فی الہدایة والمبیرات من کتاب الکراہیة)

اور جب ان لوگوں پر درود شریف ختم قادر یہ پڑھ دیا جائے اور موعے مبارک شریف پر لگا کر گزار دیا

جائے تو وہ لوگیں اور زیادہ محترم و معظم ہو گئیں تو ان کا لٹانا جب کہ پاؤں کے نیچے روندے جاتے ہیں۔ بدرجہ

اولیٰ ممنوع و مکروہ ہوگا کہ اس میں اور زیادہ بے ادبی ہے زید کو اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

کتابوں میں اس طرح کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی کسی بزرگ سے اس طرح کی نسبت کا ہونا ہمیں معلوم

ہے لیکن لوگ یا کوئی دوسری چیز صدقہ کی نیت سے دی جائے تو ممکن ہے کہ مراد پوری ہو کیونکہ صدقات کی وجہ سے

بلائیں ملتی ہیں رحمت کا نزول ہوتا ہے اللہ کی رحمت سے بعید نہیں کہ صدقات کے بدلے میں مراد پوری فرما دے مگر اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ بغیر لوٹائے ہوئے بطور صدقہ تقسیم کر دے نیز لونگ کی شکل بنانا ضروری نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَهُوَ مُخْلَفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّزَاقِينَ**۔

ترجمہ: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور ملے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (سورہ سبأ ۳۳ آیت ۲۹)

حدیث شریف میں ہے عن ابی ہریرۃ یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال اللہ تبارک و تعالیٰ یا ابن آدم أنفق أنفک علیک (ص ۲۲ ج ۱، باب الحسب علی الفقہ المسلم شریف۔ سائل کو توبہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ حق اور صحیح بات کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا تو توبہ تو زید کو کرنا چاہیے کہ بے علم توبہ کرنے کا حکم دے دیا۔

حدیث شریف میں ہے من افقی بغیر علم لعنتہ ملئکة السماء والارض

(ص ۱۹۳ ج ۱۰ کنز العمال) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: ازہار احمد امجدی مصباحی

در بیج النور ۲۵/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

کیا حجام اور درزی کو خلیفہ کہہ سکتے ہیں؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ

کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ حجام اور درزی کو خلیفہ کہتے ہیں اور ایسا کہنا عند الشرع کیسا ہے؟

المستفتی: علی حسن، بنگالپورہ، بیھونڈی، تھانہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس طرح کے الفاظ عرف عوام و جہال میں اس معنی میں بولے جاتے ہیں جس معنی میں وہ

جانتے اور استعمال کرتے ہیں یعنی مخصوص پیشہ والے، جاہل لفظ خلیفہ کے لغوی و شرعی مفہوم سے بالکل نا بلد ہیں، انہیں بے زنی سمجھایا جائے کہ اس پیشے والوں کو خلیفہ نہ کہیں اور ارباب علم و دانش بہر حال اس سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ: شمس الدین احمد علی

۲۵ جمادی الآخرة ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

ولد الزنا نابالغی میں مرجائے تو جنت میں جائے گا؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

کیا حرامی لڑکا اور لڑکی جنت میں جائیں گے اگرچہ وہ دس برس کی عمر میں نابالغی کے زمانے میں انتقال کر گئے ہوں۔ زید و بکر کا اس میں اختلاف ہے زید کہتا ہے کہ دونوں جنت میں جائیں گے کیونکہ یہ گناہوں سے بری ہیں جب کہ بکر کا قول ہے کہ دوزخ میں جائیں گے اس لئے کہ دونوں حرامی ہیں۔ دونوں میں کس کا قول درست ہے؟ بیّنوا تو جروا المستفتی: محمد ریاض الدین رضوی، سو روپ نگر، نئی دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حرامی لڑکا اور لڑکی اگر مسلمان مرد و عورت کی وطی سے ہوں اور نابالغی کے زمانے میں انتقال کر گئے ہوں تو وہ بفضلہ تعالیٰ جنت میں جائیں گے کہ حرامی ہونے میں ان کا گناہ کچھ نہیں، گناہ تو ان کا ہے جنہوں نے بدکاری کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (الانعام: آیت: ۱۶۴) یعنی ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: 'لیس علی ولد الزنا من وزر ابویہ شیئ' (المستدرک للحاکم، کتاب الاحکام، حدیث ۷۰۵۳) یعنی ولد الزنا پر اپنے ماں باپ کے گناہ سے کچھ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ: محمد حسن رضوی

۲۹، صفر المظفر ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی

خطبہ میں قال اللہ کے بعد تعوذ و تسمیہ پڑھنا کیسا ہے؟

کیا اس سے خدا کا تعوذ و تسمیہ پڑھنا لازم آتا ہے؟

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ملت اس مسئلہ میں:

زید نے تقریر کی طرح پڑھا محمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ مع الظالمین جس پر بکرنے یہ اعتراض کیا کہ قال اللہ کے بعد اعوذ باللہ پڑھنا درست نہیں کہ اس سے خدائے تعالیٰ کا اعوذ باللہ پڑھنا لازم آتا ہے جب کہ قرآن پاک میں اعوذ باللہ کہیں موجود نہیں پھر یہ کہ خدا اس سے پاک ہے کہ شیطان سے پناہ مانگے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا اس طرح خطبہ پڑھنا درست ہے کہ نہیں

اس پر بکر کا یہ اعتراض کرنا بجا ہے کہ نہیں کیا واقعی قال اللہ کے بعد تعوذ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا تعوذ پڑھنا لازم آتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام

المستفتی: مولانا سہیل احمد مقام کٹھوتیا، پوسٹ مہراج گنج، کپل دستو، نیپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب اس طرح خطبہ نہ پڑھنا چاہئے کہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قَالَ اللّٰهُ مَقُولُهُ بِنِيءٍ۔ لہذا زید کو تقریر کا آغاز مثلاً اس طرح کرنا چاہئے محمد و نصلی علی رسولہ الکریم اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ یہ ایک مثال ہے وہ خطبے کی جگہ کوئی بھی خطبہ پڑھ سکتا ہے اور آیت کریمہ کی جگہ جس آیت کی تفسیر کرنا چاہے وہ پڑھے آخر میں صدیق اللہ العلی العظیم پڑھے۔ اس طرح وہ شبہ پیدا ہی نہ ہوگا جو سوال میں مذکور ہے۔

لیکن زید نے جس طور پر خطبہ پڑھا وہ ناجائز گناہ نہیں اور اس پر بکر کا یہ اعتراض کہ اس سے خدائے تعالیٰ کا تعوذ پڑھنا لازم آتا ہے بجا نہیں کہ اس سے زید کی مراد ہرگز یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ پڑھتا ہے۔ جس سے اللہ عزوجل کا شیطان سے پناہ مانگنا لازم آئے اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ مراد لے سکتا ہے بلکہ شروع تلاوت میں اعوذ باللہ پڑھنا سنت ہے اس لیے اس نے اپنی طرف سے اعوذ باللہ پڑھا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ كَمَا اَعْمَالُ نِيَّتُوْنَ كَمَا سَمِعْتُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (بخاری شریف)

رد المحتار میں ہے: "قال في النهر واقول ليس ما في الذخيرة في المشرعية وعدمها بل في الاستئذان وعدمه." اه ای فتسن بقراءة القرآن فقط حاصله انه اذا اراد ان يأتي بشئ من القرآن بالبسملة والمحمد لانه فان قصد به القراءة تعوذ قبله والافلا كما لو اتى بالبسملة في افتتاح الكلام كالتلميذ حين يبسمل في اول درسه للعلم فلا يتعوذو كما لو قصد بالمحمد لة الشكر." اه (مطلب في صفة الصلاة ج ۱ ص ۳۸۹)

نیز اسی میں باب الجمعہ مطلب فی قول الخطیب قال اللہ تعالیٰ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم میں ہے "جرت العادة اذا قرأ الخطيب الآية انه يقول قال الله تعالى بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم من عمل صالحا الخ فيه ابهام ان اعوذ باللہ من مقول اللہ تعالیٰ وبعضهم يتباع عن ذلك فيقول قال الله تعالى كلاما اتلوه بعد قولي اعوذ باللہ الخ. ولكن في حصول سنة الاستعاذة بذلك نظر لان المطلوب انشاء الاستعاذة ولم تبق كذلك بل صارت محكية مقصودا بها لفظها وذلك ينافي الانشاء كما لا يخفى فالاولى ان لا يقول قال

اللہ تعالیٰ۔ اھ (ج ۲، ص ۱۳۸) یہ ایسے ہی ہے جیسے قال اللہ کے بعد عزوجل قال رسول اللہ کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قالت عائشہ کے بعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ پڑھنا علماء و محدثین کا معمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: فیاض احمد برکاتی مصباحی

۲۹ رزق و تعدة الحرام ۱۳۲۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین رضوی برکاتی

الجواب صحیح: محمد ابرار احمد امجدی برکاتی





MAKTABA FAQIH-E-MILLAT

442, G. Floor., Gali Saraute Wali, Matia Mahal
Jama Masjid, Delhi-110006
Mob. : 8595439366, 9936919820



KUTUB KHANA AMJADIA

Town Club, Pakka Bazar, Gandhi Nagar
Basti-272001 (U.P.)
Mob. : 9936919820, 9984913636